UNIVERSAL
LIBRARY
OU_228777
UNIVERSAL
LIBRARY

بدر الشروح

شرح

دیوان حافظ

مصنفہ

زبدۂ اہل کمال صاحب حال و مقال فخر اقران و امثال

حضرت مولانا بدر الدین صاحب اکبر آبادی رحمہ اللہ الہادی

تصحیح تام و تنقیح تمام باہتمام احقر عباد اللہ الصمد محمد عبد الاحد وفقہ اللہ المتزود لمعاد

بماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۳ ہجری مطابق ماہ فروری سنہ ۱۹۱۵ء

در مطبع مصطفائی واقع دہلی طبع شد سنہ ۱۳۳۳ ہجری مطابق ۱۹۱۵ء طبع گردید

کاپی رائٹ محفوظ

حسب ذیل کتابین اس کتاب کے مناسبت سے یہان درج کی گئی ہین بڑی فہرست کا مفت بھیجکر طلب فرمائین

عربی ادب کی تاریخ بزبان اردو۔ مجتبائی۔ ایسی تاریخ اپنی ملکی زبان مین آج تک نہین لکھی گئی اور نہ کسی نے اسطرف توجہ کی حالانکہ ایسی تاریخ کی سخت ضرورت تھی چونکہ عربی ایک ایسی فاتح قوم کی زبان ہے جسنے اپنی فتوحات کے نشان دنیا کے ہر طبقہ مین کم وبیش چھوڑے ہین اور بعض حصے دنیا کے تو ایسے ہین جہان اس سعادتمند قوم کے آثار نمایان کے سوا اور کچھ نظر ہی نہین آتا اس حصہ مین زمانۂ قدیم سے لیکر زوال خاندان امیہ تک کی تاریخ ہے زمانہ جاہلیت کے دستور قدیم عربی سلطنتون کا مجمل حال اور اسلامی خلفاء کے زمانہ کی تاریخ بھی نہایت واضح طور پر دی گئی ہے شعراء اور علماء کے بیان جابجا ان کے کلام کے حوالے اور ثبوت بھی عربی اشعار مین دیئے گئے ہین۔

اخبار الاخیار و بر حاشیہ کتاب المکاتیب و الرسائل الی ارباب الکمال و الفضائل مجتبائی فارسی مجتبائی۔ یہ دونون کتابین حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیف سے ہین۔ اخبار مین اولیاء اللہ کے حالات ہین اور ان مکاتیب مین جو حاشیہ پر درج ہین ۶۸ رسالے ہین جو ہر ایک کتاب حاوی مسائل شریعت وجامع فوائد طریقت ہے۔ غرضکہ یہ دونون کتابین نایاب ہو چلی تھین اس سطبع نے دونون کو یکجائی چھاپا ہے کہ انکے فوائد و برکات سے ناظرین متمتع ہون۔

پنج گنج ملفوظات خواجگان چشت اہل بہشت مجتبائی جس مین ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ مسمّٰی بہ انیس الارواح و حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ مسمّٰی بہ دلیل العارفین و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ مسمّٰی بہ فوائد السالکین و حضرت خواجہ فرید الدین گنجشکر علیہ الرحمۃ مسمّٰی بہ راحت القلوب و حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ مسمّٰی بہ راحت المحبین کے ملفوظات نہایت شرح وبسط کیساتھ بزبان اردو باعتبار محاورہ مندرج ہین چونکہ دل سے نکلی ہوئی بات دل ہی میں جاکر ٹھہرتی ہے اس لیے بعد ملاحظہ ملفوظات ہذا انکی باطنی کشش اور حقیقی جذب دل کے متعلق آپ خود بول اٹھینگے گو دل من ملفوظ ملفوظ من

تصفیۃ القلوب مع ترجمہ اردو ضیاء القلوب از حاجی امداد اللہ ایک کالم مین فارسی۔ القلوب بزبان فارسی اور دوسرے مین اس کا باعتبار محاورہ ترجمہ اردو درج ہے مجتبائی

در المعارف از مولانا رؤف احمد برادر حضرت شاہ ابوسعید صاحب مین ملفوظات حضرت شاہ غلام علی صاحب کے بتقید تاریخ و ماہ و سنہ بتفصیل کیفیت مقامات درج ہین۔

صراط مستقیم تالیف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید اس مین اذکار و اشغال ہر ایک خاندان کے لکھے ہین اور بہت سے مسائل اور مکالمات جو اہل اسلام کے لیے ضروری ہین خوب واضح طور سے بیان کیے ہین اور امور بدعت سے سخت تنبیہ کیا ہے فارسی مجتبائی

تذکرہ غوثیہ اردو اس کا تاریخی نام مجرہ معرفہ ہے اس مین حضرت غوث علی شاہ قلندر قدس سرہ کے ملفوظات اور ان کے حالات ہین مجتبائی۔ اس نسخہ حضرت مصنف سلمہ نے بہت کچھ اضافہ کیا ہے جو دیکھنے کے قابل ہے اور آخر مین ایک ضمیمہ بھی لگایا ہے۔ کاغذ ولایتی عمدہ مجتبائی

مختصر حالات و نقشہ مزارات حضرات خواجگان یہ مجموعہ جدید قابل دید ہے حصہ دوم حسین ملفوظات حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ مستی بہ اسرار الاولیاء و ترجمہ ملفوظات سلطان نظام الدین علیہ الرحمۃ مسمّٰی بہ فوائد الفواد مندرج ہے اسکی خوبیان شائقین مطالعہ سے معلوم کرین گے قیمت کامل ہر دو حصہ کاغذ سفید و حنائی۔

تذکرۃ الاولیا فارسی۔ از شیخ فرید الدین عطار۔ اسمین اولیاء کرام کے حالات اور ان کے ملفوظات ہین صوفیون اور واعظون کے واسطے بھی مفید ہے۔ مجتبائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الحافظ الحق المبین - الرحمن الرحیم الموفق المعین - والصلوٰۃ علی شمس الرسالۃ
محمد النبی الامین - وعلی آلہ واصحابہ بدور الدین ونجوم الیقین ۵

اما بعد میگوید بندۂ احقر محمد عبد الاحد رضوی دہلوی کہ ۵

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست آمد آخر زپس پردۂ تقدیر پدید

از مدت دراز میخواستم کہ دیوان حافظ شیرازی علیہ الرحمہ را شرحے بدست آید کہ مضامین دقیقہ واصطلاحات مشکلہ را حاوی وکافل باشد تا درویشان خوش مذاق را بکار آید وکیفے افزاید وصوفی منشانرا از خود برباید - بالآخر من جدّ وجد - برمقصود خود ظفر یافتم ونسخۂ قلمیہ بدر الشروح مصنفۂ مولانا حافظ بدر الدین بن مولانا حافظ بہاؤ الدین نور اللہ قبرہما کہ میان محمد مصلح الدین بن شیخ علاؤ الدین بن شیخ غلام محمد بن حافظ شہاب الدین بن حافظ قاضی علاؤ الدین برادر بزرگ حضرت شارح در ۱۲۵۴ھ ہجری نبوی قلمی نمودہ بودند از کتبخانۂ مجبی مخلصی مولوی ظفر الدین صاحب ابن مولانا اصلح الدین اکبر آبادی کہ یکے از اولاد حضرت شارح مرحوم ہستند بدست آوردم ونعمت غیر مترقبہ پنداشتم زیرا کہ شارح علیہ الرحمۃ پایۂ تحقیق از دست نگذاشتہ ورموزات صوفیہ وکنایات مختفیہ باحسن وجوہ بصراحت تمام بیان کردہ ودر تحریر ابحاث نفیسہ ہیچ دقیقہ فروگذاشتہ - اما چون حامل المتن نبود وتصحیف ناقلان ولغزش مصححان در وے اثرے تمام داشت حتے کہ بسیار جا الفاظ مہملہ وعبارات مخدوشہ موجود بودند واگر شعر بود شرح نبود واگر شرح بود شعر نبود وچون نسخ متعددہ اصل دیوان جمع نمودم وہر ہر غزل وہر ہر شعر را مقابلہ کردم دیدم کہ نسخہ شارح از ہمہ نسخ جداست چند غزل درین نسخہ بود کہ در دیگر نبود وبسیار غزلہاست کہ در دیگر اند ودرین نیست واکثر غزلیات را مقطع ومطلع ہم نبود - افسوس خوردم کہ اینچنین بیش بہا شرح را چہ حال کردند وپے در پے تہذیبش نبردند آخر بمصححان مطبع سپردم وبصرف زر کثیر تصحیح ودرست کنانیدہ در مطبع خود طبع نمودم الحال سوائے چند مواقع کہ اصلا بفہم نیامدہ ہیچ عبارت مخدوشش وبیمعنے نیست وہر مقطع کہ شرحش در کتاب نبود بر حاشیہ موجود است پس این شرحیست عجیب وجلیست غریب حامل المتن مشتمل بر فوائد جمیلہ ومنافع جلیلہ وابحاث رائقہ ومضامین شائقہ فبادروا الیہ یا اولی الالباب - وباللہ الموفق والیہ المآب ۵

احوال حضرت شارح رحمۃ اللہ علیہ

نام نامیش مولانا حافظ بدرالدین ابن مولانا حافظ بہاؤالدین از اولاد حضرت عبداللہ بن سلام صحابی است کہ در حق وے نازل شد وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وسلسلۂ نسبش از انبیاے بنی اسرائیل تا حضرت یوسف علیہ السلام میرسد واز طرف جد فاسد تا شیخ الشیوخ مولانا شیخ محمد صالح قادری اعظمی اکبرآبادی ابن حضرت قطب الاقطاب شیخ عبداللہ المخاطب بہ مخدوم بھکاری قدس اللہ اسرارہ خلیفۂ اول حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ وخزینۃ الاصفیا ومخبر الواصلین وغیرہ از محامد او مملو است۔ اجداد ایشان از خجند کہ از مضافات ماوراء النہر است وطن مالوف ایشان است برائے ادائے مناسک احرام حج بستہ در حرمین شریفین رسیدند وبزیارت مشرف شدند بعد ازاں وقتیکہ سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دکن وگجرات فتح کردہ مراجعت نمود وبر کوہ فتح پور سیکری در ۹۷۸ھ نورالدین جہانگیر پیدا شد وسلطان این مقام را مبارک دانستہ شہر آباد کرد واورا فتح پور نام نہاد دار الخلافت خود ساخت عہدۂ قضا بایشان داد چنانچہ تا ایندم آن خدمت نسلاً بعد نسلٍ در خاندانِ ایشان قابلیت در صدی دوازدہم مولانا حافظ بدرالدین برادر مولانا حافظ علاؤالدین مرحوم قاضی فتح پور ابن مولانا حافظ بہاؤالدین مرجع اقاصی ودانی شدند واز فیوض ظاہری وباطنی خلق اللہ را نفع رسانیدند باز در ۱۱۵۵ھ از فتح پور بحیدرآباد تشریف بردند وساکنانِ آن دیار را بدولتِ فیض خود مالا مال کردند صاحب تصانیف بودند علاوہ شرح دیوان حافظ کہ اکنون بشاہد طبع پیوست۔ صفات الایمان وشرح اللہ صمدۃ الاسلام وخلاصۃ الحکم وعین المعانی ومبدأ ومعاد وشرح گلستان ودیگر کتب از تصانیف ایشان اند۔ اما بجز شرح دیوان حافظ دیگری شائع نشدہ اکنون از خاندان ایشان مولانا ظفرالدین صاحب ودیگر اعزہ موجود اند اخلاق حمیدہ وصفات پاکیزہ دارند خدائے تعالےٰ زیادت عمر وعلم وعمل نصیب ایشان کناد ۔

اعلان

اِس کتاب بدر الشروح کا کاپی رائٹ مولوی محمد ظفر الدین صاحب مصحح صوف سے معقول بدل سے دوام کے لئے حاصل کرلیا ہی کوئی شخص مجاز سوائے اِس مطبع کے اِس شرح یا اِسکے جزو کے چھاپنے کا نہیں ہی

العبد محمد عبد الاحد عفی عنہ پروپرائٹر مطبع مجتبائی دہلی۔ ماہ جنوری ۱۹۰۴ء

Checked 1960

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستایش بیرون از اندازۂ تفہیم افہام مرقدیے را رسد کہ بادِ حدوث و امکان بذاتِ اقدسش نمیتواند وزید۔ و نیایش افزون از احاطۂ ترقیم اقلام مرقیومے را سزد کہ عبارت شبیہ و تعطیل بوجود مقدسش تواند رسید و عبارات جاہ و جلالش از شعرِ شاعران منزہ و آشارات لطف و کمالش از شرح شارحان مستغنی و درود و دلاتیناہی از بارگاہ آلہی نثار آن نقد ہر دو عالم سرمایۂ ایجاد آدم صاحب الفضل والکرم افصح العرب والعجم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد میگوید بندۂ کمترین بدر الدین ولد حافظ بہاء الدین ابن شیخ غلام محمد غفر اللہ لہ و لوالدیہ در عنفوان جوانی کہ ایام نشاط و شادمانی است دل طالب اشعارِ عشق انگیز بود و طبیعت راغب کلمات جنون ریز روزہا در مطالعۂ اشعارِ منتخبہ سفینہا اشتغال مینمودم و وقتہا بخواندن دواوینِ سلف و خالف میبودم آخر الامر از زبانِ خلف و بیانِ سلف چنان مرکوز خاطر گردید کہ دربارۂ عشق و بابِ محبت سخنِ ہیچ یکے از شعرائے متقدمین و متاخرین بسخنان حضرت قدوۃ العاشقین شمس الدین محمد الحافظ شیرازی نمیرسد چنانچہ حکیم آذری در جواہر الاسرار آوردہ "ازاں روزے کہ سخنوران در عالم فانی نزول نمودہ اند ہیچ سخن ہیچکس را اتفاق نیفتادہ است و نخواہد افتاد درین طور چنانچہ حافظ را واللہ علی کل شئ قدیر" و شیخ نور الدین عبد الرحمن جامی در نفحات نوشتہ "وی لسان الغیب و ترجمان الاسرار است بسا اسرارِ غیبیہ و معانیِ معنویہ کہ در کسوت مجازے را اتفاق افتادہ ہیچکس را نیفتادہ و ہیچ دیوانے بہ از دیوانِ حافظ نیست اگر مرد صوفی باشد" لاجرم مدام دیوان حافظ بدست میداشتم و دمے از دست نمیگذاشتم و از مطالعۂ غزلیاتِ شوق انگیز او خواندن رباعیات ذوق آمیز فرحتے حاصل مینمودم و خورسندی بہم میرسانیدم رفتہ رفتہ طبیعت مقتضی آن گردید کہ اگر بر مصطلحاتِ ایشان اطلاعے حاصل شود بر معانی

کلمات اینان تحصیل گردد بسے بہتر و خوشتر باشد بعد از تگاپوے بسیار و جستجوے بیشمار بعضے از کتب مشتمل بر مصطلحات صوفیہ چون مرآۃ المعانی کہ مصنفش قطب الدین جمال ہانسوی ست و گلشن راز کہ تصنیف شیخ محمود جہتری و شرح گلشن راز و بسیارے از رسالہا متضمن مقامات سلوک و تصوف و چندے از شروح دیوان حافظ چون شرح میر ختمی مرید محمد غوث گوالیاری و شرح شیخ محمد دہلوی و شرح شیخ یوسف الہاوری و شرح شیخ محمد افضل الہ آبادی کہ متضمن تحلیل ابیات مغلقہ اند از مطالعۂ اینہا بتوجہ حضرت شمس الدین و تاثر کلمات بزرگان باندازۂ عقل رکیک و مقدار حوصلۂ ضعیف بر مصطلحات ایشان اطلاع یافتم و با درک معانی اینان برداشتم روزے مرکوز خاطر فاتر گردید کہ آنچہ ازین شروحہا بہرہ برداشتہ ام و آنچہ کہ بتوجہ حضرت لسان الغیب بر دلم وارد وقت گردید آنرا بتحریر آرد تا بعضے از آشنایان و برادران و طالبان را نیز ازین بہرہ رسد کہ حلوا بہ تنہا نشایست خورد۔ بنابران شرح بزرگاشتم تا پس ماندگان را یادگاری باشد و بر صفحۂ روزگار از نشانے ماند واللہ الموفق و المستعین

غزل

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا	کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

الا بمعنی دانا و آگاہ باش یا حرف ندا بمعنی اے ایہا حرف زائد کما قال اللہ۔ ایہا العزیز مسنا و اہلنا الضر و نیز لفظ ادب است کقولہ تعالی یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا ساقی در اصل لغت بمعنے نوشاننده آب ہست اما بیشتر مستعمل بر نوشاننده شراب است و در اصطلاح صوفیہ مراد ازین چہار کس اول حضرت حق بموجب وسقاہم ربہم شرابا طہورا چنانچہ در شرح گلشن راز ہست کہ در مراتب تجلیات افعالی حق تعالی خود ساقی گشتہ شراب بعاشقان خودی نوشاند و ایشان چون آن شراب مے نوشند محو فانی میگردند و از کشاکش و سختیہاے عشق خلاصی مے یابند دوم مرشد کامل کنایت از جناب محمد ست صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ در مرآۃ المعانی ہست مرشد کامل در اینجا مصطفی ست ہم نبی و ہم ولی را رہنماست سیوم شیخ بہ نیابت رسول علیہ السلام کہ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ چہارم معشوق کہ شراب حسن معنوی از جام روے وے مینوشند ادر یعنی بگردان اے روان کن۔ کاسا ساغر و نیز مراد روے معشوق چنانچہ مولوی جامی گفتہ ؎ ساغر از دور عارضش کردیم ۔ بادہ خوردیم و این ترانہ زدیم ۔ ناولہا بدہ آنرا و ناول امر است از ناول یناول مناولۃ یعنے

این نسخہ بخط مولوی محمد اسحاق صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ رامپور و بخط مولوی محمد فاروق صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ رامپور و بخط مولوی محمد فاروق صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ رامپور و بخط مولوی محمد فاروق صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ رامپور

چیزے بکسے دادن والف در اول حرف تاسیست و تاسیس الفے را گویند کہ درمیان ردی واو حرفے متحرک واسطہ شود چون شامل و کامل سلمان ؎ رفتند رفیقان و رسیدند بمنزل ✤ در خواب غروری تو ہنوز اے دل غافل ✤ نظام الدین گنجوی ؎ ہمہ سختی از بستگی لازم ست ✤ چو در شکنی خانہ پر ہیزم ست ✤ ترک این الف از عیوب قافیہ نیست آسان نمود اول اشارہ بدانست کہ عاشق را در اول آسان نماید و این ابتدا عشقست و این آسانست بعدہ چون دل را کشتہ کند از علاج گویند و چون تعلق رسید شوق گویند بعدہ چون ترقی پذیرد اشتیاق گویند و شوق گاہ گاہ فرو مے نشیند اما اشتیاق را نقصے نہ و چون از ہمہ منفرد شود محبت گویند و چون فنا و بقا خویش را یکبار در وجود دوست تلف کند آنگاہ عشق گویند و این بسا مشکلست از اینجاست افتاد مشکلہا۔ و نیز از مشکلہا عقدہا اند کہ عارض وقت عاشق میگردند۔ معنی بیت اے محبوب گلعذار و اے دلبر شیرین کار روی خورشید مثال خود را بنما کہ عشق تو در مبادی احوال آسان مینمود اما چون پاے در بادیۂ محبت نہادم از کشمکش و سختیہاے عشق روزم چون شب دردمندان سیاہ و شبم چون روز مصیبت زدگان تباہ و بحیل کہ اے ساقی ازلی شراب عشق لم یزلی بدین مفلس بنوا و درماندۂ مبتلا از روے فضل و عطا حوالہ نما کہ عشق تو در ابتدایش آسان مینمود چون قدم در دائرۂ عشق نہادم پرکار وار سرگردان شدہ ام و مبتلاے صنوف غموم و گرفتار الوف ہموم گردیدہ ام و غیر از مستی عشق برفع غموم عشق کسے نتواند پرداخت چہ سوختۂ آتش را غیر از آتش علاجے نہ و مخمور شراب را غیر از شراب دوائے نہ سوال الا حرف تنبیہ است و این حرف مانع است از عمل کردن بساقی چہ اگر ساقی مراد حضرت حق است او خود عالم الغیب و الشہادۃ ست عِلْمُہٗ بِحَالِی حَسْبِی مِنْ سُؤَالِی و اگر مرشد است او خود مراقب احوال ولیست نہ غافل کہ خود جاے دگر فرمودہ ؎ جام جہان نماست ضمیر منیر دوست ✤ اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت است ✤ جواب منشا تنبیہ غفلت مخاطب است بلکہ منشا اش قلق و اضطراب عاشق است کہ صاحب الغرض مجنون و نیز از براے اظہار شفقت است در حضرت او نہ رفع غفلت کہ ؎ تا نگرید طفل کے جوشد لبن سوال یاے ندا یہ دلالت بقرب و حضور میکند و لفظ مشکلہا و لالت بہ بعد و فراق پس با وجود قرب و حضور بعد و فراق چہ گنجایش داد جواب این قرب و حضور بحکم وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ بطریق علم الیقین حاصل ست و آن بعد و فراق مر سالک را باعتبار آنکہ جویاے عین الیقین است و نیز مشکلات منحصر در بعد و فراق

نیستند بلکه در وصل هم که ؎ ببلبلے برگِ گلِ خوشرنگ در منقار داشت + واندران برگ و نوا خوش نالهاے زار داشت + سوال مصراعِ اول مقتضی طلبِ عشق است و این دلیل عدمِ حصول عشق الهامیان و مصراعِ ثانی مقتضیِ حصولِ عشق است و هر دو با یکدیگر منافات دارند جواب آنست که حالتِ عاشقان بحالتِ میخواران ماند هر چند که دمبدم جامِ شراب در می کشند اما حرفِ طلب از لب نمیگذارند مثل مستسقے چون راهِ عشق راهیست که سالکِ آن راه یعنی عاشق تا هزاران مرتبه دل او بصنوف محن و بلیات و آلام استغنا و عدمِ التفات خون آلود نگردد بوے از وصلِ محبوب بمشامِ جانش نرسد بنابران گوید قوله

ببوے نافهٔ کآخر صبا زان طرهٔ بگشاید	ز تاب جعدِ مشکینش چه خون اُفتاد در دلها

باء سببیه و مراد از نافه مشک از ذکر ظرف و اراده مظروف و الا نافه بوے بدو ندارد ؎ سکندر چون ندانست کان یاوه گوے + ز خونِ نافِ خود راکند نافه بوے + و مراد از بوے مشک بوے خوش آخر یعنے آخر شب که آوانِ وزیدنِ باد صبا است و هنگامِ ورود مشاهداتِ سالکانست که ؎ رو بر در دل بنشین کان دم بسر گاهی + وقتِ سحری آید یا نیم شبے باشد + صبا بادیست که آخر شب بوزد و از وزیدنِ آن بصحرا نافها بگشایند و در گلستان گلها بشگفند مراد از ان فیضِ اقدس طرهٔ اگرچه مختص است بموے که پس قفا در بندند لیکن گاه بمعنی زلف مطلق می آید چنانچه ؎ اے شده طوقِ عاشقان طرهٔ عنبرینِ تو + تاب بیخش جعدِ مشکین مراد صفات جلالیه چون قهر و استغنا و عدمِ التفات و لها ضمیر جمعست اشاره بجمیع عاشقان و نیز صیغهٔ جمع ذکر کنند و تنها خود را مراد دارند چنانچه در محاوره گویند مایان راکه می پرسد یا گویند این شکمها عاجز کرده معنی بیت آنست قسم بدان بوے خوش که آخر شب صبا فیضِ اقدس از سنبلستانِ طرهٔ محبوب که تجلیاتِ آثارے و اسماے صفات بمشامِ جان عاشقان میرساند از تابِ جعدِ مشکینِ او که قهر و منع و استغنا و عدمِ التفاتست چه خون در دلها اُفتاده که زبان و قلم از اداے تقریر و تحریرِ آن قاصراست باید دانست که پیش از ورود تجلیات بوے از تجلیات بمشامِ جانِ عاشقان میرسد تا بدان آگاهی از ورودِ تجلیاتِ مے شود چنانچه رسول را قبل از ورود وحی بوے پیراهن یوسف رسید اکنون هر انکه در عالمِ مجاز رسے است که عاشق تا دست بدامنِ مشاطهٔ نرند و تعبیت اهرا ننماید رهِ محبوب نبرد همچنین طالبِ حق را اگرچه عشق رهبریست قوی ما بوجب ابْعَثُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلَىٰ وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا

؎ طرهٔ دوست بخت موسے پیشانی است دولت بیدار ما بسبب نوشته و اینجا یعنی با قسمیکه ان اشاره است بکلمهٔ او ضمیر هو در وحی راجع بحق است

؎ اول مصنف علیه الرحمة بار اول بسبب نوشته و اینجا یعنی با قسمیکه ان اشاره است بکلمهٔ او ضمیر هو در وحی راجع بحق است

تا دست بدامنِ مرشد نزنند و اطاعتِ امر او ننمایند رہ بوصلِ محبوبِ حقیقی نبرند بنابران گوید قولہ

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیرِ مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسمِ منزلہا

پیرِ مغان اشارہ بمرشدِ کامل ✿ ساقی و پیرِ مغان و مطرب اشعار خوان + مرشدِ کامل بود دریاب و را بے گزند + معنی آنست کہ اے طالبِ صادق موجب فَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ دست در دامنِ مرشدِ کامل زن و خود را کالمیّتِ فی یدِ الغسّالِ در تحتِ ارادہ او در آر و امر او را کوہی منزل پندار و سر از امر او باز مکش اگرچہ ترا امرِ بے نوشی کند زیرا کہ او سالک این راہ است از راہ و رسم و نشیب و فراز این راہ بیخبر نخواہد بود کہ تو مریض و او حکیم فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ چرا کہ حکمِ سالکِ کامل ہر چند در ظاہرِ عقل مخالف مینماید اما در حقیقت وَاسْتَفْتِ قَلْبَکَ وَلَوْ اَفْتَاکَ الْمُفْتُوْنَ ہر چہ مریضانِ عشق را فرماید موافق شریعتِ غرا است چنانچہ نقلست کہ شخصے نزد خواجہ مودود چشتی آمد فرمودند کہ چون آمدہ گفت بارادت فرمود کہ بگو لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ آن شخص چون عقیدت راسخ داشت فی الفور بلا تامل بر زبان آورد کہ لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ بعد از چندے مریدے عرض کرد کہ حضرت در آنروز بغلان کس بنوعے کلمہ تلقین نمودند کہ در شرع جائز نیست فرمود کہ ما ارادہ او را در معرضِ امتحان می آوردم وگرنہ ما کجا و محمد رسول اللہ کجا چہ نسبت خاک را با عالم پاک + و نیز عشق از جملہ افضالِ الٰہی ست کہ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ پس بموجب قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ ترغیب و تحریض ابطالبان می نماید کہ اے طالب سجادہ وجودِ خود را در صبا غانۂ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً بمی عشق مصبّغ ساز لیکن اگر پیرِ مغان ترا امر کند چہ او واقف این راہ است امرِ او خالی از صوابدید نخواہد بود سوال چون عشق از جملہ فاضلترینِ اشیاء است قید اجازتِ پیر از چیست جواب ہر چند کہ افضل ترینِ عبادات است اما بے اجازتِ مرشد فائدہ بران مترتب نگردد و ثمرے ندہد کما فی الذکر والتصور سوال قیدِ پیرِ مغان از چیست جواب آنست کہ ہر کہ دست بدامنِ ناقصے زند کہ او از راہ و رسمِ شریعۃ و طریقۃ آگاہ نبود چون بمکشوفات شبہ و نماید از حلِ آن ماند و اگر برائچہ مکشوفاتِ او شد اعتقاد بندد گمراہ گردد از اینجاست ✿ لکن با صوفیانِ خام یاری + کہ باشد کارخانان خامکاری + ہرگاہ بغیر مودۂ ناقصے انیست اگر خود بخود باشد قباحت از ہمہ زیادہ ✿ خیالاتِ نادانِ خلوت نشین + بہم برزند عاقبت کفر و دین سوال در مصرعِ اول پیرِ مغان گفتہ و در مصرعِ ثانی سالک جواب سالک مراد واقف کار و نیز پیرِ مغان باعتبار مسترشد و سالک باعتبارِ خود و یحتمل کہ پیرِ مغان سیر الی اللہ و چون سیر فی اللہ نہایت ندارد پس صاحبش مدام

سالکست چون در طریق عشق عاشق را راحت و آسایش نمیباشد چرا که گاه در سوزش و گاه در افروزش گاه در نوازش و گاه در گدازش گاه در قرب و گاه در بعد و مدام از حالے بحالے گردان ست بنابرآن گوید قوله

مرا در منزل جانان چه امن و عیش چون هر دم	جرس فریاد میدارد که بربندید محملها

منزل جانان مراد مقام عشق که وصول محبوب حقیقی جز در دار ملک عشق صورت نه بندد جرس مراد حکم لاریبی و نیز جرس مراد خطاب و آن بر دو قسم ست بواسطه خلقا چنانچه فَفِرُّوا اِلَی اللّٰهِ اِنِّی لَکُمْ مِنْهُ نَذِیرٌ مُبِینٌ و بلا واسطه که سالک آنرا در باطن خود می یابد و داعی میگردد بر انتقال از مقام سافل بسوے عالی محمل بربستن کوچ کردن معنی آنست که مراد طریق عاشقی چه امن و چه راحت و چه آسایش و چه فرحت که مدام حکم محمل بستن میرسد و هر دم از حالے بحالے میرانند و بحالتے نمیگذارند و یحتمل که مراکه در منزل عشق فرود آمده ام و بدرد عشق گرفتارم کجا یارا ے آنکه براحت گرایم چون هر دم از جناب معشوق خطاب فَفِرُّوا اِلَی اللّٰهِ میرسد یعنی اعراض کنید از غیر معشوق و متوجه شوید بسوے او و یحتمل که تجلیات معشوق غیر متناهی است و در هر تجلی حسن معشوق ازید و احسن پس بضرورت بمقدار شهود تجلی قلق و اضطراب ست برا ے تجلی دیگر بضرورت قلق علی الدوام بود نه گوید که مراد طریق عشق نه امنست از قلق و نه عیش تحصیل مراد زیرا که هر دم جرس فَفِرُّوا اِلَی اللّٰهِ ندا میکند که آماده شو از سافل بعالی چون بیدردان را از دردمندان دردے نیست از روے بے دردی دردیشان را در نمی یابند و زبان به ملامت میکشایند بنابران گوید قوله

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین هائل	بجا دارند حال ما سبکساران ساحلها

شب تاریک کنایت از ایام هجر که در نظر مهجوران جهان بمنزله شب تاریک است بیم موج کنایت از خوف گرداب کنایه از اجل چنین هائل اشاره است بآن که کشتی وجود هیچکس را از ان گرداب نجات نیست سبکساران ساحلها مراد آنانکه بعشق در نیامده اند و بر ساحل خشک که زهد است نشسته اند معنی آنست من که سفینه نشین دریاے عشقم و مبتلاے هجرانم و خوف رو از پس و گرداب اجل در پیش پس این ظاهر پرستان که مبتلاے زهد اند و بی بهره خونخوار عشق نیفتاده اند چگونه حال مرا در یابند و چرا به ملامت پیش نیایند و یحتمل که مراد از شب تاریک دنیا بیم موج خوف آفات و بلیات گرداب

کنایت از رد و قبول و سبکساران ساحل کنایه از ملائکه که با مر و نهی ما خود و مثاب نیستند و از صفات بشریت آزاد اند و اهل باطن بخطر عظیم که اَلْمُخْلِصُونَ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ یعنے ما که مَسْجُوْنُ سِجْنِ دنیا ایم که اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ و موج آفات و بلیات از هر سو مائل و گرداب رد و قبول در پیش هائل ست که کشتی وجود هیچکس را ازان گرداب نجات نیست پس گروه ملائکه که ازینها محفوظ و مصون اند چرا ازبان بلامت بکشایند و این تلمیح است بقصهٔ آدم و قول ملائکه که اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَاءَ باید دانست که عاشق را دو حالت است حالتے آنست که غرض از میان بردارد و بے غرض با معشوق صحبت کند و او را هم ازین جهت دوست دارد و این حالت نهائیه است و صاحب این حالت را عاشق کامل گویند اینکس رہ بوصل محبوب ببرد و عزیز گردد و حالتِ دیگر آنست که همگی همتِ او مقصور بر مرادِ خویش بود و محبوب را از بهرِ خود دوست دارد و این حالت ابتدائیه است و صاحب این حالت را عاشقِ خود کام گویند این کس رہ بوصلِ محبوب نبرد و بسبب عدم وصل بدنام و رسوائے عالم گردد بنابران گوید قولہ

همه کارم ز خود کامی بدنامی کشید آخر	نهان کے ماند آن رازے کز و سازند محفلها

محفل ساختن اشتهار یافتن معنی آنست که همگی کار و بارِ من بسببِ خود کامی بدنامی کشید یعنی چون همتِ من همگی مقصور بر مرادِ خود بود ره بسرِ منزلِ وصل نبردم و بدنام و رسوائے عالم گردیدم و این رسوائی و بدنامی خود خواهم که نهان دارم مگر نهان داشتن رازے که افسانهٔ محفلها گردید چگونه صورت بندد و محتمل است که مراد از خود کامی خود مرادی معشوق بود یعنی هُوَ اللّٰهُ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ و عدمِ اعطائے وصال که موجبِ قلق و [redacted] بسوے بدنامی یعنی از افراطِ خود کامی معشوق کارهائے من بنا مرادی بجائے رسید که از محبت [redacted] و یُحِبُّوْنَهٗ در جهان آوازه انداختند لیکن در محبت مرا چنان مفلس ساختند که از محبت هیچ کامے و مرادے نیافتم و من بدین حرف شرمندهٔ آفاق شدم و خواستم که رازِ نامرادی و افلاس نهان ماند نهان داشتنِ رازے که شهرهٔ مجالس گردید محالست۔ اکنون بدانکه چون موجبِ حصولِ قربِ معشوق دوامِ اشتغال بیادِ معشوق و استغراق بدوست بنابران گوید قولہ

حضوری گر همی خواهی از و غائب مشو حافظ	متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

متی شرطیه یعنی هرگاه متی ما تلق من تهوی تقدیر کلام چنین است متی اردت ملاقات من تهوی

کقولہ تعالےٰ اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ وع بگذارا ہمال فروگذاشتن معنی آنست کہ اے حافظ اگر میخواہی
کہ بمقام حضوریت معشوق باریابی مدام متوجہ بدو باش وغفلت را بخود راہ مدہ چنانچہ مذکورست ؎ بحکیم
زدن غافل ازان ماہ نباشم ✤ شاید کہ نگاہے کند آنگاہ نباشم ✤ وہرگاہ ارادۂ ملاقات کنی کسے را کہ دست ارادت
تو اورا یعنی چون جویان وصل محبوب ہستی بگذار دنیا را وطلب آن منما واگر حاصل ست فروگزار یعنی ترک دہ
آنرا ودرین بیت خطاب بدل ست یا از جانب محبوب۔ **غزل**

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را	بخال ہندوش بخشم سمرقند وبخارا را

ترک شیراز محبوب شیراز کنایہ از محبوب حقیقی خال ہندو خال سیاہ مراد ازان تجلی ذاتی کہ نور ذات را
سیہ تصور نمودہ اند ؎ سیاہی چون بہ بینی عین آنست ✤ در وچاہے پر از آب حیاتست ✤ سمرقند وبخارا
دو شہر اند معروف کہ خوبرویان آنجا بحسن وجمال مشہور ومراد ازان کونین ودل وجان ودین وایمان چنانچہ نقلست
کہ چون حافظ این غزل گفت بادشاہ آن عصر حافظ را طلبید وگفت کہ تو گفتہ بخال ہندوش بخشم سمرقند
وبخارا را گفت بلے گفت من سمرقند وبخارا را بچندین زر وزور وبشمشیر کشی وجانفشانی فتح کردہ ایم تو بیک خال
ہندو می بخشی گفت من سمرقند وبخارا کہ تو مالک آن ہستی نمی بخشم من آن سمرقند وبخارا کہ ما مالک ایم می بخشم وآن
کونین ودل وجان ودین وایمان ست معنی آنست کہ اگر آن محبوب حقیقی کہ محبوب من ست
دلداری ما نماید وبتجلی ذاتی خود بما عطا نماید بجہت ادائے شکر اینچنین نعمتے از کونین اعراض نمایم وازدل
وجان ودین وایمان درگذرم ودر وفانی شوم وچون حصول این نعمت عظمےٰ بغیر از محبت
الٰہی حصول نہ پیوندد وآن موقوف بارشاد مرشد است بنابران گوید قولہ

بدہ ساقی مئی باقی کہ در جنت نخواہی یافت	کنار آب رکنا باد گلگشت مصلا را

ساقی کنایہ از مرشد کہ نوشاندۂ شراب محبت است مئی باقی محبت حقیقی وشغل وریاضت کہ موجب
فناء سالک وبقاء اوست رکنا باد چشمہ ایست در شیراز گلگشت بمعنے سیر مصلا عید گاہے ست در
شیراز واین ہر دو یعنی رکنا باد ومصلا ریاضتگاہ مردانست کہ اکثر بزرگان آن نواح در انجا آمدہ بعبادت
مشغول میشدند مراد از دنیا کہ جاے محنت است وموجب حصول محبت کہ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْآخِرَۃِ معنی آنست
کہ اے ساقی مئی محبت وشغل اشتغال کہ مایۂ حصول معرفت وسرمایۂ وصول قربت است بما عطا نما کہ چون
ازین دنیا رحلت کردیم واین مقام رکنا باد ومصلے کہ جاے ریاضت وحصول محبت است در جنت

نخواهی یافت زیرا که جای ارشادِ مرشدان وحصولِ محبتِ سالکان همین است وعقبیٰ دار الجزا است چندانکه دریں جا حصول معرفة بود موافقِ آن در انجا رویة خواهد شد وهر که دریں جا بهرهٔ معرفت بدست نیآورد در عقبیٰ از بهره رویت بے بهره است مَنْ کَانَ فِی هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی چون همین ارشادِ مرشد بسلوک درآمد وتجلیاتِ الٰهی برو نازل شدن گرفت وسالک مشغولِ آن گردید ومشغولی بدان سدِّ راه است وگذشتن ازان بے دستگیری مرشد نتوان بنابران گوید قوله

فغان کین لولیان شوخ شیرین کار شهر آشوب	چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را

فغان فریاد لولیانِ شوخ محبوبانِ مجاز ومراد از تجلیاتِ صوری که در مظاهرِ حسنه پیشِ سالک بطرزے تانیس وے وارد مے شود معنی آنست که اے مرشد فغان از دستِ این تجلیات که در دلربائی عاشق بیباک اند وخوش حرکات وپریشان کننده عالم اند که هر دم برنگے دیگر پیش مے آیند وستمگری پیشه میسازند صبر از دل ما چنان ربوده اند که ترکان خوانِ یغما یعنے بنوعے والهه وفریفتهٔ خود گردانیده اند که اعراض ازایشان ممکن نیست مگر بتوجه تو پس بفریادِ ما رس وچون مشاهدهٔ جمال محبوب عاشق را در پردهٔ عصمت نمیگذارد بنابران میگوید قوله

من از آن حسن روز افزون که یوسف داشت دانستم	که عشق آید پرده عصمت بسوزد آن زلیخا را

یوسف نام پیغمبرے مرسل که محبوبِ زلیخا بود ودریں جا کنایت از محبوبِ حقیقی است زلیخا نام عورتے که عاشقِ یوسف بود معنی آنست من از ان حسنِ روز افزونِ آن محبوبِ حقیقی یا از شهودِ تجلیات که بر ما وارد شده تفهم نمودم که عشقِ این آخر کار مایان را از دائرهٔ عصمت بیرون خواهد آورد ودر سوائے عالم خواهد ساخت ونیز محتملست از حسن وجمالے که یوسف داشت وآخر کار عشقِ او زلیخا را از دائرهٔ عصمت بیرون آورد تفهیم ما شد که هر جا که حسن است تقاضا او همین است که عاشقانرا رسوائی کند پس رسوائی ما هم بسببِ عشقست ونیز احتمال دارد که در عالمِ عدم وقتے قدم جلوهٔ جمال را باختلافِ انوار واوصاف تماشا کردم وبقین دانستم که کمین یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ ما را از دائرهٔ عصمت خواهد آورد ودرین ابتلا ها محبوس خواهد کرد لاجرم بظهور آمد - اکنون بدان که در ابیاتِ ما تقدم از زبان ناظم سخنان وارد شده که با دنی شائبست چنانچه دو سوال در بیت دوم یکے آنکه پیشِ طلبی بجناب مرشد کرد که شایانِ آن نبود ودویم آنکه از بیتِ ثانی متوهم مے شود بر اینکه وصال ومعرفتِ اے

موقوف بر ریاضت و این قول مختلف است سیوم آنکه در بیت چارم اظهار عشق کرد که گمان آن واجب است بر سالک اکنون بجواب آنها گوش دار اول آنکه چون طالب صادق از روی شیفتگی پیش طلبی را کار فرمود که بده ساقی مئی باقی احتمال است که مرشد ازان روی که بحال او دانا است و بینا شاید که بدل شده از روی نصیحت درشت گفته باشد بجوابش گوید قوله

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

عفاک اللہ عفو کند ترا خدا تعالے معنی آنست که من از راه نادانی پیش طلبی را کار فرمودم و تو از راه پیش بینی نصیحت مرا سخن درشت گفتی با اینهمه خورسندم عفو کند ترا خدا تعالے این درشت گفتن چه اگرچه این بدگفتن تو در مجاز موجب بد دلیست اما فی الحقیقت نیکو گفتی و سخن تلخ که پند و نصیحت است بلعل شکرخای تو بس زیبا است و محتمل که این خطاب بمعشوق است و عفاک اللہ خطاب بنفس است یعنی ای محبوب من تو از روی استغنای ذاتی که داری بما بد گفتی و ما بد گفتن تو خورسندم ای نفس من عفو کند ترا خدا تعالے از انکه نکو گفتی چون گفتی بدم گفتی و خورسندم که عبودیت را مرعی داشتی بدان که سوال دوم که در بیت ثانی متوهم است که معرفت الٰہی موقوف باعمال ست علماء ظاهری گویند که بنده که بمعرفت الٰہی در دنیا میرسد و بر در قیامت که بنعمته رویت مشرف خواهد شد بسبب اعمال نیک و صوفیه میگویند که اعمال بجا آوردن محض اطاعت مراد است و گرنه حصول معرفت در دنیا و رویته در عقبی محض لطف و فضل اوست که لا یدخل احد منکم عمله فی الجنة ولا یجیره من النار ولا انا الا برحمة اللہ و چون اعمال را موقوف علیه معرفت دانستند البته و بالیقین نظر او بر اعمال متمکن گردد و آن موجب غرور و انانیت میشود و این سد راه سالکست و کفر طریقت بنابران که چون موسے را نظر بر مکالمه افتاد فرمان شد که ان القی عصاک مراد از عصا نظر افتادن بمکالمه و ناظم نیز جائے دیگر گفته ؎ تکیه بر تقوی و دانش در طریقت کافریست ؎ راهرو گر صد هنر دارد توکل باید ش ؎ بنابران بعجز و افتقار می گراید و میگوید قوله

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست	بآب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را

عشق مراد ریاضت و مجاهده از جهة ذکر ملزوم و اراده لازم ناتمام بمعنے ناقص و جمال مراد لطف و فضل اگرچه در مجاز جمال خوبی را گویند اما فی الحقیقت جمال لطف سیرتست از نیجا است که ان اللہ جمیل یحب الجمال معنے آنست که لطف بے غایت او موقوف علیه بریاضت ما نیست و جناب او از عشق ما بی پروا نه

چون جمالِ روی زیبا که موقوف علیه بخال و خط و آب و رنگ نیست پس هر کرا می نوازد محض لطفِ اوست و الا نه طاعتِ نه لکه سال ابلیس کجا پس از مضمونِ این بیت معلوم شد که چون حصولِ معرفتِ الٰهی محض بلطفِ اوست پس ریاضت کردن چه نفع دارد نظر بر لطفِ او چرا نباید داشت بدانکه خاص نظر بر لطفِ او گماشتن و دست از طاعت باز داشتن نیز گمراهیست و مذهبِ زنادقه است وچون انکشافِ این معنے که سترے از اسرارِ الٰهی ست مستحیل است و مافیه قولٌ مختلف چنانچه ناظم خود گفته

قومے بجد و جهد نهادند وصل دوست ✣ جمعے دگر حواله بتقدیر میکنند ✣ و مذهبِ صوفیه آنست که بقدرِ وسع از فرائض و نوافل بجا آرد و تقصیرے نورزد و نظر بر اعمال نفگند از دو بران تکیه نکند و چون اشتغال کردن درین قال و قیل سالک را از طلب باز میدارد بنابران تعرض میکند و میگوید قوله

حدیثِ از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو	که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را

از مطرب و مے مراد عشق از ذکر لازم و اراده ملزوم را زکنه اسرار از دہر از اہل دہر کقوله وَاسْئَلِ الْقَرْیَةَ اے من اہل القریه معنے آنست که ازین قیل و قال باز آئی و سخنانِ عشق و محبت را بپرس و انکشافِ اسرارِ الٰهی از اہلِ زمانه مجوے که این اسرارِ الٰهی معمائیست که هیچکس نکشود و نخواهد کشود و چون واقف شدن بر اسرارِ الٰهی بحکمتِ عقلی و فکری نمی تواند شد بنابران گوید قوله

نصیحت گوش کن جانان که از جان دوست تر دارند	جوانانِ سعادتمند پندِ پیرِ دانا را

این بیت خطاب است از مرشد بستر شد جانان خطاب بستر شد از روے لطف و مرحمت معنی آنست که اے طالبِ صادق این نصیحتهاے ما را گوش کن و بدان عمل نما که جوانانِ سعادتمند پندِ پیران را از جان عمل نمایند و بدان پند گیرند و چون این غزل مملو از لآلی سخنها است و سزاوار تحسین بنابران گفته یا از جانب مرشد امر شده قوله

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ	که نظمِ تو فشاند فلک عقدِ ثریا را

ثریا هفت ستاره اند و قیل شش و آنرا بنظم تشبیه کنند معنی آنست که اے حافظ غزل گفتی یا در سفتی بیا و با حسنِ وجه برخوان که سخنِ تو بمنزلے رسیده است و شایانِ آن گردیده که فلک عقدِ ثریا را نثارِ آن سازد غزل

اے فروغِ ماهِ حسن از روے رخشانِ شما	آبروے خوبی از چاهِ زنخدانِ شما

اے حرفِ ندا و منادی محذوف و آن محبوب فروغ روشنی ماہِ حسن اضافت بیانیہ کنایت از محبوبان مجاز روے رخشان کنایت از ذاتِ محبوبِ حقیقی چنانچہ در مرآۃ المعانی است ؎ روے از روے حقیقت ہست ذات ✤ ہر چہ غیر از رو بود باشد صفات ✤ و ناظم روے محبوب را بکنایت بآفتاب تشبیہ دادہ چہ ماہ اقتباس نور از آفتاب میکند کہ نُوْرُ الْقَمَرِ مُسْتَفَادٌ مِّنْ نُوْرِ الشَّمْسِ و این را التشبیہ بالکنایہ گویند کہ مشبہ کہ روست بیان کرد و مشبہ بہ را کہ آفتاب است محذوف نمود آبرو ے تازگی و درخشندگی چاہ زنخدان عبارت از کمالِ حسن و جمال معنے آنست کہ اے محبوبِ من ماہِ حسن افروغ از روے رخشانِ شماست و تازگی و درخشندگی جمال و خوبی از لطفِ تست یعنی محبوبانِ مجاز را زینت و بہا از تست و جہانیان را از تو زینتے است درست و بحقیقت کہ اے محبوبِ من روشنیِ ماہِ حسن صوری و معنوی در عالم غیبی و شہادتی از ذاتِ شماست ہر دو عالم یک فروغِ روے تست ✤ و چون عاشق را مدام ہمین ارادہ است کہ مشاہدۂ وصال بجمعیت دست دہد و ہیچ عوارض در پیش نباشد بنابران گوید قولہ

کے دہد دست اینغرض یارب کہ ہمدستان شوند	خاطرِ مجموعِ ما زلفِ پریشانِ شما

دست دادن حاصل شدن ہمدست یکجا و متفق معنے آنست کہ امید واریم کہ کے حصولِ این مطلب شود کہ خاطرِ مجموعِ ما و زلفِ پریشانِ شما باہم ہمدستان شوند یعنی وصالِ شما بجمعیت وقت میسر آید و نیز مصراعِ ثانی را وجوہ کثیرہ در شروح دیدہ شدہ لیکن بدو سہ وجہ کہ بفہم اقرب و بمطلب نزدیکتر باشد اکتفا میکند وجہ اول خاطرِ مجموع ازین جہت گفتہ شدہ کہ ہنوز عشقِ او بکمال نرسیدہ یا در واقع ہمچنین است یا بجہت کسرِ نفس خود را غیرِ عاشق قرار دادہ طلبِ عشق میکند و میگوید کہ خاطرِ من بسببِ عاشق ناگشتن کہ جمعیت با زلفِ پریشان کے ہمراز خواہد شد و پریشانی خواہد رسید چنانکہ حق تعالے ہر کرا دوست دارد مبتلا بغم میگرداند اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اِبْتَلَاهُ فَاِنْ صَبَرَ اجْتَبَاهُ فَاِنْ اَحَبَّهُ حُبَّ الْبَالِغِ اِقْتَنَاهُ وَاِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اِبْتَلَاهُ فَاِنْ صَبَرَ اجْتَبَاهُ وَاِنْ رَضِيَ اصْطَفَاهُ - وجہ دوم آنکہ خاطرِ مجموع از انجہت کہ در معنی اول نگاشتہ شد و زلفِ پریشانِ عالم کثرت چنانچہ زلفِ پریشان سایر خسارہ ہمچنین عالمِ کثرت سایر وحدت است معنی آنست کہ کے خاطرِ مجموعِ ما و زلفِ پریشانِ شما ہمراز شوند اے ہر دو یکی شوند یعنی از عالمِ کثرت و مقیدات بعالمِ وحدت در آئیم و ہیچ اندیشہ عالم کثرت نماند

وجہ سیوم مراد از زلف تعینات بر عارض ذات ؎ ہر حلقہ کہ بست دل ز صد خلق ربود ✣ و پریشانی زلف عبارت از ارتفاع او از نظر سالک ست معنی آنست کہ کے حاصل شود اے پرورندہ عاشقان بزلال وصال کہ یکجا شود جمعیت قلب با پریشانی کہ علت جمعست ؎ تا پریشان نکند زلف ترا باد صبا متصور نشود خاطر جمعیت ما ✣ چون عاشق را از غایت اشتیاق ہر دم قلقے روے میدہد و با مید وصال ہر دم جان بلب میرسد بنابران میگوید قولہ

عزم دیدار تو دارد جان بر لب آمدہ	باز گردد یا برآید چیست فرمان شما

معنی آنست کہ اے محبوب من از غایت اشتیاق دیدار تو جان بلب رسیدہ الحال حکم تو چیست باز گردد یا برآید یعنی اگر وقت وصال رسیدہ برآید والا باز گردد و چند روز دیگر صبر نماید و تن بہجر دہد و عاشق را تا کہ آلودہ اغراض نفسانیت و آغشتہ وساوس شیطانی بمعشوق راہ نیست بنابران بزبانی محبوب گوید قولہ

دور دارا ز خاک و خون دامن چو بر ما بگذری	کاندرین رہ گشتہ بسیارند قربان شما

خاک و خون الوان بشری معنی آنست کہ اے عاشق غریب ما اگر بحضرت ما آمدن میخواہی پس دامن خود را از خاک و خون باز دار یعنی آغشتہ اغراض نفسانی و آلودہ وساوس شیطانی مشو و فریب آنہا مخور یا آنکہ بصیقل ریاضت زنگ زدا اے بشریت شو بحکم نَفْسُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهَا ذَنْبٌ۔ منشاء فسادات و مانع از رفع درجات ہمین وجود است ورنہ افاضہ وجود مطلق بجمیع عباد علی السویہ است علت مصرع اول مصرع ثانیست کہ اینہمہ از انجہت میگویم کہ در راہ خصوصیت ما و تو بسیار کس از غایت حسد قربان گشتہ چنانکہ ہاروت و ماروت و ابلیس چنان نشود کہ ز ہر چند گی ایشان گردد تو محروم بانی چون مصلحتا چند روز وصال در معرض توقف افتاد و عاشق دمبدم در غلبہ اشتیاق بنابران گوید قولہ

با صبا ہمراہ بفرست از رخت گلدستہ	بو کہ بوے بشنویم از باغ و بستان شما

صبا کنایہ از فیض باطنی و نیز مرشد کہ رساننده است بوے معشوق بعاشق از رخ گلدستہ فرستادن کنایہ از عطاء شہود تجلیات است و نیز فرستادن پیغام بوے بمعنے باشد باغ و بستان بحکم وَلِلّٰهِ جَنَّةٌ لَيْسَ فِيهَا حُورٌ وَلَا قُصُورٌ تَجَلَّى رَبُّنَا ضَاحِكًا مراد وجہ اللہ است یعنی ذات کہ نفخہ روحانیت معنی آنست کہ اے محبوب من تا دریافت دولت وصل اصلت کہ بمفارقہ قالب میسر

می آید همراه فیض ابواب مکاشفات بر من مکشوف گردان که تا بنسیم تجلی ذات که مستجمع اسما و صفات است از رخت که وجه الله است بهره ور گردیم و به ذوق آن بر تلخی عشق مطلع نشویم و از کشاکش دوران برهم و در بعضے نسخه بجاے باغ و بستان از خاک بستان شما دیده مراد از خاک بستان وجود محمدی که هر چه از حق فائض میشود اول بحضرت بعده بانبیا پس اولیا پس عامه یعنی بسبب آن نسیم مشاهدات بهره ور گردیم از کمالات محمد علیه السلام و چون مستوری را در مقام عشق و شهود گذر نیست بنابران گوید قوله

کس بدور نرگست طرفی نه بست از عافیت	به که بفروشند مستوری بمستان شما

نرگس کنایه از چشم و مراد ازان شهود تجلیات طرف بستن کنایه از حاصل نمودن مستوری زهد و تقوی مستان کنایه از چشمان معنی آنست که اے محبوب من در دور شهود تجلیات تو هیچکس از عاشقان عافیت حاصل نکرد بهتر آنست که مستوری را یعنے زهد و تقوے را بعوض مستان که شهود تجلیات است بفروشند و تحمل کنند نرگس مستان کنایه از اسم بصیر و در حیطه اوست امور غیبیه و شهودیه معنی آنست که هیچکس بسبب حیطه و مشاهدهٔ اسم بصیر بهمه اوامر و نواهی و طاعت ریائی کناره عافیت و رجا و جمعیت از بحر مرض خوف و تفرقه حاصل نکرد و ستر معاصی هیچ فائده ننمود فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا چون ستر معاصی هیچ فائده نمیکند بهتر آنست که بفروشند و بر باد دهند مستوری ریا آمیز را بواسطهٔ اطلاع مستان شما سوال و لفظ مستان بلفظ جمع چون ذکر کرد جواب هر واحد از لفظین اول و ثانی متضمن اسم بصیر ست پس یک اسم باعتبار تحقق در تبیین بمنزله دو اسم است - چون کار عاشق مدام بگریه و زاریست و آن بموجب البکاء تحصیل المرادات چشمداشت وصال میشود بنابران گوید قوله

بخت خواب آلود ما بیدار خواهد شد مگر	زانکه زد بر دیده آبے روی رخشان شما

خواب آلود خفته مگر یعنے تیقن روی رخشان شما یعنے عشق روے رخشان شما معنی آنست که مفهوم میشود که تحقیق بخت خواب آلود ما بیدار خواهد شد و این فراق بوصال مبدل خواهد شد زیرا که روے رخشان شما آب بر دیدگان ما زد یعنے عشق روے رخشان شما چشمهٔ آب از دیدگان ما جاری ساخت و یقین است که چون آب بر خفته اندازند بیدار شود تا که عاشق بمشاهدهٔ محبوب نرسد هرگز روی صید ندهد چون رسیدن بمراد بے توجه مردان محال که هِمَّةُ الرِّجَالِ تَقْلَعُ الْجِبَالَ بنابران میگوید قوله

اے شہنشاہِ بلند اختر خدارا ہمتے | تا ببوسم ہمچو گردون خاکِ ایوانِ شما

شہنشاہِ بلند اختر کنایۃ از مرشد است خدارا برائے خدا ہمتے توجہے بوسیدنِ خاکِ ایوان کنایۃ از قربِ صوری و معنوی معنی آنست کہ اے محبوبِ من بے توجہ تو کارِ من پیش نمیرود و برائے خدا ہمتے در کارِ ما کن تا ہمچو گردون بخاک بوسی ایوانِ شما اشتغال نمایم یعنے قربے بجناب تو حاصل نمایم و تو بر سم چون از جنابِ مرشد دور افتادہ بنابران طلبِ پیغامبری میکند قولہ

ای صبا با ساکنانِ شہرِ یزد از منِ بگو | کای سرِ ناحق شناسان گوی ایوانِ شما

صبا کنایۃ از قاصد شہرِ یزد کنایۃ از شہرِ حقیقت و ساکنان شہرِ یزد کنایۃ از مرشد مثل ملازمانِ سلطان ناحق شناسان مجازیان و متعصبان و ظاہر پرستان معنی آنست کہ اے قاصد صبا مثال از جانبِ من بجنابِ مرشد عرض رسان کہ اے کسے کہ سرِ ناحق شناسان قربان گوی میدانِ شما باد و تحیل کہ بفحوائے قال ع اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ و مراد از اہل القبور واصلانِ حق کہ بمرتبہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا رسیدہ اند ساکنان شہرِ یزد کنایۃ از عارفان و صحابہ از غایتِ قلق اند بعامہ سلف می نماید کہ اے صبا قاصد مثال از جانبِ من شکستہ بال بجناب عرفاء سلف معروض دار کہ اے عارفان باللہ سرِ ناحق شناسان تصدق و قربان شما باد قولہ

گرچہ دوریم از بساطِ قربِ ہمت دور نیست | بندۂ شاہِ شمائیم و ثنا خوانِ شما

اگرچہ بجسم از محفلِ فیضِ منزل دور افتادہ ایم لیکن ہمگی ہمت و تمامی نہمت بجانبِ شما مصروف است اگرچہ بندۂ شاہ شمائیم کہ خالق الخلائق است و بقیدِ عشقِ او مقیدیم لیکن ثنا خوانِ شما بموجب مُحِبُّ الْمَحْبُوْبِ مَحْبُوْبٌ و تحیل کہ بہ برادرانِ بیعت نوشتہ بعد ازاں ملتمس خود عرض میکند قولہ

دل خرابی میکند دلدار را آگہ کنید | زینہار اے دوستان جانِ من و جانِ شما

معنی آنست کہ ملتمسِ ما آنست کہ دلِ من از روئے شیفتگی خرابی میکند و بیتابی پیش مے آرد از حالِ من آن دلدار را خبر کنید و توجہ دربارۂ ما نمائید البتہ اید دوستانِ من کہ جانِ من و جانِ شما بحکم اَلْفُقَرَاءُ کَنَفْسٍ وَاحِدَۃٍ یکے ست قولہ

عمرتان باد امرادلے ساقیانِ بزمِ جم | گرچہ جامِ ما نشد پُر مے بدورانِ شما

معنی کہ اے ساقیان بزمِ جم کہ نوشاندۂ مے محبت بعاشقانِ الٰہی ہستید و تا حال بکامِ خود نرسیدہ ایم

وہیچ توجہ دربارۂ ما نکردہ اید با آن در دعا گوئی شما ایم کہ عمر شما مرا دما باد یعنی چندانکہ ما می خواہیم یا چندانکہ شما خواہید اُمیدواریم کہ بمین شمارہ بمقصد خود بریم چون از التماس فارغ شدم باز مناجات بجناب محبوب مے کند کہ قولہ

میکند حافظ دعای بشنو و آمین بگوے	روزی ما باد لعل شکر افشان شما

معنے آنست کہ اے محبوب من حافظ دعاے میکند و آن اینست کہ لعل شکر افشان کہ عبارت از لطف دلنواز شما است روزی ما شود اے دربارۂ ما شود پس تو ہم بشنو دعاء مرا و آمین کن کہ بمین آمین تو مستجاب شود و بمقصود رسیم و نیز لعل شکر افشان مراد از و کلام منزلست کہ اولیاء را بواسطۂ صفاے دل روے مے دہد ۔ ؎

غزل

بملازمان سلطان کہ رساند این دعا را	کہ بشکر باد شاہی ز نظر مران گدا را

ملازمان لفظ ادبا سلطان محمد و مرشد دعا پیغام بدانکہ سالک مدتے گرفتار بلا و رنج کہ در راہ عشقست ماند و ہیچ نوع بنواز شے معزز نکرد و خود را در آنحضرت بار نیافت کہ اظہار عرض خود کند بالضرور طلب پیغمبری میکند و ندا عامیانہ نمیکند یعنی کیست کہ بریحال زار ما رحم آرد و این پیغام بجناب آن دلدار رساند کہ بشکر آنکہ اللہ تعالے ترا برگزیدہ و سروری بخشیدہ ما تشنگان بادیۂ حرمان را از زلال وصال خود محروم مدار کہ اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ بدان کہ سالک را چار مانع اند دنیا و خلق و نفس و شیطان دفع دنیا بقناعت و دفع خلق بعزلت و دفع نفس و شیطان جز بتوجہ پیر و التجا بحق ساعۃ ساعۃ نیست بنا بران مے گوید قولہ

ز نیب دیو سیرت بخدا ہمی پناہم	مگر آن شہاب ثاقب مددے کند خدا را

نیب دیو سیرت نفس امارہ و شیطان شہاب ثاقب نجم است موکل بر رجم شیاطین مراد مرشد خدا را واسطۂ خدا معنی آنست کہ از دست این نفس امارہ کہ اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ در حق اوست یا شیطان کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ہر دم بمعاصی میکشند و از راہ حق باز میدارند بہ تنگ آمدہ ام و ہیچ نوع رہائی نیابم بنا بران شب و روز بلکہ رجوع ما دمبدم بحضرت حق است تا باشد کہ باشارت الٰہی آن ارشاد مآب و از براے خدا مددے کند و توجہ در حق ما نماید تا بران شہین لطیم ظفر یابیم چون گریہ و زاری مستر شد بے توجہ مرشد قبول نمی اُفتد بنا بران گوید قولہ ۔

لہ کان کرامہ ۱۲

بخدا که جرعهٔ ده تو بعاشقِ سحرخیز	که دعای صبحگاهی اثرے کند شمارا

بخدا قسم بخدا جرعه قطره شمارا بواسطهٔ شما معنے آنست که اے مرشد جرعهٔ محبت در کاسهٔ دلِ عاشق ازخمخانهٔ خود بریز تا دعاے صبحگاهی عاشق قبول افتد شمارا اے بواسطهٔ امداد شما وبحیثیل که بنام خدا جرعه بخور نریزی سحرخیز معطا کن از فیاضِ حقیقی درخواست نما از انکه دعاے صبحگاهی که شما راست اثرے میکند و درجذب محبوب قریب الاستجابت است چون مسترشد بتوجه مرشد بمشاهدات رسید مشاهد بین التجلی والاستتار است و آن موجب قتل عاشقان ست بنابران گوید قوله

چه قیامت ست جانان که بعاشقان نمودے	رخ همچو ماهِ تابان دلِ همچو سنگِ خارا

رخ همچو ماه تابان ظهور وجه الله دلِ همچو سنگِ خارا استغنا واستتار وجه الله معنے آنست که این چه قیامت است جانِ من که بر سرِ عاشقان آوردی یعنی اول ظهور تجلی بما کردی واز ان آتشے در دل ین غمزده انداختے وباز آن تجلی را مستتر کردی وسنگدلی را کار فرمودی که هیچ بمداوات آنهانمی پردازی وچون معشوق قادرست بر آنکه بے فنا عاشق جلوه گری کند بنابران گوید قوله

دلِ عاشقان بسوزی چو عذار برفروزی	تو ازین چه سود داری که منی کنی مدارا

عذار وجه الله معنے آنست که اے محبوب من دلِ عاشقان وعاشقان در معرض قتل می آری وتقلیم عذار وجه الله را عیان میکنی وچون معشوق قادرست که بے فنا عاشق جلوه گری کند چنانچه در بهشت عاشق تشنه زلالِ وصال باید استفهام می نماید که ترا چه حاصلست از انکه مبن بشیوهٔ قهر پیش می آئی وهر گاه که تجلی کنی مرا فنا نمائی چرا انچه مقتضاے عشق است وصال بے فنا را مدارا ورحمت عطا نمی فرمائی رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا + دلیلے ست بران که نمیکند مدارا ودر نسخے دل عالمے دیده شد مراد از دلِ عالم خلاصهٔ افرادِ عالم بود که عارفست ومی تواند بود که عالم بکسر لام بمعنے دانا وعارف بود چون در حالت تجلی واستتار هر دم بهمین انتظارے باشد که بواردی مژده تجلی رسد وبسخنے از سخنان دوست که اورا بسبب حصول صفای دل وحی خفی ے باشد گوید قوله

همه شب در این امیدم که نسیم صبحگاهی	به پیام آشنائی بنوازد آشنا را

نسیم صبحگاهی و ارد ثنا را اول مراد معشوق و ثانی بمعنی عاشق معنی آنست که همه شب مرا درین امید گذشت که الحال واردے از واردات بمن در رسد و پیغامے از آنجناب بعاشق زار رساند نمیدانم که باین دولت مغز خواهم گشت چون شیطان مانع و را هزن این راه است گوید

قوله | مژهٔ سیاهت ار کرد سوی خون با اشارت | زفریب او بیندیش غلطی مکن نگارا

مژهٔ سیاه مراد از تعیین که عارض ست بر اسم المضل چون ابلیس معنی آنست که جوانمرد مرتبهٔ اضلال اگرچه بقول خود وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اشارت بگشتگی و مجوری کرد و پس از فریب او که در حق من کرده بیندیش و مراقب احوال ما باش تا چنان نباشد که به تیغ فرقت و مهجوری کشته کردم و غلطی مکن نگار ولقاے ابدی کرامتم فرما و رحمتے کن در حق ما زیرا که مَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ یاد غلط میندار بندهٔ خاص خود را بمقتضاے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ و بحیل که مراد از چشم ذات خواسته و مراد عشق داشته پس از مژه سختیها و رنجهاے عشق مراد باشد چنانچه مژه حاجب چشم ست سختیها نیز سدراه عشقست معنی آنست که این سختیهاے عشق تو اگرچه سدراهِ من شده اند و مرا در معرض هلاکت افگنده اند پس از فریب اینها که در حق من کرده اند و سدراهِ من شده اند بیندیش و در حق ما غلطی مکن اے ما را فراموش مساز و توجهے در بارهٔ ما کن که ازین رنجها رهائی یابم چون کشمکش عشق موجب پریشانی و هلاک عاشقانست بنابران گوید قوله

دل مستمند ما را بشکنج زلف بردی | مشکن دل ضعیفم نبوازین گدا را

شکنج پیچ و تاب زلف مراد جذبه ست زلف نام جذبهٔ ذات حق است + دل که قید شش گشت جان مطلق است + معنی آنست که اے محبوب من این دل دردمند حافظ را بپیچ و تاب جذبهٔ عشق مداختی ملتمس آنست که این دل ضعیف ما مشکن اے گرفتار کشمکش ما و رحمی بحال این غریب نما و بمراد برسان و بحیل زلف عبارت از اسماے جلالیه که تعینات اوّلیه اند و شکنج زلف کنایت از تسلط و غلبه شانست برخلاف مقتضاے طبع چون دلربائی و استغنائی معشوق موجب خونخواری عاشقانست گوید قوله

زفریب چشم جادو دل دردمند خون شد | نظری فگن بحالش بُتِ دلربا خدا را

فریب اول دلربائی نمودن و بعده استغنا نمودن و مراد از چشم ذات ست هست چشم اینجا بمعنی تقدم کو عیان بتید وجود کائنات + و ضمیر شین جانش راجع است بدل دردمند معنی آنست که اے محبوب من

از من دلربائی کردن و باز استغنائی نمودن تو یا از تجلی صوری تو دل مستمند ما خون شد پس ای بت دلربا از برای خدا نظری بحال آن دل مستمند کن و رحمی بر و نما چون دوا و درد عشق غیر از لطف معشوق نیست بنابران گوید قوله

چو طبیب دردمندان لب لعل یار باشد	دل دردمند عاشق ز که جوید این دوا را

دردمندان عاشقان مراد از لب لطف ☜ لب که شیرین جوے شد لطف خداست ✤ باغ جانرا از آب او نشو و نماست ✤ معنے آنست که ای محبوب من چون طبیب دل دردمندان و حکیم رنج مشتاقان غیر از لطف معشوق نمیتواند شد پس دل دردمند عاشق اگر از تو طلب این دوا نکند از که کند و باز همین مطلب را بعبارتے دیگر گوید قوله

دل دردمند ما را که ز هجر تست پر خون	چه شود اگر زمانے بنشینی وصال یارا

معنے آنست که ای محبوب من دل دردمند ما را که بسبب هجر تو پر خون شده اگر زمانے بوصل خود رسانی چه شود ای هیچ زیانے مر ترا ندارد و چون بسبب عشق بیقراری بسیار روے داد و خود را در انجا بار نمی بیند گوید قوله

خبرے ز حال حافظ بر یار باز گوئید	بر سد مگر ز لفش اثرے مشام ما را

زلف مراد جذبهٔ ذاتیه که بے آن بکار سالک پیش نمیرود ☜ زلف نام جذبهٔ ذات حق ست دل که قیدش گشت جان مطلقست ✤ معنے آنست که از این حال پریشان حافظ خبرے ببار باز رسانید شاید که بر حال ما رحم آورد و اثرے یعنے بوے از جذبهٔ ذاتیه علیه او بمغز ما رسد و ما را بمراد خود رساند که اَلْجَذْبَةُ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ

غزل

بے عمت شاد مباد ا دل غم پرور ما	غم خور ا بدل که بجز غم نبود در خور ما

غم مراد عشق که سراسر درد و اندوه و بلا است که اَلْعِشْقُ کُلُّهُ اَلْمِحْنَةُ وَالْبَلَاءُ ☜ بعالم هر کجا درد و بلا بود ✤ بهم بر دند و عشقش نام کردند ✤ و نیز بمعنے بلیات و شدائد و رنجها و خونخواری و درین بیت در مصرع اول بمعنے اول و در مصرع ثانی بمعنے ثانی معنے آنست که این دل ما که خو کرده شده بغم عشق تست پس میخواهم که مبادا آنکه بچیزے دگر غیر از عشق تو شاد شود و ملتفت بدان گردد چون کار عاشق مدام خون خوردنست پس میگوید که ای دل چون نصیب عاشقان همین خون خوردن ست

گاه در وصل گاه در فراق پس باغم بساز و با درد و الم بپرداز که سوای غم خوردن کار ما نیست و در بعضی نسخه بجای این بیت بیتی دیگر یافته شده ؎ ما برفتیم و تو دانی و دل غم خورما ✣ بخت بد تا بکجا میرسد آبشخور ما ✣ قوله

میکنم شادی ازان روز که گفتی برقیب	کین گدا کیست که هرگز نرود از در ما

این بیت در اکثر نسخ دیده نشده و نیز معنی ظاهر است و چون کار عاشق مدام بگریه و زاری و همیشه در انتظار پیغام می باشد بنابران گوید- قوله

از نثار مژه چون زلف شود در گیرم	قاصدے کو که سلامت برساند برما

نثار ریختن آب وغیره معنی آنست که ای محبوب من قاصدے کو که از جناب عالمیان آب تو مژوه سلام بما رساند تا من ازین نثار مژه که اشکبار است چون زلف تو که مملو بدرها است قاصد را درگیرم و این دُر اشکبار خود را نثار او گردانم و احوال خود با و نمایم چون مطلب عاشق همین است که نبوی از خاطر معشوق فراموش نشود بنابران گوید قوله

بدعا آمده ام هم بدعا باز شوم	که وفا با تو قرین باد خدایا در ما

دعا خواندن وفا بجا آوردن عهد و دوستی قرین پیوسته و همنشین معنی آنست که همین دعا کنان آمده ام و همین دعا کنان میروم یعنی مدام بهمین مشغولم که وفا قرین حال تو باد تا ما را فراموش نسازی و خدا درین جدائی یاور ما باد که سلامت بازروی ترا ببینم- چون ارادهٔ عاشق بهیچ نوع آن می باشد که از جناب معشوق دور افتد بنابران گوید قوله

فلک آواره بهر سو کندم میدانی	رشک می آیدش از صحبت جان پرورما

آواره پریشان رشک غیرت جان پرور فرح بخش دل و راحت ده جان و آن صحبت معشوقست معنی آنست که ای محبوب من ارادهٔ من اینست که بهیچ وجه من الوجوه از آستانهٔ تو دور نه افتم لیکن این گردش دور و دوار مرا از جناب تو می اندازد چرا که مرا و را ازین صحبت جان پرور که بخدمت تو دارم رشک می آید و از غایت حسد دو کس را در یکجا دیدن نمی تواند چون یکجا دیدن عاشق و معشوق موجب رشک حاسدان می شود بنابران گوید قوله

گر همه خلق جهان بر من و تو رشک برند	بخشد از همه انصاف ستم داور ما

خلق آفریدن مراد آفریده شده **انصاف** یعنی نصف کردن اے برابر داشتن مدعی و مدعا علیه تا یکے بر دیگرے ستم نکند و بر حق او بزور متصرف نشود **ستم** ظلم و حق دیگرے را بزور قابض شدن و او را از حق او محروم ساختن **داور** صاحب و حاکم مراد حق تعالیٰ معنے آنست کہ اے محبوب من اگر ہمہ خلق جہان بر صحبت ما و تو رشک مے برند و میخواہند کہ مرا از خدمت فیض موہبت تو دور سازند میخواہم کہ داور ما از ہمگی ایشان انصاف این ستم کہ در حق ما میکنند بکشد یعنی ایشانرا نیز مبتلاے ہجران گرداند تا داغ ہجران معلوم نمایند۔ چون آثار درد و اندوہ از جبین عاشق ظاہر است بنا بران گوید

قولہ

در دمندیم خبر میدہد از سوز درون	دہن خشک و لب تشنہ و چشم تر ما

معنے آنست کہ اے محبوب من چہ حاجتست کہ اظہار درد مندی بتو سازم چون خشکی دہن و تشنگی لب و تری چشم اینہمہ اظہار سوز ما می کند **تحمل** ہر چند خواستم کہ راز پردہ نشین خلوتخانۂ دل حزین را ہمہ اوقات خفا بر نیاید مگر اجزاے بدن بے بقا کہ جواسیس آلہی اند در محکمۂ عدالت یَوْمَ تُبْلَی السَّرَائِرُ بلا آورند و بغواے وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ در دمندیم خبر میدہد از سوز درون چون محبت معشوق از دل عاشق بہیچ نوع رفتنی نہ چرا کہ از لیست بنا بران گوید قولہ

بسرت گر ہمہ آفاق بہم جمع شود	نتوان برد ہواے تو برون از سر ما

باقسمیہ ہوا محبت معنے آنست کہ قسم بسر تو کہ اگر ہمہ عالم با ہم جمع شود و خواہند کہ محبت تو از سر ما دور سازند ہرگز نتوانند زیرا کہ محبت شے است کہ افزایشے و کاہشے و نہایتے و بدایتے طلوعے و غروبے نقلی و تحولے ندارد کہ اَلْعِشْقُ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ چون تعلق خاطر عشق ہمہ وقت ہمین باشد کہ از ین خباب دور نشوم بنا بران گوید قولہ

زود باشد کہ رساند بسلامت بازم	اے خوش آنروز کہ آئی بسلامت بر ما

معنے آنست کہ اے محبوب من اگر چہ بتقاضائے وقت از خدمت تو جدا مے شوم لیکن امیدوارم کہ خدا زود بسلامت بخدمت تو رساند و چون چندین اظہار عجز و شوق کرد بجواب معشوق سرفراز شد کہ اے خوش آنروز کہ باز بسلامت بر ما آئی۔ قولہ

ہر کہ گوید بتو چارفت خدارا حافظ	گو بزاری سفرے کرد و برفت از بر ما

معنے آنست کہ اے محبوب من اگر بعد ازین کسے از محبان من بخدمت تو آید و بپرسد کہ از بلاے خدا

بگو که حافظ کجا رفت بگو مرا در اکه از بر ما گریه کنان سفر کرد و در بعضے نسخه این بیت چنانست قوله

تا ز وصف رخ زیبای تو دم زد حافظ	ورق گل خجلست از ورق دفتر ما

غزل قوله

تا جمالت عاشقان را از دو صل خود صلا	جان و دل افتاد اندر دام زلفت در بلا

صلا آواز دعوت عام مراد ازان اقوال مشائخان زلف مراد جذبهٔ ذاتیه جلیه علیه ۵ زلف نام جذبهٔ ذات حق است + دل که قیدش گشت جان مطلوبست + چون در ریاضت وصل حق محالست تا که جذبهٔ ذاتیه جلیه علیه دامن گیر وقت سالک نگردد و بنا بران گوید ازان زمانیکه جمال تو عاشقان را بوصل خود صلا زده که اَنَا الْمَوْجُوْدُ فَاطْلُبْنِیْ بِتَحَدِّیْنِیْ + و دیگر وَهُوَ اَنَّ لِقَاءَ اللّٰهِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ حَقٌّ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ دل و جان طالبان در طلب آن دام زلف که مراد از و جذبهٔ ذاتیه است در بلا افتاده و گرفتار سختیها و شدائد گشته و تحمل که خال و زلفت بلا زلف همان که گفته شد خال نقطه روح که مرکز قلب شده و سویدا نام گرفته معنی آنست که تا جمال تو عاشقان و طالبان را صلا زده و امیدوار گردانیده جان و دل طالبان در طلب آن خال و زلف در بلا افتاد و در خت عشق بباد داده یعنی عشاق همواره بطلب آن مقصود شوق میکنند و جذبات عشق با حوادث گیتی تعلق قلب بقالب رها نمیکنند که بدان مقصد رسند قوله

اینچه جان عاشقان از دست هجرت میکشد	کس ندیده در جهان جز کشتگان کربلا

کربلا موضعی است که قتل امام حسین رض در آن بوده مراد ازان وادی عشق مراد از کشتگان کربلا عاشقان بلاکش که در وادی خونخوار محبت کشته شده اند معنی آنست که ای محبوب من اینچه در فراق و هجر تو از شدائد و بلیات جان عاشقان میکشد در جهان کسی آنچنان شدائد و بلیات و نظر نیاورده الا شهیدان کربلا یعنی عاشقانی که مقتول وادی خونخوار محبت گشته - چون عاشق صادق و مشتاق واثق را لازم است که هر چیزی که مطلوب محبوب است پیش گیرد و بنا بران گوید قوله

ترک من گر میکند مستی و رندی جان من	ترک مستوری و زهدت کرده باید اولا

لفظ ندا مقدر است بر کلمهٔ جان من معنی آنست که ای جان من چون ترک ما رندی و مستی میکند ای مستانه بتاراج دلهای عاشقان می آید و با کے ندارد پس ترا نیز اولی و انسب آنست که ترک

مستوری و زهد نمائی و بے باکانه بعشق درآئی و نیز محتمل ست لفظ ندا بر کلمه ترک باشد معنی آن باشد که اے ترک چون جان مارندی و مستی میکنداے مستانه و بے باکانه در عشق تو درآمد پس بهتر آنست که تو هم ترک مستوری گیری و هم خانه خود را نمائی - و چون عاشق را باید که وقت را غنیمت داند و فرصت را از دست ندهد بنابران گوید قوله

بزم عیش و موسم شادی و هنگام طرب	پنج روز از ایام عشرت را غنیمت دان هلا

معنی آنست که اے دل من الحال این مجلس عاشقان و ایام جوانی که هنگام حصول عشق و محبت است که داری مغتنم شمار و این پنج روز ایام عشرت که ایام جوانی و زندگیست غنیمت انگار و هر چه توانے حاصل کن و هشیار باش و بغفلت مگذران که بعد ازان تاسف سودے نه بخشد - چون عاشق را رسیدن بپابوس معشوق اعلے مراتب است بنابران گوید قوله

حافظا گر پابوس شاه دست میدهد	یافتی در هر دو عالم زینت عز و علا

معنی آنست که اے حافظ اگر پابوس آن محبوب حقیقی که کنایه از وصال است میسر آید بدان که مرتبه بلندی و مرتبه بزرگی کونین مراد وے داد غزل

تا کے بدرد هجر کنے ناتوان مرا	یکدم بوصل خویش بکن شادمان مرا

هجر جدائی و دوری از محبوب وصل پیوستن به محبوب معنی آنست بدان که وقتے که جملگی ارواح در عالم اطلاق بمشاهدهٔ حقیقی مشغول و بوصل او مشغوف بودند و بعیش و عشرت و خوشی و خورمے میگذرانیدند چون از عالم اطلاق به تقید آمدند و آن مشاهده از پیش رفت و بمهجوری و دوری مبتلا گردیدند چه آن از هجران سخت ترین عذابے و دردے نیست بنابران میگوید که اے محبوب من تا کے این وجود نحیف و این شخص ضعیف مرا بغم و الم فراق و رنج واندوه هجران ناتوان سازی می باید که الحال از سر چندین جور و جفا که مرا ازان تغافل است بگذری و یکدم بوصل خویش رسان و مشاهدات تجلیات نما و شادمان گردان و چون معشوق غالب فراق عاشق خواهد تا که قدر وصال دریابد بنابران گوید قوله

مے خواستی همیشه گرفتار هجر خود	دیدی بکام خویشتن آخر چنان مرا

معنی آنست وقتے که روح در عالم اطلاق بود مدام ندا از حضرت احدی در میرسید که اے بندگان

تا قدرِ وصالِ من نمیدانید چرا که قدرِ وصال بے فراق دانسته نے شود بنابران میخواهم که
شمارا بمکانے فرستم تا قدر این معلوم نمائید چون درین عالمِ فانی نزول نمود آن وقت وآن خطاب باو
یاد آمد بنابران بجواب گوید یعنی همیشه ارادهٔ تو برین بود که مارا بآتشِ هجر سوزی وزرِ مارا ببوتهٔ امتحان
درآری لاجرم مرا آنچنان که میخواستی بکامِ خود دیدی بیت داشتی در دل که جانم را بسوزی در فراق
عاقبت کردی بجانم آنچه در دل داشتی ✤ چون عاشقِ صادق را بغیر از درِ معشوق ملجا و ماوای نیست و بجز
ذاتِ محبوب غمگساری نه بنابران گوید قوله

بنود هیچ وجه دمے از تو ام گریز	زان رو که نیست جز تو کسی در جهان مرا

معنے آنست که اے محبوبِ من در هر حالے که هستم خواه در رنج خواه در راحت خواه در قبض خواه در بسط
خواه در فراق خواه در وصل خواه در لطف خواه در قهر بهیچ وجه از جنابِ گردون قباب تو گریز ندارم چرا که
بجز ذاتِ عالی صفات تو در جهان کسے ندارم که التجا بدو کنم چون در عشق ترک خواب و خور و دران انقطاع
اُمید زندگی مے باشد بنابران گوید قوله

در حیرتم که بے تو چسان زندگی کنم	چون نیست خواب و خور زغمت یکزمان مرا

معنے آنست که اے محبوب من در حیرتم که بے دیدار روح افزای تو چون زندگی کنم چون از فراق تو
زمانے مرا کار با خواب و خور نیست اے قریب هلاکت رسیده ام چون در فراق یارِ دلدار همچو پس
مونس و غمخوار نے تواند شد چرا که غیر را گنجائش کجا بنابران گوید قوله

اُفتاده ام بکنج غم و جز فغان و آه	نے یارے غمگسارے و نه همزبان مرا

معنے آنست که از عالمِ اطلاق بعالمِ تقید نزول کرده ام واز دولتِ وصل به غمهاے هجر مبتلا گشته ام
و در بیخانه یارے دارم و نه غمگسارے که بآن ترکِ غم توان نمود الا جز فغان و آه که بآن عمر بسر می برم
و چون در هجر معشوق عاشق را بجز از گریه و فغان کارے نیست بنابران گوید قوله

بودم همیشه شاد ز وصلت ولی کنون	کارے ز هجر تو نبود جز فغان مرا

معنے آنست که در ابتداے حال که بعالمِ اطلاق در مشاهده مشغول بودم از دولتِ وصل تو بشادی
مے گذرانیدم ولیکن الحال چون بعالمِ فانی نزول کردم بسبب هجران تو دور اُفتادن ازان مشاهده
جز فغان وزاری کارے ندارم چون کارِ معشوق بجز از عاشق کشی نیست از انکه تا عاشق

ه‌ا گویا بعد از وصل گفته است ـ ناسخ

فانی نشود بمحبوب نه پیوندد و بنابران گوید قوله

حافظ عجب مدار اگر مے کشد بغم	از دردِ فرقت آن مهِ نامهربان مرا

معنے آنست که اے حافظ اگر آن محبوب سنگین دل بوصلِ خود نمیرساند و بغمے از دردِ فراق خود میکشد عجب مدار که کارِ معشوقان و شیوهٔ محبوبان همین است و تا کشته نشوی فانی نگردی هرگز بمحبوب نه پیوندے و بوصلِ او نه رسی۔ غزل

دوش از مسجد سوے میخانه آمد پیرِ ما	چیست یارانِ طریقت بعد ازین تدبیرِ ما

مسجد عالمِ اطلاق که موجبِ قرب و محلِ طاعت ست میخانه دنیا که مقامِ معصیت است پیر کنایه از محمد ﷺ مرشدِ کامل در اینجا مصطفےٰ است ✤ هم نبی و هم ولی را رهنما ست معنے آنست که محمد علیه السلام از عالمِ اطلاق به تقیید که مقامِ دنیا است درآمد اے یارانِ طریقت بعد ازین تدبیرِ ما چیست و تحمل که از مسجد مراد زهد از ذکر لازم و اراده ملزوم و از میخانه مراد عشق که ﷺ عالمِ عشق است پس میخانه ایست ✤ کز شرابش عقلِ کل دیوانه ایست ✤ و پیر مراد مرشدِ وقت و یا کنایه از شیخ صنعان معنی آنست که پیرِ ما از روزِ ازل از زهد اعراض نموده رو بعالمِ عشق آورد و یا آنکه مرشدِ ما در روزِ ازل [illegible] ظاهر نموده و با فعالِ باطنیه آورده چنانچه فرقهٔ ملامتیه پس تهذیبِ کار و تدبیرِ اطوارِ ما در چه [illegible] یاران باید زیست قوله

با مریدان رو بسوی کعبه چون آریم چون	رو بسوے خانهٔ خمار دارد پیرِ ما

کعبه مراد عالمِ اطلاق چون آریم چراخواهانِ او باشیم خانهٔ خمار دنیا که مقامِ معصیت است معنے آنست که چون محمد علیه السلام از عالمِ اطلاق به تقیید درآمد ما که مریدان و پیروانِ اوئیم رو سوے عالمِ اطلاق چون آریم و چراخواهانِ آن عالم باشیم هرگاه پیرِ ما رو بعالمِ تقید آورد و تحمل که ما مریدان چرا بزهد گرائیم و رو بسوے ورع آریم که مراد از ایشان اعمالِ ریائیه است هرگاه پیرِ ما بسوے خانهٔ خمار که مقامِ عشق است و مراد ازان ترکِ اعمالِ ریا است چنانچه فرقهٔ ملامتیه توجه داشته باشد و چون متشرع را متابعتِ مرشد لازم است بنابران گوید قوله

در خرابات مغان ما نیز هم منزل شویم	لیک چنین کردست از روزِ ازل تقدیرِ ما

خراباتِ مغان خرابی اوصافِ بشری ست هر کو بخرابات نشد بدین است ✤ زیرا که خرابات اصول دین است ✤ معنے آنست که مناسب آنست که در طریقِ عشق و محبت با پیر هم منزل

شویم واز علو همت رخت بدان سو کشیم که در ازل تقدیر ما بچنین رفته است پس ما برا ہے رویم که پیر ما بدان راه رفت و محتمل که در خرابی بشریت با پیر ہم منزل شویم واز علو همت رخت بدان سو کشیم که ہمچنین در ازل تقدیر ما رفته است پس ما برا ہے رویم که پیر ما بدان راه رفت و چون در عالم عشق در آمد و به انواع سختی و ہجر مبتلا شد آن مقام قرب یاد آمد بنا بران اظہار احوال خود میکند قوله

مرغ دل را صید جمعیت بدام افتاده بود	زلف بکشادی ز دست ما بشد نخچیر ما

مرغ دل اضافه بیانیه زلف عالم تقید چنانچه زلف ساتر روی است عالم تقیدات ساتر عالم اطلاق معنے آنست که از ازل در عالم اطلاق بمشاہده مشغول بودیم و چون عالم تقیدات را ظاہر ساخت نخچیر ما از دست شد و آن جمعیت به پریشانی مبدل گردید چون پریشانی زلف موجب پریشانی عاشق است بنا بران گوید قوله

باد بر زلف تو آمد شد جهان بر من سیاه	نیست از سودائے زلفت پیش ازین تو فیر ما

باد حکم و اراده تو فیر زیادتی معنے آنست که اراده و خواہش تو بحکم کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ لِاُعرَفَ زلف ترا پریشان کرد ای عالم تقید را بجلوه آورد و حکم تقید بر اطلاق غلبه نمود جهان بر من از قوت مشاہده اطلاق سیاه شد از سودائے زلف تو تو فیر و زیادتی ما ازین نیست یعنے ما در سودائے زلف تو امیدوار زیادتی بودیم یعنے امید آن داشتیم که لذتے که در عالم اطلاق نبود در عالم تقید حصول خواہد نمود و آن لذت نیست که بتوسط خواہش جسمانی حاصل شود اکنون آن لذت عالم اطلاق از غلبه احکام تقید از میان رفت - چون گریه و زاری عاشق را در دل سنگین معشوق گذر نیست بنا بران گوید قوله

در دل سنگینت آیا ہیچ در گیرد شبے	آه آتش بار و سوز و نالهٔ شبگیر ما

دل سنگین صفت قیومیه باعتبار استغنا آیا حرف تمنا ست ؎ که سلطان ازین روزه آیا چه خواست
+ در گیرد اثر کند شبے وقتے شبگیر بمعنے شب و صبح معنے آنست که چون مشاہده عالم اطلاق از ما باز داشتی باین که زلف را بر کشادی یعنی عالم تقید را بجلوه آوردی و این بمنزله آنست که معشوق ظاہر سنگدلی میکند و حال خود را بفراق مبدل کند آه آتش بار و سوز و نالهٔ شبگیر ما که کنایه از مناجات سحرگاہیست سر میزند تمنا دارم که در تو اثر کند تا آن زلف را که کشاده بر بندی و صید جمعیت ما که کنایه از مشاہده است

باز بدستِ ما دہی و آن تمنائے مرگست فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ سوال لفظ سنگین مشعر بترک ادب است جواب ؎ گفتگوئے عاشقان در کار رب ✤ جوشش عشقست نے ترکِ ادب باید دانست کہ عشق اگرچہ سراسر رنج و درد است کہ اَلْعِشْقُ تَمَامُ الْمِحْنَۃِ وَالْبَلَاءُ اما بسا عیش در و مضمر است کہ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وچون آن عیش از نظرِ عاقلان مخفی ست و بجز رنج و زحمت در نظر نمی آید میگوید قولہ

عقل گرداند کہ دل در بندِ زلفت چون خوش است	عاقلان دیوانہ گردند از پئے زنجیرِ ما

معنی آنست کہ اگر عقل داند کہ دل درین بندِ زنجیرِ زلف تو کہ مراد از وجذبۂ عشق است اوقات گرامی بچہ ذوق مے گذراند عاقلان ہمہ دیوانۂ او گردند و در جستجوے زنجیرِ ما شوند و آرزوے آن قید کنند اما چون عقل را در کوے عشق راہ نیست و یکے از نامحرمانِ درگاہ است بنابران عاقلان در معرضِ انکار ند و ازین سعادتِ عظمےٰ محروم۔ چون از زبانِ عاشق سخنے غیر از لطف و خوبی بر نمی آید بنابران گوید قولہ

روی خوبت آیتے از لطف بر ما کشف کرد	زان سبب جز لطف و خوبی نیست در تفسیرِ ما

معنی آنست کہ چون روے خوب تو در عالم تقیدات علامتِ اطلاق کہ مشاہداتِ تجلیات است از روے لطف و مہربانی بر ما مکشوف گردانید کہ در ہمہ جا ظہور جمال روے تو مے بینم کہ ؎ ہر کجا می نگرم روے ترا مے بینم ✤ از ینجہت در معرضِ بیانِ ما جز لطف و خوبی نیست کہ ہر چہ در معرضِ ظہور مے بینم بمعرضِ بیان مے آرم چون آتشِ عشق در سینۂ عاشق شعلہ میزند از راہ بے اختیاری نعرہ مے زند و آہ میکشد بنابران مے گوید قولہ

تیرِ آہِ ما ز گردون بگذرد جانِ عزیز	رحم کن بر جانِ خود بر ہم مزن بر تیرِ ما

جانِ عزیز کنایہ از معشوق معنی آنست کہ اے محبوبِ من حالتِ من در عشقِ تو بجاے رسید کہ تیرِ آہِ ما از گردون میگذرد و آسمان را سوراخ میکند پس رحم نما بر جانِ خود و از آہِ ما پرہیز باش و این معنی اگرچہ بظاہر بے ادبیست اما در معنے چنان نیست یعنی چون جانِ مہربانِ تو از تیرِ آہِ ما پریشان حالان بسانِ زخمی تیر خوردہ متاذی مے شود پس باید کہ از حالِ ما فارغ نباشی تا اینچنین تیر از ما سر نزند و نیز اینچنین گفتگو از عاشقان موجب زجر نیست کہ ؎ گفتگوے عاشقان

در کار رب ✤ جوشش عشق است نے ترک ادب ✤ وحکایت موسے وشبان در مثنوی مشهور است ویحتمل که اے محبوب من تیر آه من آسمانرا بشگافت واز وے درگذشت اے زندگی بخش من رحم کن وشفقت نما بر جان خود اے بروحی که از غایت تعظیمش نسبت بخود کرده که نَفَخْتُ فِیهِ مِن رُّوحِی پر میز کن وحفظ نما آن روح مکرم را از تیر آه نهانی ما یعنے جان را هدف تیر هجران مکن چون سالک را بهتر ازین نیست که متابعت اعمال پیر کند وظاهر وباطن خود را یکسان کند بنابران گوید قوله

بر درِ میخانه خواهم گشت چون حافظ مقیم	چون خرابانی شد اے یار طریقت پیر ما

میخانه عشق ست عالم عشق اے پسر میخانه ایست ✤ کز تنور ایش عقل کل دیوانه ایست ✤ خواهم گشت میم متکلم کنایت از شخص است حافظ کنایة از قلب خود معنے آنست که همچو حافظ در عالم عشق مقیم خواهم گشت واز همه سو معرض خواهم گردید هرگاه پیر ما خراب سازنده اوصاف بشری شد ما را نیز باید شد اے یار طریقت یعنی چنانچه قلب وابستهٔ عشق است قالب را نیز وابسته خواهم ساخت وبوعظ این وآن نخواهم پرداخت

غزل

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا	دریاب که راز پنهان خواهد شد آشکارا

صاحبدلان کنایت از عاشقان باللہ خدارا واسطهٔ خدا دریاب افسوس را راز پنهان کنایت از عشق که کتمان آن موجب شهادت است قال مَنْ عَشِقَ وَعَفَّ وَکَتَمَ فَمَاتَ مَاتَ شَهِیدًا معنے آنست که هجران آن یار سنگین دل حال مرا بجاے رسانیده که دل از دست میرود واز حیطهٔ اختیار بیرون می آید افسوس که آشکارا میگردد راز پنهان اے عشق که از کتمان آن اُمید شهادت داشتم پس حسبةً لِلّٰہ توجه فرمائید که آن سعادت از دست نرود چون کار عاشق بے توجه مرشد بجاے نمیرسد بنابران گوید قوله

کشتی شکستگانیم اے باد شرطه برخیز	باشد که باز بینیم آن یار آشنا را

باد شرطه باد لایق کشتی کنایة ازان مرشد یار آشنا حق تعالی معنے آنست چون از عالم اطلاق بعالم تقید نزول کرده ام ازان زمان حال ما بحال کشتی شکستگان ماند که با سیب باد صرصر حوادث وتعلقات بهر سوی افتیم وگرفتار قیدی میگردیم پس اے مرشد کجائی واز حال ما غافل چرائی برخیز وتوجهے در بارهٔ ما کن که بتوجه تو بروے آن آشنا که محبوب حقیقی است باز ببینیم قوله

اے صاحب کرامت شکرانہ سلامت	روزے تفقدے کن درویش بینوا را

صاحب کرامت خطاب بمرشد تفقد باز پرس وغمخوارگی نمودن معنی آنست کہ اے مرشد صاحب کرامت ازجہت ادائے شکر سلامتی خویش کہ بدرگاہ پروردگار داری روزے درویش بینوا را دل بدست آر وغمخوارگی او نما قولہ

سرکش مشو کہ چون شمع از غیرتت بسوزد	دلبر کہ در کف او موم ست سنگ خارا

دلبر کنایت از حقتعالے معنی آنست کہ سرکشی منما یعنی برین حسن وخوبی خود غرہ مباش وگرنہ دلبرے کہ در کف او از ہیبتش سنگ خارا موم گردد ترا از غیرت شمع وار بسوزد زیرا کہ عظمت وکبریا خاصۂ اوست قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلْعَظْمَۃُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ چون صاحب حشمت را لازم است کہ بدین حشمت دوروزہ غرہ نشود بنابران گوید قولہ

دہ روز مہر گردون افسانہ ایست افسون	نیکی بجاے یاران فرصت شمار یارا

دہ روز عبارت از مدت قلیل یاران کنایت از مستر شدان یار خطاب بمرشد معنی آنست کہ برین روزے چند کہ گردون با تو موافقت نمودہ ترا بمطلب تو فیروز گردانیدہ مغرور مشو کہ این افسانہ ایست برائے فریفتن تو در پیش آوردہ وبعد از چند روز افسانہ شد نیست وافسونیست کہ برائے رام کردن تو بکار بردہ پس اے یار من این وقت را غنیمت دان وہر نیکی کہ امروز کردن مے توانی بجاے یاران بکن اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ اے یار احسان کار مرد انست تا در نشأۂ مزرع آخرت دست وپا داری از احسان دست مدار کہ ذخیرۂ حسنات دنیا وآخرت است فرصت از دست مدہ کہ وقت کار اینست وکار امروز بفردا منگن چون مسترشد چندین اظہار شفیقگی نمود بنابران بشغلے کہ باعث فتح باب ست فرمود کہ قولہ

آئینۂ سکندر جام جم ست بنگر	تا بر تو عرضہ دارد احوال ملک دارا

آئینہ سکندر آئینہ کہ سکندر ساختہ بود جام مے کنایت از دل عاشق دارا مخالف سکندر بود ایجام مراد از نفس کہ دشمن سالک است کہ اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ ویا شیطان کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ معنی آنست کہ اے سالک جام می کہ عبارت از دل تست بمنزلہ آئینہ سکندر ست در تصفیۂ آن بکوش تا بر قبایح ودمائم نفس وشیطان واقف

لام این صورت فارسی است و ہمزہ الصاق

گردی واز وساوس وذنب آنها سلامت مانی ویا مراد از آئینهٔ سکندر دل سالک و جام جم جامے کہ جم ساختہ گویند کہ چون جم مغلوب دارای اکبر شد وتاب مقاومتش نماند جام ساخت کہ دران احوال ملک دارا معلوم مے شد تا ہر مصلحتے کہ او میکرد این در دفع آن میکوشید چون بعد از جم سکندر رسید جام را شکست آئینہ ساخت دارا مراد دارای اکبر کہ مخالف جم بود اینجا کنایت از نفس وشیطان معنے آنست کہ اے سالک دل تو بمنزلهٔ جام جم ست در تصفیهٔ آن بکوش تا از مغیبات کشف شود واز وساوس نفسانی وشیطانی مصئون ومحروس گردی وتحمل کہ از آئینهٔ سکندر دل مرشد مراد بود ومراد از جام جم بحکم عُلِّمتُ عِلمَ الاَوَّلِینَ وَالآخِرِینَ قلب محمدی ع وچون ہمہ قلوب مظاہر قلب محمدیست بنابران گفتہ کہ آئینهٔ سکندر عین جام جم ست زیرا کہ ظاہر عین مظہر ست چون آب و حباب و نگریستن در دل عارف مرشد موقوف بر فنای شیخست بافعال وذات وصفات چنانچہ بحر وجود شیخ در نظر شہودش نماند واتحاد تام در وجود این پدید آید پس درین وقت دل خود دیدنش عین دیدن دل شیخ است چنانچہ تازیانہ بر لیلے زد نداز آن بر پشت مجنون ظاہر آمد یعنے بر پشت مجنون نقش بست چون در اشتغال نمودن بشغل و حالت روے مید ہد بعضے بسلوک قائم میمانند وحق امر ونہی کما حقہ بجاے آرند آنرا سالک می نامند وبعضے بجذبات حق منجذب مے شوند وایشانرا مجذوب میخوانند ومجذوب آنست کہ بعد از وصول بدرجهٔ کمال حوالهٔ تکمیل و رجوع خلق بدیشان نرفت وغرقہ بحر جمع گشتند ودر شکم ماہی فنا چنان ناچیز ومستہلک شدند کہ از ایشان ہرگز اثرے وخبرے بساحل تفرقہ وناحیت بقا نرسید ودر سلک زمرهٔ سالکان قباب غیرت انخراط یافتند وبعد از کمال وصول ولایت تکمیل دیگران بایشان مفوض نگشت زیرا کہ در بحر وحدت غرق در نظر او ذات است بلا صفات چون قطرہ بقلزم گم در اینجا ملاحظہ شرع نماند چہ در نظر ایشان در شراب وآب فرق نیست زیرا کہ بہر چہ نظر کنند خدا را بینند اگر در اینجا صاحب قول آید گوید اَنَا اَقُولُ وَاَنَا اَسمَعُ ویا ہُوَ یَقُولُ وَہُوَ یَسمَعُ واگر شراب آید گوید اَنَا اَشرَبُ ویا ہُوَ یَشرَبُ واگر صاحب حسن آید گوید اَنَا اَبصِرُ ویا ہُوَ یُبصِرُ ہَل فِی الدَّارَینِ غَیرِی چون مجذوب معفورست بنابران گوید قولہ

آن تلخوش کہ صوفی اُمّ الخبائثش خواند | اَشہٰی لَنَا وَاَحلٰی مِن قُبلَةِ العَذَارَا

تلخوش شراب صوفی مراد رسول ام الخبائث الخمر ام الخبائث یعنی شراب مادر پلید یہاست اشہی مرغوبہ ترلنا مارا احلی شیرین ترمن از قبلۃ بوسہ عذارا زنان دوشیزہ معنے آنست کہ شراب اگرچہ رسول ما اورا مادر پلید یہا خواندہ و حرام کردہ لیکن نزد ما مرغوبتر و شیرین تر از بوسہ زنان باکرہ کہ ہمہ را مرغوب است چرا کہ ما مجذوبیم و مجذوب مغفور ست و یحتمل کہ مراد از تلخوش فقر باعتبار شدائد مراد از صوفی کسے کہ لذت او نداشتہ باشد و اورا مادر پلید یہا می شمرد ام الخبائث باعتبار اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ وَکَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا معنے بیت ظاہر ست و یحتمل کہ مراد از تلخوش عشق کہ اَلْعِشْقُ عَذَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ و صوفی کنایت از زاہد ام الخبائث باعتبار اَلْعِشْقُ تَمَامُ الْمِحْنَۃِ وَالْبَلَاءِ معنے بیت ظاہر چون ارشاد مرشدان بمسترشدان مدام ترغیب عشق ست و فرود آمدن از ہستی و مطلب عاشق نیز ہمین است بنابران گوید قولہ

در حلقۂ گل و مل خوشخواند دوش بلبل	ہات الصبوح ہیوا ایہا السکارا

حلقۂ گل و مل مجلس نورسیدگان طریقہ بلبل مراد مرشد معنے آنست کہ شب گذشتہ در حلقۂ نورسیدگان طریقہ و اہل محبت مرشد ما چہ سخن خوش گفت کہ بگیرید شراب صبحے را اے در عشق درآئید و فرود آئید ازین ہستی یعنے در بازید این ہستی موہومہ را اے ہر کدام مستان و یحتمل کہ مراد از گل محبوب چنانچہ ناظم خود فرمودہ ؎ ای بگل بشکر آنکہ توئی بادشاہ حسن ✤ با بلبلان عاشق شیدا مکن غرور ✤ و مل شراب و مراد ازان ہر چہ ترا از تو برباید ؎ از مے ہمہ آب لعل و زر فہم مکن ✤ ہر چیز ترا از تو ستاندے تست ✤ و آن محبت است و مراد از حلقۂ گل و مل محفلے کہ در وذکر محبوب و محبت رود دوش شب گذشتہ و مراد ازان اوان ماضیہ و بلبل مرغیست خوشخوان و مراد ازان رسول ما کہ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ چنانچہ خاقانی گفتہ ؎ مصطفیٰ دم بستہ و خلوت نشستہ بہر آنکہ ✤ بلبل و نخل ست گیتی راز مستان آمدہ ہات بمعنے بگیر صبوح شراب بے را گویند کہ علے الصبوح بنوشند چنانچہ ناظم خود فرمودہ ؎ میدمد صبح و کلہ بستہ سحاب ✤ الصبوح الصبوح یا اصحاب ✤ ہیوا فرود آئید ایہا حرف زائد است کما قال ایہا الغریز سکارا مستان و تقدیر کلام مصرع ثانی چنین است یا ایہا السکارا ہات الصبوح ہیوا اسی کہ بیت آنست کہ در اوان ماضیہ مرشد کامل یعنے رسول ما ؎ مرشد کامل در اینجا مصطفیٰ ست ✤ ہم نبی و ہم ولی را خلاصہ

رہنما است ✤ بجمل حقیقۃ منزل این در رغرار شاد چہ موجہ سفتہ است کہ اے طالبان صادق و محبان واثق بگیرید شراب صبحے را اے در حصول عشق و محبت ساعی باشید کہ لَجَذْبَۃٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ و فرود آئید ازین ہستی موہومہ یعنی بمقتضاے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ہ این ہستی موہومۂ خود را در بازید و ببقاے حقیقی کہ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی باقی و پایندہ گردید چہ کار عاشق در گذشتن است ازین ہستی مستعار چنانچہ نقلست کہ روزے حسن بصری و شقیق بلخی و ابراہیم ادہم بعیادت رابعہ رفتند سخن در محبت افتاد قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ رابعہ گفت این سخن ہیچ در محبت قَالَ الشَّقِیْقُ الْبَلْخِیُّ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَشْکُرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ رابعہ گفت شکر قرین صبر است قَالَ اِبْرَاہِیْمُ بْنُ اَدْھَمَ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَمْ یَتَلَذَّذْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ رابعہ گفت این سخن بسیار خوب است اما بوے منی می آید ہمہ گفتند اے رابعہ اکنون نوبت تست قَالَتِ الرَّابِعَۃُ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَہٗ شُعُوْرٌ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ فہم من فہم اکثر اقوال و افعال عاشقان موجب لوم لائمان مے گردد چون صدور افعال مرایشان را اختیار نیست بنابران گوید قولہ

درکوے نیکنامی مارا گذر ندادند	گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

معنے آنست کہ اے ملامتگر من چون از ما افعال خیر بظہور نے آید و بجز از افعال شر سر برنمیزند چکنم کہ سرنوشت ما ہمینست و اگر تو این سخن ما را نمی پسندی پس قضا را تغیر دہ کہ از ما بجز از نوشتۂ قضا بوجود نخواہد آمد چرا کہ ما را در صدور افعال اختیارے نیست نمیدانی کسے کہ بالذات باطل و نیست ست مرا ورا در صدور افعال چہ اختیار و چون وجود تو از خود نیست یعنی معدوم ہستی اختیار در افعال چگونہ باشد چرا کہ افعال تابع صفات و صفات تابع ذات پس کسے را کہ وجود از خود نباشد ہرآئینہ بذات خود نہ نیک باشد و نہ بد چہ از معدوم فعل صادر نمی شود و دلائل بے اختیاری بندہ بسیار است کسے را دیدی کہ یک دم شادمانی بے غم کردہ باشد یا یکروز بر مراد خاطرے گذشتہ باشد بلکہ خلاف ارادۂ آن واقع میشود و این دلیل بے اختیاری ست قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَرَفْتُ اللّٰہَ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ اگر او را اختیارے بودے فسخ عزائم بظہور نہ پیوستی و کرا دیدی کہ ہمہ امید ہا را و حاصل شدہ باشد عدم حصول مطالب

دلیل بے اختیاریست اگر اختیارش بودی مطلب دینی وے بایستی کہ برنہج مراد وے حاصل شدی دیگر
ہیچ کس در مرتبۂ کمال مثل انبیا در کمال نبوت و اولیا در کمال ولایت و حکما و علما در کمال دانش و علم
و سلاطین در کمال سلطنت این زوال و این انتقال در مراتب کمال کہ مطلوب است با وجود
قدرت معنوی و صوری کہ داشتہ اند دلیلے تمام ست بر عدم اختیار پس در جمیع صور در ہمہ جا ہمہ محل
موثر حق است کہ لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ چہ وجود و افعال جمیع اشیا وجود و فعل حق است کہ بصورت
ایشان ظہور نمودہ و نسبت افعال بظاہر عین مجاز ست چرا کہ چیزے را کہ فی نفس الامر وجود حقیقی نداشتہ
باشد افعال را کہ تابع اوست وجود نخواہد بود و فی الحقیقت غیر حق را نہ ذات است و نہ صفات ؎
لَا اٰدَمَ فِی الْکَوْنِ وَلَا اِبْلِیْسَ ✤ لَا مُلْکَ سُلَیْمَانَ وَلَا بِلْقِیْسَ ✤ فَالْکُلُّ عِبَارَۃٌ وَاَنْتَ الْمَعْنٰی ✤ یَا مَنْ ہُوَ لِلْقُلُوْبِ
مَقْنَاطِیْسٌ ✤ و آنچہ اعتقاد نمودہ کہ فاعلِ فعلِ خود منم و مرا قدرتے در فعل خود است
چگونہ بیان واقع باشد کہ تو نبودی و در عالم عین ظہور نداشتی و بحکم کُلُّ شَیْءٍ مَجْعُوْلٌ فِی الزَّبُرِ اعمال
و افعال در علم حق مخلوق چیزے کہ پیشتر از تو مخلوق بود چگونہ بقدرت تو مخلوق شد و ترا نہ از بہر آن
روح اضافی بخشیدہ کہ باختیار خود فاعل فعل خود باشی بلکہ ترا از بہر کار دگر بر گزیدہ اند و خلعت وَلَقَدْ
کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ پوشانیدہ اند و آن آنست کہ تو در نمودنِ ذات و صفات و اسما بمثابۂ آئینہ صیقلہ
باشی تا حق خود را بجمیع کمالات ذاتی و صفاتی و اسمائی بشہود عینی در تو مشاہدہ نماید و آئینہ را در نمودن
صور چہ اختیار و کجا قدرت و ہر چہ در عالم بظہور رسے آید و در مرآت موجودات جلوہ گری مینماید
ہمہ صورت آن احکام علمی اند کہ حضرت الوہیت بقدرت و ارادہ در خور قابلیت ہر عینی از اعیان
معین فرمودہ و قضا بران رفتہ خلاف آن اصلا نتواند بود کہ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ
الْقَیِّمُ پس ہر آئینہ عمل و فعل کہ از ہر یک پیدا شود بحقیقت او را در ان اختیار نیست حکم آنہیست
معنی این بیت و بیت دیگر کہ ؎ مرا بر بندی و عشق آن فضول عیب کند ✤ کہ اعتراض بر اسرار
علم غیب کند ✤ دیگر ؎ مکن بچشم حقارت نگاہ در من مست ✤ کہ نیست معصیت و زہد بے مشیت او
مزاحم شریعت مے باشد زیرا کہ ہر کہ مانع بدکاری و بدمستی بود او را گویند کہ چون تو بدکار بہای نمی پسندی
قضا را تغیر دہ کہ قضا در باب ما چنین رفتہ ما مجبور حکم قضا ایم پس اینجا تنفیذ احکام بر مے افتد
و امر معروف و نہی منکر بر میخیزد و امثال این بیت معنی چہ باشد جواب وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اکثر جواب امثال

این ابیات موافق مضمون جواب خدا تعالی که در اعتراض ملکو نیان واقع شد که اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ و اعتراض ایشان اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا یعنے اعتراض بود بر اسرار علم غیب و این بجز مفضولی پیش نیست از انجا که گفت سوال اعتراض اہل ملکوت نیز داخل در علم غیب است پس اعتراض بر اعتراض نیز اعتراض بر اسرار علم غیب است جواب اگرچہ اعتراض ملکو نیان داخل علم غیب است اما چون اعتراض ناظم بر ایشان موافق جواب اعتراض ایشان است اعتراض بر اسرار علم غیب نباشد انتہے کلام تحقیق بدان کہ ہر گناہ کہ از بندہ صادر میشود اگرچہ ظاہرا از بندہ مے نماید لیکن در حقیقت از حق است کہ پردہ نشین این صورت است بحکم مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا لیکن گاہ برائے ظاہر کسب رعایت ادب بحکم وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ بہ بندہ منسوب میشود لہذا آدم علیہ السلام گفت رَبَّنَا ظَلَمْنَا بخود امر کردوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ وگاہ بنظر خلق و رعایت حقیقت بہ حق۔ منسوب میگردد وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ و نسبت بحق شیوہ انبیا است بلکہ مثل این اعتراض کہ از خواجہ بر ملا منکر است از آدم بر موسے نیز واقع شد چنانچہ در فصل اول از باب القدر مشکوٰۃ بروایت ابوہریرہ رضہ کہ روزے رسول ع فرمود کہ میان حضرت آدم و موسےؑ نزد حق سبحانہ مناظرہ واقع شد و غلبہ کرد آدمؑ بر موسےؑ۔ موسےؑ از آدمؑ سوال کرد کہ چرا دانہ گندم خوردی کہ مع فرزندان بر زمین افتادی آدمؑ گفت کہ یا موسے پیش از خلقت من توریت تو چند سال مکتوب شد گفت چہل ہزار سال آدمؑ گفت کہ در وے مکتوب یافتی کہ فَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى گفت آرے گفت برائے عملے کہ پیش از خلقت من مکتوب شد ملامت روا نباشد چون بہتر ازیں است کہ بہیچ وجہ با ہیچکس قیل وقال نکند و صلح کل در میان آرد بنابران گوید قولہ

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

معنے آنست کہ اگر آسایش دو گیتی خواہی حصول نمودن کہ نہ از کسے در دنیا بتو رنجشے رسد و نہ در آخرت کسے دامنگیر تو شود پس در عمل نمودن این دو حرف ساعی باش و آن اینست کہ بر دوستان و دشمنان یکسان باش و ہیچکس را آزردہ مساز و از ہیچکس آزردہ مشو کہ راہ خدا ہمین ست کہ نہ از کسے رنجیدن و نہ کسے را رنجانیدن چون ادسوال و جواب فارغ شد باز بمقام خود میرود و چون

سالک ومجذوب در ہر شے ذات او را ملاحظہ مینماید وحظ ازان میرباید خصوصاً در مشاہدۂ صاحب جمالان نمودن بنابران گوید قولہ

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند	ساقی بدہ بشارت پیران پارسا را

باید دانست کہ باعث دلبستگی سالکان بصور جمیلہ آنست کہ عارفان صاحبان شہود در ہر آئینہ مرآت وزیبا معاینۂ معشوق میکنند ولیکن گاہ باشد کہ انجذاب دل او بجانب بعضے مظاہر بسبب اسمائے کہ در عارف متجلیست وہمان اسما دران بعض مظاہر ہست یا برائے التذاذ روحانی یا کمال دران بعضے مظاہر یا برائے غلبہ کردن اسمائے کہ در بعضے مظاہر اند بر اسمائے کہ در عارف اند ویا حق تعالی بتجلی صوری در مظاہر حسنہ می نماید برائے تانیس سالکان پس مراد از خوبان پارسی گو معشوقان لطیف گو عالم شہادت باشد پیران پارسا منکران معنی آنست کہ چون بتجلی صوری حق مشرف شد وبدان سبب والہ وشیفتہ خوبان گردید وزندگی از سر نو یافت میگوید کہ این معشوقان عالم شہادت زندگی بخشندہ اند پس اے ساقی منکران را این بشارت رسان تا ازین انکار باز آیند ویکے از ما شوند چون موجب رفع غم سالک بجز از سخنان عشق نیست بنابران گوید قولہ

ہنگام تنگدستی در عیش کوش ومستی	کین کیمیاے ہستی قارون کند گدا را

ہنگام تنگدستی حالت ہجوم غمہا عیش ومستی عشق واستماع سخنان عشق کیمیاے ہستی اشارہ بمعشوق قارون مراد صاحب عرفان ۔ وگدا ۔ مردناقص معنے آنست کہ اے عاشق صادق ہر گاہ کہ غمہا والمہا بر تو ہجوم آرند ترا باید کہ در عشق ومستی کوشش نمائی یعنے بعشق مستغرق شوی وباستماع سخنان عاشقانہ میل نمائی کین عشق کیمیائیست کہ مس وجود را زر میگرداند وبدان گدا را قارون میسازد اے ناقصان را بکمال میرساند چون سخنان عشق فرحت افزاے دلہاست بنابران گوید قولہ

گر مطرب حریفان این پارسی بخواند	در رقص وحالت آرد پیران پارسا را

مطرب حریفان کنایت از مرشد ولفظ الف کہ در پارسا است محض برائے تحسین است یعنے پیران پارس را وتنبیہ فہمانی کہ از مذاق پارسی بہرہ ندارند پارسا را بمعنے فقیر گویند واین غلط محض است چہ باوجود فوت ملایمت ربط مصراع ثانی با اول بیت سابق کہ خوبان پارسی گو آنہ

مستلزم تکرار قافیه میشود و فساد این بر اهل خبرت پوشیده نیست معنی آنست که اگر مرشد ازین نوع سخنان عشق انگیز و کلمات درد آمیز بیان سازد پس البته است که پیران پارسا که کنایت از منکران است در رقص و حالت آرد و طالب شادیان عشق گرداند چون بعض سالکان باطن خود را العشق مے آرایند و ظاهر اچنان می سازند که هیچکس بحالت ایشان پے نبرده که اَلْمَلَامَتِیَّةُ هُمُ الَّذِیْنَ لَا یُظْهِرُوْنَ خَیْرًا وَلَا یُضْمِرُوْنَ شَرًّا گویند که حافظ ازان بوده و آن موجب طعن طاعنان مے گردد بنابران گوید قوله

حافظ بخود نپوشید این خرقه مے آلود	اے شیخ پاکدامن معذور دار ما را

مراد از خرقه مے آلود شیوهٔ ملامت که در تعمیر باطن و تخریب ظاهر است باید دانست که ملامتی جماعتے باشند که در رعایت معنی اخلاص و محافظت قاعدهٔ صدق و اختصاص غایت جهد مبذول دارند و در اخفاے طاعت و کتم خیرات از نظر خلق مبالغه واجب دانند با آنکه هیچ دقیقه از صوالح اعمال مهمل نگذارند و بر تمسک بجمیع نوافل و فضائل از لوازم شمرند و مشرب ایشان در کل اوقات تحقق معنی اخلاص بوده و لذت ایشان در تفرد و نظر حق با عمال و احوال ایشان بود همچنان که عاصی از ظهور معصیت پرحذر بود ایشان از ظهور طاعت که مظنهٔ ریا باشد حذر کنند تا قاعدهٔ اخلاص خلل نه پذیرد و این طائفه هرچند عزیز الوجود و شریف الحال باشند اما هنوز حجاب وجود خلقت از نظر ایشان بکلی منکشف نشده و بدان سبب از مشاهدهٔ جمال توحید و معاینهٔ عین تفرید محجوب مانده باشند چه اخفاے اعمال و ستر احوال خود از نظر خلق مشعر است بر ویت وجود خلق و نفس خود که مانع توحید اند و نفس نیز از جمله اغیار است تا هنوز بر حال خود نظر دارند و اخراج اغیار از مطالعهٔ احوال خود بکلی نکرده اند و فرق میان ایشان و صوفیه آنست که جذبهٔ عنایت قدیمه صوفیه را بکلی از ایشان انتزاع کرده بود حجاب خلق و انانیت از نظر شهود ایشان برداشته لاجرم در اتیان طاعت و صدور خیرات خود را و خلق را در میان نه بینند و از نظر اطلاع خلق مامون باشند و به اخفاے اعمال و ستر احوال مقید نه اگر مصلحت وقت در اظهار طاعات به بینند اظهار آن کنند و اگر در اخفاے آن اخفا کنند و مراد از شیخ پاکدامن که در تعمیر ظاهر و باطن هر دو باشد یا از روے استهزا بمنکر خطا بست یعنی حافظ این شیوه ملامت را نه بخودی خود پوشیده بلکه اقتضا و قدرت یا بحکم مرشد پس ای شیخ پاکدامن

معذور دار ما را اختیار ما درین نیست و میتواند بود که از خرقه وجود انسان یعنی خرقهٔ وجود آدم معصیت و معصیت مظهر محبت و معرفت است زیرا که آئینهٔ لطافت و صفا و نور جز کثافت و کدورت و ظلمت نتواند بود و شیخ پاکدامن اشارت بملکوتیان که معصومان لطف و عنایت اند و پاکدامنان کرم و رحم اند یُسَبِّحُونَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُونَ ۵ فرشته گرچه دارد قرب درگاه ✻ نگنجد در مقام لی مع الله غزل

رونق عهد شباب است دگر بستانرا	میرسد مژدهٔ گل بلبل خوشالحان را

عهد شباب ایام بهار و زمان بسط مخفی نماند که سالک را گاه بسط و گاه قبض میشود و در هر مقام بکیفیتی جلوه گری میکند در مقام نفس بسط و عبارت از رجاست و قبض خوف و در مقام قلب بسط وارد نیست که اقتضا میکند اشارت قبولیت و رحمت و انس را برای صاحب آن من عند الله و مقابل آن قبض است و آن وارد یست که اشارت بعتاب میکند و عدم لطف و تادیب از جانب حق تعالی برای صاحب آن و در مقام خفی بسط عبارت از ملتفت ساختن حق بنده را بسوی خلق جهت رحمت کردن خلق و باز داشتن باطن او را بخود و ضد او قبض است و میتواند که مراد از عهد شباب زمان بسط باشد و **بستان** وجود با عتبار جامعیت اسمار آلهیه و **گل** تجلی جمالی **بلبل خوشالحان** سالک معنی آنست که باز موسم بهار است مر وجود سالک را میرسد مبدم نوید گل که مشاهدات تجلیات است مر سالک را و نیز نوبهار اشارت بر طلوع دین محمد یست یعنی اگرچه در عصر هر پیغمبر بهار دین اسلام شگفته و رونق و شباب دیگر پیدا آمده که در عهد دیگران نبود و **مژدهٔ گل** عبارت از تجلی جمالی و لطفی است همدرین بهار بعندلیبان عشق رسیده یکی گوید لَیْسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللهِ دیگری گوید سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی و دیگری گوید اَنَا الْحَقُّ و خار که عبارت از استغناست و آن در بهاران پیشین بوده چون لن ترانی و درین بهار بعندلیبان بوستان عشق اینچنین است **قوله**

اے صبا گر بجوانان چمن باز رسی	خدمت ما بر سان سرو و گل و ریحان را

صبا کنایه از لطیفهٔ آلهی که در دل سالک فرود آید معنی آنست که اے لطیفهٔ آلهی از عالم غیب بدل ما فرود آمده و مژدهٔ تجلیات رسانیده اگر باز بآن عالم رجوع نمائی و بآن تجلیات رسی خدمت یعنی اشتیاق کمال ما را بآن سرو و گل و ریحان که تجلیات است عرض داری و نیز **صبا** مراد مرشد **و جوانان چمن** اشارت بسرو و گل و ریحان و مراد از **سرو و گل و ریحان** اصحاب رسول ۴

که جوانانِ چمن اسلام اند که هریک در بهار رسالتش از نسیم اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِی اَیَّامِ دَهْرِکُمْ نَفَحَاتٍ مشگفته و در ربیع هدایتش از باران ثُمَّ رَشَّ عَلَیْهِمْ مِنْ نُوْرِهٖ ترتیب یافته و احتمال دارد که از سروآن اصحاب خواهند که آزادگان طریقت و مجردان معنی و صورت اند یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ و از گل اهلبیت خوانند و از ریحان سائر اصحاب مراد میدارند چون بیقراری موجب زهر خندگی بیدرد دانست گوید قوله

ترسم آن قوم که بر درد کشان میخندند	در سر کار خرابات کنند ایمان را

آن قوم اشارت بزاهدان و منکران در دکشان عاشقان باعتبار آنکه مئے صاف انبیاء ع نوشیده اند و دُرد باین عاشقان که اولیا اند رسید و نیز اولیای کامل مراد باشند بنهایت رسیده اند باین سبب که در دنهایت شر البست بیت رصاف از بدایت حکایت بود ✤ و گر دُرد باشد نهایت بود ✤ کار خرابات بمیخوشی و مراد ازان عشقبازی و درین غزل از نعت بعشق در آمد واین صنعت التفات گویند و آنچنانست که شاعر در غزلے یا قصیده از مقصدے رجوع بمقصد دیگر نماید واین بیشتر در غزلها می نماید سوال بعد لفظ ترسم منفی واقع شود نه مثبت چنانچه ؎ ترسم نرسی بکعبه اے اعرابی ✤ جواب بعد ترسم هم منفی چنانچه مذکور شد و هم مثبت چنانچه ؎ ترسم که اشک در غم ما پرده در شود معنی آنست می ترسم که این زاهدان و منکران که برین حال پریشان ما می خندند و حسد می برند و بسبب حسد در خیال این عشقبازی ما ایمان خود را برباد دهند که ؎ باد در دکشان هر که درافتاد برافتاد ✤ و یا آنکه ایمان خود را برباد دهند اے عاشق شوند بموجب مَنْ ضَحِکَ ضُحِکَ و دیگر مَنْ عَابَ اَخِیْهِ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی وَقَعَ فِیْهِ و نیز لفظ ترسم بمعنے المنت نهند و چون عاشق را باید که صحبت با کس ندارد الا با عاشقان ؎ با عاشقان نشین و همه عاشقی گزین ✤ باهر که نیست عاشق یکدم مشو قرین ✤ گوید قوله

یار مردان خدا باش که در کشتی نوح	هست خاکے که بآبے نخرد طوفان را

مراد از کشتی نوح دنیا خاکی بیای تنکیر که ذات محمد علیه السلام باعتبار آفرینش معنے آنست که مصاحب اهل الله باش که در دنیا ذات آنحضرت بوده موصوف برحمت عالمیان که بآبے نخرید طوفان را و از کمال بردباری آزار قوم خود نخواست بخلاف سائر انبیا چنانچه نوح ع گفت رَبِّ لَا تَذَرْ

عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا وحضرت علیہ السلام گفت اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
اہل اللہ چون اتباع اویند صحبتِ ایشان سر بسر رحمتست واگر خاکی وآبی بیاے مجہول خوانند
مراد از ہمان خاک است کہ حضرت نوح ع باشارت جبرئیل باخود در کشتی برد واز صحبت نوح آن
خاک را آن شرافت دست داد کہ قائم مقام آب وضو وآب غسل ایستاد وبرائے تیمم مقرر گشت نقل است
کہ چون نوح علیہ السلام در ہنگام طوفان بکشتی در آمد واز جنس حبوب وطیور وبہائم والنسان ہمہ را بکشتی آورد
آنوقت جبرئیل ع فرمود کہ یا نوح ع یکمشت خاک نیز ہمراہ خود ببر نوح ع ہمچنان کرد چون آب طوفان
غلبہ کرد وتمام روے زمین آب گرفت حکم حق رسید کہ یا نوح بدین آب وضو وغسل روا نیست کہ غضب
وغفرہ است وبدان مشت خاک تیمم کن معنے آنست کہ یار اہل اللہ باش کہ از صحبت ایشان مقصود
رسی وآن شرافت یابی کہ خاک از صحبتِ نوح ع یافت وبمرتبہ رسید کہ بمقابلۂ آب وضو تمام طوفانرا
نخرید یعنی صحبت اثر ہا دارد چون عاشق را لازم است کہ در عشقِ محبوب از دنیا ومافیہا اعراض کند
بنا بران گوید قولہ

ماہ کنعانِ مَنی مسندِ مصرآنِ تو شد	گاہ آنست کہ پدرود کنی زندان را

ماہ کنعان اشارت بہ یوسف مصر نام شہر تختگاہ یوسف مراد مقام عشق ونیز مسند کمالات
زندان کنایۃ از دنیا باعتبار اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِیْنَ معنی آنست ودرین بیت خطاب بروحست
یعنی اے روح من کہ بجاے یوسف ع ہستی اکنون مقام عشق کہ مسند مصر است بتو مسلم شد پس
وقت آنست کہ ازین دنیاے فانی اعراض نمائی وترکِ این ہستی موہومہ گیری چنانچہ یوسف ع
چون بر مسند مصر نشست خیالات زندان را پدرود کرد وہیچ یاد آن در خاطر نیاورد چون گرفتار تعلقات
دنیا ماندن وطول امل را در پیش کردن شایان عاشق نیست بنا بران گوید قولہ

ہر کرا خوابگہ آخر بد ومشتے خاک است	گو چہ حاجت کہ بر افلاک کشد ایوان را

چون رفیع ایوان موجب طول امل است وطول امل موجب غفلت است وغفلت حجاب عشق است
بحکم کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ کَعَابِرِ سَبِیْلٍ یعنی اے عاشق از طولِ امل بگذر چون عاقبت
زیر خاک خفتنی است پس ہر کرا خوابگہ آخر بد ومشت خاکست ازین طول امل وبر افراشتن ایوان چہ حاجت
چون طول امل را در پیش کردن وامید بہبود ازین برداشتن لا ینفع چرا کہ ہر کہ بدنیا در آمد آخرش کار

بر فناست کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ قولہ

برو از خانۂ گردون بدرونان مطلب	کین سیہ کاسہ درآخر بکشد مہمان را

معنی آنست کہ اے عاشق سالک از تہ این گنبد گردان بدر رو یعنی از تعلقات این آزاد باش و بعشق گرای تا بعالم بالا عروج نمای و امید بہبودی ازین گردون مدار کہ این سیہ کاسہ الست ہر کرا لقمہ از خوان خود مید ہد عاقبت الامر بکشد چون از نصیحت فارغ شد باز بمقام مذکور جوع میکند بدان کہ چون عاشق بوسیلۂ عشق و توجہ مرشد بجذبۂ ذاتیہ مشرف شد و بمشاہدات تجلیات معزز میگردد و در ہر جا تجلی او بیند چہ در میخانہ و چہ در مسجد و کنشت و کعبہ و مسلم و کافر و ہر سو توجہ می آرد و آن موجب طعن طاعنان مے شود بنا بران گوید قولہ

گر چنین جلوہ کند مغبچۂ بادہ فروش	خاکروبِ در میخانہ کنم مژگانرا

مغبچۂ بادہ فروش کنایہ از تجلی محبوب جلوہ کردن ظہور کردن معنے آنست کہ اگر آن محبوب حقیقی این چنین جلوہ گری کند کہ در ہمہ جا ظہور خود را نماید و ما را مست شراب جمال خود سازد پس بہتر آنست کہ مژگان خود را جاروب در میخانہ کنم کہ میخانہ ظاہری یا عشق است نمایم عزیز من در ہر ذرہ کہ بامعان نظر کنند آفتاب عالمتاب تابانست اگر این حالت در بتخانہ رو نماید از کعبہ باید گسست و زنار بر میان باید بست یحتمل کہ مراد از جلوہ حسن و کمالات یعنی خود را بظہور آرد مغبچۂ پیر کہ پرورده پیر دیگر باشد در میخانہ منزل پیر چون مشاہدۂ عاشق بین التجلی والاستتار است یعنی گاہ در مشاہدہ میباشد و گاہ احکام کثرت بر و غالب میگردد و آن تجلی مستور میگردد بنا بران گوید قولہ

در سرِ زلف ندانم کہ چہ سودا دارے	باز بر ہم زدۂ کاکل مشک افشانرا

سر زلف احکام کثرت و تعینات بر ہم زدن پریشان کردن کاکل مشک افشان اشارۃ بزلف کہ مراد از ان تعینات است از زلف تعینات بر عارض ذات بہر حلقہ کہ بست دل زصد خلق ربود معنے آنست کہ اے محبوب من درین احکام کثرت و تعینات نمیدانم چہ خیال داری کہ باز آن احکام کثرت را بر ما غالب کردہ و ما را مغلوب آن گردانیدہ و بدان سبب از مشاہدہ دور انداختہ چون غلبۂ احکام کثرت موجب اضطراب عاشق میشود گوید قولہ

ایکہ بر مہ کشی از عنبر سارا چوگان	مضطرب حال مگردان من سرگردان را

۱۵ سیہ کاسہ مسکہ و بخیل ۱۲

مه عبارت از وجه الله عنبر سارا چوگان مراد تعین که ساتر روست معنی آنست که ای محبوب من ظهور وجه الله خود را که در پرده احکام کثرات و تعینات پنهان میداری بدانکه این موجب اضطراب ماست پس مضطرب حال مگردان من سرگردان را یعنی این احکام کثرات را رفع ساز و مشاهدهٔ خود ارزانی دار و یحتمل ایکه مرآئینه خدانمائی من که موصوف است بهٔ لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَّسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ از عنبر سارا نفس چوگان کشیده و مراد زیر آن مغلوب ساخته بدین سبب این سرگردان محبت را در قلق و اضطراب میندازد و یحتمل از زلف شریعت و خطاب بمحمد صلعم رخ مرتبه وجه که آن عبارت از ظهور حق است در مظاهر جمله تعینات علوی و سفلی و مرضیه و نامرضیه معنی آنکه ای برمظاهر عین ظهور چوگان شریعت فرو هشته تا بدان زلف قلب مجانین عشاق را در میدان کبریا میزنی و میرانی و برامید احوال و مقامات و معرفت می نشانی و از مظاهر مرضیه سوی مظاهر نامرضیه نمیگذاری اضطراب ایشان از انجاست و در فرو هشتن زلف تعین وجود بشری بر رخ وجه الله سر لیست و چون راه بردن بآن کار کسی نیست بنابران گوید قوله

نشنوی واقف یک نکته ز اسرار وجود	گرچه سرگشته شوی دائرهٔ دوران را

امکان نیست

وجود وجود سالک که بسا اسرار غریبه و نکات عجیبه در وست که مظهر اتم است و آئینهٔ ذات و صفات است که اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّ الْاِنْسَانِ و کما حقه بمعرفت او رسیدن محال یعنی ای سالک با وجود حصول کمال و دانش واقف یک نکته از اسرار وجود نگردی اگرچه سیر عالم نمائی و عجائب و غرائب بینی و نیک و بد دریابی و حصول دانش نمائی - و یحتمل که مراد از وجود ذات واجب الوجود یعنی اگرچه گرد عالم گردی و عجائب و غرائب عالم دریابی و حصول دانش نمائی سر بر از اسرار ذات ما دارد و چون کار عاشق از ماسوی معشوق آزاد بودن و بهرچه رسد از دست قناعت نمودن و بدان خوش گذرانیدن است گوید قوله

ملک آزادگی و ملک قناعت گنجیست	که بشمشیر میسر نشود سلطان را

آزادگی تجرد از ماسوی الله قناعت بداده حق راضی شدن معنی بیت ظاهر است چون بایست عاشق آنست که از تزویر و ریا آزاد باشد و بعیش گذراند قوله

حافظا میخور و رندی کن و خوش باش ولی	دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

ه کنایت از عشق است رندی بی باکی و قطع نظر از اعمال چنانچه در مرآة المعانی هست ۵ رندی ایضاً

عالم بے باکیست ✣ در طریقت چستی و چالاکی ہست ✣ رند عالم سوز کے باشد بذات ✣ پاک بند رشتہ صوم و صلوٰۃ
ظاہر و باطن خلاد در ملا ✣ رند باشد غرقۂ نور خدا ✣ جانش از رندی بواحد شاہد است ✣ لعنت و رحمت بنزدش
واحد است ✣ نہ ز رحمت خاطر او را سرور ✣ نہ ز لعنت در کمال او قصور ✣ پیش او یکسان بود حلوا و زہر ✣ خواہ لطف آزمود
بیند خواہ قہر ✣ ہر چہ محبوبش بدست خود دہد ✣ گیر دو بر ہر دو چشم خود نہد ✣ معنی آنست کہ اے حافظ بعشق کوش
و قطع نظر از اعمال نما و تن برضا دہ ہر چہ کہ از دوست رسد از بسط و قبض و لطف و قہر خوش باش کہ کمال
عاشقی در تفویض است کہ اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ ولیکن قرآن را دام مکر و حیلہا ہمچو دیگران مساز کہ حائل کردہ
در گلوے انداز ند یعنی ظاہر خود را بقرآن خوانی آہستہ و روز و شب گوشت برادران میخور ند اے
غیبت و حسد میکنند اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِہْتُمُوْہُ و نیز دگران بفتح
دال طائر ہست مردار خوار تمام کلام اللہ بر پر ہائے او منقوش است ✣ مراد ازان ظاہر آرائی است

غزل

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

ساقی مراد مرشد بادہ عشق جام دل سالک مطرب مرشد کہ کلامش طرب افزاے طالبانست
معنی آنست کہ اے مرشد بنور بادہ عشق دل ما را معمور ساز و گویا این واقعہ بظہور پیوست پس
عرض میکند کہ حالا بشارتہا فرما کہ از سوزش خلق کہ دامنگیر سلوک ما گشتہ پیش قدمی نمایم و مقصد گرایم
سوال درین بیت در مصرع اولے تقاضاے کار خام میکند و طلب فیض مینماید و در مصرع ثانی تقاضا
میکند کہ کار نہایت رسید جواب سیر اِلَی اللہ تمام شد بنابران گوید۔ مطرب بگو و چون سیر فی اللہ
نہایت ندارد بنابران ہر لحظہ در طلب زیادتی مے باشد ہر چند کہ یافت بیش طلب بیش چون
اکثر عاشقان را تعلق قلبی بصور جمیلہ مے باشد بعضے را در ابتداے حال و بعضے را بانتہا بسبب آنکہ
در ہر شے مشاہدہ جمال وجہ اللہ مے نمایند و آن موجب طعن زاہدان و منکران مے شود بجوابش میگراید قولہ

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم	اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

پیالہ مراد صور محبوبان مجازی رخ یار تجلی ذات حق شرب نوشیدن مدام شراب
معنی آنست کہ ما درین صور جمیلہ انعکاس نور لایزالی مے بینیم و معاینۂ تجلی ذات حق مے نمائیم بنابران
تعلق قلبی بدیشان داریم اے منکران کہ بیخبر ہستید ازین لذت نوشیدن شراب ما

لہ اے مرشد تلقین امر عشق بما کن کہ جہان بکام ما گردیدہ و ما را در طلب عشق آوردہ ۱۲

اے ازین عشقبازی ما و نیز این حالت مجذوب ست که مجذوب سالک را در هر شے اول ذات تمامی بعده اسماء بعده آثار و مجذوب سالک را برعکس آن و مجذوب مطلق در بحر وحدت غرق چون قطره بقلزم گم درین مقام شراب و آب یکے است چون صور جمیله را شهود در چشم سالک تا آن زمان ست که آفتاب حقیقت بر و تابان نشده بنابران گوید قوله

چندان بود کرشمه و ناز سهی قدان	کاید بجلوه سرو صنوبر خرام ما

کرشمه ظهور سهی قدان تجلیات معشوقان جلوه ظهور سرو صنوبر خرام کنایت از محبوب حقیقی و تجلی ذاتی معنی آنست که این صور جمیله را و یا این تجلیات را نمود و ظهور در چشم سالک تا آن زمان ست که محبوب حقیقی و یا تجلی ذاتی جلوه ننموده و چون آن محبوب حقیقی و تجلی ذاتی ظهور نمود این صور جمیله و تجلیات بکلی از پیش نظر او محو شوند چون نجم در شعاع شمس و چون استغنا نمودن شیوه معشوقان است بنابران گوید قوله

مستی بچشم شاهد دلبند ما خوش ست	زان رو سپرده اند بمستان زمام ما

مستی غنا و بے نیازی چشم ذات ۵ هست چشم اینجا بمعنے نقد ذات + کو عیان بیند وجود کائنات + شاهد دلبند کنایه از حق زان رو بواسطه آن سپرده اند فاعل آن قضا و قدر مستان عاشقان معنی آنست که بے نیازی کردن و استغنا نمودن بذات معشوق ما مے سزد که اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ بنابران قضا و قدر زمام ما را بعاشقان او سپرده یعنی بعاشقان آورده واز محتاجان گردانیده وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ و نیز بجاے مستان لفظ مستی دیده شده و مراد از مستی عشق است یعنی در نظر محبوب ما غیر از عشق و محبت چیزے دیگر منظور نے افتد بنابران ما را بسلک عاشقان کشیده و مندرج ساخته۔ و چون عشق مر عاشق را موجب حیات جاوید است بنابران گوید قوله

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق	ثبت است بر جریده عالم دوام ما

جریده عالم قرآن معنے آنست که درین دار الفرار دنیاے ناپایدار که دار المحن مؤمنین اولی الابصارست هر که آمد گرم رو راه عدم است که کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ الا فانی فی الله و باقی بالله که زنده بعشق ابدی شده بقوله تعالے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ مراد از فی سبیل الله عشقست قاضی حمید الدین ناگوری درهمین معنی بعشقیه مے نگارد که کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی هر نفسے را شربت مرگ چشیدنیست اما نفسهاے که از صفات بشری بیرون آمده اند و موصوف بصفت روح شده اند و در ذات مطلق محو گشته اند بقاے حق باقی و پاینده خواهد ماند آرے هر که زندگی بحق یافت و از مقید بسوے مطلق پرداخت بتیغ لَيْسَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَّا هُوَ همه را قتل ساخت همیشه در بحر مشاهده محبوب و در محو و وصل معشوق مست و مدهوش است و خواهد ماند اے جانمن موت عام دیگر و موت خاص دیگر موت عام فضلست و موت خاص وصل مردن خواص عین زندگی و مردن عوام دوری و مهجوری است چون که موت اورا ست که از حق دور افتاده نه اورا که بحق نزدیکتر است الْمَوْتُ جِسْرٌ يُوصِلُ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ از نیمعنی است بلکه از غلبهٔ محبت چون بورطهٔ عشق میرسند و در بحر حسن معشوق که بے پایانست غوطه میخورند و در ان عمق بے پایان چندین میروند که در تعرب نشان غائب میشوند بحدے که تا ابد نام و نشان هیچ جا بر نمی آید پس موت عاشق کمال استغراق است نه که فوت مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا عاشق بیچاره هر دم مے میرد و بهر موتے حیاتے دگرے یابد جاے دگر اینجا کجا موت و کجا حیات کارے دگر حالے دگر همون داند که باو مے گذرد - چون زاد راهِ عشق عجز و مسکینی است گوید قوله

ترسم که صرفهٔ نبرد روز باز خواست	نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرامِ ما

صرفه بمعنی غلبه روز باز خواست روز قیامت نان حلال شیخ زهد و تقوے کما فی موید الفضلاء و زهد را بنان ازان تعبیر نمود که در زهد چون هستی منظور است خدا بخدا پرستیدن دورست پس کثافت آدران مدخلے تمام است لاجرم بنان که از اجسام کثیف است نسبتے دارد آب حرام عشق و محبت و حرام ازین رو که زاهدان ازین محروم اند کذا فی موید الفضلاء و عشق را باب ازان تعبیر کرد که در عشق ریارا دخلے نیست و در کمال لطافت است معنی آنست که میترسم که روز حشر تقوے و زهد شیخ بر عشق ما غالب آید یعنی میترسم که نباید که در طریق عشق از ما تقصیرے بوقوع آید که نسبت آن تقصیر بمقصود خود فائز نگردیم و شیخ جهت تقوے بمراد خود رسد ازان جهت که کارا و بعلة نیست که محمد را باعلی علیین رسانید بے وسیله سابقه و ابلیس لعین را در اسفل السافلین انداخت بے جریمه سابقه

پس سزاوار آنست که بتر سند و بر عبادت خود مغرور نشوند فَحَسْبُ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ
مے توان که در استفهام انکاری بود منفی مثبت و مثبت منفی پس برین تقدیر معنے چنین باشد یعنی
نمے ترسم که صرفه برد روز در روز قیامت زهد بر عشق غالب شود اے کسے که بلطف ایزدی
بتربیتش نشسته واز فضل و رحمت او بحقیقت پیوسته از سوئے خاتمه نمیترسد که در حصن حصین یقین
در آمده چون کار عاشق که به بسط و گه به قبض از اول تا اینجا مقام بسط بود واز اینجا در قبض آمد و شوق
وقلق روے نمود مے گوید- قوله

بگرفت همچو لاله دلم در هواے سرو	اے مرغ بخت کے شوی آخر تو رام ما

سرو درخت است معروف مراد ازان محبوب مرغ بخت اضافت بیانیه معنے آنست که دل من
در محبت سرو قامتے گرفته شد و همچو لاله سراسر خون گه دیده اے مرغ بخت ما کے بدام ما آئی
ومساعدت ما نمائی و ما را بمحبوب پیوندی دهی چون عاشق را در هنگام قبض اضطراب روے
میدهد و بهر کسے طلب پیغامبری میکند بنابران میگوید قوله

اے باد گر بگلشن احباب بگذری	زنهار عرضه ده بر جانان پیام ما

باد لطیفهٔ نهانی که در دل سالک فرود آید و نیز مرشد زنهار البته معنے آنست که اے لطیفهٔ
الٰهی اگر باز بآنعالم رجوع کنی و بآن محبوب من رسی البته بجانان پیام ما عرض کنی و بگوئی قوله

گو نام ما زیاد بعمدا چه میبری	خود آید آنکه یاد نیاری ز نام ما

یعنی بگو که ما را دیده و دانسته بفراموشی چه سپرده عنقریب است که آن وقت در رسد و ما را
در فناء رسمی کشد و نام و نشان ما در عالم نماند تا شربت اجل نچشیده ایم ما را بقا بخود فرما و از ما برآ و چون
عاشق را چشم بصیرت کشاده و بهر که نظر کرد غرق دریاے عشق یافت بنابران گوید قوله

دریاے اخضر فلک و کشتی هلال	هستند غرق نعمت حاجی قوام ما

باید دانست که تحقیق اهل کشف آنست که بحکم كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ هر تجلی که از جناب والا
در میرسد اول بر عالم ملکوت مے افتد و مصبغ برنگ ملکوت می شود بعده انتقال بعالم مثال میکند برنگ
او رنگین میگردد پس ازان بعالم شهادت میکند و باحوال او متکیف میگردد بعد ازان بر قلب انسان
کامل افتد و بجهة کمال صفائی دل نور او منعکس بر افلاک و اراضی و انچه درینهاست مے گردد

مثل انعکاس شعاع از آئینه و آب بر مقابل انسان و همین نور انعکاسی موجب استقرار وجود عالم است چنانچه آب موجب وجود حباب و چون قلب غیر کامل صفا نیست انعکاس هم نیست معنی آنست که آسمان با آن رفعت و شان و هلال با این انوار تمام فیضیاب و توابع از مرشد حاجی قوام است چون گریه و زاری موجب حصول مراد است که اَلْبُکَاءُ مُحَصِّلُ الْمُرَادَاتِ گوید قوله

حافظ ز دیده دانهٔ اشکی همی فشان	باشد که مرغ وصل کند قصد دام ما

معنی آنست اے حافظ اگر میخواهی عنقا بلند پروازِ وصل بدام تو در افتد پس دانهٔ اشک را دفع مدار و از دیده افشانده باش شاید که مطلب رسی ـ غزل

ساقیا برخیز و در ده جام را	خاک بر سر کن غمِ ایام را

ساقی مراد مرشد که نوشانندهٔ مے محبت است جام مراد شراب از ذکر سبب و ارادهٔ مسبب غمِ ایام اندیشه و فکر دنیوی معنی آنست که اے مرشد جامِ شراب عشق بما عطا فرمائی و دلم را بشراب محبت صفائی ده تا شائبهٔ مکاشفات گردد و این تعلقات دنیوی و وساوس نفسانی که بر ما هجوم کرده اند خاک بر سر ایشان کن یعنی مندفع ساز و سالک تا که از هستی مستعار نگذرد هرگز بمحبوب نرسد و این جز بعشق نمے شود بنابران گوید قوله

ساغرے بر کفنم نه تا ز سر	برکشم این دلق ازرق فام را

ساغرے کنایه از عشق ازرق بتقدیم زا بر جیم و راء مهمله یعنے کبود دلق ازرق فام کنایه از هستی مستعار معنی آنست که پیاله شراب محبت ما را بده تا از خود دلق ازرق فام که عبارت از هستی مستعار است برکشم و فانی در وگردیم چه بے چشیدن جام عشق رهیدن از دام هستی محال چون از زهد و پارسائی که مقتضیات نفس است سوائے غرور حصولے ندارد بنابران گوید قوله

باده در ده چند ازین بادِ غرور	خاک بر سر نفسِ نافرجام را

بادِ غرور زهد و پارسائی و هستی مستعار معنی آنست که اے مرشد من بادهٔ عشق و محبت عطا فرما که بنوشم و بمطلوب خود رسم و تا چند ازین بادِ غرور که از مقتضیات نفس است حکایتها کنی و مرا گرفتار آن داری و یا آنکه تا کے این هستی مستعار زیم و گرفتار این باشم خاک بر سر نفسِ نافرجام را اُقْتُلُوا اَنْفُسَکُمْ بِسُیُوْفِ الْمُجَاهَدَاتِ و چون عشق نزد عاقلان موجب بدنامی است از انجمنه

که هر چه در مذهب عاشقان جائز داشته عاقلان تاب آن نمے دارند شاید که در طلب سالک مرشد توقف افگنده باشد و حیلهٔ انگیخته باشد تا که کمال شوق و فوران اشتیاق روے نماید بنابران گوید قوله

گرچه بدنامی ست نزد عاقلان	مانے خواهیم ننگ و نام را

معنے آنست که اے مرشد اگرچه میخواری که مراد از وعشقبازیست نزد عاقلان موجب بدنامی است بما عطا کن که ما از سر ننگ و ناموس گذشته و بآن تعلق نمانده چون تو چون دستگیری مرشد بدولت عشق مشرف شدیم و هر دم احوال او بنوعے دگر شد و چون احوال عاشقان موجب حسد حاسدان است گوید۔ قوله

سوزان

دود آهِ سینهٔ نالان من	سوخت این افسردگان خام را

افسردگان خام کنایه از ظاهر پرستان معنے آنست که این دود آهِ من که از سینهٔ نالان من برمی آید این ظاهر پرستان را سوخته حاصل آنست که مشاهدهٔ علامات عشق و معاینهٔ آثار شوق که از ما هر دم ظاهر مے شود موجب حسد حاسدان گردیده و ایشانرا در حسد آورده و یا آنکه حالت ما در هجران آن دلارام بجاے رسیده که دلِ دشمنان سوخته بدان که بر سالک عاشق هر دم حالے دگر روے میدهد و هر لحظه اسرارے دگر و انوارے دگر مکشوف میشود و آن اسرار شایان آن نیست که بهر کس توان گفت الا بعاشقان و چون عاشقان نادر اند گوید قوله

خویش

محرم رازِ دلِ شیدائے خود	کس نمے بینم ز خاص و عام را

معنے آنست که درین زمانه از خاص و عوام کسے را محرم رازِ دل شیدائے خود نمے بینم که با و احوال خود یک یک عرض نمایم که در عشق آن معشوق هر دم چه رنج و محنت و سوز و درد روے میدهد تا بمداوائے این دل بیمار پردازد و یا آن که کسے را نمے بینم که بگویم که بسبب عشق چها اسرار و انوار مکشوف میشود بر دل ما باید دانست که چنانکه اظهار عشق مر عاشق را شایان نیست اخفاء آن نیز نوعے از محالات است بنابران گوید قوله

بادلارائے مرا خاطر خوش است	کز دلم یکبار برد آرام را

معنے آنست که خاطر من واله و متعلق عشق دلارائے است که آن دلارام بجلوهٔ از جلوهاے خود آرام از دل بے آرام ما برده و بے قرار گردانیده و آن دلارام محبوب حقیقی یا مرشد یا محبوب مجازیست

وچون عاشق را لازم است که هرگاه ذکر معشوق درمیان آید بذکر وصف او نتواند گذشت بنابران گوید قوله

تنگر دیگر بسرو اندر چمن	هرکه دید آن سرو سیم اندام را

سرو کنایه از معشوق مجازی چمن دنیا آن سرو سیم اندام محبوب حقیقی معنے آنست که آن دلارام من محبوب بیست که هرکه جلوه های اورا دریافت وتجلی از تجلیات او معاینه نمود باز درین دنیای فانی بمهرویان مجازی التفات ننماید بدآن که سالک عاشق بسبب بیقراری اظهار سوز و درد نمود چون ارشاد مرشد بے اشارت الهی نیست بنابران گوید قوله

صبر کن حافظ به سختی روز و شب	عاقبت روزے بیابی کام را

معنے آنست که اے حافظ شب و روز برین سختیها که درین طریق ترا روے مینماید صابر باش تا عاقبت بموجب اَلصَّبْرُ مَعَ الظَّفَرِ بمراد خود فتح یابی غزل

ساقی بگذار از کف خود رطل گران را	تا خوش گذرانیم جهان گذران را

ساقی کنایه از مرشد بگذار روان کن رطل پیمانه شراب جهان گذران دنیاے فانی معنے آنست که اے ساقی این پیالهٔ شراب محبت که حاصل کردهٔ برکف داری روا کن بسوے ما تا از نوشیدن آن این جهان فانی را بخوشی گذرانیم اے درعشق بسر بریم بدان که چون مسترشد بتوجه مرشد بے محبت سرفراز شد وحالت او بنوعے دگر شد قطع نظر از اعمال وافعال نمود وبیاکی ورزید واندیشه نیک وبد از میان برداشت چه بسا اعمال وافعال از سر عاشق میزند که در نظر صورت بینان بصورت گناه است ونزد اهل معنے عین طاعت چون آن موجب طعن طاعنان ست گوید قوله

زاهد چه عجب گر کندم عیب برندی	بر اهل هنر طعنه بود بے هنران را

زاهد کسے بود که در ریاضت بحد کمال بود وتارک دنیا اما از عشق محروم اهل هنر عاشقان بے هنران ظاهر پرستان معنے آنست که اگر زاهد ظاهر پرست که نظرش بر اعمال متمکن است و اُمید حصول ثواب درجات دامنگیر وقت اوست اگر ما را برندی که بیباکی وقطع نظر از اعمال است عیب کند جاے عجب نیست چه عادت جهان بر نیست که اهل هنر مطعون بے هنران گردند باید دانست که در راه عشق مقامیست که چون سالک دران مقام رسد همه جا چه از صومعه چه از مسجد وکعبه وکنشت ظهور خاص محبوب بیند بنابران گوید قوله

در قبلہ و بتخانہ تو مسجودی و معبود	رو سوے تو باشد ہمہ صاحب نظران را

مخاطب درین بیت محبوب است یعنی اے محبوبِ من در ہمہ جا ظہور تست اگر کعبہ است مسجود توئی واگر بتخانہ است معبود توئی و نیز از بتخانہ و کعبہ عشق و زہد مراد است از ذکر سبب و ارادۂ مسبب و عاشقانِ کامل ہمہ جا مشاہدۂ تو می نمایند و ترا می بینند و نظر بر کعبہ و کنشت نمیدارند چون اینمعنی موجب طعن طاعنان میشود از انجہت کہ بذوق آن کس نمی تواند رسید لاعاشق بنابران گوید

ارباب خرد ذوق می عشق چہ دانند	از حالہ ما نیست خبر بیخبران را

معنے آنست کہ اربابِ خرد زاہدان و متقیان اند ذوق مے عشق را چہ دریابند و چگونہ بر اسرار و کلمات عاشقان واقف شوند چون قطرہ از جامِ عشق در ایشان نرفتہ بنابران از حالت ما ذوقی ندارند و زبان طعنہ در حقِ ما دراز ساختہ اند چون عاشق مدام جویانِ وصل است بنابران گوید قولہ

کامی طلبد حافظ ازین چشمۂ حیوان	آرے نتوان خورد نصیب دگران را

کام بوسہ چشمۂ حیوان کنایہ از دہن معشوق و کنایہ از بوسہ از دہن معشوق وصلِ محبوب است معنے آنست کہ حافظ مدام جویان وصل معشوق است لیکن چون جناب معشوق ازان غالب است کہ ہر بوالہوسے دست بدان تواند رسانید بنابران از روے تحقر گوید آرے این دولت نصیب دیگران بدست آوردن نمے تواند و ما را چہ حوصلہ و استعداد و چہ یارا و زہرہ کہ با در سیم غزل

شب از مطرب کہ دلخوش باد و یارا	شنیدم نالۂ دلسوز نے را

مطرب عارف نالۂ دلسوز کلمات جانسوزِ عاشقانہ نے مراد عاشق کامل معنے آنست در شبے از شبہا از زبان عارفے کہ دل وے خوش باد کلمات جانسوز و سخنانِ دل سوز کسے کہ مانند نے بفراق از اصلِ خود گرفتار بود نالش مے نمود چنانچہ نالش آن در مفتح مثنوی مذکور است استماع نمود چون خاصۂ کلماتِ عاشق آنست کہ دل سامع را بخود جذب میکند بنابران مے گوید

قولہ

چنان در جانِ من سوزش اثر کرد	کہ بے رقت ندیدم ہیچ شے را

معنے آنست کہ استماعِ آن کلماتِ جانسوز چنان در جانِ من اثر کرد کہ بسببِ آن بہر سو و بہر سو کہ نظر کردم از رقت مرا و را خالی نیافتم یعنے ہمہ را در درد و سوز یافتم ۵ ہمہ عالم چو یک خمخانہ اوست

دل ہر ذرہ پیمانۂ اوست ✣ خرد مست و ملایک مست و جان مست ✣ ہوا مست و زمین مست آسمان مست ✣ و یا آن کہ با ینمعنے کہ از غلبۂ رقت کہ بر من زور آوردہ بود پنداشتم کہ ہمہ چیز در رقت است نہ آنکہ فی الواقع ؎ چو تو بر گردی و بر گردد سرت ✣ خانہ را گردندہ بیند منظرت ✣ قولہ

حریفے بُد مرا ساقی کہ در شب	ز زلف و رخ نمودی سمشس و دی را

حریف ہمخانہ و یار و مصاحب ساقی مراد مرشد زلف مراد عالم کثرت و نیز ہجر و ہم جلال رخ مراد وحدت و نیز وصل و جمال دی مختصر یعنے معنے آنست کہ یارے بود مرا شراب دہندہ یعنے مرشدے داشتم کہ در شب کہ وقت خاص عاشقانست بیان زلف کہ کنایت از عالم کثرت است بنوعے مینمود کہ آن عالم کثرت در نظر شنوندگان چون شب دیجور مینمود و شرح عالم وحدت بطریقے مینمود کہ اسرار غامضہ ہمچو آفتاب روشن مے شد و چون شوق سامع مر متکلم را گرم تر میگرداند بنابران میگوید قولہ

چو شوقم دیدہ در ساغر مے افزود	بگفتم ساقی فرخندہ پے را

معنے آنست کہ چون آن مرشد شوق مارا دریافت در اظہار آن اسرار گرم تر گردید و بجام عشق سرشار کردچنانکہ ساقی ہرگاہ شوق میخواران زیادہ مے بیند در ساغر مے ریزد و من بآن مرشد عرض نمودم

قولہ رہانیدی مرا از سر مستی	چو پیمودی بیا پے جام مے را

معنے آنست کہ چون این اسرار پے در پے گفتی مرا از سر مستی یعنے خودی و خود پرستی رہانیدی با ینمعنے کہ مے دانستم کہ من بجاے رسیدہ ام و کمالے حاصل کردہ ام و چون این اسرار شنیدم حاصل کردۂ خود اندک دیدہ از تکبر و خود بینی خلاص گردیدہ ام چون زبان سالک از ادائے شکر مرشد قاصر است جز دعا کردن نتواند بنابران گوید قولہ

حماک اللہ عن شر النوائب	جزاک اللہ فی الدارین خیرا

و لفظ خیرا قافیہ معمول ست و آن آنست کہ بتصرف شایستہ آن گردد کہ بوزن قافیہ درست شود چون درین قطعہ ؎ بر تافتست بخت مرا روزگار دست ✣ زانم نمیرسد بسر زلف یار دست ✣ خصم شتر دلت را قربان ہمیکند ✣ زان رو سعد ذابح آہیختہ کار دست معنے آنست کہ چون من در عوض آن عنایت خدمتے نمیتوانم کرد زبان بدعاے کشایم کہ حمایت کند ترا اللہ تعالے از شر حادثات و جزا دہد ترا اللہ تعالے خیر در ہر دو جہان چون عاشق بغلبۂ مستی عشق ملک

کاوس وکے را بجوی نے شہر و بنا بران گوید قولہ

چو بیخود گشت حافظ کے سماع	بیک جو ملکت کاؤس وکے را

دولت

معنے آنست کہ چون حافظ از شنیدن این اسرار عشق و محبت بزبان درفشان محبوب مست و بیخود گردید از خودی و خود پرستی گذشت و بملکے رسید کہ پیش او ملک کاؤس وکے را قدر جوی نہ نہد غزل

صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را	تا بنگری صفاے مے لعل فام را

باید دانست کہ صوفی را دو اطلاق است یکے آنکہ ملتزم ملت بود و ادراک مطالب بکشف شہود کند و با ینمعنے شامل قلندر و ملامتے و مجذوب و سائر اقسام است دوم آنکہ بمشاہدۂ جمال ازلی و محبت لم یزلی از ہر دو کون محجوب آزاد و مشاہدۂ کثرت در وحدت و مشاہدۂ وحدت در کثرت کند و بوسطه کمال متابعت رسول ﷺ ماذون و بدعوت خلق مامور باشد و این طائفۂ کاملان مکمل اند کہ فضل و عنایت ازلی ایشانرا بعد از استغراق در عین جمع و لجۂ توحید از شکم ماہی فنا با حل تفرقہ و میدان بقا خلاصی و مناصی ارزانی فرموده تا خلق را بنجات و درجات دلالت کند و این معنے خاص ست در ملامتے و غیرہ یافته نمیشود ازان کہ کثرت از نظر شہود دوے نرفته کہ اَلْمَلَامَتِیُّ هُوَ الَّذِیْ لَا یُظْهِرُ خَیْرًا وَ لَا یُضْمِرُ شَرًّا و قلندر خود فرو تر ازین ست چنانچہ مذکور خواہد شد پس صوفی کہ درین بیت یا ابیات دیگر چون ۵ صوفی صاف بہشتی نبود زانکہ چو ۴ و یا ۵ صوفی نہاد دام سر حقه باز کرد ۴ محمول بر ہیچ معنے ازین دو معنی نمیتواند شد پس مراد از صوفی در موضع ذم شخصے بود کہ اظہار خیر و اضمار شر کند یعنی ملامتی کہ ناظم ازان نیست ۵ خیر تا خرقۂ صوفی بخرابات بریم ۴ یا مراد از صوفی متشبه مبطل بود بصوفی یعنی جماعتے کہ خود را بصوفیان ظاہر کنند و از جلیت عقاید و اعمال و افعال ایشان عاطل و خالی باشند در بقه طاعت از گردن برداشته خلیع القدار در مرتبه اباحت میچرند و گویند کہ تقید باحکام شریعت کار عوام ست کہ نظر ایشان بر ظواہر متصور باشد اما حال اہل حقیقت ازان عالی تر ست کہ بر سوم ظاہر مقید شوند و اہتمام ایشان بمراعات حضور باطن پیش بود این طائفہ را باطنیه و اباحیه خوانند و صوفی کہ در موضع مدح واقع شد چنانچہ ۵ صوفیان جمله حریفند و نظر باز و ۴ محمول بر ہر یکے ازین دو معنی میتواند شد لیکن حمل او بر معنی اول کہ شامل فرقہ ملامتیه بود کہ ناظم ازانست اولے و انسب ست معنی آنست کہ ای صوفی ظاہر پرست یعنی مرائی و خالی از اعمال بار ایش

مرتبہ

در و دیوار دل چه نهاده و در عید مَن استوی یوماً فهو مغبون چه افتاده که بدین لباس جز تشبیه چیزے دیگر نمی کشاید در مشرب ما در آئی که مشرب اهل معرفت است تا صفائی جام دل سالک که مانند آئینه روشن است معاینه کنی که آثار صفائی مئے که عبارت از محبت خالص است چه نوع صفای آئینه دل ظاهرے شود و چه نوع کمال حاصل مے آید تا از انکارے که داری باز آئی چون در راهِ عشق و محبت بسا اسرار است که مکشوف هیچکس نمی شود الا بعاشقان بنابران گوید قوله

راز درون پرده ز رندان مست پرس	کین حال نیست صوفی عالیمقام را

سوال لفظ صوفی که در محل ذم واقع شده عالی مقام چون صورت بندد جواب بطریق سخریه چون غنچ پاکدامن معنی آنست که اسرار الٰہی و نکتهائے عشق حضرت لاتناهی از رندان مست یعنی عاشقان که قطع علائق و عوائق کرده اند و از ماسوی الله بریده اند و بحق رسیده اند بپرس چرا که رسیدن بدریافت اسرار الٰہی شایان زاهد ظاهر پرست و صوفی مرائی نیست هر چند که در طاعت و عبادت کوشد حصول معنی میسرش نشود و باید دانست که رازهائے پرده بسیار اند که بجب عزه محتجب باشند و عزت عشق زبانِ عارفان بریده از افشائے آن الا بر سبیل ایما یکے از ان سر قدر که اَلْقَدَرُ سِرُّ اللّٰهِ فَلَا تُفْشُوْهُ که شریعت محمدی مانفست دوم سر ربوبیت که اِنَّ الرَّبُوْبِیَّةَ لَوْ کُشِفَ لَبَطَلَ الرَّبُوْبِیَّةُ سیوم سر حقیقت محمدی اگر حقیقت خود آشکارا کند مبطل شریعت باشد چهارم سر روح قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ و علی هذا القیاس بیشمار اند و تا صبح ولایت از مطلع ندمد و نجوم صفات بشری متلاشی نگردد بران سر اطلاع نیفتد و محتمل که صوفیان عالیمقام که رازداران خلوتخانه اسرار الٰہی اند و از آداب دانی حفظ مراتب میکنند چگونه افشائے راز نمایند و مستان بادهٔ محبت که صاحب حال اند ضبط ندانند هر چه می بینند و می شنوند بے اختیار بر زبان آرند و چون در عالم هیچکاری نیست بهتر از حصول معرفت که وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اے لیعرفون و عرفان بے شهود ممکن نے بنابران گوید قوله

در نقد عیش کوش که چون آنجور نماند	آدم بهشت روضه دار السلام را

نقد عیش حصول شهود الٰہی و عرفان نامتناهی آنجور نسست بهشت بگذشت روضهٔ دار السلام جنت معنی آنست که ای صوفی ظاهر پرست مشغول این دنیائے فانی و زبدلا ینفع چه شده باز آ

وبحصول معرفت وشهود الٰہی کوشش نما وکار امروز بفردا مفگن کہ کار امروز بفردا افگندن دست تحسر بدندان گزیدنست آدمؑ چون مدتش سپری شد کاری کرد کہ بہشت از دست بہشت باز آز نصیحت سالک اعراض نمودہ بہ بیان سالک می پردازد قولہ

در دور باده یک دو قدح درکش و برو	یعنی طمع مدار وصال دوام را

دور باده ظہور تجلیات قدح تجلی معنی آنست کہ ای سالک در سلوک عشق ومحبت تفرجات تجلیات بسیارست پس در ہنگام ظہور تجلیات مدام بتجلی واحد مشغول مباش تا داخل خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ نگردی ؎ بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ؎ ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرست بلکہ بر ہر تجلی کہ رسی یک دو لمحہ تفرج نمودہ روان شو تا داخل اُولٰئِکَ لَھُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰی شوی چرا کہ سالک را باید کہ ملتفت بدان نگشتہ خلیل وار لوائے لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْنَ بر آوردہ پیش قدم نہد سوال درین بیت معلوم میشود کہ گاہ وصال یافتہ میشود ودوم بیت لاحق کہ عنقا شکار کہ ازان مفہوم مے گردد کہ وصال دست نمید ہد جواب آنست کہ حق تعالی را دو مرتبہ ہست ظہور وبطون یکے ازان احدیت ذاتیہ مجرد از صور تعینات واتفاق صوفیہ بر آنست کہ حضرت ذات از حیثیت احدیت ذاتیہ وہویتہ غیبیہ برتر ازان ست کہ متعلق بہ علم وکشف شہود تواند بود ویکے ازان واحدیۃ کہ عبارت از ذات مقید بصور تعینات علمیہ وغیبیہ واین بکشف شہود دمیگردد پس انچہ از بیت اول مفہوم میشود وصل باعتبار واحدیۃ وانچہ از بیت ثانی معلوم مے شود عدم وصل احدیت ست ونیز صوفیہ را در کشف ذات الوہیۃ اختلافست اکثرے از محققین قائل اند بعضے منکر وچون فکر کردن در ذات وغور نمودن بآن شایان سالک نیست کہ تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰلَآءِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ بنابران گوید قولہ

عنقا شکار کس نشود دام باز چین	کین جا ہمیشہ باد بدست ست دام را

عنقا کنایہ ذات مقدس کہ در لمعات از وے بعنقا تعبیر نمودہ اینجا اشارت بکنہ ذات مقدس باد بدست بیحاصل معنے آنست کہ عنقا احدیت شکار استعداد کسے نے شود دام سعی وکوشش از و باز دار زیرا کہ سعی بیحاصل ست قَالَ اللّٰہُ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ وایضاً قال رَبِّ اَرِنِیْ وقال لَنْ تَرٰانِیْ وبرائے شکار دیگر مثل تجلیات ذاتی وصفاتی وافعالی دام سعی بگستران کہ خود گفتہ ؎ بر واین دام بر مرغ دگر نہ ؎ کہ عنقا را بلند ست آشیانہ ؎

و شیخ یحییٰ وجہی لطیف بکار برده یعنی عنقای الوہیۃ شکار کس نمیشود بلکہ شکار بیگانست حاکی عن اللہ اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ لِاَجْلِیْ وچون در عشق ننگ و ناموس را گذر نیست بنابران گوید قولہ

اے دل شباب رفت و نچیدی گلے ز عشق	پیرانہ سر مکن ہنر ننگ و نام را

معنے آنست در شباب کہ ایام کارے بود عقدہ کار از دست نکشود و از کشت زار دنیا ذخیرہ عقبےٰ برنداشتی ای عشقے حاصل نکردی ؎ الا اے کہ عمرے بہفتاد رفت + مگر خفتہ بودی کہ بر باد رفت + ہمہ برگ بودن ہمی ساختی + بتدبیر رفتن نپرداختی - + اکنون کہ موسم پیرافشانیست یعنے ہنگام پیری ننگ و نام را کہ ہنرے پنداری مکن و اگر بکن باشد معنے آنست کہ ہنرے بکن از برائے ننگ و نام خود تا روز قیامت ننگ و نام تو بر جا ماند چنانچہ سعدی گفتہ (یعنی عشقے بکن ۱۲) ؎ دگر دست قدرت نداری بکار + چو بیچارگان دست زاری بیار + وچون در عشق امید عافیت نیست بنابران گوید قولہ

من آن زمان طمع ببریدم ز عافیت	کین دل نہادہ بر کف عشقت زمام ما

معنے آنست کہ من از ازل کہ اختیار عشق نمودم طمع عافیت منقطع کردم کہ اَلْعِشْقُ تَرْکُ السَّلَامَۃِ وَ اِخْتِیَارُ سَبِیْلِ الْمَلَامَۃِ وچون مدام توقع عاشق ہمین است کہ معشوق بنظر لطف نگرد گوید قولہ

ما را بر آستان تو بس حق خدمت است	ای خواجہ باز بین بترحم غلام را

معنے آنست کہ ای معشوق من از من اعراض چندین چہ میکنی و چرا سوے من نے نگری کہ ما را بس حقوق خدمت بر آستان تست یعنے اگرچہ خدمتے کہ لائق جناب تست از ما صادر نشدہ اما اینقدر ہست کہ آستان ترا نگذاشتہ ام و ازین در بدر دیگر نرفتہ ام کہ جاے دیگر گفتہ ؎ جز آستان تو ام در جہان پناہے نیست + پس اے محبوب من بر این غلام خود بنظر لطف نگے فرما و گویند کہ حافظ بظاہر دست ارادت بکسے نسپردہ و فیض از جناب محمدؐ یافتہ کہ جاے دگر گفتہ ؎ زانکہ بخشایش بس روح مکرم با اوست + گوید قولہ

حافظ مرید جام جم است ای صبا برو	وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

جام جم بجملہ عُلُمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ قلب محمدی علم مراد عشق نبویست صبا وارد غیبی

لہ اولش حافظ نظار معشوقہ است گرد جہاں گشتہ

وعارف کامل شیخ جام محمدؒ کہ بصفت موصوف است معنے آنست کہ ای وارد غیبی و یا ای عارف کامل حافظ طالب فیض نبویست و پیوستہ در عشق آنحضرت مشغول ہرگاہ کہ گذری بجناب نبوت آب کنی پس بندگی ما را عرض نمائی و نیاز ما رسانی غزل

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را	کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ ما را

صبا ہمان باد کہ پیغامبر عاشقانست چنانکہ در تنزیہ الارواح گوید عجائب قومے اند کہ باد صبح را ہمدم خود سازند و ہر دم بسخنے با او پردازند و نیز مرشد و وارد و جذبہ غزال رعنا معشوق و مراد ازان محبوب حقیقی سر بکوہ و بیابان دادن سرگردان ساختن و مبتلا ساختن و بلیات نمودن معنے آنست کہ ای باد صبا بنزدیک بگو مر آن معشوق را کہ ہمچو غزال رعنا از نظر طالبان می گریزد و بقید ایشان نمی آید کہ من کہ خانمان گذشتہ در طلب تو کوہ و بیابان و صحرا یعنی مواضع محنت گزیدہ ام از جہت وصال تست نباید کہ ہمچنان کہ از خانمان جدا ماندہ ام از وصال تو ہم محروم بنم باز زبان صبا کہ پیغامبر عاشقانست التماس مے نماید قولہ

چو با حبیب نشینی و باده پیمائی	بیاد آر محبان باد پیما را

با حبیب نشستن بوصل حبیب رسیدن باده پیمودن مست نظارہ وے گشتن باد پیما بے حاصل معنے آنست کہ ای باد صبا ہرگاہ کہ با حبیب من واصل گردی و مست نظارہ او شوی باید کہ عاشقان سرگشتہ بادیہ ہجران را یاد داری و یاد دہانی و چون کار معشوق مدام بے نیازیست و خود بینی بنابران گوید قولہ

شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا	تفقدی نکند طوطی شکر خارا

شکر فروش معشوق طوطی شکر خا عاشق معنے آنست کہ اے محبوب من کہ عمر او دراز باد چرا عاشقان را تفقدے نمیکند و بحال ایشان نمی پردازد گویا استفسار میکنند کہ درین چہ سر است کہ معشوق از عاشق اعراض میکند و او را مطلب نمیرساند و چون طریقہ معشوقان استغنا نمودن است و آن جز غرور حسن نتواند بود بنابران گوید قولہ

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل	کہ پرسشے نہ کنی عندلیب شیدا را

غرور حسن در بعضے نسخہ عروس حسن ندا دنفی و مثبت گل محبوب نکنی منفی و مثبت عندلیب

عاشق معنے آنست کہ ای محبوب من کہ باین حسن وجمال چون گل ہستی مگر غرور حسن ترا اجازت نمید ہد کہ از احوال پر ملال عاشقان شیدا پرسش نمائی یعنے مقتضیات حسن تو اینست کہ بلبل شیدا را زیادہ تر شیدای بہم ساند تا قدر پرسش داند چون ہر صاحب نعمتے را در کار ست کہ با داے شکر این نعمت عظمے بموجب اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ گرائیدہ بنابران گوید قولہ

بشکرانِ کہ تو ئی پادشاہ کشورِ حسن		بیا د آر غریبان دشتِ صحرا را	

معنے آنست کہ اے محبوب من بشکر آنکہ تو پادشاہ کشور حسن ہستی غریبان دشت صحرا را کہ کنایت از عاشقانست از خاطر عاطر خود فراموش نہ سازی وچون خلق ولطف معشوق دام عاشقان است گوید قولہ

بخلق ولطف توان کرد صید اہل نظر		بقید دام نگیرند مرغ دانا را	

بحسن

اہل نظر کنایۃ از عاشقان مرغ دانا عاشق معنے آنست کہ اے محبوب من بر عاشقان بیچارہ بخلق ولطف پیش آئی وایشانرا بحبل المتین حسن خلق مقید کن نہ بینی کہ صیادان مرغ زیرک را بخلق ولطف پا در زنجیرے کنند ودر دام مے آرند وچون در سرشت معشوقان غیر از عاشق کشی وستم وجفا نیست بنابران گوید قولہ

ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست		سہی قدان وسیہ چشم ماہ سیما را	

رنگ آشنائی لطف ومرحمت یعنے معشوقان کہ از عاشقان اعراض میکنند واستغنا مے نمایند ودست جور وجفا دراز میسازند نمیدانم کہ سبش چیست وچون ہر دم کار معشوق بیوفائی ومخالفت عاشقانست گوید قولہ

جز اینقدر نتوان گفت در جمال تو عیب		کہ خال مہر ووفا نیست روی زیبا را	

معنے آنست کہ اے محبوب من ہیچ عیبے در جمال خود نداری یکے آن کہ وفا نیست مرترا واینمعنی در حقیقت سراسر ترک ادبست جوابش بدو وجہ ست یکے آنکہ لَا يُحْسَنُ بِحُسْنٍ مَا صَدَرَ عَنْهُ دوم آنکہ وفا آنرا گویند کہ کار وبار معشوق موافق عاشق باشد واین بہمہ حال نباشد گاہ معشوق در عتاب باشد واعراض ودشنام معشوق اگرچہ از روے معنی عین حکمت ست وبر جا لیکن چون موافق خواہش عاشق نیست بنابران عاشق سید اند کہ بیوفائی کردہ چنانکہ پرہیز نمودن ودارتلخ

فرمودن طبیب مر مریض را اگرچه فی الحقیقت عین حکمت است و لطیف است اما بنظر مریض بیوفائی است همچنان گاه عتاب گاه خطاب گاه هجر گاه وصل گاه قبض گاه بسط در نظر عاشق سوخته و بیقرار بیوفائی مے نماید پس ترک ادب نشد و چون این شعر سراسر راحت انتما و فرحت افزا است گوید قوله

در آسمان چه عجب گر ز گفته حافظ	سماع زهره بر قص آورد مسیحا را

معنے آنست که اگر سرود زهره که مطربه فلک است از اشعار حافظ باشد عجب نیست که مسیحا را برقص آرد یعنی سخنان من چنان پرسوز اند که مسیحا از استماع آن برقص آید غزل

صبحدم بکشاد خمارے در میخانه را	قلقل آواز صراحی جان دهد مستانه را

صبحدم هنگام صبح که وقت میخواری میخواران است خمار بفتح و نشد زحمه فرشنده مراد مرشد میخانه عشق ۵ عالم عشق اے پسر میخانه ایست + کز شرابش عقل کل دیوانه ایست + قلقل آواز صراحی چنانچه در مرآة المعانی است ۵ پنبه گوش صراحی غفلت است + وان صراحی روح باده وحدت ست + چون صراحی برکشد پنبه ز کام + قلقل آید از دهان او مدام + قلقل او چیست یعنی ذکر روح پیرسد مر عالم دل را فتوح معنے آنست که وقت صبح مرشدے در میخانه را بکشاد یعنی بیان اسرار و معارف عشق نمود و گفت که اے عاشقان تا توانید بذکر روحی مشغول شوید که مسرت افزاے عاشقان است کما قال ذِكْرُ اللِّسَانِ لَقْلَقَةٌ وَذِكْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ وَذِكْرُ الرُّوحِ رَاحَةٌ وَبَازْ چون انکشاف معنی نمی شود تا که متکلم بواضح ترین ادا نکند بنابران گوید قوله

دور گردان آمده آخر درین بزم کهن	ساقیا برخیز و پر ده آخرین پیمانه را

ساقیا خطاب که بنوشاننده مے محبت الٰہی است معنے آنست که چون بیان اسرار را درین مجلس نوبت بمن افتاد گفتم اے ساقی برخیز و پیمانه آخرین پر کرده عنایت فرما یعنی بواضح ترین ادا فرما و یا آنکه چنانچه بزبان تلقین نمائی بتوجه باطنی هم عنایت فرما اکنون بدان که تلقین مرشد بمنزله همین زهد و صلاحست و وعظ و نصیحت تا آنکه سالک استعدادے تمام حاصل نماید چون سالک هر دم اضطرابے و اضطرارے بسبب عشق روے میدید و از زهد و پرهیزگاری حصول نمیشود چنانکه خود جاے گفته ۵ دلم از صومعه و صحبت شیخ است ملول + یار ترسنچه

این غزل از حافظ نیست بلکه الحاقی است چرا که این کلام با کلام خواجه نمی سجد کذا قال مولانا العلامة الشمسی ۱۲

کو خانہ خمار کجاست ؛ بنابران گوید قولہ

چون شدم مجنون بروے عشق لیلی در جہان	عاقلا پندے مدہ ہمچون من دیوانہ را

مجنون عاشق لیلے کنایۃ از معشوق عاقل کنایۃ از مرشد باعتبار صحو بعد المحو یعنی از بحر محو برآمدہ بساحل صحو رسیدہ و مرتبہ تکمیل یافتہ معنی آنست کہ اے مرشد من چون در عشق آن محبوب لیلی وش مجنون وار رسوا گشتہ ام پس ہمچو من دیوانہ را بہ پند و نصیحت پیش میا بلکہ جامے از عشق بمن حوالہ کن۔ چون سالک چندین عجز کرد بنابران مرشد تلقین کرد قولہ

آئینہ ز نگار اصیقل ز تقوی پاک کن	پاک بنگر اندر آن آئینہ جانانہ را

آئینہ اول بمعنے دل و ثانی مراد روے معشوق پاک در مصرع اول بمعنے مصفا و در ثانی بمعنے احسن وجہ و بے کاہش و نقصان و عیب تقوی پرہیزیدن از ماسوی اللہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ معنی آنست کہ ای سالک اگر میخواہی کہ روے آن معشوق بینی اول دل خود را کہ مانند زنگار خوردہ است از صیقل تقوی پاک یعنی خطرات و خیالات ماسوی محبوب را از دل برون کن بعد ازان باحسن وجہ روے معشوق دران بین و چون در راہ عاشقی ہمین است کہ عاشق خود را فدائے معشوق سازد گوید قولہ

گرد شمع جان معشوقی بگرد از عاشقی۔	عاشقی آموزاند رسوختن پروانہ را

معنے آنست کہ اے سالک اگر تو عاشق ہستی پس بگرد گرد معشوقے اے خود را فدای معشوق ساز و حیلہ پیش میار و مگو کہ چگونہ فدا می شوند و مے سوزند کہ عاشقی در سوختن مر عاشق را خود تعلیم میکند نے بینی کہ پروانہ را در سوختن کہ تعلیم نمود چون عاشقی سراسر بلاست۔ بعضے عاشقان خام بجناب محبوب سخن غیر مناسب میگویند و عاشقان کامل دم نمی زنند و ناشائستہ را بخود نسبت میکنند بنابران گوید قولہ

نیست دشنامی بصیاد از لبم جانا سخن	آمدہ مرغ ہوا گردان ز بہر دانہ را

معنے آنست اے جان من بسبب شدائد و بلیات سخن بے ادبانہ در حق معشوق مے گوئی این بدگفتن تو شایان آنجناب نیست چرا کہ دل تو مانند مرغ ہوا گردان کہ بمجرد دیدن دانہ فرود آید محض بدیدن نور شہود در دام عشق گرفتار گشت و اختیار شدائد و بلیات نمود پس او را چہ جرم

و در بعضے نسخہ مصراع اولی چنین است ۵ نسبت ساقی بصیا دازل وین جان من ۵
معنے آنست کہ ساقی صیا دازلی دام معشوقی دراز نمودہ و دانہ نور شہود در انداختہ واین جانمن
مانند مرغ ہوا گردان کہ بحرد دیدن خود را در دام افگند واین بار گران عشق قبول نمود پس ساقی
صیا دازل مرغ جان مارا باین وجہ در دام آورد قولہ

حافظ از زہد ریائی توبہ کردہ پیش ازان	پس برو بکشای آخر شب در میخانہ را

آخر شب سحر و اکثر عاشقان را تجلیات وقت سحر یا نیم شب میبا شد ۵ رو بر در دل نشین کان
دلبر خرگاہے ۵ وقت سحری آید یا نیم شبے باشد ۵ در میخانہ عالم عشق کہ مشاہدات تجلیات است
معنے آنست کہ اے محبوب من حافظ از ین زہد ریائی توبہ کردہ پیش از انکہ توبہ فرمائی پس در انظار
چہ ماندہ برو در میخانہ را بکشاد بمشاہدات تجلیات سرفراز نما غزل

صلاح کار کجا و من خراب کجا	ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اشکال این بیت در قافیہ است بدانکہ قافیہ بر دو نوع است معمول و غیر معمول غیر معمول آنست
کہ بے تصرف شایستگی قافیہ در و واقع باشد و معمول آنست کہ بے تصرف شایستگی قافیہ نباشد
و در اینجا قافیہ مصراع دوم معمول است و آن آنست کہ بواسطہ تصرفی شایستہ قافیہ گردد واین
عیبے نیست بلکہ صفتے است کہ ردیف و قافیہ را امتزاج دار د چنانچہ درین رباعی ۵ ہر چند
ز دہر نامرادی دارم ۵ لیکن بغم عشق تو شادی دارم ۵ اے دل چو غمست ہجر و شادیست وصال
شادی کن و غم مخور کہ با دیدارم ۵ بدانکہ اکثر کار و بار عاشقان بصلاح و تقوی صورت نمی بندد
کہ بسا خیر را در صورت شر نمایند و آن موجب طعن حاسدان میشود بنا بران گوید معنے آنست کہ
پرہیز گاری کہ مستلزم ہستی است و دور از خدا پرستی است کجا و من خراب کہ در مقام نیستی جا کردہ
و خدا را بخدائے می پرستم کجا ببین کہ بین المرتبتین تفاوت از کجا تا بکجا کہ آتش کجا و آب کجا
و یا آنکہ از صلاح اصلاح کار دینوی مراد باشد پس معنی آنکہ اصلاح کار دینوی کجا و من کہ از شوق
الٰہی خراب گشتہ ام کجا و توجیہ تحصیل آن صلاح کار ندارم کجا پس صلاح من تفویض کار
بحق است و چون صلاح و تقوی ریائی را در طریقہ رندی دخلے نیست گوید قولہ

چہ نسبت است بزندی صلاح و تقوی را	سماع و عظ کجا نغمہ رباب کجا

رندی بے باکی وقطع نظر از اعمال **نغمۂ رباب** مراد گفتار معنے آنست کہ صلاح وتقوے را کہ مستلزم ہستی اند واز خدا پرستی دور اند بارندی کہ قطع نظر از اعمال کہ مستلزم نیستی وقرب مولا است چہ نسبت وسماع وعظ کہ قیل وقال زاہد انست کجا وگفتار مرشد کہ بیان حقایق ومعارف است کجا چون از زہد وورع کارے پیش نمیرود بنابران گوید قولہ

ولم زصومعہ بگرفت وخرقہ سالوس	کجاست دیر مغان وشراب ناب کجا

صومعہ در اصل معبد یہود ست اما الحال در عرف عباد نگاہ است چہ از اہل یہود چہ از اہل اسلام **سالوس** مکر وفریب **دیر مغان** فنائے مقام رندان **معنے** آنست کہ دل من از نشستن صومعہ وپوشیدن خرقہ ریائی رنجیدہ شدہ کہ ہیچ ازین کشودے نیست پس مقام رندان کہ مستلزم نیستی ست کجا وشراب ناب کہ کنایت از محبت خالص از کدورت غیریت کجا کہ بآن متوجہ شویم ومطلب خود فائز گردیم وچون مطلب عاشق یاد آوری معشوق است گوید

بشد زیاد خوشش یاد روزگار وصال	خود آن کرشمہ کجا رفت وآن عتاب کجا

کرشمہ ظہور **عتاب** آگاہی دادن بتقصیر **روزگار وصال** مراد مشاہدہ کہ در عالم اطلاق داشتند چون بعالم تقید آمدند وآن مشاہدہ از ایشان باز داشت بجاے فراموشی است **معنے** آنست کہ یاد روزگار وصال کہ در عالم اطلاق داشتیم فرض کردیم کہ از یاد او رفت وفراموش شد خوش باد مرا او را اما خود آن کرشمہ وآن عتاب کجا یعنی خوب اگر مشاہدہ ازلی باز داشتند لیکن گاہ گاہ ظہورے از تجلیات برائے خوش ساختن بندہ وعتاب بجاے اصلاح در امور مخالف کہ از من صادر شود می کردہ باشد ودر بعضے نسخہ چنین دیدہ شدہ ؎ گرفتم اینکہ زیادش برفت روز وصال ؛ چون سالکان در مقام محو محوی نمودند میدانند کہ وصال شد واین بیت فیضی است کہ حاصل ست در مقام صحو بعد المحو ضمیر شین راجع بدل میگوید کہ اگرچہ دل از بے انصافی روز وصال را فراموش کرد قلق واضطراب پیشہ نمود لیکن معشوق ہم از کمال استغنا کرشمہ کہ تجلی اسم بصیر است وعتاب کہ تجلی اسم قہار ست کہ موجب فنا فی اللہ وبقا باللہ بمی فرماید و التفاتے نمیکند وچون حسن معشوق را بغیر از عاشق کسے نداند گوید قولہ

زروے دوست دل دشمنان چہ دریابد	چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

روے دوست مراد خوبی و جمال معشوق دشمنان ظاهر پرستان چراغ مرده اشارة بدل دشمنان شمع آفتاب اضافة بیانیه مراد روے محبوب معنے آنست ظاهر پرستان خوبی جمال محبوب را چگونه دریابند و ایشانرا با آن چه نسبت چنانچه چراغ خصوصاً مرده را با آفتاب چه نسبت چون معشوق گاه گاه لطف قهرآمیز با عاشق میکند که عاشق معذور آن شد از دور افتد بنابران گوید قوله

بهبین بسیب زنخدان که چاه در راه است	کجا همیروی ای دل بدین شتاب کجا

سیب زنخدان مراد لطف قهرآمیز محبوب ٭ چیست میدانی ز نخدان صفات ٭ لطف گردد قهر میماند بذات ٭ هست زهرے در میان بوے سیب ٭ به بُدی گر زو نبودی این فریب ٭ می نماید سیب بر همشیار و مست ٭ می رباید جان صد موسے بدست معنے آنست که جانب لطف قهرآمیز محبوب که آن چاهیست در راه مبین که هرکه متوجه شد و فریفته رنگ و بوے او گردید از پیش رفتن باز ماند و چون زندانیان خود را نشاند و در بعضے نسخه بجاے مبین بهبین نظر آمده معنے آنست که جانب لطف قهرآمیز محبوب بنگر و بحرص عنان مرکب بیش مبر که لطف قهرآمیز محبوب اگرچه در ظاهر سیب وار خوش مینماید و مردم را فریفته رنگ و بو میگرداند اما فی الحقیقت چاه در راه است که سالک را محبوس کرده می ماند و از مطلب دور می اندازد و تحویل که سیب زنخدان عبارت از هر یک مظاهر و تعینات اسم المضل است که مانع وصول اند مخفی نماند که چون دقائق اسم المضل در همه حسنات و سیآت مزجی است در بعض عیان و در بعض نهان پس سالک را باید که همه حال مراقب حال باشد تا مبادا که از غلبه اسم المضل از اعلی علیین باسفل السافلین رسد مخفی نماند که در حسنات دقائق اسم هادی ظاهر و دقائق اسم المضل در باطن و در سیآت عکس است و چون موجب روشنائی چشم عاشق غیر از خاک جناب معشوق نمیتواند بنابران گوید قوله

چو کحل بینش ما خاک آستان شماست	کجا رویم بفرما ازین جناب کجا

کحل سرمه که براے روشنی چشم در چشم کشند بینش بمعنے دیدن چه هر امرے را که خواهند مصدر کنند شش ساکن در آخر او در آرند تا معنے مصدر دهد چون آمرزش و بخشش و اینجا از بینش مراد چشم از ذکر مظروف و اراده ظرف معنے آنست که چون روشنی بخش دیدهٔ من سرمهٔ خاک آستان شماست پس خود انصاف ده که این جناب را گذاشته توجه بکه آرم و نیز کحل بینش

میتواند کہ مقولہ روح انسانی بود باعتبار آنکہ وجود خاکی موجب کمال خلافت اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً وخطاب بمرشد حقیقی و می تواند کہ بمرشد ہم وچون کار عاشق ترک خواب وخور و بے صبری شیوہ اوست گوید قولہ

قرار وخواب نہ حافظ طمع مدار ایدوست	قرار چیست صبوری کدام خواب کجا

معنی بیت اظہر است

غزل

لطف باشد گر نپوشی از گدا ہاروت را	تا بکام دل بہ بیند دیدۂ ماروت را

معنے آنست کہ ای محبوب من اگر از گدا ہا کہ عاشقانند روے خود را نپوشی محض لطف تست تا دیدۂ ماروے ترا بکام دل خود بہ بیند چون عاشق مدام در شدائد وبلیات ست بنابران گوید قولہ

ہمچو ہاروتیم دائم در بلای عشق زار	کاشکے ہرگز ندیدی دیدۂ ماروت را

ہاروت نام فرشتہ کہ عاشق زہرہ بود در لفظ ماروت تا مخاطب است معنے آنست کہ ہمچو ماروت در بلاے عشق گرفتاریم ودائم زار وگریانیم کاشکے دیدۂ ما ہرگز روے ترا ندیدندے تا بدین روز سیاہ ننشستندے چون گرفتاری عاشق غیر از حسن معشوق نیست بنابران گوید قولہ

کی شدی ہاروت در چاہِ زنخدانش اسیر	گر نگفتی شمۂ از حسن او ماروت را

ضمیر شین زنخدانش بر زہرہ و آن زہرہ است و ہمچنین ضمیر او و مصرع ثانی محمول بر قلب است اے اگر نگفتی ماروت شمہ را از حسن او معنے آنست کہ ہاروت در چاہِ زنخدان معشوق کہ زہرہ بود کے اسیر شدی یعنی کے عاشق او شدی اگر نگفتی ماروت شمہ را از حسن او یعنے ما کے عاشق روے تو شدیم اگر شمہ از حسن روے تو مرشد ما بیان نمی نمود پس گرفتاری ما محض بیان مرشد است وقصۂ ہاروت و ماروت وطعنہ زدن ایشان بر ایشان و فرو فرستادن حق ایشان را و عاشق شدن شان بزن مطربہ زہرہ نام وخمر نوشیدن و زنا کردن شان بآن زن مشہورہ است و گویند کہ اول آن زن را ماروت دیدہ آمدہ بہ ہاروت گفت تا ہاروت عاشق شد و در حدیث است کہ آن زن اسم اعظم از بنہا آموخت و ببرکت آن بر آسمان رفت حق سبحانہ او را مسخ کردہ کوکب ساخت وچون در ہمہ عالم ہمہ جا ظہور حسن و آواز عشق است گوید قولہ

بوی گل بر خاست گویا از چمن ہاروت بود	بلبلان مستند گویا دیدۂ ماروت را

در ہاروت و ماروت تا خطا بست معنے آنست گلہا کہ در چمنہا ظہور نمودہ اند و ہمگی چمنہا معطر گردید گویا کہ در چمنہا روے تو بود یعنی ظہور گلہا و خوش بوے چمنہا از آثار رو پر تو روے تست و بلبلان مست کہ در شور و غوغا اند گویا کہ دیدہ ہا اند کہ بر گل روے تو والہ و شیدا اند حاصل آنست کہ ہر جا کہ آواز حسن و جمال ہست اثر و پر تو نور تست و ہر جا کہ غلغلہ عشق است از ما لیلی بدلربائی یک عشوہ یافت از تو ۔ مجنون بہ عشق بازی یک شیوہ یافت از من ۔ چون کار عاشق احتمال شدائد و بلیات نمودن و عمر بسر بردن بغم واندوہ ہست دانہم از برائے آنست تا روزے بوصل محبوب رسد و بروے او بیند گوید قولہ

میکشم جور و جفا ہایت ز ہجران ای صنم	روے بنما تا بہ بیند حافظ ماروت را

ہجران جدای محبوب و دوری معشوق صنم بت را گویند کہ کافران عبادت او میکنند و آن در آراستگی و زیبائی و صورت حسن بنہایت بنابران معشوق را از روے آراستگی و زیبائی حسن صورت صنم گویند و مصراع ثانی خطاب روحست و ہم جسم و از حافظ ما اگر روے بنا خطاب روح باشد مراد جسم است و اگر مخاطب جسم است روح مراد باشد و نا ماروت بمعنے تو ہست و خطاب بمعشوق باشد معنی ظاہر است حاجت بتقریر ندارد غزل

ہنگام نوبہار گل از بوستان جدا	یارب مباد ہیچکس از دوستان جدا

نوبہار ایام جوانی و نیز اوان بدایت سلوک و کشف تجلیات و صفاے باطن گل مراد سالک بستان مجلس پیر در حالت محرومی از خود از صحبتہ پیر خود و دور افتادن از مجالست او گوید کہ عجب حالے رویدادہ کہ ہنگام نوبہار کہ اوان سلوک است رویدادہ و گل کہ کنایت از سالک است از بستان کہ مجلس مرشد است جدا ماندہ و از وے دور افتاد و چون جدائی مرشد مرمسترشد را سخت کار ست بنابران در مصرع ثانی بیان آن نمود کہ ہیچکس از دوستان خود دور و مہجور مباد چون کار عاشق در ہجران محبوب بجز از گریہ نیست گوید قولہ

بلبل بنالہ در چمن آمد بصبحدم	از وصل گل ہمین شنو اندر خزان جدا

معنے آنست عاشقانرا کہ شب و روز بزاری بسر می برند عجب مدار کہ بلبل کہ عاشق مشاہدۂ گل است در چمن نالان و نعرہ زنان می آید وقتے کہ از وصل گل در خزان جدا می شنود آرے حدیث

ہجران معشوق را کسے داند کہ شبے از محبوب خود دور افتادہ بود کہ حال کژدم گزیدہ کژدم گزیدہ داند و ہجران معشوق عذابیست عظیم کہ شدائد و بلیات روز حشر شمہ ایست از و کہ ناظم خود گفتہ ؎ حدیث ہول قیامت کہ گفت واعظ شہر ✣ کنایتیست کہ از روزگار ہجران گفت ✣ چون مدار کار جملہ بر فناست کہ ؎ ہیچکس را نیست زین منزل گریز ✣ از گدا و شاہ و زبرنا و پیر ✣ بنابران گوید **قولہ**

دنیاست باغ کہنہ و انسان چو نونہال	ہر یک ز شاخ عمر کند باغبان جدا

معنے آنست کہ دنیا باغ است کہنہ و انسان در و بمنزلہ نہالیست تر و تازہ اما آخر الامر باغبان قضا و قدر ہر یکے را از شاخ عمرشان بر چیند و در محل عدم فرستد حاصل آنست کہ ہر کہ درین دار فنا و منزل بے بقا فرود آمد و لباس حیات در بر کرد و عاقبت شربت کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ مرا ورا مے باید چشید ؎ درین باغ رنگین درختے نرست ✣ کہ ماند از قضائے ببرزن درست ✣ پس وائے بر آنان کہ عمر خود را ببطالت و ضلالت بگذرانند و بلہو و لعب بسر برند چون غمے قوی تر و المے شدید تر مر سالک را از قوت عمر ببطالت نیست گوید **قولہ**

افسوس کین حیات جہان رایگان گذشت	افسوس دیگر آن کہ شود تن ز جان جدا

معنے آنست کہ افسوس کہ این زندگی رایگان گذشت از و فور غفلت ہمچو خر در گل دنیا افتادہ ایم و ہیچ بہ آخرت نپرداختیم و افسوس دیگر آنست کہ مرگ در پیش است چون بمیریم و آنوقت ہم مخمور غفلت نیم و ہیچکس بسبب غفلت یاد ما نکند چرا کہ **قولہ**

بسیار خفتہ اند درین خاک سیمتن	شاہان نوعروس بسے از جہان جدا

معنے آنست کہ در بنجا کہ بسے سیمتنان کہ گوے خوبی از خورشید ربودہ بودند بسے شاہان کہ بغرور ملک و مال گردنکشی می نمودند و بسیارے از نوعروسان کہ بصفت مُحَسَّنٌ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ موصوف بودند خفتہ اند و با خاک یکسان گردیدہ اند و ہیچکس باحوال ایشان نمے پردازد و یاد ایشان نمیکند چون باید کہ قدم از روے عبرت در بنجہان فانی نہد کہ ؎ ہر ورقے چہرۂ آزادہ ایست ✣ ہر قدمے فرق ملکزادہ ایست ✣ گوید **قولہ**

ہشدار و پاے بر سر آزادگان منہ	تنہا بہ لحد خفتہ ازین خاکدان جدا

معنے آنست کہ اے سالک دمے بخود آئی و بہوش باش و پاے بر سر کسانے کہ از قید جسم و جان وزن و فرزند و خویش و اقارب و ملک و مال آزاد گردیدہ تنہا بلحد خفتہ اند منہ اے ایشانرا فراموش مکن و بدعاے خیر و فاتحہ یاد نما و باحوال ایشان عبرت نما کہ ؎ لب از خفتہ چند خاموش مکن ✦ فروخفتگانرا فراموش مکن ✦ و تا کہ ترک حرص و ہوا ننماید بوصل دوست رسیدن محال بنابران گوید قولہ

ترک ہوا و حرص بکن حافظا کنون	بہر وصال دوست شو از خانمان جدا

ہوا آرزوے نفس وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى معنے آنست کہ اے حافظ چون در راہ طلب دوست درآمدۂ باید کہ تارک حرص و ہوا باشی کہ حرص ہوی سد بیست بزرگ و حجابیست سترگ بلکہ در طلب وصل محبوب از خانمان کہ جسم و جانست آزاد باید گردید و بکلی فنا باید شد و تا کہ فانی نشود بدوست نہ پیوندد ؎ تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز ✦ واللہ اعلم ردیف الباء غزل

آفتاب از روے او شد در حجاب	سایہ را باشد حجاب از آفتاب

آفتاب کنایہ از محبوب مجاز باعتبار ظاہر و صورت و چون فی الحقیقت شخصے است موہوم لاجرم در مصرع ثانی بسایہ نسبت داد و چون محبوب حقیقی تمام مخلوقات را از شعاع نور خودش روشن ساختہ و فیض رسانده لاجرم در مصرع ثانی بآفتاب نسبت داد کہ اظہر من الشمس ست باعتبار ظہور و ضمیر او بمحبوب حقیقی حجاب اخفا و عدم سایہ مراد محبوب مجاز آفتاب محبوب حقیقی معنی آنست کہ مجاز از ظہور حقیقت در حجاب آمد و آفتاب در زیر سحاب آمد و اظہرست کہ سایہ را حجاب از آفتاب مے شود ہمچنان مجاز را از حقیقت و باید دانست کہ معشوقان مجاز را در نظر سالک تا آنزمان ست کہ ظہور جمال محبوب حقیقی نشدہ و چون محبوب حقیقی جلوہ گری کرد ہمگی از نظر او محو شوند ؎ چو سلطان عزت علم در کشد ✦ جہان سر بجیب عدم در کشد ✦ چون در پیش ظہور ذات کائنات را تاب نیست گوید قولہ

دست ماہ و مہر بند در رخش	ماہ بہیرم چو بگشاید نقاب

ماہ و مہر محبوبان مجاز در تجلیات اسمای و صفاتی ضمیر شین رخش بر مہر و ماہ ماہ بہیر محبوب حقیقی و تجلی ذاتی باعتبار استغنا و خونریزی معنے آنست کہ وقتے کہ سالک را مشاہدۂ محبوب حقیقی رو نماید محبوبان مجاز را پیش او قدر و قیمتے نماند و یا آنکہ وقتے کہ تجلی ذاتی بر دل

سالک جلوه کند تجلیات اسمائی وصفاتی را پیش او وجود نماند همه محو و منطمس شوند و چون تجلی ذاتی موجب فنای سالک است بنابران گوید قوله

از خیالم باز نشناسد کسے	گر در آغوشش بہ بینم شب بخواب

خیال صورت موہومہ کہ در دل گذرد آغوش کنایہ معنے آنست کہ اگر آن محبوب حقیقی بشبہا تجلی ذاتی خود از روے فضل و کرم عطا نماید از ظہور آنچنان شوم یعنی در روشنی و ظہور آن چنان فانی شوم کہ کسے از صورت موہومہ مرا باز نشناسد یعنی بجز صور خیالیہ نہ پندارد و باید دانست کہ عاشق را می باید کہ جز بعاشقان صحبت ندارد چون عاشقان درین زمانہ کمتر اند گوید قولہ

شاہدان مستور و مستان بے شکیب	خانقہ معمور و درویشان خراب

شاہدان کنایہ از عارفان کامل مستان کنایہ از طالبان شکیب صبر و آرام خانقہ جاے عبادت معمور آبادان خراب سرگشتہ و حیران و پریشان معنے آنست کہ درین زمانہ عجب حالے روے دادہ کہ عارفان کامل رو در نقاب آوردہ و مقلدان مسند نشین گشتہ اند و طالبان در طلب ایشان سر بہ بیابان نہادہ اند و خانقہ از مردان مرائی پر و درویشان کہ کنایہ از خانقہ نشینان است خراب کہ ہیچ سوز و درد آگہی ندارند در ہمہ بحصول دنیوی بگمارند و بحیلہ کہ درویشان مراد طالبان و خراب از بیخبہ کہ ہیچکس نہ کہ ایشانرا بمراد رساند چون حصول عاشق در عشق غیر از گریہ و زاری نیست بنابران گوید قولہ

خون دل در جام دیدم از سرشک	آبرو بر باد دادم از شراب

معنے آنست کہ در عشق آن معشوق چندان گریستم کہ دلم خون گشتہ بجاے سرشک بیرون آمد و راز عشق کہ نہان بود ظاہر شد و بسبب آن رسواے عالم شدم چرا کہ بعاشقی مشہور شدم و ہیچ بکام دل نرسیدم و چون سوز و درد عاشق کس نتواند دریافت گوید قولہ

سوز مستان گر بداند محتسب	در دم از مستان زند آتش بر آب

مستان عاشقان کنایہ از خود و در مصرع ثانی کنایہ از چشمان محتسب کنایہ از منکر کہ مانع عشق است معنے آنست کہ اگر منکر سوز عاشقانرا دریابد و احوال مایان معلوم نماید فی الحال از دو دیدہ خود آبے بر آتش ایشان زند یعنی برین سوز زندگی ایشان رحم آرد و در بعضے نسخہ

در مصرع ثانی بجای مستان میشان دیده شده یعنی اگر محتسب سوز ما را دریابد فی الحال برین سوز ندگی ما بجای آب مے زند علاج این سوز ندگی ما غیر از مے ننماید و از انکار باز آید و چون گریه موجب حصول مراد است که اَلْبُکَاءُ تَحْصِیْلُ الْمُرَادِ بنابران گوید قوله

هر کرا از دیده شد باران اشک	زیر دامن باز دارد چون سحاب

باران اشک اضافه بیانیه معنے آنست که هر که در عشق معشوق رنج و جفا میکشد و مدام بگریه و زاری میگزراند گو غم مخور که این غم را عیدیش در پے است بموجب اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا چنانچه سحاب باد که دافع سحاب است از پس دارد و چون عشق دولتے است عظیم که طلب آن بهمه کس لازم بنابران گوید قوله

از برای باده مے باید زدن	محتسب را حد بجید و حساب

باده عشق معنے آنست که مے عشق مے است که از برای آن منکران را حد بجید و بیشمار باید زدن که چرا نه نوشیدند که حصول انسانیت موقوف بے نوشی است چرا که ناظم خود جای دیگر فرموده ؎ حیوان آنکه نوشد مے و انسان نشود + و چون از عاشقان ترک معشوقان به هیچ وجه صورت نه بندد بنابران گوید قوله

حافظا وعظ و نصیحت گو مکن	ترک ترکان خطا بنود صواب

لفظ گو خطاب است و مخاطب محذوف و آن منکر است معنے آنست یعنی اے حافظ منکران را بگو بوعظ و نصیحت بیش میا از بهر آنست که ما عاشقیم و از عاشقان ترک معشوقان صواب نیست **بیت** نظر کردن بخوبان دین سعدیست + معاذ الله کسے از دین بگردد + **غزل**

تعالے الله که دولت دارم امشب	که آمد ناگهان دلدارم امشب

درین غزل حالت بیان بسط است و بیان دولت که در مصرع اول است در مصرع ثانی است قوله

بفضلہ

چو دیدم روے خوبش سجده کردم	بحمد الله نکو کردارم امشب

سجده کردن کنایه از فنا شدن است فرد در سجدهٔ که مے نشود سر ز تن جدا + در ملت وفا گنهش نام کرده اند + نکو کرداری کنایه از سجده کردن است

نهال عیشم از وصلش برآورد	ز بخت خویش برخوردارم امشب

مهال عیش اضافت بیانیه برآورد بار و رگردید برخوردار فیض یاب قوله

بران عزم اگر خود میسر و دسرا	که سر پوش از طبق بردارم امشب

عزم قصد معنے آنست که الحال بسبب مشاهدات تجلی ذاتی بر آن قصد هستم که سر پوش یعنی پرده از نعتے که در طبق دست دو رکنم لا یَسَعُنِی اَرْضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِن یَسَعُنِی قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ دوم انا الحق و سبحانی زنم اگرچه در گفتن آن سر برود قوله

کشد نقش انا الحق بر زمین خون	چو منصور ارکنی بردارم امشب

یعنے در مقام عشق بمنزله رسیده ام اگر بالفرض چون منصور حلاج بردارم کشند هر قطره که از بن بر زمین چکد منقش بنقش انا الحق گردد قوله

تو صاحب نعمتے من مستحقم	زکوة حسن ده خوشدارم امشب

میم ساکن در خوشدارم بمعنے مفعول یعنے خوش دار مرا - قوله

همی ترسم که حافظ محو گردد	چه شور است این که در سر دارم امشب

محو گردد فانی گردد و یا مست لایعقل گردد شور بمعنے غلبه و مستی غزل

ز باغ وصل تو یابد بر یاض رضوان آب	ز تاب هجر تو دارد شرار دوزخ تاب

معنے آنست که طلب عاشقان مر ریاض رضوان را نه از بهر تصور و حوراست بلکه از بهر لقاے تست کما قال الله تعالے اِنَّ لِقَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الْجَنَّةِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ حَقٌّ - قال علیه السلام سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَیْلَةَ الْبَدْرِ - وچون دوزخ از هجر تو تابیست استعاذه ما از بهر هجران است نه از دوزخ و یا آنکه بهشت با چندین آب و تاب است از جهة آنست که موعود بلقاے تست و دوزخ چندین تاب که دارد از انجهته که موعود بهجر انست و چون مرجع همه موجودات حق است و همه فیض یاب از دست بنا بران گوید قوله

بحسن عارض و قد تو برده اند پناه	بهشت و طوبے و طوبے الهم و حسن مآب

عارض یقین حقیقت محمدی قد تعین ثانی که صور علمیه بود طوبے دل و بهشت روح و روح چون مرتبه اجمالیست مظهر حقیقت محمدی شده و دل چون مرتبه تفصیل است مظهر تعین ثانی شده معنے آنست که بهشت و طوبے که مراد ازان روح و دل عارف است خوشی باد

مرایشانرا ونیکو جاے بازگشتی بہ تعین حقیقت محمدی وصور علمیہ کہ بمنزلہ عارض و قد تواند پناہ بردہ اند اے فیضیاب ازان ہاست فیضانکہ از بہشت وطوبے عین بہشت و طوبے معصوفہ باشند زیرا کہ مرجع ہمہ موجودات حق است چون کار عاشق مدام بگریہ و استغراق بخیال معشوق است گوید قولہ

دو چشم من ہمہ شب جوئبار باغ بہشت	خیال نرگس مست تو بیند اندر خواب

دو چشم مبتدای موصوف جوئبار صفت او بتقدیر حرف رابطہ مصراع ثانی خبرش معنے آنست کہ دو چشم من از کثرت دموع کہ بمنزلہ جوئبار باغ بہشت است ہمہ شب خیال نرگس مست ترا در خواب مے بیند گویا کہ اطراف نرگس گشتہ و این رمزیست کہ نرگس بر لب جوے مے کارند تا عکس گلہا رو نمودہ شود و موجب وقت شود و خیال درین مقام بفتح خا است کہ بمعنے صور خوابی و خیالی بشریست نہ بکسر خا کہ بمعنے قوتی از قواے بشریست پس سوال کسے کہ گوید کہ جوئبار خواب ندارد جاے نیافت برین تقدیر و نیز اینکہ چشم من یعنے ذات من باعتبار مراد در خیال نرگس مست او کہ از روے تمثیل ہمان ذات محبوب ست ہمیشہ میباشد جوئبار بہشت ہمین حال دارند یعنے ہمہ مستان ذات عالی الدرجات اند و نیز ذکر خواب بطریق تزیین است چون نمود بہار محض جمال اوست گوید قولہ

بہار شرح رخت داده است در ہر فصل	بہشت ذکر جمیل تو کرد در ہر باب

معنے آنست کہ در ہر فصلے از فصلہاے کہ بہار روے مینماید و گلہاے رنگارنگ کہ بظہور مے آید بیان رخ تست یعنے نمونہ از جمال تست و در ہر باب کہ از نیکوی و خوبی بہشت ذکر کنند بیان ذکر جمیل تست ۔ باید دانست کہ عاشق را مدام از معشوق غم واندوہ مے رسد و آن موجب شکایت باشد چون شکایت از عاشق نازیباست بنابران شکایت بصوت شکر گوید قولہ

لب و دہان ترا اے بسا حقوق نمک	کہ ہست بر جگر ریش و سینۂ کباب

لب و دہان مراد مظاہر خطاب بمعشوق حقیقی کہ ظاہرست در مظاہر زیرا کہ صوفی صاحب شہود در ہر چہ نظر کند خدا را بیند و نمک انداختن بر جگر کنایۃ از آزردن و بد گفتن میگوید کہ لب و دہان ترا وقتے کہ قابل نمکریز اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا گشتند حق نمک ایشان بر جگر ریش عاشقان اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ پیدا آمد صاحب نزہۃ گوید این ظلوم وجہول را بار امانت بر

با اینہمہ طعنہ اَ تَجْعَلُ فِیْهَا خوشتر و میتواند بود کہ لب اشارہ باسم متکلم و دہن عبارت از وجہ اللہ اے ذات اللہ پس نمک برین تقدیر اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا گو و چون مقام عشق را نہایت نیست و وصل معشوق بس دشوار بنابران گوید قولہ

بسوخت این دلِ خام و بکام دل نرسید	بکامِ دل برسیدی نرنجتی خونناب

خونناب اشک خون آلود معنے آنست کہ این دل بے استعداد ما در آتش ہجر بسوخت و بکام دل کہ شہادتست نرسید یعنی کتم عشق از من نشد کہ بآن امید شہادت میدہ اشتم کہ مَنْ عَشِقَ وَعَفَّ وَکَتَمَ فَمَاتَ شَهِیْدًا آرے بکام دل میرسید اگر اشک خون آلود کہ موجب اظہار عشق است نریختے اے نگریستی و صبر کردی و آن از ما بظہور نہ پیوست و چون بنظر حقیقت بنگری ہمہ موجودات عاشق او ہستند بنوعے و وجہے بنابران گوید قولہ

گمان مبر کہ بدورِ تو عاشقان مستند	خبر ندارئی از حالِ زاہدانِ خراب

معنی بیت ظاہرست چون بے مدد معشوق کار عاشق پیش نمیرود گوید قولہ

مرا بدورِ لبت شد یقین کہ جوہرِ لعل	پدید می شود از آفتاب عالمتاب

لب مراد لطف ۵ لب کہ شیرین جوے شد لطفِ خداست + باغ جانرا زاب او نشو و نماست

و از لطف عشق کہ بندہ را ہیچ لطف بہ ازان نیست کہ اللہ تعالے بعشق خود آشنا گرداند معنے آنست کہ مرا در دورِ لب تو یعنے در عشق تو کہ آفتاب وار بر دلم تافتہ و دل ما کہ سنگخارا بود گداختہ مانند جوہر لعل گردانید پس بر ما یقین شد کہ از تابش آفتاب لعل میگردد و نیز آنست کہ مرا تا نظر بر لبہاے تو کہ از شعاعِ آفتاب روے تو مانند جوہر لعل سُرخ و درخشان بیند مبر ہن گشت کہ از تابش آفتاب لعل پدید مے شود چون سالک را باید کہ عمر بہ بطالت نگذراند و بعشق کہ موجب حصول معرفت است ساعی باشد میگوید قولہ

مہل کہ عمر بہ بیہودہ نگذرد حافظ	بکوش و حاصلِ عمرِ عزیز را دریاب

معنے آنست کہ اے حافظ خود را ضائع و بیکار مدار تا عمر بہ بطالت نگذرد بلکہ سعی نما و بحصول حاصل عمر عزیز کہ معرفت حق است وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اے لِیَعْرِفُوْنِ ط جہدے کن +

غزل

۵ اے ہر کہ خوشہ نو دارد ۱۲

صبح دولت میدمد کو جام همچون آفتاب | فرصتے زین به کجا باشد بده جام شراب

دولت کنایه از وصل جام دل سالک یا مرشد جام شراب کنایه از حقائق و معارف معنی آنست که آنوقت وصال که اقتضای مشاهدات تجلیات کند صبح وار دمید دل که قابل این فیوضات بود کجا یا مرشد که بطفیل او میسر آید کو پس گویا آن دل یا آن مرشد را حاضر وقت یافته بعرض حال خود مشافهت گفته وقتی به ازان کجا خواهی یافت که بسوے او خواهی شتافت فیوضات سبحانی که در تو ودیعت نهاده اند ظاهر گردان و اتباع خود را فیض رسان و بیان حقائق و معارف فرما تا خوش گشته طی آن منزل نمایم چون عاشق را بموجب اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ بیان شکر آن کردن و به ابناے جنس ترغیب کردن لازم است بنابران گوید قوله

خانه بے تشویش و ساقی یار مطرب بذله گو | موسم عیش ست و دور ساغر و عهد شباب

خانه بے تشویش بے تعلقی وجود بکار و بار دنیا ساقی و مطرب مراد مرشد باعتبار اختلاف مقامات باعتبار بیان اسرار ساقی و باعتبار دلداری بشارتها مطرب پس میگوید و ترغیب طالبان مینماید که مارا بے تعلقی دست داده و سر رشته مراد بدست افتاده که مرشد بیان معارف و حقائق میکند و این وقت موسم عیش است و دور ساغر عهد شباب و همچنین در ابیات آینده قوله

شاهد و ساقی بدست افشان و مطرب بانگ زن | غمزهٔ ساقی ز چشم مے پرستان برده خواب

شاهد نور تجلی ساقی معشوق و مرشد دست افشان رقص کنان مطرب ترغیب دهندگان و آگاهنده در طریق غمزه کنایه از ظهور وخفا و عدم التفات و مردمی و دلنوازی مے پرستان برده خواب مضطرب و متفکر ساخته قوله

جاے امن و یار ساقی و حریفان یکدمیت | کرده چشم مست ساقی مے پرستان را خراب

حریفان یاران و خواص چشم مست ساقی کنایه از تجلی ذاتی محبوب قوله

مجلس خاص ست و جاے امن و نزهتگاه انس | اینکه می بینم به بیداریست یا رب یا بخواب

مجلس خاص بے مزاحمت رقیب جاے امن معمورة الامن از حوادثات معنے این چار بیت آنست که شاهد تجلی جلوه کنان و ساقی معنوی مے نوشان چنانچه در گلشن راز است که اکابر گاهے می بینند حق تعالی ساقی گشته شراب میدهد و ایشان چون آن شراب می نوشند بخود فانی مے گردند و این

در تجلیات افعالی مے باشد و مطرب کہ مرشد است پاے کوب اے بخوشی تمام اسرار و معارف بیان کمان و ظہور و خفاے محبوب خواب غفلت و پندار از عاشقان بربودہ و ہمہ را مشتاقان لقاے خویش کردہ و خلوتے بمیز احمت اغیار و بار ساقی و حواس مطیع و ہمدم و ظہور ذات محبوب عاشقان را خراب ساختہ اے در معرض فنا و بیخودی آوردہ چون عاشق بچنین نعم سرفراز گردید و خود را شایان آن نمی بیند گوید مجلس خاص است الخ معنے این بیت واضح است چون راحت عاشق بدون عشق نمے شود گوید قولہ

از پے تفریح طبع و زیور حسن و طرب	خوش بود ترکیب زرین جام با لعل مذاب

تفریح کشادگی و فرحت زیور آراستگی زرین جام دل مصفا لعل مذاب لعل گداختہ شراب سرخ مراد محبت حقیقی معنے آنست کہ از بہر فرحت طبع و دفع اندوہ و پیرایہ حسن و طرب خوش بود دل مصفا با محبت خالص اے شادی بدین چیز ہاے افزاید و حسن خوبتر مے نماید ہر چند عشق غالب تر جمال خوبتر مے نماید چون بے کشش معشوق بجاے نمیرسد گوید قولہ

از خیال لطف می مشاطۂ چالاک طبع	در ضمیر برگ گل خوش میکند پنہان گلاب

مشاطۂ چالاک طبع اضافت بیانیہ ضمیر برگ گل رخسارۂ محبوب یعنی از نزاکت و خیالات لطافت مے است کہ مشاطۂ چالاک طبع کہ طبع انسانیست و آرائش دہندہ وے است در ضمیر برگ گل کہ کنایہ از رخسارۂ محبوب مے سرد گلاب را خوش پنہان میکند یعنی بعد از خوردن مے کہ بر رخسارۂ محبوبان بظہور می آید چنانچہ خود فرمودہ ؎ مے نماید عکس مے بر رنگ وے مہوشت + و از نیجا بحقیقۃ مشتاقتن استبعاد ندارد چہ نہاد ہر کہ محبت حقیقی جلوہ گر شود محبوب حقیقی اش رو نماید مَنْ کَثُرَ صَلٰوتُہٗ بِاللَّیْلِ حَسُنَ وَجْہُہٗ بِالنَّہَارِ و نیز مشاطۂ چالاک طبع مرشد کامل ضمیر برگ گل وجود مرشد گلاب مشاہدات تجلیات معنے آنست کہ از جنۃ صفا و لطافت عشق مرشد کامل را مے سزد تا مشاہدات تجلیات را در وجود مسترشدان خود راہ دہد یعنی چون سالک در راہ عشق در آمد و مرشد کامل ابواب مشاہدات اش میکشاید تا بذوق آن مشاہدات از حرارت و مرارت آن مطلع میگردد و شادان قدم در راہ می نہد این بیت را وجوہ بسیار ست اما مختصر کردہ شدہ آوردہ اند کہ خواجہ بسبب غبار خاطر از اہل شیراز وقتے

مضطرب و متفکر ساختہ

پیش

میل بشهر دیگر فرمود و بکوچه عبور نمود که فاضلی از فضلاء در ادای معنی این بیت مشغول بود و چند وجه گفت و آن در شرح میر حسینی مسطور است خواجه شنید گفت که مخدومنا وجهی که فرمودید همه موجه و خوش نما بود اما آنچه ارادهٔ شاعر بود مورد نگشت مخدوم وجهی دیگر گفت از راه تعمیم گفت مخدوم بارک الله هنوز ارادهٔ شاعر دور است مخدوم گفت که خود عنایت فرمائید تا مستفید شویم خواجه فرمود که ارادهٔ شاعر در هنگام این شعر آن بود که چون چند بیت بالا در طلب وصال و حصول مآل فرمود و اظهار جمعیت اسباب نمود ملهم غیبی بر سر شش این ندا داد و از زبان محبوب این صدا بر کشاد تا که مطلوب طالب را بخود نخواند طالب بمطلوب رسیدن تواند

ع تا که از جانب معشوق نباشد کششی ✣ کوشش عاشق بیچاره بجائی نرسد لفظ خیال از روی تسامح بمعنی قصد و ارادهٔ و مے که بمعنی عشق است کنایه از ذات الله و مشاطهٔ چالاک طبع کنایت از استعداد سالک و گل کنایه از دل سالک و برگ گل کنایه از مقامے از مقامات آن بود از گلاب تمنای سالک مراد باشد که بخاطر خودش مے تراشد و باید دانست که دل سالک غنچه وار و رقها تو بر تو دارد و استعدادش هنگام شگفتگی بهر ورقے جلوه دارد و بیت دل عاشق چو گل ورق ورق است ✣ خاطرش را بهر ورق سبق است ✣ معنی بیت آنست که در ارادهٔ لطف لطف است که استعداد سالک مے جنباند تا آن استعداد معنی در درونش مضمر میگردد و بنیوع وارش میجوشاند تا سالک از کمال ذوق سفینهٔ شکستهٔ خویش را در دریای احدیت میراند یعنی خواهش و ارادهٔ کار ترا باین راه آورده و کشش ما ترا شایسته این گردانیده والا نهایات للترابب و ورت الارباب و تا که سخن عاشق مقبول محبوب نشود مقبول عالم نشود بنابران گوید قوله

تا شد آن مه مشتری مهر ما حافظ را کنون	میرسد هر دم بگوش زهره گلبانگ رباب

معنی آنست که از ان روزے که کلمات در دانگیز و سخنان عشق آمیز حافظ را آن مه خریداری نموده و مقبول خاطر او گردیده و از بسکه مردمان با یکدیگر بساز و رباب میگویند کنون بحدے اشتهار یافته که آواز گلبانگ او بآسمان رسیده غزل

گفتم ای سلطان خوبان رحم کن بر این غریب	گفت در دنبال دل رو گم کند مسکین غریب

سلطان خوبان محبوب حقیقی معنی آنست که روزے بجناب محبوب حقیقی از راه عجز و زاری التماس نمودم

که اے سرو محبوبان رحمے نما برین غریب واز دریاے ہجر بساحل وصل رسان وگرفتار شدائد وبلیات فراق مدار محبوب ازراہ بے نیازی وکم توجہی کہ شیوۂ محبوبان است گفت کہ مساکین وغریبان درپے تمناے دل کم میروند تو چرا نگفتہ دل خود برماندکردی وبدام عشق گرفتار گشتی وہرکہ چنین کند سزایش اینست تقصیر ما نیست حاصل آنست کہ چون ایجاب عشق نمودی بارگران شدائد وبلیات نیز ے باید کشید وتن برضا باید داد چون احتیاج وسوال کہ لازمہ عشق است گوید **قولہ**

گفتمش بگذر زمانی گفت معذورم بدار	خانہ پروردی چہ تاب آرد غم چندین غریب

خانہ پرورد ناز پرورد معنے ظاہری ظاہر است ومعنے حقیقی آنکہ گفتم مر آن محبوب حقیقی را کہ زمانے برما گذر کن وبسوے ما توجہے فرما گفت کہ ازین تکلفات ما را معذور دار کہ من بحسب ذات بے نیازم لاجرم توجہ بکسے نمی آرم کہ ناز پرورم وناز پرورد غم غریبان ندارد کہ باینہا احتیاجش نیست لاجرم توجہ بکسے نمی آرد چنانچہ **قولہ**

خفتہ برسنجاب شاہی نازنینے را چہ غم	گر زخار وخارہ سازد بستر وبالین غریب

سنجاب قسمے از جامہ **خارہ سنگ سخت** معنے آنست کہ نازنینے کہ بربستر شاہی خفتہ باشد او را چہ غم از غریبے کہ از خار بستر سازد واز خارا بالین بآید دانست کہ حق جل وعلا من حیث الصفات بظاہر احتیاج دارد چنانچہ خالقیت بے مخلوق ورازقیت بے مرزوق وعلے ہذا القیاس صورت نہ بندد وَہُوَ غَنِیٌّ بِحَسَبِ ذَاتِہٖ کقولہ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ وشیخ محی الدین در مصنفات مبین ساختہ وصوفیہ اجمعہم برہمین مذہب مقرر اند وخواجہ نیز با ایشان است بنا بران باقتضاے بشریت ذات وصفات را متحد دانستہ کما قال لبعضہم صِفَاتُ اللّٰہِ عَیْنُ ذَاتِہٖ از ذات صفات خواستہ این معنے نمودہ جواب آن من حضرت الذات شنیدہ تا تنبیہ باین معنے باشد کہ حضرت حق من حیث الصفات بمخلوقات احتیاج دارد ومن حیث ذاتہ بے نیاز است وہیچکس احتیاج نیست چنانچہ موسے علیہ السلام گفت رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ جواب لَنْ تَرٰىنِیْ شنیدچون ابلیس حاجب درسراے وحدتست واگرچہ آن مانع است مر عاشقان را اما چون بودن او آنجا عین حکمت ست گوید **قولہ**

ایکہ در زنجیر زلفت جان چندین آشناست	خوش فتاد آن خال مشکین بر رخ رنگین غریب

زلف جذبہ ☜ زلف نام جذبۂ ذات حق است ✤ دل کہ قیدش گشت جان مطلق ست ✤

خوش فتاد که اینچنین ذات را اینچنین مظهرے مے بایست آن خال مشکین تعین انسانی وجود بشری که مانند خال برآن ذات واقع شده رخ رنگین ذات وجه الله مراد ازین عشق و نیز خال مشکین عبارت از مظهر اسم المضل چون ابلیس که حاجب در خلوتسرائے وحدت است هر هوا الهوسی را راه نمیدهد رخ وجه الله که ذات است و مراد ازان وحدتست معنے آنست که اے محبوب من که جان هزاران هزار بسته زنجیر عشق تست آن خال مشکین که نور شیطانی است خال دار بر رخسارهٔ وحدت تو نشسته چه خوش و بسیار مزین افتاده که اینچنین جناب عالی را اینچنین حاجبے غیورے باید و چون استغنا و بی نیازی شیوهٔ محبوبانست گوید قوله

اے نماید عکس مے بر رنگ روی مهوشت | همچو برگ ارغوان بر صفحهٔ نسرین غریب

مراد از مے مستی از ذکر موصوف و اراده صفت و مراد ازان استغنا معنے آنست ازبس که صفت تکبر و بے نیازی در ذات تست علامات آن بر چهره مهوش تو ظاهر و باهرست و آن تو بس زیبا است آنچنان که برگ ارغوان بر صفحهٔ نسرین موزون مینماید و گاه گاه چون مشاهده محبوب موجب قتل عاشق است بنابران گوید قوله

باز گفتم شاه من رو عارض گلگون بپوش | ورنه خواهی کرد ما را خسته و غمگین غریب

عارض گلگون تجلی جلالی قهاری معنے آنست که اے محبوب من اگر رحمے برین حال دلریش داری پس عارض گلگون خود بپوش اے تجلی قهاری پیش میا وگرنه ما را خسته و غمگین و غریب خواهی ساخت بسبب عدم حصول مراد که وصل است چون نقاب مر محبوب را موجب ازدیاد حسن است گوید قوله

بس غریب افتاده است آن مو خط اگر در خت | گرچه نبود در نگارستان خط مشکین غریب

خط عالم اسماء و صفات و نیز عالم کثرت و ذات حق در پرده اسماء و صفات نهان گشته معنے آنست که این خط که مراد ازان پرده اسماء و صفات ست بر رخ ذات تو که برآمده و پرده شده اگرچه مانع وحدتست اما بس غریب و موزون افتاده که اینهم موجب ازدیاد حسن است اگرچه خط سیاه در نگارستان چندان خوش و زیبائی نماید چون مدام عاشق را قلقے و اضطرابے در پیش است گوید قوله

گفتم اے شام غریبان طرهٔ شب رنگ تو | در سحرگاهان خدا کس چون تو دارد این غریب

لطائف رخساره را بیان میکند

طرهٔ شبرنگ زلف سیاه مراد ازان حجاب و نقاب سحرگاهان انتهای جذبهٔ عشق که صحو ایشان را
روی دهد واویلا بنیاد نهند معنی آنست که ای کسی که زلف شبرنگ تو شام عاشقان است هرگاه
زلف فرو میگذاری و عالم کثرت را بجلوه می آری بر چشم عاشقان روز روشن تاریک می سازی
بسبب اخفای نور تجلی پس حذر کن از ناله وزاری شان که در وقت سحر از ایشان سر میزند و چون کار معشوق
مدام استغنا است بنابران جواب داد قوله

گفت حافظ آشنایان در مقام حیرتند	دور نبود گر نشینند خسته و غمگین غریب

معنی آنست که ای حافظ آشنایان که قرب جوار ما دارند در مقام حیرتند بسبب استغنای ما
پس اگر غریبی خسته دل نشیند و غمگین خاطر گردد عجب نیست غزل

میدمد صبح کله بست سحاب	الصبوح الصبوح یا اصحاب

و میدن برآمدن و طلوع نمودن صبح سپیدی که پیش از طلوع آفتاب بر افق ظاهر شود و اینجا
کنایه از حالی است که پیش از طلوع آفتاب حقیقت بر دل سالک ظهور کند و باطن او را از ظلام
بشری روشن سازد کله بکسر الشدید خیمه خورد که از جامه تنگ کنند و سحاب بمعنی ابر اینجا
کنایه از مشاهدات تجلیات و سحاب وار مترائم گردد و مانع دخول غیر شود صبوح بفتح صاد چاشت
و اینجا باعتبار ذکر محل و اراده حال مراد نوشیدن شراب که معاشران در انوقت مینوشند الصبوح
آوازیست که برای نوشیدن شراب در وقت صبوح بیاران کنند معنی آنست که صبح حال
و بامداد اقبال در دمید و مشاهدات تجلیات رو نمود ای یاران بجام صبوحی که عاشقان می نوشند
و مواهب فتوح که طالبان را رو میدهد مشغول شوید و مشاهدات تجلیات را تماشا نمائید چون آخر کار
همگی کائنات و تمامی مخلوقات بر فناست و بهتر از حصول عشق کاری نیست بنابران گوید قوله

می چکد ژاله بر رخ لاله	المدام المدام یا احباب

ژاله معروف و چون افتادن ژاله موجب فنای ریاحین ربیعی است لاله گل سرخ معروف مراد
اهل دنیا که داغ سیاه حب دنیا بر جگر دارند المدام آوازی که بشرب شراب بوقت شبانگاه
کنند مدام شراب معنی آنست که ژاله بر رخ لاله میچکد و ابنای زمان را موت طبیعی بفنا میکشد
ای دوستان تا بفنای طبیعی نرسیده اید بعشق پرداز ید تا به بقای ابدی باقی مانید قال الله

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وچون عاشق را باید که جوانی را غنیمت داند و کار امروز بفردا نه افگند بنابران گوید **قوله**

مے وزد از چمن نسیم بهشت	پس بنوشید دائما مے ناب

معنے آنست که تا وقتے که باد انفاس که مراد از نسیم بهشت است در چمن انفاس وجود تو وزان است و باد خزان پیری و مرگ در وراه نیافته پس هشیار باشید اے عاشقان و مدام در نوشیدن مے که عبارت از عشق الٰهی است مستغرق باشید چون مدام کار عاشق میخوارگیست خصوصًا در آوان بهار بنابران گوید **قوله**

تخت زرین زده است گل بچمن	راح چون لعل آتشین دریاب

گل جوانی و مشاهدات تجلیات **راح** شراب مراد محبت حق **معنے** آنست که اے سالک عاشق گل جوانی در چمن وجود تو تخت زرین زده اے رونق بخش و تازگی ده وجود تو شده است یا آنکه مشاهدات تجلیات بر دل ورود نموده و آن موجب رونق قلب باشد پس درین چنین وانے شراب که چون لعل سرخ باشد که کنایت از محبت الٰهی است دریاب اے بنوش و چون محبت الٰهی بے دستگیری مرشد صورت نه بندد و بجائے نرسد گوید **قوله**

بر رخ ساقئ پری پیکر	همچو عاشق بنوش باده ناب

معنے آنست که اے سالک عاشق اگر خواهی که شراب محبت الٰهی بنوشی پس بر رخ ساقی پری پیکر یعنے در مصاحبت مرشد کامل مانند عاشقان باده بنوش که عاشقان بے مصاحبت محبوب شراب نے نوشند **قوله**

گر نشان ز آب زندگی جوئی	مے نوشین بخور ببانگ رباب

معنے آنست که اگر جویان آب حیات هستی پس بنوش مے شیرین را بگفته مرشد کامل تا بقیامت نام تو از صفحه روزگار محو نه شود و چون روز بروز در عالم کمی و نقصانے رو میدهد بنابران گوید **قوله**

در چنین موسمے عجب نبود	به که بندند میکده بشتاب

معنے آنست اے برادر ایدون هر چه توانی کردن بکن که عجب هنگامے روے داده که درین هنگام اگر در میکده را بشتابی بندند و قیامت قائم شود عجب نباشد و چون احوال

عاشق یکسان نیست گاه قبض گاه بسط گاه وصال گاه هجران بنابران بیان احوال قبض و هجران میکند و گوید **قوله**

درهای خانه بسته اند دگر	اِفْتَحْ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَاب

میخانه عالم غیب که پر از بادهٔ تجلیات ست و بستگی عبارت از قبض و واردات **معنی** آنست که درواردات بر من بسته شد بگشا اے کشاینده درها و یا آنکه ولولهٔ عشق از شما فروشده باز آن ولوله را بما ارزانی دار ای کشاینده درها چون در کار عاشق ریا راه ندارد بنابران گوید **قوله**

حافظا مے بنوش رندانه	فَاتَّقُوا اللّٰهَ یَا اُولِی الْاَلْبَاب

معنی آنست که اے حافظ مے محبت و معرفت بطریق رندانه بنوش اے بے آمیزش ریا و تقوے ورزید برائے[1] خدا یعنی غیر از خدا پرهیز نمائید اے صاحب عقل منور و در بعضے نسخه این بیت چنین دیده شده ؎ حافظا غم مخور که شاهد بخت ✦ عاقبت برکشد ز چهره نقاب ✦ **ردیف التاء**

غزل آن پیک نامه بر که رسید از دیار دوست — آورد حرز جان ز خط مشکبار دوست
خوش میدهد نشان ز جمال و جلال یار — خوش میکند حکایت عزو وقار دوست

پیک نامه بر کنایه از جبرئیل **عم دوست** کنایه از حضرتعالی **حرز** پناه **خط مشکبار دوست** کنایه از قرآن مجید **جمال** صفات رحیمیه چون اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَاِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ **جلال** صفات قهریه چون اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ **دیگر** یَوْمَ یُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ **عزو وقار** اشارت بصفات عزو شان چون اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَلَهُ الْکِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ **معنی** آنست که جبرئیل از درگاه صمدیت نزول کرده حرز جان و تعویذ امان از مکر و شیطان که قرآن است آورد و آن قرآن از جمال و جلال حضرت ملک منان ذوالجلال نشان خوش میدهد و حکایت عزو وقار بوجه دلکش میکند چون جانفشانی عاشق ازبسکه جناب محبوب بلند است قدرے ندارد گوید **قوله**

دلداد مش بمژده وخجلت همی برم	زین نقد قلب خویش که کردم نثار دوست

معنی آنست که عوض این نامه فرستادن جان و دل خود را فدای آن نامه دوست کردم و با وجود این خجلت همے برم ازین نقد ناسرهٔ خویش که نثار دوست کردم چرا که چندان قدرے

قیمتے ندارد کہ نثار آنجناب کردہ شود باید دانست کہ عاشق بر دو نوع است ناقص و کامل ناقص آنست کہ بسبب عوارضات و حوادثات از دوست معرض گردد و کامل آنست کہ بہیچ وجہ از وجوہ از دوست برنگردد اگرچہ بیم سروران بود قولہ

اگر باد فتنہ ہر دو جہان را بہم زند	ما و چراغ چشم رہ انتظار دوست

معنے آنست کہ اگر حادثات و آفات بمنزلہ نزول نمایند کہ کونین را بہم زنند با وجود آن ما و چراغ چشم در راہ انتظار دوست یعنی ما از عشق دوست اعراض کنندہ نیم و بہیچ نوع خلل در عشق ما راہ نخواہد یافت و بہیچ وجہ در محبت ما نقصے نخواہد شد۔ باید دانست کہ اکثر زبانِ طاعنان در حق عاشقان دراز مے شود چون انجام کار ہر یکے مبہم است کہ انجام کار ہر یکے نیست کہ قَبِلَ مَنْ قَبِلَہٗ لَا لِعِلَّۃٍ وَ رَدَّ مَنْ رَدَّہٗ لَا لِزَلَّۃٍ بنابران گوید قولہ

ما ئیم و آستانۂ عشق و سرِ نیاز	تا خواب خوش کرا بود اندر کنار دوست

درین بیت خبر محذوف است و آن اینست کہ (باید دید) معنے آنست کہ اے زاہدان شما بزہد خود مغرور و ما بعشق خود مسرور و درین میان باید دید کہ لطف دوست کرا دریابد و کرا خواب خوش در کنار دوست بود اے بوصل او رسد و چون راہ دوست سراپا رنج و محنت است و درد و غم و این نیک و بد و آفات و حوادثات اگرچہ باعتبار ظہور ہر از گردش افلاک است و تاثیر کواکب اما فی الحقیقۃ نہ باستقلال است بلکہ بامر حاکم جبار است و فاعل مختار و عارف کسے است کہ در صور اسباب مسبب را بیند چنانچہ در شرح گلشن راز میگوید ؎ ولے چون بنگری در اصل این کار ✤ فلک را بینی اندر حکمِ جبار ✤ اگرچہ از افلاک و انجم اثرہا باین عالمِ سفلی میرسد و این معنی مشہود خاص و عوام است ولے چون در اصل ایجاد این کار بنگرند فلک را نیز ہیچ و باقی مخلوقات محکوم حاکم ملکِ جبار مے یابند و افلاک و انجم درین حرکات و آثار و احکامے کہ از اوضاع ایشان بعالمِ سفلی میرسد نہ باختیار خود اند بلکہ ہمہ مجبور حکمِ الٰہی اند و چون ہر نیکی و بدی از وزیر و رعایا و زیردستان عائد میگردد فاما چون نیک نگاہ کنی ہمہ از بادشاہ است و بہ امر و حکم اوست دیگر واسطہ پیش بیند چون جماعتے از منجم کہ تصدیق بوحدانیت حق است بے نصیب است بجہت عدم استعداد و قابلیت رہ بمیدان بردہ اند افلاک و انجم را در تاثیر مستقل انگاشتہ اند و صدور کائنات مستند باوضاع ایشان

نموده و قائل برآن شده که هر اثر که بعالم کون و فساد میرسد هم ازین شکل غریب افلاک و انجم است که میرسد و غیر ایشان فاعلے دیگر نمیدانند بدین جهة مردود شرع نبی شده که مَنْ اَمَنَ بِالنُّجُومِ فَقَدْ کَفَرَ و چون فی الحقیقت این چرخ مدور و انجم جمله مسخر امر الٰہی اند و هر چه حق میفرماید بدان میکنند مجبور حکم کردگار است و اختیار از خود ندارد و ازین جهة که لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ الدَّهْرَ اَنَا بنابران بر سبیل تنبیه گوید قوله

سیر سپهر و دور قمر را چه اعتبار	ورگردش اند بر حسب اختیار دوست

معنی آنست که اے سالک کامل برین رنج و بلا که از گردش افلاک روی نماید مغموم نباید شد و فلک را بد نباید گفت چرا که سیر سپهر و دور قمر را چه اعتبار یعنی هیچ نسبت ندارند بلکه گردش ایشان همگی خواست و باختیار دوست است و ایشان همه محکوم و مجبور دوست اند کقوله وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ وحکم لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُودِ اِلَّا اللّٰهُ افلاک و انجم مظاهر امر الٰہی اند و تاثیر ایشان تاثیر حق است و غیر حق را نه ذاتست و نه صفات و نه افعال بلکه محکوم و مجبور حکم الٰہی اند و در جمله اشیا فاعل حق است و افلاک و انجم آله و وسیله ظهور احکام و آثار و افعال الٰہی اند نه که ایشان را اختیارے است چنانچه چرخ فخار یعنے چرخے که ظرف سفالین سازند بدان مثل کوزه و کاسه یعنی چنانچه چرخ آله و وسیله ساختن ظروف ست درین امر اختیار ندارد همچنین بوسیله افلاک هر لحظه و هر ساعت دانائے داور که حق است بحکم کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَاْنٍ از آب و گل یعنے اربع عناصر یک ظرف دیگر میسازد مراد از ظرف تعینات افراد اشخاص موالید ثلثه است چه جاے یک ظرف که صد هزار ظرف و افلاک و عناصر محکوم و مجبور حکم او اند و اصلا اختیار ندارند و بهر طور که میخواهد میگرداند چون فاعل حقیقی غیر از حق نیست و نه موثر نسبت تاثیر غیر حق مجاز است چرا که اگر کارشان بخواست شان باشد و مجبور حکم دیگرے نیستند چرا ایشان هر لحظه در نقص و بالند و اگر کواکب مختار اند و مستقل اند چرا گاهے در حضیض و گاهے در اوج اند و گاهے تنها فتاده و گاه زوجند پس یقین باید دانست که تمامی موجودات از افلاک و کواکب و عناصر و موالید من الاسفل الی الاعلی همه از امر و حکم و داد و عطاے که فرا خور قابلیت هر یک ست حضرت داور که حق است بایشان ارزانی فرموده هر یک مناسب استعداد خود در متابعت حکم و امر او بجان ایستاده یعنے مطیع و منقاد اند و مسخر امر و حکم آنحضرت اند و بنده فرمانند که اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا بدان که گاه کار و بار

معشوق موافق آرزوے عاشق مے شود بنابران بشکراو مے پردازد قولہ

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز	برحسب آرزوست ہمہ کار و بار دوست

معنے آنست کہ الحمد للہ والمنۃ کہ از مددگاری بخت کارسازِ خود ہمگی کار و بار دوست را بموجب آرزوی خود مے یابم وچون عاشق مجبور مدام در اضطراب مے باشد بنابران از غایت شوق گوید قولہ

محل الجواہرے بمن آرائے نسیم صبح	زانخاک نیکبخت کہ شد رہگذار دوست

محل الجواہر توتیائے کہ بجواہر ترکیب سازند مراد ازان سخنانِ حقائق الٰہی و الطاف نامتناہی نسیم صبح پیر و مرشد خاک نیکبخت اشارت بعاشق نیکبخت معنے آنست کہ اے نسیم صبح تا مادام کہ بدوست خود ملاقی شوم بارے گردے ازان خاک نیکبخت کہ دوست ما بر وگزر کردہ باشد بمآرتا آنرا بجاے محل الجواہر در چشم کشم یعنے اے مرشد غمگسار من سخنان الطاف معشوق کہ بر آن عاشق نیکبخت نمودہ شد بما بگو تا دل خوش شدہ بعشقِ او گرایم کہ ما ہم بعشق او ئیم وچون رقیب مدام در پے آزار عاشق است و عاشقے را کہ سر مند معشوق نباشد ازان غمے نہ بنابران گوید قولہ

دشمن بقصد حافظ اگر دم زند چہ باک	منت خدایرا کہ نیم شرمسار دوست

حافظ خطاب بخود است معنے آنست کہ دشمن عبارت از شیطان و یا ملائکہ کہ گفتہ بودند اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا و بد گفتن و ایذا رسانیدن ما سخن گویند چہ باک است کہ شیوہ مدعی ایں است اما شکر مر خدائے را کہ بہیچ نوع شرمندۂ دوست نیم غزل

اگرچہ عرض ہنر پیش یار بے ادبیست	زبان خموش ولیکن دہن پر از عربیست

حضرت خواجہ درین بیت تقیید معنے را بکار بردہ پس تحلیل بیت چنین بود کہ اگرچہ دہان پر از عربیست لیکن زبان خموش کہ عرض ہنر پیش یار بے ادبی است عربی سخنان فصیح کہ فصاحت لازمۂ عربیست کہ مراد ازان اسرار عشق و محبت است یعنی اگرچہ دہان پر از سخنان فصیح کہ اسرار عشق و محبت است با اینہمہ زبان خموش می باید بود و ہیچ باظہار آن نباید پرداخت زیرا چہ اظہار عشق و کمالات خود نمودن پیش یار محض بے ادبیست سوال تقیید معنوی مانع فصاحت است جواب این وقتے است کہ کلام مختصر بود و یا در کلام طویل بنگرا رواقع شود لیکن اگر بطریق سند و فرا ورد در کلام فصیح وارد شود این کلام مد فصاحت شود چون خال بر رخسارۂ محبوب اگرچہ بذاتہ سیاہ است اما چون اندر

موجب زیبائیست و نیز معنے آن باشد اگرچہ اظہار فضائل و کمالات پیش یار بے ادبیست و از عین علۃ زبان خموش است لیکن دہان براز عربیست یعنی سخنان فصیح و بلیغ در دہان میگردند و از بے ادبی بر زبان آوردہ نمی شود چون سروری و رہنمائی بجہال افتادہ و کاملان از عالم نہان گشتہ گوید قولہ

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز	بسوخت دیدہ ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است

کرشمہ ظہور پری کنایۃ از خدا پرستی و عارفان کامل دیو ہوا و نفس و شیطان و درویشان مقلد معنے آنست کہ عجب حالے رویدادہ کہ دیدۂ اہل عالم از غفلت کور گشتہ و حق پرستی را در نوشتہ و نفس را آلہ خود ساختہ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کہ از معاینہ این مقالہ بر عکس از غایت حیرت دیدہا بسوخت معنی دوم آنست کہ عجب حالے رویدادہ کہ عارفان کامل مکمل کہ جامع علوم شریعت و طریقہ و کاشف اسرار حقیقت و معرفت اند از عالم نہفتہ اند و مشائخ رسمیہ کہ از علوم شریعت و طریقت عاری پیشوای خلق گردیدہ اند و چون مظہر مشائخ رسمیہ یکے از علامات قیامت است کما قال علیہ السلام لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ یکبار جاء اعرابی عند رسول اللہ قال متی الساعۃ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال کیف اضاعتہا قال اذا وسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ بنابران فرمودہ از غایت حیرت دیدہ بسوخت کہ اینچہ بوالعجبی رمزے داد کہ ورود قیامت نزدیک رسید چون مشائخ رسمیہ بواسطۂ اغراض دنیوی خود را پیشوای عوام گردانیدہ و فلک روزے چند موافقت ایشان نمودہ و ایشانرا بر مسند مشیخت و ارشاد نشاندہ حال آنکہ ہیچ از معرفت حقیقی ندارد چون کار فلک مدام دون نوازیست و سفلہ پروری بنابران گوید قولہ

سبب مپرس کہ چرخ از چہ سفلہ پرور شد	کہ کام بختی اور ابہانہ بے سببی است

معنے آنست کہ سبب این مپرس کہ این فلک بیمہر از چہ سبب این درویشان مقلد و این مشائخ رسمیہ کہ ضال و مضل واقع شدہ اند می پرورد و مراد ایشان میرساند زیرا کہ مراد رسانیدن مراورا بہانہ بے سببی است ای کینہ پرورست و چون بے عسر بیسر رسیدن محال بنابران گوید قولہ

درین چمن گل بیخار کس نچید آرے	چراغ مصطفوی یا شرار بولہبی است

چمن دنیا گل محبوب بیخار رنج و محنت معنے آنست کہ اے سالک درین دار دنیا کہ جائے تعب است کسے وصال معشوق بے احتمال شدائد و بلیات کہ عبارت از ریاضت شاقہ است حصول نہ نمودہ چرا کہ ہر گنجے را رنجے در پیش است اگر نمی بینی کہ ذات آنحضرت را ہم دشمنی در پے است و چون فرح دل عاشقان

وروشنی چشم مشتاقان بمشاهدهٔ جمال محبوب است گوید قوله

جمال دختر رز نور چشم ماست مگر	که در نقاب زجاجی و پردهٔ عنبی است

دختر رز مے انگوری مراد عشق و نیز عشق ذات مراد است چنانچه شراب مست سازندهٔ نوشندگان شراب است آن ذات نیز مستی بخش خواهندگان اسرار معنوی است باید دانست که چشم آله بصر و بینائی است مرکب از سه رطوبت و هفت طبقه و رطوبات سه گانه اند اول جلدیه - دوم زجاجیه - سوم بیضیه و طبقه هفتگانه چشم اول صلبی - دوم مشیمی - سوم شبکی - چهارم عنبی - پنجم عنبی - ششم قرنی - هفتم ملتحمی - و اینجا مراد از نقاب زجاجی و پردهٔ عنبی حجب آن ذات اند که سَبعِینَ الفَ حِجَابًا مِنَ الظُّلمَةِ وَسَبعِینَ الفَ حِجَابًا مِنَ النُّورِ بَینَ العَبدِ وَالمَولیٰ لیکن تحقیق معنی آنست که جمال آن محبوب حقیقی که در هزاران هزار پردهٔ ظلمانی و نورانی محتجب است تحقیق روشنی بخش دیدگان ماست ای روشنی دیدگان ما بدوست و تحمل عشقے که در هزاران هزار پرده است و سراسر روشنی دیدگان ما بدوست و فرح و سرور ما از دوست چون نزدیک عاشق خانقاه و رباط که از مستلزمات زهد و پارسائی است قدرے ندارد بنابران گوید قوله

به نیم جو نخرم طاق خانقاه و رباط	مرا که مصطبه ایوان و پای خم طنبی است

رباط لنگرخانه مصطبه بصاد جایگاه غریبان و شرابخانه مراد مقام عشق خم مراد عارف کامل طنب بنائے رفیع معنے آنست که چون آن محبوب بعشق خود مرا معزز و مکرم گردانید طاق خانقاه و رباط که مقام عابدان ظاهر پرست است به نیم جو نخرم و پے بدان سو نبرم که مقام عشق مرا ایوان طرب است و زیر پا مرشد طریقت طنب است ای بنائے رفیع و پناه منیع جان و تن است و چون سختیهائے عشق بے توجه مرشد کامل و بے دستگیری پیر رفیع نشود بنابران گوید قوله

دوائے درد خود اکنون ازان مفرح جو	که در صراحی چینی و شیشهٔ حلبی است

مفرح کنایه از عشق و محبت صراحی چینی عاشق واصل شیشهٔ حلبی عارف کامل معنی آنست که ای عاشق سالک چون درد عشق حاصل نمودی باید که دوائے خود از ان محبت جوی که نزد عاشقان کامل و سالکان واصل است نه از ظاهر پرستان که مشائخ رسمیه اند و چون محبوب در کار عاشق هزار بهانه پیش می آرد تا که عشق عاشق بجمال رسد بنابران گوید قوله

هزار علم و ادب داشتم من ای خواجه	کنون که مست و خرابم بهانه بے ادبیست

معنی آنست که پیش ازین هزار علم و ادب داشتم آنوقت هیچ بکار من نپرداخت و هر دم حیله پیش آورد والحال که مست و بیخود شدم ایخواجه مرآنمحبوب را بهانه بی ادبی در پیش شده هیچ بکار ما نمی پردازد این استغنا که دارد و چون همگی کار معشوق محل تعجب است و جای دم زدن نیست از انجهته که کار او بعلت نیست بنابران گوید قوله

حسن زبصره بلال از حبش صهیب از روم	زخاک مکه ابوجهل ایچه بوالعجبی ست

حسن نام عارف کامل و شیخی واصل بلال نام مولای رسول که موذن بود و صهیب نام صحابی رسول و ابوجهل نام عم رسول و قیل نام کافری از قریش و بصره حبش نام شهرها و همچنین روم و مکه معنی آنست که هرکرا خواهند از بادهٔ محبت مست سازند در راه جذبه شوق آنهی قرب و بعد مکان را منزلتی نیست گاه باشد قریب را بعید و بعید را قریب نمایند چه کار او بخلاف قیاسهاست کسی را بر اسرار او راه نیست و چون کار عاشق مدام گوشیدن و بگریه و زاری بسر بردن بنابرآن گوید

قوله بیار مے که چو حافظ مدام استظهار	بگریه سحری و نیاز نیم شبی ست

معنی آنست که مے عشق و محبت بمن عطا بنما که همچو حافظ را مدام پشتی بگریه سحری و نماز نیم شبی است این بیت بزبانی دلست و مراد از حافظ شخص ظاهریست یا بزبانی تن باشد و مراد از حافظ دل باشد غزل

اگرچه باده فرح بخش و باد گل بیز است	ببانگ چنگ مخور مے که محتسب تیز است

باده شراب اینجا کنایه از عشق و محبت است باد اینجا کنایه از مرشد است که موجب آرایش و صفای غنچهٔ دل سالک است گل حقائق و معارف بانگ چنگ علانیه و افشای نمودن مے شراب اینجا کنایه از اسرار عشق و محبت محتسب معروف اینجا کنایه از شرع محمدیست پس معنی بیت آنست که اگرچه عشق و محبت ذوق بخش است و مرشد در حقائق و معارف تیز خش با وجود آن کاسهٔ عشق را پنهان نوش و در افشای راز آن مکوش که شرع محمدی بر همگنان غالب است و چون عاشق کامل آنست که عشق خود را پنهان دارد و بظاهر بلباس شرع محمدی گوشد که مصلحت وقت دران است بنابران گوید قوله

در آستین مرقع پیاله پنهان کن	که همچو چشم صراحی زمانه خونریز است

مرقع لباس صوفیان بست که او را ژنده گویند اینجا مراد از شرع محمدیست پیاله معروف اینجا کنایه از وجود سالک و عشق است معنی آنست که اگر میخواهی که چون صراحی بمقصد برسی پس در لباس شرع محمدی

عشق خود را نهان دار یعنی بباطن و در اظهار سرے از اسرار خود را میار یعنی چنان باش که ظاهر تو ملبس بلباس شرع محمدی باشد و باطن تو ذائق عشق سرمدی باشد اے چیرکیه شرع محمدی را نشاید از تو قولاً و فعلاً بوجود نیاید که اهل زمانه همچو چشم صراحی خونریزاند معلنان اسرار درستیزاند و بطوسان نمیگذارند که اسرار عشق در افشاد آرند و خونریزی را بزمانه نسبت کردن و مراد اهل زمانه داشتن مجاز عقلی است که درین باب از مسائل نقلی است و در کلام فصحا و بلغا کثیر الوقوع است و در علم معانی به بیان آن رجوع است و عاشق را باید تا که تواند که بعقل که کنایه از محافظت شرع است کوشد بنابران گوید

قوله صراحی وحریفے گرت بچنگ افتد	بعقل کوش که ایام فتنه انگیز است

صراحی دل پرعشق حریف معشوق و مرشد فتنه آشوب معنے آنست که اگر شعله از عشق در دل تو سر زند و مرشد کامل که بدست افتد ورزش عشق بدانش و خردنما و در استرضا او راه سلوک پیما و در کتمان اسرار کوشش فرما که ایام فتنه انگیز است و دار منصور بآنسر تیز است چون عاشق را باید که اگر افشای اسرار عشق در حالة صحو از روے بے اختیاری شده باشد مے باید که در حالة صحو بعذر آن کوشد بنابران گوید قوله

زرنگ باده بشوئیم خرقها از اشک	که موسم ورع و روزگار پرهیز است

رنگ باده اظهار عشق خرقه کنایه از وجود معنے آنست که افشاے اسرار عشق که از ربے اختیاری ظاهر شد و خرقه وجود ما بآن مصبغ گردیده بعالم متهم شده می باید که باشک ندامت آن خرقه را بشوئیم و از تهمت رهائی یابم که موسم ورع و روزگار پرهیز کنایه از حالة صحو و شرع محمدیست و نیز از باده حظوظ نفسانی یعنی که وجود خود را بحظوظ نفسانی مبخ و سفید ساخته ایم و عمرے بتر بیتش پرداخته ایم الحال میخواهیم که باشک ندامت و پشیمانی بشوئیم و من بعد مخالفت نه جوئیم و الله اعلم و چون درین دار دنیا توقع عیش نباید داشت بنابران گوید قوله

مجوی عیش خوش از دور وار گون سپهر	که صاف این سرخم جمله درد آمیز است

دور حلقه و گردش صاف راحت خم فلک درد و غم معنے آنست که اے عاشق سالک از گردش این سپهر کج رفتار طالب عیش مباش و امید خوشی مدار که راحت و عیش این سپهر بمهر سر بسر آمیخته درد و غم است چون در زیر این سپهر کسے را ثبات نیست بنابران مے گوید قوله

سپهر برشده پرویز فلیست خون افشان	که ریزه اش سر کسری و تاج پرویز است

برشده بلند پرویزن غربال ریزه ریخته شده کسرے و پرویز نام بادشاهان عالی شان
معنے آنست هرکه در زیر این سپهر بیدار جاے گرفت عاقبت الامر گذاشتنی است مگر نمے بینی که این
سپهر بلند مثال غربالیست خون افشان باعتبار نزول حوادثات که سر کسرے و پرویز ریخته شده است
یعنے اوشان ازنده نگذاشته و بخاک درآورده و چون الطاف معشوق نصیبهٔ عاشقان شب خیز است
بنابران گوید قوله

هرآنچه میرسد از نور فیض سبحانی	نصیبهٔ دل شخصے که شب سحر خیز است

معنے آنست که هرچه از انوار و فیوضات آن معشوق نزول میکند همه نصیبهٔ دل عاشقی است که تمام شب
بگریه وزاری درگذراند و چون عاشق را باید که در راه عشق تکاسل روا ندارد و قدم فراتر نهد بنابران گوید قوله

عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ	بیا که نوبت بغداد و وقت تبریز است

باید دانست که سالکان کعبهٔ مجاز چون براه خشکی میرسند اول بملک فارس پس بعراق پس به تبریز
پس به بغداد همچنان سالکان را نیز چهار درجه است قرب نوافل و قرب فرائض و جمع الجمع و التحقیق
و التمییز بین مراتب الالهیه و الحقیقه من الخفیه و الجلیه پیشتر وادی است هولناک حیرت انگیز و نه
شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و پیشتر حق الحقیقه است معنے ظاهری آنست که اے حافظ بشعر لطیف
و موزون عراق و فارس را گرفتی و اهالی آن حوالی مطیع و منقاد گردانیدی بیا که هنگام تسخیر اهل بغداد
و تبریز است یعنے پیش ازین شعر نیکو گوئی که اهل بغداد و تبریز پسند کنند معنے حقیقی آنست که اے
حافظ چون در راه عشق رو در آوردی و بعضے منازل و مقامات طے کردی فارغ مباش
که راه بسیارست بیا که تا منزل دیگر در پیش است طے کنم و بمقصد رسم که عاشق تا بمقصد
نرسد نیارامد

غزل

اے نسیم سحر آرامگه یار کجاست	منزل آن مه عاشق کش عیار کجاست

نسیم مجرد کنایه از مرشد یا حق تعالے چون سالک مدتے در ریاضت و مجاهده بسر برد و بمنزل
محبوب نرسید از انجهت که جناب محبوب پس بلند است و یکایک کسے را در آنجا بار نیست یا آنکه
هر که را باعتبار شهود تجلیات بعضے دلائل عقلی و نقلی باعتبار ثبوت اثبات میکند و چون تمامتر شهود را
معلوم نیست بنابران گوید اے مرشد من هرکس بدلائل عقلی و نقلی باعتبار شهود تجلیات جاے

ثبوت ادمی نمایند ہیچ میدانے بیقین کہ آرامگہ یار ما کہ منزہ از زمان و مکان است کجا و منزل آن ماہ عاشق کش کہ مَنْ اَحَبَّ قَتَلَہٗ کجاست چون عاشق بسبب ہجر گرفتار بلیات است بنابران گوید قولہ

شب تاریست و رہ وادی ایمن در پیش	آتش طور کجا وعدۂ دیدار کجاست

تار تاریک وادی ایمن نام وادی کہ موسے بطلب آتش دران وادی رفتہ آتش طور آتشے کہ موسے بر کوہ طور از شجرۂ زیتون دید معنے آنست کہ ما در شب تاریک ہجران گرفتاریم و راہ صحرائے سلوک در پیش داریم آن آتش طور کہ موسے بآن سرفراز شدہ بود و سالکان را فراخور استعداد خواہند نمود باختلاف زمان و مکان کجا و محل وعدۂ دیدار کجا و ہنگام وعدۂ آن کجا چون کار ہمہ ممکنات وابستۂ فناست گوید قولہ

ہر کہ آمد بجہان نقش خرابی دارد	در خرابات مپرسید کہ ہشیار کجاست

خرابی فنا و لا تعلق خرابات مقام عشق و دنیا ہشیار باقی و باخود معنے آنست کہ ہر کہ در جہان فانی آمد مدار کار او بر فناست کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ مپرسید کہ کیست کسے کہ باقی و پایندہ است کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ و تحمل ہر کہ در جہان عشق در آمد سر آسیمہ و لایعقل گردید و بمقام فنا رسید مقام عشق مپرسید کہ ہشیار کیست و چون عاشق را در راہ عشق بسا اسرار مشاہدہ مے شود کہ بغیر محرم اسرار نتواں گفت چون محرم اسرار در عالم کم باشد گوید قولہ

آنکس است اہل بشارت کہ اشارت داند	نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست

معنے آنست کہ نکتہائے عشق بسیار اند اما محرم اسرار کو بما و در میان نہادہ آید پس بشارت باد مر کسے را کہ اسرار عشق را بر مزوایما دریابد و نکتہائے عشق اینہا چون عاشق از خود فانی شود و بمرتبۂ بقا رسد او را اطوار مختلف رو نماید گاہ مشاہدہ گاہ معاینہ گاہ عینیتہ گاہ احاطہ گاہ اتصاف بعالم شہادت گاہ بعالم مثال گاہ بعالم ارواح گاہ بمرتبۂ ربوبیت گاہ بالوہیت و اعیان ثابت و حقیقت محمدی و بالاتر از احدیت و لا تعین گاہے انفصال گاہے اتصال گاہ با ہمہ گاہ بیہمہ ہمہ اشیا را در خود معاینہ کند گاہ خود را ہمہ اشیا را قائم بحق داند گاہ ہمہ اشیا را قائم بخود داند گاہ ہمہ اشیا را بمثل حق داند گاہ بمثل خود و خود در میان نہ گاہ تجلی صوری حق را بیند گاہ بمعنے گاہ نہ بصوری و نہ بمعنوی و نہ شعور بخود و نہ بیخودی خود و نہ بخدائے تعالے و چون عاشق کہ بہر سر موے با معشوق کارے و دلبرد از لوم لائم کجا باز گردد بنابران گوید قولہ

ہر سر موے مرا با تو ہزاران کار است | ما کجائیم و ملامت گر بیکار کجاست

معنے آنست کہ درین باب خطاب بمعشوق است یعنے اے دلدار غمگسار مرا ہر سر موے با تو ہزاران کار است با ہر سر موے تو بس ملامت گر بیکار کہ او را بتو کارے نیست کجا و چگونہ بگفتۂ او از جناب تو اعراض نمایم۔ چون مرجع و مآب عاشق غیر از جناب معشوق نے تواند بود و غیر از جذبۂ عشق دوائے درد عاشق نتواند شد بنابران گوید۔ قولہ

عقل دیوانہ شد آن سلسلۂ مشکین کو | دل ز ما گوشہ گرفت ابروے دلدار کجاست

سلسلۂ مشکین زلف و مراد از زلف جذبۂ عشق ۵ زلف نام جذبۂ ذات حق است + ابرو مراد صفات کہ حاجب ذات اند چون ابرو کہ حاجب چشم است مراد از ان نفس رحمانی کہ افاضۂ وجود بر اعیان مینماید و نیز مراد مشاہدات تجلیات معنے آنست کہ عقل از ما بیگانہ شد پس آن سلسلۂ مشکین کہ جذبۂ عشقست کجا تا خود را وابستہ گردانم و دل از ما بدل شد پس ابروے دلدار کہ مشاہدات تجلیات است کجا تا متوجہ او شویم چون عاشقان را انقراح طبیعت مایۂ سر و غیر از لقاے معشوق نیست بنابران گوید قولہ

بادہ و مطرب و گل جملہ مہیاست ولے | عیش بے یار مہیا نشود یار کجاست

بادہ ذکر محبوب کہ موجب بیخودی ست مطرب مرشد گل تجلی و نیز بیان اسرار مقامات معنے آنست کہ مشغولی بادہ ست و ہمنشینی مرشد کامل و بیان اسرار از جملہ مہیاست ولیکن عیش بے یار مہیا نشود پس یار کجاست و چون از زہد و ورع کارے پیش نمیرود و جز بمدد پیر کامل و محبت خالص دستگیر نے تواند شد بنابران گوید قولہ

دلم از صومعہ و صحبت شیخ است ملول | یار تر سا بچہ کو خانۂ خمار کجاست

معنے آنست کہ دل من از خلوت گزینی و صحبت شیخ کہ از آثار زہد ست ملول شدیم کہ ہیچ کشادی نشد پس یار ترسا بچہ کہ مرشد کامل باشد و خانۂ خمار کہ مقام عشق است کجا تا متوجہ او شویم و حصول مراد خود از و جوئیم چون دل غمگین عاشق را غیر از خم زلف معشوق جاے نیست و جان حزین مشتاق را غیر از شکن زلف محبوب قرار گاہے نہ بنابران گوید قولہ

باز پرسید ز گیسوی شکن بر شکنش | کین دل غمزدہ اش کشتہ گرفتار کجاست

گیسو زلف مراد از ان جذبۂ عشق شکن بر شکن پیچ بر پیچ معنے آنست کہ در عشق آن

سلہ این ترجمہ صحیح نیست بلکہ حافظ میگوید کہ اے دلدار ہر سر موے مرا با تو ہزاران کار است پس ملامت گر کہ با تو ہیچ کار ندارد ما را کجا میرسد کجا و با کجا از تعلق سازد کہ نصیحتش قبول افتد و ملامت او بکار آید۔ محمد ظفر الدین کرانوی عفی عنہ

معشوق دل من از ما بجدے متنفر شد کہ نمیدانم کجا لیکن احوال این دل حزین از جذبہ عشق او کہ سراسر پیچ در پیچ است می رسید کہ این دل غمزدہ حافظ کہ گرفتار شدہ کجا است **قولہ**

عاشق سوختہ دل در غم عشق تو سوخت	**خود نپرسی تو کہ آن عاشق غمخوار کجا است**

معنے آنست کہ اے محبوب من این عاشق دل سوختہ در آتش عشق یا ہجر تو بسوخت و تو گاہے بحال او نے پردازی بلکہ اینقدر ہم نے پرسی کہ آن عاشق غمخوار من کجا است باید دانست کہ ہر عسرے را یسرے است در پے چون حافظ چندان اظہار درد و سوز خود کرد معشوق جواب او کہ **قولہ**

حافظ از باد خزان در چمن دہر مرنج	**فکر معقول بفرما گل بے خار کجا است**

باد خزان رنج و آفات و ہجر **چمن دہر** دنیا **معقول** نیکو **گل** عیش وصال **خار** غم و ہجر **معنے** آنست کہ اے حافظ از عالم اطلاق کہ بدار دنیا افتادہ و بہ باد صرصر خزان ہجر مبتلا گشتہ رنجیدہ مباش بلکہ فکری نیکو کن و لغو رنگر کہ عیش بے محنت و وصل بے ہجر کجا صورت بندد پس باید کہ بغم و ہجر در سازی و بالم و فراق پردازی تا روزے بموجب اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا برمراد خود فیروز گردی **غزل**

آن سیہ چردہ کہ شیرینی عالم با اوست	**چشم میگون لب خندان دل خورم با اوست**

چردہ بفتح جیم فارسی و آن لفظ بغیر از لفظ سیہ مستعمل نشدہ و سیہ چردہ سبز رنگ را گویند و سبز رنگ ملیح است و ازان ذات حضرت مراد است بموجب ہُوَ اَخِی صَبِیْحٌ وَّ اَنَا مَلِیْحٌ و این غزل در نعت حضرت است **شیرینی** خوبی نیکو و خلق جمیلہ **چشم میگون** مراد صفات قہریہ و **لب خندان و دل خورم** مراد صفات لطف و رحمت باید دانست کہ ذات آنحضرت مستجمع جمیع الصفات والذات است بخلاف سائر انبیا چون موسے ع م مظہر صفات قہریہ بود لہذا شرائع او از شرائع دیگران سخت تر بود و عیسے ع م مظہر صفات لطفیہ بود لہذا شرائع او از شرائع دیگران آسان بود و محمد مستجمع الصفات والذات بود لہذا شریعت او مشتمل بر سختی و آسانی و لطف و قہر ہست **معنے** آنست کہ آن سیہ چردہ کہ خوبی و زیبائی عالم با اوست محبوبیست کہ از سر تا پا بصفات حمیدہ آراستہ و پیراستہ و ہمگی صفات از لطف و قہر و رحمت و غضب در ذات فرخندہ مضمر است و چون ذات آنحضرت ختم النبیین و سرور عالم است بنابران گوید **قولہ**

گرچہ شیرین دہنان بادہ شہانند ولے	**او سلیمان زمانست کہ خاتم با اوست**

شیرین دہنان انبیا و رسل **خاتم** بفتح تا انگشتری و بکسر تا ختم کنندہ **معنی** آنست کہ اگرچہ انبیا

درسل صفات حمیده وخوبیهاے پسندیده میداشتند وکوس سلطنت میزدند اما ذات حضرت سلیمانیت
که جمله مخلوقات زیر تخت حکم اوست اما چگونه سلیمانی که خاتم نبوت با اوست وکونین تابع آفرینش
اوست بلکه ظهور خداے بدوست که لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِیَّةَ باید دانست که اگرچه انسان
مظهر جامع اتم کلی است وفی الحقیقت از جمیع اسماے وصفات من حیث الجامعیت محفوظ است
فاما انسان کامل که انبیا واولیا انداز باقی افراد انسانی ازانجهته بکمال ممتاز گشته که بطریق تصفیه رجوع
بمبدأ حاصل کرده اند ودر پرتو نور تجلی احدیه از هستی موهوم خویش فانی گشته باقی بالله شده وصفات
جزوی ایشان عین صفات کلی حق گشته درین مرتبه بقا بالله تفاوت مراتب کمال بحسب تحقق وتصاف
بصفات الهی بسیارست بعضی متحقق باکثر صفات الهی شده اند وبعضی باقل وباز درین اقل و
اکثر تفاوت بسیارست بعضی متحقق باکثر صفات الهی شده اند وآن فرد کامل که مستعد آن باشد
که بحسب حقیقه ومعنی مظهر ذات ومجموع اسما وصفات الله باشد وخواص واحکام کلی الله بجزییات و
کلیات در وظاهر شود او محقق بهمه صفات الهی گردد وحضرت ختم محمدیست صلعم وباقی انبیا وتمامه اولیا
اگرچه مظهر این اسم کلی الله اند فاما هر یک مظهر اسم کلی الله ببعضی صفات ومظهر الله من حیث جمیع الصفات
حضرت محمد است پس نشاء ختم محمدی من حیث الحقیقة وازین معنی سابق برانبیا باشد که کُنْتُ نَبِیًّا
وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ چه هر نبی از زمان تا زمان خاتم مظهریست از مظاهر نبوت روح اعظم که عقل اوست
پس نبوت عقل کلی دائمی ونبوة مظاهر ذابل عرضی وحقیقت محمدی عقل اول است که روح اعظم است
که اول ماخلق الله العقل واول ماخلق الله نوری واول ماخلق روحی وصورت محمدؐ که روح اعظم تمامی اسما
وصفات چنانچه گذشت در وظاهر شد همچنان که نبوت ذاتی که اخبار از ذات وصفات حضرت الهی
است اولا وبالذات روح اعظم است که حقیقة آنحضرت در آخرین ختم نبوت عرضی در صورة پس
معنی آنحضرت گشته پس اول بحقیقة وآخر بصورت درین کار نبوت آنحضرت وباقی انبیا هر یک مظهر ببعضی
ازکمالات حقیقت آنحضرت شدند چون مظهر ذات خداے مع جمیع الصفات جز ذات حضرت نیست
وموجب شفقتگی عالم بآن ذات همین است گوید قوله

خالِ مشکین که بران عارض گندم گون است	سر آن دانه که شد رهزن آدم با اوست

خالِ مشکین عبارت از نقطه ذات معنی آنست که ظهور ذات الهی مع جمیع صفات الهی که بر چهره

گلرنگ آنحضرت ظاہر و باہر ست سر آن دانہ کہ رہزن آدم گردید و آن معصوم را از دائرۂ عصمت بیرون آورد و با اوست یعنی از یتجہت مرجع دلِ عالمیان شدہ و دلِ کائنات را بسوئے خود منجذب گردانیدہ کہ ہمگی انبیا زبان برکشادند کہ الٰہی ما را از اُمتِ محمد گردان و چون مہجوری از انجناب موجب قتل عاشقان است گوید قولہ

باکہ این نکتہ توان گفت کہ آن سنگین دل	کشت ما را و دم عیسے مریم با اوست

سنگین دل ذات حضرت باعتبار استغنا کہ صفت معشوق است معنے آنست کہ آن معشوق سنگین دل ما را بمعرض ہلاکت رسانیدہ بہ تیغ عشق خود یا بہجر خود یا بعتاب و حال آنکہ دمِ عیسے دارد یعنی میتواند کہ بمرہم دلِ خستۂ ما پرداز د و یا بوصل خود رساند و یا بخطاب معزز سازد پس این قصہ غریب و واقعہ عجیب باکہ توان گفت و کیست کہ باور کند و چون ہر چہ در معرض ظہور آمدہ ہمہ طالب آن ذات اند گوید قولہ

روے خوب ست کمال ہنر و دامن پاک	لاجرم ہمتِ پاکان دو عالم با اوست

روے خوب اشارہ با نا من نور اللہ ہنر کنایۃ از محبوبے دامن پاک اشارت بما زاغ البصر و ما طغے معنے آنست کہ کمال محبوبی ہمین دو چیز است یکے روے خوب دوم دامن پاک این ہر دو در ذاتِ آنحضرت موجود بودند لاجرم ذات متوجہ الیہ عالمیان شدہ و دل کل کائنات با و بستہ باید دانست کہ اگرچہ روے خوب و دامن پاک ہمہ انبیا را بود لیکن بموجب اَنَا مِن نُّورِ اللّٰہِ وَالْخَلْقُ کُلُّھُمْ مِنْ نُّورِیْ خوبی روے آنحضرت می سزد و دامن پاک بحکم التفات نمودن بغیر کقولہ ما زاغ البصر و ما طغے بحضرت بس زیبا ست چون جدائی معشوق اشد البلاء است بنا بران استمداد مے نماید قولہ

دلبرم عزم سفر کرد خدارا یاران	چکنم با دلِ مجروح کہ مرہم با اوست

معنے آنست کہ دلبر من کہ ذات آنحضرت است ازین جہان فانی متوجہ بسرائے باقی شد و من از روے دور رو مہجور ماندم و دل من در اشتیاق آن روز و شب طپان است ای یارانِ من از بہر خدا بفرمائید کہ با این دلِ مجروح چکنم و بمداوائے آن چگونہ پردازم کہ مرہم این دلخستہ او ست و گویند کہ حافظ بظاہر دستِ بیعت بکسے ندادہ چنانچہ در نفحات ست بدان سبب مطعون خلق شدہ بود

بنابران گوید قوله

حافظ از معتقدانست گرامی دارش	زانکه بخشایش ارواح مکرم باوست

معنی آنست که حافظ از معتقدان آنحضرت است پس گرامی دار مر او را و نظر باین مکن که دست سعیت بکسی نداده زیرا که بخشایش ارواح مکرم که کنایة از فیض ارواح مقدسه است باو دست چنانچه در حبیب السیر آورده که بزرگی فرموده که مدام در انکار حافظ بودم تا این بیت حافظ شنیدم دانستم که حافظ بیشک ولی بوده غزل

آن ترک پریچهره که دوش از بر ما رفت	آیا چه خطا دید که از راه خطا رفت

این غزل در هنگام فیض است ترک قومی ست معروف بخونریزی و بظلم و ستم اینجا مراد محبوب بسبب دل بردن و غارت کردن و مراد از محبوب مرشد یا تجلی پریچهره چون پری خطا بکسر گناه و بفتح تقصیر که بسبب فراموشی باشد راه سبب معنی آنست که آن مرشد غمگسار من یا آن مشاهدات تجلیات که دوش از نزدیک ما رفت و رو در نقاب کشید آیا از ما چه تقصیر دید که بسبب آن تقصیر از ما متنفر شد چون هجران معشوق موجب پریشانی و اندوه عاشقان است بنابران گوید قوله

تا رفت مرا از نظر آن نور جهان بین	کس واقف ما نیست که از دیده چه ها رفت

نور جهان بین نور چشم که بیننده جهانست مراد ازان محبوب که روشنی چشم عاشق باوست واقف آگاه و خبردار معنی آنست که ازان روز ے که آن معشوق من از پیش نظر رفته و رو در نقاب گردیده کسے واقف ما نیست که در هجران یار از دیده ها ما چها رفت چه قدر گریه و زاری نمودم یا آنکه نور چشم ما رفته چون کار عاشق مدام سوز و گداز ست گوید قوله

بر شمع نرفت از گذر آتش جان سوز	آن دود که از سوز جگر بر سر ما رفت

گذر رفتن و راه و سبب آتش جان سوز عشق که سوزنده جانهاے عاشقانست معنی آنست که بسبب آتش عشق دودے که از سوز جگر بر سر ما رفت بر شمع هم نرفته یعنی آنقدر سوزش دارم که شمع هم ندارد چون در حالت هجر کار عاشق بجز گریه و زاری نیست بنابران گوید قوله

دور از رخ تو دمبدم از چشمهٔ چشمم	سیلاب سرشک آمد و طوفان بلا رفت

معنی آنست که بسبب دوری از رخ تو که داریم دمبدم از چشمهٔ دیدگان ما سیلاب سرشک روے نمود

وطوفان دردو بلا روے داد چون ہجران معشوق رنج وبلاست گوید قولہ

از پاے فتادیم چو آمد غم ہجران	در درد بماندیم چو از دست دوا رفت

از پاے افتادن گرفتار شدن غموم وہموم ومبتلاے رنج وبلیات شدن **درد** غم والم فراق **دوا** مشاہدۂ محبوب کہ درد عاشق را غیر ازین دواے نیست **معنے** آنست کہ ازان روز کہ غم ہجران بمارے آوردہ از پاے درافتادیم ومبتلاے درد واندوہ ماندہ ایم چون از دست دوا رفت ای آن محبوب اعراض نمود چون جناب محبوب ازان عالی تراست کہ کسے بعجز وزاری دران تواند رسید الا بفضل وفضل او موقوف بعلۃ نیست بنابران گوید **قولہ**

دل گفت وصالش بدعا باز توان یافت	عمریست کہ عمرم ہمہ در کار دعا رفت

وصال ملاقات محبوب **عمریست** مدتیست **کار دعا** دعاخوانی **معنے** آنست کہ روزے دل بما گفت کہ بعجز وزاری کوشید شاید کہ بوصل او رسیدہ شود پس ازان روز عمریست کہ ہمگی عمر صرف عجز وزاری کردم وازا بجہت کہ جناب او مستغنی است ہیچ موثر نشد **قولہ**

احرام چہ بندیم چو آنقبلہ نہ اینجاست	در سعی چہ کوشیم چو از مروہ صفا رفت

احرام بستن نیت کردن - متوجہ شدن **قبلہ** ذات محبوب حقیقی یا مرشد **سعی** کوشش نمودن ودویدن **مروہ وصفا** نام دو کوہ در مکہ وَفِي السُّلُوكِ الصَّفَا هِيَ الرُّوحُ وَالْمَرْوَةُ هِيَ الْقَلْبُ قِيلَ الرُّوحُ لِصَفَائِهَا عَنْ دَرَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمَرْوَةُ النَّفْسُ لِاسْتِعْمَالِهَا وَقِيلَ الْمَرْوَةُ فِي الْقِيَامِ بِخِدْمَةِ سَيِّدِهَا وَنیز از مروہ تجلی وصفا ظہور چون در عشق دو اپذیر نیست گوید کہ اَلْعِشْقُ دَاءٌ لَا دَوَاءَ لَهُ (از تفسیر عرائس ۱۲)

قولہ

وی گفت طبیب از سر حیرت چو مرا دید	ہیہات کہ رنج تو ز قانون شفا رفت

ہیہات افسوس **قانون** قاعدہ ونیز قانون شفا نام کتابیست در علم طبابت وحکمت از بوعلی سینا **معنے** آنست کہ دیروز نزد طبیب کہ مرشد طریقہ است رفتم واحوال در دنہانی خود عرضہ کردم او چون احوال مرا دید از روے حسرۃ گفت افسوس کہ رنج تو از قاعدۂ شفا رفت اے صحت پذیر نیست چون پرسش معشوق آرزوے عاشق است گوید **قولہ**

اے دوست بپرسیدن حافظ قدمی نہ	زان پیش کہ گویند کہ از دار فنا رفت

معنے آنست کہ اے دوست پیرسیدنِ حافظ قدمے رنجہ فرما ازان پیش کہ گویند کہ حافظ از نیجہان فانی رحلت نمود کہ باز نفعے ندارد

غزل

آنشب قدے رسے کہ گویند اہل خلوت امشب است	یارب این تاثیر دولت از کدامین کوکب است

شب قدر شب وصل محبوب این غزل درینگام بسط است معنے آنست کہ شبے کہ آنرا سالکان واصل وعارفانِ کامل شب قدر مسمے نمودہ اند و بآن موعود می سازند امشب است وچون خود را شایان آن نعمت عظمے نمی بینند بنابر استغنا محبوب میگوید کہ اے پروردگار من این کدامی خورطلوع نمودہ کہ از تاثیر آن این دولت رو نمودہ چون کارِ عاشق مدام بیاد معشوق بودنست گوید قولہ

تا بگیسوے تو دستِ ناسزایان کم رسد	ہر دلے در حلقۂ ذکرِ تو یارب یارب است

گیسو مراد موانع مشاہدات ناسزایان نفس و شیطان و ہوا مصرعِ اول علت مصرع ثانی است وجہت ضرورت تقدیم علت بر معلول ثانی است معنے آنست کہ دل ہر سالکے در ذکر یارب یارب است ازانجہت تا موانع کمالات او شیطان و نفس را دسترس نباشد کہ تا سد باب گردد کہ سالک را از نا اُمیدی درج سلوک در نوردد گاہ گاہ معشوق بہر امتحان لطف قہر آمیز عاشق مینماید و عاشق فریفتہ او شدہ از رفتن باز میماند و آن قتل عاشق مے شود بنابران گوید قولہ

کشتۂ چاہِ زنخدانِ توام کز ہر طرف	صد ہزارش گردنِ جان زیرِ طوق منصب است

درین بیت خطاب بمحبوب است چاہ زنخدان اشارۃ بلطف قہر آمیز محبوب معنی آنست کہ اے محبوبِ من کشتۂ لطف قہر آمیز توام کہ فریفتہ او گردیدہ از راہ بازدشتی و سدِ راہِ من کردی و آن لطف قہر آمیز تو چاہیست کہ جان ہزاران ہزار گرفتار و مقید آنست و گاہ اشارۃ چاہ زنخدان بر طور تقدیر کہ در غور آن توغل کردن جائز نیست کہ اَلتَّقْدِیْرُ بَحْرٌ عَمِیْقٌ وَمَنْ عَمَّسَ فَقَدْ ضَلَّ و بحث کردن در آن طور گمراہی آرد اِذَا اَبْلَغَ الْکَلَامُ اِلَی الْقَدَرِ فَاَمْسِکُوْہُ لیکن باعتبار اعتقاد سببے است یعنی ثمرۂ از اثمار اسلام و نتیجہ از نتائج معتقدات علم کلام و مومن را بیرون رفتن ازین عقیدہ نیز گمراہی است چنانکہ گفت ؎ اے دل گر ازان چاہِ زنخدان بدر آئی ٭ ہر جا کہ روی زود پشیمان بدر آئی ٭ و مسئلہ اختیاری صوری درین طور منزویست کہ عقل و فکر بشری آنجا دخل ندارد ؎ ملاحتے کہ ترا در چہ زنخدانست ٭ بغور آن نرسد صد ہزار فکرِ عمیق ٭ و چون بر ازوائے این مسئلہ اختیار

دشوارش آمد گفت قتلنی مسئلۃ الاختیار وہمین معنے خواجہ گوید کشتۂ چاہ توام وچون عاشق ہیچکس را بجمال افزون تر از معشوق خود نمی بیند گوید قولہ

تاب خوئے عارضش بین کافتاب گرم رو	در ہوائے آن عرق تا ہست ہر ساعت تپش

تاب فروغ باید دانست کہ وقتے کہ عرق بر روے محبوب می آید حسنش فزون ترے نماید مراد از تاب خوے عارضش جمال باکمال است وخطاب بمنادی محذوف وآن ملامتگر است یعنی اے ملامتگر من جمال باکمال آن معشوق مرا بہ بین کہ آفتاب گرم رو با این جمال در آتش عشق او مے سوزد پس مرا از عشق این چنین کس مانع میشوی وچون از عاشق ہیچ نوع ترک معشوق صورت نہ بندد بنابران گوید قولہ

من نخواہم کرد ترک لعل یار و جام مے	زاہدان معذور دارید م کہ ایم مذہب ہا

زاہدان جمع زاہد وزاہد شخصے باشد کہ ترک دنیا نماید واختیار عزلت نماید وحظوظ نفسانی را بکلی گذارد ودوام در یاد الٰہی باشد واز جمع معاصی اجتناب نماید قیل لزہدہ ہو اجتناب عن المحارم صغیرہا وکبیرہا وادآء جمیع الفرائض کبیرہا وصغیرہا وترک الدنیا علی اہلہا قلیلہا وکثیرہا۔ لعل لب مراد لطف کہ ؎ لب کہ شیرین جوے شد لطف خداست ٭ ونیز بوسہ از ذکر سبب وارادہ مسبب معنے آنست کہ اے زاہدان من ہرگز ترک آرزوے لطف آن محبوب ویا بوسہ او ویا عشق ومحبت او نخواہم کرد چرا کہ مذہب ما انیست شما مرا معذور دارید کہ کسے ترک مذہب خود ننمودہ وچون ہر عاشق بمعشوق خود بموجب کل حزب بما لدیہم فرحون فخر کنندہ است گوید قولہ

شہسوار من کہ مہ آئینہ دار روے اوست	تلخ خورشید بلندش زیر نعل مرکب است

معنے آنست کہ دلبر من شہسوارے است کہ ماہ با اینہمہ حسن وجمال مانند موتراشان آئینہ دار روے اوست وخورشید با این سر بلندی خاک راہ اوست وچون جناب معشوق ازان عالی تر است کہ عاشق بدان تواند رسید بنابران گوید قولہ

اندرین موکب کہ پشت صبا بندند زین	با سلیمان کے برائم من کہ موم مرکب است

اندرین موکب اشارہ بزمرۂ عاشقان سلیمان کنایۃ از محبوب حقیقی مورد ضعیف معنی آنست کہ اگرچہ من در زمرۂ عاشقانے کہ صبا را تابع ومحکوم خود گردانیدہ یعنی مظہر خوارق وکرامات شدہ اند ہستم اما باوجود این بودنست کہ خلق الانسان ضعیفا با سلیمان کہ محبوب حقیقی است

کے ہمسری توانم کرد و دم انا الحق توانم زد ۵ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۵ وچون سخنان ناظم کہ سراسر حقائق و معرفت است بنابران گوید قولہ

آب حیوانش زمنقار بلاغت میچکد	زاغ کلک من بنام ایزد چہ عالی مشرب است

درین بیت تقلیب است یعنی سو گند بخدا کہ زاغ کلک من چہ عالی مشرب است کہ ہمگی آب حیوان کہ عبارت از سخنان حقائق و معرفت است از منقار بلاغت او میچکد ظہور می شود بدان کہ معشوق مجمع لطف و قہر است بدانجہت کہ ہم قاتل عاشق است و ہم زندگی بخش گوید قولہ

آنکہ ناوک زیر چشمے بر دل حافظ زند	قوت جان جاں حافظش در خندۂ زیر لب است

چشم تجلی ذاتی قہاری کہ موجب فنا عاشقانست و خندہ زیر لب تجلی جمالی کہ حیات بخش عاشقانست معنے آنست کہ آن کسے کہ بر دل حافظ ناوک زیر چشم میزند اے کشتہ تجلی قہاری مے سازدای بفنا میرساند قوت جان حافظ نیز مراورا در خندۂ زیر لب است ای میتواند کہ بتجلی جمالی سرفراز گردانیدہ بمرتبہ بقا رساند

غزل

المنۃ للہ کہ در میکدہ باز است	زانرو کہ مرا بر در او روے نیاز است

میکدہ مقام عشق و محبت و لطف معنے آنست کہ شکر مر خدا را کہ در میکدہ باز است یعنی ہنوز در عشق او کاہشے و نقصانے راہ نیافتہ و یا آنکہ لطف او ہمگی بما مصروف است و اینہمہ از بخت است کہ مرا بر در او روے نیاز است اے از بسکہ بدرگاہ او عجز و زاری مینمایم وچون ہمگی عشاقان بعشق معشوق خود مستغرق اند و در سوز و غوغا اند گوید قولہ

خمہا ہمہ در جوش و خروش اند ز مستی	وان مے کہ در اینجاست حقیقت نہ مجاز است

خم و جوش عشق مے شراب و سخن شطح معنے آنست کہ ہمگی عشاقان بسبب عشق او در جوش اند و خروش و از غایت مستی ہر یکے فراخور استعداد خود سخنے گوید یکے با نگ انا الحق و دیگرے سُبحانی مَا اَعظَم شَانی و دیگرے لَیسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللہ و این مے کہ از نوشیدن آن در جوش و خروش اند مے حقیقی است نہ مجازی و یا آنکہ این شطحیات از نہا سرزدہ انداز روے حقیقت است نہ از روے مجاز و چون کار معشوق مدام استغنا نمودن و کار عاشق بعجز و زاری کوشیدن است بنابران گوید قولہ ۔

از وے ہمہ مستی و خروش است تکبر	وز ما ہمہ بیچارگی و عجز و نیاز است

معنے آنست کہ از وے مدام استغنا و بے باکی و غرور و کم التفاتی سر میزند و ما ہمہ در تالم و آیت دلِ عاشقانست چست و چالاک و ہیچ بمداوا آں اینہا نمے پردازد و نگاہے از کرم بدیشان نمیندازد و از ما ہمہ بیچارگی و عجز و نیاز و زاری چوں از عاشق بعید است کہ شکایت معشوق پیش کسے برد بنابران گوید قولہ

رازے کہ بر خلق نگفتیم نگوئیم	با دوست بگوئیم کہ او محرم راز است

معنے آنست کہ شکایت جور و جفاے محبوب یا اسرار عشق آں محبوب کہ تاحال بخلق نگفتہ ایم و آیندہ نیز نگوئیم اگر روزے اتفاق افتد ہم با دوست بگوئیم از انجہت کہ محرم راز است و شکایت از دوست بہ غیر مذموم است اما شکایت از دوست ہم بدوست رواست قال ع اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی چوں شدائد عشق لایعد و لاینحصر است گوید قولہ

شرح شکن زلف خم اندر خم جانان	کوتہ نتوان کرد کہ این قصہ دراز است

شرح بیان شکن پیچ و تاب زلف خم اندر خم مراد جذبۂ عشق کہ سراسر شدائد و بلیات است معنے آنست کہ بیان پیچ و تاب و کشاکش حوادثات عشق را بہیچ نوع بیان نتوان کرد از انجہت کہ بیان آں طولے دارد و مختصر آں نوعے از محالات است چوں مرجع و مآب عاشق غیر از جناب معشوق نمی تواند بود گوید قولہ

میل دل مجنون و خم طرۂ لیلے ست	رخسارۂ محمود و کف پاے ایاز است

معنے آنست کہ میل دل مجنون را بجز خم طرۂ لیلے قرارگاہے نہ یعنے ہمگی خواہش دل عاشق مصروف بخم طرۂ لیلے کہ کنایۃ از شدائد عشق آں معشوق است و کف پاے ایاز را بجز رخسارۂ محمود مکانے نہ یعنے ناز معشوق را ہم عاشق تواند کشید و نیز شدائد عشق را بجز دل عاشق نتواند کشید چوں در نظر عاشق بغیر از معشوق کسے نمے آید بنابران گوید قولہ

بر دوختہ ام دیدہ چو باز از ہمہ عالم	تا دیدۂ من بر رخ زیبا تو باز است

باز نام جانور و بمعنے کشادہ و اینجا در اول اول و در ثانی ثانی معنے آنست کہ از آن وقتے کہ چشم من بر رخ عالم آرائے تو افتادہ چشم خود را مانند باز از ہمہ عالم دوختہ ام و بجز تو بکسے نمی بینم چوں عاشق را بزہد و ورع کارے نیست مدام بمشاہدۂ محبوب بنابران گوید قولہ

در کعبهٔ کوے تو ہر آنکس کہ در آید	با قبلهٔ ابروے تو در عین نماز است

ابرو عالم صفات و مشاہد تجلیات معنے آنست کہ ہر عاشقے کہ رہ بکعبہ کوے محبت تو برد و ترا در یافت او بشاہدہ ابروے تو کہ مشاہدات تجلیات است در عین نماز است ازینجاست کہ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ و شیخ جمال الدین ہانسوی فرمودہ اَلصَّلٰوۃُ کَالْجَسَدِ وَالْحُضُوْرُ فِیْہَا کَالرُّوْحِ فَکُلُّ صَلٰوۃٍ لَیْسَ فِیْہَا الْحُضُوْرُ کَجَسَدٍ لَیْسَ فِیْہَا الرُّوْحُ اَلصَّلٰوۃُ کَالْعَیْنِ وَالْحُضُوْرُ فِیْہَا کَالنُّوْرِ فَکُلُّ صَلٰوۃٍ لَیْسَ فِیْہَا الْحُضُوْرُ کَعَیْنٍ بِلَا نُوْرٍ وَالصَّلٰوۃُ کَالطَّعَامِ وَالْحُضُوْرُ فِیْہَا کَالْمِلْحِ فَکُلُّ صَلٰوۃٍ لَیْسَ فِیْہَا الْحُضُوْرُ کَطَعَامٍ بِلَا مِلْحٍ اَلصَّلٰوۃُ کَالْقَمَرِ وَالْحُضُوْرُ فِیْہَا کَالنُّوْرِ فَکُلُّ صَلٰوۃٍ لَیْسَ فِیْہَا الْحُضُوْرُ کَالْقَمَرِ الْمَخْسُوْفِ وَذَہَبَ عَنْہُ النُّوْرُ و حضور قلب بے مشاہدہ نمیشود و مشاہدہ موجب فناست و نماز نہ اینست کہ در مسجد آیند و قیام و رکوع بجا آرند کہ کافران ہمیش بتان چنین میکنند پس فرق میان این و آن چہ کما قال[1] من صلی صلوٰۃ طویلۃ فی المسجد وزینت للناس المقامات فی نَاظِرِ الْخَلَائِقِ وَمَا کَانَ فِی قَلْبِہٖ مِنْہَا شَیْءٌ وَارِیْن اے عمر مردمان اولی الاسلام بر اے نمود و اشہرت میان خلق بزینت و لباس و جبہ و دستار در مسجد در آیند و در چشم خلائق نماز طویل گذارند و آخر الی الحال دائم در عزت الٰہی باشند و ہیچ بوے معرفت و حق پرستی و رحمانی در دل ندارند و ہمیشہ در اعمال نفسانی و غیرت ہستی گرفتار باشند اے عمر ہر کہ نماز کند و دل او بہر سو متفرق باشد و در خطرات نفسانی افتد ہر چہ نفسانیست شیطانیست و ہر چہ شیطانیست آن کفر و ضلالت و ہر چہ کفر و ضلالت است عین بت پرستی زہے گمراہان کہ بر اینچنین بت پرستی از نا فہمیدگی بر ہستی خود مغرور اند و این نماز را نماز میشمرند کذا من رسالۃ خواجہ معین الدین و در کتاب بنج بیان آوردہ اگر جاہل و غافل در نماز شود گرد میشوند شیاطین چنانچہ گرد میشوند مگس بعسل و قتیکہ اینچنین مصلی گوید اللہ اکبر خدا تعالیٰ گوید دروغ گفتی اے بندہ نیست حق تعالیٰ چنانکہ گفتی در دل تو پس از دل او دود ے بر میخیزد و میرسد بآسمان پس میشود ملکوت آسمان را پس آنکس کہ دل در حساب و تدبیر دنیاے دنیہ و تن در نماز ازین نماز چہ بہرہ خواہد یافت پس مضمون کریمہ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ہُمْ عَنْ صَلٰوتِہِمْ سَاہُوْنَ ویل نام جاے است کہ گندہ ترین عذابہا انجاست و آن برائے مصلیان ست آن مصلیانے کہ از نماز خود غافل باشند یعنی دل ایشان در اند یشہاے دنیا و کارہاے بیفائدہ دون در نماز نمیدانند کہ چہ میکنند و چہ میخوانند تو دون نماز و دل بیرون کشتہا میکنند بہمانی:

[1] این عبارت صحیح نیست نعم من صلی صلوٰۃ طویلۃ فی بیتہ کذا فی الاصل

اینچنین حالتے پریشانرا ؛ حیف باشد نماز میخوانی ؛ باید دانست که نماز آنست که مصلی در و نباشد وآن بے مشاہدہ نمیشود کما قال غوث الاعظم یَا رَبِّ اَیُّ صَلٰوۃٍ اَقْرَبُ اِلَیْکَ قَالَ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَلصَّلٰوۃُ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْھَا سِوَائِیْ وَالْمُصَلِّیْ غَائِبٌ عَنْھَا چون مصلی نماند صلوۃ کجا ماند چرا کہ نماز فعل است و فعل تابع ذات چون ذات نماند افعال کجا ماند پس از ینجاست کہ نماز عاشقان ترک وجود است و آن نخواہد شد مگر بمشاہدہ و آن عین نماز است اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ دَائِمُوْنَ در حق ایشانست و چون احوال عاشق بغیر از عاشق کسے در نیابد گوید قولہ

اے مجلسیان سوز دل حافظِ مسکین	از شمع بپرسید کہ در سوز و گداز است

معنے آنست کہ اے اہل مجلس شما کہ گرفتار قیل وقال ماندہ اید و در کوے عشق رہ نبردہ اید سوز دل حافظ مسکین چگونہ دریابید سوز دل حافظ را از شمع کہ عاشقِ سوختہ است باید پرسید کہ او بیچارہ مدام در سوز و گداز است۔

غزل

اگر بلطف بخوانی مزید الطاف است	وگر بقہر برانی درون ما صاف است

معنے آنست کہ اے محبوب من اگر از روے لطف مرا نزد خود خوانی و از روے عنایت و شفقت التفاتے نمائی محض الطاف تست وگرنہ ما کجا و وصل تو کجا و اگر از روے قہر برانی و بہجر مبتلا سازی و از ما اعراض نمائی درونِ ما صاف است یعنی ہیچ کینہ نداریم از انکہ ما بندہ عاجزیم و شایان آن نہ ایم چون زبان عاشق از تحریر ثنائے معشوق قاصر است گوید قولہ

بنای وصفِ تو گفتن نہ حد امکان است	چہ جرا کہ وصف تو بیرون ز حد و صاف است

معنے آنست کہ اے محبوب من وصف تو در حیز بیان آوردن نہ حد بندۂ عاجز و مسکین است و یا آنکہ نہ حد امکان است اے نتوان کرد چرا کہ وصف تو بیرون از احاطۂ تقریر است لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ چون بے حصول چشمہاے عشق مشاہدۂ معشوق باحسن وجہ نتوان کرد بنابران گوید قولہ

بچشم عشق توان دید روے شاہد را	کہ نور دیدۂ خوبان ز قاف تا قاف است

معنے آنست کہ کسے کہ طالب مشاہدۂ معشوق است گو اورا کہ اول خود را از آلایش آب و گل کہ کنایہ از صفات بشری است پاک سازد و دیدۂ عشق حاصل نماید کہ بے پاکیِ باطن و حصولِ چشم

عشق مشاہدۂ جمال معشوق صورت نہ بندد از انجہت کہ آن محبوب نور دیدۂ خوبانِ عالم است و نور دیدہ را جاجز در چشم پاک نباشد ازینجاست کہ لیلی را بچشم مجنون باید دید تا جمال لیلی مشاہدہ شود چون این خاکدان مقام حصول عشق است و معرفۃ کہ الدُّنیا مَزرَعَۃُ الآخِرَۃِ بنابران گوید قولہ

زمصحفِ رُخ دلدار آیتے بر خوان	نہ این مقام مقالات کشف کشاف است

این بیت خطاب بمنکر و زاہد ظاہر پرست است بکشف حاشیۂ کشاف و کشاف تفسیر است معنے آنست کہ اے زاہد خود بین گرفتار قیل و قال چہ ماندۂ مشاہدۂ رُخِ دوست حاصل نما چرا کہ اینمقام حصول معرفت و محبت است ترا از کتم عدم در معرض ظہور برائے ہمین آوردہ اند کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اے لِیَعْرِفُوْنِ نہ مقام قیل و قال است و چون سخن ہمچیں بدلپذیری سخن عاشق نمیرسد بنابران گوید قولہ

عدو کہ منطق حافظ طمع کند در شعر	ہمان حدیث ہماے و طریق خطافست

منطق گویائی خطاف نام مرغیست سیاہ رنگ بقدر و منزلت ہماے جانوریست سعید النظر و مبارک المحضر بہر دیارے کہ نزول کند از قدوم او فرخندگی گوناگون پدید آید و بہر کہ سایۂ او افتد بادشاہ گردد وقتے خطاف از کمالات ہماے دم زدن آغاز کرد چون بدان مرتبہ نرسید طریقان را مثلی گشت معنے آنست کہ زاہد خود بین خواہد کہ در شعرے در بیان حقایق و معارف عشق بگوید حافظ رسد مانند ہما است کہ خطاف خواست کہ فر ہماے حاصل نماید و آن سو نہ بخشید و نیز چنان مسموع شدہ کہ خواجہ را محبوبے بود شخصے از رقبا چون توجہ محبوب بحضرت خواجہ از جہت لطافت شعر و ظرافت سخن بیشتر دید خویش را در سلک شاعران کشید آن محبوب از نیقدر توجہ از خواجہ کم نمود و در شان او افزود خواجہ ازین معنے آگاہ گشتہ این غزل را نوشتہ بدو فرستاد و ختم غزل برین بیت نہاد ہمچنین در عہد ہمایون شاہ در شہر سنبل میان حاتم فاضلے بود بس بزرگ عالمے بود سترگ اتفاقا در ان شہر قاضی بود اجہل الناس روزے در مجلس او ذکر اوصاف میان حاتم درمیان آمد پرسید کدام کتاب را درس گویند گفت آن کتاب را از کتابخانۂ من بیارید کہ من ہم می توانم گفت چون کتاب مذکور آورد و بنا اتفاقا بمجرد کشیدن این مسئلہ برآمد اَلْمَرْءَۃُ اُلْفَاخِرَۃٌ لَا تَرِثُ مِنْ ذَوِیْہَا چون اجہل الناس بود بحسب لغۃ معنے بیان نمود کہ مادہ موش را از موش

(۱) چہ مرد سرکشی است یارب کہ گدای او شد چہ چشمہا است کز بر سکندر او فتست (۲) مژگانہ مادہ خطا نزل ہما است ازان منا کہ نخشہ روان در او فتست

میراث نمیرسد چون این خبر میان حاتم شنیدند همین بیت فرستادند غزل

اے شاهد قدسی که کشد بند نقابت	وے مرغ بهشتی که دهد دانه و آبت

شاهد قدسی محبوب حقیقی و مرشد و این غزل در هنگام فیض یاد در جدائی مرشد مرغ بهشتی محبوب حقیقی و مرشد معنے آنست که اے شاهد قدسی که از ما اعراض کرده رو در نقاب آورده کیست که آن نقاب از روے تو بردارد و ما باز بمعرض ظهور آرد یا بکنه معرفت تو رسد که خود فرموده لا یعلم کنهه احد من العالمین و اے مرغ بهشتی کیست که ترا دانه و آب هدایت در قید خود آرد و چون کار عاشق بهجران محبوب مدام جگر سوزی و بیخوابی است بنابران گوید قوله

رفتی ز کنار من دلخسته بناکام	تا جاے که شد منزل و ماوا اے که خوابت
خوابم بشد از دیده درین فکر جگر سوز	کا غوش که شد منزل و آسایش و خوابت

معنے آنست که اے محبوب من از آن روزے که از ما دوری گزیده خوابم از دیدگان رخت بربسته است بسبب این فکر که در آغوش کدام کس منزل گرفته و آسائش حاصل مینمائی یعنی بر کدام کس ظهور خود کرده چون کار معشوق مدام استغنا نمودنست بنابران گوید قوله

درویش نمی پرسی و ترسم که نباشد	اندیشهٔ آمرزش و پروای ثوابت

معنے آنست که اے محبوب من هیچ بغمخواری درویش نمیکوشی و توجه بحال غریبان نمے آری ترسم که اندیشهٔ آمرزش الهی و پروای ثواب از دل تو یکسو شده چون نصیبهٔ عاشق سرگشتگی است بنابران گوید قوله

راه دل عشاق زد آن چشم خماری	پیداست ازین شیوه که مست ست شرابت

اشکال این بیت آنست که شراب مست نیست بلکه مست کننده است جواب آنست که آن چشم خماری راه دل عشاق زد و ایشان را مست گردانیده پس آن چشم در حق ایشان شراب شد و چون شراب کنایه از چشم شد مست قرار دادن آن چشم درست آمد مضمون این بیت بیت من مستم و چشم تو مقابل + هشیار زباده کے شود مست + یعنی من مستی دارم و چشم تو که مانند باده مستی آرنده است مقابل من مست پس هشیار نخواهم شد زیرا که مست از باده کے هشیار میشود چون جناب معشوق ازان عالی است که نالهٔ عاشق را در انجا گذر باشد بنابران گوید قوله

هر ناله و فریاد که کردم ننشنیدی	پیداست نگارا که بلندست جنابت

نالہ گریہ فریاد و فغان پیدا ظاہر آشکارا جناب آستانہ نگارا الف ندائیہ و نگار بمعنے معشوق است معنے آنست اے محبوب من ہر گریہ و زاری و فریاد و افغان کہ نمودم ہیچ گوش بدان ننہادی و ملتفت بدان نشدی آرے ظاہر ست کہ جنابت بس عالی است و نالہ و فریاد عاشق را در آنجا گذر نیست چون دل عاشق بسبب ہجر در خرابی است بنا بران گوید قولہ

اے قصر دل افروز کہ منزلگہ انسی	یارب مکناد آفت ایام خرابت

قصر دل افروز قصر محبوب و نیز کنایہ از دل خود بموجب لَا یَسَعُنِی اَرْضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِنْ یَسَعُنِی قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ انسی مراد محبوب معنے آنست کہ اے دل من کہ منزلگہ محبوب منی میخواہم از پروردگار کہ آفت زمانہ خرابی یعنی خللے بتو مرسانا د و مدام آباد دارا د چون در راہ عشق بسا عوارض و موانع در پیش است گوید قولہ

دور ست سر آب درین بادیہ ہشدار	تا غول بیابان نہ فریبد بسرابت

این بیت خطاب ست از جانب محبوب سراب کنایہ از مقصود بادیہ مراد عشق غول بیابان نفس و شیطان اَعْدَیٰ عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ اِنَّ الشَّیْطَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ معنے آنست کہ اے عاشق اگر در راہ عشق آمدہ بما حصل قناعت منما کہ ہنوز مقصود دور ست و ہشیار باش کہ درین بادیہ آفت بسیار ست مبادا نفس و شیطان بدغا و فریب فریفتہ گردانند و از راہ باز دارند باید دانست کہ قسمے است از سالکان اگرچہ از راہ ریاضت رفتہ اند و نفس امارہ را در قہر گرفتہ و بادیہ مجاہدات را بپایان بردہ و ہمگی خود را بحق سپردہ و در ایشان احوال پیدا شدہ باشد تا از چیزے کہ خواہند خبر یابند و اگر تقصیرے کنند تنبیہ یابند و گاہ باشد کہ خود را در آسمان بینند و گاہ پیغمبران و فرشتگان را بصورتہائے نیکو مشاہدہ نمایند وغیرہ لیکن خار شکستگی ہنوز در پاے ہمت ایشان نرفتہ بود چون چنین چیزہا نمودند و از شر نفس ایمن شدہ و ہمت ایشان را بجاے رساند کہ اگرچہ در ہفت آسمان و زمین است بر ایشان عرض کنند قبول شان نیاید و پندارند کہ نہایت کار اولیا بر ایشان است و ہنوز سر موے از عجائب صنع مولے ندانستہ باشد۔ چون بر عاشق شہود تجلیات ہر دم نوعی دگر است کہ لا تجلی فی صورۃ مرتین گوید قولہ

تیرے کہ زدی بر دلم از غمزہ خطا رفت	تا باز چہ اندیشہ کند رائے صوابت

تیر مراد جذبهٔ جلیه و غمزه تجلی اسم بصیر و خطا تیرگی دل که مانع از انکشاف تام و اندیشه کنایه از ارادهٔ آنهی ورای علم او معنی آنست که جذبه که از تجلی اسم بصیر بر دلم قابض نمودی تیرگی که حاجب شهود بود زائل گشت تا باز چه اراده کند از شهود و غیبت علم صوابی باید دانست که سالک را هفت مرتبه اند علم الیقین که عقیده وحدتست و عین الیقین که التذاذ بآن وحدت است و حق الیقین که شهود حقیقت بنحیی که تفرقه در وحدة و کثرت نماند و حق الحقیقة که ادراک حقیقت اشیا کماهی است و حق الحقیقت که فنا بصفات خلقیه و بقا به صفات آلهیه مماشدن با لطاف سبحانی که شهود الحق بحیثیت فرق بعد الجمع است و مقام بیم که در وحاذقات نگنجد تحیر است از عدم احاطه بعد تنزل از شهود حق در هر مرتبه ازینها یک نوع از فنای کلیست که اشتمال دارد بر فناهای جزئیهٔ غیر متناهیه است و حضرت حافظ در مرتبهٔ سالفه ازین مراتب بدین بیت میگوید و بعد از هر فنا که مستلزم بقای دیگر است میگوید که تیر فنا که بر دل ریش زدی خطا رفت یعنی به بقاے تام رسید تا بقاے تام که مقصود اصل است حاصل شود تا باز چه اراده کند و علم ثواب یاب تو در افاضهٔ تجلی دیگر إِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَجَلَّىٰ فِي صُوْرَةٍ مَرَّتَيْنِ پس هر لمحه و حال و استعداد جویان و تجلی گویان بیت مذکور است بحکم فَفِرُّوْا إِلَى اللّٰهِ اقامت بریک تجلی ناملایم و طلب تجلی تجدید لازم مگر کلام رسول از همین مخبر است اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ یعنی دل من مستور مے شود تجلی سائل و من ازان استبعاد نموده جویان تجلی عالی میگردم سوال خطاب خطا بمعشوق حقیقی صحیح نیست جواب خطاے تیر از عدم فناے تام نه کنایه از عدم وصول و نیز از تیر نهی شجره گندم و از غمزهٔ غفلت یعنی نهی که کردی از غایت غفلت خطا کردم الحال صفت رحمانی تو در باب من چه اندیشه خواهد کرد و نیز از تیر امر سجود ملائکه را غمزهٔ تکبر بر مانی ابلیس گوید یعنی امرے که کردی از تکبر بجانیا وردم الحال صفت جباری تو در باب من چه خواهد کرد چون عاشق را باید که بتدارک مافات در زمان حال نماید بنابران گوید قوله

تا دره پیری بچه آئین روی ایدل	بارے بغلط صرف شد ایام شبابت

معنی تنبیه بدل ست یعنی ایدل ایام جوانی را بغفلت از دست دادی و الحال پیرے دریافت بارے باید دید که ایام پیری را بچه نوع گذرانی و بسر بری چون عاشق را بهیچ نوع از جناب معشوق گذر نیست گوید قوله

حافظ نه غلامی ست که از خواجه گریزد	لطفے کن و باز آ که خرابم ز عتابت

معنے واضح است و نیز چنان مسموع شده که منکوحه حضرت بتقریبے آزرده شده بخانه پدر رفت خواجه بعد از چندے معلوم کرد باستمالت خاطرش شتافت پس این غزل بر کاغذ نوشته فرستاد و طلب کرد که از مصرعهٔ آخر غزل مفهوم میتوان کرد چون عفیفه معتقده بود بیحرد نوشتن توجه نمود غزل

اے غائب از نظر بخدا مے سپارمت	جانم بسوختے و بدل دوستدارمت

این غزل بهنگام قبض یاد رجدائی مرشد معنے بیت واضح است غائب از نظر باعتبار اخفا چون ترک معشوق از عاشق بهیچ نوع صورت نے بندد گوید قوله

تا دامن کفن نکشم زیر پاے خاک	باور مکن که دست ز دامن بدارمت

معنے آنست که تا آنکه از میخبان فانی رحلت ننمایم باور مکن که ترک تو از ما صورت بندد چون مدام عاشق خواهان وصال است گوید قوله

محراب ابروان بنما تا سحر گهے	دست دعا برآرم و در گردن آرمت

ابرو کنایه از مشاهده تجلی صفاتی و جلوه معنے آنست که اے محبوب من اگر بوصل خود نمیرسانی بلے جلوهٔ از جلوه هاے خود بما ارزانی دار تا بمشاهده سحر گهے که هنگام دعاست دعاے کنم و بدان دعا حصول مدعا کنم - چون کار عاشق بے توجه مرشد پیش نمیرود گوید قوله

گر بابدم شدن سوے هاروت بابلی	صد گونه ساحری بکنم تا بیارمت

معنے آنست که اگر اتفاق صحبت من بعاشق کامل که مرشد باشد افتد صد گان نوع ساحری کنم تا تجدد که ترا بیارم چون مدام آرزوے عاشق همین ست که گاهے معشوق ویرا پرسد بنابران گوید قوله

خواهم که پیش میرمت اے بیوفا طبیب	بیمار باز پرس که در انتظارمت

معنے آنست که اے طبیب بیوفاے من مدام اراده ما همین ست که جان خود را نثار راه تو سازم پس برلے پرسیدن این بیمار قدم رنجه فرما که شب و روز در انتظار قدوم توام و لفظ بیوفا اگرچه از ادب دور ست اما چون باعتبار ظاهر کار معشوق موافق اراده عاشق نیست بنابران گفتن باکے ندارد چون شیوه عاشق مدام گریه وزاری ست بنابران گوید قوله

صد جوے آب بسته ام از دیده هر کنار	بر بوے تخم مهر که در سینه کارمت

معنے آنست کہ اے محبوب من بسبب ہجران تو گریۂ من بحدے رسیدہ کہ گوئے صد جوی آب روان شد و این ہمہ از انجہت است کہ تخم مہر تو در سینہ کارم چنانچہ در بیت آیندہ خود میگوید **قولہ**

مے گریم و مرادم ازین سیل اشکبار	تخم محبت است کہ در دل بکارمت

لغشم

معنے واضح است حاجت تقریر ندارد چون مدام آرزوے عاشق دلریش و مراد مشتاق بخوبیش ہمین است کہ بجناب معشوق خویش بار یابد تا اظہار احوال خود نماید بنابران گوید **قولہ**

بارم دہ از کرم سوے خود تا بسوزدل	دریاے دمبدم گہر از دیدہ بارمت

معنے آنست کہ اے محبوب دلنواز من از کرم و تفضل خود روزے بنزد خود مرا بار دہ تا بسوز دل گہر ہاے اشک دمبدم در پاے تو اندازم چون غیر را در چشم عاشق گنجایش نے باشد گوید **قولہ**

گر دیدہ و دلم کند آہنگ دیگرے	دل را بر آتش افگنم و پیش آرمت

آہنگ قصد معنے آنست کہ اگر دیدۂ من بغیر تو نظرے کند و دلم بجز از تو متوجہ شود آن دل را بر آتش افگنم و پیش تو آرم چون ہر چہ از معشوق صادر شود از لطف و قہر عاشق را باید کہ شاکر بود گوید **قولہ**

خونم بریخت و زغم ہجران خلاص داد	منت پذیر غمزۂ خنجر گذارمت

معنے آنست کہ اے محبوب من اگرچہ غمزۂ تو کہ آن عبارت از تجلی قہاری یا جذبۂ جلیہ یا اخفا است کہ موجب شکایت است اما چون مراد در معرض نیستی کشیدۂ و از غم ہجران خلاص دہندۂ ما گشتۂ بنابران منت پذیر غمزۂ خنجر گذار توام۔ چون از عاشق بسبب غلبۂ عشق مستی و رندی سر میزند و معشوق از روے لطف نظر بران نے اندازد بزبانی محبوب گوید **قولہ**

حافظ شراب و شاہد و رندی نہ وضع تست	فی الجملہ میکنی و فرو میگذارمت

معنے آنست کہ اے حافظ شراب و شاہد و رندی نہ وضع تست حاصل آنکہ این جملہ میکنی و ما از روے لطف ذاتی خود کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِی عَلٰی غَضَبِی عفو میکنم گویند کہ حافظ ہم بظاہر میخوار و شاہد باز بود اما پاکباز بودہ

غزل

اے ہدہد صبا بسبا میفرستمت	بنگر کہ از کجا بکجا میفرستمت

ہدہد نام جانور یست مشہور و در قرآن مذکور روزے از خدمت حضرت سلیمان غائب شدہ بود مقام خدمتش خالی نمود چون سلیمان مقام خالی دید از احوال او پرسید ارکان دولت بغیبت او

شہادت داند سلیمان ع در سیاست او یکے ازینہا تعین کرد و این سخن بہ خاص و عام در داد لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاْذْبَحَنَّهٗ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ ہر آئینہ عذاب کنم او را عذاب شدید یا ذبح کنم او را یا بیارد مرا خبر روشن ہدہد شق ثالث اختیار نمود بہ تجسس احوال ممالک بشتافت تا بسبا رسید و احوال بلقیس کہ ملکۂ آن دیار بود بدین کفر منسوب و از اطاعت سلیمان ع مرہوب یکیک معلوم نمودہ باز آمد و در حضرت سلیمان باین ساز آمد کہ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَقِيْنٍ اِنِّيْ وَجَدْتُ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ سلیمان بر سر عنایت آمدہ کہ خدمت ہدہد بسر رایت آمدہ پس از روے نوازش تاج شاہی بر فرقش نہادند و او را بادشاہ طیور ساختہ منشور بدستش دادو بہ بلقیس باز فرستاد چون منشور بہ بلقیس رسید از ہیبت اسم اعظم کہ دران منشور بود مطیع و مسخر گردید پس بہ اعیان مملکت توجہ نمود و ہر ہمہ را فرمود کہ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ازان روز کہ ہدہد از حضرت سلیمان باین عنایت موہوب گشتہ در عالمیان بنامہ بر منسوب شد ہدہد صبا اضافت بیانیہ مراد وارد غیبی کہ از عالم بالا بباطن سالک می آید واز احوال معشوق خبرے میرساند سبا شہریست کہ بلقیس ملکۂ آن بود مراد ازان عالم لاہوت معنے آنست کہ اے وارد غیبی کہ بر دل ما نزول فرمودۂ و اخبار دوست بما رسانیدۂ ما را بدان سر فراز نمودۂ باز تر ابسبا کہ عالم لاہوت است میفرستم تا احوال ما را بدوست عرضہ دارد شاید کہ بر حال زار ما رحم آرد و بنگرکہ از کجا بکجا میفرستم مرتر ا یعنی از عالم سفلی بعالم علوی و چون وارد غیبی از عالم علویست بنا بران گوید قولہ

حیف است طائری چو تو در خاکدان غم	زینجا بآشیان وفا میفرستمت

معنے آنست کہ اے وارد غیبی حیف است کہ ہمچو تو طائرے شریف شہر بند این خاکدان غم و الم کہ وجود است یا دنیاے فانی است ماند بنا بران ازین خاکدان غم پر جفا بآشیان وفا کہ عالم علویست میفرستم چون میخوری از جناب معشوق مر عاشق ناقص را باعث غفلت و فراموشی است و عاشق صادق بہر حالے کہ ہست چہ در خفا و ظہور بیاد معشوق مستغرق است بنا بران گوید قولہ

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشین دل	میگویمت ثنا و دعا میفرستمت

معنے آنست کہ اے وارد غیبی چون ازین خاکدان غم کہ کلبۂ احزان عاشق است بآشیان وفا

که آرامگاه معشوق است بسی از جانب این دعاگو بعرض رسانی که اے از نظر غائب و بدل حاضر و در حال همگنان ناظر مدام در دعاگوئی و همیشه در ثنا خوانی توام دمے از تو خالی نه چون کار عاشق هر صبح و شام بلکه هر دم اشتغال بیاد و غیر ازین کارے ندارد گوید قوله

هر صبح و شام قافلهٔ از دعاے خیر	در صحبت شمال و صبا میفرستمت

معنے آنست که هر صبح و شام که باد صبا و باد شمال مے وزد بر اطراف و اکناف عالم میگذرد قافلهٔ دعاے خیر همراه ایشان میکنم که بجناب تو رساند تا باشد که حال ما را دریابی و بما بشتابی چون عاشق صادق از جان و دل در یاد محبوبست در غیبت و حضور زیرا که عاشق را قرب و بعد یکسان ست چه هر جا نظر او می بیند و بهر حالے که هست متوجه بر آنست گوید قوله

در راه عشق مرحلهٔ قرب و بعد نیست	می بینمت عیان و دعا میفرستمت

معنے آنست که اے محبوب من اگرچه باعتبار تقید عالم جسمانی از جناب عالمیان مآب تو دور افتاده ام اما باعتبار باطن هر جا که هستم با تو ام و بمشاهدهٔ تو ام و بیاد تو زیرا که در علم عشق قرب و بعد را گنجایش نیست چون به سبب وفور عشق هر دم کلمات جانسوز و سخنان دل دوز از عاشق سر میزند و آن محب یادگاری او مے شود بنابران میگوید قوله

تا مطربان ز شوق منت آگهی دهند	قول و غزل بساز و نوا میفرستمت

ساز آرایش نوا سرود معنے آنست که اے محبوب من این قول و غزل که بساز و نوا میفرستمت یعنے این کلمات دلکش و سخنان خوش که در رشتهٔ نظم مے آرم جهت آنست که بعد از مرگ من آیندگان این سخن ها را بمطالعه آرند و بخوانند و ترا از شوق من یاد دهانند چون عاشق چندین اظهار شیفتگی کرد بنابران معشوق بجواب او گفت قوله

در روے خود تفرج صنع خدا بکن	کاینهٔ خداے نما میفرستمت

معنے آنست که اے عاشق دلریش ما اگر میخواهی که بمعرفت او رسی پس باید که اول معرفت خود حاصل کنی که وجود تو مجمع الذات و الصفات است و هر چه در آفاق است دران نفس است فِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ و مضمون این سخن را بجاے آئینه خدا نما مرترا میفرستم که مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ چون عاشق بیچاره هر دم در جانفشانی میکوشد بنابران گوید قوله

تا لشکرِ غمت نکند ملکِ دل خراب	جانِ عزیزِ خود به نوا میفرستمت

نوا بمعنے فریاد معنے آنست کہ اے محبوب من ہر دم جان عزیز خود را بفریاد پیش تو میفرستم کہ تا بفریاد ما رسی تا لشکر غم تو کہ ہجران ست یا عشق است ملک دل ما را خراب نسازد و مبتلاے ہجران نگرداند۔ چون پیش دید عاشق گشت کہ بے احتمال نیش غم ہم نمیرسد گوید **قولہ**

ساقی بیا کہ ہاتف غیبم بمژدہ گفت	با در دصبر کن کہ دوا میفرستمت

ساقی کنایہ از مرشد معنے آنست کہ اے ساقی چہ شستہ و از ما چون غافل گشتہ کہ ہاتف غیب مرا مژدہ رسانیدہ و گفتہ کہ ہیچ غم مخور و صبر کن کہ عنقریب دوا میفرستم پس بیا د تو ہم مدد نما و توجہ بحال ما کن چون رنج و جفاے معشوق عین راحت است و محض حکمت است بنا بران گوید **قولہ**

ہر دم غمے فرست مرا و بگو بناز	کین تحفہ از برائے خدا میفرستمت

معنے ظہر ست چون معشوق ہیچ نوع از غم عاشق خالی نیست و ہر دم در صوابدید او ست بنا بران گوید **قولہ**

حافظ سرود مجلسِ ما ذکرِ خیرِ تست	تعجیل کن کہ اسپ و قبا میفرستمت

معنے آنست کہ اے حافظ مادام در ذکر خیر تو ہستم پس ترا باید کہ زمانے غافل نگردی و مستغرق آن باشی کہ عنقریب لطف خود را دامنگیر وقت تو گردانم کہ ترا ازین ورطۂ محنت رہانیدہ بساحل جمعیت رساند واللہ اعلم **غزل**

امروز شاہ انجمن دلبران یکیست	دلبر اگر ہزار بود دل بر آن یکیست

شاہ انجمن دلبران سرور دفتر انبیا محمد رسول اللہ صلعم کہ سید الانبیا و خاتم النبیین ست و یا مرشد خود و اصل و سر حلقۂ عارفانِ کامل و آن کنایہ از مرشد باشد دلبران انبیا و یا عارفانِ کامل دل بر آن یکیست دلِ ما بران یکیست و آن یکے کنایہ از رسول او یا مرشد **قولہ**

من بہر آن یکے دو جہان داده ام بباد	عیبم مکن کہ حاصلِ ہر دو جہان یکیست

آن یکے اشارہ بحمد او یا مرشد دو جہان داده ام بباد اعراض از ہر دو جہان نموده ام حاصل ہر دو جہان یکیست خلاصۂ ہر دو عالم آن یکیست **قولہ**

سودائیان عالم پندار را بگوے	سرمایہ کم کنید کہ سود و زیان یکیست

سودائیان عالم پندار کنایہ از ظاہر پرستان و مقلدان سرمایہ کنایہ از عقل و دفتر قیل و قال

سود و زیان اسلام و کفر چرا که هر دو حجابند ۵ کفر و ایمان چون حجاب راه حق اند اے پسر ✤ روبسان مغربی از کفر و ایمان درگذر ✤ و یا اندیشهٔ نیک و بد و مدح و ذم قوله -

خلقے زبان بدعوی عشقش کشاده اند	اے من غلام آنکه دلش با زبان یکیست

دلش با زبان یکیست یعنے ظاهر و باطن او یکسانست قوله

حافظ بر آستانهٔ دولت نهاده سر	دولت در آن سرست که با آستان یکیست

آستانهٔ دولت آستانهٔ محبوب معنے آنست که حافظ بر آستانهٔ محبوب که محصل دولت است سر نهاده بسوے او بنظر حقارت منگر که دولت نصیبهٔ آنکس است که سر خود را فداے آستان محبوب نموده باشد غزل

بیا که قصر امل سخت سست بنیاد است	بیار باده که بنیاد عمر بر باد است

بیا حرف نداست و منادی محذوف و آن لست بیار خطاب بدل قصر امل وجود فانی سخت بسیار معنے آنست که اے دل من مرا ازین غفلت بخود آرے و گرفتار لهو و لعب مباش و صحبت این وجود را محل اعتماد مدان اگرچه در ظاهر بس زیبا مے نماید لیکن بس بے بنیاد است که در تغیر و تبدل درنگے ندارد پس بیار باده اے بنوشیدن شراب که کنایه از حصول عشق است مشغول باش که این زندگانی دو روزه که بدان مغرور گشته بر باد است یعنی سریع الزوال است و محل ثبات نیست حاصل این بیت اینست که عاشق را باید که چندانکه تواند در حصول عشق سعی نماید و از پرورش تن دور باشد کما قال ؏ یُؤْجَرُ ابْنُ اٰدَمَ فِی نَفَقَةٍ اِلَّا شَیْاءَ کُلَّهَا اِلَّا وَضْعَهُ فِی الْمَاءِ وَالطِّیْنِ یعنے مزدی برد فرزند آدم امرے که سعی میکند مگر در چیزے که پیدا کرده شده از آب و گل که در آن سعی بیحاصل است چون عاشق را باید که با خلق چنان زندگانی نماید که اگر میان خلق باشد کس نپرسد و اگر میان نباشد کس نداند که کجا رفت یعنے دلبستگی ندارد بنابران گوید قوله

غلام همت آنم که زیر چرخ کبود	ز هر چه رنگ تعلق پذیرد آزاد است

معنے آنست که غلام همت آن کسے ام که زیر چرخ کبود یعنی درین دار دنیا بهر کسے که ملاقی شود آزاد باشد یعنی چندان دلبستگی ندارد دانسته که الله تعالے که انسان را پیدا کرده برائے آن پیدا کرده تا در گلشن جهان صفات تفرج ذات بدست دارد نه برائے خوردن و خفتن و گرفتار لهو و لعب

۵ بندهٔ خدا شدن خود را آزاد کردن است و آزاد کردن خود را بندهٔ خدا شدن است ۱۲

بودن بنابران گوید قوله

چگویمت که میخانه دوش مست و خراب	سروش عالم غیبم چه مژده ها دادست

شیخ از راه نصیحت بدیگران تنبیه میکند که اے گرفتار لهو و لعب و مستغرق خود و خواب چرا چندین غفلت را بخود راه داده و پاے بند این حبیفه کثیفه مانده و از قدر و قیمت خود بیخبر گشته چگویم مرترا که دوش میخانه که عالم عشق است مست و خراب بودم و در آن حالت سروش غیب بمن چه مژده ها داد یکے از آن مژده ها اینست قوله

که اے بلند نظر شاهباز سدره نشین	نشیمن تو نه این کنج محنت آباد است

سدره نام مقام جبرئیل مراد ازان عالم علوی که او مصراع اول مرکب روح مراد است نشیمن جاے نشست کنج محنت آباد دنیا معنے آنست که اے سالک روح لطیف ترا که کرسی نشین و رفعنا مکانا علیا است زندانی آب و گل جسمانی ساخته یعنی درین غربت و مسافرت از بهر حصول معرفت و تحصیل کمالات آورده اند وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون لے لیعرفون مے باید که استعداد وصول بوطن اصلی خود مهیا سازی و از تقید بعالم اطلاق توجه نمائی نه که این دار بلا و منزل فنا را وطن سازی دوم مژده اینست قوله

ترا ز کنگره عرش میزنند صفیر	ندانمت که درین دامگه چه افتادست

صفیر آواز کوس مراد ازان کلام خدا تعالے والله یدعوا الی دار السلام یعنے خالق مطلق ترا باواز بلند بسوے اعمال و کردار که موصل بدار السلام است میخوانند والله یدعوا الی دار السلام نمیدانم که ترا درین دام گهه چه افتاده است که چندین در قید و گرفتاری دیگر که امام زاهد در تفسیر خود در بیان آیه ولما جاء موسی لمیقاتنا نویسد که رسول خدا عز و جل سوے مومن در آید در بهشت یعنی فرشته او مر این مومن را بهفتاد حاجت بود این فرشته هفتاد بار در آید و باز نیاید صاحبان گویند ولی الله شغول است و هر بار پیش عرش رود و گوید بار نیافتم تا هفتاد یکم بار بسوے من آید بار یابد آنگاه طبقے پیش وے نهند از نور آفریده و دستارچه از نور بر وے افگنده آن ولی خدا عز و جل دستارچه بر دارد و سیبے باشد بر آن طبق نهاده چون بدست بدو نیم شگافد حوره ے بر آید نقاب بسته همه بهشت از نور او روشن شود برقع بدست گرفته این مومن خواهد که نقاب از وے فرو کشد حوره گوید خست نامه بخوان که من کے آن تو ام نامه باز کند و بخواند در آن نامه نوشته بود که عبدی اشتغلت بالحور و القصور و نسیت لقائی فانی مشتاق الی لقائک

اے عزیز بہشتی را از بہشت بمقام قرب باین نوع پرند درین واقعہ مردم را چون گذارند چون مناسب عاشق نیست کہ دلبستگی بدنیاے فانی نماید چہ اگہ درستی عہد ازین جہان متصور نیست بنابران گوید قولہ

نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر	کہ این حدیث ز پیر طریقتم یاد است

این حدیث اشارہ بہ نصیحت پیر طریقت مرشد معنے این بیت واضح است و آن نصیحت آنست قولہ

مجو درستی عہد از جہان سست نہاد	کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد است

سست نہاد فانی و بے ثبات عجوزہ پیر زن عروس زن جوان عجوزہ عروس دنیا کہ باعتبار کرو فریب وطوالت عمر عجوز و بآراستگی عروس داماد شوہر کنایۃ از طالب معنے آنست کہ اے گرفتار دنیا و اے مفتون این زال رعنا مدام در جہان ماندنی نیست عاقبت گذاشتنی کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ و بیوفائی این زال رعنا خود اظہر است بین کہ ہزاران ہزار معشوق ہمچو تو بودہ است چون با ہیچکس وفا نکردہ با تو چگونہ کند چون اختلاط این دنیاے فانی موجب خسران ست بنابران گوید قولہ

فریب و عشوۂ حسن از جہان پیر مخور	کہ ہر کہ کرد بوے اختلاط ناشاد است

معنے آنست کہ بین کرو فریب و زینت این جہان پیر مائل مباش و چند روزے کہ با موافقت نمودہ مغرور این مباش و فریب این مخور آخر الامر ہر کہ بوے اختلاط کرد جز داغ حسرت و نومیدی با خود نبرد چون عاشق را باید کہ ہیچ نوع غم جہان بخود راہ ندہد کہ سد راہ عشق است گوید قولہ

غم جہان مخور و پند من مبر از یاد	کہ این لطیفۂ عشقم ز رہروے یاد است

این لطیفۂ عشق مضمون مصراع اول معنے آنست کہ غم دنیا مخور و خود را از دام این جیفۂ کنیفہ بیند از تا از حلقۂ انسانیت بیرون نیائی و در گروہ سگان داخل نگردی کہ اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ بلکہ مے باید کہ این پند مرا چون دُر در گوش کنی و فرو گذاشت نکنی چرا کہ این لطیفۂ عشق از عارف کامل بمارسیدہ و چون عاشق بہر حال از معشوق راضی بود گوید قولہ

رضا بداده بده وز جبین گره بگشاے	کہ بر من و تو در اختیار نگشاده است

معنے آنست کہ ہر چہ از جناب معشوق بتو رسد از لطف و قہر و رحمت و غضب و منع و عطا و قبض بسط و دشنام و عیش راضی و شاکر باش و چین ابرو و ترش رو مباش زیرا کہ عاشقان را اختیار نیست کہ اَلْاِرَادَةُ تَرْکُ الْاِرَادَةِ اشکال این بیت آنست کہ بندہ را فاعل مختار گویند و شیخ درین ہر دو بیت

یکے مذکور شد دیگرے ۵ گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ + میگوید کہ ما اختیار نداریم جواب آنکہ اطلاق اختیار بر دو معنی است بیک معنی اثبات اختیار مینمایند و بمعنے دیگر نفی میکنند و مراد ازین اختیار نفی اختیار کلی است کہ ہر چہ بندہ خواہد بوجود آید و بجانب این اختیار اشارہ است و در شرح تعرف آوردہ کہ بندگان مختار اند کسب خویش را و مرید اند آزاد و بران مجبر و مکرہ نہ اند از بہر آنکہ مجبر و مکرہ بر طاعت مثاب نباشد چون ملائکہ و مجبر بر معصیت معاقب نباشد چون بر شرب خمر و بر دیگرے معاصی نہ دریشان محمود و باشد و نہ در آنہان معاقب و ازینجا است کہ بوقت یاس ایمان قبول نیست زیرا کہ بندہ دران وقت مجبور است و ہم از نیروے کافر انزاد آنہان عذر مقبول نیست و نیز مرقوم شدہ ما کہ مختاریم نہ آنست کہ خدا یتعالے بما مفوض کردہ کہ ہر چہ خواہیم کنیم لیکن معنے مختاری بندگان آنست کہ مجبور نہ اند چون درختے کہ او را بجنبانند و لیکن مختار اند بدینمعنے کہ امر کردہ است و نہی فرمودہ و افعال اختیاریہ مانند خوردن و نشستن و رفتن و خفتن متعلق خاص بقدرت و اختیار ما دارد بر خلاف افعال طبعیہ جمادیہ چون حرکت ثقیل بمرکز و میل خفیف بمحیط و بر خلاف حرکات قسریہ حیوانات کہ در اول اختیار و قدرت مفقود است و در ثانی اگرچہ اختیار ثابت ست لیکن تعلقش بامقصود و از جہۃ ظہور اینجنے طائفہ اعتزال نظر بران مقصود داشتہ گمان بردہ اند کہ انسان در افعال اختیاریہ مختار است و محض قادر است اگر خواہد کند و اگر خواہد نکند و قادر مطلق آدمی را قرار دادہ چون معشوق را ہر دم جلوۂ دگر است و مستغرق یکے از نہا بودن موجب سیر راہ است بنابران گوید قولہ

نشانِ عہد و وفا نیست در تبسم گل	بنال بلبل بیدل کہ جاے فریاد است

تبسم جلوۂ ظہور گل کنایۃ از معشوق بلبل کنایۃ از عاشق فریاد کنایۃ از استعانۃ یعنے آنست کہ ای سالک معشوق ہر دم و ہر لحظہ تجلی دیگر و جلوۂ دیگر در کار میکند و بر یک تجلی استقامت نمی ورزد کہ لَا یَتَجَلَّی اللّٰہُ مَرَّتَیْنِ پس بر این تجلی کہ بتو نمودہ مغرور و خندان مباش و مستغرق آن مشو کہ موجب سد راہ است بلکہ اے عاشق مسکین بنال و فریاد کن و طلب توجہ نما کہ این جاے فریاد است و استعانت کور کہ اللہ تعالے را ہفتاد ہزار حجاب ظلمانیست و ہفتاد ہزار حجاب نورانیست و این حجابہاے نورانی ہمین ظہور تجلیات است و تا کہ ازین حجابہاے نگذرد ہرگز با و نرسد و در گذشتن اینہا بے اعانت مرشد و توجہ الٰہی صورت نہ بندد کہ بسا کس غرق این ماندہ اند و بسا حل معرفت نرسیدہ اند و چون احوال عاشق مدام مختلف الاحوال است و آن موجب لوم لائمان میگردد و باعث طعن طاعنان میشود بنابران گوید قولہ

برو ملامت درد کشان مکن زاهد	که رزق قسم تو روزی ما همین داده است

معنی آنست که ای زاهد برو بکار خود باش و زبان را بملامت دردکشان که عاشقان اند دراز مکن که در نصیبه ما و تو همین کرده که بآن مشغولم پس چون از هیچکے جز نصیبهٔ ازل هیچ بوجود نیاید ملامت روا نباشد وچون مقبولیت سخن بخاطر معشوق وخلائق نه بزور بازو دست و قوت فصاحت بل عطیهٔ الهی است گوید قوله

حسد چه می بری ای سست نظم بر حافظ	قبول خاطر و لطف سخن خداداده است

سست نظم اشاره بر مدعی و مشار معنی بیت ظاهر است غزل

برو بکار خود ای واعظ این چه فریاد است	مرا فتاد دل از ره ترا چه افتاد است

فریاد کنایه از وعظ و نصیحت معنی آنکه ای زاهد برو بکار خود باش و این چه فریاد است که میکنی و بیهوده بنصیحت و وعظ پیش من آئی مگر نمیدانی که ۵ پند پدر نافع نشد + در سوای مادرزاد را + و مرا دل بدام عشقے گرفتار شده و از اختیار بیرون رفته پس اگر از ما فریاد و فغان سر زند عجب نیست که شیوهٔ عاشقان است اما ترا چه شده است که بیهوده فریاد مینمائی چون عاشق صادق را ملامت لا یمان نافع نمیگردد بلکه باعث میگردد ۵ ملامت صیقل زنگار عشق است + بنابران گوید قوله

بکام تا نرساند مرا لبش چون نے	نصیحت همه عالم بگوش من باد است

کام مقصود است لب لطف ضمیر شین بر محبوب نے عاشق و عارف کامل معنی آنست تا وقتیکه لطف معشوق من بمراد خود چون نے که عارف کامل و عاشق واصل است نرساند نصیحت همه عالم پیش من بیهوده و برباد است و اثرے نمی بخشد چون کار عاشق بے جذبه معشوق بجاے نمیرسد چون آن جذبه بعلت نیست بنابران گوید قوله

میان او که خدا آفریده است از هیچ	دقیقه ایست که هیچ آفریده نگشاده است

میان کمر و شعرا آنرا بهیچ نسبت داده باعتبار باریکی مراد ازان رابطه ایست میان طالب و مطلوب ضمیر او بمعشوق و دقیقه امر مخفی آفریده مخلوق معنی آنست که آنجذبه محبوب من و آنرابطهٔ مطلوب من که ما را از ما بریده و بسوے خود کشیده محبوب من از هیچ آفریده یعنی از ما هیچ استحقاقے نبوده محض عطیه ایست که بکرم خویش عطا فرموده و این امر ایست مخفی که هیچ آفریده نگشاده که قبل من قبله لا لعلة و لا من دده کالزلة و چون توجه عاشق جز معشوق نبود اگرچه بهشت پیش او آرند بگوشهٔ چشم ننگرد

بنابران گوید قوله

گدائے کوی تو از هشت خلد مستغنی ست	اسیر بند تو از هر دو عالم آزاد است

معنے آنست که اے محبوب من کسے که گدائی کوے تو در زید به هشت بهشت کارے ندارد و کسے که اسیر عشق تو گردید بکونین التفاتے ننماید که عاشق از دین و دنیا و بهشت و دوزخ آزاد است و او را بغیر معشوق توجهے نیست و چون خرابی عاشق موجب آبادی او و فنای او موجب بقای اوست بنابران گوید

قوله اگرچه مستی عشقم خراب کرد و لے	اساس هستی من زیخراب آباد است

معنے آنست که اے محبوب من اگرچه مستی عشق تو مرا خراب و پریشان کرده و از ننگ و ناموس آزاد گردانیده و بمقام فنا رسانیده لیکن هزار شکر که اساس هستی مرا ازین خرابی آبادیست چرا که بسبب این فنای و خرابی بعیشے و بقاے رسیده ایم که انجامے و پایانے ندارد قوله

ولا منال ز بیداد و جور یار که یار	ترا نصیب همین کرده است این داد است

بیداد و جور مراد کم التفاتی و تاخیر وصل که بر عاشق بمنزله جور است نه که فی الواقع و گرنه اینعنی صورت نه بندد که وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِیْدِ چون زشت ترین عاشق آنست که شکایت از معشوق کند بنابران گوید ایدل مسکین من بدین کم التفاتی محبوب و تاخیر او که در وصل افگنده و تر بمقصد تو نمیرساند منال و شکایت مورز که چند روز آن محبوب تو نصیب تو همین گردانیده و بهبودی تو درین انگاشته پس از ارادهٔ او راضی باید بود و دهان بچون و چرا نباید کشود باید دانست که کار معشوق مدام استغنا و از تملق عاشق هیچ نمیکشاید چون حافظ چندین اظهار شگفتگی و تملق کرد بنابران معشوق استغنا را کار فرموده بجواب او مے پرداز د قوله

برو فسانه مخوان و فسون مکن حافظ	کزین فسانه و افسون مرا بسے یاد است

مدنم

فسانه حکایتهاے گذشتگان کردن فسون کلماتیکه بدان رام کنند مراد ازان سخنان تملق معنے آنست که اے حافظ از اظهار کردن شیفتگی خود و حکایت گذشتگان گفتن درگذر و سخنان تملق را ترک کن که ازین هیچ کارے پیش نمیرود زیرا که بدین حکایتها و سخنها کسے را توان فریفت که هیچ بدان باشد و نیک و بد زمانه را در نیافته باشد و من مثل این حکایتها و سخنها بسے یاد دارم۔ غزل

باغ مرا چه حاجت سرو و صنوبر است	شمشاد سایه پرور ما ازکه کمتر است

باغ کنایۃ از دل سرو صنوبر قسمے از سرو مراد شاید شمشاد قسم سرو مراد مرشد سایہ پرور نازپرور باید دانست کہ محبوبان در عالم بسیار اند یکے از دیگر فاضل تر است اما چون در چشم عاشق بغیر از معشوق خود ہیچکس بنظر نے آید و بموجب کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ چون کسے را بہتر از و نمیداند بنابران در جواب منکران میگوید کہ اے منکران ہر دم ذکر معشوقے و وصف محبوبے در پیش من می آرید و مارا متعرض میشوید و میخواہید کہ دل ما را ازین جناب باز گردانید نمیدانید کہ دل ما را چہ حاجت بمعشوقان دیگر است چرا کہ محبوب نازپرور و من از کمتر است کہ از و معروض شدہ رو بدیگرے آرم یعنے معشوق من در غایت عظمت و کبریائی و نہایت جمال و دلربائی است من از و معروض شدنی نہ ام و چون کار معشوق مدام خونخواری عاشق است بسبب تاخیر در وصل بنابران گوید قولہ

ای نازنین پسر تو چہ مذہب گرفتۂ	کت خون ما حلال تر از شیر مادر است

نازنین پسر معشوق مراد از ان مرشد باعتبار اصحاب الجنۃ جرد و مرد محبوب حقیقی کت کہ ترا معنے آنست کہ اے محبوب من تو چہ مذہب گرفتۂ کہ مدام در پے قتل ما ہستی و گاہی بوصل خود نمیرسانی مگر کہ ترا خون ما حلال است از شیر مادر کہ چنین بیباکانہ مغروری ہیچ غمے نداری و یا از نازنین پسر ناصح و منکر باشد از روے استہزا نازنین پسر گفتہ خونخوردن بہ نصیحت پیش آمدن پس آنوقت این بیت بجواب ناصح است و مربوط بہ بیت بالا است تقریرش روشن تر چون در راہ عشق بسا غم و الم در پیش است و علاج آن بجز استغراق بعشق خیال معشوق نیست بنابران گوید قولہ

چون نقش غم زدور بہ بینی شراب خواہ	تشخیص کردہ ایم و مداوا مقرر است

درین بیت خطاب بدل است یا از جانب معشوق است نقش غم اضافت بیانیہ و نیز حوادثات و آفات شراب کنایۃ از عشق و خیال محبوب و حکایتہاے عاشقان معنے آنست کہ ایدل ما و یا ای عاشقِ مسکین من وقتے کہ حوادثات غم و الم و تعلقات دنیوی بر تو ہجوم آرند و ترا در گرداب غموم و ہموم اندازند و تو ہیچ نوع از ان رہائی نیابی پس مے باشد کہ بشراب نوشیدن رجوع نمائی اے در دار الامن عشق در آئی و بخیال معشوق مستغرق شوی و حکایتہاے عاشقان سلف بمطالعہ آری چرا کہ مشخص است کہ علاج غم و اندوہ کہ بعاشق روے نماید بجز این نیست و اگر ابیات بالا در حق مرشد است پس این بیت در حق مسترشد است از جانب مرشد و مراد از شراب مراقبہ و محاسبہ

وشغل اشغال ونقش غم مراد وساوس شیطانی ونفسانی چون زاد راه عاشق بجز عجز ونیاز نیست بنابران بزبانی معشوق گوید **قوله**

در راه ما شکسته دلے میخرند وبس	بازار خود فروشی ازین راه دیگر است

معنے آنست که اے عاشق مسکین چیست که هر دم چندین درمیجوشی والتماس عظمت ونکبه میکنی چرا منیجوشی وعاجزی را پیشه نمی سازی اگر نمیدانی که در عاشقی غیر از شکسته دلی متاعے نمیخرند که اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجْلِیْ وخود فروشانرا در ینجا راه نیست چرا که خود فروشی راه دیگر است یعنی سد راه حقیقت که کمال مرتبهٔ عشق در فنا و نیستی است نه که خود فروشی وعام فریبی که موانع از کمالات حقیقی اند **بیت**

میخوار و رند باش ولے خود نما مباش ؛ میخوار در طریقهٔ ما به که خود فروش **نقل است** که بازوے دختر بادشاهے بشکست شکسته بندے آورد ند طرفه شکسته بندے که بیک نظر بند بندش بشکست مدتے در علاج او بسر برد چون آن بازوے او درست شد شکسته بند در خانه ماند دختر شاه که تیر خورده او بود چون مرغ نیم بسمل مے طپید دایه را طلبید وعلاج پرسید دایه گفت علاج این نیست بجز شکستن دست دختر دست خود بشکست فی الفور طالب بمطلوب پیوست از شکستن یکدست کار بانجام رسید **دل** که رئیس الاعضاست اگر شکسته میکنی البته بمحبوب حقیقی رسی چون عاشق را غیر از در معشوق ونیز مستر شد را غیر از جناب مرشد کشودے نیست گوید **قوله**

از آستان پیر مغان سر چرا کشم	دولت درین سرا و کشایش ازین در است

معنے آنست که چون دولت کونین وسعادت دارین وابسته بآستان پیر مغان که مرشد یا معشوق است پس چرا از ینجهان سرکشی کنم ومعرض گردم بلکه باید که رخت خود در ینجا افگنیم وچون حلقهٔ در جنبش پذیر نشویم عاشقان مختلف الاحوال اند وهر یکے موافق حال خود سخنے گوید **قوله**

یک قصه بیش نیست غم عشق وین عجب	از هر کسے که می شنوم نامکرر است

نامکرر مختلف معنے آنست که عشق از یکے بیش نیست اما این عجب است که هر جا بنوعے دیگر ظهور نموده گوشه نشینان در گوشه وصومعه داران در صومعه عابدان بمسجد وعاشقان در خرابات هریک دریافت خود را ترجیح داده وبرنج دیگر سخن میرانند چون نظاره حال عاشق موجب تحقیر عالمیان است گوید **قوله**

شیراز و آب رکنی و این بلد خوش نسیم آن عیبش مکن که خال رخ هفت کشور است

شیراز از شهریست پرحسن که واصل زندان خانه سلیمان بود مراد وجود عاشق که زندان روح سالک است **آب رکنی** رکنا باد چشمه ایست در شیراز مراد از ان عشق **خال** معروف مراد زیبائی **هفت کشور** تمام عالم چه عالم بهفت حصه منقسم است و هر حصه را کشور گویند **معنی** آنست که ای منکر وجود من که جوی عشق و محبت در وجاریست و باد خوش نسیم انفاس در وسارے عیبش مکن اگرچه محقراست اما زینت بخش هفت کشورست چرا که درین عیب گیری خرابی است ۵ باد در دکشان هر که دم افتاد برافتاد ✤ وچون فضیلت عشق حقیقی بر مجاز ظاهر است گوید **قوله**

فرق است از آب خضر که ظلمات جای اوست با آب ما که منبعش الله اکبر است

آب مراد عشق **خضر** مراد عاشق مجاز **ظلمات** قالب عنصری که در اصل کثیف است **الله اکبر** چشمه ایست در شیراز که از میان کوه برآید هر که آنرا ببیند بے اختیار گوید الله اکبر که مراد از ان ذات ایزد بیچون و یا لطیفه ربانی که خروج او از دل است **معنی** آنست که از عشق عاشقان مجاز تا عشق ما بسا فرق است چرا که اوشان حصول عشق از دیدن صور ها که عنصر کثیف است حاصل نموده اند و ما از ذات ایزد بیچون یا از لطیفه ربانی و نیز **آب خضر** زهد زاهدان **ظلمات** حظوظ نفسانی **معنی** آنست از زهد زاهدان تا عشق ما بسا فرق است که ایشان بحظوظ نفسانی که وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي الْأَنْفُسُ و ما خالصاً لله هرگز این بدان کے ماند و می تواند که مراد آن باشد که آب خضر زندگی صوری می بخشد و آب ما که کنایه از عشق و محبت است زندگی معنوی می بخشد و چرا چنین نباشد که جاے آب خضر ظلمات است و آن بدنیا مناسبت دارد و جاے آب ما الله اکبر که چون بآن اسم ذاکر مے شویم باین زندگی مشرف می شویم و چون معشوق هر دم بحالت دگراست گاه برحمت و گاه بغضب و عاشق را باید که بر عنایت معشوق غره نشود بلکه از غضبش ترسان باشد بنابران گوید **قوله**

دی وعده داد وصل و در سر شراب داشت امروز تا چه گوید و بازش چه در سر است

دی روز که گذشته اینجا مراد از روز ازلست **وعده وصل** اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لِقَاءَ اللهِ لِلْمُتَّقِينَ حَقًّا **امروز** کنایه از نشاء دنیا **معنی** آنست که روز الست چون از ما کلمه بصدور پیوست از غایت لطف وصل که بر ما میداشت وصل بما مینمود که نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ وچون درین دار دنیا آمدیم

واز قرب ہجر مبتلا گشتہ ایم و گرفتار غفلت و بلیات شدہ ایم می ترسیم و منتظریم کہ تا امروز در حق ما چہ گوید و چہ در خیال دارد چون عاشق را باید کہ بغیر از در معشوق جای نرود و بکسے التفات ننماید بنابران گوید قولہ

ما آبروے فقر و قناعت نمی بریم	با پادشہ بگوی کہ روزی مقدر است

معنے واضح است در لطائف الطوائف آوردہ کہ با دشاہ آن عصر حافظ را طلب کرد حضرت ہمین بیت نوشتہ فرستاد و خود نرفتند و چون سخنان حافظ مملو از عشق مقبول دلہاست گوید قولہ

حافظ چہ طرفہ شاخ نباتست کلک تو	کش میوہ دلپذیر تر از شہد و شکر است

طرفہ نادر کلک زبان و قلم کش ضمیر شین بر کلک معنے واضح است غزل

ببنال بلبل اگر با منت سر یاریست	کہ ما دو عاشق زاریم کار ما زاریست

بلبل معروف و مراد عاشق مجاز معنے آنست کہ اے بلبل و اے عاشق مجاز گریہ و زاری را پیشہ خود ساز اگر با ما سر یاری داری چرا کہ ما دو تو در اسم عاشق شریکیم و کار ما ہمین زاری و تحمل و بردباریست چون عاشق مجاز و عاشق حقیقی با اسم عشق در یک رشتہ اند اما فضیلت عاشق حقیقی بر عاشق مجازی ظاہر است بنابران ترجیح خود میکند قولہ

دران زمین کہ نسیمے وزد طرۂ دوست	چہ جای دم زدن از نافہای تاتاریست

زمین دل عاشق نسیم کنایۃ از جذبہ طرۂ دوست عشق محبوب حقیقی نافۂ تاتار کنایۃ از عشق مجاز معنے آنست کہ دران دلے کہ جذبۂ لطف الوہیت جاے گیر شود و عشق حقیقی روی نماید چہ احتیاج سخن عاشق مجاز و نالیدن بزاریست و باین گفتن اشارۃ بوصول مقامی کند کہ سالک چون دران مقام رسد تمام وجود او مشک اذفر گردد چون منتہاے کار عاشق بر فناست کہ موجب بقاے اوست بنابران گوید قولہ

بیار بادہ کہ رنگین کنیم جامۂ زرق	کہ مست جام غروریم و نام ہشیاریست

بادہ کنایۃ از تجلی ذاتی کہ موجب فناے سالک و بقاے اوست جامۂ زرق ہستی مستعار جام غرور ہستی مستعار ہشیاری زندگی معنے آنست کہ اے ساقی وعدۂ امید دی بیار و شراب تجلی ذاتی بما عطا تا بسبب آن این ہستی مستعار را از ہستی حقیقی بدل کنیم یعنی ازین ہستی مستعار در گذرم و ہستی باقی رسم چرا کہ پاے بند دام این ہستی مستعاریم و نام زندگی بر ما نہادہ اند و اگرنہ فی الحقیقت این زندگی نیست چرا کہ زندگی آنست کہ مماتے در پیش نباشد و چون صدمہ آمدن در عاشقی نہ کار

ہر خامے و بوالہوسی است گوید قولہ

خیال زلف تو پختن نہ کار خامات است	کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاریست

زلف جذبہ بہ مراد عشق معنے آنست کہ خیال و جذبہ عشق تو نمودن و احتمال شدائد و بلیات نمودن نہ کار ہر خامی و بوالہوسی است زیرا کہ اَلْعِشْقُ تَمَامُ الْمِحْنَۃِ وَالْبَلَاءُ بلکہ زیر سلسلہ رفتن یعنی در عاشقی کوفتن طریقہ عیاران است یعنی کار کسے است کہ در کشتن خود چالاک و بے باک است و نیز زلف عبارت از دنیا بود معنے آنست کہ خیال نشاء دنیا پختن و آنرا مزرعۂ آخرت پنداشتن و تمتعے برداشتن کار خامانست پس اے سالک بوالہوس از جست و جوے آن بایست کہ خون صد ہزاران در تہ او تخمہ و زیر سلسلہ رفتن طریق عیاریست کہ مدارش بر تحمل شدائد و بُردباریست نقل است کہ سلیمان چون بر تخت داؤدی نشستش آمد و دین و دنیا از روے موہبتش بدستش آمد ہر گاہ کہ بر حقیقت دنیا مطلع شد دلش از توجہ بدو منقطع شد حظوظ دنیا را اعتبار ننمودہ زنبیل بافی اختیار فرمود از انجا کہ شفقت بر خلق خدایش بود در دعاے خود فرمود کہ رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي نہ از روے تلذذ بملکیہ کہ داب فراعین است یعنی ای پروردگار اگرچہ دنیا را از روے موہبت بمن عطا فرمودی کہ دران باد پرسیدنی نیست و بہر وجہ کہ خرج کنیم پرسیدنی کما قُلْتَ لِي هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ بِغَيْرِ حِسَابٍ لہذا چون حقیقتش دریافتم کہ مانعی است رواز و برتافتم و زنبیل بافی را اختیار نمودم و خود را از حظوظ آن بکنار آوردم و از روے شفقت بر جہانیان بحضرت عرض میکنم کہ این ملک را بدیگرے مدہ و در معجزات خاصہ نشش نہ کہ دیگرے البتہ از جا خواہد رفت کہ در ظاہر شیرین است و فی الحقیقت سمے ہست قاتل چون ظہور عشق وابستہ بخط و خال نیست بلکہ کیفیتے در محبوب کہ معراو مبرا است از تحریر و تقریر کہ از عشق ازان پیدا میشود و آنرا لطیفۂ نہانی نیز گویند بنا بران گوید قولہ

لطیفہ ایست نہانی کہ عشق از و خیزد	کہ نام آن نہ لب لعل و خط زنگاریست

معنے آنست یعنی ظہور محض عطیہ الٰہی است و ظہور او از لطیفہ نہانی است کہ عبارت از کیفیتے است در محبوب کہ نام آن نہ لب لعل و خط زنگاریست یعنی از نہ حسن و دلربائی محبوبان و خط و خال ایشان کہ عشق بمنزلہ آتش است بہیمہ افروزش آن انچنین زلف و خط و خال محبوبان بمنزلہ بہیمہ پس باید دانست کہ بہیمہ موجب افروختگی آتش است نہ مخرج آن عجب آن کیفیت منزہ از جمال ظاہریست بلکہ جمال ظاہری را

جمال از دوست و اینهمه دلبری خاصهٔ اوست قوله

جمال شخص نه چشمست و زلف و عارض و خال	هزار نکته درین کار و بار دلدار لیست

معنی آنست که جمال معشوق بآن کیفیت مرقومه و مظهر آن کیفیت کرشمه و غمزه و شیوه و رمز و وجه و ادا و ناز است پس باید دانست که هزاران هزار نکته درین کار و بار دلدار لیست بجز چشم مخمور و زلف پرخم دلدار نمیتوان گفت چه دلدار آنست که دل عاشق را ببرد و بخود کشد و این موقوف نه بحسن صورت است چنانچه در شرح نزهة الارواح آورده که عشق طالب حسن ملاحت است نه صباحت زیرا که صباحت نقشی است بر روی دیوار و ملاحت شیوه ایست از عین کار و ملاحت کنایت از همان لطیفه ایست که خارج از بیان است و چون عاشق را بر آستانهٔ دوست رسیدن خیلی دشوار است بنابران گوید قوله

بر آستان تو مشکل توان رسید آری	عروج بر فلک سروری بدشوار لیست

معنی آنست که ای محبوب من بر آستانهٔ تو رسیدن خیلی مشکل است چرا که تا از خود فانی نگردد و بدوست نرسد آری عجب نیست کسی بفلک سروری بآسانی نرسیده و چون هر طاعتی و عبادتی که مبرا از محبت و خالی از عشق باشد چندان قیمت ندارد و بنابران گوید قوله

قلندران طریقت بنیم جو نخرند	قبای اطلس آنکس که از هنر عاریست

قلندران طریقت عاشقان الله قبای اطلس عبادات ریائی هنر کنایه از عشق و اخلاص معنی آنست که اعمال از نماز و روزه و حج و زکوة و محاسبه و مراقبه که از عشق مبرا باشد و از اخلاص معرا نزد عاشقان الله و عارفان بالله قدر جوی و قیمت خردلی ندارد بلکه آن موجب خسران دین است بیت اگر جز بحق میرود جاده‌ات ✤ در آتش فشانند سجاده‌ات ✤ خواجه عطار گوید ؎ کفر کافر را و دین دیندار را ✤ نیست در دل عطار را ✤ چون سالک را تغافل در سلوک موجب خرابیست گوید قوله

نه بسته اند در توبه حالیا مے نوش	که توبه وقت گل از عاشقان گنهکاریست

مے عبارت از عشق و محبت گل جوانی معنی آنست که تا حال آفتاب از مغرب طلوع ننموده و در توبه بسته و نشده یعنی در فیض الهی باز است پس در حصول عشق سعی نما و از کارها لایعنی در گذر که باز ماندن از عاشقی در هنگامیکه موسم جوانی است گنه کاری و توبه کاری است سوال چون از مصراع اول

معلوم میشود که الحال مے بنوش بعده توبه کن وچون از مے عشق که بهترین عمل است مراد داشتند توبه از و چون صورت بندد که توبه از معاصی باشد **جواب** مراد از مے عشق و محبت مجاز است که نزد کاملان از جمله معاصی است که خالق را گذاشته توجه بمخلوق آورده اند اما نزد سالکان در ابتدا موجب المجاز قنطرة الحقیقة جائز است متاب از عشق روگرخود مجاز است و نیز عشق حقیقی که سبب ست و معشوق حقیقی که مسبب است پس از مسبب باز بوده گرفتار سبب ماندن از جمله معاصی است باید دانست که عاشقان را در وحالت است گاه محو گاه صحو گاه فنا گاه بقا و خواب و بیداری نیز نامند و عاشقان را در هر دو حال وصلست بعضی در محو چون مجذوبان و بعضے در صحو چون صوفیه را گوید **قوله**

سحر کرشمهٔ وصلش بخواب میدیدم	زهی مراتب خوابی که به ز بیداریست

سحر ابتدای عشق **خواب** فنا و محو **بیداری** بقا صحو **معنے** آنست که در ابتدای عشق که در حالت محو بودم بوصل او معزز بودم و چون بحالت صحو آمدم مر آن مشاهده بر طرف شد پس میگوید که آفرین بر مرتبه محو و فنا که بر بقا و بیداری فوقیت دارد و فی الواقع چنان نیست زیرا که بقا بر فنا فوقیت دارد اما باعتبار غلبهٔ شوق و فرط اشتیاق میگوید کما یوخذ عجوز تها بما صار عنه و در معنی ظاهری اشکال این بیت آنست که این خواب وقتے از بیداری به باشد که آنچه در خواب دیده شود در واقع بوجهان نیست که مشهور است که خواب خیال میگویند شیخ عبد الحق دهلوی در شرح فارسی مشکوٰة در کتاب الرویا آورده که در تحقیق رویا اختلافست میان عقلا چرا که بعضے گویند کانوم ضد ادراکست نظیر گفته ؎ لکشای لب بخنده که تو حقهٔ از انکه ؎ در خواب خنده موجب دلتنگی و بکاست ؎ و نزد بعضے هر چونکه تعبیر کنند ؎ گر بد بگوئی نیک را آن نیک بیشک بد بود ؎ ور نیک گوئی زشت را آن زشت گردد خوبتر ؎ و بعضے گویند خیال باطل است جواب آنست که اینجمله اختلافات در خواب عوام است چرا که مشروط بشروط اوقات اما بر صحت رویای صالحه در حقیقة اجماع است مر اهل حق را کرمن رآنی فقد رآنی پس میگوید که در رویای حقیقة ادراک نیست و محض خیالیست لیکن با وجود آن ثبوتے دارد و مر آن را تعبیر یست و اولی تر و نزد استاد ابو اسحٰق اسفرائینی رویا ادراک است حقیقت بے شبهه چون عاشق را باید که بارادهٔ معشوق راضی بود و بحکم او شاکر و بهیچ نوع در کار و بار او تصرف نکند و بهوده گفتگو پیش نیاورد بنا بر ان گوید **قوله**

دلکش بناله میازار و ختم کن حافظ	که رستگاری جاوید در کم آزاریست

لعل لبش ز خنده مگر خورده آب ست

معنے آنست کہ ای حافظ مسکین دل محبوب را از بس کہ نازک است باین گفتگوے بیہودہ میازار و بہر حیہ او راضی باشد بجا آر کہ رستگاری جاوید در کم آزاریست مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا **غزل**

بکوی میکدہ ہر سالک کہ رہ دانست	ورد گرزدن اندیشۂ تبہ دانست

میکدہ و میخانہ مقام عشق معنے آنست کہ ہر سالک کہ بکوے عشق گذارش افتاد و لذت وجد و حیرت آنرا در یافت باز طلب فتحیاب از در دگر کہ زہد است کردن اندیشۂ تبہ دانست زیرا کہ محصل مرادات کونین ہمین عشق است و چون حصول کشف مغیبات در بن جاست گوید **قولہ**

بر آستانہ میخانہ ہر کہ یافت رہے	ز فیض جام می اسرار خانقہ دانست

معنے آنست ہر کہ در دار الامن عشق در آمد و انجا استقامت ورزید اسرار ہاے کہ دیگران در خانقہ حاصل میکنند او از فیض جام مے کہ عبارت از عشق و تصفیۂ دل است حاصل نمود **نقل** است کہ جنازہ شخصے بر در بزرگے میگذشت آن بزرگ بکنیزک گفت برو خبر بیار کہ جنازہ مرد است یا زن آن کنیزک آمدہ و دیدہ رفتہ باز گشت و عرض نمود گفت نامرد و زن نمیدانم لیکن این مقدار دانم کہ جنازہ دیگر نیست آن بزرگ گفت ما را چندین مدتہا است کہ زہد و عبادات میکنیم بر ما مکشوف نشد تو چون شدی کنیزک گفت ای شیخ این عطیۂ الٰہی ست وابستۂ زہد و خانقہ نشینی نیست بلکہ متعلق بعشق ست باید دانست کہ عشق مکانے است کہ در ان کفر و اسلام یکسانست ؎ بکفر و با اسلام یکسان نگر کہ ہر یک ز دیوان او دفتریست

چنانچہ در مجالس شیخ سعدی است **نقل** است کہ سلطان محققان ابراہیم خواص پیوستہ با مریدان میگفت کہ من کانشکہ خاک قدم آن عورت بودمی پرسیدند کہ یا شیخ آن کدام است کہ پیوستہ مدح او میکنی گفت روزے وقتم خوش شد قدم در بیابان نہادم بدیار کفر رسیدم قصرے دیدم کہ سیصد ہزار سراز کنگرہاے او آویختہ اند متعجب ماندم پرسیدم کہ این چیست و این قصر از آن کیست گفتند از آن فلان ملکے است او را دخترے است دیوانہ گشتہ در سودایہ سینہ ام گذر کرد کہ قصد آن دختر کنم چون قدم در قصر نہادم مرا نزدیک ملک ببردند بسیارے از اکرام در حق من نمود پس گفت ای جوانمرد ترا از زین جانگہ چہ حاجت است گفتم شنیدم کہ دخترے داری دیوانہ آمدہ ام تا او را معالجت کنم مرا گفت بر کنگرہا بر قصر نگاہ کن گفتم نگاہ کردم پس در آمدم گفت این سرہاے کسانیست کہ دعوی طبیبی کردہ اند و از معالجت عاجز شدہ اند تو نیز اگر معالجت نتوانی کرد سر تو ہم آنجا بود بفرمود تا مرا نزد آن دختر بردند

چون قدم در سرای نهادم دختر گفت اے کنیز ک مقنع بیار تا سر خود بپوشم گفت ای ملکه چندین طیب آمدند از هیچکس خود را نپوشیدی جواب داد آنها که آمده بودند مرد نبودند مرد آنست که الحال در آمد گفت السلام علیک ای پسر خواص گفتم چون دانستی که من پسر خواصم گفت آنکه ترا بما راه نمود مرا الهام داد تا ترا بشناختم ندانستی که گفته اند اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ چون آئینه بے زنگ بود هر نقشے در و بنماید ای پسر خواص دلی دارم پر درد هیچ شربتے داری که دل بدان تسلی یابد این آیه بر زبانم گذشت اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ چون این آیه بشنید آهے کرد و بیهوش شد چون بهوش آمد گفتم ای دختر برخیز تا ترا بدیار اسلام برم گفت یا شیخ در دیار اسلام چیست که اینجا نیست گفتم آنجا قبله ایست معظم و مکرم گفت ای ساده دل اگر کعبه را بینی و بشناسی گفت بالاے سر من نگاه کن چون بالاے سر او نگاه کردم چه بینم که کعبه بر گرد سر دختر طواف میکند مرا گفت یا سلیم القلب اینقدر ندانی که هر که بپاے رود کعبه را طواف کند و هر که بدل بکعبه رود کعبه بطواف او آید فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ چون طریقه رندی اختیار نمودن نه کار بیدلی و سست نفسی است بنابران گوید قوله

زمانه افسر رندی نداد جز بکسے	که سرفرازی عالم درین کله دانست

یعنی زمانه افسر رندی و تاج بے باکی بر سر کسے نهاد الا بکسے که او سرفرازی خود درین کله دانست و از همه گسسته و توسل بدو جسته و هیچ اندیشه از غم و الم و اعراض و افکار و نیک و بد را بخود راه نداده چون عاشق را بهترین کار ها از نوشیدن شراب که استغراق عشق مراد است و مشاهدهٔ معشوق نمیست بنابران گوید قوله

خوش آن نظر که لب جام و خط ساقی را	هلال یکشبه و ماه چهارده دانست

لب جام کنایه از دل خود و یا از عشق قبیل از ذکر سبب و اراده مسبب چه جام سبب است و می مسبب و از مے مراد معشوق روے ساقی روے معشوق باید دانست که اکثر خلق از همه اعراض نموده بدیدن هلال متوجه میشوند و در شب چاردهم بر اندن عیش و عشرت میل مینمایند معنے آنست که خوش آن عاشقے که لب جام را هلال تصور نموده و در مشاهده آن از جان و دل گرائیده و روے محبوب را ماه چهارده و اسباب عیش میکوشد یعنی خوش عاشقے که از همه گسسته دست بدامن عشق زده و توجه نموده و از همه چشم پر دوخته بمشاهدهٔ دوست افروخته و چون مرتبهٔ عشق از همه بالاتر است و کشف ملک و ملکوت جمله و ابسته او ست بنابران گوید قوله

هران که رازِ دو عالم ز خطِ ساغر خواند	رموزِ جامِ جم از نقشِ خاک ره داند

رازِ دو عالم اسرار مخفیات کونین خط ساغر خطهای دل که از ظهور تجلیات منقش می شود و نیز ساغر روی معشوق مراد ازان است و خط مراد صفات و خط ساغر مرکب ذات جمع الصفات چه خط بر رخساره است و صفات پرده ذات است رموز اسرار جامِ جم جامی که جمشید ساخته بود و احوال ملکِ دارا معاینه مینمود مراد دلِ زهاد و عباد معنی آنست که هر عاشقی که اسرار مخفیات کونین بتصفیه از نقوشِ دلِ خود که بسبب تجلیات میشود حاصل نمود رموز جام را از خاکره دانست و هیچ ملتفت نشد و تخیل هر عاشقی که اسرار مخفیات کونین بسبب مشاهدهٔ ذات مع صفات معشوق خود مکشوف نمود اسرار که مرزاهد از ان بسبب زهد رو داده از نقشِ خاکره دانست و تخیل که ساغر مرشد یا دلِ خویش خط ساغر تلقین جامِ جم مشهور معنی آنست هر که از مرشد تلقین یافت رو از مقاصد دیگر برتافت و از اسرارِ دو عالم چون از تلقین مرشد هویدا گشت و از جان و دل هر دو شیدا شد رموزات گیتی را از خاکراه مرشد دانست و نیز از خط ساغر نقوش تجلیات یعنی هر سالکی که او راز دو عالم از نقوشِ دلِ خود خوانده است رموزاتِ جامِ جم از نقوش خاکره دانسته بدان ملتفت نشد و نیز کسی که تخلیه قلب از ماسوی الله و تصفیهٔ دل و تجلیهٔ سر حاصل کرد راز دو عالم را در ساغر دل معلوم کرد و اسرار باطنی مکشوف شد رمز پیاله که جمشید ساخته بود که از چهار رکن آن پیاله رموز چار طرف عالم معلوم میشد آنرا خاکره دانست چون از عاشق بجز از اعمال که مبرا از ریا باشد و رندی کنایه از وست چون طریقهٔ ملامتیه صورت نه بندد بنابران گوید قوله

ورای طاعتِ دیوانگان ز ما مطلب	که شیخ مذهب ما عاقلی گنه دانست

طاعتِ دیوانگان مراد اعمال بے ریا که آغشتهٔ غرض ثواب و دخولِ جنت نباشد محض لله باشد عاقلی هشیاری مراد اعمال که آلودهٔ غرض ثواب بود معنی آنست که ای منکر جز از اعمال بے ریائی که منزه از غرض ثواب و درجات باشد و از همه فرار و با معشوق قرار نمودن و از ننگ و ناموس بگذشتن که شیوهٔ عاشقانست از ما مطلب چرا که شیخ مذهب ما که مرشد طریقه است اعمال ریائی که آغشتهٔ غرض ثواب و درجات و بیم عقاب بود و در بند ناموس بودن و گرفتار تعلقات دنیوی ماندن از جمله معاصی شمرده چه عاشق را بغیر التفات نمودن گناهے است بزرگ و چون در عشق طمع سلامتی نشود

بنابران گوید قوله

دلم زنرگس ساقی امان نخواست بجان	چراکه شیوهٔ آن ترک دلسیه دانست

ساقی مراد معشوق نرگس ساقی چشم مراد تجلی ذاتی و یا جذبهٔ عشق ترک دلسیه اشارت بهمان چشم باعتبار استغنا معنے آنست که دل من از عشق آن معشوق بجان خود امان نخواسته یعنی امید زندگی نداشته چراکه دانسته که در عشق سوای جان دادن کارے نیست که اَلعِشقُ اَوَّلُهٗ حَرقٌ وَاٰخِرُهٗ قَتلٌ پس در عشق چون امید زندگی طمع باید داشت و یا آنکه دل من از ظهور تجلی ذاتی که موجب فناے عاشق است امان جان خود نخواست و از بیم آن پاے پس نکشید بلکه هر دم در اقبال آن کوشید چه معلوم است که کار تجلی ذاتی جز فنا عاشق نیست و چون در هجران معشوق کار عاشق بجز از ناله و زاری نیست بنابران گوید قوله

زجور کوکب طالع سحر گهان چشمم	چنان گریست که ناهید دید و مه دانست

معنے آنست که بسبب ظلم ستاره طالع خود که برما کرده و ما را از معشوق جدا ساخته با مداد چشمهاے ما بحدے گریستند که ناهید و مه که در آسمان اول و سوم اند معلوم کردند اے بعالم علوی اشتهار یافته - چون عاشق را باید که عالی همت بود بدنیا و مافیها نظر نکند و بکلبهٔ گدائی خود خورسند باشد و قانع گوید - قوله

بلند مرتبه شاهی که نه رواق سپهر	نمونهٔ ز خم طاق بارگه دانست

معنے آنست که از عاشقان عالی مرتبه آن کسے است که نه فلک را نمونه خم طاق خود دانست یعنی بکلبهٔ گدائی خورسند بوده بدنیا و مافیها نظر نکرد بلکه این همه را طفیل گدائی خود دانست باید دانست که تقاضاے عشق آنست که در پرده نمیباشد و هر دم بظهوے آید چون عاشق صادق را ازان چاره نیست بنابران گوید قوله

حدیث حافظ و ساغر که میزند پنهان	چه جاے محتسب و شحنه پادشه دانست

معنے آنست که حدیث حافظ و مے نوشی یعنی عشقبازی او چه جاے دانستن محتسب و شحنه بلکه پادشه دانست اے اظهر من الشمس هست و نیز محتسب و شحنه منکر و ناصح مراد است پادشه بر طریقت معنے واضح است -

غزل

بلبلے برگ گلے خوشرنگ در منقار داشت	واندران برگ و نوا خوش نالهاے زار داشت
گفتمش در عین وصل این ناله و فریاد چیست	گفت ما را جلوهٔ معشوق در این کار داشت

بلبل کنایۃ از عاشق واگر نیز همین طیر است درست میشود که اہل اللہ را مکالمہ با طیر میشود وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ **برگ گل** لب معشوق وتجلی آنیہ **برگ و نوا** توشہ وعیش **خوش** بمعنی بسیار باید دانست که عاشق را اگرچہ در ہنگام ہجر کار بگریہ و زاریست آما گاہ باشد که در حالت وصل ہم بوی بیش آنست که جلوۂ معشوق را نہایت نیست و آنًا فانًا بجلوہ دیگر پیش مے آید و عاشق را کار بر فناست پس کسیکہ را ارکانش بر فناست بے نہایت را چگونہ دریابد معنی آنست که عاشقے را دیدم که با معشوق خود ہم آغوش و لب بلب داشت یعنی در غایۃ وصل بود در چنان حال از اگرارمی نالید گفتم مر آن عاشق را که تو در عین وصل ہستی موجب این گریہ و زاری چیست گفت مرا جلوۂ معشوق درین حالت آورده یعنی می بینم که جلوۂ معشوق را انتہا نیست و ما را فنا در پے بنا بران میگویم که بمعرفت کما حقہ معشوق نمیتوانم رسید و نیز بسبب آنکہ محنت قرب از بعد افزون است چنانچہ در سبحۃ الابرار است ؎ والی مصر ولایت ذوالنون ✤ وان باسرار حقیقت مشحون ✤ گفت در کعبہ مجاور بودم ✤ در حرم حاضر و ناظر بودم ✤ تا که آشفتہ جوانی دیدم ✤ چہ جوان سوختہ جانے دیدم ✤ لاغر و زرد شده ہمچو هلال ✤ کردم از وے ز سر مہر سوال ✤ که مگر عاشقی ای شیفتۂ مرد ✤ که بدینگونہ شدی لاغر و زرد ✤ گفت آرے بہ سرم شور کسست ✤ کس چو من عاشق و رنجور بسست ✤ گفتمش یار بتو نزدیکست ✤ یا چو شب روزت از و تاریکست ✤ گفت در خانۂ او یم ہمہ عمر ✤ خاک کاشانۂ او یم ہمہ عمر ✤ گفتمش یکدل و یک روست بتو ✤ یا ستمکارہ جفا جوست بتو ✤ گفت ہستیم بہر شام و سحر ✤ بہم آمیختہ چون شیر و شکر ✤ گفتمش یار تو اے فرزانہ ✤ با تو ہموارہ بود در خانہ ✤ لاغر و زرد شدہ بہر چہ ✤ سر بسر درد شدہ بہر چہ ✤ گفت رو رو که عجب پیچری ✤ بہ کزین گونہ سخن در گذری ✤ محنت قرب ز بعد افزونست ✤ جگر از ہیبت قربم خونست ✤ ہست در قرب ہمہ بیم زوال ✤ نیست در بعد جز امید وصال ✤ وچون کار معشوق مدام استغنا است پس اگر از عاشق متنفر شود جاے اعتراض نیست بنا بران گوید قولہ

یار گر نشست با ما نیست جاے اعتراض	بادشاہی کامران بود از گدایان عار داشت

معنی آنست که اگر آن معشوق از غایت استغنا که شیوۂ اوست نظر لطف بما نکند و ما نشست اعراض را نمی شاید ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✤ که او یار باقی و ما فانی ۔ وچون معشوق از غایت بے نیازی که دارد گوش بسخن عاشق نمی آرد خواہ سخن در ناز گوید خواہ در نیاز بنا بران گوید قولہ

در نمیگیرد نیاز و ناز ما با حسن دوست	خرّم آن کز ناز نینان بخت برخوردار شد

در نمیگیرد اثر نمیکند نیاز من عاجزی ناز غرور و تکبر نازنینان معشوقان معنی آنست که اگر عاجزی مینمایم و گر غرور و تکبری ورزم هیچ در دل سنگین او اثر نمیکند و لطف و شفقت بما ارزانی نمیدارد زیرا که لطف و فضل او موقوف بعلت نیست محض عطیّه ایست که قَبْلَ مَنْ قَبْلَهُ لَا لِعِلَّةٍ وَ بَعْدَ مَنْ بَعْدَهُ لَا لِعِلَّةٍ پس خرّم کسی که فیض از جناب معشوق حاصل نموده و بهره در گشته چون مناسب حال سالک آنست که دلبستگی بصور جمیلهٔ مصنوعات و تجلیات بحدی نکند که عمر گرانمایه تمامی صرف او سازد بلکه چندی مشاهده نموده بصانع پرواز دکه کُلُّ مَصْنُوعٍ یَدُلُّ عَلَی الصَّانِعِ گوید قوله

خیز تا بر کلک آن نقاش جان افشان کنیم	کین همه نقش عجب در گردش پرکار داشت

معنی آنست که ای سالک تا چند مبتلای این صور فانی مانی برخیز و از این غفلت باد آی تا جان خود در انثار کلک آن نقاش کنیم که این همه نقوش مختلفه که می بینی و مبتلای آن شده در گردش قلم دانست یعنی از گردش قلم اوست یعنی چون الله تعالی خواست که عالم را از کتم عدم بر منصهٔ ظهور نشاند اول قلم و لوح موجود نمود قلم را گفت اُکْتُبْ فِی صَحِیفَةٍ پس قلم نوشت هر چه امر شد و الحال بموجب نوشته بظهور می آید باید دانست که عشق سراسر رسوائی و بدنامی است از بیخته که هر چه در مذهب عاشقان است عوام منکر ان اند چون عاشق صادق آنست که از رسوائی و بدنامی نیندیشد و هیچ اندیشه از ننگ و ناموس در دل نیارد گوید قوله

گر مرید راه عشقی فکر بدنامی مکن	شیخ صنعان خرقه رهن خانهٔ خمار داشت

مرید ارادت کننده شیخ صنعان نام عارفی کامل و شیخی واصل که بر ترسا بچه عاشق شد و قصه اش اظهر من الشمس است معنی آنست که ای سالک اگر ارادهٔ عاشقی داری و میخواهی که سیر دار الملک عشق نمائی اول باید که فکر بدنامی را از دل دور اندازی نشنیده که شیخ صنعان با آن کمال که چار صد مرید صاحب کمال داشت و پنجسج کرده بود چون بعشق ترسا بچه گرفتار شد آن زهد و پارسائی را بر باد داد و خمر نوشید و مصحف را بسوخت و بت را سجده کرد و خوک چرانید و هیچ از این رسوائی نیندیشید که ۵ بار دگر پیر ما خرقه بزنار داد ✤ نقد نو دساله را بر دیگفار داد ✤ قبله بدل کرد زود معتکف دیر شد ✤ روی بجوب کرد و دوش بزنار داد ✤ چون عاشق را باید که بطاعت معشوق بنوعی باشد که کسی بر آن

وقوف نیابد تا قاعدهٔ اخلاص خلل نپذیرد و بر با منسوب نگردد بنا بران گوید **قوله**

وقت آن شیرین قلندر خوش که در اطوار سیر	ذکر تسبیح و ملک در حلقهٔ زنار دشت

قلندر در نفحات الانس آورده فرقه قلندریه که منتسبه محق بملامتیه طائفه باشند که تعمیر و تخریب نظر خلق مبالاتی زیاده ننمایند و اکثر سعی ایشان در تخریب رسوم و عادات و اطلاق از قیود آداب مخالطت بود و سرمایه ایشان جز فراغ خاطر و طیب القلب نباشد و ترسم بمراسم زهاد و عباد صورت نه بندد و اکثر نوافل و طاعات از ایشان برنیاید و جز برادای فرائض مواظبت ننمایند و بجمع و انکثار اسباب دنیوی نباشند و بطیبة القلب قانع باشند و طلب مزید احوال نکنند و ایشان را قلندریه خوانند و این طائفه از جهة عدم ریا با ملامتیه مشابهت تمام دارند و فرق میان ایشان و ملامتی آنست که ملامتی بجمیع نوافل و فضائل تمسک جوید و لیکن از نظر خلق الله پنهان دارد اما قلندر از حد فرائض درنگذرد و با خفا و اظهار از نظر خلق مقید نبود و معنی آنست که خوش آن عاشقی که در راه عشق تعمیر تن در خرابی ظاهر حاصل گردد یعنی طاعت و عبادت معشوق بنوعی بجا آرد که بکسی بر آن وقوف نه یابد و چون جامه وجود عاشق تا که بصباغ فنا غوطه نخورد و مصبغ برنگ بقا نگردد بنا بران گوید **قوله**

عارفی کو سیر کرد اندر مقام نیستی	هست شد چون مستی از عالم اسرار دشت

مقام نیستی فنا هست بقا و صحو معنی آنست که هر عاشقی که سیر مقام نیستی کرد و در عالم فنا فی الله در آمد عاقبت بمقام صحو متمکن گردید اے ببقا بالله معزز گردید چون مستی عشق دامنگیر او ماند و از وے زائل نگشت چرا که بعضے را در اثنای راه بمشاهدات تجلیات بسبب کم حوصلگی سیر ابروے میسر نگردد گرفتار آن مقام میمانند و از عروج باز میمانند و ره بمطلب نمی برند و عشق را خاصه آنست تا که بفنا نرساند ببقا معزز نگرداند چون چشم عاشق را مدام کار با اشک باری است از انجهة که الله تعالے فرموده که من چشم گریانزا دوست دارم و نیز موجب حصول مراد است که اَلْبُکَاءُ تَحْصِیْلُ الْمُرَادَاتِ بنا بران گوید **قوله**

چشم حافظ زیر بام قصر آن حور سرشت	شیوهٔ جنات تجری تحتها الانهار دشت

معنی آنست که چشم حافظ از غایت هجران که از آنجناب جدا شده بعالم تقیید گرفتار شده شیوهٔ بوستانها که روان میگردند در زیر آن نهرها جاری حاصل نموده ای مدام بگریه و زاری است والله اعلم **غزل**

بیمهر رخت روز مرا نور نمانده است	وز عمر مرا جز شب دیجور نمانده است

معنے آنست که از آن روزی که از مشاهدهٔ دیدار روح افزای تو جدا مانده ام و از عالم اطلاق رو بعالم تقید آورده ام روز بر من تاریک گردیده و از غم خود هیچ شب دیجور غموم هموم حصولے ندیده چون در هجران معشوق کار عاشق بگریه و زاریست گوید قوله

هنگام وداع تو ز بس گریه که کردم	دور از رخ تو چشم مرا نور نمانده است

معنے آنست که هنگام وداع تو بسبب دوری و مفارقت از بس گریه و زاری که نمودم نور از خانهٔ چشم ما گم شده و اے روشنی در چشم نمانده و این سخن که گفتم روشنی در چشم ما نمانده دور از رخ تو که بمنزلهٔ روشنی چشم منی چون هجران معشوق موجب قتل عاشقانست بنابران گوید قوله

وصل تو اجل را ز سرم دور همیداشت	از دولت هجر تو کنون دور نمانده است

معنے آنست وقتے که در عالم اطلاق بمشاهدهٔ دیدار روح افزاے تو معزز بودم که آن وصل تو اجل را از سر ما دور میداشت یعنی بیم و اندیشهٔ اجل را بسوے ما راه نبود اکنون چون بعالم تقید آمده ام و پاے بند قالب عنصری گشته ایم بسبب هجر تو اجل دامنگیر وقت ما گردیده و هر دم در پے مامی پوید که الرحیل الرحیل پس بدین حیات دو روزه که داریم مشاهدهٔ نمود را که کنایه از شهود تجلیات است دریغ مدار و در پے قتل ما مباش که خود ما را اجل در پے است و چون هجران سخت ترین عذابیست و عاشق دمبدم به مرگ قریب است بنابران گوید قوله

نزدیک شد آن دم که رقیبان تو گویند	دور از درت آن خسته و رنجور نمانده است

معنے آنست و مفارقت مرا نزدیک است که آن وقت در آید که رقیب بحضرت در آمده عرض نماید که از دوری درت و از درد مهاجرت فلان خسته و مهجور بمرد معنی آنست که آن وقت نزدیک رسید که در هجران تو بمیرم و رقیب تو که شیطان است از کمال بهجت با عونهٔ خود گوید و ندا بعالم در دهد که فلان در هجران تو مرد و چون آتش جدائی موجب سوختگی عاشقانست و نهفتن آن نوعی از محالانست گوید قوله

از تابش هجران تو زین گردش بیمه	سوزم من ازین غصه که مستور نمانده است

معنے آنست که از آتش هجران تو بسبب گردش این فلک رو بمن آورده اگر بسوزم من ازین غصه جاے آنست که مستور نمانده است اے طاقت ضبط آن نمانده باید دانست که خیال معشوق مدام در چشم عاشق متمکن است اما گاه حالتے روے میدهد که هم از پیش نظر مرتفع میشود چون ارتفاع خیال

معشوق موجب پریشانی عاشق است گوید قوله

میرفت خیال تو ز چشم من و میگفت	هیهات ازین بقعه که معمور نمانده است

معنے آنست که خیال تو از چشم من میرفت و در هنگام رفتن میگفت که افسوس ازین چنین بقعهٔ سرشار که ویرانی در و رو بدانو پریشانی برانداخت چون تمنای عاشق مدام همین است که درین حیات چند روزه که دامن گیر وقت اوست معشوق بر وگذر کند بنابران گوید قوله

من بعد چه سود ار قدمی رنجه کنی دوست	کز جان رمقی در تن رنجور نمانده است

معنے آنست که بدین چند روز که حیات مستعار دامنگیر وقت ماست معشوق بر ما توجه کند عین لطف و احسان است و من بعد وقتے که طائر روح از قفس قالب پرواز نماید اگر محبوب قدم رنجه فرماید چه نفع چون مناسب حال عاشق آنست که تا نسیم حیات در گلشن وجود او جاریست و ساغر دل از مے خون جگر مالا مال و مے از گریه نیاساید بنابران گوید قوله

در هجر تو گر چشم مرا آب نمانده	گو خون جگر ریز که معذور نمانده است

معنے آنست که در هجر تو اگر چشم من که بسبب گریه و اشکباری خشک گردیده و آبش ناپدید گشته عذرے در پیش آرد قبول مکن و بگو که بجاے اشک خون جگر ریز که معذور نه چرا که اگر آن چشم رفت خون جگر مهیا داری بدان که اگرچه علاج رنج و محنت بجز صبر نیست اما چون صبر از عاشق صورت پذیر نیست بنابران گوید قوله

صبر است مرا چاره ز هجران تو لیکن	چون صبر توان کرد که مقدور نمانده است

معنے آنست که اے محبوب من اگرچه درین جدائی و هجران تو بجز صبر و شکیبائی چاره نیست لیکن صبر چون توان کرد که مقدور نمانده یعنی از حیطهٔ اقتدار بیرون شد و مقدور نمانده است چون کار عاشق در هجران معشوق مدام بغیر از غم گذرانیدن و بگریه واندوه بسر بردن نیست بنابران گوید قوله

حافظ ز غم از گریه نپرداخت بخنده	ماتم زده را دعویٔ سور نمانده است

معنے آنست که حافظ بسبب غم و گریه بخنده رجوع ننمود که بسبب هجران آن یار سنگین دل یکے از ماتم زدگان است و ماتم زده را دعویٔ شادی کجا **غزل**

بدام زلف تو دل مبتلاے خویشتن است	بکش بغمزه که اینش سزاے خویشتن است

زلف مراد جذبهٔ عشق مبتلا گرفتار غمزهٔ تجلی ذاتی جلالی ضمیر شین اینش بر دل معنے آنست که دل اگرچه بقید عشق تست اما هنوز گرفتار خود است که ترا از بهر خود دوست دارد و این نقصان عاشق است چه عاشق کامل آنست که معشوق را از بهر معشوق دوست دارد و این نمیشود مگر بفنا و فنا حاصل نمیشود جز بورود تجلی ذاتیه جلالیه بنابران گوید مر آن دل را بشمشیر تجلی ذاتیهٔ بکش اے فانی سازکه هر که در عشق درآید و طالب مراد خود باشد واجب القتل است قوله

گرت زدست برآید مراد خاطر ما	بهوش باش که چیزے برای خویشتن آست

یعنی ای محبوب من اگر مراد خاطر ما از دست برآید پس برآرد تغافل رد امدارد یقین بدان اگرچه بظاهر چیزیست درحق ما انما فی الحقیقة چیزے برائے خود کردن است که موجب اشتهار احسان و فضل تست چنانچه گویند کریمی روزی میگفت که من در همه عمر خود بکسے نیکی نکرده ام گفتند چندین کرم که میکنی این چیست گفت چون اجر این بما باز گردنده است پس هر چه نیکی میکنم با خود میکنم چون فیض معشوق بهمه عام است بنابران بزبانی محبوب گوید قوله

چو راز عشق دل با تو گفتم اے بلبل	مگو که آن گل خندان برائے خویشتن آست

راز عشق سخنان محبت و یگانگت بلبل کنایه از عاشق گل خندان معشوق یعنے ای عاشق مسکین چون سخنان محبت و یگانگت با تو درمیان نهادم بدین غره مباش و مگو که آن محبوب خاص برای منست بلکه فیض او بهمه شامل است چنانچه مذکورست ؎ فیض معشوق بود عام نه خاص تو و بس ؛ تشنهٔ شربت دیدار و لارا همه کس ؛ بهره مند از کرم بحر ز گوهر تا خس ؛ تشنهٔ شربت ساقی و سقایا همه کس ؛ چون مراد عاشق فنای خود است بنابران گوید قوله

بجانت ای بت شیرین من که همچو شمع	شبان تیره مرا دم فنای خویشتن آست

باقیه شبان تیره زمان جدائی یعنی اے محبوب من قسم بجان تو که درین زمان جدائی شمع وار طالب فنائے خودم که فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ، قوله

بمشک چین و چگل نیست بو گل محتاج	که نافهاش زبند قبای خویشتن آست

گل که عبارت از روے معشوق است حسن او محتاج به چیزے دیگر نیست بلکه حسن ذاتی دارد و مصرع دوم برین اشارت دارد که ؎ آن چشمه کز و خضر آب زلال یافت ؛ در منزل تست لیکن

انباشته اند چون کار عاشق ترک طمع از ماسوی الله و قانع شدن بهرچه معشوق بدو رسد بنابران گوید قوله

مرو بخانهٔ ارباب بی مروت دهر	که کنج عافیت اندر سرای خویشتن است

یعنی ابدل بر در هیچکس از ابنای زمان مرو و بخانهٔ خود بنشین که حصول کنج عافیت مشتمل بر خانه نشینی است و قناعت گزینی قوله

بسوخت حافظ در راه عشق و جانبازی	هنوز بر سر عهد و وفای خویشتن است

یعنی حافظ در راه عشق بسوخت با وجود این از راه برنمیگردد و طریق وفا نمیگذارد **غزل**

بجان خواجهٔ حق قدیم و عهد درست	که مونس دم صبحم دعای دولت تست

با قسمیه خواجه محمد ع حق قدیم صحبت عالم اطلاق عهد درست قالو بلی دیا آنکه روز ازل الله تعالی با رواح گفت که بروید در گلشن جهان صفات تفرج ذات بدست آرید و از جدائی ما اندوهگین مشوید که ما با شما ایم هر وقت که طلب کنید که نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ **دم صبح** وقت صبح الدعا خواندن مراد یاد و ذکر معنی آنست که قسم بروح پر فتوح رسول مقبول و قسم بحق صحبت قدیم که در عالم اطلاق با تو داشتیم و قسم بعهد درست که با تو کرده ایم و تا حال بر آن محکم هستیم و یا آنکه تو با ما نموده از ان روزی که جدا مانده ایم هر صحبت مونس ما یاد دولت تو اے ذکر عظمت و بزرگی تو چون محبت از دل عاشق رفتنی نیست بنابران گوید قوله

سرشک من که ز طوفان نوح دست ببرد	ز لوح سینه نیارست نقش مهر تو شست

معنی آنست که بسبب دوری از مشاهدهٔ روے عالم آرای تو اشکباری من بمنزله رسید که از طوفان نوح غلبه برد و با اینهمه اشکباری حرف مهر و محبت ترا از لوح سینه نتوانست محو کرد یعنی عشق ما بمنزله رسید که بهیچ نوع خلل پذیر نیست و چون دل شکسته عاشق گوهریست بے بہا نه لائق عتابست بنابران گوید قوله

بکن معامله وین دل شکسته بخر	که این شکستگی ارزد بصد هزار درست

معامله اظهار عیب درست شکسته زر معنی آنست که اے محبوب من در نقد این دل شکسته ساعی باش و نقص و عیب در پیش میار که این دل شکسته ما با اینهمه شکستگی قیمت صد هزار دل درست دارد باید دانست که قیمت دل بشکستگی است ؎ این گوهر یک العجب که دل نام دلیست ؛ هر چند

شکستہ تر بقبیت بہتر ؛ واگر درست بمعنی تنگ رز بود معنے ظاہر وچون اکثر زبان طاعنان ولائمان درحق مشتاقان دربارۂ عشاقان دراز گردد بنابران گوید قولہ

ملامتم بخرابی مکن کہ مرشد عشق	حوالتم بخرابات کرد روز الست

مرشد عشق اللہ تعالی خرابات کنایۃ از عشق وطریق ملامتیہ روز نخست روز ازل معنی آنست اے منکر وائے ناصح برمن بابخرابی ظاہری کہ دارم وآن کنایہ از طریقۂ ملامتیہ است ملامت روامدار چراکہ از روز ازل اللہ تعالی نصیبہ ما بخرابات افگندہ وچون از ہرکس جز بموت نوشتہ بظہور نہ پیوند و پس ملامت تو روا نباشد چون عاشق را در ہرحال کہ باشد اعراض نباید کرد وطعنہ نباید زد گوید قولہ روا مدار کہ با علم آصفی گویند ؛ آصف نام وزیر سلیمانؑ ونیز مراد ناصح ویا ہمان عاشق خواجہ اشارہ بہمان آصف خاتم حضور معشوق باید دانست کہ اگرچہ در مشاہدۃ الابرار بین التجلی والاستتار ہمہ عاشقان شریک اند اما با اینہمہ عاشق بدو نوعست یکے آنکہ چون از مشاہدہ می افتد جزع وفزع بنیاد می نہند وسرگردان میشوند وزبان شان دراز می گردد واین حالت جذبہ است کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ درحق اینست دوم آنکہ چون از حضور بغیبت می افتند خموش می مانند وسر درگریبان میشوند وزبان بند میکروند واینحال سالک است کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ درحق اوست واین باعتبار کشف وعلم اول اولیست معنی آنست کہ روا مدار کہ در حق عاشقی کہ علم او در کشف بمغیبات چون علم سلیمانؑ باشد گفتن این سخن کہ آن عاشق از دور افتادن حالت وصل ومبتلا بودن بہجر چون جزع وفزع بنیاد نہاد وسرگردان نشد کہ عاشق کامل الست میداند کہ عاشق را بہتر ازین نیست کہ بارادہ معشوق راضی بود خواہ لطف از دوست بیند خواہ قہر ویا آنکہ میداند کہ بحالت وصل خواہم رسید ودام در بیخانہ نخواہد ماند واگر آصف مراد ناصح بود معنی آنست کہ روا مدار از کسے کہ علم او چون علم آصف باشد گفتن چنین سخن کہ در مصرع ثانی است وچون معشوق ہردم عاشق را ببلاوغم والم مبتلا میگرداند ودمے فروگذاشت نمی نماید قولہ

شدم ز دست تو شیدای کوہ ودشت ہنوز	نمیکنی بترحم نطاق سلسلہ سست

نطاق کمربند وگھندڑی سلسلہ زنجیر مراد غم والم معنی آنست کہ اے محبوب من از دست عشق تو شیدا وار کوہ ودشت وصحرا میگردم وہزران جام زہر وبلا ودرد می نوشم وتو ہنوز کمربند سلسلہ از روے رحم سست نمیکنی یعنی ازین کمربندے کہ برجان ما کردہ وہردم بیلامی سازی ہیچ تخفیف نمیدہی

چون بہترین صفت عاشق صدقست و ہر سخنے کہ از روے صدق برآید مقبول دلہا وفیض بخش جانہا بود گوید قولہ

بصدق کوش کہ خورشید زاید از نفست	کہ از دروغ سیہ روے گشت صبح نخست

صبح نخست صبح کاذب معنے آنست کہ اے عاشق مسکین اگر میخواہی کہ بمعرفت و وصل ما رسی وکلام تو فیض بخش عالمیان مانند صبح صادق گردد پس باید کہ بصدق کوشی ای اعمال بے ریا خالصًا للہ بجا آری نے بینی کہ صبح صادق بصدق خود چون فیض بخش عالم شد و از کذب یعنی اعمال ریا متنفر باش کہ موجب سیہ روی است نمی بینی کہ سیہ روئی صبح کاذب بسبب کذب خود است چون عاشق را باید کہ از لطف معشوق امید منقطع نکند گوید قولہ

دلا طمع مبر از لطف بی نہایت دوست	چو لاف عشق زدی سر بباز چابک و چست

معنے آنست کہ اے دل از لطف معشوق امید منقطع مکن لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ بلکہ چون خواہان لطف معشوق ہستی و دعوی عشق مینمائی پس سر را مردانہ فدای معشوق کن باید دانست کہ کار معشوق مدام استغنا نمودن و جور و جفا و ترک و فاست و کار عاشق آنست کہ ہیچ نوع از و رنجیدہ نشود گوید قولہ

مرنج حافظ و از دلبران حفا مجوے	گناہ باغ چہ باشد چو این گیاہ نرست

معنے آنست اے حافظ اگر دعوی عشق میکنی پس از رنج و جفا دلبران رنجیدہ مباش و از ایشان نگہداشت پیمان مجوے و چون سرشت محبوبان بیوفائی است پس عیب ایشان چہ و گناہ بر ایشان چون باید داشت

غزل

برو اے واعظ و دعوت مکنم سوی بہشت	کہ خدا را روز ازل از بہر بہشتم نسرشت

معنے آنست کہ اے واعظ برو و ما را بسوی بہشت کہ کنایہ از زہد و تقوی است دعوت مکن چرا کہ خدا ما را روز ازل از بہر بہشت کہ مقام حظ نفس ست کہ فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ و نہ پیدا کردہ بلکہ محض برای عشق ذات خود بوجود آوردہ کہ خَلَقْتُ الْأَشْيَاءَ لَكَ وَخَلَقْتُكَ لِي و چون از ہر کسے خلاف نوشتہ بوجود آمدنی نیست گوید قولہ

منعم از می مکن الصوفی صافی کہ حکیم	در ازل طینت ما را بمی ناب سرشت

صوفی صافی مراد واعظ باعتبار استہزا و نیز صوفی کہ معرا از آرائشی باطن باشد معنے آنست کہ

ای واعظ ازین مینوشی که کنایة از طریقهٔ عشق بازیست یا اختیار طریقهٔ ملامتیه است عیب مکن که حق تعالی در ازل خمیر ما از آب می نموده یعنی برای همین پیدا کرده چون غیر از نوشته ازلی از ما نظهور نمی پیوندد پس اعتراض توجه سود و چون هر کسے بموجب کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُونَ بدانچیزے که نزد اوست فرحت کننده است و مستحکم بنا بران گوید **قوله**

تو و تسبیح و مصلا و رهٔ زهد و صلاح	**من و میخانه و زنار و ره دیر و کنشت**

میخانه عالم عشق **معنے** آنست که از تو همه آثار و علامات زهد و ورع که تسبیح و مصلاست و از ما همه علامات و اسباب عشق که زنار علامت یکرنگی و بے نامی و بے ننگی است و ره دیر که مقام معشوقانست و کنشت که عالم جبروتست و جای ظهور بتان تجلیاتست که ؎ عالم جبروت را بخانه دان ۔ کاندرو بتها همیگردد عیان ۔ چیست بت یعنی تجلی لطیف ۔ مینماید در و با انواع لطیف ۔ **سوال** مشاهدات در عالم ملکوت نیز رو میدهد تخصیص به جبروت چه **جواب** مشاهدات اگرچه در ملکوت نیز هست اما آن تجلیات بے اعتبارست که سر سبر آزمایش و ابتلا نه بادی در نهمااست و چون حصول بقا بے فنا ممکن نیست گوید **قوله**

یک جو از خرمن هستی نتواند برداشت	**هر که از راه فنا در ره حق دانه نکشت**

خرمن هستی بقا بالله راه فنا فنا فی الله **معنے** آنست که هرگز بمقام بقا بالله نتواند رسید و با معشوق خود هم آغوش نتواند گردید هر که اول خود را در راه معشوق فانی نساخت و فنا فی الله نشد چون بهشتے که مقام وصل معشوق است که اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَیْسَ فِیهَا حُورٌ وَلَا قُصُورٌ عَلَیْهَا یَتَجَلّٰی رَبُّنَا ضَاحِکًا کسے نمیتواند شد مگر بعشق بنا بران گوید **قوله**

صوفی صاف بهشتی بنوز انکه چو من	**خرقه در میکده با در گرو باده نهشت**

باید دانست که صوفی بدو نوع است مقلد و محقق ، صوفی که در محل ذم واقع شده مراد صوفی مقلد که ظاهرش آراسته و باطنش خراب خرقه مراد وجود و اعمال باده عشق و محبت یعنی هرگز بهشتے که وصل معشوق است صوفی صاف که ظاهرش آراسته و باطن خراب نرسد چرا که بمجو من خرقهٔ وجود را یا خرقهٔ اعمال را در صبا نخانهٔ عشق بباده محبت رنگین نکرده اے اعمال بے ریا بجا نیاورده و باطن خود را نیاراسته و اوصاف بشری در خرابی نیاورده ؎ هر کو بخرابات نشد بیدین نیست ۔ زیرا که خرابات اصول دین نیست ۔ چون عیش و راحت عاشق وابسته بمشاهدهٔ معشوقست بنا بران گوید **قوله**

راحت از عیش بهشت و لب حورش نبود | هر که او دامن دلدار خود از دست بهشت

معنے آنست که هر که او دامن دلدار خود از دست داد یعنی از روش اخلاص انحراف نموده اعمال امید دخول جنت و مزید درجات و حصول بهشت نموده هرگز مراد را راحت از عیش بهشت و لب حور نباشد چون لطف معشوق دامنگیر وقت عاشق گردد مراد را نه بیم از دوزخ و نه شادی از بهشت گوید قوله

حافظا لطف حق ار با تو عنایت دارد | باش فارغ ز غم دوزخ و شادی بهشت

معنے آنست که اے حافظ اگر لطف حق شامل حال تست پس از غم دوزخ و شادی بهشت فارغ باش۔

غزل

تا سر زلف تو در دست نسیم افتاده است | دل سودا زده از غصه دو نیم افتاده است

زلف کنایة از عالم صفات نسیم مراد ارادهٔ ازلی و قضا و قدر و زلف در دست نسیم افتادن کنایة از پریشان شدن زلف است معنے آنست که از ان وقتے که قضا و قدر یعنی ارادهٔ ازلی تو زلف را که عالم اسما و صفات است بر روے عالم آرائے تو کنایة از ان وحدت مطلق است پریشان ساخته و وحدت را در زیر کثرت نهان کرده و ما را از مشاهدهٔ ذات مطلق مهجور نموده بعالم کثرت که هجران است مبتلا گردانیده دل دیوانهٔ ما ازین غصه که کنایة از باز داشتن مشاهدهٔ ذات مطلق است دو نیم اے خسته و مجروح افتاده است و این عالم کثرت اگرچه بظاهر حجاب ذات مطلق است اما هم موجب زیبائی و افزونی جمال است چنانچه گوید قوله

زلف مشکین تو در گلشن فردوس عذار | چیست طاؤس که در باغ نعیم افتاده است

زلف عالم کثرت گلشن فردوس عذار مراد ذات مطلق معنے آنست که ظهور عالم کثرت که اسما و صفات است بران عالم وحدت که ذات مطلق است هیچ میدانی چگونه است طاؤسی است که در باغ بهشت خرامانست یعنی موجب افزایش حسن و جمال است چنانچه فرو هشتن زلف اگرچه حجاب عارض و رخساره است اما موجب افزایش حسن هم هست چون موجب ظهور عالم کثرت و قیام آن جز بنقطهٔ وحدت نه نابران گوید قوله

در خم زلف تو آن خال سیه دانی چیست | نقطهٔ دور که در حلقهٔ جیم افتاده است

زلف عالم کثرت و خم عبارت از کجی مراد ازان قضا و چون اسلام و کفر و امر و نهی خال سیه

نقطه وحدة معنے آنست که در عالم کثرة که اسماء وصفات است آن خال سیه که نقطه وحدت مطلق است موجود وممکن است چیست چون نقطه سیاهی است که در حلقه جیم است که موجب قوام وجود او وباعث ظهور اوست یعنی موجب ظهور وقوام عالم کثرت همان نقطهٔ وحدة است که درمیان آنهاست چون نمود ذات مطلق موجب فریفتگی عالم است واو از غایت استغنا بکسے ملتفت نیست بنابران گوید قوله

چشم جادوے تو خود عین سوادِ سحر است	لیکن این نیست که این نسخه سقیم افتاده است

مراد از چشم ذات مطلق ؎ هست چشم تو یعنی نقد ذات ؛ گوعیان بیند وجود کائنات ؛ این نسخه اشارة بچشم سقیم بیمار را گویند وچون چشم معشوق از غایت استغنا که دارد به کسے التفات نمی نماید بنابران به سقیم تشبیه یافته چه خاصه بیمار است که بهر سو التفات نمیکند معنے آنست که اے محبوب من آن ذات مطلقه تو بالذات شهر لیست پر از سحر وبهمه وجه موجه وخوش که هر که بدان نگاه کرد از خود رفت اما همین است که از غایة استغنا که دارد بکسے التفات نمیکند وچون بهیچ نوع عاشق از در معشوق جنبش پذیر نیست بنابران گوید قوله

همچو گرد این تن خاکی نتواند برخاست	از سر کوے تو زان رو که عظیم افتاده است

گرد عاشق ناقص که باندک آسیب باد حوادث بگردد یعنے از محبوب من مانند عاشقان ناقص که باندک آسیب جور وجفا برخیزد برخاستنی نه ام که عظیم افتاده ام یعنی بنوعے در عشق تو گرفتارم که هرگز از جناب تو جدائی نخواهم کرد معنے آنست که چنانکه گرد نیخیزد تن من از ان رو که عظیم بر سر کوے تو افتاده است نخواهد برخاست حاصل آنست بنوعے در سجود گاه تو مقید شده ام که هرگز از ان خاک جدا نخواهم شد بلکه دران خاک جان خواهم داد ؎ در سجدهٔ که سر نه زتن میشود جدا ؛ در ملت وفا گنهش نام کرده اند وچون عشق موجب ارتفاع زهد وورع است بنابران گوید قوله

آنکه جز کعبه مقامش ننهد از یا دلبت	بر در میکده دیدم که مقیم افتاده است

لب مراد لطف ؎ لب که شیرین جوے شد لطف خداست ؛ باغ جانرا از آب او نشو ونماست ؛ معنے آنست که آن کسے از غایت زهد وورع بامید لطف تو بجز از کعبه که مقام زهد است جائے نداشت والحال چون بعشق اندر آمد بجاے رسید که دیدم بر در میخانه مقیم افتاده میباند شیخ درین بیت احوال خود بکنایة ظهور نموده یعنی پیش ازین مرا از غایت زهد وپرهیزگاری سوای کعبه مقام نداشت

والحال بسبب عشق افتاده در میخانه شده ام و نیز درین بیت تلمیح است بقصهٔ شیخ صنعان و چون مشاهدهٔ ذات مطلق موجب بقای عاشق است بنابران گوید قوله

سایهٔ سرو تو بر قالبم اے عیسیِ دم	عکس رخ تست که در عظم رمیم افتاده است

سرو کنایه از قد مراد امتداد ظهور تجلیات و نیز ذات مطلق یعنی اے محبوب من این سرو قامت تو که سایه بر قالب ما انداخته یعنی این امتداد ظهور تجلیات و یا مشاهدهٔ ذات مطلق که بر ما کرده و آنا فانا جلوه بنوعے دیگر مینماید عکس رخ تست که بر استخوان ہاے بوسیده افتاده یعنی موجب حیات و زندگی ما گردیده اے الحال ببقای باقی خواہم رسید و چون زاد راہ عشق تذلل و انکسار عجز است بنابران گوید قوله

دل من در ہوسِ روے تو ایمونس جان	خاک راہست که در پاے نسیم افتاده است

معنے آنست که اے محبوب دل من در ہوس بوے تو مانند خاک راہے ہست که در پاے نسیم که مرشد طریقه است افتاده است و چون عاشق را عشق نصیبه ازلی است بنابران گوید قوله

حافظِ گم شده را با غمت اے مونس جان	اتحادیست که در عهد قدیم افتاده است

غم عشق اتحاد یگانگی عهد قدیم قالوا بلیٰ معنے آنست که اے محبوب من حافظ بیخویش را که در عشق تو از خود گم شده است با عشق تو اتحادیست ازلی نه امروزی غزل

بادِ سحر از نافهٔ تاتار وزیده است	منے نے غلطم بر سر کوے تو وزیده است

باد سحر ہمین باد معروف یا کنایه از واردات معنے آنست که باد سحر یا واردے که بر قلب ما ورود نمود و مشام جانِ ما را معطر کرده گویا که بر نافهٔ تاتار گذار کنان آمده که ہمچنین بوے خوش دارد نه غلط کردم که نافهٔ تاتار را این بوے کجا بلکه بر سر کوے آن محبوب سیر کنان آمده است چون بوجب مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ بر کسے خنده نمودن موجب خنده بر خود است گوید قوله

گر با دہنت غنچه نے کرد تبسم	با دسحرش بہر چه این پرده دریده است

دہن مظہر کلام است اینجا کنایه از عاشق کامل که مصدر کلام حق گردیده که بی یَنْطِقُ غنچه کنایه از خود است یعنی اگر من که غنچه وار قبل از حصول دولت بستگی و افسردگی داشتم اگر با عاشق تو بخنده معترض نمی شدم جذبه علیه که عشق است چرا مانند گل پریشان و رسوا نمودے حاصل آنکه پریشانی و رسوائی من محض از انست که با عاشقان بخنده معترض میشدم لاجرم بموجب مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ

ثمره‌اش حاصل نمودم چون عشق اگرچه بظاهر سراسر نیش است اما بباطن همگی نوش بنابران گوید قوله

چون دید سر زلف چو زنجیر دلم گفت	دیوانه ندانم که دران زهر چه دیده است

معنی چون دل من سر زلف زنجیروش تو که کنایت از عشق است نگاه کرد و خوبیهای آن را دریافت نموده طلب آن کرد و مے گوید که این دیوانه که کنایة از خود است درین زنجیر که عشق است چه دیده است که چنین بیباکانه در طلب او میرود و چون حال عاشق پریشان از تقریر مبرا است گوید قوله

پرسی تو چه حال دل بدروز که بهرت	در زلف تو رنج شب تار کشیده است

دل بدروز دل پریشان یعنے حال این دل پریشان و سرگردان که او از برای تو در زلف تو که عشق است رنج بدرجه کمال کشیده چه می پرسی یعنے حال پریشانی او در عشق بیرون از تحریر و تقریر است چون عاشق مدام از معشوق طالب ترحم است گوید قوله

بخشای بر اشکم که چو باد از پی بویت	سرگشته بدنبال تو بسیار دویده است

یعنی اے محبوب من برین اشکهاے من که از بے حصول تو در پس تو مانند باد سرگشته دوندگی نموده رحم نما یعنی نظر برین گریه من کن و تلطفے فرما چون راه عشق سراسر بلا است گوید قوله

گفتم سر گیسوی چو مار تو کشم گفت	بگذر که بلا جانب خود کس نکشیده است

یعنی روزے بآن محبوب خود عرض نمودم سر گیسوے چون مار تو بدست آرم یعنے در عشق تو در آویزم آن محبوب گفت ازین سوال محال بگذر که راه عشق ما سراسر بلا است و کے اقبال بلا نموده چون حال عاشق بجز عاشق در نیابد قوله

از حال دل و زلف سیاه تو چه آگاه	آنکس که گهے مار سیاهش نگزیده است

یعنی حال دل پریشان من و زلف سیاه تو که عشق است با او چه معاملتے درمیان آورده یعنی کسیکه تمام عمر زخم مار عشق نچشیده چگونه درد عاشق را دریابد چون نهفتن عشق نوعی از محالات است بنابران گوید قوله

تا کے غم پنهان تو در سینه بدارم	چون از غمت آهم بنهم چرخ رسیده است

یعنی ای محبوب من غم پنهان ترا که عشق تست چگونه در سینه خود پنهان دارم چون از غم عشق تو حالت من بجاے رسیده که آه من چانسوز سر بنهم فلک کشیده است چون چشم عاشق از گریه بجل انعدامست گوید قوله

گفتی که چه حالست فلان چشم برآبت	زانخانه چه پرسی که مه و سال چکیده است

غزل

پیر دوکه دنیا نیرزد بجوے ... نخواهش مرا بیا بیاموز ... هر آنکه دانه خورد غم مرغ خورد ... چو بلبل بنالد مرنج از شغبها ... دران باغ روزے نباشد که نیست ... کسے را نه دادند و نستانند ... کسان را بخرمن دهد خوشه ... کجا خوشه چیند که دهقان نکشت ... مرا چون فلک در فشاند بخاک ... نگه کرد و عالم بر آشوب است ... نشاید که نامش نهند آدمی ... که مردم نیازارد و مردمی ... دل دشمنان نیز نیازرده ... که آزار هم دوستان کرده است

یعنی ای محبوب من از روے نوازش و تفقد پرسیدی که چندین گریه میکنی حال چشم پر آب تو چیست جانمن چه پرسی حال خانه را که شب و روز در تراوش است یعنی قریب است که منهدم گردد چون کار معشوقان اکثر وعده دهی است گوید قوله

تا چند دهی وعده که نزدیک رسم باز	رس تا که کسی بخت سیه رو نشنیده است

یعنی ای محبوب من تا چند وعده کنی که باز نزدیک تو میرسم رس وعده خود وفا کن و قدم رنجه فرما که تا حال سیه روی بخت ما گوش نکرده مبادا که کسے بشنود زهر خندگی ایشان علاوه غم ما باشد چون شب جدائی عاشق بے مشاهدهٔ معشوق بسر نرسد گوید قوله

گفتی که شب حافظ بدروز خرابست	عمریست که بی روی تو صبحش ندمیده است

بدروز پریشان حال خراب درازی و تاریکی و بے رونقی و خرابی شب دور درازی و تاریکی است یعنی ای محبوب من گفتی که شب حافظ پریشان حال خرابست ای تاریک و لا انقطاع آری چرا چنین نشود که عمریست بسبب عدم مشاهدهٔ روی تو صبح او ندمیده غزل

جز آستان توام در جهان پناهی نیست	سر مرا بجز این در حواله گاهی نیست

معنے آنست که ای محبوب من ملجا و معاذ من در جهان بجز از آستانه تو نیست و سر مرا بجز این در حواله گاهے نیست و چون حال برین است پس روبکه آرم و بآستانه که روم و حصول مراد انکه جوئیم چون عاشق را باید که مشغول محبوب باشد و بغیر نپردازد و بنا بران گوید قوله

عدو چو تیغ کشد من سپر نیندازم	که کار ما بجز از ناله و آهے نیست

عدو مراد ابلیس و نیز معترض و منکر معنے آنست که چون ابلیس فرار من آید من بمخاصمت نماید من سپر نیندازم و خود را در آزادی مستحکم سازم و هر چه مطالبه کند در بازم و عیسے وار راه بمقصود پیش گیرم تا آن مطلوب در کنار خویش گیرم که مرا بر آشنائی اشیا مداری نیست و کار و بار او نزد من اعتباری نیست و بجز گریه و آه مرا کارے نیست و اگر بیندازم هبث باشد معنے آنست که چون عدو که ابلیس است دمے آزار ما باشد و با ناصح در آزار ما که نصیحت است باشد من سپر نیندازم یعنی بخاصمت پیش نیایم بلکه دست تضرع بدرگاه معشوق برآرم کار ما همین است چرا که مشغول غیر شدن عاشق را جریمت بزرگ و نیز چون معشوق مهربان باشد رقیب چه تواند کرد ۵ دشمن چه کند چو مهربان باشد دوست ؛ و چون عاشق را

بهتر از خرابات مقامے نیست بنابران گوید قوله

چرا ز راه خرابات روے برتابم	کزین بهم بجهان هیچ رسم و راهے نیست

معنے آنست که از راه خرابات که مراد از مقام عشق است و یا خرابی اوصاف بشری است و یا اختیار طریقه ملامتیه باشد چرا اعراض نمایم چون ما را بهتر ازین هیچ راهے نیست و طریقه خوشتر ازین شایان ما نیست که بدان گرایم چون در عالم عشق سراسر نزول بلا و حوادثاست خصوصاً بر عاشق که العشق تمام المحنة والبلا ابنابران گوید قوله

عقاب جور کشیده است بال در همه شهر	کمان گوشه نشینی و تیر آهے نیست

عقاب باز بال باز و شهر وجود معنے آنست که نزول بلا و حوادثات یا شدائد هجران تمام وجود ما را احاطه نموده مغلوب ساخته هیچ صاحب وردے و اهل فنے نیست که بتوجه آنها دفع این غموم و هموم توان نمود و بوصل توان رسید و چون وجود نزد عاشق قدرے و قیمتے ندارد بنابران گوید قوله

زمانه گر بزند آتشم بخرمن عمر	بگو بسوز که بر من بیرگ کاهے نیست

معنے آنست که اگر زمانه بسبب نزول حوادثات آتش در خرمن عمر ما افگند و ما را بمعرض هلاکت آرد بگو مرا بخرمن عمر را یا وجود را که بسوز و هلاک شو که ترا نزد ما قدرے نیست اگر سوخت سوخت من از عتاب معرض شدنی ام و درین بیت مخاطب دلست و باید دانست که وجود عاشق مر عاشق را حجابیست پس بزرگ که وجود تقاضاے دوئی و خودی میخواهد ازین جهته است که وُجُودُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهَا ذَنْبٌ و ناظم نیز فرموده ؎ تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز ؛ و چون اکثر شیوهٔ معشوقان استغنا و بے التفاتیست و عاشق صادق را ازان گریز نه گوید قوله

غلام نرگس جماش آن سهی سروم	که از شراب غرورش بکس نگاهے نیست

جماش مست و دلیر نرگس کنایه از چشم و مراد ازان ذات سهی سرو معشوق نگاه التفات معنے آنست که من غلام و بنده چشم مست آن محبوبم که از بسیار شراب غرور که نوشیده هیچکس نگاه نمیکند و ملتفت نمیگردد و چون ظهور تجلیات را ثباتے و قرارے نمی باشد گاه ظهور و گاه خفا گوید قوله

عنان کشیده روان بادشاه کشور حسن	که نیست بر سر راهے که داد خواهی نیست

عنان کشیده آهسته بادشاه کشور حسن محبوب حقیقی و نیز مراد تجلی که بر عاشق ظهور نموده باید دانست

که عاشقان دعارفان هرتجلی راسقربالوهیته میشوند تا آنکه ظهور تجلی ذات شود آنگاه از گفته خود مستغفر میشوند و در کلمه که نفی آلهان میکند مراد ازان آلهان همین تجلی آثاری و اسمائی وصفاتی وافعالی است وگرنه جز آله یکے بیش نیست معنے آنست که اے محبوب من هرگاه که بماگذر کنی اے ظهور تجلیات ومشاهدهٔ خود بمارزانی داری پس باید که آهسته روی یعنے تا دیرے توقف کنی وبچندین زودی مائل خفا نباشی که ازدست عشق تو خلقے دادخواهان اندورا بهاگرفته واز کثرت آنها راهے نتوانی یافت که دران دادخواهی نباشد پس باید که آهسته روی وهریکے رابداد برسانی باید دانست که الحال تقاضاے زمان چنین افتاده که تمامی مقلدان رونموده اند وعاشقان کاملان ازمیان گم شده اند وچون روانیست که دست بهر مقلدے دهند که اندرین ره ۵ صد هزار ابلیس آدم روے هست پس بهر دستے نشاید داد دست پس بهتر آنست که کاروبار خود بتوجه لطف دوست گذاشته به عشق او گمارند بنابران گوید قوله

چنین که از همه سو دام راه می بینم	به از حمایت زلفت مرا پناهے نیست

دام درویشان مقلد و اعمال ریائی یعنے چون حال زمانه چنین است که مے بینم که هرسو مقلدان برائے قید کردن خلق الله دام ریاضت برپا کرده اند ودانهاے سبحه برخود نهاده اند وعاشقان کامل ازمیان گم شده اند پس درین زمانه بهتر از حمایت زلف تو که مرا از جذبه لطف است مرا پناهے نیست یعنی بهتر همین است که کار خود را بجذبهٔ عشق تو واگذاریم ونظر بلطف تو داگماریم ودست بیعت بکسے مقلد ندهیم وچون راه عاشقی همین است که نه از کسے رنجیدن ونه کسے را رنجانیدن گوید قوله

مباش در پے آزار وهرچه خواهی کن	که در شریعت ما غیر ازین گناهے نیست

معنے ظاهر است واعراض از آزار مردمان بدیهیت فرموده که خمر خوردن وزنا وغیره گناه خداست و رنجانیدن مرکسے را گناه بنده است وگناه بنده اشد است از گناه خدا واگر معانی این بیت را تطبیق بمعنے شرع وهند آنوقت مضمون ظاهر بیت مراد نیست والا نه حکم بجمیع معاصی ومناهی وارد میشود واین ضد قرآن واکثر ابیات حافظ همچنین است معنے آنست که کارے مکن که خاطر کسے آزرده گردد ودر افعال ناشایسته وخمر خوردن ومثال این خاطر صلحا وعابدان آزرده میگردد پس میگوید که ازین قسم کارے مکن که خاطر کسے آزرده گردد سواے آن از افعالے که درانها رنجش کسے نباشد هرچه خواهی بکن که ترا

مباحست باید دانست که سالک را باید که بمعشوقان مجاز دلبستگی بسیار نباید مستغرق آن نباید بود که قوله

خزینهٔ دل حافظ بزلف وخال مده	که کارهای چنین حد هر سیاهی نیست

معنی آنست که ای محبوب من خزینهٔ دل حافظ بمعشوقان مجاز مده ای گرفتار عشق مجاز مدار که سپردن این چنین خزینها یعنی دل حافظ نه حد هر سیاهی است پس باید که ما را از همه بریده بسلسلهٔ عشق خود کشی و گرفتار عشق غیرے نداری غزل

چه لطف بود که ناگاه رشحهٔ قلمت	حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت
بنوک خامه رقم کرده سلام مرا	که کارخانهٔ دوران مباد بیر قمست

معنی آنست که چه لطف بود که چکیدگی قلم تو حقوق خدمت ما معروض کرم تو نمود و مرا باد دهانید تا بنوک خامه بسلام یاد کردی پس بموجب آنکه ۵ از دست گدا بینوا نباید هیچ ✤ جز آنکه بصدق دل دعاے بکند ✤ دعا میکنم و میخواهم که زمانه را بے وجود تو ثبات مباد و این غزل بجواب مرشد است وبیتهاے این احتیاج شرح ندارد قوله

مرا ذلیل مگردان بشکر این توفیق	که داشت دولت سرمد عزیز و محترمیت

ذلیل خوار التوفیق اعانة الله للعبد علی اقام الفعل دولت سرمد وصل محترم حرمت داشته شده معنی آنست که بشکر اینکه الله تعالے اعانه خود همراه تو کرده و در حلقهٔ خاصانت در آورده مرا ذلیل مگردان ای محروم مدار احسن کما احسن الله الیک قوله

نگویم از من بیدل بسهو کردی یاد	که در حساب خرد سهو نیست در قلمت

سهو فراموشی حساب خرد مقتضاے عقل یعنی نمیگویم که من بیدل را از راه فراموشی بنامه و پیام یاد نموده که مقتضاے خرد نیست که فراموشی را بجناب تو بار باشد قوله

دلم مقیم درتست حرمتش میدار	بشکر آنکه خدا داشتت محتشمت

مقیم درتست خاک درتست محتشم بزرگ قوله

بیا که با سر زلفت قرار خواهم کرد	که گر سرم برود برندارم از قدمت

سر زلف اشارة بجذبهٔ محبت معنی مصراع ثانی آنکه ترک سر نمایم اما از قدم تو سر برندارم قوله

زحال ما دلت آگه شود مگر وقتے	که لاله بر دمد از خاک کشتگان غمت

یعنی از حال پریشان ما دل تو آنگاه واقف گردد که ما بمیریم و خاک گردیم و از خاک ما لاله بروید قوله

صبا ززلف تو بوئی گلے حدیثے راند	رقیب چون رہ غمازی داد در حرمت

صبا کنایة از قاصد زلف اشارة بمحبت و شوق کل کنایة از طالب رقیب حاجب غماز اشارة بصبا و رہ بحرم دادن کنایة از بار دادن یعنے چون عاشق را غیرت در کار است گوید قاصد اینجا رسید و سلام و پیام تو بهر طالبے رساند و شوق تو با آنها بیان نمود حیرانم که پرده دار مرآن قاصد را چون بحرمت بار داد قوله

ترا زحال دل خستگان چه غم که مدام	همے دهند شراب خضر ز جام جمت

خستگان عاشقان که مجروح تیغ عشق اند مدام همیشه شراب خضر کنایة از آب حیات و مراد از ان فیوضات سرمدی جام جم کنایة از دل رسول ﷺ و یا دل خود خطاب بمرشد و در بعضے نسخه این بیت چنین دیده شده قوله

روان تشنهٔ ما را بجرعه دریاب	چو میدهند زلال خضر ز جام جمت

معنے آنست که چون از قلب محمدی فیوضات سرمدی بتو میرسند بجرعه ازان یعنے بشمه ازان دل تشنه ما را تازه و سیراب ساز قوله

همیشه وقت تو ای عیسی نفس خوش باد	که جان عاشق دلخسته زنده شد بدمت

عیسے نفس کنایة از مرشد که دم او مرده دلان را زندگی مے بخشد و دم کنایة از تلقین و یا پیغام باشد و چون شتابی در همه کارها وخیم است بنابران گوید قوله

کمین گهست و تو خوش تیز میروی حافظ	مکن که گرد برآید ز شه رہ عدمت

معنے آنست که اے حافظ راه عشق کمین گاهیست که بسا حوادثات در کمین اند و تو با استعجال تمام میروی چندین استعجال مکن مبادا که از شاهراه عدم تو گرد برآید اے بسا مطلب نه پیوندی غزل

چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطاست	سخن شناس نه دلبرا خطا اینجاست

اهل دل عاشق و دلبرا الف ندائیه و دلبر یعنے محبوب و نیز مراد ناصح از روے استهزا چنانچه اے نازنین بسر معنے آنست که اے محبوب من وقتے که سخن عاشقان بگوش تو رسد بگوش جان شنو و مگو که خطاست بلکه خطا اینجاست که تو سخن شناس نه یعنی از کمال استغنا که داری گوش بسخن کسے

نے آری وبغور آن نمیرسی وتحمل کہ اے ناصح ہرگاہ کلمات عاشقان را بشنوی بانکارش میاوبگوئی خطا است بلکہ اے ناصح خطا اینجاست کہ تو سخن شناس نہ وبغور سخنان ما نمیرسی ومعنی اولے لفظ خطا کہ در مصرع ثانی است اگرچہ ترک ادبست اما عاشقانرا جائز است کہ لَا يُؤَاخَذُ مَجْنُونٌ بِمَا صَدَرَ عَنْهُ وچون آنست کہ بکونین التفات ننماید وبجز معشوق سر فرو نیارد چنانچہ گفتہ اند اے عزیز اگر ہمتے داری دنیارا بدنیا طلبان گذار وعقبے را بعقبے جویان تو اشیخ من وخود را از دنیا وعقبے طلبی کوتاہ ساز کہ طَالِبُ الدُّنْيَا مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰى مُخَنَّثٌ اگر مردی طالب مولے باش قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بنابران گوید قولہ

سرم بدنیا وعقبے فرو نمے آید	تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست

تبارک اللہ قاعدہ ایست کہ چون کسے دیا چیزے را بزرگی یاد میکنند این لفظ باستعمال آرند چنانچہ تعالے اللہ فتنہا ترک کونین مراد است معنے آنست سر من ہرگز مائل بدنیا وعقبے نیست بجز جناب تو بزرگ است خدا ازین فتنہا چہ عالی فتنہا در سر ماست۔ باید دانست کہ عاشق را حالتے است کہ مدام دل او در یاد معشوق است وہر دم آواز آن بگوش او میرسد بنابران گوید قولہ

در اندرون من خستہ دل ندانم کیست	کہ من خموشم واو در خروش ودر غوغاست

مشنو بیت ظاہر ست اما این حالتے است کہ در شغل حبس نفس واشتغال نمودن بسلطان الاذکار دارد میشود وآن آنست کہ از درون سالک آوازے برمے آید چنانچہ مولانا رومی فرماید ؎ بر لبش قفل ست و بر دل رازہا ٭ لب خموش و دل پر از آوازہا ٭ واین آواز گاہے چون جوشش دیگ وگاہے چون آواز زنبور چنانچہ مذکور ست ؎ سخنہا بانگ زنبوران نماید ٭ چو اندر گوش ما گوید کلام او ٭ وگاہے چون جرس ناظم ؎ اینقدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید ٭ جامی ؎ در قافلہ کہ اوست دانم ترسم ٭ این بس کہ رسد زدور بانگ جرسم ٭ باید دانست عاشق تا کہ از تعلقات جہان واز اندیشۂ ننگ ونام معرض نگردد کار او سرانجام نہ پذیرد بنابران گوید قولہ

دلم ز پردہ برون شد کجائی اے مطرب	بنال اہان کہ ازین پردہ کارِ ما بنواست

پردہ ننگ ونام ونیز صفات بشری کہ عالم ناسوت است مطرب مرشد بنال بیان اسرار عشق نما ازین پردہ اشارت بہ بیان اسرار نواسانا معنے آنست کہ اے مرشد سخنان عشق کہ از ما پوشیدہ میداشتی ومے گفتی کہ ہنوز شایان آن نشدہ کجائی دل من تا حال بستۂ ننگ وناموس بود۔ الحال

ترک ناموس نموده و یا آنکه تا حال پای بند صفات بشری بود و مبتلائے زهد و ورع الحال از صفات بشریت برآمده از لباس رندی و پارسائی معرا شده بیا و اسرار عشق بیان نما که از بیان اسرار عشق کار ما سامان پذیر است و عاشق را تا گرفتار زهد و ورع است کارش پیش نمیرود بنابران گوید قوله

چنین که صومعه آلوده شد بخون دلم	اگر ببادہ بشوئید حق بدست شماست

خون دل بمجاہدہ تمام معنے آنست که ریاضت و مجاہدہ بحدے رسیده که صومعهٔ وجود و یا دل من بخون آلوده گشته یعنے متقبض گردیده و با اینهمه کشودی میسر نگشت الحال اے عاشقان کامل اگر این وجود و یا دل را ببادهٔ عشق بشوئید حق بدست شماست یعنے اگر توجه کنید و بادهٔ عشق عطا نمائید سزاوار شما است ۔ وچون کار عاشق دوام اشتغال بیاد محبوبست بنابران گوید قوله

نخفته ام ز خیالے که بزم شب و روز	خمار دی شبه دارم شراب خانه کجاست

دی شبه ازلیه شراب خانه عالم عشق معنے آنست که بسبب سختیهاے عشق و محبت که شب و روز در سودائے آنم هیچگاه آرامے نگرفته ام و این خمار شدائد عشق از ازل حاصل نموده ام بهیچ نوع رفتنی نیست مگر بنوشیدن مے چنانچه علاج سوختهٔ عاشق بجز از آتش نیست و یا مشاہده شدائد تجلیات که در عالم ملکوتست و جبروت پس نشان دهید که آن شراب خانه که عالم عشق است و یا عالم ملکوت و جبروت کجا و بچه نوع بدانجا توان رسید تا باشد که ره بدانجا برم و ازین غم و الم رهائی یابم ۔ چون عاشق را بسبب عشق همه جا عزتست بنابران گوید قوله

ازان بدیر مغانم عزیز میدارند	که آتشے که نمیرد همیشه در دل ماست

ازان ازان از اسطه دیر مغان مقام عاشقان آتشے که نمیرد مراد عشق معنے بیت ظاهر است حاجت تحریر ندارد و چون عشق مر عاشق را نصیبه ازلی است بنابران گوید قوله

ندائے عشق تو دادند ما دران دادند	کجاست وقت عبادت چه جائے وقت دعاست

ندائے عشق اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ و سوش ازل و اوان ماضیه معنے آنست که از ازل در گوش من ندائے عشق تو دادند و ما را گرفتار شوق تو گردانیدند پس خود بدان که کجاست وقت عبادت که زهد و پارسائی است چه جائے وقت دعا که ورد و وظائف است یعنی مبتلائے زهد و پارسائی چون باشم و چون عاشقان مدام در یاد معشوق مستغرقند بنابران گوید قوله

چه ساز بود که بنواخت دوش آن مطرب | که رفت عمر و دماغم هنوز در سودا است

ساز کنایت از سخن دوش ازل مطرب مراد مرشد و محبوب حقیقی معنی آنست که چه سخن بود که آن محبوب حقیقی در ازل گفته که عمر بآخر آمد و تا هنوز دماغ پر از شوق آن سخن است و چون عشق بکمال رسد و بهر شور در و دیوار مشاهدهٔ معشوق نماید پس نگاه عاشق محتاج کل کائنات گردد از نیجاست که اَلْفَقِیْرُ یَحْتَاجُ اِلٰی کُلِّ شَیْءٍ بنابران گوید **قوله**

مرا بکار جهان هرگز التفات نبود | رخ تو در نظر من چنین خوش آراست

معنی آنست که ای محبوب من قبل ازین بسبب عشق تو هرگز مرا بجهان التفات نبود اما الحال بسبب مشاهدهٔ تو در کل اشیا محتاج الیه همه شده ام و همه جهان بسبب مشاهدهٔ تو نظر من نیاید و مرغوب مینماید **سوال** چرا اول خواجه را بکار جهان التفات نبود و آخر شد و رخ معشوق جهان را چگونه خوش کرد **جواب** آنکه هرگاه خواجه در ابتدای طلب دانسته که التفات بجهان موجب انسداد طریق وصول است التفات بجهان ترک نموده و چون خسارهٔ معشوق در مرایای ذرات جهان مشاهده شد جهان در نظر او خوش آمد و یا گفته شود مراد آنست که خاطر جهان تعلق خاطر بدان نمیخواهد چو مانع راه حق نیست بزبان التفات نمود و چون بکمال رسید که اکنون التفات بکار جهان مضرتی نتواند رسانید بلکه موجب ازدیاد کمال خواهد شد چون در مثنوی ست ؎ آب در کشتی هلاک کشتی است ؎ آب اندر زیر کشتی پشتی است ؎ یعنی چون میل مال در دل شد هلاک کرد و چون صاحب حال مر مال را زیر پا آرد و مانند آب زیر کشتی سازد یعنی خود بر آن غالب گردد و همان مال مددگار او شود مثلاً اگر عالمی جزو و قلم و مهره دوست دارد نتوان گفت که عاشق علم نیست زیرا که اینها سبب وصول آن علم است و همچنین هر چیز را که بواسطه وصول محبوب باشد دوست دارد باک نیست و چون عشق مر عاشق را فضیلت از نیست بنابران گوید **قوله**

ازان زمان که بحافظ رسید صوت حبیب | فضای سینه ز شوقم هنوز پر ز صدا است

معنی آنست که ازان زمان که حافظ آواز حبیب شنیده که اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ تا هنوز میدان سینهٔ من از غایت شوق پر از صدای قالوا بلیٰ است **غزل**

حاصل کارگه کون و مکان اینهمه نیست | باده پیش آر که اسباب جهان اینهمه نیست

کارگہ کون و مکان بنیا معنے آنست کہ اے گرفتار دنیاے فانی حاصل این دنیاکہ زن و فرزند و مال و منال و اسپ و اشتر اینہمہ نیستند اے ہیچ و ہیچ یکے از نہا لائق آن نیست کہ دلبستگی بدان توان نمود پس حصول عشق و محبت سعی نما و بر اسباب این جہان فانی کہ مذکور شد دل مبند کہ این ہمہ نیستند قایم ماندنی نہ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ و چون حصول آمدن این دنیاء فانی محض معرفت رب است بنابران گوید قولہ

از دل و جان شرف صحبت جانان غنیمت	ہمہ آنست و گرنہ دل و جان اینہمہ نیست

معنے آنست کہ از نزول این دنیاء فانی و حیات دو روزہ غرض آنست کہ شرف صحبت جانان حاصل نمایم و بمعرفت او برسم چیزاکہ ہر چہ ہست ہمین است والا نہ دل و جان اینہمہ بکار نیاید اے زندگانی ہیچیست و چون کہ در عالم وجود آمد آخرش فنا در پے است بنابران گوید قولہ

بر لب بحر فنا منتظرم اے ساقی	فرصتے دان کہ زلب تا بدہان اینہمہ نیست

معنے آنست کہ اے محبوب من من بیچارہ مسکین بر لب بحر فنا منتظر وقت خود ایستادہ ام و این مہلت عمر را فرصتے دان از لب تا بدہن اے اندک و عاقبت الامر اینہمہ نیست است اے ہیچیست و فنا و چون عاشق را باید کہ بدین مہلت پنجروزہ غرہ نشود بلکہ ہر چہ تواند دران سلمی باشد کہ موجب آسودگی او باشد بنابران گوید قولہ

پنجروزے کہ درین مرحلہ مہلت داری	خوش بیاسای زمانی کہ زمان اینہمہ نیست

معنے آنست کہ اے طالب بدین مہلت پنجروزہ حیات مستعار کہ درین مرحلۂ دنیا دامنگیر وقت تست زمانے خوش بیاسائی اے از وسوسات بیہودہ کہ سبب تفرقہ و پیست ساحت دل را پاک گردان و بعشق محبوب مستغرق دار و بر زمانہ نظر مدار کہ زمانہ آخر فانی است و فانی محل اعتبار نہ و چون عاشق را باید کہ عبادت معشوق بنوعے بجا آرد کہ آغشتہ غرض نشود و بر ہر چہ نام غیرے اُفتد بت شمرد گوید قولہ

منت سدرہ و طوبے ز پے سایہ مکش	کہ چو خوش بنگری ای سرو روان اینہمہ نیست

سدرہ نام درختے است بر آسمان پنجم مقام جبرئیل ع و طوبے درختے است در بہشت سایہ کنایت از راحت و حظ نفس سرو روان سالک باید دانست کہ کوری عوام را با بصیرت خواص چہ نسبت و وجہ مشابہت کوری عوام از انست کہ بار نگ و بو بہ لالہ و گل ملتفت گردند ما خواص را

بصیرت است کہ بسدرہ وطوبے ہم التفات ندارند پس میگوید کہ از برائے حظ نفس طالب بہشت کہ فِیہَا مَا تَشْتَہِیْ الْاَنْفُسُ وتباش وطاعت بامید ثواب وحصول درجات مکن کہ چون بنظر غور وتفحص بنگری اینہمہ یعنے سدرہ وطوبے ہیچیست چرا کہ عاشق را کار بمعشوقست نہ بہشت وطوبے چنانچہ رابعہ در مناجات بگفتی کہ الٰہی دوزخ بدشمنانِ خود وبہشت بطالبانِ او دہ وخود را بما دہ وچون دولت دیدار کہ فی الحقیقت دولت نیست چہ آلودہ ہزار نجست بنابران گوید قولہ

دولت آنست کہ بیخون دل اُفتد بکنار	ورنہ باسعی عمل باغ جنان اینہمہ نیست

معنے آنست کہ اے گرفتار دنیاے فانی بدین دولت دوروزہ غرہ مباش واین دولت را دولت مپندار چرا کہ بہزار شدائد حاصل نمودہ وباز بہزاران حسرت خواہی گذاشت پس چون مبدا ومنتہا اوغم ونجست دولت ازکجا شد دولت آنست کہ ہمسایۂ اورنج واندوہ نباشد والا نہ باغ جنان باغم واندوہ قیمتے ندارد۔ باید دانست کہ عشق سراسر رسوائی است وچون عاشق صادق را ازان غمے نہ بنابران گوید قولہ

از تہتک مکن اندیشہ وچون گل خوش باش	زیب وتمکین جہان گذران اینہمہ نیست

تہتک پردہ دری معنے آنست کہ اے عاشق از پردہ دری کہ موجب رسوائی است وباعث خرابی ست وتحقر عالمیان است وبا اینہمہ اندیشہ مدار وچون گل خندان باش وبر زیب و تمکین جہان فانی نظر مدار کہ اینہمہ ہیچ است وبے بقا وچون سوز و درد عاشق احتیاج بیان ندارد و خود ظاہر است بنابران گوید قولہ

دردمندیِ من سوختہ زار و نزار	ظاہر احاجتِ تقریر وبیان اینہمہ نیست

معنے بیت خود اظہر است باید دانست کہ اکثر زبان طاعنان در حق عاشقان دراز میگردد چون غرور شر الخصال من النساء والرجال است بنابران گوید جائیکہ مسلمانان عبادت میکنند علامتِ کفر نیز بحسبِ امکان موجود است پس باید کہ این عابدان بعبادت خود مغرور نشوند بلکہ ترسان باید بود کہ مبادا اسلام بکفر مبدل نشود قولہ

زاہدا ایمن مشو از بازیِ غیرت زنہار	کہ رہِ صومعہ تا دیر مغان اینہمہ نیست

معنے آنست کہ اے زاہد از بازی غیرت کہ قَالَ اللّٰہُ اَنَا غَیُوْرٌ ایمن مباش وعجب وغرور را

بخود راه مده که ره صومعه تا دیر مغان اینهمه نیست اے همت شاید ترا آنجا برند که کار او موقوف بعلت نیست که در دے از مشرک موحد واز موحد مشرک میسازد **نقل است** شبے حضرت غوث الثقلین در حجره خود نشسته بودند چون نیمشب گذشت که ناگاه حضرت یکایک از جاے برجستند وبسوے صحرا روان شدند یکے از اصحاب شیخ نیز همراه شد رفته رفته بمکانے رسید که شخصے مرده است و اسباب تجهیز وتکفین همه مهیا دارد شیخ آن شخص را غسل داده تجهیز وتکفین نموده فارغ شدند بعد فراغ تا دیرے بماندند همدران وقت یکایک روے حضرت سرخ شد وفربه چنان نمودند که از غایت شادی میشود بعد از زمانے رنگ روے حضرت زرد شد ولاغر چنانکه از غایت اندوه میگردد باز بعد از زمانے رنگ روے حضرت بحالت اصلی رجوع نمود بعد آنجا حضرت باز گشتند وبحجره خود آمدند با مداد آن اصحاب که همراه شیخ بود سوال کرد که حضرت واقعه شب چه بود وآن شخص مرده که بود وسرخ شدن رنگ حضرت باز زرد شدن باز بحالت اصلی شدن اینهمه سبب چه داشت حضرت فرمود که آن مکان از اینجا چند صد کروه بود وآن شخص یکے از اقطاب بود چواو ازین دار فنا رحلت کرد ما را برائے تجهیز وتکفین او حکم شد بموجب امر رفتیم ویجا آوردیم بعد از امر غیبی بملائکه رسید که شخصے را تجویز کنید وتسبیح این را بدست او دهید من از غایت شادی سرخ وفربه شدم که شاید آن من باشم ملائکه بهر که عرض میکردند حکم بدرجه اجابت نمیرسید چون ملائکه عاجز شدند دوم بخود شدند حکم شد که فلان کافرے در نیوقت بفلان تبخانه پیش بت سر بخواب رفته این تسبیح بدست وے دهند ومرتبه این مراد را عطا نمایند همچنان کردند باز حکم رسید که شخصے را تجویز کنند وزنار این بگردن او افگنند من از غایت اندوه زرد ولاغر شدم که مبادا من باشم باز ملائکه بهر که عرض نمودند بدرجه اجابت فائز نے شد تا که حکم شد که فلان زاهد وعابد که مدتیست در زهد وعبادت است درین وقت در حجره فلان مسجد نشسته الله الله میکند این زنار بگردن او افگنند همچنان کردند چون این معامله دیدم باز بهیات اصلی رسیدم وشکر حق نمودم وبیقین دانستم که کار او موقوف بعلت نیست چون عاشق از اندیشه بهشت ودنیا ومافیها آزاد است گوید **قوله**

نام حافظ رقم نیک پذیرفت ولے	پیش رندان رقم سود وزیان اینهمه نیست

معنے آنست که نام حافظ بر رندی وعشق مشهور جهان شده وپیش رندان اندیشه نیک وبد وثبت ودوزخ یکسان است یعنے دنیا ومافیها را پشت پا زده اند واز غم واندیشه اعراض

واقبال غم ندارند غزل

حال دل با تو گفتنم هوس است	خبر دل شنفتنم هوس است

معنی آنست که هوسے دارم که از حال سودائے خود بیارلا اُبالی گویم و خبرے ازان کرسی نشین مکان عالی شنوم قوله

اے صبا امشبم مدد فرما	که سحرگه شگفتنم هوس است

صبا مراد مرشد امشب مراد دنیا و حالت هستی سحرگه روز قیامت و نیستی و فنا شگفتن خندان و خوش بودن معنی آنست که اے مرشد در حالت این هستی مستعار بیان حقائق و معارف فرما واز کشاکش حوادث بدا نجا راه نما که چون بحالت هستی معارف حقائق فرما شده باشم هنگام مودت بعالم نیستی شگفته روم بدانکه انسان در باغ جهان بمنزله گل است و میوه او معرفت الله است بس وسائر موجودات بمنزله برگ و شاخ قوله

طمع خام بین که قصه فاش	از رقیبان نهفتنم هوس است

قصه فاش کنایه از محبت و عشق که اشتهار یافته و نیز وصال از روے مشاهده نه از روے چرا که در دنیا رویه نیست رقیبان مدعیان و زاهدان و ملائکه بهر نوع معنی اظهار است قوله

شب قدرے چنین عزیز و شریف	با تو تا روز خفتنم هوس است

شب قدر مراد عمر یا شب وصال تا روز یعنی تا مرگ که هنگام بیداری است که قال علی رض اَلنَّاسُ نِیَامٌ اِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا و چون وصال از راه رویت در دنیا نیست بنابران در بیت آینده گوید قوله

وه که دُر دانه چنین نازک	در شب تار سفتنم هوس است

دُر دانه مراد وصال از رویت یا بے اندیشهٔ هجران شب تار دنیا قوله

از برائے شرف بنوک مژه	خاک راهِ تو رفتنم هوس است

از برائے شرف از برائے حصول بزرگی وصال رُفتن بضم رو بیدن قوله

همچو حافظ بر غم مدعیان	شعر رندانه گفتنم هوس است

همچو حافظ خطاب خود بخود است یا درین بیت خطاب معشوق است بعاشق یا خطابست بدل یا مرشد بمسترشد غزل

حسنت باتفاق ملاحت جهان گرفت	آرے باتفاق جهان میتوان گرفت

باید دانست که حسن بر دو نوع است صوری و معنوی صورتناسب اعضا و معنوی ملاحت و قیل کیفیتے است در محبوب معرا و مبرا که عاشق بمجرد دیدن آن بیخود میگردد و عشق ازان پیدا میشود- و آن فی الحقیقت لمعه نور وحدة حقیقی است **معنے** آنست که حسن تو تعدیل و تسویهٔ اجزاست وارکان تناسب و نسبت مساوات که کنایت ازان تجلی آثاری و اسمائی و صفاتیست باتفاق ملاحت که آن لمعهٔ نور وحدت حقیقی دران مخفی گشته جهانرا فراگرفته یعنی جهانرا از عشق الهی و تجلیهٔ خود گردانیده آرے چرا چنین باشد که گرفتگی جهان وابستهٔ اتفاق است و یحتمل که این بیت در نعت باشد و چون اظهار اسرار عشاقان دلریش کسے نتواند کرد بنابران گوید **قوله**

افشاء راز خلوتیان خواست کرد شمع	شکر خدا که سوز دلش بر زبان گرفت

الافشاء ظاهر کردن **خلوتیان** عاشقان و راز خلوتیان سوختگی و بیقراری و درد و الم **شمع** عاشق **گرفت** گرفته شد **معنے** آنست که عاشقے که خود باشد یا کنایه از دیگرے میخواست که اسرار عشاقان دلریش که سوختگی و بیقراری ست در معرض بیان آرد اما شکر خدا که سوز دل او بر زبان گرفته شد و گفتن نداد و زبان را بند کرد چه اظهار آن نوع از شکایت محبوب ے شد حاصل آنست که سوختگی و بیقراری عاشق معرا و مبرا از بیان است همون داند که باو ے گذرد چون هر چند که عاشق در مقام تلوین بصفات معشوق موصوف گردد اما نه بجاے که عین معشوق گردد بنابران گوید **قوله**

میخواست گل که دم زند از رنگ و بوے تو	از غیرتت صبا نفسش در دهان گرفت

گل کنایه از سالک **صبا** مرشد و عشق **معنے** ظاهری آنست یعنی گل هنگام شگفتن چون جمال باکمال رنگ و بوے خویش را دریافت میخواست که از رنگ و بوے دوست دم زند و در حالت کودکی سخن گوید کما نَطَقَ عِیسٰے فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا- از غیرت و رشک نفس آن گل را در دهان گرفت و مجال گفتنش نداد و معنے حقیقی آنست که عاشق چون در مقام تلوین بصفات معشوق موصوف گردید و یا آنکه تجلی ذات در خود دید و خود را عین او دانست خواست که منصور وار دم انا الحق زده در خود رنگ و بوے او نگرد از کمال غیرت توانا غیور صبا که مرشد یا عشق است مانع گشت و رخصت نداد

ابیات ☆ چه نسبت خاک را با عالم پاک ☆ چون عشق فی الحقیقت موجب

راحت کونین است وعاشق را بجز از عشق بچیزے التفاتے نہ بنابران گوید قولہ

چون لالہ کژ نہادہ کلاہِ طرب زکبر	ہر دل کہ داغ بادۂ چون ارغوان گرفت

بادہ چون ارغوان مے انگوری کہ سرخ مے باشد مراد ازان عشق حقیقی یعنے ہر دلے کہ داغ بادہ چون ارغوان گرفت آخر الامر چون لالہ از غایت کبر کلاہ طرب بر سر نہادہ یعنے ہر دلے کہ عشق آن ذات حقیقی حاصل کرد مدام در عیش وعشرت مشاہدہ ومعاینہ است وفارغ از رنجہاے این جہان فانی چون عشق آتشے است کہ بجنب او ہیچ آتش نے تواں رسید گوید قولہ

زین آتشِ نہفتہ کہ در سینۂ من است	خورشید شعلہ ایست کہ در آسمان گرفت

معنے این بیت ظاہر ست حاجت تحریر ندارد وچون عاشق بحسب الصورت مبتلاے رنج ومحنت بنابران گوید قولہ

آسودہ بر کنار چو پرکارے شدم	دوران چو نقطہ عاقبتم در میان گرفت

معنے آنست کہ قبل ازین بر کنار عالم پرکارے گشتم وہیچ محنت مبتلائے نشدم گردش زمانہ مرا بکشش عشق وجذبۂ محبت پیش از پیش نقطہ وار در دائرۂ محنت انداخت وبعشق تو مبتلا ساخت چون معشوق قائل مجازے الحقیقۃ مظہر جمال حقیقۃ اند وعاشقان بالمد مشاہدہ انوار حقیقی در وے مینمایند بنابران گوید قولہ

زانروی شوق ساغرِ مے خرمنم بسوخت	کاتش ز عکس عارض ساقی دران گرفت

ساغرِ مے محبوب مجازکہ مے تجلی محبوب حقیقی در وست وعارض ساقی ذات محبوب حقیقی معنے آنست کہ عشق محبوبان مجاز ازان واسطہ خرمن ہستی مارا بر باد دادہ کہ مظہر جمال حقیقی شدہ اند چہ خوبان مجاز نزد اہل حقیقت مظہر جمال حقیقی اند کہ پرتو جمال الٰہی در ایشان نمایان است چنانچہ گوید ؎ منکہ در صورتِ خوبان ہمہ اوے بینم ٭ تو مپندار کہ من روے نکوے بینم ٭ مغربی انچہ تواش میطلبی در خلوت ٭ من عیان بر سر ہر کوچہ وکوے بینم ٭ الحال چون تقاضاے زمان این ست کہ عاشقان کامل از نظر مخفی گشتہ ومقلدان کوچہ گرد وکوبکور ونمودہ بنابران گوید قولہ

خواہم شدن بمیکدہ گریان وداد خواہ	زین فتنہا کہ دامن آخر زمان گرفت

معنے آنست کہ بسبب این فتنہا کہ در آخر زمان روے نمودہ وآن اینست کہ عاشقان بالمد از نظر مخفی شدہ ومقلدان ہر سو رونمودہ کسے نیست کہ دستگیری عاشقان دلریش نماید آخر الامر گریان ونالان رجوع بعشق

ملہ عالم عشق در سر شد ۱۲

او خواهم نمود که همون علاج بیچارگان نماید و چون در دنیا بهتر از عشق کارے نیست که وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اے لیعرفون عرفان بے عشق ممکن نیست بنابران میگوید قولہ

میخور که هر که آخر کار جهان بدید	از غم سبک برآمد و رطل گران گرفت

رطل پیمانہ معنے آنست که در حصول می عشق الٰہی ساعی باش چرا که هر که آخر کار جهان را دریافت و معلوم نمود که این جهان را با هیچکس پایندگی نیست و طالب آنرا بجز رنج و محنت حصولے نه از غم و تعلقات دنیا سبک برآمد اے فی الحال ترک اینها نمود و دست در دامن رطل گران که عشق است درزد و چون تقاضاے دانش کامل آنست که ترک این دنیا و مافیها نماید و حصول عشق کند بنابران گوید قولہ

بر برگ گل بخون شقائق نوشته اند	کانکس که پخته شد می خون ناروان گرفت

معنے آنست که بر برگ گل بخون آن گل نوشته یعنی گل سرخ که لاله است و در سرخی خود بلون خون است تا دلیل همین مینماید که هر که دانا و عاقل است و دانش او را و بکمال آورد و در شرب شراب سرخ که کنایة از عشق حقیقی است میل نمود و چون عشق باعث فیروزی مطلب است بنابران گوید قولہ

مے ده بجام زر بصباح صبوحیان	چون بادشه بتیغ زرافشان جهان گرفت

مخاطب محذوف و آن ساقی است معنے آنست که اے ساقی عنایت ازلی مے عشق خود بموجب وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا بجام زر که دل مصفاے منست بهنگام صباح صبوحیان که وقت فیض است بریز که آن جام زر در صفا چون بادشاهی که به تیغ زرافشان جهان گرفت شده اے در روشنی بمنزلة آفتاب گردیده و چون عشق موجب فراغت از تعلقات دنیوی است بنابران گوید قولہ

فرصت نگر که فتنه چو در عالم اوفتاد	زاهد بجام می زد و از غم گران گرفت

بجام مے زد یعنی مے در جام انداخت معنی آنست که زاهد را که دل من است و قبل ازین زاهد ترین زمانه بود ببین که چون عالم پر از حوادثات یافت فرصت وقت یافته در عشق معشوق مستغرق گردید و از غم و تعلقات دنیوی یکسو شد چون سخن حافظ ازان معرا است و مبرا است که کسے دران نکته تواند گرفت بنابران گوید قولہ

حافظ جواب لطف ز نظم تو مے چکد	حاسد چگونه نکته تواند دران گرفت

معنے آنست که اے حافظ چون کلام تو بنوع لطیف است که لطف از و میچکد پس حاسد را چه یارا

که نکته دران گیرد و معیوب سازد غزل

خدا چو صورت ابروی دلکشای تو بست	کشاد کار من اندر کرشمهای تو بست

باید دانست که این غزل در نعت حضرت رسول مقبول است معنی آنست که خالق الخلائق ازان روزے که شکل ابروے دلکشای تو تصویر کرد یعنی ذات مجمع اللطف و العنایت تر بر منصهٔ ظهور جلوه گر ساخت کشایش بستگیهای کار مرا وابسته کرشمهای تو کرد یعنی لطف و عنایت تست گردانید پس اگر تو ظل عاطفت کریمانه بر سر ما اندازی ازین ورطهٔ مهلکه که دنیا است یا عالم بشریت و یا جدائی محبوب حقیقی است رهائی یافته بساحل جمعیت که مقام وصل است جائے یابم وچون بے مدد نسیم روح افزاے الطاف و عنایت حضرت گل مراد عاشق روشگفتگی نتواند آورد بنابران میگوید

قوله هم از نسیم تو روزے کشایشے یابد	چو غنچه هر که دل اندر پے هواے تو بست

معنی آنست که اے نتیجه ذات پاک خدا هر عاشقے که دل خود در خیال عشق تو چون غنچه وابسته گردانید و بانواع شدت و بلا مبتلا ساخته موجب شگفتگی آن بستگی و رهائی ازان گرفتگی غیر از مدد نسیم الطاف تو نمیتواند و چون هر چه که در تحت کن آمده داغ غلامی و بندگی آنحضرت بر جبین دارد بنابران گوید

قوله مراد سرو چمن را بخاک راه نشاند	زمانه تا قصب نرگسین قباے تو بست

سرو چمن مرشد زمانه صاحب زمانه ذکر سبب و ارادهٔ مسبب یعنی الله تعالے و زمانه را دهر گفته اند و دهر نام خدا است که لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ الدَّهْرَ أَنَا نرگسین قبا نوع از قبا که گلهاے نرگس بر و منقش بود مراد از قصب نرگسین قبا ذات معلومیه مبارک علیه السلام یعنی ازان روزے که الله تعالے ذات مبارک ترا در معرض ظهور آورده مراد مرشد طریقه مرا بخاک راه تو نشاندے از کمترین خادمان و اُمیدواران اینجناب گردانیده و جبین مرا بداغ غلامی مزین ساخته چون مژده و نوید اُمتی اُمتی موجب فرحت و شادی غمزدگان گردید بنابران گوید قوله

ز کار ما و دل غنچه بس گره بکشود	نسیم صبح چو دل در پے هواے تو بست

هوا محبت و آرزو معنی آنست که مرشد طریقهٔ ما چون دل در محبت تو بسته و یکے از محبان این جناب گردیده از کار ما و دل چون غنچه بسته شدهٔ ما بس گره بکشود یعنی بس غمها و الما از خوف خاتمه و حشر و نشر که بر دل ما بود و ازان ترسان و لرزان بودیم رفع آنها نموده بمقام رجا آورده

که ؎ مخور غم اے پسر از ہیچ راہے ✤ که دارم چون محمدؐ عذر خواہے ✤ چون بے رضاے محمدی ہیچکس کارے پیش نے برد بنا بران گوید قولہ

مرا بہ بندِ تو دوران چرخ راضی کرد	ولے چہ سود کہ سررشتہ در رضاے تو نیست

معنے آنست کہ گردش چرخ مرا بہ تعلق حبل المتین تو کہ ملت نبویست راضی گردانیدہ اے دلِ مرا باین تکلیفی ساختہ کہ از اُمتِ توام اما باین نکتہ چہ سود کہ سررشتہ یعنی اصل کار در رضاے تو بستہ تا آنکہ حصول رضاے تو ننمودہ شود ہیچ پیش نمیرود ؎ آنکہ او روے بہ بہبود نداشت ✤ دیدن روے نبی سود نداشت مراد از بہبود حصول رضاے حضرت چون عاشق مدام خواہان لطف معشوق بنا بران التجا بجناب حضرت میکند قولہ

چو نافہ بر دلِ مسکین من گرہ منگن	کہ عہد با سرِ زلفِ گرہ گشاے تو نیست

سرِ زلف کشش و جذبہ معشوق معنے آنست کہ اے نتیجہ ذات پاک خدا مانند نافہ بر دلِ مسکین من گرہ مزن و در پیچ و تاب کشمکشِ ہجران مدار کہ این دل بیچارہ عہد دوستی با جذبہ عشق تو بستہ است باید کہ فضلِ خود بدو ارزانی داری و بجالِ او پردازی - و چون عشق موجب بیقراری ست بنا بران گوید

قولہ مرا و مرغ چمن را ز دل ببرد آرام	سحر گہ آن کہ دل ہر دو در نواے تو بست

تمہید آن کہ وقت سحر چون صبا بغالیہ سائی و گل بجلوہ گری بود عاشقان درماندگان بادیہ ہجران را سوزشے و بیقراری روے میدہد شیخ بیقراری خود بیان میکند یعنی مرا و مرغ چمن را کہ مرشد طریقہ است در ہنگام سحر بیقرار و بے آرام ساخت آن کسی کہ دل ما ہر دو را وابستہ طرب اللسانی و عذب البیانی کہ استماعی است کردہ و آن عشق است یعنی عشق تو ما یان را در بیقراری آوردہ چون طریقہ معشوقان بے التفاتی است و آن موجب خرابی عاشقان است بنا بران گوید قولہ

تو خود حیات دگر بودی اے زمان وصال	خطا نگر کہ دلِ اُمید ہواے تو بست

زمان وصال محبوب معنے آنست کہ اے محبوب من مدتے در عشق تو بسر بردم و احتمال بلا ہا نمودم اما چون نیک نگاہ کردم زندگی بخش دیگران بودے پس خطاے دل ما بین کہ اُمید وفا از تو داشت چو معشوقان از کمال استغنا کہ دارند گوش بسخن کسے نمیدارند و بجال کسے نے پردازند بنا بر آن مصرع ثانی بزبان معشوق گوید قولہ

ز دست جور تو گفتم ز شہر خواہم رفت	بخندہ گفت کہ حافظ بر کہ پاے تو بست

جور محرومی از وصال که بر عاشق بمنزلهٔ جور است نه که فی الواقع معاذ الله که جور از آنحضرت صدور یابد معنی بیت اظهر است غزل

خلوتِ گزیده را بتماشا چه حاجتست	چون کوی دوست هست بصحرا چه حاجتست

معنی آنست که آن کسے را که تارک دنیا شده اختیار گوشهٔ عزلت نموده بتماشای جهان چه کار و چون از همه بریده مانند پای شکستگان مجاور کوی محبوب گردیده و مسکن و ماوای خود ساخته بصحرا چه حاجتست و چون کار مسترشد بے مدد مرشد بجاے نمیرسد بنابران گوید قولہ

جانان بجاجتے که ترا هست با خدا	آخر دمے بپرس که ما را چه حاجتست

معنی آنست که اے مرشد طریقه سوگند ترا بجاجتے که با خداے خود داری آخر دمے باستفسار احوال ما بکوش که ما چه حاجت داریم و چون عاشق را که مسترشد است بسا مقامے روے میدهد که دران مقام ملاح را که مرشد است گنجائش نمیباشد بنابران بجعول بدلاح اعلے می شتابد قولہ

آن شد که بار منت ملاح بردمے	گوهر چو دست داد بدریا چه حاجتست

ملاح مرشد گوهر وصل و عرفان و دریا عشق یعنے آن وقت گذشت که منت مرشد بردے و توسل بعشق جستے اکنون وقتے دست داده و حالتے روے نموده که بملاح که مرشد است و دریا که عشق است کارے ندارم زیرا که آنها سبب عرفان اند و چون بسبب عرفان رسید بدریا و ملاح که سبب اند چه کار سوال هیچکس را از سلف و خلف بمرشد این قسم بے التفاتی روا نداد پس از خواجه که تبع تابعین است این نوع گستاخی چه باشد جواب باید دانست که آداب مرشد را مقامات است که در حضور گنجائش نباشد جبرئیل را که مرشد وقت رسول ع بود گنجائش نبود که لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْهِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ و یا آنکه گوییم که این کلام بمرشد نسبت که سوے ادب را دران مدخل باشد بلکه بمحبوب حقیقی عرض میکند چون خواجه مقصود اصلی پیوست بنابران بشکر نعمت بموجب اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ بر زبان میراند که آن وقت گذشت که میان ما و تو واسطه بود که عرض حال بد و میکردم و بار منتش بسرے بردم اکنون که از عنایت تو غنچهٔ مرادم بکشاد و مقام حضور دست داد بعرض حال خود می پویم و جواب آنرا خود میجویم باید دانست که اگرچه احتیاج لازمهٔ عاشق است اما چون شایان عاشق و مناسب طالب آنست که بارادهٔ معشوق راضی بود

وبفضل محبوب خورسند بود وم نزند که اَلاِرَادَۃُ مِنَ الاِرَادَۃِ بنابران گوید قولہ

ارباب حاجتیم وزبان سوال نیست	درحضرت کریم تقاضا چہ حاجتست

معنے آنست کہ اے محبوب من اگرچہ ما از ارباب احتیاج ہستیم لیکن سوال کردن نے تو انیم چرا کہ تو کریم ہستی و درجناب کریم تقاضا احتیاج ندارد چہ کریم آنست کہ ناخواستہ عطا کند وچون احوال عاشق دمبدم ہرچونکہ ہست برمعشوق اظہر من الشمس است بنابران گوید قولہ

جام جہان نماست ضمیر منیر دوست	اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجتست

دوست عبارت از محبوب حقیقی شد ومعنی بیت اظہر است حاجت تحریر ندارد وچون حال عاشق مختلف است گاہ قبض گاہ بسط کہ مُشَاہَدَۃُ الْاَبْرَارِ بَیْنَ التَّجَلِّیْ وَالْاِسْتِتَارِ بنابران از مقام قبض کہ اخفای تجلی است وآن موجب اضطراب عاشق است مے گوید قولہ

اے بادشاہ حسن خدا را بسوختم	آخر سوال کن کہ گدا را چہ حاجتست

معنے آنست کہ اے بادشاہ حسن از آتش ہجران تو خرمن ہستی ما سوختہ شدہ بواسطۂ خدا رحمے نما وبحال ما پرداز ویکمرتبہ بپرس کہ آن گدا را چہ حاجت است وچون معشوق ہردم توقف وتاخیرے در وصل مے آرد وہجے درمیان مے افگند وآن موجب قتل عاشق میگردد بنابران گوید قولہ

محتاج قصہ نیست گرت قصد جان ما ست	چون رخت از آن تست بغما چہ حاجتست

قصہ گفتگو وتاویل رخت جان معنے آنست کہ اے محبوب من اگر قصد جان ما داری بکمبر احتیاج گفتگو وتاویل چیست کہ دریغ جان خود نمیکنم اما التماس ما اینست کہ چون این جان از حیطۂ تصرف تو بیرون نیست ویکے از اسیران تست چہ حاجتست کہ چنین بیباکانہ در تاراج آن سعی مینمائی وچون تقاضا شایان عاشق نیست بنابران بدل حزین خود تسلی میدہد ویا زبانی معشوق است قولہ۔

اے عاشق گدا چو لب روح بخش یار	میداندت وظیفہ تمنا چہ حاجتست

معنے آنست کہ اے عاشق فقیر چون لب روح بخش یار کہ عبارت از لطف محبوب است وظیفۂ ترا میداند وبحال تو بینا است پس تمنای تو چہ حاجت وازین بیقراری ترا چہ نفع ویا آنکہ خطاب بدل برائے تسلی است وچون مشغول شدن عاشق بگفتگو سد راہ است بنابران گوید قولہ

اے مدعی برو کہ مرا با تو کار نیست	احباب حاضرند بما عد اچہ حاجتست

مراد از احباب معشوق و اعدا منکر اگرچہ اینہا لفظ جمعند مراد ازان مفرد است چنانچہ اگر نزد شخصے دوستے و دشمنے نشستہ باشد و گوید کہ مرا بد دستان کار ست نہ با دشمنان مراد ہمان دوست و دشمن است معنے آنست اے منکر برو کہ مرا بتو کار نیست چرا کہ معشوق ما حاضر و ناظر است اورا گذاشتہ با عدا کہ تو ئی کارے نداریم چون ہنر و عیب ہر کس از سخنانش ظاہر است حاجت تقریر ندارد بنابران گوید قولہ

حافظ تو ختم کن کہ ہنر خود عیان شود	با مدعی نزاع و محاکا چہ حاجتست

نزاع جنگ محاکا حکایت با یکدیگر کردن مراد گفتگو غزل

خوشتر ز عیش صحبت باغ و بہار چیست	ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

باغ کنایہ از دلست بہار یعنے گل چنانچہ در مخزن است ؎ رسم ترنجست کہ در نو بہار ۔ پیش دہد میوہ پس آر دبہار ۔ مراد ازان مشاہدات ساقی مراد مرشد و نیز وعدۂ الٰہی و جذبۂ عشق بہر نوع صورت می بندد معنے آنست کہ خوشتر ازین عیش کہ بصحبت باغ کہ کنایہ از مراقبۂ دلست و تماشاے بہار کہ مشاہدات تجلیات است چیست کہ در پے آن باشم و چون این آواز بیخواری و آن موقوف بمدد ساقیست بنابران گوید کہ ساقی مرشد است کجا بگوئید با و کہ سبب چندین انتظار چیست می باید کہ توجہ کریمانہ بحال ما نمائی یعنے ساغرے کہ کنایہ از محبت ذاتیست بما عطا نمائی تا بنوشیدن آن بعیش مذکورہ اشتغال نمایم سوال چون حصول عشق ننمودہ بود مشاہدات تجلیات از کجا بود جواب مشاہدات بسبب صفائی دل کہ از زہد و تقوی میشود نیز روے میدہد و چون سالک را میابد کہ بہر وقت کہ فراغ خاطر روے دہد در میخواری کہ عشقبازیست بکوشد بنابران گوید قولہ

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار	کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

معنے آنست کہ چون کسے را با نجام کار خود آگاہی نیست کہ چونست پس باید کہ نظر بر لطف معشوق داشتہ ہر وقت خوش کہ کنایہ ازان فراغ دل است میسر آید مغتنم شمارد و بخواری اشتغال نماید و در خوف و رجا این و آن نشود و چون این عمر دو روزہ محل ثبات و اعتماد نیست بنابران گوید قولہ

پیوند عمر بستہ بمو یست ہوش دار	غمخوار خویش باش و غم روزگار چیست

معنے آنست کہ پیوند عمر بستہ بمو یست یعنے زندگی محل اعتماد نیست پس باید کہ ہوش را کار

کار فرمائی و غم خود خوری و در حصول عشق سعی نمائی و غم زمانہ چیست کہ بدان مشتغل شوی و چون کارے بہتر از عشق نیست بنابران گوید قولہ

معنیٔ آب زندگی و روضۂ ارم	جز طرف جویبار و مے خوشگوار چیست

آب زندگی آبحیات مراد ازان عشق کہ موجب حیات سرمدیست روضۂ ارم باغ بہشت کنایۃ از دل مصفا و درین بیت لف و نشر غیر مرتب چہ طرف جویبار بر روضۂ ارم و خوراست و مے خوشگوار بآب زندگی معنے آنست کہ معنے آبحیات و روضۂ ارم جزئے خوشگوار و جویبار چیست یعنے طرف جویبار کہ کنایۃ از دل مصفا است بمنزلۂ روضۂ ارم است و مے خوشگوار کہ کنایت از محبت ذاتیست بجاے آب حیات است می باید کہ بحصول تصفیۂ دل و حصول عشق ساعی باشم کہ بہتر ازین ہیچ نیست و چون عابد و زاہد و عاشق ہمہ کس طالب آن ذات اند بنابران گوید قولہ

مست و رند و عابد و زاہد ہمہ	ما دل بعشوۂ کہ دہیم اختیار چیست

مست و رند عابد و زاہد و صوفی معنے آنست چون عابد و زاہد و صوفی و مست و عاشق و رند از یک قبیلہ اند یعنے ہمہ طالب آن ذات اند و جویاے او ما طالب کہ باشیم و کرا اختیار نمائیم و چون دانست کہ موقوف بنصیب است فرمود اختیار چیست یعنے اختیار اوست و چون عاشق راے باید کہ بسبب تقصیرے کہ ازو واقع شود نومیدی را بخود راہ ندہد کہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ بنابران گوید قولہ

سہو و خطاے بندہ گرش اعتبار نیست	معنیٔ عفو و رحمت آمرزگار چیست

معنے آنست کہ اگر خطا و فراموشی عاشق را نزد معشوق اعتبارے نیست پس معنیٔ عفو و رحمت آمرزگاری چیست و این تلمیحست بحدیث اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ و این رو کسانیکہ اینمعنے را قبول ندارند از سہو و خطاے خویش بغضب خدا گرفتار اند باید دانست کہ عاشق را ہر دم غمے و لے روے میدہد چرا کہ العشق تمام المحنۃ والبلا و عاشق ناقص اینہمہ اندوہ و بلا را از گردش فلک دانستہ زبان بلامت و مذمت چرخ میکشاید و چون فی الحقیقت اینہمہ ارادہ و امر الٰہی است بنابران گوید۔ قولہ

راز درون پردہ چہ داند فلک خموش	اے مدعی نزاع تو با پردہ دار چیست

معنے آنست کہ اینہمہ اندوہ و بلا و رنج کہ بر عاشق نزول میکند خالی از حکمے نیست و بارادہ

الٰہی است فلک را باین اختیارے و وقوفے نیست پس اے مدعی خموش باش و زبان از ملامت فلک کوتاہ کن کہ این بیچارہ بمنزلہ پردہ دارست و محکوم حکم او و نزاع تو با پردہ دار چیست یعنی بیہودہ است و این بیت رد فلاسفہ است کہ خیر و شر و نیک و بد را بفلک وابستہ و موثر حقیقی ایشان را دانند و بیان آن بواضح ترین در بیت سیر سپہر و دور قمر را چہ اعتبار مرقوم شدہ چون انجام کار ہر یکے امر یست مبہم از انجہت کہ موقوف بعلۃ نیست کہ قَبِلَ مَنْ قَبِلَهٗ لَا لِعِلَّةٍ وَرَدَّ مَنْ رَدَّهٗ لَا لِزَلَّةٍ بنابران گوید قولہ

زاہد شراب کوثر و حافظ پیالہ خواست	تا در میانہ خواستۂ کردگار چیست

شراب کوثر کنایہ از زہد و تقوے و صلاح پیالہ مراد عشق مجاز چہ نوشیدن شراب مجاز پیالہ در کار است ہمچنین بحصول عشق حقیقے عشق مجازی میباید کہ اَلْمَجَازُ قَنْطَرَةُ الْحَقِیْقَةِ و نیز کنایہ از میخواری از ذکر سبب و ارادۂ مسبب و مراد ازان طریقۂ ملامتیہ معنے آنست کہ زاہد بزہد و صلاح و تقوے خود مغرور و حافظ بہ عشقبازی و طریق ملامتیہ مسرور اما باید دید کہ درمیان من و او خواستۂ کردگار چیست یعنی کدام کس بوصل او رسد۔ غزل

خیال روے تو در ہر طریق ہمرہ ماست	نسیم موے تو پیوند جان آگہ ماست

خیال در ینمقام بفتح خا کہ بمعنے صور خیالیہ کہ در دل میگذرد نہ بکسر خا کہ بمعنے قوت است از قواے انسانیہ معنے آنست کہ اے محبوب من اگرچہ بصورت از مشاہدۂ روح افزاے تو مہجوریم اما در ہر جاے و ہر حالے کہ ہستم بخیال تو مسرور دمے از تو غافل نیم و نفسے از خیال تو عاطل نہ و نسیم کوے تو کنایہ از محبت و یا ذوق مشاہدۂ تست مونس و زندگی بخش جان آگہ ما است آرے اگر خیال محبوب در پیش چشم عاشق اینچنین موجود نباشد مرغ جان عاشق قفس اجسام را بشکند و پرواز بسوے گلزار بے نشان کند و چون مرعاشق را برائے رد مدعیان و منکران دلیلے شافی و برہانے کافی بہتر از جمال محبوب نیست بنابران گوید قولہ

برغم مدعیانے کہ منع عشق کنند	جمال چہرۂ تو حجت مؤجہ ماست

معنے آنست کہ اے محبوب من علے رغم مدعیانے کہ ما را از مبالغہ عشق تو منع کنند و زبان طعنہ بر ما دراز مے کنند برائے رد شان نیکو ترین حجت ما جمال چہرۂ تست کہ ترک عشق اینچنین صورتے زیبا و شکلے رعنا چگونہ باید نمود نقلست کہ چون زلیخا بر یوسف علیہ السلام عاشق شد و عنان

طاقتش از دست رفت زبان خلق بر دراز شد تا آنکہ جماعتے از زنان خویش و اقربای او جمع شدہ
برو آمدند و ملامت کردن گرفتند کہ ہیچ شرم ترا نمی آید کہ بر غلام زر خریدۂ خود عاشق شدۂ زلیخا جواب
داد کہ زبان تعرض کوتاہ کنید کسے را کہ من دیدہ ام اگر شما ببینید یکے ہمچو ما شوید ہمہ ابا نمودند و
گفتند ما ہمچو تو نایم زلیخا ہمہ را روزے ضیافت کرد و از ہر اقسام و انواع و اطعمہ و اشربہ موجود ساختہ
پیش ہر یک آورد و کاردے و ترنجے نیز پیش ہر یک علاحدہ نہاد و گفت ساعتے توقف کنید تا من نایم
دست بطعام نبرید زلیخا پیش یوسف رفت و گفت اے محبوب من زبان تعرض خلق بر ما دراز شدہ
بیرون آئی و جمال جہان آرائے خود را بنما و زبان تعرض ایشان از ما کوتاہ کن یوسف اول ابا آورد
و آخر الامر چون عجز و زاری زلیخا بیشتر دید قبول کرد و جامہائے فاخر در بر گرفتہ و آراستہ و پیراستہ
باصد ہزار ناز بمجلس این طاعنان در آمد بمجرد دیدن ہمہ را نظر بر یوسف دوختہ شد و عنان طاقت
از دست رفت و بسجدے شیفتہ جمال وے شدند کہ ہر یک بجاے ترنج دستہائے خود را قلم ساختند
چون یوسف علیہ السلام بمحل خود رفت آن طاعنان بہوش آمدند چہ بینند کہ دستہا قلم شدہ زلیخا گفت
فَذٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ہمہ سرندامت در پیش افگندند زلیخا گفت اے طاعنان بیکدیدن حالت
شما چنین شد پس ملامت شما بر ما روا نیست باید دانست کہ معشوق برائے امتحان عاشق و فریب
دادن او لطف قہر آمیز در کار میکند بعضے مشغوف آن شدہ از کار درمے افتند و بعضے ہمچنان
بحصول مدعا کہ وصل ست سرگرم میباشند و فریفتۂ آن نمیشوند بنابران گوید قولہ

ببین کہ سیب زنخدان تو چہ میگوید	ہزار یوسف مصری فتادہ در چہ ماست

سیب زنخدان عبارت از لطف قہر آمیز محبوب ست چیست میدانی زنخدان در صفات لطف
کردے قہر میماند بذات ۔ یوسف مصری کنایہ از عاشقان باللہ و مشتاقان للہ و چہ اشارت
بر کوک کہ زیر زنخدان باشد معنے آنست کہ اے محبوب من من و امثال این لطف قہر آمیز تو نخواہیم
شد و دست از حصول مدعا کہ وصلست باز نخواہیم داشت چرا کہ ببین کہ لطف قہر آمیز تو چہ میگوید کہ
ہزاران ہزار عاشق افتادہ اینجا فریب ما اند و یا آنکہ اے محبوب من تنہا نه من مفتون و فریب خوردۂ
لطف قہر آمیز توام بلکہ ببین کہ لطف قہر آمیز تو چہ میگوید کہ ہزاران ہزار عاشق افتادہ اینجا فریب
ما اند باید دانست کہ بے جذبۂ ذاتیہ جلیہ کار عاشق پیش نمیرود کہ اَلْجَذْبَةُ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِي عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ

وحصول آن بہمہ عاشقان میسر است لیکن موقوف بر استعداد بنابران گوید قولہ

اگر بزلف دراز تو دست ما نرسد	گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست

زلف مراد جذبہ کہ ؎ زلف نام جذبۂ ذات حق است ✤ دل کہ قیدش گشت جان مطلق است ✤ و دوازی زلف اشارۃ باحاطۂ جذبۂ ذاتیہ مر جمیع عاشقان را و باہمگی مخلوقات کہ در عشق اوست معنی آنست کہ اے محبوب من اگر دست ما بجذبۂ ذاتیہ جلیہ علیہ تو نرسد وحصول آن میسر نیاید ہیچ نکوہش وملامت بجناب تو عائد نمیگردد بلکہ این گناہ بخت پریشان و دست کوتہ من ہست کہ مرا اینچنین بخت کجا و استعداد کو وگرنہ از جانب مبدا ہیچ تجلی نیست ہرچہ ہست از بے استعدادی ماست کما قال اللہ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ و ناظم نیز جاے دگر گفتہ است ؎ ہرچہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست ورنہ تشریف تو بر بالاے کس کوتاہ نیست ✤ سوال ازین بیت معلوم میشود کہ حصول عشق میسر شدنیست وابیات بالا مقتضے حصول عشق است چرا کہ ہمراہی خیال معشوق در ہر حال و ہر جا خاصۂ عشق است جواب آنست کہ ازین بیت معلوم میشود کہ تقاضاے جذبۂ ذاتیہ مینماید چرا کہ عشق چیزے دیگر وجذبۂ ذاتیہ چیزے دیگر عشق افراط محبت را گویند کہ اَلْعِشْقُ اِفْرَاطُ الْمَحَبَّۃِ کہ دمے بے یاد او نمیتواند ماند کہ ؎ بہ بیداریش فتنہ بر خد و خال ✤ بخواب اندرش پاے بند خیال ✤ تو گوئی بچشم اندرش منزلست ✤ وگر چشم بر ہم نہی در دلست ✤ وجذبۂ ذاتیہ کششے را گویند کہ معشوق بدان عاشق را بخود منجذب سازد و مدار کار برین است ؎ تا کہ از جانب معشوق نباشد کششے ✤ کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد ✤ و باید دانست کہ بسا کس از عاشقان ہستند وجذبۂ الٰہی را در نیافتہ اند چنانچہ در جوامع الکلم ملفوظ نصیر الدین چراغ دہلی مرقوم است کہ روزے جماعتے از ابدالان در طواف و سیر بودند یکے از ایشان گم شد و دیگران چون چنین دیدند کہ شخصے از میان ما گم شد کہ خداوندا در باب آن شخص چہ حکم میشود بجاے او دیگرے آریم یا ہمو نرا استقامت میشود فرمان شد کہ ہم از وے بپرسید بجستند دیدند در خانہ مبہوت نشستہ گفتند ترا چہ افتاد گفت در اثناے طواف بودم عورتے را بریں در دیدم مبتلاے او شدم گفتند اکنون بگریز گفت چون خیزم دل کجا میرود پاے کرا یاری میکند آن ابدالان مناجات کردند چہ فرمان شود بجاے او دیگرے آریم یا ہمون را استقامت میشود فرمان شد کہ او را بپرسید عورتے را کہ مبتلاے ازو چہ آرزو داری گفت یک کنارے فرمان شد تو دستہا بکشا ما او را بتو میفرستیم او دستہا

فراز کرد صورتے بروے ظاہر گشت این مرد او را در کنار گرفت ندا آمد کہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا چون نظر کرد ہیچ درمیان ندید مرد ابدال را جذبہ رسید سوزی و طلبی خواست سبحان اللہ ابدال بود و طالب نبود و یحتمل کہ از زلف دراز مراد عالم کثرت و تفرقہ کہ حاجت روے تست معنی آنست کہ اے محبوب من اگر دست من بدین تعینات کہ حاجب روے ذات تو شدہ اند نمیرسد و رفع اینہا نمودہ راہ بمشاہدہ روے تو کہ وحدت حقیقی است نمیتوانم گناہ بخت منست و بے استعدادی ما تقصیرے از جانب تو نیست باید دانست کہ حاجب در خلوت سرائے کہ وحدت حقیقی است ابلیس است کہ مانع است سالکان را مگر کسانے را کہ مامور بدخل آن شدہ اند بنابران گوید قولہ

بحاجب در خلوتسرائے خاص بگو	فلان ز گوشہ نشینان خاص درگہ ماست

حاجب دربان اینجا مراد ابلیس کہ نگہبان در وحدانیت است و مانع سالکان احدیت ست۔ خلوتسرائے خاص وحدت حقیقی معنی آنست کہ اے محبوب من با بلیس کہ نگاہبان در وحدانیت است و مانع سالکان احدیت بفرما کہ فلان یعنے حافظ اگرچہ کاہ است اما از گوشہ نشینان خاص این درگاہ است و قولہ

بصورت از نظر ما اگرچہ محجوب است	ہمیشہ در نظر خاطر مرفہ ماست

اگرچہ بسبب عالم جسمانی از ما دور افتادہ اما مدام در نظر خاطر مرفہ ما است کہ نگاہداشت آن بر ہمگنان لازم و معنے مصرع را اگر این معنے مرقومہ مراد نباشد پس خلل در معنی می افتد چہ از نظر اللہ تعالے ذرہ پوشیدہ نیست و بگو بآن حاجب قولہ

اگر بسائلے حافظ درے زند بگشاے	کہ سالہاست کہ مشتاق روے چو نمہ ماست

اگر حافظ بسائلے فتحباب درے کہ تو حاجب اوئی نماید بگشا و مانعش مباش کہ سالہا است کہ متوجہ درگاہ ما است و مشتاق روے چون ماہ ما است غزل

خمے کہ ابروے شوخ تو در کمان انداخت	بقصد جان من زار ناتوان انداخت

خم کجی ابرو مراد وجود بشریت از انرو کہ ابرو حاجب چشم است و وجود سالک نیز حجابیست مر سالک را از وصل ذات حق کمان بتصویر صورت او ست و کمال جمال ابرو در کجی است معنے آنست کہ اے محبوب من ابروے شوخ تو کہ وجود ما است کمان وار بر آمدہ محض بقصد جان زار ناتوان ما است از برائے

قتل من است یعنی اے جانمن این جسم ما کہ از عدم بوجود آوردہ وحاجب وار درمیان انداختہ وحالت قرب را بعد مبدل ساختہ محض از برائے قتل منست کہ موجب خونخواری من شدہ وچون عشق لضیۂ ازلی است نہ امروزی بنابران گوید قولہ

نبود رنگ دوعالم کہ رنگ الفت بود	زمانہ طرح محبت نہ این زمان انداخت

معنے آنست کہ اے محبوب من در زمانۂ رسم محبت وطریق عشق نہ الحال وضع شدہ بلکہ ازین ہر دوعالم رنگے وبوے یعنے اثرے ونشانے نبود کہ محبت بود کہ خود فرمودہ کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ الخ بلکہ ہمین محبت واسطۂ ایجاد کونین گردیدہ وچون موجب عشق وسوختگی وبیقراری عاشق غیر از مشاہدۂ محبوب نمیباشد گوید قولہ

شراب خوردۂ وخوکردہ کے شدی بچمن	کہ آب رویتو آتش درارغوان انداخت

شراب خوردہ مست خوکردہ باکمال جمال چہ عرق بر روے موجب ازدیاد حسنست چمن دل ووجود عاشق ارغوان کنایہ از عاشق معنے آنست کہ اے محبوب من باکمال جمال واز شراب ناز سرمست کے درچمن دل ما ظہور کردی کہ اینہمہ آتش درخرمن دل ما افتادہ واین استفسار بر طریق تجاہل وانکار محبوب است یعنی تو خود میدانی کہ این سوختگی وبیقراری ما محض نمایش جمالِ باکمالِ تست وچون جمال محبوب موجب فتنہ وشہرۂ عالم است گوید قولہ

بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد	فریب چشم تو صد فتنہ درجہان انداخت

معنے آنست کہ اے محبوب من نرگس بیک کرشمہ کہ مناسبت وتشبیہ بچشم محبوبان دارد خود فروشی کردو تو بخوبی شہرۂ عالم گردیدہ ونگاہ چشم تو فتنہا درعالم انداختہ وعالمے را مفتون خود ساختہ اگر بخوبی شہرۂ آفاق گردد چہ عجب باشد وچون در چشم عاشق عزیز تر از ظہور محبوب نہ گوید قولہ

خراب وخستۂ قد تو ام تعالے اللہ	چہ کلک بود کہ این خط دل نشان انداخت

تعالی اللہ لفظے است کہ درمحل بزرگی استعمال میکنند معنے آنست کہ اے محبوب من مفتون وعاشق قد تو کہ کنایہ از امتداد ظہور است در اشباح کائنات ہستم چہ کلک بود اے چہ نیکو ارادہ بود کہ بدان امتداد ظہور کردی یعنے خود را بتجلیات متنوعہ وظہورات متلونہ درمیان اشباہ کائنات واجسام موجودات درنمایش آوردہ وظاہر ساختہ قولہ

بنفشہ طرۂ مفتول را گرہ میزد	صبا حکایت زلف تو درمیان انداخت

یعنی عاشق بنفشه کردار طرهٔ مفتول که ذات اوست گره میزد یعنی آرستگی میداد یعنی دم از خوبی و کمال میزد مصباکه کنایه از مرشد است حدیث زلف که عشق است در میان آورد یعنی محض سبب عشق اوست که ترا بدین پایه رسانیده دگرنه تو کجا و این کمال کجا قوله

زشرم آنکه بروے تو نسبتش کردند	سمن بدست صبا خاک در دهان انداخت

معنے یعنی سمن که از صبا خاک بر و افتاده گویا که بسبب شرم اینکه مرا در انسبت بروے تو کردند خاک در دهن خود انداخته که من کجا و آن رو کجا و چون عشق موجب شغل مے و مطرب است گوید قوله

من از ورع مے و مطرب ندیدمے زین پیش	هوائے صحبتگانم در این و آن انداخت

هرگز

معنے آنست که من از غایت ورع و تقوے هرگز مے و مطرب نگاهے نمیکردم لیکن عشق محبوبان مارا در مے و مطرب انداخته قوله

ببزمگاه چمن دوش مست بگذشتم	چو از دهان تو ام غنچه در گمان انداخت

معنے آنست که دوش در عالم مستی جوشان بسیر چمن رفتم برائے آنکه غنچه را که نسبت بدهن تو میدهند مرا در گمان انداخت که فی الواقع همچنانست یا نه معاینه باید کرد قوله

اکنون بآب مے لعل خرقه مے شویم	نصیبهٔ ازل از خود نمیتوان انداخت

معنے آنست که الحال عشق محبوبان مرا در میفروشی بجائے رسانیده که شست و شوے خرقه بے میکنم و این کنایه از استغراق بمیفروشی است و چون این نصیبهٔ ازلیست ترک این نتوان کرد بلکه بجان قبول باید نمود قوله

زمان

جهان بکام من اکنون شود که دور زمان	مرا بهندگی خواجهٔ جهان انداخت

خواجهٔ جهان محبوب بکار شدن جهان مراد از حصول مدعا است معنے آنست که گردش فلکی مرا در عشق آن معشوق انداخت معلوم من گردیده که البته جهان اکنون بکام من شود یعنی بر مدعای مقصد خود فیروز گردم و چون کار حکیم محض صواب دید مریض است لهذا گوید قوله

مگر کشایش حافظ درین خرابی بود	که قسمت ازلش در مے مغان انداخت

معنے آنست که قسام ازلی که محبوبست قسمت حافظ را در مے مغان انداخت یعنی عشقبازی نصیب وے ساخت تحقیق کشایش کار حافظ و برآمد مقاصد و مطالب وے درین است چه کار حکیم جز

صواب دید مریض نمیشاید پس کار حکیم حقیقتے چگونہ خالی از مصلحت عاشق باشد **غزل**

خواب آن نرگس فتّانِ تو بے چیزے نیست	تاب آن زلف پریشانِ تو بے چیزے نیست

خواب کنایت از اخفا و بطون و تغافل **نرگس** نام گلے ست مشہور کنایت از چشم **فتان** فتنہ انگیز مراد از نرگس فتان چشم و مراد ازان ذات کہ ؎ ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات * کو عیان بیند وجود کائنات * **تاب** پیچ مراد ازان آراستگی چہ آراستگی زلف در تاب است **زلف پریشان** عالم کثرات و تعینات معنے آنست کہ اے محبوب من اخفاے آن مشاہدۂ ذاتیہ کہ در عالم اطلاق داشتم و آراستن این زلف پریشان را کہ کنایہ از ظہور عالم کثرات ست **بچیزے نیست** یعنے خالی از علتے نیست محض خرابی و پریشانی ما است و چون موجب گرفتاری عاشق بغیر از لطف بمعشوق نتواند بود بنا بران گوید **قولہ**

از لبت شیرروان بود کہ من میگفتم	کاین شکر گرد نمکدان تو بچیزے نیست

لب صفت متکلمی **شیر** کنایہ از سخن اخلاص و محبت **این شکر** مراد فضل و لطف **نمکدان** کنایہ از دہن معنے آنست کہ اے محبوب من وقتے کہ در عالم اطلاق بودم و مقید بقید جسمانی نمی شدم آنوقت از کمال لطف کہ بر ما میدا شتی سخنان اخلاص و محبت از تو بظہور میرسید کہ یَا عَبْدِی اَنْتَ عِشْقِی وَ مَحَبَّتِی وَ اَنَا عَاشِقٌ وَ مُحِبٌّ لَکَ وَ خَلَقْتُ الْاَشْیَاءَ لَکَ وَ خَلَقْتُکَ لِی وَ مِنْ اَقْرَبِ الْاَشْیَاءِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ مِن ہمان وقت میگفتم کہ چندین لطف و فضل از مصلحتے نیست محض برائے گرفتاری ما است آخر ہمچنان شد کہ والۂ آن سخنان گردیدہ مبتلاے قید جسمانی شدیم و اختیار این بارگران کہ شدائد عشق است نمودم ؎ مہربانہاے لیلے کرد مجنون را خراب * ورنہ این بیچارہ را میل گرفتاری نبود * و یا آنکہ از لبت شیرروان یعنے تو در عالم طفلی بودی چہ ہر کرا بالطفلی نسبت میدہند گویند کہ ہنوز شیر از دہن تو میچکد و بوے شیر از دہن تو نرفتہ و مراد از طفلی روز ازل کہ اللہ تعالے ظہور خود بکمال نکردہ و بچندین تجلیات متنوعہ و انوار متلونہ ننمودہ حاصل آنست کہ از روز ازل میگفتم کہ چندین لطف و فضل بر ما خالی از علتے نیست باید دانست کہ چون اللہ تعالے بصفات نامتناہیہ ظہور نمود صفات لطفیہ او ہمہ را در خور و زیبا نمود و از صفات قہریہ چون مواقع خواہش انسان نیست گویے در خاطر روے داد و چون صفات قہریہ او خالی از حکمتے نیست گوید **قولہ**

جان من باد فدائے تو یقین میدانم	در کمان ناوک مژگان تو بیچیزے نیست

کمان کنایہ از ابرو و مراد ازان صفات ازان روکہ ابرو حاجب چشم است صفات نیز حاجب ذاتست ناوک مژگان صفات قہریہ معنی آنست کہ اے محبوب من جان فدائے تو باد کہ بیقین میدانم کہ در میان صفات اگر ظہور صفت قہریہ ننمودی ہمہ گستاخی آمدندی و اطاعت امر او نکردندی چون محبوب حقیقے ردے خود را کہ وحدت حقیقی است زیر پردۂ زلف کہ عالم کثرات و تعینات است مخفی ساخت البتہ را کہ مظہر اسم المضل است حاجب آن در کہ وحدتست گردانید تا ہر بوالہوسے را راہ ندہد چون خالی از حکمتے نیست گوید قولہ

چشمۂ آب حیات است دہانت اما	بر لبش چاہ زنخدان تو بیچیزے نیست

در رسالہ حق الیقین نوشتہ کہ چون وحدت متعین گشت نقطہ از سرعت انقضا و تجدد تعینات متباینہ مانند خط صورت بست از نیجا میرسد کہ دہان اشارت بران نقطہ وحدت باشد و چاہ زنخ عبارت از مظہر اسم المضل کہ مانع وصول است معنی آنست کہ اے محبوب من دہان تو کہ نقطۂ وحدت است چشمۂ آبحیات است اے زندگی بخش عاشقانست اما بر لب او اے بر دراہ چاہ زنخدان یعنی مظہر اسم المضل کہ شیطان است خالی از مصلحتے نیست کہ ؎ وجود لپشہ دارد حکمت انجام ؛ فکیف شیطان و چون ظہور این تعینات متنوعہ و کثرات متکثرہ محض برائے معرفت خود است بنابران گوید قولہ

دوش باد از سر کویت بگلستان بگذشت	اے گل این چاک گریبان تو بیچیزے نیست

دوش ازل باد ارادہ کوے اشارہ بکوے محبت گلستان وجود حقیقے باعتبار جامعیت اسمای الٰہیہ بحکم وَلِلّٰہِ جَنَّۃٌ لَیْسَ فِیْھَا حُوْرٌ وَّلَا قُصُوْرٌ یَتَجَلّٰی رَبُّنَا ضَاحِکًا گل ذات حق باعتبار شہود شیونات اظہار معنے آنست کہ روز ازل باد ارادہ از سر کوے محبت بہ گلستان وجود تو وزید یعنے خواہشے بتو روے داد کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ بنابران شہود چندین شیونات نمود پس اے گل یعنے اے محبوب من این چاک گریبان تو یعنے این شہود شیونات تو بے چیزے نیست بلکہ محض برائے معرفت خود است فَخَلَقْتُ لِاُعْرَفَ و یحتمل کہ دوش باد فیض کہ کنایہ از عشق است از سر کوے آن محبوب بگلستان وجود عاشق وزیدہ و او را چون گل گریبان چاک گردانیدہ پس اے گل یعنے اے عاشق این گریبان چاک تو کہ کنایہ از رسوائی و

و پریشانی است بیچیزے نیست اے بسبب عشق است وچون اندوه لازمهٔ عاشق است و آن بسبب عشق است گوید۔ قوله

مبتلاے بغم محنت اندوه فراق	ایدل این نالہ وافغان تو بیچیزے نیست

معنے اے دل من مبتلاے غم واندوه فراق ہستی دود مبدم در نالہ وافغان میکوشی این نالہ وافغان بیچیزے نیست اے بسببے است یعنی بسبب ہجر یا بطلب وصال وچون عشق منفی نیست بنابران گوید قوله

درد عشق ارچہ دل از خلق نہان میدارد	حافظ این دیدهٔ گریان تو بیچیزے نیست

معنے اگرچہ دل تو درد عشق را از خلق نہان میدارد وبکسے سخن نمیراند اما این دیدهٔ گریان تو بیچیزے نیست اے موجب ظہور ورسوائی تست۔ غزل

خم زلف تو دام کفر و دین است	ز کارستان تو یکشمه اینست

زلف مراد جذبه ومراد از خم کشش از ذکر سبب وارادهٔ مسبب کارستان بوالعجبیہا شمه اندک معنے آنست کہ اے محبوب سحر ساز وے معشوق فسون پرداز کشش جذبهٔ عشق تو دام کفر ودین است کہ از امور متضاده اند یعنے چہ مومن وکافر وصادق وفاسق ومطیع وعاصی وعالم وجاہل وعاقل ومجنون وخوب وزشت مدام عشق تو گرفتار اند وبدام در تسبیح تو اند وتراجیان کہ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ازینجاست کہ سعدی گفت ؎ نہ بلبل برگلش تسبیح خوانیست کہ ہر خارے بتسبیحش زبانیست پ بلبل انبیا واولیا ومومنین گل مراد ذات ایزد بیچون خار کفار وعاصی وطاغی اند کے از بوالعجبیہاے امر اینست کہ امور متضاده را کہ اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ است فراہم آورده باید دانست کہ مُشَاہَدَةُ الْاَبْرَارِ بَیْنَ التَّجَلِّیْ وَالْاِسْتِتَارِ چون اخفای معشوق موجب قتل عاشقان است گوید قوله

جمالت معجز عیسے ست لیکن	حدیث غمزه ات سحر مبین است

معنے آنست کہ اے محبوب من مشاہدهٔ جمال روح افزاے تو اگرچہ معجزهٔ عیسویست کہ مردگان بادیه خونخوار عشق را جان بخشی مینماید اما حدیث غمزه تو یعنے غمزهٔ ات کہ استغنا وعدم التفات واختفاست بقتل عاشق سحر مبین آشکارا کہ بقتل عاشق موے فرو گذاشت نمیکند وچون مدام محبوب در پے قتل عاشق است از انکہ تا عاشق بفنا نرسد بقا نیابد بنابران گوید قوله

چگویم وصل آن چشمے کہ اورا | بخونِ من کمان اندر کمین است

چشم مراد ذات ے ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات ٭ کو عیان بیند وجود کائنات ٭ معنی آنست کہ از وصل ذات محبوبے کہ مدام بخونریزی من مستعد است چگونہ سخن رانم و چشمداشت آن نمایم و چون عاشق ہم مدام خواہان فناست از انکہ تا خود را فانی نسازد ببقاے معشوق باقی نگردد و بنابران گوید قولہ

برآن چشم سیہ صد آفرین باد | کہ در عاشق کشی سحر آفرین است

سیہ چشم کنایۃ از ذات محبوب و سیہ بجہت عدم ادراک کہ لَا یُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ و یا باعتبار آنکہ رنگ ذات سیہ تصور نمودہ ے سیاہی چون بہ بینی عین ذاتست ٭ در و چاہے پُر از آب حیاتست ٭ سحر آفرین ساحر کامل معنے آنست کہ بران محبوب من یا بران تجلی ذاتی جلالی او صد آفرین باد کہ در کشتن عاشقان ساحر بیست کافی وجاودیست وافی و چون جناب عشق از بس کہ بلند است و از تحریر و تقریر مبرا و معرا از توصیف و تعریف است گوید قولہ

عجب علمیست علم عشق ہیہات | کہ چرخِ ہفتمش ہفتم زمین است

معنے آنست کہ علم عشق عجب علمیست رفیع الشان کہ چرخ ہفتم با این شان و رفعت او بمنزلہ ہفتم زمین است ہیہات باد چون تواں رسید و چون ہستی عاشقان بسبب عشق است بنابران گوید قولہ

از خم عشق نوشیدیم جامے | مدامم مستی و رندی ازین است

معنے آنست کہ بموجب رندی و مستی من ہمین عشق است و چون عشق معرا از کثافت و کدورۃ و مبرا از توصیف و تعریف است گوید قولہ

لبت را آب حیوان گفت واعظ | چہ جاے آب کان ما معین است

لب مراد لطف ے لب کہ شیرین عجبے شد لطف خداست ٭ باغ جانرا از اب او نشو و نماست معنے آنست کہ اے محبوب من لطف تو کنایۃ از عشق است و اعظ آنرا نسبت بآبحیات داده اما چہ جاے داون نسبت بآبحیات ست کہ منبع او ظلمات ست بلکہ ما معین باید گفت کہ چشمہ ایست در بہشت معرا از توصیف و مبرا از تعریف باید دانست کہ اکثرے با عاشقان بعنا و پیش می آیند آخر الامر بموجب ے باد در دکشان ہر کہ در افتاد و بر افتاد ٭ بعضے بغور بسزا میرسند و بعضے بدیر و بعضے موقوف بآخرت بنابران گوید قولہ

نه پنداری که بدگو رفت وجان برد	حسابش باکراماً کاتبین است

کراماً کاتبین دو فرشته اند که نبوشتن اعمال بندگان موکلاند که کِرَاماً کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ مخاطب درین بیت دل ویا دوست یعنے ایدل من نه پنداری که بدگوئی تو ازمیان رفت وجان خود بسلامت برد وهیچ بسزاے خود نرسید بلکه خاطرخود جمع دار وحساب ایذاے اوکه درحق ما کرده اند نزد کراماً کاتبین مرقوم آخر الامر بسزاے خود خواهند رسید ویا آنکه خطاب بعاشق است ازجهت دلداری او وچون اعمال وافعال عاشقان نزد ارباب ظواهر مخالف شرع مینماید اما نزد عاشقان عین شرع اند بنابران گوید قوله

حدیث حافظ ومیخانه مے	بنزدِ عاشقان آیاتِ دین است

معنے آنست که حدیث حافظ ومیخواری او نزد ظاهر پرستان عصیان وطغیان است اما نزد عاشقان آیات دین ست ومحض اطاعت امر الٰهی ودینداری غزل

در دیر مغان آمد یارم قدحے در دست	مست از مے ومیخواران از نرگس مستش مست

دیر مغان تجلے اسم الواسع ومحیط که متضمن بر فنا است یار محبوب حقیقی قدح در دست اشارت است بآن که در گلشن زار است که حق تعالے خود ساقی گشته شراب بعاشقان مینوشاند مے کبریائے نرگس مست چشم مراد ذات باعتبار استغنا معنے آنست که محبوب من که عاشقان در خیال دیدن او والهٔ وشیدا اند برما در حالهٔ محویت وفنا درحالے که ازغایت کبریا وناز واستغنا قدح در دست داشت درآمد چون محبوبے که قوله

از نعل سمند او شکل مه نو پیدا	وز قد بلند او بالاے صنوبر پست

مه نو وصنوبر کنایة از محبوب صوری معنے آنست که مه نو با این حسن وجمال نعل سمند اوست وسرو با اینهمه بالاے خاکراه او یعنے محبوب صوری پیش او قدر نعلے ندارد ومعشوق مجازی مقابل او بخاکے نمے ارزد آرے محبوبان مجازی را درچشم عاشق تا آنزمان جلوه است که آفتاب جمال حقیقت تابان نشده وچون او تابان گردید اینهمه از پیش نظر او مرتفع میشوند چون نجم در شعاع شمس که ناظم خود گفته است ؎ چندان بود کرشمه وناز سهی قدان ؛ کاید بجلوه سرو صنوبر خرام ما ؛ باید دانست که وجود عاشقی که ازخود گذشته حکمے علے الاطلاق نمیتوان نمود یعنے نه هست توان گفت چرا که هست او را

گویند که زوالے وعدمے در پے ندارد واین را باعتبار خلقت بشری وصور انسانی عدم وزوال در ست ونیست مطلق هم نتوان گفت باعتبار صفات الوهیت وقوام وجود او بذات حق اگرچه این وجود ظاهری فانی شدن است چراکه وجود لباسی بیش نیست ولباس اعتبار را نشاید بلکه من وجهے نیست ومن وجهے هست بنابران گوید قوله

آخر بچه گویم هست از خود خبرم چون نیست	وز هر چه گویم نیست با او نظرم چون هست

از خود خبرم چون نیست یعنے از انجهت که مارا بانیستی وابستگی است یا در زمانے که از خود خبر ندارم با او نظرم چون هست یعنے از انجهت که باهستی او مرا تعلق است یا در زمانے که با او نظر دارم معنی بیت آنست که این وجود را در معرض هستی چون نشانم وهست مطلق چون توانم خواند چون از وجود خود خبرے ندارم ومحو ومعدوم وزوالے وعدمے در پے دارم ونیز از برائے چه نیست گویم چون عاشق او یم ومتصف بصفات او گردیده ام وبموجب لَا مُؤَثِّرَ فِي الْوُجُودِ اِلَّا اللّٰهُ قوام وجود ما بذات اوست بلکه من وجهے هست توان خواند وبوجهے نیست توانگفت یعنے باعتبار باطن که کنایة از متصف شدن بصفات معشوق وقوام او بذات محبوب هست توان خواند وباعتبار ظاهر که مراد ازان خلقیت بشری وصور انسانی ست نیست توان گفت چون منتهاے کار عاشق بر فنای خود است ووصول ببقای او بنابران گوید قوله

چون شمع وجود من شب تا بسحر خود را	مے سوخت چو پروانه تا روز نپانشست

معنے آنست که اے محبوب من وجود ما که مانند شمع محفل افروز عشاقان است در شب محویت وفنا تا هنگام طلوع سحر بقا مانند پروانه تمام شب میسوخت واز پا ننشست وورجانفشانی تغافل وتکاسل روا نداشت ودقیقه از دقایق فنا وزنگذاشت چون عاشقی که از خود گذشته بر منصهٔ وحدت حقیقی بلوس فرمود در نظرش کفر واسلام یکسان است که هر دو صفتے از صفات او ینند بنابران گوید قوله

در غالیه خشبو شد در گیسوے او پیچید	ور دسمه کمانکش شد در ابروے او پیوست

معنی آنست که اگر غالیهٔ اسلام خوشبو شده ودماغ طالبان را معطر میسازد نسبت بگیسوے او دارد واگر دسمه کفر که رنگ نیلی بر جبین کافران کشیده از انست که نسبت با بروے او دارد یعنی هر دو نسبت بوے دارند ومظهر جمال وجلال گردیده چون مشاهدة الابرار بین التجلے والاستتار ودرین هر دو حال بر جان عاشق خرابیست گوید قوله

شمع دل مشتاقان بنشست چو او برخاست	افغان ز نظربازان برخاست چو او بنشست

معنی آنست که چون او در انجمن مشتاقان برخاست اے ظهور کرد و در آمد شمع دل عاشقان فروخوابید اے به نیستی در آمد و چون بنشست یعنی بغیبت در آمد از جهت محرومی ازان حلاوت دید شور و شغب از عاشقان برخاست آرے در هر دو حال بر جان عاشق خرابیست که سوزم گرت نه بینم میرم چو رخ نمائی ؛ وچون ظهور محبوب زندگی عاشق است بنابران گوید قوله

باز آئی که باز آید عمرے شده حافظ را	هرچند که ناید باز تیرے که برفت از دست

معنی آنست که اے محبوب من باز آ و خود را از خلوتخانهٔ خفا بر منصهٔ ظهور در آر که بسبب ظهور تو عمر حافظ را عمر از دست رفته باز بدست مے آید یعنی از سر نو زندگی مے یابد هرچند که عمر رفته مر امنزلهٔ تیر از کمان جسته و وقت از دست رفته را قابلیت عود نیست **غزل**

دل سراپردهٔ محبت اوست	دیدهٔ آئینه دار طلعت اوست

معنی آنست که از دل من محبت غیرے را گنجایش نیست که سراپرده محبت اوست و در چشم من خیال غیرے را نمایش نه که آئینه دار طلعت اوست یعنی دل و دیده هر دو را وقف راه دوست نموده ام که بجز عشق و محبت او را در دل راه نیست و جز خیال او را در چشم بار نه وچون عاشق را بما سوائے محبوب التفاتے و توجهے نمیباشد بنابران گوید قوله

من که سر برنیاورم بدو کون	گردنم زیر بار منت اوست

معنی آنست که من بما سوائے محبوب التفاتے ندارم و بکونین توجهے نمے آرم این از انست که گردن من زیر بار منت که ما را از کتم عدم بوجود آورد و باران نعمائے لا احصا بر کشت زار وجودم ریخت و بعشق خود آشنا ساخت باید دانست که جملگی انسان سه نوع اند اول عوام که کار بر خصت شرعی کرده و بحظوظ نفسانیه و لذت جسمانیه بروجه مرخص و مشروع گشت و گفت که مسلمانے همین است دوم زاهد که از حظوظ مرخصه و لذات اینجهانی بگذاشت و از بے حصول و لذات آنجهانی نشتافت و گفت که حاصل اینست و عاشق ازین هر دو گذشت و به بال همت پرید بنابران گوید قوله

تو و طوبے و ما و قامت یار	فکر هر کس بقدر همت اوست

مقصد آنست که اے زاہد تو دطوبے کہ طلب بہشت وامید حصول درجات وماوطلب معشوق کہ فکر ہر کس بقدر استعداد اوست کہ تو صوابدید خود بہ بہشت دیدہ وما معشوق خود چون جناب معشوق بس بلند است کہ ہیچکس را در انجا بار نیست کہ لَا یُدْرِکُہٗ اَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِیْنَ بنابران گوید قولہ

من کہ باشم دران حرم کہ صبا	پردہ دار حریم حرمت اوست

معنی آنست کہ من کیستم کہ بکنہ معرفت تو رسم جائیکہ صبا کہ کنایۃ ازان حضرت ست پردہ دار حریم حرمت اوست یعنی بیرون درماندہ وبکنہ معرفت تو نرسیدہ کہ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ یعنی اے محمد تو مردہ بکنہ معرفت ما نمیرسی وخلق مردہ اند بکنہ معرفت تو نمیرسد چون تغییر وتبدیل فنا لازمہ عاشق است گوید قولہ

من و دل گر فدا شدیم چہ باک	غرض اندر میان سلامت اوست

یعنی اگر من ودل ما در راہ عشق او فانی شدیم باکے نیست کہ کار عاشق ہمین است اما مقصد آنست کہ عوارضے وآفتے وامنگیر وقت تو نگردد چنانچہ جاے دیگر خود گفتہ ؎ تو می باید کہ باشی ورنہ سہلست ✦ زیان مایۂ جانی ومالی چون خیال معشوق ہر دم وہر لحظہ در پیش چشم عاشق میباشد اما گاہ گاہے آن خیال مرتفع میشود وآن موجب سرگشتگی عاشق میگردد بنابران گوید قولہ

بے خیالش مباد منظر چشم	زانکہ این گوشہ خاص خلوت اوست

یعنی ارادہ من ہمگی متعلق ہمین است کہ خیال اورا از ما جدائی مباد ودام ہمدرین جا گیرباد از انکہ این گوشہ منظر خاص خلوت اوست کہ غیرے را در وگنجایش نہ وچون درین دار دنیا ہر عاشقے کہ علم سرفرازی می افرازد ہمہ از اثر تفضل اوست گوید قولہ

ہر گلے نو کہ شد چمن آراے	اثر رنگ و بوے صحبت اوست

ہر گل نو کہ کنایۃ از عاشق است آرایندہ چمن دنیا گردید وبعشق بازی معروف شد ہیچ میدانی از چیست اینہمہ از اثر رنگ وبوے فیض مقدس ولطف اقدس محبوب است وبحتمل کہ در چمن دنیا ہر گاہے کہ روے مینماید اینہمہ ظہور جمال اوست وچون بہر دوری نام آوری بظہور آید کہ ؎ حقیقت را بہر دورے ظہوریست ✦ زاسمے بر جہان افتادہ نوریست گوید قولہ

دور مجنون گذشت ونوبت ماست	ہر کسے پنج روز نوبت اوست

معنی آنست که تا قیام قیامت اینجهان از وجود عاشقان خالی نخواهد بود و قبل ازین مجنون در عالم عشق علم سرافرازی می افراشت والحال نوبت بما افتاده ماکوس نام آوری میدان عشق میزنم وچون ما خواهم رفت دیگرے خواهد آمد ۵ نخواهد این چمن از سرو لاله خالی ماند ٭ یکے میرود و دیگرے همی آید ٭ که پنجروز نوبت اوست وچون هرچه بعاشقان میرسد از عشق وطرب همه از دوست است بنابران گوید قوله

ملکت عاشقی و گنج طرب	هرچه دارم زمین همت اوست

معنی آنست که اینهمه سلطنت کشور عشق حاصل نموده ام و گنج طرب که کنایه از آزادی کونین است بدست آورده ام از برکت همت و توجه اوست وگرنه من کیستم واز دست ما چه خیزد وچون عجز و تذلل و تواضع وانکسار لازمهٔ عاشق است گوید قوله

گر من آلوده دامنم چه عجب	همه عالم گواه عصمت اوست

اشکال این بیت آنست که ثابت شدن عصمت بگواهی همه عالم چگونه موجب عدم زیان آلوده دامنان باشد حل این اشکال آنکه چون عصمت او ثابت شود او بمنزله فرشته باشد که مشهور الصحت است پس مضمون این بیت متحد بمضمون این بیت است ۵ دانم که بگذرد ز سر جرم من که او گرچه پری وشست ولیکن فرشته خوست ٭ برین تقدیر لفظ عصمت بمعنی معصومے واگر لفظ مذکور بمعنے عاصمے باشد معنی آن باشد که عاصمی او مرا از هر زیان خواهد رهانید ومیتواند بود که مراد آن باشد که مقصود عاشق همیشه آن باشد که هر نیکی که هست بمعشوق رسد وهر بدی که هست بمن رسد پس میگوید که چون عصمت او که مقصود اصل است ثابت شد آلوده دامنی من که مقصود من است زیانے ندارد وچون سینه عاشق از بارقات جلال محبوب سوخته شد بحدے که از خودی خود هم گذشته ونه از شخص خود خبر ونه از باطن خود اثر بهر حالے که باشد اسیر کمند دلدار است گوید قوله

فقر ظاهر مبین تو حافظ را	سینه گنجینهٔ محبت اوست

معنی آنست که اے طالب صادق برین پیرگی و بے سروسامانی ظاهر من نگاه مکن اگرچه از خود واز دو عالم مفلس وهیچ کس ام ازم فاما از گنجینهٔ محبت وخزینهٔ اسرار تهیدست نیم غزل

دارم امید عاطفتے از جناب دوست | گردم جنایتے و امیدم بعفو اوست

عاطفت مہربانی جنایت گناہ معنی آنست کہ مدام چشمداشت مہربانی از جناب دوست دارم کہ بندہ عاصی ام کہ تو مارا برائے معرفت عبادت آفریدۂ کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اے لیعرفون نہ برائے عبث اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاکُمْ عَبَثًا و ما از راہ غفلت و کوردلی گرفتار نفس امارہ گشتیم و بہ لہو و لعب میگذاریم و با وجود این امیدم بعفو اوست کہ خود فرمودۂ کہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا و چون نومیدی ازان جناب وبال است کہ سہ ناامید از رحمتش شیطان بود بنابران گوید قولہ

دانم کہ بگذرد ز سر جرم من کہ او | گرچہ پریوشست ولیکن فرشتہ خوست

پری در حسن معروف اما ہر کرا رود نماید موجب خرابی او شود پس کنایت از صفات قہریہ فرشتہ خو کنایت از صفات غفاریہ و گذشتن بموجب عفو کردن و بخشیدن است معنی آنست کہ مارا یقین است کہ ابستہ از سر جرم من در گذرد و جرمہای مارا عفو فرماید کہ آن محبوب من اگرچہ موصوف بصفت قہاریست اما بیشتر کار او بصفت غفاریست کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ و چون عاشق را باید کہ در خدمت معشوق بنوعے اشتغال نماید کہ غیر را بران اطلاع نباشد چون طریقۂ ملامتیہ بنابران گوید قولہ

سر را چو گوے بر سر کوے تو باختم | واقف نشد کسے کہ چہ گویست و اینچہ کوست

گوے بکاف فارسی مشہور و بکاف عربی بمعنے کوچہ باختن فدا کردن و نثار کردن واقف خبردار معنی آنست کہ اے محبوب من طاعت و خدمت ترا بجاے رسانیدم کہ سر را فدائے کوے تو کردم یعنے سر ہم دریغ نداشتم و با اینہم کسے مطلع نشد کہ اینچہ کوچہ است و این کدام گویست و یا آنکہ سر را گوے و او وقف میدان عشق ساختہ ام و کسے را بران واقف نہ ساختہ و چون کار عاشق موقوف بجذبۂ الٰہیہ است و آن معلول بعلۃ نیست بنابران گوید قولہ

بے گفتگوے زلف تو دل را ہمی کشد | باز لف سرکش تو کرا روے گفتگوست

معنی آنست کہ بے گفت و شنید زلف تو کہ کنایہ از جذبۂ عشق است دل را ہمی کشد باز لف سرکش تو کہ ہمان جذبۂ عشق است کہ طاقت گفت و شنید دارد ہر کرا دریابد بخاصانش در آرد کہ لا مانع لما اعطیت شاہد حال است چون کار عاشق مدام بگریہ و زاریست بجہت استغنای معشوق بنابران گوید قولہ

چندان گریستیم که هر کس که برگذشت	در اشکِ ما چو دید روان گفت اینچه جوست

معنی آنست که ای محبوب من بسبب استغنای تو که در حق ما روا میداری و هیچ نوع باحوال ما نظر نمیکنی گریه و اشکباری من بجایی رسید که هر کس را نظر بر ما افتاد و گریه ما را مشاهده نمود فی الحال گفت اینچه جویست یعنی گریهٔ من بمنزله رسیده که از اشک ما جوی روان شده و چون بکنه معرفت محبوب و سر مخفی او هیچکس نتواند رسید بنابران گوید قوله

هیچست آن دهان که نه بینم از و نشان	مویست آن میان و ندانم که اینچه موست

دهان کنایه از اسم متکلم و چون مسئلهٔ کلام و تحقیق و کیفیت او اوق و اصعب است از صفات دیگر لهذا در وی نزاع بسیار ست مخفی نماند که صفات حق متقابله در میان اسم جلال و جمال یک اسمست جامع بینهما متولد از انها که میان عبارت از انست و چون مکشوف کسی بغیر از اقطاب نمیشود بنابران بموی نسبت داد و شیخ عبد الواحد که دهان محبوب را که نقطه و هیچ و جوهر فرد گفته اند و میان محبوب را باریک تر از موی و طول بی عرض داشته ؎ نشان موی میانت که دل دران بستم ❊ زمن مپرس که خود در میان نمی بینم ❊ ؎ ای آنکه جز و لایتجزی دهان نست ❊ طولی که هیچ عرض ندارد میان نست ❊ اشاره از دهان نقطهٔ احدیت که بواسطهٔ بی نشانی و غیب هویت هیچ موسوم کرده و اشارت از میان بمرتبهٔ وحدت و طولش عبارت از جامعیت اوست احدیت و واحدیت اما در رسالهٔ حق الیقین نبشته که چون وحدت متعین نقطه نمود و از سرعت انقضا تجدد تعینات متباینه مانند خط صورت بست ازینجا میرسد که دهان اشارة بران تعین نقطه وحدت کنیم و میان اشاره بران خط است که میان احدیت و واحدیت است که بواسطهٔ بی نشانی و غیب هیچ موسوم است که بالا مذکور شد ازین بیت واضح میشود ؎ کردی بخنده نقطهٔ موهوم را دو نیم ❊ پس مطلع کلام حکیمان دهان نست ❊ یعنی وحدت که جامع احدیت و واحدیت است و باعتبار جامعیت بوحدتی موسوم و در حقیقت نقطهٔ موهوم است باعتبار خنده که عبارت از تجلی که ظهور اوست دو نیم گشت یعنی احدیت و واحدیت را اعتبار و امتیاز پیدا شد و از میان دو نیم گشت ؎ آن دهان پر نمک بر هیچکس پیدا نبود ❊ خندهٔ کردی و شوری در جهان انداختی ❊ معنی آنست که ازان دهان که کنایه از نقطهٔ وحدتی است چندان که می بینم نشانی نمی یابم و آن میان که کنایه ازان خط که میان احدیت و واحدیت است در عدم ادراک مویست اما نمیدانم که آن چه موست که هیچ نوع بادراک نمی آید

وچون عشق را در دل عاشق تغیر و تبدل و تحول و انتقال نیباشد بنابران گوید قوله

عمریست تا ز زلف تو بوے شمیده ایم	زان بوے در مشام دل ما هنوز بوست

معنی آنست که اے محبوب من عمریست که از زلف عنبر بوے تو که کنایت از جذبهٔ عشق است بوی بما رسیده اما در مشام دل ما از ان بوے همچنان بو است و هیچ تغیر و تبدل و افزایش و کاهش راه نیافته وچون خیال معشوق از عاشق رفتنی نیست بنابران گوید قوله

دارم عجب که نقش خیال تو چون نرفت	از دیده ام که دمبدم کارشست و شوست

معنی آنست که اے محبوب من از ین دیدهٔ گریان من که دمبدم کار ایشان بگریه و زاریست عجبے دارم که با اینهمه گریه و اشکباری نقش خیال تو چون اضمحلال نه پذیرفت چون پریشانی عاشق موجب جمعیت اوست بنابران گوید قوله

حافظ بدست حال پریشانیت ولے	بر بوے زلف دوست پریشانیت نکوست

معنی آنست که اے حافظ که این حال پریشانی و سرگردانی تو اگرچه بدست که ترا چنین خوار و محقر گردانیده ولیکن بسبب عشق معشوق این پریشانی تو نیک است که مایهٔ جمعیت است و باعث وصل

غزل

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است	صراحی مے ناب و سفینهٔ غزل است

صراحی می ناب دل مالامال از عشق و یا عشق از ذکر سبب و ارادهٔ مسبب و نیز قرآن مجید سفینهٔ غزل کتب مخبر احوال سلف یعنی درین زمانهٔ پر فساد یاری که در و غل و غش نبود و از صحبت او خلل نباشد پس آن دل مملو از عشق و یا عشق و یا قرآن مجید است که مَنْ اَرَادَ مُوْنِسًا فَالْقُرْاٰنُ یَکْفِیْهِ که از صحبت اینها ذوق توان نمود و سفینهٔ غزل که کنایه از کتبها که مخبر احوال سلف است یعنی درین زمانه بهتر ازین کار نیست که بحصول عشق ساعی باشد و از ماسوے محبوب آزاد باشد بنابران گوید قوله

جریده رو که گذرگاه عافیت تنگست	پیاله گیر که عمر عزیز بے بدل است

معنی آنست که اے عاشق میباید ترا که اختیار تجرید و تفرید کنی و بما سوے دلبستگی نداری که راه عشق بس تنگست و ماسوے محبوب را در و گنجایش نه و به علائق و عوائق در آن راه رفتن بس دشوار پس جذبهٔ عشق زود ترک بدست آر که عمر عزیز عوضے ندارد که عاشق دران قضای مافات کند وچون بے عمل موجب سد راه است بنابران گوید قوله

نه من ز بیعملی در جهان ملولم و بس	ملالت علما هم ز علم بیعمل است

معنی آنست که بسبب بے عملی تنها نه من بے معرفت مانده ام بلکه ملالت علماء یعنے محرومی ایشان بسبب علم بیعمل است که این چنین علم نفعے نے بخشد کما قال ع اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ بِلَا عَمَلٍ وَتَحَیُّلٍ که بے عملی کنایت از کثرتِ علم است چه تمامی علم عمل کردن دشوار معنی آنست که تنها نه من از کثرت علم بے معرفت مانده ام بلکه این علماء و فضلا که از معرفت محروم مانده اند بسبب کثرت علم است که اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰهِ اَکْبَرُ سوال چون علم موجب معرفتِ حق است ؎ که بے علم نتوان خدا را شناخت ٭ پس حجاب راه چون توان گفت جواب آنست که علم اگرچه موجب هدایت باشد اما چون مثمر غرور و خود بینی و تکبر است لاجرم جز قیل و قالے بیش نیست لاجرم حجاب اکبر باشد ؎ در رفع حجب کوش نه در جمع کتب ٭ مقصود ز علم نیست جز رفع حجب ٭ در جمع کتب حجاب افزون گردد ٭ دانسته مبغت فی سبیل من حب ٭ در علم چو قیل و قال آرند بسے ٭ حیرت زده بنشین و له خذ اللب ٭ نمی بینی ابلیس که معلم ملکوت بود و در علم لانظیر آخر الامر غرور علمش بجاے رسانید که طوق لعنت بگردنش کشید و نیز چون موسیٰ بکوه طور رفت حقتعالی پرسید که یا موسیٰ بدین عصا چه میکنی موسے ع م چون بصفت علم موصوف بود یک سوال حق تعالی را چهار جواب داد که هِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی لاجرم بخطاب لن ترانی مخاطب گردید دوم آنکه کثرتِ علم باعث جمع کتب میشود و آن باعث مشغولی و استغراق اوست و باز بودن از حق پس بموجب مَا شَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ و امام محمد باقر در تفسیر کریمه فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ میفرماید کُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ مُطَالَعَةِ الْحَقِّ فَهُوَ طَاغُوْتُكَ حجاب اکبر باشد یا نه سیوم کثرت علم نظر بر علم و خودی متمکن دارد و دلائل و براهین در پیش مے آرد و در کوی معرفت دلائل و براهین را راه نیست ؎ رخش عقل در رهش افگنده سم ٭ علت و معلول در وهر دو گم ٭ پس حجاب اکبر باشد یا نه بهمین جهت ناظم جاے دیگر گفته ؎ تا علم و فضل بینی بے معرفت نشینی ٭ یک نکته ات بگویم خود را مبین که رستی ٭ و بعضے گفته اند که علم دو نوع است ظاهری و باطنی و انه حجاب اکبر علم ظاهری و بعضے گفته اند که علمے که موجب هدایت است علم فقه و سلوک و علم تصوف و علمے که حجاب اکبر باشد چون صرف و نحو و منطق و اصول که موجب قیل و قال ست و بعضے گفته اند که علم هم حجاب است و هادی یعنے اصحاب قیل و قال را حجابیست و ارباب معنی را هادی مولوی جامی گوید ؎ علم کز دے هزار علم اللہ ست

طرفہ کان ہم رہزن وہم رہبر است ✤ ہمچو مشت خاک در دست رسول ✤ دوستان و دشمنان را در خواست ✤ کحل بینائی شد اندر چشم دوست ✤ خاک اعمای بچشم اعور است ✤ رمز این اسرار و سر این نکات ✤ داند آنمردے کہ عقلش در سر است ✤ وچون عاشق را باید کہ بعشق مستغرق گردد و ہیچ نوع بجہان وکار او ملتفت نشود بنابران گوید قولہ

بچشم عقل بین در جہان پر آشوب	جہان و کار جہان بے ثبات و بیحاصل است

معنی آنست کہ اے عاشق صادق بعشق معشوق مستغرق باش و از روے عقل در جہان پر شور و فساد نگاہ کن کہ این جہان و کار آن جہان ہمہ بے بقا و بے محل است پس وابستگی را نمیشاید وچون در عالم ہر نسبتے و بنائے کہ ہست خالی نیست از خللے الا نسبت عشق بنابران گوید قولہ

خلل پذیر بود ہر بنا کہ مے بینی	مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

معنی آنست کہ اے عاشق صادق ہر نسبتے و بنائے کہ از زہد و ورع و تقوے کہ مے بینی خلل را در و گنجایشے است الا کہ نسبت عشق کہ ہیچ نوع خلل را در و راہ نیست وچون عشق از مواہب عظمے است و نصیبۂ ازلی است گوید قولہ

ز قسمت ازلی چہرۂ سیہ بختان	بشست دشوے نگردد سفید این مثل است

معنی آنست کہ چہرۂ بد بختان کہ محرومان عشق اند چون بقسمت ازلی از عشق بے بہرہ ماندہ اند پس الحال بشست وشوے جد و جہد سفید نگردد یعنی حصول عشق نتوانند نمود چرا کہ عشق ازلی و وہبی است نہ عارضی است و کسبے چون ابو طالب کہ ہر چند رسول ع خواست کہ ایمان آرد اما چون سیہ بختی ازلی بود میسر نشد وچون اینحیات دو روزہ محل اعتماد نیست بنابران گوید قولہ

دلم امید فراوان بوصل رویتو داشت	ولے اجل برہ عمر رہزن املست

معنی آنست کہ اے محبوب من بوصل و بمشاہدۂ روے تو امید بسیار داشتم کہ البتہ روے جانان در اینجا خواہم دید اما این اجل براہ عمر رہزن امید ما شدہ چرا کہ چون نظر براین حیات دو روزہ میکنم ہیچ نوع مراد او رامداری نمی بینم پس امید ما منقطع میگردد کہ آہ ہمچنان محروم ماندم در روے جانان دیدن نیافتم چون عاشق را باید کہ بعشق معشوق مستغرق گردد و از کفر و دین خبر ندارد بنابران گوید قولہ

بگیر طرۂ مہ چہرۂ وقت فرخوان	کہ سعد و نحس ز تاثیر زہرہ و زحل است

معنی آنست که اے طالب طرۂ مہ چہرہ کہ کنایہ از عشق معشوق است بدست ما آر و قصہ مخوان یعنی اندوہ مخور و خوف و رجا را بخود راہ مدہ کہ سعد و نحس یعنی خوف و رجا کہ این ہر دو نتیجۂ کفر و اسلام است و عاشق را با اینہا چہ کار ؎ عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چہ کار ؎ چون عشق از عاشق رفتنی نیست گوید قولہ

بہیچ دور نخواہید یافت ہشیارش	چنین کہ حافظ ما مست بادۂ ازلست

خطاب بہ منکران است و حافظ کنایت از دل یعنی اے منکران حافظ ما اے دل ما کہ چنین مست بادۂ ازل کہ کنایت از عشق حقیقی است پس او را بہیچ دور از عشق ہشیار ای معرض نخواہید یافت غزل

دیدی کہ یار جز سر جور و ستم نداشت	بشکست عہد و زغم ما ہیچ غم نداشت

جور و ستم ناز و تغافل و استغنای معشوق کہ بمنزلۂ جور است بر عاشق معنی آنست کہ اے دل من دیدی کہ آن محبوب در اے خیال جور و ستم نداشت آخر الامر ہمچنان ناز و استغنا را کار فرمود و عہد و فا را کہ با ما بستہ بود کہ از تو جدائی نخواہم کرد آن عہد را بشکست و بدان وفا ننمود و ہیچ اندیشہ از سرگردانی و پریشانی ما ننمود چون از عاشق بجز از وفا و دعا گوئی بظہور نمے آید اگرچہ از معشوق جفا می بیند بنابران گوید قولہ

یا رب مگیرش ار چہ دل چون کبوترم	افگند و کشت و عزت صید حرم نداشت

معنی آنست کہ اے پروردگار من مر آن محبوب مرا ہیچ مواخذہ مکناد اگرچہ آن محبوب ما بر ما جور و ستم نمود و از ما جدائی گزید و این دل مسکین ما را چون کبوتر بفگند و بکشت و ہیچ عزت صید حرم نداشت یعنی اندیشۂ این نکرد کہ این صید حرم عشق است و کشتن صید حرم را لازم نیست قولہ

بر ما ستم ز بخت من آمد وگرنہ یار	حاشا کہ رسم جور و نشان ستم نداشت

معنی آنست کہ آنہمگی جور و ستم مذکورہ را کہ بر ما نمود و از دست برگشتگی بخت ما بود یعنے بخت من تقاضائے وقت ہمین پیش آورد وگرنہ حاشا جور و ستم را نزد محبوب من گنجایش نیست و چون احتمال جور و جفا لازمۂ عاشق صادق است بنابران گوید قولہ

با اینہمہ ہر آنکہ نخواری کشید زو	ہر جا کہ رفت و ہیچکسش محترم نداشت

اینہمہ اشارت بدعوی عاشقی خواری جور و جفا زو اشارہ بمحبوب یعنی با اینہمہ دعوی عشق نمودن و احتمال جور و جفا ننمودن و از و اعراض کردن آخر الامر ثمرہ اش ہمین است ہر جا کہ رفت و ہر کہ رو آورد

ہیچکس غرتش نداشت وبجز ندامت حصولے نشد کہ وَمَنْ تَجَنَّبَ اللّٰہَ فَمَا لَہٗ مِنْ تَکْرِیْمٍ چون از عاشق غیر از طلب عشق نمی پویند و بنابران گوید قولہ

ساقی بیار بادہ و با مدعی بگو	انکار ما مکن کہ چنین جام جم نداشت

ساقی مرشد بادہ عشق مدعی حاسد معنی آنست کہ اے مرشد من بادۂ عشق و محبت الٰہی بیار و بما حوالہ کن و اگر حاسدے از راہ حسد سخنے دربارہ ما گوید اعتبار مکن بلکہ از طرف مایان آن مدعی بگو کہ انکار مایان مکن و با ما بحسد پیش میا کہ چنین جام کہ کنایہ از دل مصفا است جم ہم نداشت چہ جمشید از جام خود در موز چہار طرف عالم معلوم مینمود و در پیالۂ دل عاشق رموز عالم ملک و ملکوت مشاہدہ میشود پس کسے کہ اینچنین جام بدست آورد بادۂ عشق و محبت و معرفت حوالۂ او نمودن او لے و انسب است چون کار عاشق تجرید و تفرید از دنیا و دین و عدم التفات ما بینہما بنابران گوید قولہ

خوش وقت آنکسے است کہ دنیا و آخرت	از دست داد ہیچ غم از پیش و پس نداشت

معنی آنست کہ خوش وقت آن عاشقی کہ بعشق معشوق بنوعے مستغرق گردید کہ دین و دنیا ہر دو را از دست داد و ہیچ ملتفت بانہا نگردید و ہیچ غم انہا نداشت کہ ملتفت بودن بانہا عقبۂ راہ سالک ست چون از حصول عشق مراد حصول معرفت است بنابران گوید قولہ

ہر رہروے کہ رہ بحریم درش نبرد	مسکین برید و وادی و رہ در حرم نداشت

معنی آنست ہر سالکے کہ رہ بمعرفت او نبرد مانند مسکینے کہ وادی راہ کعبہ را قطع نمود و بکعبہ نرسید اے بیحاصل و لاینفع و چون عاشق را بہتر از عشق کارے نیست و دل نا نہادن بقول منکران گوید قولہ

حافظ ببر تو گوے سعادت کہ مدعی	ہیچش خبر نبود و ہنر نیز ہم نداشت

معنی آنست کہ اے حافظ تو در عشق ثابت قدم باش و گوے سعادت از میان بردار و با نکار مدعیان از رہ باز مایست و ہمچو ایشان مباش کہ مدعی کہ زاہد ظاہر پرست محروم است از عشق جہت آنست کہ مراد را ہیچ از و خبر نبود و عشقے ہم نداشت و گرنہ محروم نماندی و یا آنکہ حافظ تو اطاعت امر محبوب را کما ینبغی بجا آر و مخالفت میار و غرور مکن مبادا کہ راندہ گردی کہ مدعی کہ کنایت از شیطانست ترک امر محبوب کرد و دعوی خود بینی نمود و زبان تکبر بر کشاد کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ پس بحضیض مذلت افتاد مراد را ہیچ خبر نبود کہ ترک امر محبوب کمال عصیانست و عشقے ہم نداشت و گرنہ اینچنین بوقوع نیامدی و مردود نشدی واللہ اعلم غزل

دل دونیم شد و دلبر بملامت برخاست | گفت با ما منشین کز تو سلامت برخاست

معنی آنست که اے محرمان همدم و اے همدمان محرم و محرومی و مسکینی این بیچاره را نگاه کنید که در عشق آنمحبوب هرچه که داشتم همه بر باد دادم تا حدے که دل و دین از دست رفت و با اینهمه استغنا محبوب انگرید که بملامت این بیچاره برخاست و گفت با ما منشین اے از ما دور شو و دعوی عشق ما منما که از تو سلامت برخاست اے شایان مانیستی و یا آنکه امید سلامت میداری و عاشق مراد خود هستی و هر که طالب مراد خود بود عاشق نیست و شایان وصل نه و چون راه عشق سراسر عجز و ندامت است گوید قوله

که شنیدی که درین بزمگهے خوش ننشست | که نه در آخر صحبت بندامت برخاست

معنی آنست که اے بیچاره مسکین این راه عجز و انکسار است تکبر و خود بینی را راه نه کدام کس را شنیدی که درین بزمگه خوش که حلقهٔ عاشقانست بنشست که نه آخر کار بعجز و ندامت برخاست که وَمَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ و چون اظهار تکبر و خود بینی موجب خسرانست بنا بران گوید قوله

شمع گرزان رخ خندان بزبان لافی زد | پیش عشاق تو شبها بغرامت برخاست

باید دانست که عاشقان دو نوع اند یکے طال اللسان دوم کل اللسان و کل اللسان از طال اللسان بمرتبه برتر است اینجا از شمع عاشق طال اللسان مراد است رخ خندان روی محبوب عشاق عاشقان کل اللسان معنی آنست که هر عاشقے که بسبب ورود و شدن تجلی که کنایه از رخ خندان ست لاف زد یعنے دعوے کند معرفت نمود و اظهار تکبر و خود بینی نموده دم انا الحق زد آخر الامر ثمره اش بجز این چه دست داد که پیش عاشقان کامل که کل اللسان ست شبها بغرامت برخاست و سر خود بباد داد و چون در چمن هرچه هست همه ظهور جمال اوست و طالب و خواهان اویند بنا بران گوید قوله

درچمن باد بهاری زکنار گل و سرو | بهواداری آن عارض و قامت برخاست

معنی آنست که تنها نه من عاشق و ثناخوان او هستم و اظهار حسن و جمال او میکنم بلکه در چمن هنگام بهار باد بهاری که بر سرو و گل وزیده و گل را تازه و خندان و سرو را سبز و روان گردانیده بهواداری آن عارض و قامت مستعد گردیده یعنی اظهار حسن و جمال او میکند و بیان کمال و صنائع او می نماید و چون مشتاق لقاء عشاقان نه همین انسان اند بلکه ملائکه نیز بنا بران گوید قوله

مست بگذشتی و از خلوتیان ملکوت | بتماشاے تو آشوب قیامت برخاست

معنی آنست که در بادیهٔ عشق و محبت و معرفت چنان مست بگذشتی که انسان چه ملکه از گروه ملائکه بتماشای تو آشوب قیامت برخاست یعنی همگی گروه ملائکه مشتاق لقای تو شده و برای دیدن تو هجوم نموده و یحتمل این بیت مبنی بمعراج است آنگاه این را صنعت التفات گویند که متکلم از کلامی و یا از قصه بمدح کسی رجوع نماید باید دانست که عاشق را دو حالتست گاه صحو گاه محو در محو دم انا الحق میزنند در صحو به عذر آن میگویند و نیز عاشق تا که بمعرفت ذات نرسیده و بمشاهدات تجلیات گرفتار است بموجب مغلوبی دم انا الحق میزند و چون ازین گذشته بمقام معرفت رسید بعجز و الحاح میگراید بنابران گوید قوله

پیش بالای تو پا بر نگرفت از خجلت	سرو سر کش که بناز قد و قامت برخاست

سرو سرکش عاشق طال اللسان معنی آنست که عاشق طال اللسان که بناز قد و قامت برخاست و قدم در صحن افتخار نهاد و در مقام لَيْسَ فِي جُبَّتِي سِوَى اللهِ خرامیدن گرفت پیش بالای تو یعنی در وقت مشاهدهٔ ذات یا حصول معرفت تو از معاینهٔ کمال و عظمت تو خجلت پا برداشتن نتوانست یعنی بعجز و تضرع گرائید چون بایزید که در حالت محو بود بانگ سبحانی میزد و چون بمقام صحو و معرفت ذات رسید بزبان عجز گفتن گرفت كُنْتُ الْيَوْمَ كَافِرًا مَجُوسِيًّا اَقْطَعُ زُنَّارِي وَاَقُولُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ چون عاشقان را خودنمائی و خودفروشی سدّ راه است بنابران گوید قوله

حافظ این خرقه بینداز مگر جان ببری	کاتش از خرقهٔ سالوس و کرامت برخاست

معنی آنست که اے حافظ این خرقهٔ خودبینی و خودفروشی دور کن شاید که ازین ورطهٔ هلاک که محرومی است جان بسلامت بری چرا که آتش از خرقهٔ سالوس و کرامت برخاست یعنے قریب است که این خرقهٔ سالوس و کرامت ترا در آتش هجران بسوزد قوله غزل

روضهٔ خلد برین همت درویشان است	مایهٔ محتشمی خدمت درویشان است

معنی آنست که روضهٔ خلد برین که کنایت از وحدت و معرفت است حصول آن بتوجه درویشان است که عاشقان کامل اند و مایهٔ سعادت دارین و مقبولی نظر حق خدمت درویشان است قوله

گنج عزلت که طلسمات عجائب دارد	فتح آن در نظر رحمت درویشان است

گنج عزلت کنایت از مشاهدات که حصولش در عزلت ست اے مشاهدهٔ ذات حقیقی که مشتمل بر عجائب و غرائبست و کشادن آن گنج بے نظیر رحمت درویشان معلوم قوله

قصر فردوس که رضوانش بدربانی رفت	منظرے از چمن نزہت درویشان است

یعنے قصر فردوس کہ رضوان خازن اوست از نزہتگاہ درویشان کہ مشتمل بر مشاہدات تجلیات است منظر گاہے است وچون ملک ومال دنیا را اعتبارے نیست کہ فانی است الا ملک ومالے کہ درویشان راست بنابران گوید قولہ

از کران تا بکران لشکر ظلم است ولے	از ازل تا بابد فرصت درویشان است

یعنی سلطنت عالم از شرق تا غرب سراسر ظلم وموجب وبال اما از ازل تا ابد سلطنت درویشانست قولہ

ایدل آنجا باادب باش کہ سلطانی ملک	ہمہ از بندگی خدمتِ درویشان است

آنجا یعنے درخدمت درویشان قولہ

دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال	بے تکلف بشنو دولتِ درویشان است

دولتے کہ پائندہ وباقی است وزوالے وفنائے ندارد دولت درویشان ست بے تکلف یعنے درین سخن تکلفے نیست قولہ

بندۂ آصفِ عہدم کہ درین سلطنتش	صورتِ خواجگی وسیرتِ درویشان است

آصف عہد کنایۃ از مرشد کہ درین سلطنتش درین سلطنت باطنی کہ مراورا حصول است مرآن مرشد راظاہر او موصوف بصفت خواجگی وسیرت درویشان است قولہ

انچہ زر میشود از پرتوِ آن قلب سیاہ	کیمیائیست کہ در صحبت درویشان است

چیزے راکہ از عکس وروشنائی آن وجود ناقصہ را زر خالص گردد اے کامل کیمیای صحبت درویشانست ویحتمل چیزے کہ از ظفیل آن وجود ناقص بکمال رسد کیمیای عشق است کہ حصول آن صحبت درویشان است۔ قولہ

گنج قارون کہ فرو میرود از قعر ہنوز	خواندہ باشی کہ ہم از غیرتِ درویشان است

گنج قارون کہ بقدر قامت در قعر زمین میرود در کتبہا خواندہ باشی کہ بسبب غیرت درویشانست وقصہ اش بر سبیل اجمال چنین است کہ قارون ابن عم موسےؑ بود وبحسن صوت نظیرے نداشت وخزائن وے بمرتبہ بود کہ کلید خزائن او شصت اشتر می کشید وہر شتر شصت من بار بردار بود وہیچ کلید بوزن از یکمثقال زیادہ نبود وہر کلید چہل گنج کشادہ میشد وسبب آن بود کہ چون تورات بموسےؑ نازل شد حکم شد کہ این را

آب زرنویس موسےؑ گفت کہ این کتابے است بزرگ ومراچندان استعدادے نیست کہ آب زرنویسم
حق تعالی صنعت کیمیا بموسےؑ عطا نمود موسیٰؑ ثلثی ازان بہارون آموخت وثلثے ازان بخواہر
خود کہ در نکاح قارون بود قارون ازعیال خود درآموخت واز ہارون ویوشع نیز بدست آورد
تا بحدے شد کہ از مس طلامے ساخت تا روزے بزینت تمام کہ باید وشاید مع گنجہا برقوم خود نمود آ
کرد تا ہمہ را تمنائے حصول روید او کما قال اللہ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا
مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ باوجود این جاہ ومال درحکومت وخلافت مدخلے نبود
روزے بموسی گفت کہ رسالت ازان تست وخلافت وحکومت بہارون مراخود منصبے نیست وحال
آنکہ توریت از شما بہتر میخوانم موسےؑ گفت کہ خلافت بہارون من ازخود ندادہ ام بلکہ بفرمودۂ حق
قارون گفت من این سخن بے دلیل بصدق نمی شناسم موسےؑ گفت ہریکے ازشما عصاے در
زمین نشانید ہرہمہ چنان کردند علے الصباح عصاے ہارون سبز گردید وآنقدر بارآورد کہ برتمام نشاند
بنی اسرائیل قسمت کردند گویند کہ عصاے موسیٰ از شاخ بادام بود قارون گفت از ہیچ تو ساحر ازینچنین
بعید نیست قارون مبغوض شدہ درخانہ نشست چون معاملات موسی ہمہ بطبق فرمان الٰہی بود
ہیچ امرے از امور بقارون تفویض ننمود قارون ازراہ تمرد بنی اسرائیل را از موسی متفرق ساخت موسےؑ
بسبب قرابت کہ باقارون داشت صبر می نمود تا حق تعالے امر زکوۃ فرستاد تا در ایجاب زکوۃ او از ہر
چیزے ہزاریکے صلح کرد قارون باوجود این تخفیف چون اندیشید مال بسیار شد گفت اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ
عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ یعنے این مال را بسعی وکسب حاصل نمودہ ام نہ از مال قبطیان چون سائر بنی اسرائیل
من دادنی نہ ام بلکہ کینہ موسےؑ عم ودل کرد تا روزے بنی اسرائیل را بمہمانی طلب کرد وبعد از
فراغ طعام گفت کہ موسیٰؑ شما را مطیع خود ساختہ اکنون طمع درمال شما کردہ ہمہ گفتند کہ تو سید وبزرگتر مائی ہرچہ فرمائی آن کنیم گفت مرا فکرے بخاطر آوردہ میخواہم کہ آنرا بتقدیم رسانم وشما را از تکلیفات
موسے وارہانم بنی اسرائیل ہمہ تحسین کردند ومعاون او شدند گفت فلان زن کہ درمیان
بنی اسرائیل بزناکاری مشہور است باید طلبید ہجنان کردند واورا بدراہم ودنانیر مفتون
ساختند قارون طشتے پرازر وعدہ کرد بشرطیکہ موسی را بزنا متہم سازد او قبول کرد علی الصباح
قارون مجلسے برآورد وہمہ را طلب نمود موسے علیہ السلام را نیز بمکر وفریب طلبید موسی قبول کرد

که سنت است اجابت دعوت چون موسی ع حاضر شد بموجب داب خود ابلاغ احکام نمودن گرفت که فرمود مجردی که زنا کند صد تازیانه اش زنند و اگر متاهل باشد سنگسارش کنند قارون گفت اگرچه تو باشی گفت اگرچه من هستم قارون گفت بنی اسرائیل را گمان است که تو بفلان زن زنا کرده گفت بنی اسرائیل را بر من این گمان نیست قارون گفت که آن زن را بخوانید حاضر کردند موسی ع روی بآن زن کرد گفت اے زن آنچه این مردمان بر من و تو گمان مے برند آنچنان است تراسوگند بخدا راست گو از برکت موسی عم در توفیق بر ان بکشاد گفت حاشا و کلا اے نبی خدا که کسے بر تو این گمان برد لیکن قارون مرا بمال فریفته گردانید تا بتو این افترا کنم قارون از کمال خجالت سر فرود آورد موسی ع بغایت آشفته شد سر بر زمین نهاد و گفت خداوندا دشمنان تو قصد فضیحت دوستان تو نمود از برائے دوست بر دشمن غضب فرست حکم شد که ما زمین را در حکم تو کردیم موسی ع رو بقوم کرد گفت حق تعالی مرا بر قارون مسلط کرده چنانچه بر فرعون هر که از تابعان من است ازین مقام خود را برون آرد و همه برون رفتند مگر دو نفر که به قارون موافقت کرد موسی زمین را خطاب کرد که یَا اَرْضُ خُذِیْهِمْ وَاَتْبَاعَهُمْ قارون استهزا میکرد و ناسزا میگفت چگونه زمین خواهد گرفتن ناگاه پاے وے تا بکعب زمین فرو برد قارون دریافت و باستغاثه در آمد باز موسی ع فرمود یَا اَرْضُ خُذِیْهِ وَاَتْبَاعَهُ ناگاه تا بسینه فرو شد همچنین تا آنکه غرق شد و قارون هر چند که بعجز و زاری کوشید موسی عم از کمال غضب رحم نفرمود و موکلان زمین بحکم خدا هر روز بقدر قامت فرومی برند روز دیگر بنی اسرائیل گفتند که مقصود موسی از هلاک قارون مال اوست موسی ع دعا کرد تا باغ و سرائے و کوشک و گنجها همه زمین فرو برد و هیچ نگذاشت فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ حق تعالی وحی کرد که اے موسی دیگر زمین را بفرمان کسے بر نیارم این خاصیت تا قوله

روے مقصود کہ شاہان بدعا می طلبند	مظہرش آئینہ طلعت درویشان است

مقصود کنایة از مرادات دینی و دنیاوی شاہان کنایت از شاہان صوری و باطنی که سالکان اند معنے مصراع ثانی آنکه جاے برآمدن او دیدن روے درویشان است که بیک نظر ایشان بمطلب مے رسند قوله

اے تو نگر مفروش باینهمه نخوت که تراست	سیم و زر در کنف همت درویشان است

نخوت فروختن کنایة از اظهار عظمت و فخر است کنف پناه قوله

آنکه پیشش بنهد تاج تکبر خورشید | کبریائیست که در حشمت درویشان است

یعنی درویشانرا حشمت و کبریائیست که خورشید با این سربلندی پیش او پست - قوله

خسروان قبلهٔ حاجات و دعا اند و لے | سببش بندگی حضرت درویشان است

یعنی خسروان که جاے پیش آمد و مرجع حاجات و دعاهاے خلق اند اما سبب آن بندگی درویشان است که بسبب بندگی درویشان مرجع خلائق شده اند قوله

حافظ ار آبِ حیاتِ ابدی میطلبی | منبعش خاکِ درِ خلوتِ درویشان است

آبِ حیات ابدی عشق و معرفت الٰهی منبع جاے برآمدن و ضمیر شین بر آب حیات - غزل

روزگاریست که سودائے بتان دین منست | غم این کار نشاط دل غمگین منست

معنی آنست که مدتیست که عشق معشوقان در زیدن دین من است و غم این عشقبازی مایهٔ فرحت دل حزین من گشته یا ازین بتان عارفان کامل مراد باشد یعنی مدتیست که طلب عاشقان کامل دین من گشته و در طلب این کار غمی که روے میدهد مایهٔ سرور دل غمین من گردیده چون برائے دیدن محبوبان چشمے باید که از لوث هواے نفسانی و آرزوهاے جسمانی خلاص گشته باشد تا مشاهدهٔ جمال محبوبان نماید بنابران گوید قوله

دیدن روے بتان دیدهٔ جان بین باید | وین کجا مرتبهٔ چشم جهان بین منست

یعنی برائے دیدن روے محبوبان چشم حقیقت بین که بوحدة رسیده باشد و خود را درین راه سوخته و دیده از همه کثرت بردوخته و چشم جهان بین مرا که نظر بر کثرت و همے و خیالے میدارد این مرتبه کجا و محتمل که چون بمعرفت ولی کامل نمیتواند رسید مگر کسے که بمقامات ولی رسیده باشد که اَلْوَلِیُّ یَعْرِفُ الْوَلِیَّ بنابران گوید که برائے دیدن روے عارفان چشمے باید که از لباس ناسوتیه برآمده بمشاهدهٔ عالم ارواح رسیده باشد و این مرتبه مر چشم جهان بین را که بکثرت ملوثست کجا و چون موجب قوام عالم حسن محبوبان وجود عاشقان است بنابران گوید - قوله

یار من باش که زیبِ فلک و زینتِ دهر | از مه روی تو و از اشکِ چو پروین منست

معنی آنست که اے محبوب من با ما موافقت نما و مونس ما باش که آرایش فلک و زیبایش دهر با آنکه قوام فلک و عالم از ظهور حسن رخ تو و از اشکباری ماکه کنایت از عشق است روے داده از ذکر

سبب دارائ مسبب پس باید که یار من باشی گویند تا گوینده الله بر زمین خواهد بود قیامت نخواهد آمد و گوینده الله تا آنوقت است که ظهور نور محبوب حقیقی در عالم است و آن نور الحال روز بروز در کاهش است تا بحدے که در محاق افتد و بکلی پوشیده شود آنوقت قیامت قائم گردد کل یوم ابتر ازین معنی است وچون سخن که از روے عشق از دل پیدا می شود فرحت افزاے خاطر خلق میگردد آن موجب تحسین میگردد بنابران گوید قوله

تا مرا عشق تو تعلیم سخندانی داد	خلق را ورد زبان مدحت تحسین منست

معنی آنست که ازان روزے که عشق تو مرا تعلیم سخندانی داد مدحت و تحسین من خلق را ورد زبان گردیده چون مشاهده عاشقان را بین التجلی و الاستتار است بنابران ازان حالت استتار خود خبر میدهد که موجب تحیر است قوله

یارب آن کعبه مقصود تماشاگه کیست	که تماشاگه سلطان دل و دین منست

یارب کلمایست در هنگام تحیر گویند یعنے اے پروردگار آن کعبه مقصود که کنایه از محبوب و مراد از مشاهدات تجلیات است که تماشاگه سلطان دل و دین من گردیده والحال که از ما و در نقاب گردیده معلوم نیست که تماشاگه کیست و کدام کس بتماشاے اوست و در بعضے نسخه مصرع ثانی چنین دیده شده ؎ که مغیلان طریقش گل نسرین منست مغیلان طریق کنایت از شدائد و بلیات عشق است چون غنا و استغنا لازمه محبوب و فقر و عجز لازمه عشق است بنابران گوید قوله

دولت فقر خدایا بمن ارزانی دار	کین کرامت سبب حشمت و تمکین منست

معنی آنست که اے بار خدایا دولت فقر و بیکسی را بمن ارزانی دار چرا که این کرامت یعنی فقر و بیکسی موجب حشمت و مرتبه منست چرا که عاشق آنست که فقیر و بیکس باشد وچون آن عاشق را آن باید که بکار ها مخالف نفس باشد بنابران گوید قوله

واعظ شحنه شناس این عظمت گو مفروش	زانکه منزلگه سلطان دل مسکین منست

واعظ نصیحت گو کنایه از نفس ؎ وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا * وَإِنْ هُمَا مَحَضَاكَ النُّصْحَ وَائْتَهِمِ * برخلاف نفس و شیطان باش فرمان شان مبر * و نصیحت میکنند ت قول شان دان متهم * شحنه کنایه از عقل معاش سلطان کنایه از حق معنے آنست که اے نفس نصیحت گو ترا عقل می شناسد

دمنزلت میدہد و میگوید کہ نفس را خود حق است کہ مرکب اوست از پرورش او غافل مباش و بشناخت خود غره مشو و بدین گفتگوے او از رہ مرو و عظمت خویش بر من مفروش و از راہ سر زنش بر من مخروش کہ دل مسکین من منزلگاہ سبحان است اگر ترا بشحنہ شناسی مر السلطان غلبہ ترا بر من چہ جاو نصیحت تو مراچہ زیبا - قولہ

از کہ دریا گری آموخت خیالِ تو مگر	رہنمایش شدہ این اشک چو پروین منست

دریا گری خاصۂ دریا معنے آنست کہ اے محبوب من خیال تو این خاصۂ دریا کہ گوہر فشانی است از کہ آموخت محض از انست کہ اشک پروین مثال من ممد و معاون او گردیدہ و چون مدار کار عاشقی بر فنا است تا کہ فانی نشود بمراد نرسد و آن موقوف بتجلی ذاتی قہاریست و نیز کار معشوق مدام عاشق کشی است بنابران گوید قولہ

رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی	کار آن شوخ سیہ جردۂ شیرین منست

سیہ جردہ سبز رنگ مراد از ان معشوق و نیز تجلی ذاتی کہ سیاہ است یعنے رسم عاشق کشی و دار الملک وجود عاشق را زیر و زبر ساختن کار آن شوخ سیہ جردہ شیرین منست کہ تجلی ذاتی قولہ

حافظ از خشمت پرویز و گر قصہ مخوان	کہ لبش جرعہ کش خسرو شیرین منست

پرویز نام پسر ہرمز بن نوشیروان و خسرو نیز می گفتندش و او تاجے داشت بوزن شصت من مرصع بجواہر نفیس و تختش از عاج و ساج مکلل و مرصع بود و شکل اقالیم زمین و فلک البروج در و ثبت کردہ و آنرا بطالع در آوردہ و بر و طلسمے بود از شیر و گوزن سر بر و طاسی و غلولہ کم از گوے چون یکساعت گذشتی آن گوے از دہان شیر در طاس افتادی و او را چہار دست فرش بود کہ بہر دستے فصلے از فصول نگاشتہ و شطرنجش یکطرف از یاقوت و طرفے از زمرد تراشیدہ بودند و نردے داشت کہ یکجا نبش او نبسد و دوم از فیروزہ و او را دو بیست مثقال زر افشار بود و چون با روادی از ان زر بدست صورتہای خوب ساختی و شکستی و خوانش مرصع بجواہر نفیس و کاسہاے زر و سبز از زمرد و او را گنج باد آورد و گنج عروس و گنج دیبا خسروی و گنج افراسیاب و گنج سوخت و گنج خضرا و گنج شاد آورد و نیز پیلے سفید داشت و بزرگ تر از ہمہ پیلان از غایت سفیدی بدرخشیدے و باریدے و نکیسا مطربان او بودند و شیرین زن و معشوقہ او بود - غزل

روشن از پرتو رویت نظری نیست که نیست | منت خاک درت بر بصری نیست که نیست

درین غزل نفی در نفی اثبات است معنے آنست ہر نظرے کہ او شناسی کمال حاصل نمودہ و در ہر جا جلوہ تو مینماید روشن از مشاہدہ روے تو است و ہر بصرے کہ بمعرفت تو رسیدہ و آثار شہود معاینہ مینماید منت خاکدرت بروست اے بطفیل آنکہ چشم بر خاکدرت سائیدہ تا باین مرتبہ رسیدہ و بتحمل ہر ذاتے رافروغے و ہر صفتے پرتوے از ذات اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ است۔ ؎

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ ۔ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُحِیْطٌ وبتحمل کہ مرتبہ ولایت و نبوت و حضرت بروجہ اتم و اکمل است و ہر نبی و ولی از پرتو مشکوۃ نبوت و ولایت او صلعم بقدر استعداد خود مستفیض و مسترشد فکل نبی و ولی نبوتہ و ولایتہ حسنۃ من حسناتہ **قولہ**

آب چشمم کہ بر و منت خاک درتست | زیر صد منت این خاکدرت نیست کہ نیست

معنے آنست کہ آن چشم من کہ بر و خاک درتست چہ بسبب اشتیاق خاک درتو روان گردیدہ عزیز دارد و بواسطہ آن ما را ممنون احسان خود کن کسے نیست کہ ممنون صد منت اینجناب نیست **قولہ**

ناظر رویتو صاحب نظرانند آرے | سرگیسویتو در ہیچ سری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ صاحب نظران کہ عاشقان کامل اند بہر چیزے و بہر شے کہ می بینند در ان مشاہدہ جمال تو مینمایند کہ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ آرے سرگیسوے تو اے تجلی ذاتی تو در ہر سریست و ازین فیض عام تو کسے محروم نیست اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُحِیْطٌ وچون کار عاشق خونباریست بنا بران گوید **قولہ**

اشک غماز من از بہر چہ آمد چہ عجب | خجل از کردۂ خود پردہ دری نیست کہ نیست

غماز چغلخور از کردۂ خود بسبب عمل خود معنے آنست کہ اشک غماز من اگر بخونباری برآمد جاے عجب نیست زیرا کہ او پردہ دریست و ہر پردہ در آخر الامر بسبب عمل خود خجل و خونبار گردد چون گریہ موجب رفع ندامت و عفو تقصیر میباشد بنا بران گوید **قولہ**

تا بدامن نشیند ز غبارت گردی | سیل جز از نظرم رہگذری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ این گریۂ من برائے آنست کہ شاید در راہ عشق از ما تقصیرے بوقوع آمدہ باشد مبادا از ان غبار اندوہ بدامن حال تو رسد این گریۂ من بجاے رسید کہ ہر رہگذرے کہ ہست

دران سیلے از چشم من جاریست وچون راه عشق محض اختیار شد است و آن کار هر کسے نیست بنابران گوید قوله

نازکانرا سفر عشق حرام است حرام	که بهر گام درین ره خطری نیست که نیست

معنے آنست که نازپروردان خانه خودی و تن آرائی را شایان نیست که راه عشق بس سخت است که اَلعِشقُ تَمَامُ الْمِحْنَةِ وَالْبَلَاءِ و درین ره بهر قدم خطرے هست وچون راه عشق اعظم ترین نعماست که مدعیان بدین نعمت عظمے نرسند بنابران گوید قوله

تا دم از شام سر زلف تو هر جا نه زند	با صبا گفت و شنود دم سحری نیست که نیست

شنیدم

معنے آنست که چون بشاهراه عشق در آمدم و خوبی آنرا دریافتم بنابران هر سحرے که هست مرا با صبا که مرشد و قبلست گفتگوے و بحثے است بدین جهته تا دم از وصف شام سر زلف تو که کنایة از جذبهٔ عشق است نزند اے خوبی او فاش نکند تا مدعیان بحال خود مانند وچون راه عشق سراسر مسکینی و بیکسی است بنابران گوید قوله

شیر در بادیهٔ عشق تو روباه شود	آه زین راه که در وے خطری نیست که نیست

معنے آنست که اے محبوب من راه عشق تو راهے است که شیران یعنی عارفان کامل بمنزله روباه میگردند و عجز و تضرع مینمایند ۵ در هر پیر زن میزد پیمبر + که اے زن در دعایت یادم آور + مشوغره که شیران شکاری + درین ره خواستند از موریاری + افسوس ازین راه که سراسر خطرات و آفات است وچون عشق مرعاشق را در معرض نیستی میکشد قوله

از وجود اینقدرم نام و نشان هست که هست	ورنه از ضعف درینجا اثری نیست که نیست

همتی

معنے آنست که در عشق بجاے رسیده ام و محو گردیده ام که از وجود همین قدر نام و نشان است که هست گویند نام هستی دارم والا نه هرچه اثر و نشان کمال ضعف است در وجود من موجود است اے ضعف بحد کمال وچیزے باقی نمانده چون سامع محجوبست و با کثافت باوی چون دے سخن تو انگفت تُكَلِّمُ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ازینجهته سخن را که چون آفتاب جهانتاب است در پس غمام حرف و صوت کرده موافق دیده نادیده این خاش طبعان برون باید آورد و گرنه با عیسے منشان آفتاب مسندان نه چنین دم زدن و نه اینچنین سخن گفتن در مجلس روحان سخن بے حجابست و بے پوست چون با آنان که با حجاب و با پوست اند

اگر سخن بحجاب گوئی پوست شان از شان گندہ شود و پردۂ غفلت دریدہ لیکن ایشان ازین خروشان و پریشان میشوند پس با ایشان سخن گفتن مصلحت نیست بنابران گوید قولہ

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز	ورنہ در مجلس رندان خبری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ ہرچہ از اسرارہای نہانی و رازہای پنہانی بر تو مکشوف شدہ مصلحت ہمین است کہ در اظہار آن نکوشی و از عوام نہان داری کہ ایشان طاقت فہم آن ندارند مبادا کہ بہ انکار پیش آیند والا نہ در مجلس عاشقان ہر چیزے کہ ہست آنجاست و اوشان خود واقف اسرار اند و نیز معنے آنست کہ ہیچ نمیدانم کہ موجب اخفاے راز چیست مگر ایشان قوت افشاے آن را زیا مصلحت در افشاے آن را نمی بینند کہ افشاے سر الوہیت کفر دیگر اَلْقَدَرُ سِرُّ اللّٰہِ فَلَا تُفْشُوْہُ سمجھین در افشاے ہمہ اسرار قولہ

از خیال لب شیرین تو ای چشمۂ نوش	غرق آب عرق اکنون شکری نیست کہ نیست

چشمہ نوش شکر کنایت از محبوب معنے آنست کہ اے محبوب من ہر محبوبے کہ ہست از خیال لب شیرین تو کہ لطف تست غرق آب عرق است یعنی ہیچ یکے نیست کہ توجہ بلطف تو نداشتہ باشد و این نہال در مزرعہ جان نکاشتہ باشد و یحتمل اے محبوب من ہر محبوبے کہ ہست از خیال لب شیرین تو یعنی از دیدن کمال لطافت و ملاحت تو عرق آب انفعال است و چون در رسیدن فیض الٰہی از جانب نقصے و بخلے نیست لیکن مدار او بر استعداد است بنابران گوید قولہ

من ازین طالع شوریدہ بر نجسم ورنہ	بہرہ مند از سر کویت دگری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ اے محبوب من ہر کسے کہ ہست فیض از جناب تو شامل حال اوست الا کہ من و این محض شوریدگی طالع من است کہ استعداد ی ندارم وگرنہ از جانب تو بخلے نیست و چون کار معشوق مدام استغنا و خفا و کار عاشق محبت و وفا بنابران گوید قولہ

کمر کین بمن خستہ چہ بندی کہ بہر	در میان دل و جانم گرہی نیست کہ نیست

اے محبوب من از برائے من خستہ دردمند بہر چہ کمر کین مے بندی و ہیچ بمدا و اے من نمی پردازی کہ مرا در دل و جان ہر چہ طریق و روشنی است مہیا است و چون کار معشوق مدام ناز و استغنا گوید قولہ

تو خود اے شعلۂ رخشندہ چہ در سر داری	کہ کباب از حرکاتت جگری نیست کہ نیست

معنے آنست کہ اے محبوب من بعالم ہر جگرے کہ ہست از آتش غمزہ و ناز کہ کنایت از ظہور و خفا و غنا

واستغنا کباب گشته معلوم نیست که تو ازین که دل عالمے را سوخته چه در سر داری و خیالِ تو چیست وچون کار معشوقان اکثر بیوفائی است بنابران گوید قوله

غیر ازین نکته که حافظ ز تو ناخشنود است	در سراپاے وجودت هنری نیست که نیست

معنے آنست که اے محبوب من ذاتِ تو مجمع صفات حمیده است وهر هنرے که هست در دست الا همین که حافظ از تو خشنود نیست که با وو فا نیکنی چنانچه جلے دگر خود گفته که ۵ جز اینقدر نتوان گفت در جمال تو عیب * که خال مهر و وفا نیست روے زیبارا * واین سخن اگرچه بے ادبی است لیکن لَا یُؤْخَذُ مَجْنُوْنٌ بِمَا صَدَرَ عَنْهُ۔

غزل

روے تو کس ندید هزارت رقیب هست	در غنچه هنوز صدت عندلیب هست

اشکال این بیت آنست که نظر بعینے باطن حق سبحانه را با وجود اینهمه گلها شگفتن غنچه گفتن و با وجود این ظهور مفصل مجمل قرار دادن نمی زیبد جواب آنست که چون شیونات الهیه نامتناهیه اند وهرچه بوجود آمده تناهی دارد پس آن ذات مجمع شیونات را نظر بشیونات نامتناهیه باقیه غنچه گفته واگر با عتبار شهود شیونات موجوده گل گوید نیز شاید ۵ شگفته شد گلِ حمرا و گشت بلبل مست * معنے آنست که اے محبوب من بلکه ذات تو هیچکس نرسید که هزاران هزار موانع انداز تجلیات وشیون ذاتیه واعیان ثابته وعجب تر آنست که در غنچه یعنے در چندین پرده نور وظلمت نهانی چگونه روئیتو کسے بیند چندانکه ظهور کردی مستور گشتی وهنوز در آرزوے بوے آن گل خوش بو صد هزار عاشق بیقرار اند ودر عشقیه قاضی حمید الدین معنے این بیت چنین دیده شده که روے تو جز تو کسے ندید که عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ ومراد از رقیب دین ودنیا وکفر واسلام وامر ونهی وطاعت ومعاصی واحکامهاے شرع وهزاران تکلیفات عقل که در پیش است اینهمه رقیبانِ آنروے اند ازین معنی است ۵ ره عقل جز پیچ در پیچ نیست * بر عاشقان جز خدا هیچ نیست * ونیز رقیب فکر وعقل وهوش دیگر مراد از رقیب چشم ورخ وخال وزبان وگوش ودست وپا وسائر اعضا اینهمه رقیبان آنروے اند اما اینها رقیب وحبیب زیرا که ظهور هم اینست وحجاب هم این وهمین حجاب ظهور شد وهمین ظهور حجاب پس چون حجاب برخیزد ظهور برخیزد وچون ظهور برخیزد چندین ذوق وشوق باکه انگیزد ومراد از غنچه دلست وطالبان عندلیب وار گرد بر گرد آن طوفها دارد وچون ناگاه با وعنایت بوزد وآن غنچه دهان بسته یکایک بشگفد واز بوے آن عاشق عندلیب وار مست

۵ در شگفد در بود ۱۲

وبجوگردد ودرظهور حبیب رقیب فانی گردد وعبارت رقیب وعندلیب تاآن زمان است که او درپرده است وچون از پرده برون آید کس درمیان یابد آنگاه در ذوق ملک چنان دیوانه گردد که هیچ بیگانه ویگانه را مدخل نماند درین میانه اگر بگوش جان بشنوی هردم بانگ انا الحق از هر شے خیزانست وجز این بانگ بانگ دگر درعالم نیست اما این زمان حال درمنصور بقال آمد تا وے را پاره پاره کردند بسوختند وخاکسترش بباد دادند اما این بانگ رانتوانست برداشت پس معلوم شد که آن بانگ از منصور نبود اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ از درخت برآید ودرخت درمیان نه عجب که از منصور برآید ومنصور درمیان نه وچون عاشق را باعتبار باطن دمے از معشوق جدائی نیست گوید قولہ

هرچند دورم از تو که دور از تو کس مباد	لیکن هنوز وصل توام عنقریب هست

معنے آنست که اے محبوب من هرچند که بصورت از جناب گردون مآب تو دور افتاده ام که هیچکس از تو دور مباد لیکن هنوز وصل توام عنقریب هست که باعتبار معنی با توام وتحمل اگرچه باعتبار صورت جسمانیه از راه وفور هوائے نفسانیه از تو دورم که هیچکس از تو دور مباد لیکن هنوز با وجود این وصل تو عنقریب است که خود فرموده نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ وچون همه کس عاشق اوست بنابران گوید قولہ

گر آمدم بکوے تو چندان عجیب نیست	چون من درین دیار فراوان غریب نیست

معنے آنست که اے محبوب من اگر خسته غریب بکوے عشق تو درآمدم ودعوی عشق نمودم عجب مدان چراکه چون من درکشور عشق تو هزاران هزار والهٔ وشوریده اند یعنے تنها نه من عاشق توام بلکه عالمے گشته میدان محبت تست وچون درکوے عشق محرومی نیست گوید قولہ

عاشق که شد که یار بحالش نظر نه کرد	ایخواجه درد نیست وگرنه طبیب هست

معنے آنست که درین زمانه بسیار بوالهوسان دعوی عشق مینمایند ومیگویند که محبوب هیچ بما ملتفت نشد بنابران گوید که عاشق که شد که یار بحال او نگاه نکرد یعنے هرکه درراه عشق مردانه درآمد البته محبوب بغمخواری او کوشید وآن کسانے که محروم اند از انجهت است که درد عشق ندارند بزور خود را عاشق نام نهاده اند والا نه طبیب موجود است وهیچ بخلے از جانب طبیب نیست اما چون طبیب درد نه بیند کرا دوا دهد وچون لازم عاشق است که آزار بکسے نرساند وبقدر وسعت بغمخواری او کوشد گوید قولہ

اے دل مجوے خاطر آزاد کائنات	کز کار خوشدلی که چو مارا نصیب هست

این کتاب توسط تیم فایل‌های ایران برای شما آماده شده است

معنے آنست کہ اے دلِ من چون ما را از کار خوشدلی کہ محض عطاے عشق یا مشاہدات تجلیات و معرفت رب الارباب است بہرہ است پس میباید کہ آزار خاطر کائنات روا نداری یعنے اگر ایشان بجنگ برخیزند و با تکبر پیش مے آیند مر ایشان را نرنجانی و یا آنکہ چون اللہ تعالی تو عطا نمودہ و ایشان از تو طلب دارند تو ہم بر ایشان عطا نما اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ و چون در نظر عاشق ہمہ جا ظہور محبوب حقیقی است گوید قولہ

در عشق خانقاہ و خرابات فرق نیست	ہر جا کہ ہست پرتو روے حبیب ہست

معنے آنست کہ در عشق خانقاہ و خرابات نظر نباید کرد چرا کہ ہر جا ظہور روے محبوب است پس در طلب رضاے او باید بود و در پے این و آن نباید شد و نیز از خانقاہ عزت و خرابات رسوائی یعنے در عشق عزت و رسوائی برابر است نہ عزت بخدا میرساند و نہ خواری از و میراند پس عاشق را باید کہ بعشق ساعی باشد و بہ این و آن نپردازد و بتحمل کہ عشق مراد ظہور ذات حق است یعنے در ظہور ذات حق کہ در خانقاہ و خرابات ست فرقے نیست و این ظہورات متنوعات و تجلیات متکثرات در وحدت ذات جلال و جمال صفت قادح وما الوجه الا واحد غیر انه اذا انت تعدد والمراد ما تعدد پرتو آفتاب کہ بر زمین می افتد در حد ذات متعدد و متکثر مے نماید و اگر بر شیشہا متلون تا بد ہر جا بہر رنگے نماید و در نفس از الوان مبرا است و اگر بر قاذورات افتد ہیچ نقصان در و پیدا نشود چنانکہ بر لعل افتد ہیچ شرف زیادہ نگردد و جمیع صور مظاہر نور حق اند خواہ ذہنی خواہ خارجی خواہ ناقص خواہ کامل قال اِنَّ اللّٰهَ يَتَجَلّٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِلْخَلَائِقِ فِيْ صُوْرَةٍ مُنْكَرَةٍ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ اَلَا عَلٰى فَيَقُوْلُ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ فَيَتَجَلّٰى فِيْ صُوْرَةِ عَقَائِدِهِمْ فَيَسْجُدُوْنَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰهَ يَتَجَلّٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصُوْرَةِ النُّقْصَانِ فَيُنْكِرُوْنَهَا ثُمَّ يَتَحَوَّلُ بِصُوْرَةِ الْكَمَالِ يَعْتَقِدُهَا النَّاسُ چون غرور و تکبر شر الخصال من النساء و الرجال است بنا بران گوید قولہ

آنجا کہ کار صومعہ را جلوہ مے دہند	ناقوس و دیر و راہب و نام صلیب ہست

ناقوس چوبیست کہ بجاے بانگ نماز زنند راہب زاہد ترسایان صلیب خط سہ گوشہ از زر و نقرہ و مس و چوب و امثال آن بر سینہ در زنار بندند معنے آنست کہ جاے کہ مسلمانان حق پرست عبادت میکنند علامت کفر نیز بسبب امکان موجود است پس باید کہ عابدان بعبادت خود مغرور نگردند مبادا کہ کفر با اسلام مبدل گردد و نیز الفاظے کہ در مصرع ثانی ست عشق مراد است یعنے آنست کہ در ہر دلے کہ اسلام تمکن گرفتہ عشق را البتہ مدخلے است و چون این کلام سراسر عشق است گوید قولہ

فریاد حافظ اینهمه آخر بهرزه نیست	هم قصهٔ غریب و حدیث عجیب هست

بهرزه بیهوده معنے بیت واضح است حاجت تقریر ندارد **غزل**

رواق منظر چشم من آشیانهٔ تست	کرم نما و فرود آ که خانهٔ تست

این غزل در جدائی مرشد فرموده رواق منظر چشم مردمک دیده کذا فی اصطلاح الشعراء معنی آنست که ای محبوب من مردمک دیدهٔ من جاے نزول تست یعنی برائے تو مردمک دیده را مهیا کرده ام پس کرمے نما و بریں خانه فرود آی که اینجا نه محض خانه تست و گرنه اگر اینجا نیائی نه وچون بیشتر کار معشوقان استغنا است گوید **قوله**

بزلف و خال و خط از عاشقان چه می‌جوئی دل	لطیفهاے عجب زیر دام و دانهٔ تست

زلف جذبهٔ عشق خال نقطهٔ ذات کنایة از وحدت خط کنایت از صفات و نیز زلف و خال و خط کنایت از جذبات عشق و نیز مشاهدات که ؎ خال و خط و ناز و غمزه چین پیشانی او ✣ اینهمه نقش تجلیها است بر دل نقشبند ✣ معنے آنست که ای محبوب من اول بسلسلهٔ محبت خود ما را گرفتار کردی و بجذبهٔ عشق تاراج دل ما نمودی و باز الحال بے نیازی را کار میفرمائی و هیچ بمداوای ما نمے پردازی اینچنین لطیفهاے عجب که اول بجذوه فریفتن و باز استغنا را کار فرمودن خاصهٔ تست چون توجه دل عاشق مدام بجناب معشوق است گوید **قوله**

دلت بوصل گل ای بلبل سحر خوش باد	که در چمن همه گلبانگ عاشقانهٔ تست

بلبل سحر کنایة از مرشد است دل تو بوصل که محبوب حقیقی است خوش باد که همواره بار شاد طالبان در دو دنیا حقائق و معارف ترانهٔ تست چرا که در چمن مجلس مسترشدان همه گلبانگ عاشقانهٔ تست اے منتظر قدوم فیض لزوم تو اند و بدعا گوئی تو چون علاج درد عاشق که مسترشد است بغیر توجه و لطف معشوق که مرشد است نتواند شد بنابران گوید **قوله**

علاج ضعف دل ما بلب حوالت کن	که این مفرح یاقوت در خزانهٔ تست

لب مراد لطف ؎ لب که شیرین جوے شد لطف خداست ✣ مفرح دوائی آمیخته معدنیات بجهة دفع خفقان و سوداک و هند و مقوی و فرحت دهنده و اینجا اشارت بلب معنی آنست که علاج ضعف دل و علل و امراض قلب ما که توجه و لطف تست حواله نما چرا که این مفرح یاقوت یعنی فضل و لطف که

که شفای بیماران عشق است در خزانهٔ تست پس دربارهٔ ما کن تا بکام دل رسم اگرچه قوله

تنم مقصر م از دولت ملازمتست	ولے خلاصهٔ جان خاک آستانهٔ تست

معنے آنست که اگرچه با عتبار جسم گرفتار بعد مم لیکن خلاصه جان که دل و روح است مدام متعلق بآنجناب است وچون عاشق کامل آنست که بهیچ وجه و بهیچکس فی بهیچ چیز ملتفت نگردد بنابران گوید قوله

من آن نیم که دهم نقد دل بهر شوخی	درخزانه بمهر تو نشانهٔ تست

معنی آنست که اے محبوب من من آن نیم که ملتفت بهر ساده روئی گردم و در دل من تا حال همچنان بمهر و نشان تست و محبت غیر در وراه نیافته وچون در عالم هرچه هست مطیع امر معشوقست بنابران گوید قوله

تو خود چه لعبتی اے شهسوار شیرین کار	که تو سنے چو فلک رام تازیانهٔ تست

رام تازیانه یعنی مطیع امر معنے بیت اظهر من الشمس است وچون کار معشوق مدام عشوه دهی و فریب بخشی است بنابران گوید قوله

چه جاے من که بلغزد سپهر شعبده باز	ازین حیل که در انبانهٔ بهانهٔ تست

معنی آنست که ازین عشوه ها و فریبها که در ذات تو مضمرست اگر من مسکین فریب خورم جاے عجب نیست چه جاے من بلکه سپهر شعبده باز که فریب دهندهٔ عالم است بدست عشوها و فریبهاے تو گرفتارست و چون کلام حافظ موزون بمشتمل بر فصاحت و بلاغت است و آن موجب فرحت دل غمگین ست بنابران گوید قوله

سرود مجلست اکنون فلک برقص آرد	که شعر حافظ شیرین سخن ترانهٔ تست

خطاب بمعشوق است فلک مفعول ترانه معنے بیت اظهر است حاجت تحریر ندارد غزل

راهیست راه عشق که هیچش کناره نیست	آنجا جز آن که جان بسپارند چاره نیست

معنے آنست که غواصان دریاے محبت و ملاحان بحار مودت از حقیقت عشق چنین خبر داده اند که عشق راهیست لا انتهاء له که انقطاع آن بهیچ نوع صورت پذیر نیست بلکه درین راه جز جان سپردن چاره نیست که العشق اوله حرق و آخره قتل وچون از عشق بهتر و از محبت کارے نیست بنابران گوید قوله

هر دم که دل بعشق دهی خوش دمے بود	در کار خیر حاجت هیچ استخاره نیست

معنی آنست که هر دمے که در عشق گذرد خوش دمیست که دمے با عشق بهتر از چهلسالهٔ عبادت بے عشق

پس باید که خود را در دریای عشق اندازی تا گوهر مراد بدست آری و درین کار تاخیر مورز و اندیشه منما که کار ایست نیکو و در کار خیر حاجت بهیچ استخاره ندارد و باید دانست که عقل شحنه ایست در شهرستان بدن که کار او همه جاسوسی و چاپلوسی نمیخواهد که عاشق در کوی معشوق یک قدم نهد و هر دم ترسے و بیمے روے مے آرد بنابران بمنکر گوید قوله

مارا بمنع عقل مترسان و مے بیار	کان شحنه در ولایت ما هیچکاره نیست

معنی آنست که اے منکر مارا ازین مترسان که عقل تو مانع خواهد گشت زیرا که شحنه که در ولایت ما است اے عقلے که در بدنِ ماست هیچکاره نیست اے سرکش نیست بلکه تابع منست و یا آنکه عقل معاش ندارم که هیچکاره ایست بلکه عقل معاد دارم که مُمِدّ عشق است و چون عاشق را هر چه پیرسد از مرگ و حیات و رنج و گنج بدوست نسبت کنند چرا که نسبت بغیر نمودن شرکست بنابران گوید قوله

از چشم خود بپرس که ما را که می کشد	جانان گناه طالع و جرم ستاره نیست

از چشم مراد غمزه از ذکر مسبب و اراده سبب معنی آنست که اے محبوب من این غمزهٔ تو که ظهور و خفا است ما را در معرض هلاکت آورده تهمت گناه بر طالع و ستاره نیست که این هیچکاران خود وجودے ندارند در وجود محتاج اند عدم و وجود غیرے از ایشان چون آید و چون مشاهده کمال محبوب غیر از چشم پاک از تیرگی اغراض نفسانی و علل و ای جسمانی نتواند شد گوید قوله

اورا بچشم پاک توان دید چون هلال	هر دیده جاے جلوهٔ آن ماه پاره نیست

معنی آنست که عاشق مادام که مبرا از علل صفاتِ بشری نگردد و متصف بصفات قدسیه نشود نظاره محبوب را قابل نشود چنانچه هلال را همان چشم تواند دید که خالی از امراض باشد و چون طریقهٔ رندی از بس عزیز القدر است گوید قوله

فرصت شمر طریقهٔ رندی که این نشان	چون راهِ گنج بر همه کس آشکاره نیست

معنی آنست که اے عاشق اگرچه طریقه رندی که کنایه از عشق و آزادی کونین و عدم ریاست بدست آمد غنیمت دان که این طریقه مانند راه گنج از نظر مردمان مخفی است که کسے بدین ره نمیرود و چون کار معشوق مدام استغنا است گوید قوله

نگرفت در تو گریهٔ حافظ بهیچ روے	حیران آن دلم که کم از سنگ خاره نیست

معنی آنست که اے محبوب من در حیرتم آیا طینتِ تو بکدام شده که اینهمه گریه و زاری که در عشقِ تو

نموده ام ذره در دل بیرحم تو که در سختی کم از سنگ خاره نیست تاثیر نکرده **غزل**

روزه یکسو شد و عید آمد و دلها برخاست	مے زمیخانه بجوش آمد و می باید خواست

روزه کنایة از ابتدای حال که ایام زهد و پارسائیست عید آوان مشاهدات مے عشق و محبت میخانه دل می باید خواست طلب باید کرد **قوله**

نوبت زهد فروشان ریائی بگذشت	وقت شادی و طرب کردن رندان برخاست

زهد فروشان ریائی مرائی رندان کنایت از عاشقان معنے آنست که ایام زهد و پارسائی که جهت تصفیه بکار بود بسر آمد و آوان مشاهدات تجلیات از در آمد و دلها نرم گشت و فوارهٔ عشق و محبت از دلم جوش زد مرشدے میباید جست و طالبش میباید شد چرا که ایام زهد فروشان ریائی رفت و وقت شادی رندان در آمد چون هر کسے بموجب کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُونَ شادان است بنابران گوید **قوله**

چه ملامت کند آنکس که چو ما باده خورد	این نه عیبست برخورده دلان وین نه خطاست

معنے آنست که کسے همچو ما باده خورد بعشق ورزی اشتغال نماید چه ملامت کند که او نیز هم پیشهٔ ما گردید و یا آنکه برائے چه بملامت پیش آید که عشق ورزیدن نزد دانایان عیبے و خطائے نیست وچون میخواری که کنایة از عشقبازی است واختیار طریقه ملامتیه است عیبے چنان نیست که موجب خلل باشد بنابران گوید **قوله**

این نه عیبست کزان عیب خلل خواهد بود	ور بود عیب چه شد مردم بے عیب کجاست

معنی آنست که این میخواری که کنایة از عشقبازیست یا میخواری ظاهرست عیبے نیست و گناهے نه که عبد بنده تعلق داشته باشد و راه عفوش انباشته و از و خللے پدید آید که عفو انشاید بلکه حق الله است که امید عفو دران بیشتر لانه ارحم الراحمین و اکرم الاکرمین پس عیب نباشد و هیچکس خاطر خود ازین اندیشه نخراشد کما قال الله یَا عِبَادِیَ الَّذِینَ اَسْرَفُوا لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ اِنَّ اللهَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعًا و در بود عیب چه شد دانی که بے عیب خداوند پاک است و بنده پر تقصیر که خلقتش از خاک است چون ریا بد تر از میخواری است بنابران گوید **قوله**

ما نمردان ریائیم و حریفان نفاق	آنکه او محرم اسرار است بر احوال گواست

معنے آنست که ما مردان ریائی و حریفان نفاق همچو دیگران نیستیم که کوس صلاح و ورع بر در زنیم

وانکه او محرم سراست یعنے خدا یتعالے بر ینحال برین سخن گواه است که دروغے نمیگویم چون عدم ریا لازمهٔ عاشق است بنابران گوید قوله

فرض ایزد بگذاریم و بکس بد نه کنیم	وانچه گویند روا نیست بگوئیم روا ست

انچه گویند روا نیست اشاره بطریق ملامتیه وجهد در عدم ریا یعنے ما را باید که حلال خدا را حلال دانم وحرام را حرام وسائر فرض وواجبات بجا آرم وکسے را نرنجانم ونیز در حصول اخلاص وعدم ریا ساعی باشم وجد وجهد کما ینبغی بجا آرم واگر گویند که در پے عدم ریا نباید شد که مشروط لازم نیست جواب دهم که عوام را بموجب حسنات الابرار کافیست اما خواص را لازم است که بموجب سیئات المقربین این طاعت بس نیکند تا که عدم ریا نمی کند وچون در عالم عجب حالے رو یداده که بروے ریاے خود نظر نمیکنند بلکه آنرا از اعمال صالح پندارند ومیخواری عاشقانرا از معاصی می شمرند چنانچه جاے دیگر خود گفته ؎ ریا حلال شمارند وباده را حرام زهے طریقه وملت زهے مذاهب شیں ؛ وچون فے الحقیقت زشت ترین اعمال است که چشم از عیوب خود پوشیدن وعیب جوئی دگران کردن بنابران گوید قوله

چه شود گر من وتو یکدو قدح نوش کنیم	باده از خون رز انست نه از خون شما ست

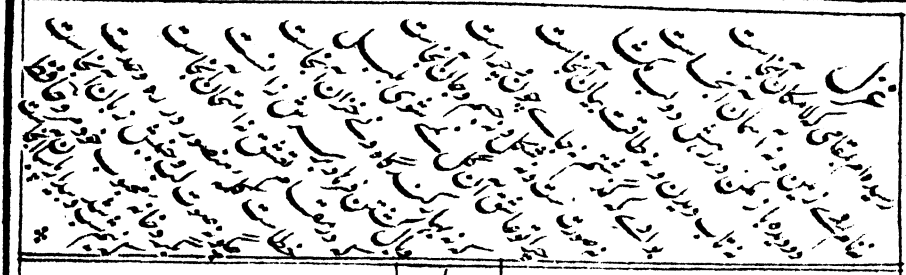
معنے آنست که اے معرض ومنکر چه شود اگر من وتو یک قدح بادهٔ مجازی بخوریم ومرتکب این امر عظیم شویم که نزدیک شما بدترین اعمال است تا دمے از غیبت وعیب جوئی خلاص یابیم ؎ زباده هیچت اگر نیست این نه بس که ترا ؛ دمے ز دوسه عقل بے خبر دارد ؛ چرا که این بادهٔ نوشی ما بر اعمال شما که روے ریاست فوقیت دارد چرا که باده نبود مگر از خون رزان که انگور ست نه که از خون شما که غیبت اخوان حرام ست کما قال الله اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ پس قوله

باده نوشی که در و روے ریائی نبود	بهتر از زهد فروشی که در و روے ریا ست

معنے آنست که باده نوشی خواه ظاهری خواه طریقهٔ ملامتیه که عشق با زیست که در و روے ریا را مدخل نباشد بهتر از زهد وصلاح ریائی وچون عاشق را باید که بدو چیز ثابت قدم باشد یکے اشتغال بعشق دوم ترک آزار خلائق بنابران گوید قوله

باده مینوش ومیازار تو کس را حافظ	زانکه آزردن مردم نه گی عین خطا ست

معنے بیت واضح است ؛ .



غزل

ز گریه مردم چشمم نشسته در خونست	به بین که در طلبت حال مردمان چونست

معنے آنست اے محبوب من در فراق روئیتو از غایت گریه و اشکباری مردمان چشم من غرق خون گردیده پس بارے یکره نظر نما که در طلب حال مردمان بچه انجامیده که از اشکباری بخونباری مبدل شده چون در هجران محبوب محب را بجز خون خوردن کارے نیست بنابران گوید **قوله**

بیاد لعل تو و چشم مست میگونت	ز جام غم مئی لعلے که میخورم خونست

لعل کنایه از لب و مراد ازان لطف و فضل و لب که شیرین جوے شد لطف خداست و مراد از چشم مست میگون تجلے ذاتی مست باعتبار استغنا میگون باعتبار خونریزی و خونریز از انجهت که موجب فنای عاشقانست **معنے** آنست که اے محبوب من در جدائی تو بامید حصول لعل تو که نامتناهی است و چشم مست میگون تو که تجلے ذاتی قهاریست از جام غم بجز خون خوردن کارے نیست یعنی در هجر تو این غم گرامی خود بخونخواری بسر می برم چون مشاهدهٔ معشوق در حق عاشق دولت است عظمی بنابران گوید **قوله**

ز مشرق سر کوے آفتاب طلعت تو	اگر طلوع کند طالعم همایونست

معنے آنست که زهے سعادت و نیک بختی طالع من اگر آفتاب طلعت تو که کنایت از تجلے ذاتیست از مشرق سر کوے قلب حزین ما طلوع نماید و یا از مشاهدهٔ خود فرحان و شادان سازد چون کار عاشق بجز از ثناے محبوب و مقامش سواے کوے عشق نمیباشد بنابران گوید **قوله**

حکایت لب شیرین کلام فرهادست	شکنج طرهٔ لیلے مقام مجنونست

معنے آنست که کلام فرهاد که کنایه از عاشق است بجز از بیان لب شیرین که لطف محبوبست نخواهد بود و مقام مجنون که عاشق است بجز از شکنج طرهٔ لیلے که کنایه از جذبهٔ عشق و محبت است نخواهد بود چون عاشق مدام خواهان است که محبوب بغمخواری او کوشد گوید **قوله**

دلم بجوکہ قدت ہمچو سرو دلجویست	سخن بگو کہ کلامت لطیف و موزونست

معنے آنست کہ اے محبوب من قد تو کہ مراد ازان طول ظہور وجود حق است در مظاہر کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ چون دیدن سرو موجب فرحت خاطر غمزدگان است و مے بدلداری ما کوش و مونس ما باش اے بوصل خود رسان و اگر این نمیکنی بارے سخن بگو یعنی وحی خفی کہ شامل حال و مناجات بما ارزانی فرما کہ زندگی بخش دل عاشقان گردیدہ چون رفع درد و غم عاشق بجز مشاہدۂ محبوب نمیتوان نمود بنا بران گوید قولہ

زدور باده بجان راحتم رسان ساقی	که رنج خاطرم از جور دور گردون ست

دور بادہ مشاہدات تجلیات و فیض بخشی ساقی محبوب و مرشد معنی آنست کہ اے محبوب من بجان حزین ما کہ بسبب جفا کاری سپہر بیمہر مبتلاے غم و اندوہ ہجران است از ظہورات تجلیات و مشاہدات انوار خود راحتے بخش و نیز اے مرشد من ازین فیض بخشی کہ شامل حال تست نظرے درباره ما کن کہ بسبب جفا کاری سپہر بیمہر مبتلاے غم و الم ہجرانم چون ہجران موجب گریہ و زاریست بنابران گوید قولہ

ازان زمان کہ زچنگم برفت یار عزیز	کنار دامن من ہمچو رود جیحون است

یار عزیز تجلی معنے آنست کہ اے محبوب من ازان روزے کہ تجلی و مشاہدۂ تو از ما رو در نقاب شدہ از غایت گریہ و اشکباری کنار دامن من بمنزلہ رود جیحون گردیدہ چون راحت خاطر عاشق بہجران محبوب ممکن نیست بنابران گوید قولہ

چگونہ شاد شود اندرون غمگینم	باختیار کہ از اختیار بیرون است

معنے آنست کہ اے محبوب من اندرون غمگین من کہ بسبب ہجران تو حصول غم نموده چگونہ باختیار یعنے بحیلہ و فریب شاد توان نمود کہ بجدے عنان اختیارش از دست رفتہ و بے اختیار ساختہ چون کار معشوق مدام استغنا است و عاشق با اینہمہ استغنا از طلب باز نمیتوان ماند گوید قولہ

زبیخودی طلب یار میکند حافظ	چو مفلسے کہ طلبگار گنج قارون ست

معنے حافظ با اینہمہ استغناے معشوق کہ در طلب او سرگردانست محض از بیخودیست کہ کنایۃ از غایت شوق است و کمال اشتیاق مانند مفلسے کہ طلبگار گنج قارون گردد و الا نہ او کجا و ما کجا کما للتراب و رب الارباب ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✣ غزل

زلف آشفته وخوکرده وخندان لب ومست	پیرهن چاک وغزلخوان وصراحی بدست
نرگسش عربده جو ولبش افسوس کنان	نیمشب دوش ببالین من آمد بنشست
سرفراگوش من آورد وبآواز حزین	گفت کای عاشق دیرینهٔ من خوابت هست

آشفته پریشان خوکرده عرقناک پیرهن چاک بیباک افسوس کنان سحرکنان معنی آنست که آن محبوب بازلفی پریشان وروی عرقناک ولب خندان ومست وپیرهن دریده وغزلخوان وصراحی بدست وچشم مخمور وکحول ولب سحرساز بوقت نیمشب که اوان مشاهدات عارفانست ☜ روبردر دل نشین کان دلبر خرگاهی ❊ وقت سحری آید یا نیمشبی باشد ❊ آمده نشسته سرنزدیک گوش من آورده بآواز حزین که آواز معشوقانست فرمود که اے عاشق دیرینه تو که ازمدتے دعوی عشق ما می نمائی وملاف محبت ما میزنی خواب تراهست یعنی چگونه مرترا خواب روے داده شده ☜ عَجَبًا لِلْمُحِبِّ كَيْفَ يَنَامُ ❊ كُلُّ نَوْمٍ عَلَى الْمُحِبِّ حَرَامُ واین حالت عرفا راگاه دربیداری باشد چون رسول را بمعراج قال ء رَأَيْتُ رَبِّي لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ فِي صُورَةِ أَمْرَدٍ شَابٍ مُقَطَّطٍ دگاه درواقعه چنانچه در شرح گلشن رازاست که اکابرے بینند که حقتعالے خود ساقی شده بدیشان شراب مینوشاند گاه بخواب چون کار عاشق مدام طریقهٔ اخلاص واستقبال است بعشق بنابران گوید **قوله**

عارفے راکه چنین بادهٔ شبگیر دهند	کافر عشق بود گر نبود باده پرست

عارف کنایه از عاشق **بادهٔ شبگیر** مشاهدات نیمشبی وسحری **کافر عشق** عاشق که درجلال مستور گردیده ☜ کفر درمعنے جلال کبریاست ❊ کاندرانجا سالک راه فناست ❊ معنے آنست عاشقے راکه اینچنین مشاهدات مذکوره بادهند واگر درعشق ساعی نباشد ودرعدم ریا نکوشد واز جان ودل برنخیزد واز زهد وتقوی نگزیند باید دانست که منکر وساتر عشق است اے محروم عشق وچون آن سعادت ازلیست گوید **قوله**

برو اے زاهد وبر دُردکشان خرده مگیر	که نه دادند جز این بخش بما روز الست

معنے آنست که اے واعظ واے ناصح برو بکار خود باش وبغیبت دردکشان یعنے عاشقان مباش که ازازل جز این بخش بادهپرستی که عشق ورندی وعدم ریاست بما عطا نموده اند وچون از هیچکس بجز فعل مقدر بظهور نمی پیوندد بنابران گوید **قوله**

انچه اورنجت به پیمانهٔ ما نوشیدیم	اگر از خمر بهشت ست و ز بادهٔ مست

پیمانه اعیان ثابته و استعداد خمر بهشت عشق حقیقی و زهد و ورع بادهٔ مست عشق مجازی و بادهٔ ظاهری معنی آنست که انچه قابلیت مر اعیان ثابته و یا استعدادات ما را داد قبول کردیم اگر عشق حقیقی و گر عشق مجازی و اگر زهد و ورع است و یا بادهٔ ظاهری و چون نگاهداشت تو به از عاشقان محال ست بنابران گوید قوله

خندهٔ جام مئی و زلف گره گیر نگار	اے بسا توبه که چون توبهٔ حافظ بشکست

خندهٔ تجلی جام مئی روی محبوب زلف گره گیر جذبهٔ عشق معنی آنست اے حافظ نه تنها توبهٔ تو و بشکست آورده بلکه آن تجلی محبوب و جذبهٔ او توبه بسا کس شکسته و از دایرهٔ عصمت بیرون برده و رسوای عالم ساخته غزل

زلف تو هزار دل بیکے تار مو ببست	راه هزار چاره گر از چار سو ببست

زلف جذبهٔ عشق و نیز دنیا بیکے تار مو بجذبهٔ از جذبات و بنعمتے از نعمات دنیا چاره گر عاقل معنی آنست که اے محبوب من تنها من برشتهٔ زلف تو که جذبات عشق است گرفتار م بجذبه از جذبات خود هزار دل را بخود کشیده و والهٔ ساخته و هزاران هزار عاقلان را چنان گرفتار خود کرده که هیچ نوع رهائی نمے بیند و راه بیرون شدن نمی شناسد و نیز آنکه دنیا هزار صاحبدل را بنعمتے از نعمتهاے خود بسته و شیفته گردانیده و همان شیفتگی سد راه شده و راه هزار عاقل بآن از هر چار طرف بسته و از خود گذشتن نمیدهد یعنے ابناے عالم را دیده از روے شفقت و تاسف میگوید که افسوس هزار افسوس که هزار عالم و عامل و عاقل و فاضل که شیفتهٔ دنیاے دنی گشته اند و از مجاز بحقیقت پے نمی برند و چون مشاهدهٔ معشوق بین التجلے والاستتار ست و آن موجب از دیاد محبت عاشق است بنابران گوید قوله

تا هر کسے بوے نسیمے دهد جان	بکشود نافه را و در آرزو ببست

نافه تجلی اجمالی که اول بر دل سالک نازل مے شود معنی آنست که اے محبوب من اول ظهور تجلی بر دل ما عطا نمودی بعد ازان مخفی ساخته چنان استغنا را کار فرمودی که در آرزو ببست یعنی امید منقطع شد و این ظهور و خفا محض برائے آنست که هر کسے که طالب صادق باشد بوے نسیم که کنایه از ذوق و مشاهدات ست جان شیرین خود را فدائے او سازند و از سر جان برخاسته بطلب آیند چنانکه قاضی حمید الدین ناگوری در عشقیه مے نگارد که آرے نمودگی بهائے ربودگی بود و بستگی برائے کشادگی ازان ربودگی نابودگی

حاصل شد چگونہ نابودگی کہ ببودگی رسانید و ازین بستگی خستگی دست داد کہ شکستگی بار آورد و شکستگی کلید بستگی است و اینہمہ از برائے ازدیاد محبت است ؎ دیدار مینمائی و پرہیز میکنی + بازار خویش آتش ما تیز میکنی - چون اختفای معشوق موجب سرگشتگی عاشق است بنابران گوید قولہ

شیدا ازان شدم کہ نگارم چو ماہ نو	ابرو نمود و جلوہ گری کرد و رو ببست

معنے آنست کہ باعث اینہمہ شیفتگی من آنست کہ آن محبوب پری پیکر من مانند ماہ نو تجلی خود نمود و اظہار خود کردہ باز رو در نقاب گردید و درین ظہور و خفا امرے بکار برد کہ مارا ازما ربود و اینحال را عاشق دیگر نہ ہر بوالہوس چنانچہ قاضی حمید الدین ناگوری گفتہ اے عاشق معشوق را با غمزدگان عشق کرشمہ ایست کہ اگر شمہ ازان بر اہل عالم متجلی گردد حقا کہ ہمہ را روان از تن برآید شک نیست کہ زلف لیلے را شکنیست کہ جز دل مجنون تاب آن ندارد و بر عذارہ عذرا خطے است کہ جز جان وامق عذرا نکاہد و در لب شیرین نمکے است کہ سینہ فرہاد خستہ اوست و در جعد ایاز حلقہ ایست کہ دل محمود بستہ اوست و میان عاشق و معشوق ماجرائے است کہ جز بگوشہ چشم نتوان دانست و جان و جانان را ماجرائیست کہ جز بشیوہ ابرو نتوان نمود و چون معشوق را بر عاشق ظہور تجلیات متنوعہ میباشد بنابران گوید قولہ

ساقی بخند رنگ مے انداز پیالہ ریخت	وین نقشہا نگر کہ چہ خوش بر کدو ببست

ساقی محبوب حقیقی بحکم وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا مے کنایت از تجلے کہ موجب بیخودی سالک است پیالہ کنایہ از دل وین اشارت بتجلیات کدو اشارت بدل و وجود سالک معنے آنست کہ محبوب من تجلیات متنوعہ و انوار متلونہ بر دل عاشق شہود نمود و این نقشہا کہ تجلیات متنوعات ہست بنگر کہ چہ خوش بر کدوے دل و یا وجود سالک نقش بستہ و موجب زیبائی و رعنائی او گردیدہ و نیز مصرعہ اول برین نوعست کہ ساقی بخندہ رنگ مے اندر پیالہ ریخت + ساقی کنایہ از ساقی حقیقے و خندہ عبارت از تجلی رنگ مے عبارت از پرتو وجود کہ منبسط شدہ بر اعیان ممکنات پیالہ عبارت از اعیان ثابتہ یعنے ساقی پرتو وجود خود بفیض مقدس بر ماہیات ممکنات منبسط گردانیدہ و این نقشہا و نگلہا با حسن و جمال در غایہ لطافت و کمال فریبندہ دلہا و رباینده جانہا و جالب عاشقان و سالب عارفان در عالم ظاہر گشتہ در پیالہ کدو کہ اعیان ثابتہ است باید دانست کہ در ظہور تجلیات دو حالت روے دہد چنانچہ شیخ فرید الدین عطار فرمایند ؎ دو صفت سر زند ازین مستی + بطرازم بصفحہ اظہار ؛

یا بکل اللسان شود خاموش ٭ یا بطال اللسان کند گفتار ٭ او خروشان چو بلبلان بهار ٭ او خموشان چو طبلهٔ عطار ٭ لیکه طال اللسان هلاک شود ٭ سر دهد یا دکم کند دستار ٭ آنکه کل اللسان بود چه شود ٭ بسلامت بایستد بکنار ٭ کم نگردد ز گاشنش یکموی ٭ کم نگردد ز خرقه اش یکتار - بنابران از حال کل اللسان خبر میدهد - **قوله**

یارب چه سحر کرد صراحی که خون چشم	با نغمهای قلقلش اندر گلو ببست

یارب کلمهٔ تعجب کرد مفعول کرد صراحی و فاعل همان ساقی که در بیت بالا گذشت **صراحی** وجود سالک **خون چشم** شراب انگوری کنایت از عشق و محبت **نغمه** آواز **قلقل** آواز ریختن شراب از صراحی و مراد از نغمهٔ قلقل فصاحت و بلاغت **معنے** آنست که نمیدانم که آنمحبوب حقیقی و یا عشق آن محبوب مر وجود عاشق را چه نوع سحر کرد که با وجود چنین فصاحت و بلاغت و انواع زبان آوری چون بمرتبهٔ عرفان رسید گنگ گشت و مجال گفتن اسرارش نماند باز همین مضمون را بعبارتے دیگر بیان آورده **قوله**

مطرب چه نغمه ساخت که در زمرهٔ سماع	بر اهل وجد و حال دریها هو ببست

مطرب کنایه از محبوب حقیقی و مرشد **نغمه ساخت** تلقین کرد و بیان نمود **اهل وجد** عاشقان **های هو** اظهار اسرار عشق **معنے** آنست که آنمحبوب من و یا مرشد من چه تلقین نموده و ارشاد فرموده که در حلقهٔ عشاقان بر عشاقان دریهای هو بسته شد که سرے از اسرار و انمے نمایند و چون در اظهار اسرار الٰہی خوف و خطر بسیار است بنابران گوید **قوله**

دانا چو دید بازی این چرخ حقه باز	هنگامه در نوشت و دریها هو ببست

معنے آن ست که دانا که سالک کل اللسان است چون تماشاے سپهر شعبده باز را دریافت که هر یکے را با یکدیگر عنادے و عداوتے در میانست و کمر بخون یکدگر بسته لاچار بمضمون مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا هنگامهٔ قیل و قال هم در پیچید و در بیان اسرار الٰہی بست و مهر سکوت بر درجک دهن نهاد مبادا که سخنے سر زند که عقل تاریک گرفتاران عالم ناسوت بگرداو نرسد بجنگ برخیزند و حکم بتکفیر نمایند چون سالک از اینها برگذشت و حصول معرفت که مشاهدهٔ ذاتی است نمود و آن مقام عجز نمودنست که لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ بنابران گوید **قوله**

گفتم که حسن چهرهٔ او را صفت کنیم	او روی خود نمود و در گفتگو ببست

معنے آنست که قبل ازین ارادهٔ من متعلق نه این بود که خوبی چهرهٔ آنمحبوب را در معرض بیان آرم و بمدح وثنای او پردازم اما آنمحبوب شیرین کار بمشاهدات خود مارا از ما در ربود و در حیرت انداخت و حجاب دهن را مقفل ساخت که دمے نتوانم زد چنانچه در گلستانست **نقلست** که یکے از صاحبدلان سنجیب مراقبه فرو برده و در بحر مکاشفه مستغرق شده چون ازان حالت باز آمد یکے از اصحاب بطریق انبساط گفت درین بوستان که تو بودی مارا چه تحفه کرامت آوردی گفت بخاطر داشتم که چون بدرخت گل رسم دامنے پر از گل کنم و هدیه اصحاب را برم چون بدرخت گل رسیدم بوے گلم چنان مست کرد که دامنم از دست برفت ﴿ گفتم که گلے بچینم از باغ ❊ گل دیدم و مست شد ببوئے ❊ وچون حصول این دولت عظمے که مذکور شد بے عشق نمے شود بنابران گوید **قوله**

حافظ هر آنکه عشق نورزید و وصل خواست	احرام طوف کعبهٔ دل بیوضو بست

معنے آنست که اے حافظ هر طالبے که حصول عشق ننمود و درد عشق پیدا نکرد و با اینهمه امید وصل که حصول معرفت است داشت مانند کسے است که از برائے طواف کعبه احرام بیوضو بست اے کار لایَنفع کرد و طمع خام پیش آورد۔ **غزل**

زان یار دلنوازم شکریست با شکایت	گر نکته دان عشقی خوش بشنو این حکایت

معنے آنست که مرا ازان یار دلنواز خود که از ما اعراض نمود شکریست با شکایت وچون شکر و شکایت از امور متضاده اند و اجتماع اینها محال که اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ بنابران گوید که اگر در بوستان عشق نکته دانی حاصل نمودهٔ این سخن را خوش بشنو یعنی بغور او رس که شکایت از ینجهت که اعراض نمود و شکر از آنرو که مارا از عاشقان شمرده آنگاه این مواقعات در پیش آورده چنانچه عاشق بمعشوق خود گفته ﴿ از زبان تو حدیثے نشنودم هرگز ❊ از تو شرمندهٔ یکحرف نبودم هرگز ❊ معشوق بجواب او گفت ﴿ تو نظر باز نه ورنه تغافل نگهست ❊ تو سخن فهم نه ورنه خموشی سخن است ❊ وچون کار معشوق مدام استغنا است بنابران اظهار استغنای محبوب و محرومی خود گوید **قوله**

بیمزد بود و منت هر خدمتے که کردم	یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت

معنے آنست یعنے هر خدمتے و طاعتے که بدانجناب نموده ام آن محبوب ازجهت استغنای ذاتی که دارد که اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ هیچ ملتفت بآن نشد و اعجبا اینچنین مخدوم بعنایت کس را مباد

آنچه ظاهر حکایت از شکایت است بلکه حکایت در شکایت است ﴿ من نه مردم بودم که شکایت بکنم ﴿ نیم شمائی بودم که بدست بکنم

مضمون مصرعهٔ ثانی اگرچه ترک ادب است لیکن از ان مراد اظهار محرومی خود و استغنا محبوب است و نیز لَا یُوخَذُ مَجْنُونٌ بِمَا صَدَرَ عَنْهُ چون درین زمانه قحط الرجال افتاده واز عاشقان کامل کسی بنظر نمی آید بنابران گوید قوله

رندان تشنه لب را جامی نمیدهد کس | گویا ولی شناسان رفتند ازین ولایت

رندان تشنه لب عاشقان جام فیض و توجه از قبیل ذکر سبب داراده مسبب ولی شناسان ولی بموجب اَلْوَلِیُّ یُعْرَفُ اَلْوَلِیَّ یعنے تقاضاے جهان چنین رو داده که هیچکس توجهے درحق عاشقان نمی نماید و مراد ایشان نمیرساند گویا عاشقان کامل ازینجهان ناپدید شدند و عاشق صادق را باید که هرچه از معشوق بدو رسد از جور و عدل و رحمت و لعنت احتمال نماید و دم نزند و بغیر رجوع نکند بنابران گوید قوله

هرچند بردی آبم روا ز درت نتابم | جور از حبیب خوشتر کز مدعی حمایت

معنے آنست که اے محبوب من هرچند که مرا رسوای جهان ساختی و بتشنیع خلق گرفتار کردی از نهجت که مرا بعشق خود آشنا ساختی و هیچ بحال ما نپرداختی بانیهمه تن برضا دادم و رجوع هیچکس از زاهد و شیخ نمے آرم و مدد از ایشان نمیخواهم که جور محبوب خوشتر از حمایت مدعیان چرا که چو تو در حق ما اینچنین ستم روا داشتی ما را هم بدان راضی باید بود که اَلْاِرَادَةُ تَرْکُ الْاِرَادَةِ بجز تو رو بکه آرم ۵ هم پیش تو از دست تو میخواهم داد ۵ وچون راه عشق پر از محن و بلیات است بنابران گوید قوله

در زلف چون کمندش ایدل مپیچ کانجا | سرها بریده بینی بیجرم و بے خیانت

معنے آنست که در زلف مسلسل که راه عشق است ایدل درمپیچ که این راهے است هرکه درین درآمد بے تقصیری و بے گناهی اے بسهل تقصیر و بسهل گناه سرش بباد می دهند وچون دنیا هردم خود را بزینتے و زیبے دگر بچشم عاشقان مے نماید بنابران گوید قوله

چشمت بغمزه مارا خون ریخت می پسندی | جانان روا نباشد خونریز را حمایت

چشم مراد عالم شهادت که دنیا است غمزه رونق و زیبائی معنے آنست که اے محبوب من این دنیای فانی هردم بزیبائیشے و آرایشے درچشم می آید و موجب سد راه ما میگردد و بدینجهت خون ما ریخته و در غم واندوه افگنده پس تو روا دار این هستی جانمن خونریز سزاوار حمایت نیست می باید که زیبائی اورا در نظر ما خوار و پریشان و محقر داری تا بدان ملتفت نگردیم وچون مراد عاشقان رسیدن بمعرفت الٰهی است وحصول آن جز بعنایت الٰهی معلوم نبابران گوید قوله

اندر شب سیاہم گم گشت راہ مقصود	از گوشہ برون آئی ای کوکب ہدایت

شب سیاہ عالم کثرت و تفرقہ و خودی و خود بینی اے کوکب ہدایت محبوب معنے آنست کہ اے محبوب من از راہ مقصود کہ حصول وحدت است بسبب استیلای عالم کثرت و تفرقہ ماندہ ام پس از گوشہ اختفا بدیوانگاہ ظہور برآے و از کثرت بوحدت و از تفرقہ بجمعیت رہنمائی کن کہ بے این رہ بحصول مدعا محال و نیز از کوکب ہدایت مراد مرشد پس این خطاب بمرشد باشد معنی ظاہر و چون راہ عشق کہ کنایت از معرفت است سراسر حیرت است گوید قولہ

در ہر طرف کہ رفتم جز حیرتم نیفزود	فریاد ازین بیابان وز راہ بے نہایت

معنے آنست کہ در راہ عشق کہ معرفت الٰہی است ہر چند تگ و دو نمودم و جہد و جہد بکار بردم آخر الامر جز حیرتے حصول نشد فریاد ازین بیابان خونخوار کہ عشق است کہ جز خونخواری حصولے ندارد و فریاد ازین راہ بے نہایت کہ معرفت است کہ انقطاعش ناممکن چنانچہ در بیت آیندہ میگوید قولہ

این راہ را نہایت مشکل توان بریدن	کش صد ہزار منزل بیش است در بدایت

معنے آنست کہ این راہے است مشکل الانقطاع چرا کہ صد ہزار منزل وقتے کہ طے نمایند گویند ہنوز اول قدم است ازینجہت ہم گویند کہ ہیچکس بمقام معرفت او نرسد کسے بقدم اول جان داد و کسے بدوم و کسے بسیوم و کسے بدر چون رفع درد عاشق بجز از مشاہدۂ معشوق نمیتوان شد بنابران گوید قولہ

اے آفتاب خوبان میسوز در اندرونم	یکساعتم بگنجان در سایۂ سرایت

معنے آنست کہ اے محبوب من بسبب ہجران تو اندرونم شعلہ وار میسوزد اگر بوصل مدام نمیتوانی رسانید کہ از محالاتست کہ ؎ ہرگز طمع مدار وصال دوام را ۔ باری یکساعت در سرائے وصل خود بار دہ تا رفع این غم و این اندوہ نمایم چون زہد و ورع پیش نمیرود و بغیر از عشق دستگیری سالک نمیتواند کرد بنابران گوید قولہ

عشقت رسد بفریاد گر خود بسان حافظ	قرآن ز بر بخوانی با چاردہ روایت

معنے آنست کہ اے طالب صادق اگر بالفرض مانند حافظ قرآن را با چاردہ روایت یاد بخوانے اے حافظ مرتب باشی و در زہد و ورع کمال کردی این زہد و ورع ہیچ بفریاد نخواہد رسید الا عشق میباید کہ بحصول او ساعی باشی و ازین زہد و ورع یکسو گردی **غزل**

زاہدِ ظاہر پرست از حالِ ما آگاہ نیست	در حقِ ما ہر چہ گوید جائے ہیچ اکراہ نیست

زاہد طائفہ ایست کہ بنورِ ایمان و ایقان جمالِ آخرت مشاہدہ نمایند و دنیا را در صورتِ قبیح بنا بران از دنیا رو گردانند و طالبِ آخرت شوند و تخلفِ این طائفہ از صوفیہ آنست کہ زاہد بحظِ نفس خود محجوب از حق چہ بہشت مقامِ حظِ نفس است فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ و صوفی بمشاہدۂ جمالِ ازلی و محبتِ لم یزلی از ہر دو کون آزاد و این را دو متشبہ اند طائفہ باشند کہ ہنوز رغبتِ ایشان بکلی از دنیا مصروف نشدہ باشد و خواہد کہ بکبارگی از رغبت گردانند ایشانرا متزہد گویند و این طائفہ را متشبہ محق بزاہد گویند پس صوفی از زاہد بمرتبہ اعلے باشد و یا آنکہ از زاہد ظاہر پرست متشبہ مبطل بزاہد باشد کہ طائفہ متشبہ دومی زاہد است و آن طائفہ ایست کہ از برائے قبول خلق ترک زینت دنیا کنند و خاطر از جمیع اسباب دنیوی باز گیرند و بدان طلبِ تحصیلِ جاہ کنند در میانِ مردم و ممکن بود کہ ببعضے حال ایشان متشبہ شود و پندارند کہ از دنیا اعراض کلی کردہ اند و ایشان خود بر ملک و مال و جاہ خریدہ اند کہ تَرَكُ الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا این طائفہ را مرائیہ خوانند معنے آنست کہ زاہد ظاہر پرست کہ جبہ و دستار را شعار خود ساختہ و بعصا و تسبیح پرداختہ و بزہد ریائی کہ دام مشیخیت است مشتغل و از صدم ریا کہ عشق و بے باکیست و رندی مشتغل ہر چہ از راہ حسد و انکار گوید و بہ تشنیع و ملامت پیش آید جائے ملول خاطر شدن نیست کہ او بیچارہ گرفتارِ دام بلاست از حالِ ما آگاہ نیست پس قول نابینائی و ناواقفی اعتماد را نشاید و ہم ابن زید روایت کردہ کہ امام غزالی را در خواب دیدم کہ زنجیرے در گردن خوکے کردہ بود و او را میکشید گفتم این خوک چیست گفت این احمد قاضی است کہ خدا مرا بر و مسلط کردہ تا بہ بینم کہ بچہ سبب نزد او مستحق لعنت شدہ بودم پس چون عشق را ہے است کہ سالک آن بر دوست و دشمن یکسان باشد و بر رد و قبول کسے دل نہ نہد و از جفا کسے مغموم نگردد بنا بران گوید قولہ

ہر کہ خواہد گو بیا و ہر چہ گوید گو بگو	گیر و دار و حاجب و دربان بدین درگاہ نیست

معنے آنست کہ ہر کہ از دوست و دشمن و معرض و منکر ارادہ آمدن دارد گو بیا و ہر کسے از رد و قبول و مدح و ذم و منع و عطا و دشنام و سلام میتواند گفتن گو بگو چرا کہ امر و نہی و حاجب و دربان بدینجا نیست اینجا رد و قبول و مدح و ذم و دوست و دشمن یکسانست نہ از کسے رنجیدن

دنہ کسے را رنجانیدن بلکہ احتمال جفا کردن و وفا نمودن چنانچہ ؎ وفا کنیم و جفا ها کشیم و خوش باشیم ۔ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن ۔ وچون احوال عاشق مدام بنوعے دگر است گاہ قبض گاہ بسط گاہ تغییر گاہ تبدیل وجمعے ازینجملہ را بگردش چرخ نسبت دارد وچون فی الحقیقت مرا در اختیارے نیست کہ بیچارہ خود محکوم اوست واختیارے بدست ندارد گوید **قولہ**

چیست این سقف بلند و سادہ و بسیار نقش	زین معما ہیچ دانا در جہان آگاہ نیست

سقف بلند آسمان سادہ باعتبار آنکہ جملہ ستارگان در آسمان ہفتم واین خود نقشے ندارد و بسیار نقش باعتبار نمود ستارگان کہ درین ست ویا باعتبار حوادثات یعنی این چرخ بیمدار چیست کہ جملہ خیر وشر و نیک وبد و رنج و گنج منسوب بادست وچون بنظر حقیقت دیدہ میشود این بیچارہ محکوم امر اوست شب و روز در گردش است اگر اختیارش بدست او بودی از چہ سرگردان شدی وچون بمعرفت آن ہر کسے را رانیست کہ اینچہ ونسبت باوچرا پس میگوید کہ ازین بگذر کہ این معماے است کہ ہیچکس را بفہم او راہ نیست وچون این خیر وشر در نظر سالک تا آن زمان ست کہ گرفتار عالم ناسوت است و پردۂ کثرت از نظر او برنخاستہ وچون عالم وحدۃ رو نمود جملہ خیر وشر یکسانست بنابران گوید **قولہ**

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست	بر صراط مستقیم ایدل کسے گمراہ نیست

معنے آنست کہ چون سالک از عالم ناسوت رسیدہ بعالم وحدت و معرفت رسید و حقیقت اشیا بر و مکشوف شد در انوقت ہر چہ کہ مکشوف شود بدان عمل نماید خیر اوست و گمراہ او را نمیتوان گفت چرا کہ رو بہ صراط مستقیم کہ عالم وحدت و معرفت است رسید انجا کسے گمراہ نیست چہ خیر و شر در انجا گذر ندارد چہ خدا تعالے فرمودہ وقتے کہ در عالم بطون بودم کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا پس خواستم کہ بعرض ظہور آرم کہ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ پس بظاہر تجلے کرد بر جمیع اشیا موجودہ و در علم ہم بوجود خارجی موجود گشتند و از علم بعین پیوستند فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ پس ہر چہ اضافت اطلاق اسم وجود برو توان کرد چون موجود نیست و بحقیقت وجود اوست لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُ دَیَّارٍ وجملہ وجودات موجودات محاذیہ و بحکم ربوبیت جملہ در تحت و تصرف اسم رب جملہ بر صراط مستقیم وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ہُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہَا میخوان و این سر شریعہ میدان اگر در ہر ذرہ بتخانہ و بہر مومنے حاجی و کعبہ و عاقل و دیوانہ جملہ موجود موہوب من باشند و در راہ تربیت مربوب من باشند یکے اسم الہادی دیگرے مظہری اسم المضل

واین اسماء متقابل در قضاء اسماء متعالیه جمله در تحت حیطه الله والله دال بر وجود واحدیه یگانه در ذات ویکتا در صفات در هر گاهے که از حضرت واحدیت خود متجلے گردد از اسم الهادی ظاهر شود و هر جا مظهر او باشد صورت او نماید مونسے ومصلحے وعارفے واگر تجلی بمظهر اسم المضل ظاهر شود چه صورت نماید صورت کجے وفاسقے وهر گاه که قطع نظر کنی از مظهر و بنظر عارفان دران مظهر ناظر گردی در نظرت هیچ ضلالت نماند چرا که رب صراط المستقیم است وجمله در تربیت اوست وتحمل اے سالک طریقت فیوضات الهیه را طرق مختلف است ومتعدد گاهے فتح الباب از محنت میشود گاهے از راحت در محنت دلتنگی نباید عسیٰ اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ قوله در طریقت هر چه پیش سالک آید سازد در پختگی وسوز در خامی تا خامی دارد در جوش است به پختگی که رسد خاموش است بلائے که در مشاهده میلے کند عطا است واینچنین بلا سراسر عطا نصیب اولیا اوائل سلوک سالک را باید که از قبض وبسط و رنج وراحت مذبذب نشود و بر جاده صراط مستقیم فَاسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ مستقیم باش وقبض را سبب بسط داند و بر بسط مغرور نگردد که منازل نامتناهی بے منتهی است و غولان بیابان گمراهی در راه افزون از حد احصا و ذریات شیطان لاتعد ولاتحصے وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ وَیَوْمَ تَبْلَی السَّرَائِرُ را پیش نظر دارد و ذخیره حسنات را از مزرع دنیا برائے عقبا بردارد و فرصت را غنیمت شمارد وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ وچون کار معشوق مدام استغنا است بناز بران گوید قوله

صاحب دیوان ما گویا نمید اند حساب	کاندرین طغرا نشان حسبة لله نیست

صاحب دیوان محبوب اندرین طغرا اشارة بعشقبازی حسبة لله شفقت وهربانی معنے آنست که محبوب ما گویا حساب نمید اند که در دیوان عشق ومعشوقی بعاشقان التفات نمیکند وهربانی نمینماید وحال آنکه اهل حساب وصاحب دیوان را رسمے است که برعایت خاطر رعایا و برایا چیزے از حساب فروگذاشت نمایند وحسبة لله وَاسْئَلَةً لِقُلُوْبِهِمْ چنین کنند وچون در زمره عشق احتمال جور وجفا ودم بچون وچرا نزدن است بناز بران گوید قوله

اینچه استغناست یارب وینچه ناز حکمت است	کاینهمه زخم نهانست ومجال آه نیست

معنے آنست کہ واعجبا نمیدانم کہ چندین استغنا کہ ہیچ نوع التفات بحال عاشقان نیست چیست وانچہ نادر حکمت است کہ با اینہمہ زخم پیاپے و درد مبدم مجالِ دم زدن نداده چون درد و بیت ما تقدم شکایت محبوب و بیان جور و جفاے او نمود چون زشت ترین عاشقان آنست کہ از معشوق شکوہ و شکایت کند بنابران گوید قولہ

ہرچہ ہست از قامتِ ناسازِ دلاندام ماست	ورنہ تشریفِ تو بر بالاے کس کوتاہ نیست

بے اندام بے زیب و موزون چہ اندام در لغت بمعنے زیبائی و آراستگی است شیخ سعدی گفتہ ؎ سرو را با قامت زیبا کہ ہست ؛ پیش اندام تو ہیچ اندام نیست ؛ معنے آنست کہ از جانب مبدا ہیچ بخلے نیست چہ لطف او عام است ؎ برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست ؛ و این تفاوت زیادتی نقصان و معموری و محرومی و کفر و اسلام و خیر و شر کہ مابین رویداده است بنا بر استعداد است چنانچہ شپرک را از دیدن آفتاب پس اضافۂ نقصان و ملامت بخود عائد میگردد و نہ بدوست کما قال اللہ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ چون توجہ مرشد مدام شامل حال مسترشد است بنابران گوید قولہ

بندۂ پیرِ خراباتم کہ لطفش دائم است	ورنہ لطفِ شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست

معنے آنست کہ من از جان و دل غلام و بندۂ پیر خرابات کہ مرشد کامل است ہستم چرا کہ لطف او مدام شامل حال مسترشد است والا نہ لطف شیخ و زاہد کہ کنایت از نصیحت و ترغیب ایشانست گاہ ہست گاہ نیست گاہ موثر گاہ نہ چون عاشقِ کامل آنست کہ از ترسانیدن و بیم دادن معرضان و منکران باز نماند و نظر بر لطف و رحمت معشوق داشتہ بکارِ خود سرگرم و ساعی باشد بنابران گوید قولہ

تا چہ بازی رخ نماید بیدقے خواہیم راند	عرصۂ شطرنجِ رندان را مجال شاہ نیست

معنے آنست کہ بیدق وجود خود را در جولانگاہ عشق خواہم دوانید بہ بینم تا چہ معاملہ رو دہد و از منع و ترسانیدن کسے باز نخواہم شد کہ عرصۂ شطرنج رندان را یعنے عشق عاشقان صادق را مجال آن نیست کہ کسے شہ دہد و چون براہ عاشقے در آمدن کارِ یکرنگانست بنابران گوید قولہ

بر در میخانہ رفتن کارِ یکرنگان بود	خود فروشان را بکوی میفروشان راہ نیست

معنے آنست کہ بر در میخانۂ عشق رفتن و طلب او نمودن کار یکرنگانست یعنی از خودی و خود بینی گذشتہ و از نفاق و ریا مبرا شدہ و بعالم نیستی و عدم یکرنگ گردیدہ و خود پرستان و خود بینان ریائی را بکوے

می فروشان که عشق است راه نیست وچون اظهار کرامات ودعوی خودبینی نمودن لازمهٔ عاشق کامل نیست که ۵ هرکه ابراز کشف خود گوید سخن پ گشف او را کفش کن برسر زن پ بنابران گوید قوله

حافظ ار بر صدر ننشیند ز عالی همتیست	عاشق درد کش اندر بند مال وجاه نیست

معنے آنست که حافظ اگر برصدر مشیخت نمی نشیند واظهار تلقین ودعوی کشف وکرامت نمیکند دلیل نقصان او نیست بلکه محض عالی همتی اوست که عاشق درد کش است وعاشق درد کش درپی حصول مال وجاه که مشیخت است نیست غزل

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست	که هر چه بر سر ما میرود ارادت اوست

معنے بیت ظاهر است اما مشتمل بر مضمون سُبْحَانَ مَنْ لَا یَجْرِیْ فِیْ مُلْکِهٖ اِلَّا مَنْ یَّشَاءُ پس عاشق را باید که هر چه از دوست رسد از رد وقبول ومدح وذم وعطا وقبض وبسط ورضا دهد ودم نزند که کمال عاشقی در تفویض وتسلیم است اگر صاحب تسلیم را مثل ابلیس طوق لعنت در گردن افگنند وکوچه بکوچه بگردانند باید که چنان از معشوق خود راضی بود که مومن از ایمان خود باید دانست که محبوب حقیقی را تشبیه بماه ومهر داده اند اما چون او از تنها منزه است میگوید قوله

نظیر دوست ندیدیم گرچه از مه ومهر	نهادم آئینها در مقابل رخ دوست

معنے آنست که بیان آن محبوب از تشبیه وتمثیل مبرا ومعرا اما کسے را که تشنگی عقل غالب آمده واز غایت فرط طلب چشم عقل او را تیره کرده اینچنین کس چه کند که دوست را به تشبیه وتمثیل ذکر نکند چون پریشانی عاشق از تحریر وتقریر مبرا است بنابران گوید قوله

صبا ز حال دل ریش ما چه شرح دهد	که چون شکنج ورق غنچهای تو بر توست

معنے آنست صبا که کنایت از واعظ ولائم است پریشان کنندهٔ دل عاشقان است از حال دل ریش ما گرفتار هجران چه در معرض بیان توان آورد که حال دل ما بدین غایت رسیده که مانند شکنج برگ غنچه تنبته است یعنی بیرون از احاطهٔ تقریر وچون عاشقی را هیست هرکه درین درآمد گرفتار بلیات شد بنابران گوید قوله

نه من سبوکش این دیر رند سوزم وبس	بسا سرے که درین کارخانه سنگ سبوست

سبوکش محنت کشنده دیر رند سوز عشق که سوزندهٔ عاشقان است سنگ سبو سنگے که سبو بران

دارند معنے آنست کہ تنہا من گرفتار بلیات عشق و اسیر حوادثات محبتم و بس بلکہ ہزاران ہزار دریں کارخانہ عشق سنگ سبو شدہ اند اے گرفتار غموم و ہموم و چون ہر چہ عاشقان راست بلطف اوست بنابران گوید قولہ

مگر تو شانہ زدی زلف عنبر افشان را	کہ باد غالیہ سا لیست خاک عنبر بوست

معنے آنست کہ اے محبوب من آن زلف عنبر افشان را کہ کنایت از وجود ماست باعتبار ساتر روی حقیقت چنانچہ جاے دگر گفتہ ؎ تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز ۔ تحقیق تو بشانۂ لطف و فضل خود آراستہ گردانیدہ و اینہمہ نتیجہ اوست کہ باد انفاس مابوے غالیہ عشق حاصل نمودہ و خاک وجود ما بوے عنبر معرفت بدست آوردہ و چون جملگی محبوبان و مشکمویان خاک راہ محبوب حقیقی اند بنابران گوید قولہ

نثار روی تو ہر برگ گل کہ در چمن است	فداے قد تو ہر سرو بن کہ بر لب جوست

برگ گل محبوب چمن دنیا سرو بن محبوب لب جو دنیا و تو در ہر دو مصرع ضمیر بمحبوب است معنی آنست کہ ہر گل روے کہ در چمن دنیا رونق گفتگے آوردہ نثار روے تو است و ہر سرو قدے کہ در سروستان جہانست فداے قامت تست کہ فی الحقیقت معدومان اند و حسن و جمال شان عارضی است و چون کار عاشق مدام تفاؤل نیک بحصول مراد است بنابران گوید قولہ

رخ تو در دلم آمد مراد خواہم یافت	چرا کہ حال نکو در قفاے فال نکوست

معنی آنست کہ اے محبوب من در عالم تصور و تفکر کہ در حصول مرادات می نمودم کہ خیال رخ تو در آئینۂ دل من رونے نمود پس مرا یقین و معلوم گردید کہ بمراد خود خواہم رسید فردا خواہم گردید بجہت آنکہ فال نیک در پیست و چون وصف معشوق لایتناہی است بنابران گوید قولہ

زبان ناطقہ در وصف شوق تو لال است	چہ جاے کلک بریدہ زبان بیہودہ گوست

معنی آنست کہ زبان ناطقہ کنایہ از رسول علیہ السلام است در احصاے وصف شوق تو گنگ گردید کہ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ پس چہ یارا ے کلک بریدہ زبان بیہودہ گوی ماست کہ دم بمدح و ثناے تو زند و چون عشق از نصیبہ ازلی است گوید قولہ

نہ این زمان دل حافظ بر آتش ہوس است	کہ داغدار ازل ہمچو لالۂ خودروست

آتش ہوس عشق مراد بجہت تحسر معنی آنست کہ دل حافظ کہ سوختۂ آتش عشق است نہ این زمانیہ

ایست بلکه موسوم بداغ عشق همچو لاله خودرو ازازل است والله اعلم غزل

ساقی بیا که یار ز رخ پرده برگرفت	کار چراغ خلوتیان باز در گرفت

ساقی کنایه از مرشد است پرده برگرفتن دور نقاب وظهور نمودنست قوله

آن شمع سرگرفته و گر چهره برفروخت	وان پیر سالخورده جوانی ز سر گرفت

شمع سرگرفته تجلی رودر نقاب پیر سالخورده دل افسرده معنی آنست که ای مرشد بیا که باز یار ما از پرده حجاب برمنصه ظهور برآمد وکار چراغ خلوتیان که کنایه از تجلی است باز براوج ورونق گرمی روشن گردید وآن مشاهدات تجلیات که چند روز رودر نقاب شده بود باز خودرا آشکارا ساخت واین پیر سالخورده که کنایه از دل بریان وافسرده است که بسبب هجران فسردگی حاصل نموده بود از سر نوزادگی وجوانی یافت وباز پیر سالخورده عشق که درحالت قبض نامش مسدود یعنی عشق از سرجوان گردیده چون در عشق ومحبت تقوی ودورع را دخلی وگنجایشی نیست بنابران گوید قوله

آن عشوه داد عشق که تقوی ز ره گرفت	وان لطف کرد دوست که دشمن خجل گرفت

معنی آنست که عشق بنوعی والهه دفریفته خود گردانیده وغالب شد که تقوی از میان رخت یکسو نهاد ولطف دوست بنوعی دامنگیر وقت ما گردید که دشمن ما که منکر ست خذر گرفت وزبان از تشنیع وملامت برلبستند وچون رفع غم وهجران بجز وصل محبوب نمیتوان کرد بنابران گوید قوله

بار غمی که خاطر ما خسته کرده بود	عیسی دمی خدا بفرستاد و برگرفت

معنی آنست که بار غم هجران آن یار پری پیکر که خاطر ما خسته کرده بود باز آن محبوب از روی لطف ومرحمت عیسی دمی که کنایت از مرشد است ونیز مشاهدات تجلیات بر ما رونمود تا بسبب آن این محنت براحت مبدل گردید وچون غرور وتکبر شر الخصال من النساء والرجال است بنابران گوید قوله

زنهار زین عبارت شیرین و دلفریب	گوئی که پسته تو سخن در شکر گرفت

معنی آنست که خطاب از محبوب است یعنی ای طالب صادق بسبب این شیرین زبانی وفصیح گوئی وبلاغت عبارت زنهار گوئی که پسته دهن با سخن در شکر گرفت یعنی بدین شیرین زبانی غره نگردی ودلگوئی که شیرین سخنم وسخنان شیرین بمعرض بیان آرم که اینهمه از لطف اینجانب ست چون در چشم عاشق ظهور محبوبان مجاز تا آن زمان است که آفتاب حقیقت طالع نشده بنابران گوید قوله

اختلاف

هر حوروش که برمه وخور حسن میفروخت	چون تو در آمدی پے کار دگر گرفت

معنے آنست که اے محبوب من هر حوروش که عبارت از محبوب مجاز و یا تجلیات آثاری و اسمائی و صفاتی که برمه وخور تفاخر میکرد و ما را بدان جهت بخود ملتفت میساخت اینهمه تا آن وقت بود که ظهور ذات خود نکرده بودی وچون تجلے ذاتی خود کردی آنها پے کار دگر گرفت از پیش چشم چون انجم از پرتو شعاع ناپدید شد ۵ چو سلطان عزت علم در کشد ۵ جهان سر بجیب عدم در کشد ۵ وچون هیچ جا از غلغلهٔ عشق خالی نخواهی دید بنابران گوید قوله

زین قصه هفت گنبد افلاک پر صدا ست	کوته نظر نگر که سخن مختصر گرفت

معنے آنست که از قصهٔ عشق هفت گنبد افلاک پر غلغله است کوته نظری مانگر که سخن مختصر کردم ومنحصر بر هفت گنبد داشتم هفت گنبد چه بلکه هرچه در تحت کن آمده است چه از انس وجن وملائکه وپری وکوه وشجر وسما وارض وکرسی وعرش ولوح وقلم وغیره از غلغلهٔ عشق خالی نیست چون کلام حافظ مقبول درگاه ایزدی وجناب الٰهی است وانیهمه از لطف اوست بنابران از راه تعجب خطاب بخود کند وگوید قوله

حافظ تو این دعا زکه آموختی که یار	تعویذ کرد شعر ترا و بزر گرفت

دعا سخن معنے آنست که اے حافظ تو چنین سخن دلپذیر و بنظیر از که آموختی بجاے که یار شعر ترا بزر گرفته چون تعویذ بر خود معزز داشت یعنے مقبول لطف الٰهی گردید غزل

ساقیا آمدن عید مبارکبادت	وان مواعید که کردی مرواد زیادت

ساقی محبوب حقیقے ونیز مرشد یعنے اے محبوب من واے مرشد من آمدن عید که آوان مشاهدات تجلیات مبارکباد ترا وآن وعدها که بما نمودی فراموش مباد بلکه باید که بموجب اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفَا بوفاے آن کوش چون کار معشوق مدام استغنا است بنابران گوید قوله

دوش گفتم که درین مدت ایام فراق	بر گرفتم ز حریفان دل و دل میدادت

معنے آنست که اے محبوب من واے مرشد من درین عجم که درین ایام هجران وجدائی که از عاشقان دل برگرفتی ودماغ سوختی وهیچ بمداواے آن نه پرداختی دلت بدین رضا میداد چون مراد عاشق عشا معشوق است گوید قوله

بر پیان بندگی دختر رز گو بدر اے	که دم همت ما کرد ز بند آزادت

برسان مخاطب مرشد است و آن در بیت بالا است و مفعول محذوف و آن معشوق و گو خطاب بمعشوق دختر رز شراب انگوری مراد عشق و محبت یعنی اے مرشد بندگی عشق و محبت ما بآن محبوب برسان و بگو که چندین ناز و اعراض تا کے از کاشانهٔ اختفا بر منصهٔ اظهار جلوه نما که دم همت ترا از اختفا آزاده کرده یعنی کمال عشق و محبت ما اقتضا همین نمود که خود را از مکان اختفا بیرون آری و چون همیشاهدهٔ محبوب شادی عاشقان معلوم بنابران گوید قوله

شادی مجلسیان در قدم و مقدم تست	جاے غم باد هر آن دل که نخواهد شادت

مخاطب محبوب که در بیت بالا گذشت و نیز مرشد آنگاه این بیت به بیت بالا قطعه بند است یعنی آن چه به بیت بالا مذکور شد بگو بعده اینهم بگو معنی آنست که اے محبوب من شادی عاشقان و فرحت دلدادگان موقوف بقدوم و پیش آمدن تست و بس و هر دل که طالب و خواهان جلوه تو نباشد پس هر آئینه آماج نعم هجران و جدائی گردد تا روچون در عشق عاشق کامل نقصانے و تغیرے راه نمی یابد بنابران گوید قوله

شکر ایزد که ازین باد خزان رخنه نیافت	بوستان سمن و سرو و گل و شمشادت

سرو و گل و شمشاد کنایه از عاشقان که بعضے ازان در عشق در مقام محبوبیت اند و بعضے در مقام محبت اند یعنے شکر مر خدائے را که ازین باد خزان هجران وجدائی در بوستان دل طالبان و عاشقان رخنه رو نداد و تغیر و تبدل و کاهشے و زوالے در عشق شان و نقصے رو ننمود و چون بوصل رسیدن دولت عظمے است بنابران از چشم زخم پناه می جوید و می گوید قوله

چشم بد دور کزان تفرقه خوش باز آورد	طالع نامور و دولت مادر زادت

مناسب خطاب بخود است یعنی آنست که اے سالک عاشق طالع سعید و دولت مادر زاد تو ترا ازان تفرقهٔ هجران وجدائی خوش باز آورد و بمحبوب وصل رسانید پس چشم حاسدان ازین دور باد و چون عشق بهترین شغلها و باعث وصول حق است بنابران گوید قوله

حافظ از دست مده صحبت این کشتی نوح	ورنه طوفان حوادث ببرد بنیادت

کشتی نوح کنایه از پیاله یعنی آنست که اے حافظ تا توانی صحبت این کشتی نوح که عشق است از دست مده یعنے بے عشق مباش و در پے حصول او شو وگرنه طوفان حوادثات روزے بنیاد ترا برباد و هندامت پس مباد اکه ازین سعادت عظمی محروم مانی غزل

ساقی بیار باده که ماه صیام رفت | در ده قدح که موسم نام و ننام رفت

معنے آنست که اے مرشد دیا اے وعده ایزدی باده عشق و محبت بما ارزانی فرما که ماه صیام که کنایه از زمان زهد و پارسائی است رفت و ایام بهار که آوان ظهور عشقست رو بیاده پس قدح باده محبت عطا فرما و هیچ اندیشه مدار که موسم نام و ننگ که ایام عظمت و وفا و خود بینی است مرتفع شده و چون از عشق بهترین شغلے نیست بنابران گوید قوله

وقت عزیز رفته بیا تا قضا کنیم | عمرے که در حضور صراحی و جام رفت

صراحی و جام شراب ذکر سبب و اراده مسبب مراد عشق یعنے اے وعده ایزدی بیا و همدم ما باش و مونس شو تا وقت عزیز که کنایه از جوانی است ببطالت رفته و عمرے که بحصول عشق و محبت از دست داده قضاے آن کنیم و تلافی آن نمائیم و چون از توبه که لوازم زهد است کشودی نمیشود بنابران گوید قوله

در تاب توبه چند توان سوخت همچو عود | مے ده که عمر در سر سودای خام رفت

معنے آنست که اے وعده ایزدی تا کے در آتش توبه که لوازم زهد است همچو عود بسوزم که ازین کارے پیش نمیرود دمے محبت بموجب وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا عطا نما که عمر عزیز خود را در خیال سودائے خام که حصول وصال بزهد و پارسائی است از دست دادم و هیچ بکوے مقصود ره نبردم و چون ره بکوے وصال میسر نیست تا که محو مطلق نگردد بنابران گوید قوله

مستم کن آنچنان که ندانم ز بیخودی | در عرصهٔ خیال که آمد کدام رفت

معنے آنست که اے وعده ایزدی باده محبت عطا نما و ازان مرا چنان سرمست کن که از غایت بیخودی چندان خبر ندارم که در خیال کدام کس آمد و کدام کس رفت یعنے محو مطلق گردان و چون عاشق مدام طالب فیض دوست است بنابران گوید قوله

بر بوے آنکه جرعهٔ جامے بما رسد | در مصطبه دعاے تو هر صبح و شام رفت

معنے آنست که اے وعده ایزدی مدام در مصطبه که کنایه از مقام خلوتست و یا عشقست بدعا گوئی تو اشتغال داشته ام بهمین امید که جرعهٔ فیض و کرمت از تو رسد و چون عشق بمعشوق باعث حیات عاشق است بنابران گوید قوله

دل را که مرده بود حیاتے بجان رسید | تا بوے از نسیم تو در مشام رفت

له ماه صیام در انقلاب روی داده لیکن ماه صیام را ذکر کرده

معنے آنست که دل را که بسبب زہد و تقوے افسردہ و پژمردہ بود حیاتے حصول شد از ان وقتے که بوے از نسیم میش که کنایہ از محبت اوست در مشام ما راہ یافتہ و چون زاد راہ عاشق عجز و مسکینی است نہ غرور و خود بینی بنا بران گوید قولہ

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ	رند از رہ نیاز بدار السلام رفت

معنے آنست که زاہد بسبب غرور که شر الخصال من النساء و الرجال است رہ بسلامت بدوست نبرد و بدماغ ہجران مبتلا ماند و عاشق از راہ عجز و مسکینی بدار السلام وصال که اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً لَیْسَ فِیْہَا حُوْرٌ وَّ لَا قُصُوْرٌ یَتَجَلّٰی رَبُّنَا ضَاحِکًا رسید و نیز زاہد که کنایہ از شیطان که ریاضات شاقہ کردہ بسبب غرور که اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ راہ بسلامت نبرد آخر الامر بدماغ لعنتی الی یوم الدین موسوم شد و رند که کنایہ از آدم ع است از راہ نیاز که رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا نمودہ بدار السلام اصطفا یافت که ثُمَّ اجْتَبٰہُ رَبُّہٗ فَتَابَ عَلَیْہِ وَ ہَدٰی و چون عاشق مدام بعشق مستغرق است بنا بران گوید قولہ

زاہد تو دان و خلوت و تنہائی و بلا	عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت

معنے آنست که اے زاہد تو دان تنہائی و رنج و الم و زہد و ورع که نصیبہ تو ہمین است و ما را حوالہ بعشق که عیش مدام است رفتہ یعنی نصیبہ ما ہمین گردیدہ و چون ہر دلے که قلب و ناسرہ بود بجز از کوے عشق رواجے نیابد بنا بران گوید قولہ

نقد دلی که بود مرا صرف بادہ شد	قلب سیاہ بود ازان بر حرام رفت

نقد دل اضافہ بیانیہ بادہ عشق مجاز قلب سیاہ نقد ناسرہ حرام کنایہ از عشق و محبت است معنے آنست که دل من در بازار شریعت رواجے نیافت آخر الامر ببازار عشق شتافت آنجا رواج یافت آرے چرا رواجے نیابد که نقد قلب بود خود در حرام رفت چون فخر الدین عراقی ؎ بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند ۔ که درون درچہ کردی که درون خانہ آئی ؎ در دیر میزدم من زدرون ندا برآمد ؎ که در آ در آ عراقی که ز خاصگان مائی ۔ سوال اگر از شراب محبت مراد داشتہ پس حرام بچہ معنی جواب آنکه تا محبت حق آمیختہ بمحبت غیر است در نظر صاف خواران حرام که قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَرَامُ اللّٰہِ وَ حَرَامٌ عَلٰی حَرَمِ اللّٰہِ اَنْ یَّلِجَ فِیْہِ غَیْرُ اللّٰہِ و نیز مراد عشق مجاز حرام ازان رو که پردہ حقیقت است و حلال ازان رو که قنطرہ حقیقت است و چون نصیحت بعاشق سود نے نمے بخشد بنا بران گوید قولہ

دیگر مگو نصیحت حافظ که ره نیافت	گم گشته را که بادهٔ لعلش بکام رفت

گم گشته عاشق که از خود گذشته بادهٔ لعل شراب و کنایت ازان عشق است معنے آنست که اے زاہد بار دیگر بحافظ بنصیحت پیش میا که عاشقے که بخلعت عشق سزاوار شد بسوے نصیحت راہ نیافت سه پند پدر مانع نشد رسوائے مادر زاد را ۱۲ واللہ اعلم غزل

سینه ام ز آتش دل از غم جانانه بسوخت	آتشے بود در ینخانه که کاشانه بسوخت

معنے آنست که سینهٔ من از آتش دل که از غم آن یار سنگین دل روے داده بود بسوخت پس در ینخانه دل ما آتشے بود اما عجب آتشے که هم کاشانه را بسوخت و نیز آرے چرا نسوزد که آتش اندوه هجران در کاشانه دل ما بمنزلهٔ آتش بود آخر الامر بتقاضاے خود رو داد و چون جدائی محبوب موجب سوختگی آتش عاشق است بنابران گوید قوله

تنم از واسطه دوری دلبر بگداخت	جانم از آتش مهر رخ جانانه بسوخت

معنی بیت اظهر است چون راه عشق همگی شدائد و بلیات است گوید قوله

هر که زنجیر سر زلف پریرویم دید	دل سودا زده اش بر من دیوانه بسوخت

معنی آنست هر عاشقے که زنجیر سر زلف پریروے من که کنایت از شدائد بلیات است معلوم نمود دل دیوانهٔ او بر من سودا زده بسوخت که احوال آن بیچاره بچه طور خواهد بود چون احوال عاشق موجب رحم مے باشد بنابران گوید قوله

سوز دل بین که ز پس آتش و اشکم دل شمع	دوش بر من ز سر مهر چو پروانه بسوخت

آتش مراد ازان سوختگی از ذکر سبب و اراده مسبب اشک مراد گریه شمع مراد عاشقی که شمع دار میسوزد و یا معاندے که در آتش حسد میسوزد معنے آنست که سوز دل ما را معاینه کن که دل شمع از بسیار سوختگی و گریه ما از روے شفقت مانند پروانه بسوخت چون شمع قوله

آشنائے نه غریبست که دلسوز منست	چون من از خویش برفتم دل بیگانه بسوخت

آن شمع که دلش از روے شفقت بر ما بسوخت نه آشنای منست بلکه او هم غریبست که بموجب مَالِلْغَرِیْبِ سِوَی الْغَرِیْبِ اَنِیْسٌ و دلسوز منست و این شمع اگرچه بیگانه است اما چون من از خویش رفتم یعنی سرگردان بادیهٔ حیرانی و پریشانی شدم دل بیگانه هم بسوخت و چون زهد و عشق باهم صورت نه بندد که اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ

بنابران گوید قوله

خرقهٔ زهد مرا آب خرابات ببرد	خانهٔ عقل مرا آتش خمخانه بسوخت

خرقهٔ زهد پارسائی و زهد آب خرابات شراب مراد عشق خانهٔ عقل اضافهٔ بیانیه آتش خمخانه شراب کنایه از عشق معنی بیت اظهرست وچون توبه را در عشق گنجایشی نیست گوید قوله

چون پیاله دلم از توبه که کردم بشکست	همچو لاله جگرم بی مئ و پیمانه بسوخت

معنی آنست که دل من بسبب از توبه که از عشق کرده بودم آخر الامر چون پیاله بشکست وریزه ریزه شد وآن توبه هیچ سودمند نگردید چرا که جگرم همچو لاله بی مے و پیمانه بسوخت ای داغ را ازلی که آنجا نه مئ بود ونه پیمانه وچون در راه عشق خودی وخودبینی را گذر نیست گوید قوله

ماجرا کم کن و باز آکه مرا مردم چشم	خرقه از سر بدر آورد و بشکرانه بسوخت

ماجرا گفتگو مراد نصائح از بدی به نیکی واعظ است مردم چشم را دانایان بجا تعبیر نموده اند معنی آنست که گفتگو کم نما واز نصیحت گوئی باز آ ومراد در سلوک عشق حاجب بافع مباش وخاطر خود را ازین اندیشه مخراش که مردم چشم من خرقه خویش را که عبارت از حیا ئست در شکرانه حصول محبت سوخته وباقبال مطلوب دیده بر دوخته وجه ونیز اگر مخاطب درینجا معشوق بود تصویر معنی چنین باید نمود که معشوق از تیز نگریستن عاشق بجانب خود رنجیده باشد وچون طریق مصالحت درمیان آمد شکوه حالت گذشته که موجب رنجش بود در پیش آورد وبنابران گوید که ذکر حالت گذشته کم نما وباز درین خانه بیا ذکر آن که مرا مردم چشم من تیز بینی از سر بدر آورد و بشکرانه که تو سر مصالح داری آن خرقه را سوخته برین تقدیر این بیت قریب بیت بمضمون امیر خسرو است ۵ نگرم تر از نیچشم تر دشوار می آید نظره بیرون کنم دیده ز سر آسان کنم دشوار تو به ونیز میگویند که شخصے با خواجه ومعشوق ایشان هم صحبت بود وازین که خواجه خرقه از سر برآورده آئین خرقه پوشان گرفته آن شخص از صحبت خواجه دوری گزیده وچون گفتگوے صلح درمیان آمد آن شخص در بیان دوری خود از صحبت ذکر خرقه درمیان آورد لاجرم میفرماید که آنچه گذشته ذکر آن درمیان میار وباز درینجا بیا وذکر آن مکن که مرا مردم چشم من یعنی معشوق من خرقه از سر من بدر آورد و بشکرانه آنکه تو میل آمدن اینجانب داری آن خرقه را بسوخت وجه ونیز مردم چشم کنایه از مرشد کامل که آدم از عالم بمنزلهٔ مردمک چشم است ومراد از آدم فرزندان کاملند

وخرقہ کنایۃ ازخودی وخودبینی وخودپرستی یعنے آنچہ گذشت آنرا کم کن واز ذکر آن باز آئی یعنی آن حالات
کہ درخودی وخودپرستی کہ داشتی یاد آن کمن زیرا کہ آن مرشد کامل من خرقہ خودی وخودپرستی از حقیقت
من بیرون کرد ہمان مردم چشم یعنے روح من تربیت مرشد کامل خرقہ خودی وخودپرستی بشکرانہ آنکہ حقیقت
من این قابلیت داشت سوخت **وجہ** ونیز معنی آنست کہ اے محبوب من قیل وقال را بگذار وباز آ کہ مردم چشم ما
خرقہ خودبینی وخودپرستی از سر بدر آورد وبشکرانہ محبت تو بسوخت **وجہ** ونیز معنے آنست کہ اینجا عارف
بعد از کشف وحدت خطاب بالنفس خود میکند یعنے اکنون تو لباسے دربر گرفتہ کہ در منزل مائی ومنی نمے
گنجد وماجرائے کہ در عالم ناسوت داشتی آن را بگذار وازان باز آئی کہ مرا مردم چشم ما لباس اول کہ
عبارت ازمن وماست از سر بدر آورد ودر پے شکرانہ عرفان محبوب بسوخت **سوال** سوختن بشکرانہ
چہ مناسبت دارد **جواب** مناسبت دارد چون عزیزے بخانۂ عزیزے نزول کند وصاحب منزل برائے
عزیز مفرش فاخر بگستردہ وعطریات بسوزد ومشعلہا افروزد وہنگام ملاقات بجہۃ دفع چشم زخم اسپند
بسوزد وچون ازین قیل وقال ہیچ حصولے نیست گوید **قولہ**

ترک افسانہ بگو حافظ ومینوش دمے	کہ نخوردیم می وشمع بافسانہ بسوخت

معنے آنست کہ ترک قیل وقال کن ودمے نوشی اشتغال نمائی اے صد وائے کہ تا ہنوز حصول
محبت نکردم وشمع زندگی ما بقیل وقال بر باد رفت **غزل**

ساقیم خضر ست ومے آب حیات	توبہ ازمے چون کنم ہیہات ہات

ساقی نوشاندۂ مے **خضر** کنایۃ ازمحبوب حقیقے ومرشد **ہات** مختصر ہیہات معنی آنست کہ ہادی ورہبر من
مرشد من است یا اللہ تعالیٰ وآبحیات مے کہ عشق است بمنزلۂ مے است ہرگاہ معاملہ چنین است کہ مصاحب
خضرم وہمدم عشقم پس ہیہات ہیہات درچنین ہنگامے توبہ از عشق چگونہ بوقوع آید وچون سخنان تلخ کہ زجر
وعتاب ودشنام است از زبان معشوق لبسیار شیرین ودلربا است بنابران گوید **قولہ**

بادۂ تلخ از لب شیرین دہان	خوش لطافت میبرد زاب حیات

بادۂ تلخ سخنان تلخ کہ دشنام دیا زجر وعتاب باشد ومراد ازان خطاب ظلوما جہولا باشد از زبان محبوب
کہ برآمدہ در روح افزائی عاشقان از آبحیات کہ مراد ازان لطف ورحمت است گوی لطافت بردہ وچون
لطف محبوبان زندگی بخش عاشقانست بنابران گوید **قولہ**

چون دمِ عیسے نسیم لطفِ او | مردۂ صد سالہ را بخشد نجات

دم عیسے معجزۂ عیسے کہ قم باذن اللہ مردہ صد سالہ کنایۃ از عاشقی کہ از مدتے گرفتار داغ ہجران گردیدہ و نجات بخشیدن از سر نو زندگی بخشیدن معنی بیت ظاہر است و چون حل مشاکیل عشق جز بعشق نمیتوان نمود بنابران گوید قولہ

جز بآب آتشین یعنے شراب | حل نمیگردد مرا این مشکلات

آب آتشین شراب کہ بصورت آب و بصفت آتش است مراد ازان عشق کہ سوزندہ از خودی و باقی کنندہ بمعشوق است این مشکلات اشارت بہ مشاکیل عشق معنے ظاہر است و چون عشق نصیبۂ ازلی است بنابران گوید قولہ

روزی ما بین کہ در دیوانِ عشق | جزمے حمرا نشد ما را برات

روزی رزق دیوان عشق روز ازل مے حمرا عشق و محبت برات نصیب و قسمت معنی ظاہر و چون مردن بعشق سعادت عاشق است بنابران گوید قولہ

شاد باد اروح آن رندے کہ او | بر سر کوے مغان یابد وفات

رند عاشق کوے مغان مقام عشق و چون بجز عشق و سخنان عشق در جہان قیمتے ندارد بنابران گوید قولہ

حاصلِ عمر تو حافظ در جہان | بادۂ صاف است و باقی ترہات

یعنے اے حافظ حاصلِ عمر تو در جہان ہمین بس است کہ بادۂ صاف کہ محبت حق است بے آمیزش غیر بنوشی و در اے ہر چہ ہست لا یعنی است و جز قیل و قال بیش نہ قولہ

شگفتہ شد گلِ حمرا و گشت بلبل مست | صلاے سرخوشی اے صوفیان بادہ پرست

گل حمرا ظہور مصنوعات و مشاہدات تجلیات معنے آنست کہ در بہار دین محمدی ہم گل حمرا کہ عشق و محبت است رو بشگفتگی آورد و پس اے صوفیان بادہ پرست کہ کنایت از عاشقان و طالبانست صلاے سرخوشی است بیائید و حصول مے محبت نمائید یا نہ این وقت کو و نیز گل حمرا کنایۃ از جوانے و بلبل کنایۃ از دل معنے ظاہر و چون تو بہ در عشق صورت نہ بندد بنابران گوید قولہ

اساس توبہ کہ در محکمی چو سنگ نمود | ببین کہ جام زجاجی چہ طرفہ اش بشکست

جام صراحی شراب از ذکر سبب و ارادۂ مسبب مراد عشق معنے آنست کہ توبہ من کہ در محکمی کم از سنگ

نبود هیچ نوع او بشکست نمی آورد ببین که جام زجاجی که کنایت از عشق است چه طرفه اش بشکست اے بسمهلترین انواع بشکست وچون پیش محبوب بیگے از کمال استغنا که دارد دیگے ملتفت نیست همه یکسان است بنابران گوید **قوله**

بیار باده که در بارگاه استغنا	چه پاسبان وچه سلطان چه هوشیار وچه مست

معنے آنست که اے حافظ در نوشیدن مے که کنایت از عشقبازیست ساعی باش وآن خود اگرچه مجازی باشد وهیچ غم مدار که در پیش استغنای محبوب چه مومن وکافر ومطیع وعاصی وخیر وشر یکسانست یعنے محتاج بکس نیست اِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ وهر کرامی نوازد من غیر علة می نوازد که قَبْلَ مَنْ قَبْلَهٗ لَا لِعِلَّةٍ چون عاشق را باید که بنوعے در عشق اشتغال نماید که هیچ اندیشه ماسوای محبوب در دلش راه نیابد بنابران گوید **قوله**

به هست ونیست مرنجان ضمیر وخوشدل باش	که نیستی ست سرانجام هر کمال که هست

هست ونیست غنا وفقر وحیات ومرگ ضمیر دل ومصراع ثانی بموجب کُلُّ مَصْعُوْدٍ هُبُوْطٌ وچون وقت مرگ ازین فقر وغنا حصولے نیست گوید **قوله**

ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل	رواق طاق معیشت چه سربلند وچه پست

رباط دو در دنیا باعتبار آمد وشد رواق محل طاق ایوان معنے ظاهر چون حصول گنج وصال بے رنج شدنی نبود وبلیات نمی شود گوید **قوله**

مقام عیش میسر نمیشود بے رنج	بلا بحکم بلے بسته اند روز الست

معنے آنست که مقام عیش که وصلست بے رنج غموم وهموم ویا عشق که العشق تمام المحنة والبلا حصول نمیشود در آن رنج وبلاے مذکوره باقرار قالوا بلے بروز ازل اختیار کرده چون ازین زندگی دو روزه قیل وقال حصولے نیست بنابران گوید **قوله**

شکوه آصفی واسپ باد ومنطق طیر	بباد رفت ازو خواجه هیچ طرف نبست

آصف نام وزیر سلیمان اما اینجا سلیمان یعنے شکوه سلیمانی که اسپ باد وگویای طیر که مراد ابوده آخر الامر اینهمه برباد رفت وخواجه را که سلیمان است ازان هیچ حصولے نشد پس اے سالک **قوله**

ببال وپر مرو ازره که تیر پرتابی	هوا گرفت زمانے ولے بخاک نشست

معنے آنست کہ باسباب دنیوی کہ طالب را سد راہست از دست مرد و معجب مباش و خویش را چیزے
متراش کہ تیر پرتابی ہر چند کہ در ہوا رفت باز بخاک اُفتاد حاصل آنکہ ہر کرا بخاک نشستن است
باسباب متعارش از چہ راہ چہ رفتن است و چون فضل و لطف معشوق از احاطہ تقریر میرا است گوید قولہ

زبان کلک تو حافظ چہ شکر آن گوید	کہ گفتہ سخنت می برند دست بدست

خطاب از جانب محبوب است یعنے اے حافظ زبان کلک تو چہ شکر آن میتواند گفتن کہ ترا قبولے ادا ایم
ایم کہ سخن ترا از غایت اعزاز دست بدست مے برند واللہ اعلم غزل

شنیدہ ام سخنے خوش کہ پیر کنعان گفت	فراق یار نہ آن میکند کہ بتوان گفت

پیر کنعان یعقوب ع و کنایۃ از عاشق نیز یار یوسف ع کنایۃ از محبوب معنی مصرعہ ثانی آنست کہ حدیث
افتراق و جدائی از احاطہ تحریر و تقریر بیرون است قولہ

حدیث ہول قیامت کہ گفت واعظ شہر	کنایتی ست کہ از روزگار ہجران گفت

معنے آنست کہ حدیث روزگار ہجران بمنزلہ الیست کہ حدیث قیامت از وے کنایتے است و چون بحکیم
را بجرم معشوق گذر نباشد بنا بران گوید قولہ

نشان یار سفر کردہ از کہ پرسم باز	کہ ہر چہ گفت بر ید صبا پریشان گفت

یار سفر کردہ تجلی حق کہ از نظر ما رو باخفا آوردہ و نیز رسول ع کہ ازین عالم رحلت نمودہ بر ید صبا
علما و فضلا معنے آنست کہ نشان محبوب حقیقے از کہ پرسم و تفحص احوال او از کہ نمایم کہ ہر چہ علما و فضلا
گفتہ مختلف الاحوال بعبارت از انکہ رہ بسوے او ندارند و محض قال و قیل را بکار بردہ اند و نیز بر ید صبا
اضافت بیانیہ کہ پیغامبر عاشقانست در شرح نزہۃ الارواح آوردہ کہ عجائب قومے اند کہ باد صبح را
ہمدم خود ساختہ و ہر دم با او سخن پرداز ند یعنے این طرفہ قومے کہ فیض قدسی را ہمدم خود ساختہ تا ہر چہ
گویند ہم ازان فیض بآن فیض گویند و خلق پندارند کہ با ایشان میگویند و با و بحکم طبیعت بر خاک میگذرد
پندارند کہ سخن ایشان می آرد و می برد یعنے فیض حق سبحانہ بحکم طبیعت کہ طبعش تواتر و رود است
بر خاک وجود ایشان متواتر میرسد و ایشان ہر دمے متوجہ با و میشوند کہ ورود شش بہجت آورد و ن
حالات شوریدگی ایشان مخصوص است و آنچہ خاصیت اوست کہ در آید و نیاید آخر سخن یاد آورد ہ را
چہ اعتبار است کہ چون با و خو د پاینده نیست حالے کہ از و زاید اعتبار پایندگی را نشاید چون از عاشق

ترک معشوق صورت نه بندد بنابران گوید **قوله**

فغان که آنمه نامهربانِ دشمن دوست	بترکِ صحبتِ یارانِ خود چه آسان گفت

آنمه نامهربان حق تعالے باعتبار استغنا دشمن دوست باعتبار مَنْ اَحَبَّنِی قَتَلْتُهٗ یاران خود کنایة از خود چنانچه در محاوره ایشان مینویسند و مراد خود را دارند و مضمون مصرعهٔ ثانی موافق مَنْ لَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِی وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِی وَلَمْ یَرْضَ بِقَضَائِی فَلْیَخْرُجْ مِنْ تَحْتِ سَمَائِی وَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِی چون رضا لازمهٔ عاشق است گوید **قوله**

من و مقام رضا بعد ازین و شکرِ رقیب	که دل بدرد تو خوکرد و ترکِ درمان گفت

معنے آنست که الحال من و مقام رضا که هرچه از دستِ محبوب رسد بآن راضی باشم تا بحدے که شکر گزاری رقیب هم نمایم زیرا که هرچه از دستِ رقیب آید هم بارادهٔ اوست ازینجهة ﷺ جود دشمن چه کند گر نه کشد طالبِ دوست ؛ و اینهه ازانست که دل بدرد تو که عشق است خوگر شده بود و ترک درمان که سلامتی و عافیت است نمود چون لازم است که حکم محبوب را اطاعت نماید و دم نزند چون و چرا نزند بنابران گوید **قوله**

مزن زچون و چرا دم که بندهٔ مقبل	قبول کرد بجان هرسخن که جانان گفت

بندهٔ مقبل عاشق صادق معنے بیت خود ظاهر است چون عاشق را باید که بدین زندگی دوروزه غره نشود و در حصول عشق تکاهل نورزد بنابران گوید **قوله**

گره بباد مزن گرچه برمراد دزد	که این سخن بمثل باد با سلیمان گفت

معنے آنست که نفس که ودیعت حق است بران اعتماد نباید کرد اگرچه بصحت و عافیت مے رود و دم واپسین را نگاه باید داشت که این سخن بروجه مثل باد که بردارنده وجود لست ازو نیز همچنان باید شفقت و چون رفع غم بغیر از عشق نمیتواند شد گوید **قوله**

غم کهن بمی سالخورده دفع کنید	که تخم خوشدلی اینست که پیر دهقان گفت

معنے آنست که مرا ازان غم عمر ببطالت رفته بنوشیدن مے سالخورده که کنایة از عشق و محبت حق است دفع نمائید که تخم خوشدلی همین است که پیر دهقان که کنایت از عاشق کامل است گفت و آن مضمون مصرع اولیست و چون بعشوهٔ این دنیای مکاره مغرور نباید شد گوید **قوله**

بعشوهٔ که سپهرت دهد ز راه مرو	ترا که گفت که این زال ترک دستان گفت

معنی آنست که بعشوه سپهر که روزے چند بر مراد تو رفته و بمشاهدهٔ معشوق مغرور ساخته از ره مرو و مغرور مباش ترا که گفت که این زال ترک مکر و فریب نمود آخر الامر ترا بدام مکر خود خواهد کشید. چون فضل محبوب شامل حال عاشقانست گوید قوله

بیار باده بخور زانکه پیر میکده دش	بسے حدیث غفور و رحیم و رحمان گفت

معنے آنست که اے طالب بیا و بعشق مستغرق باش اگر خود مجازی باشد ازان که پیر میکده که کنایه از رسول ع است و نیز مرشد است بسے فضل الٰہی را در معرض بیان آورده که اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُفٌ رَّحِیْمٌ چون باز گشت عاشق از عشق نوعے از محالاتست بنابران گوید قوله

که گفت حافظ از اندیشهٔ تو باز آید	من این نگفتم و آنکس که گفت بهتان گفت

معنے آنست که اے محبوب من بتو کدام کس گفت که حافظ از عشق تو معرض شده بالله من هرگز این نگفته ام و آن کسے که گفته است محض بهتان بکار برده غزل

شربتے از لب لعلش نچشیدیم و برفت	روے مه پیکر او سیر ندیدیم و برفت

این غزل هنگام جدائی مرشد و یا در حالت قبض فرموده که هنوز شربت فیض از لب لعل او که کنایت از فضل و لطف اوست حصول ننموده بودم و فیض حصول کردن چه که روے ماه پیکر او نیز بسیری ندیدیم و برفت و باقی معنے غزل واضح است قوله

گوئی از صحبت او نیک بتنگ آمده بود	بار بربست و بگردش نرسیدیم و برفت

یعنے بجدے گریزان رفت که به نشان او هم نرسیدیم قوله

صورت او و بلطافت اثر صنع خداست	ما ز رویش نظرے سیر ندیدیم و برفت

لطافت پاکیزگی صنع قدرت قوله

گلے از باغ وصالش که مرا روزی بود	آه و درد او دریغا نشمیدیم و برفت

روزی بود میسر شده بود نشمیدیم بهره حصول ننمودیم قوله

بسکه ما فاتحه و حرز یمانی خواندیم	وز پیش سورهٔ اخلاص دمیدیم و برفت

فاتحہ الحمد حرز یمانی نام دعائے سورۂ اخلاص قل ہو اللہ و اینہا را برائے حصول مطلب میخوانند مطلبش اینست کہ خواندن این ہم نفعے نبخشید قولہ

عشوہ میداد کہ از کوے ارادت نروم	دیدی آخر کہ چنان عشوہ خریدیم و برفت

عشوہ فریب از کوے ارادت نروم یعنے از محبت تو معرض نگردم چنان عشوہ خریدیم مفتون آن عشوہ شدیم و اعتبار آن نمودیم قولہ

شد چمان در چمن حسن و لطافت لیکن	در گلستان وصالش نچمیدیم و برفت

چمان رقصان نچمیدیم نرقصیدیم قولہ

گفت از خود برود ہر کہ وصالم طلبد	ما بامید وے از خویش بریدیم و برفت

از خود برود سرگشتہ و پریشان در کوے فنا جایا بد از خویش بریدیم بفنا رسیدیم و از خود گذشتیم قولہ

ہمچو حافظ ہمہ شب نالہ و زاری کردیم	کاے دریغا بوصالش نرسیدیم و برفت

این بیت خطاب بروحشت حافظ مراد دل یا سخن۔ غزل

صبا اگر گذرے افتدت بکشور دوست	بیار نفحۂ از گیسوے معنبر دوست

صبا کنایت از مرشد معنے آنست کہ اے مرشد ما اگر ترا بکشور دوست کہ عالم وحدانست و مشاہدات تجلیات گذر افتد و بوصل او رسی پس باید کہ نفحہ از گیسوے معنبر دوست کہ بیان حقائق و معارف است بما رسانی و اگر پیام آن محبوب بما رسانی قولہ

بجان او کہ بشکرانہ جان برافشانیم	اگر بسوے من آری پیامی از بر دوست

سوگند بجان محبوب کہ بشکرانہ این آوردن پیام جان شیرین خود را نثار تو سازم چنانچہ در بیت آئندہ گوید قولہ

وگر چنان کہ در آنحضرتت نباشد بار	برائے دیدہ بیاور غبارے از در دوست

معنے آنست و اگر چنان نباشد کہ در آن حضرت باریابی پس غبارے از در دوست کہ کنایت از نشان در دوست بیار تا آنرا در نظر داشتہ رہ بکوے مقصود برم و چون در شکستگی و پستی خود و عظمت و جلال حق نظر میکند میداند کہ این بیچارہ را با آن حضرت چہ نسبت و وقتے کہ سیر الی اللہ تمام میشود سیر فی اللہ پیش می آید باعتبار بے نہایتی مطلوب خود را پیشتر می بیند می داند کہ در اول منزل

پانہا دہ ایم تشنہ این دریا ہرگز سیر نمے شود وچون ادراک کنہ امکان ندارد گوید **قولہ**

من گدا و تمنائے وصل ہیہات	مگر بخواب بہ بینم جمال منظر دوست

خواب کنایت از مواقعہ وحالۂ محویت معنے ظاہر اما اشکال این بیت آنست کہ ازین بیت مفہوم میشود کہ وصال میسر نیست چنانچہ جائے دگر نیز فرمودہ ؎ وصل او خود بخواب نتوان دید ؛ پس ازین ہر دو بیت وامثال آن بوضوح مے یابد کہ رویت حق سبحانہ در دنیا نیست گر بخواب وجائے دیگر فرمودہ کہ ؎ مردم دیدہ با آخر بر خت ناظر نیست ؛ ونیز گفتہ اند کہ ؎ کہ امروز چون جمال تو بے پردہ ظاہر است ؛ ازینجا معلوم میشود کہ رویت در دنیا میسر است جواب آنست کہ رویت دیگر وشہود دیگر کہ آنرا مشاہدہ گویند رویت بآنجہان موعود است ومشاہدہ قلبی در ینجہان ہم بعارفان حاصل میشود ودر تعرف آوردہ وَاجْمَعُوْا اَنَّہٗ لَا یُرٰی فِی الدُّنْیَا بِالْاَبْصَارِ وَلَا بِالْقُلُوْبِ اِلَّا مِنْ جِہَۃِ الْاِیْقَانِ ودر شرح تعرف اگرچہ در معنی این کلمات تفصیل دادہ واجماعست کہ خدائے عزوجل را بدنیا نشاید دیدن بہ بصر بچشم ونہ بدل واین از بہر آن گفت کہ گروہے روا داشتہ اند کہ بندہ مر خدائے خویش را بیند معاینہ بچشم یا بدل وہمہ اہل سنت وجماعت را اجماعست کہ آن گروہ ضالند بایمعنے کہ بیقین بدل بدانند کہ ہست وچون یقین بندہ مر بندہ را درست گردد ہمچنان گردد چون دیدار واین دلیلے است کہ دیدار اندر دنیا نباشد زیرا کہ دیدار فاضلترین نعمتہا است وروا نباشد کہ آن بود مگر در فاضلترین مکانہا واگر در ینجا دیدار یافتندے پس فرق درمیان دنیائے فانی وعقبے باقی نبودی واگر گویند کہ ایمان ہم فاضلترین نعمتہا است پس چرا در دنیا باشد گویم کہ ایمان جزو است وجز بغیب درست آید ونیز چرا چیزے کہ پیغمبران در دنیا نیافتہ دیگرے چگونہ یابند ونیز دنیا دار فنا است روا نباشد کہ باقی را در سرائے فانی بینند واگر گویند چون باقی را در سرائے فانی مے پرستند گویم پرستیدن امید دیدن است وچون دیدار آمد پرستیدن چہ کار وغیرہ بسیار دلائل اما مجملا جواب آنست کہ خدا یتعالے خبر کرد کہ دیدار اندر آنجہان باشد وخبر نداد کہ درین جہان باشد ودر رسالہ **روضۃ الارواح** آوردہ کہ اہم مطالب دانستن تفرقہ است کہ میان دیدن خدا یتعالے در آخرۃ ودنیا است وآن آنست کہ در آخرت دیدہ سر دیدہ سر یکے شود لقاء اللہ ہمچو ماہ می بینند مومنان بر رفع حجاب در حالتے کہ ہمچون وہمچگون بود وبخلاف دنیا کہ بعینہ نمودہ نمی شود بلکہ تجلے بحجاب

می بینند عارفان نه حجابے کہ مانع دیدن باشد بلکہ مثل عینک پردہ لطیف پس در آخرت رویت ست بے پردہ و در دنیا تجلی است در پردہ خواہ بدیدۂ سر خواہ بدیدۂ سر و انچہ کہ در دنیا باشد ہمہ مشاہدہ گویند و در رسالہ شیخ محمد صادق گنگوہی چنین مذکور است کہ روزے سخن در صفاے حجاب در رفع حجاب مذکور شد فقیر از راہ صوفیہ بعضے الفاظ ظاہر کردہ کہ بعضے بفہم آن نرسید و بعض جاہل ذکور کردند کہ فلانے در دنیا رویت میکند و خیال نکردند اگرچہ رویت اللہ تعالے بآنچنان موعود است اما خواص را مشاہدۂ قلبی جمال اللہ ہم در نہان منقود بود و موعود در امنقود خواہد و ہر کہ امروز کار خود نساخت فردا چہ خواہد یافت مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى اما ہر کسے را بریں سر اطلاع نبود بنابران در خاطر نگذشت وچون درویش را سیر در مقامات بود در ہر مرتبہ نظرے دیگر و بصارتے دیگر کشاید کہ مَا رَاَيْتُ شَيْـًٔا اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ اما رویت نگویند و رویت نبود کہ رویت موقوف است بموت صوری و موعود است بصحت فَاعْرِفْ وَاَنْصِفْ وَلَا تُحْرِمْ وچون بیقراری نصیبہ عاشق است بنابران گوید قولہ

دلِ صنوبر ہم چو بید لرزانست	ز عشقِ آن قدِ بالاے چون صنوبر دوست

معنے آنست کہ از عشق آن رخ کہ مشاہدہ وحدتست و قد چون صنوبر یعنے امتداد ظہورات او کہ برہمگی موجودات سایہ انداختہ کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ دل پارہ پارہ من مانند بید لرزانست چگونہ رہ بدان ہم وچون عاشق بما سواے معشوق ملتفت نمیشود بنابران گوید قولہ

اگرچہ دوست بچیزے نمیخرد ما را	بعالمے نفروشیم موے از سرِ دوست

معنے بیت ظاہر است وچون زبان از احصاے لطف معشوق لال است ہیچ دقیقے نمی نہد بنابران گوید قولہ

چہ عذرہا ز سگِ کوے تو توانم خاست	اگر شبے بتوانیم بود بر درِ دوست

معنے آنست کہ اے محبوب من اگر شبے بر در تو جا یابم تا قیامت از عہدہ شکر رقیب تو بیرون آمدن نتوانم چہ جاے تو قولہ

چہ باشد ار شود از بندِ غم دلش آزاد	چو ہست حافظِ کمترِ غلام چاکرِ دوست

معنے آنست کہ حافظ چون کمترین غلامان و چاکران دوست است اگر از بند غم ہجران خلاص یابد و بجمعیت وصل سرفراز گردد چہ باشد اے جاے تعجب نیست **غزل**

صبحدم مرغِ چمن با گلِ نوخاستہ گفت	ناز کم کن کہ درین باغ بسے چو تو شگفت

باید دانست که اللہ تعالے بعضے از سالکان را اول بمقام محبوبیت در آورده بعده بمقام محبت می اندازد و بعضے را برعکس این بنابران از حالت سالک اول خبر میدهد یعنے وقت صبح که ابتدا احوال است مرغ چمن لاهوتی که کنایت از ذات واجب الوجود است بموجب یَا عَبْدِیْ اَنْتَ فِیْ عِشْقِیْ وَمُحِبَّتِیْ وَاَنَا عَاشِقٌ وَمُحِبٌّ لَکَ با گل نوخاسته که سالک نوآموز است گفت ناز کم کن و برخودی خود غره مباش که درین باغ دنیا همچو تو بسے گل شگفته و آخر الامر بباد خزانے مرگ همه بخاک عدم یکسان شده اند و چون سخن سخت گفتن بمعشوق شایان عاشق نیست بنابران گوید قوله

گل بخندید که از راست نرنجیم ولے	هیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت

معنے آنست که گل کنایه از سالک است بخندید و گفت که ازین سخن راست که گفتی رنجیده نمیشود که فے الواقع همچنین ست اما وقتے که ما را المحبوبیت خود سرفراز ساختی پس هیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفته چون سالک از محبوبیت بر آمده بمقام محبت رسید کار محبت بگریه و زاریست گوید قوله

گر طمع داری از آنجام مرصع می لعل	دُر و یاقوت بنوک مژه ات باید سفت

از جام مرصع معشوق مے خوردن عبارت از قرب حاصل نمودن است چه نوشیدن شراب از جام دوست کار مقربان است یعنے اے دل من اگر طمع وصال محبوب داری در و یاقوت بنوک مژه ات مرا باید سفت یعنے گریه بسیار باید کرد بحدیکه خون باید گریست که اَلْبُکَاءُ تُحَصِّلُ الْمُرَادَاتِ و نیز از جام مرصع روے معشوق و مے از نخوردن مشاهده جمال محبوب رو نمودن معنی اظهر چون در مقام عشق درآمده به گوناگون آلام و رنج مبتلا شده حالت اصلیه ابتدائیه خود یعنی حالت معشوقیه خود یاد میکند قوله

در گلستان ارم دوش چو از لطف هوا	زلف سنبل به نسیم سحری می آشفت

معنے آنست که دوش در زمانه گذشته در گلستان ارم که مقام محبوبست وجود ما چون زلف سنبل که از لطف هوا می آشوبد بنسیم سحری مے آشفت یعنے می رنجید و احتمال آن نمینمود و چون عاشق هر دم با دل خود در سخن میباشد بنابران گوید قوله

گفتم ای مسند جم جام جهان بینت کو	گفت افسوس که آن دولت بیدار بخفت

معنے آنست که با دل خود گفتم که اے مسند جم بموجب وَلَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ جام جهان بین تو کو یعنے آن مقام محبوبیت تو کجا رفت گفت افسوس که آن دولت بیدار

که کنایه از مقام محبوبیت است از دست رفت و بمقام محبت که سراسر رنج و الم است افتادم باز تسلی دل خود مینماید قوله

تا ابد بوے محبت بمشامش نرسد	هر که خاک در میخانه بر خساره نرفت

معنے آنست یعنی تا قیامت هرگز بوے محبت و معرفت بمشام او نرسد و حصول او نگردد هر که خاک در میخانه که کنایه از عشقست بر خساره نرفت یعنے حصول نمود و چون سخن عشق از تحریر و تقریر بیرون است گوید قوله

سخن عشق نه آنست که گویند بزبان	ساقیا می ده و کوتاه کن این گفت و شنفت

معنے آنست که سخن عشق از بیان مبرا است زیرا که حدیث عشق نه بر سبیل اسناد نقل کرده اند تا بر طریق تعلیم فرا گیرند و بر طریق تعلیم بیان کنند بلکه اسنادش از دل بدلست و تعلیمش از موهب الهی پس اے ساقی که کنایت از دعوة ایزدی است و مرشد مے محبت بنوشان تا بدان ره بمقصد اصلی برم و کوتاه کن این گفت و شنفت یعنے ازین قال و قیل باز آئی و چون اضطرابی لازمهٔ عاشقست گوید قوله

اشک حافظ خرد و صبر بدریا انداخت	چکند سوز غم عشق نیارست نهفت

معنے آنست که اشکباری حافظ خرد و صبر حافظ را بدریا انداخت اے بیخرد و بے صبر گردانید و بعشق بازی مشهور و بے پرستی رسوائے عالم ساخت آرے حافظ چه کند که سوز عشق نتوانست نهفته ماندن آخر الامر بتقاضا خود آوردند۔ غزل

صحن بستان ذوق بخش و صحبت یاران خوش است	وقت گل خوش باد کز وی وقت میخواران خوش است

صحن بستان دنیا میخواران عاشقان وقت گل ایام بهار که در فصل بهار معرفت و محبت که در چمن جهان از ظهور آدم و آدمیان دمیده است و در عهد رسول ما صلعم بکمال طراوت رسیده و موسم شگفتن از هار مکاشفات و مشاهدات شده در چنین موسم عجب هیچکاے و شیوه نیکوتر از دولهٔ عشق نیست و نیز دنیا مقامی است که طالب از طفیل آن به مشاهدات عشق رسیده و ذوق وصال مطلوب چشیده یعنی اگرچه روح در ملک عدم بوصل حق مستغرق بود اما قدرش نمی یافت و ذوق نمی نمود بحکم اَلْاَشْیَاءُ تَبَیَّنُ بِاَضْدَادِهَا وَالنِّعْمَةُ اِذَا فُقِدَتْ عُرِفَتْ پس بدانکه دنیا مزرعه ایست برائے حصول مراتب اولے و اخرے پس دنیا ذوق بخش بطفیل مرشد وقت و وقت مرشد خوش باد که از طفیل وے مستر شدان خوش وقت و چون سخن صحبت مرشد موجب فرحت دل طالبان است

بنابران گوید قولہ

ازصبا ہر دم مشام جان ما خوش می شود	آرے آرے طیب انفاس ہواداران خوش است

صبا مرشد طیب خوشی ہواداران عاشقان اے بسبب حصول دولت صحبت مرشد و بہ بیان حقائق و معارف و دلجوئی نمودن او ہر دم فرحتے و خوشی رو دہد کہ صحبت عاشقان فرحت انگیز و غمزدا میباشد و چون کار عاشق مدام گریہ و زاریست و آن موجب تحصیل مراد است بنابران گوید قولہ

مرغ شبخوان را بشارت باد کاندر راہ عشق	دوست را با نالہ شبہای بیداران خوش است

مرغ شبخوان عاشق شبخیز بیداران عاشقان معنی مصرع ثانی بموجب آنکہ چشم گریان را دوست دارد و نیز چون گریہ و زاری موجب قبول دعاست بنابران گوید قولہ

ناکشودہ گل نقاب آہنگ رحلت میکند	نالہ کن بلبل کہ فریاد دل افگاران خوش است

ناکشودہ ہنوز نقاب نکشودہ گل کنایت از مرشد آہنگ قصد ارادہ معنے آنست کہ ہنوز آن محبوب نقاب ناکشودہ و کما حقہ مشاہدہ ننمودہ قصد رحلت می نماید اے عاشق مسکین بنال کہ فریاد دل افگاران خوش است اے گریہ و زاری عاشقان قبول مینماید شاید کہ رفتن او در توقف افتد البکاء تحصیل المرادات و نیز چنان مسموع است کہ این بیت در ہنگام مرض سخت پیر فرمود قولہ

نیست در بازار عالم خوشدلی ورزانکہ ہست	شیوۂ رندی و خوش باشی عیاران خوش است

معنے بیت ظاہر است قولہ

از زبان سوسن این آوازہ ام آمد بگوش	کاندرین دیر کہن کار سبکساران خوش است

معنے آنست کہ از زبان سوسن آزادہ کہ کنایت از عارف کامل است آوازے بگوش من رسید کہ اندرین دیر کہن کہ دنیا است جان سبکساران کہ رندان بے تعلق اند خوش است و چون بہترین کار ترک جہان است بنابران گوید قولہ

حافظا ترک جہان گفتن طریق خوشدلیست	تا نہ پنداری کہ احوال جہانداران خوش است

غزل

صبح دولت طلوع طلعت اوست	شام ظلمت نشان ظلمت اوست

طلوع طلعت کنایت از مشاہدات تجلیات او اشارت بمحبوب شام ظلمت شام تاریک

بانشود گل نقاب آہنگ رحلت میکند نالہ کن بلبل کہ فریاد دل افگاران خوش است

دیوان

نشان ظلمت نشان اختفار او اشارہ بمحبوب چون ہمہ مخلوقات فیض از آنجناب اند بنابران گوید **قولہ**

مہر از خوان او نوالہ رسان	ماہ نوخم زبہر خدمت اوست

مہر آفتاب خوان فیض نوالہ رسان روشنی بخش **او** اشارت بمحبوب حقیقی **معنے** آنست کہ از معائنۂ قدر او کہ امتداد ظہورات تمامی موجودات را احاطہ نمودہ **قولہ**

از قدش پائے سرو ماندہ بگل	لالہ را داغ دل ز فرقت اوست

پائے سرو کنایہ از سالک بگل حیرت فرو رفتہ و عاشقان دل سوختہ را داغ بسبب ہجران او رو نمودہ و چون در عالم ہر چہ از محبوب و محب است اثر ظہور حسن و محبت اوست بنابران گوید **قولہ**

رنگ و بوے گل از رخش بچمن	نالۂ بلبل از محبت اوست

گل محبوب چمن دنیا **بلبل** عاشق یعنے ہر محبوبے کہ در عالم کون بخوبی و حسن مغرور گشتہ از انست کہ ظہور رخ یعنے ذات خود در و نمودہ و ہر عاشقے کہ گریان و نعرہ زنان است از انست کہ بسلسلہ محبت خود پا در دام نمودہ و چون وصف آن محبوب از احاطۂ تقریر بیرونست بنابران گوید **قولہ**

سوسن دہ زبان خموش بباغ	لال ماندہ ز صنع قدرت اوست

سوسن دہ زبان کنایہ از عارف کامل و رسول مقبول باعتبار کمال معرفت **باغ** دنیا یا معرفت ذات کہ مقام تحیر و عجز است **لال** گنگ مضمون مصراع ثانی مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ **سوال** گل سوسن را نہ زبان میشود دہ چرا گفت **جواب** باعتبار کثرت چون فقر بموجب اَلْفَقْرُ مَخْزِنِیْ موجب عزت است بنابران گوید **قولہ**

فقر گر رنج محنت است اما	کنج عزت بکنج عزلت اوست

فقر مقام محو و نیستی یعنے فنا **کنج عزت** کنایہ از وصل او ضمیر بر فقر است معنی ظاہر است و چون ہمگی کار محبوب و نیز مرشد خالی از حکمت نیست بنابران گوید **قولہ**

بدو اجانب طبیب مرو	صحت عاطل از طبابت اوست

بدو یعنے بطلب عشق و محبت از راہ پیش طبیبی نزد طبیب مرو و طلب آن منما کہ او خود مراقب احوالست و صحت بیکار داشتن او مر ترا از عشق و محبت محض از دانائی اوست کہ ترا استعدادی چنان ندیدہ باشد و نیز این بیت چنین دیدہ شدہ **بدو اجانب طبیب برو ۔ صحت عاجل از طبابت اوست**

طبیب کنایت از مرشد عاجل فی الفور معنے بیت ظاہر و چون در عشق عاشق را بہر چہ از دست رسد از رنج و گنج از قبول چارہ نیست بنابران گوید قولہ

در طریق سلوک سالک را	ہر چہ پیش آید از ارادۂ اوست

وچون بموجب وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ ہمہ بمدح وذکر اوست بنابران گوید قولہ

قمری و عندلیب و حافظ نیز	ہمہ گویا بذکر مدحتِ اوست

معنے بیت واضح است۔ غزل

صوفی نامہ

عارف از پرتوِ می راز نہانی دانست	گوہر ہر کس ازین لعل توانی دانست

معنے آنست عارف کہ باطن خود را از ماسوائے حق صاف نمودہ از پرتو شرابِ محبت راز نہانی کہ معرفت نفس خود است حاصل نمودہ بمقتضائے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ معرفت حق حاصل گردد وچون بے شرابِ عشق این دولت حصول نمیشود بنابران گوید آرے گوہر ہر کس ازین لعل کہ کنایت از عشق است توان دانست ومعلوم میتوان کرد ونیز صوفی کنایت از منصور است تجلی عشق اسرار عشق را کماہی دانست وحوصلۂ او کتمان کہ موجب رضائے حق است نتوانست چون ازان عارف عدم رضای حق بوجود آمد مقام تعجب رونمود ازجہت دفع تعجب گوید انچہ در مصرع ثانی است وچون بمعرفت محبوب رسیدن کار ہر کسے نیست گوید قولہ

قدر مجموعۂ گل مرغ سحر داند و بس	نہ کہ ہر کو ورقے خواند و معانی دانست

معنی قدر معرفت مجموعۂ گل ذاتِ حق مرغ سحر کنایہ از عاشق ہر کو ورقے خواند اشارہ بعلماء و فضلاء معانی دانست بمعرفت رسید معنی آنست کہ بمعرفتِ ذاتِ محبوب حقیقی رسیدن کار عاشقانست نہ علماء و فضلا چہ حصول معرفت او موہبی است نہ کسبی و وجدانی است نہ کتبی چرا کہ از اجتماع کتب جز دلائل و براہین حصولے نیست و آنہا را در کوے معرفت راہ نیست چنانچہ در بیت آئندہ گوید قولہ

ایکہ از دفتر عشق آیتِ عقل آموزی	ترسم این نکتہ کہ تحقیق ندانی دانست

معنے آنست کہ اے کسے کہ گرفتار تدریس و اجتماع کتب ماندہ و ازین قیل و قال کہ مقتضائے وجود عقلست تحصیل عشق نمائی و بمعرفت حق رسی می ترسم کہ این نکتہ عشق را تحقیقی ندانی و بکنہ او

نخواهی رسید تا که از ینها اعراض ننمائی که میان عقل و عشق تضاد است عقل مصلحت آموز عشق سلطنت سوز عقل نشاند عشق بفیزود و عقل بسازد عشق بسوزد پس حصول عشق از دفتر عقل معاش میسر نمیشود **نقلست** چون شمس الدین را گذر بمدرسه مولانا رومی افتاد دید که مولانا از چهار طرف توده کتب دارد شمس الدین پرسید مولانا این چیست گفت این قیل و قال است ترا باین چه کار شمس الدین آنهمه کتبها را در حوض که پیش مولانا بود در انداخت مولانا از تحسر دست بدست زدن گرفت شمس الدین چون اضطراب مولانا بغایت دید دست در آب انداخته یکیک را همه را از آب برآورد که هیچ ورقش تر نشده بود مولانا گفت اینچه حاصلیست گفت این ذوق و حالست ترا باین چه گذر مولانا را جذبه رسید و همه کتبها را شست و تصحب شمس الدین پیوست و حصول مطلب نمود بنابرانست ۵ عقل در کوی عشق نابیناست ۵ عاقلے کار بولی سیناست ۵ و چون عاشق را بغیر از عشق معشوق بکس التفاتی نمیباشد گوید **قوله**

عرض کردم دو جهان بر دل کار افتاده	بجز از عشق تو باقی همه فانی دانست

معنے آنست اے محبوب من بر دل کار افتادهٔ خود کونین عرض نمودم که کرا اختیار می نمائی دل کار افتاده واقعه آزموده از راه تمیز بینی بجز از عشق که یافت همه را فانی پنداشته بهیچکس ملتفت نگردید و بجز عشق تو قبول نکرده و چون نظر کیمیائیست بنابران گوید **قوله**

سنگ و گل را کند از بهر نظر لعل و عقیق	هر که قدر نفس باد یمانی دانست

نفس باد یمانی اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْیَمَنِ مراد مقبولان درگاه حق است **معنی** یعنے هر که قدر مقبولان درگاه حق بداند خود را بدیشان رساند و با هر که انفاس خویش را قدر و قیمت دانسته رایگان و ضائع نکرد و هیچ نفس از یاد معشوق غافل نگشته بغیر نپرداخت او را آن کرامت حاصل آید که بیک نظر انسان ناقص را که بمنزلهٔ سنگ و گل اند بمرتبهٔ لعل و عقیق که کنایه از عاشقان کامل است رساند و چون عشق کمال را اندیشه ادانا بر جهان نمیباشد گوید **قوله**

آنشد اکنون که ز انبار غموم اندیشم	محتسب نیز ازین عیش نهانی دانست

معنے آنست که آنوقت از دست رفت که از انبار غموم اندیشه می نمودم و اختفاے این راز میکردم الحال این کار بجاے رسید و شهرت بحدے رسید که ازین عیش نهانی که میخوارلیست و یا طریقهٔ رندیست محتسب نیز که کنایه از مرشد است واقف گردید اکنون اندیشه را چه گذر و چون هر چه از دوست پیش آید

از منع و عطا عین حکمت است بنابران گوید قوله

دلبر آسایش ما مصلحت وقت ندید	ورنه از جانب ما دل نگرانی دانست

معنے آنست که آن محبوب حقیقی من که در دنیا وصال خود بما کرامت نمود و یا آن که بمشاهدات تجلیات ما را سرافراز فساخته و تا حال همچنان سرگردان تیه هجران گردانیده مصلحت وقت همدرین دید دگرنه نگرانی دل و اشتیاق تمام و توجه ما لا کلام از ما معلوم نمود و هیچ نقصانے ندیده و چون موجب حسرت و ندامت و دلبستگی این جهان است بنابران گوید قوله

مے بیاور که نه نازد بگل باغ جهان	هر که خارتگری باد خزانی دانست

معنے آنکه مے بنوش و دریاد الٰهی ساعی باش که هر که عاقلست و دردانش بهره دارد و خارتگری باد خزانی که پیری و مرگیست دریافته که هیچکس را نخواهد گذاشت هرگز بگل باغ جهان که کنایه از محبوبان مجاز است فخر نکند و دلبستگی ننماید و چون هر چه حصول مستر شد است همه از توجه مرشد است بنابران میگوید قوله

حافظ از گوهر منظوم که از طبع انگیخت	اثر تربیت آصف ثانی دانست

گوهر منظوم سخن آصف ثانی مرشد که نائب رسالت مآب است غزل

عیب رندان مکن ای زاهد پاکیزه سرشت	که گناه دگران بر تو نخواهند نوشت

پاکیزه سرشت باعتبار زهد یا بتسخر چون شیخ پاکدامن معنے آنست که اے زاهد پاکیزه سرشت بعیب رندان که کنایت از عاشقانست نظر مکن و از اعتراض این بکار خانهٔ الٰهی زبان ببند که گناه دیگران بر تو نخواهند نوشت و تر امواخذه نخواهد شد قال الله وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی برنمیدارد هیچ بردارنده گناه دیگرے را یعنی مواخذه بگناه دیگری نمیشود بلکه بگناه خود پس چون هر کسی مواخذ بگناه خود میشود گوید قوله

من اگر نیکم و گر بد تو برو خود را باش	هر کسے آن درود عاقبت کار که کشت

معنے آنست که اے زاهد من اگر صالح هستم و گر طالح و اگر صادقم و رفاسق ترا از ما چه که عوض ما تو مواخذ نخواهی شد و چون فضل الٰهی همه کس را شامل حال ست و نومیدی ازان و بالست بنابران گوید قوله

نا امیدم مکن از سابقهٔ روز ازل	توچه دانی که پس پرده که خوبست که زشت

معنے آنست که از سابقهٔ روز ازل که کنایه از قول نبی اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَرَبٌّ غَفُوْرٌ است نومید مکن زیرا که تو از باطن کسے چه خبر داری که کدام خوبست و کدام زشت است و چون تکیه بر اعمال نمودن زشت ترین

اعمال است بنابران گوید قوله

بر عمل تکیه مکن زان که دران لطف ازل	تو چه دانی قلم صنع بنامت چه نوشت

معنے آنست که اے زاهد برین طاعت و عبادت خود مغرور مشو چون از خاتمه خود خبرے نداری که بنام تو چه رقم زده اند و نیز ناجی و ناری شدن موقوف بعمل نیست کما قال علیه السلام لا یدخل احدا منکم عمله الجنة ولا یجیره من النار ولا انا الا برحمة الله یعنے درنخواهد آورد هیچ یکے را از شما عمل شما در بهشت و نه نجات خواهد داد هیچ یکے را از شما عمل شما از دوزخ چه من که نبی برحمت درنخواهم آمد بهشت بعمل خود مگر برحمت او و چون حصول عشق از جمله مغتنمات است بنابران گوید قوله

باغ فردوس لطیف است ولیکن نه نهار	تو غنیمت شمر این سایه بید و لب کشت

معنے آنست که اے زاهد اگرچه باغ فردوس که تو در طلب آنی و هردم در زهد میکوشی لطیف است ولیکن این سایه بید و لب کشت که مقام عشق که مایه سرور و فرحت است اگر بدست تو آید غنیمت پندار و تمتعے از و برداریعنی حصول معرفت بنما که من کان فی هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی و نیز از سایه بید و لب کشت دنیا باشد معنے آن باشد که حیات دنیا را غنیمت شمار و ازان تمتعے برداز و چون دانی حصول عشق بودن موجب سعادت اخرویست بنابران گوید قوله

گر نهادت همه اینست زهی نیک نهاد	ور سرشتت همه اینست زهی نیک سرشت

معنے آنست که اگر نهاد تو اینست که در پے حصول عشق و محبت میکوشی که موجب وصول ایزد متعال و یا آنکه حیات دنیا را ازان میخواهی که سبب قرب من لایزال ست زهے نیکذات و اگر سرشت تو همه اینست که مذکور شد زهے نیک سرشت و چون عشق موجب اعراض از زهد و باعث رسوائی است شاید که زاهد بطعنه پیش آمده باشد بنابران بجوابش می پردازند قوله

نه من از خلوت و تقوی بدر افتادم و بس	پدرم نیز بهشت ابد از دست بهشت

معنے آنست که اے زاهد من تنها از زهد اعراض ننموده ام و ترک طلب بهشت نکرده ام بلکه پدر ما که آدم علیه السلام است او نیز بهشت را از دست داده چون نصیحت در دل زاهد راه نیافت گوید قوله

سر تسلیم من و خشت در میکده ها	مدعی گر نکند فهم سخن گو سر و خشت

معنے آنست که سر من و در میکده که عشق است هرگز این اعراض کردنی نه ام و اگر مدعی که زاهد ظاهر

ظاہر پرست است فہم این سخن نماید کو سر و سرشت لفظ است کہ در محلی کہ بکسے از روے مہربانی نصیحت کنند داو نشنود استعمال کنند وچون فی الحقیقت دید کہ ہمہ کس چہ از مطیع وعاصی ومومن وکافر ہمہ طالب اوست چراکہ درنظر عاشق در ہر فعل فاعل اوست وہمہ جا ظہور اوست بنابران تسلی خود میکند قولہ

ہمہ کس طالب یار اند چہ ہشیار وچہ مست	ہمہ جا خانۂ عشقست چہ مسجد چہ کنشت

عشق ذات مطلقہ یعنے اگر زاہد سخن ما قبول ننمود واز طریقۂ خود برنگردید چرا با او بجنگ وجدل پیش آیم وتحمل این مقام اشارہ بمرتبہ ایست از منازل محبت کہ چون سالک بدانجا رسد فنای مطلقش حاصل آید در ہمہ ظہور محبوب حقیقے بیند ودر ہر فعل فاعل حقیقیش رو نماید وچون فی الحقیقۃ مقدمہ برین نوعست کہ در وجہ اولے گذشت این ہمگی نصیحت ما با او از روے شفقت بود نہ از روی عناد چون مدار کار وخاتمہ بخیر است بنابران گوید قولہ

حافظا روز ازل گر بکف آری جامے	مست از کوی خرابات برندت بہشت

معنے آنست کہ اے حافظ تو ہم برین عشقبازی خود نازان وغرہ مباش اگر دم واپسین جام عشق را از دست ندہی وقائم باشی مست ازین عالم بسرائے باقی برندو داخل بہشت اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً لَیْسَ فِیْھَا حُدُوْدٌ وَّلَا قُصُوْرٌ یَتَجَلّٰی رَبُّنَا ضَاحِکًا سازند والا نہیچ نفعے نمی بخشد مرترا این عشق وتعقل

غمش تا در دلم ما وا گرفت است	سرم چون زلف او سودا گرفت است

معنے آنست کہ ازان روزے کہ غم عشق او در دل ما متمکن گردید مانند زلف او سرگردان وپریشان بادیۂ محن وبلا شدہ ام وچون عاشق مدام خواہان فنا است بنابران گوید قولہ

لبش چون آتش وآب حیات است	ز آتش آتشے در ما گرفت است

لب کنایت از اسم متکلم وآتش باعتبار خونریزی چون اسم متکلم کہ بر منصور تجلے کرد قائل بہ انا الحق شد کشتہ گردید وآب حیات باعتبار آن کہ موجب بقاے جاوید است وآتش کہ در مصرعۂ ثانی است اشارہ بلب یعنے تجلی اسم متکلم کہ چون آتش وآب حیات است یعنی موجب فنا وبقای سالک سنخ شعلہ در سینہ ما رو نمودہ وما را بحالت فنا رسانیدہ وچون عشق از نصیبۂ ازلی است گوید قولہ

ہمائے ہمتم عمر نیست کز جان	ہوائے آن قدر عنا گرفت است

معنے آنست کہ ہمائے ہمت ما از جان ودل عشق ومحبت آن محبوب حقیقی کہ قدر عنای او

یعنے امتداد ظہور او برہمگی مخلوقات سایہ انداختہ حصول کردہ عریست یعنے ازلیہ است وچون ہیچکس بمرتبۂ عاشقان نمیرسد بنابران گوید قولہ

شدم عاشق ببالائے بلندش	کہ کار عاشقان بالا گرفتست

بالا مراد ذاتِ محبوب و بلند باعتبار امتداد ظہور کہ ہمہ مخلوقات را محیط است یعنے از کونین اعراض نمودہ و گرفتارِ آن ذات کہ شدہ ام از انست کہ دیدم کہ ہیچکس را بمرتبۂ عاشقان دست رسی نیست وچون کارِ معشوقان مدام استغنا راست گوید قولہ

چو ما در سایۂ الطاف اویم	چرا او سایہ از ما وا گرفتست

معنے آنست کہ ما چون در سایۂ الطاف عشق او ئیم و یکے از عاشقان پس نمیدانیم کہ چرا سایہ از ما باز گرفتہ و التفاتے نمے نماید شاید کہ مصلحتے ہمدرین باشد چون اعراضِ معشوق موجبِ گریۂ عاشق است گوید قولہ

ز دریائے دو چشمم گوہر اشک	بہان در لولوئے لالا گرفتست

معنے آنست کہ در ہجران و اعراض آن محبوب دو چشم من چندان گہر ریزی کردند کہ کنایت از اشکبار است کہ جہان پر از گہرہای درخشان شدہ وچون سخن عاشق از سر معرفت میباشد بنابران گوید قولہ

نسیم صبح عنبر بوست امروز	مگر یارم رہِ صحرا گرفتست

نسیم صبح کنایہ از انفاس و مراد سخن عنبر مراد معرفت صحرا کنایہ از دل یعنے امروز کہ سخنان من پر از حقائق و معارف اند تحقیق سببش آنست کہ ظہور محبوب حقیقے بر دل ما شدہ وگرنہ ما کجا و این سخن کجا وچون رفع غم بغیر از عشق صورت نہ بندد بنابران گوید قولہ

دوائے غم بجز مے نیست عاشق	ازان رو ساغر صہبا گرفتست

عاشق کنایہ از خود صہبا شراب کنایہ از عشق یعنے ما کہ در عشقبازی از جان و دل مقیدیم سببش آنست کہ رفع غموم و ہموم دنیوی بجز از عشق نمیتوان کرد وچون سخن حافظ مقبول دلہا گردیدہ بنابران گوید قولہ

حدیثِ حافظ اے سرو سمن بر	بوصف قد تو بالا گرفتست

سرو سمن بر محبوب بالا اشتہار و رونق یعنے اے محبوب من سخن حافظ کہ رواجے یافتہ و اشتہارے

حاصل نموده سبزش وصف قد تو یعنے ذکر تو کہ دران درج کردہ **غزل**

کنون کہ میدمد از بوستان نسیم بہشت	**من و شراب فرح بخش و یار حور سرشت**

معنے آنست کہ الحال کہ از بوستان وجود نسیم بہشت کہ کنایت از انفاس ست در وجاری و سارست یعنی در عالم حیاتم پس درین ہنگام من و شراب فرح بخش کہ کنایت از عشق و محبت است و یار حور سرشت کہ کنایت از محبوب و مرشد است و چون عاشق را بہتر از سعادت حصول دولت ملازمت مرشد نیست گوید **قولہ**

گدا چرا نزند لاف سلطنت امروز	**کہ خیمہ سایۂ ابرست و بزمگہ لب کشت**

معنی آنست گدا کہ عاشق است امروز چرا لاف سلطنت نزند و دعوی شاہی ننماید کہ سایۂ ابر کہ ملازمت دوست یا مرشد بجاے چتر است و لب کشت کہ دنیا است بزمگاہ او چون عاشق را باید کہ بموجب مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى کار امروز بفردا نفگند بنابران گوید **قولہ**

چمن حکایت اردی بہشت میگوید	**نہ عاقلست کہ نسیہ خرید و نقد بہشت**

چمن دنیا **اردی بہشت** نام ماہے از ماہہاے بہار **ہشتن** گذاشتن یعنے دنیا بسبب ظہور محمدؐ بمعرفت رو نمودہ پس عاقل نیست کسے کہ وعدۂ زاہد را کہ نسیہ است باور نمودہ و نقد کہ مشاہدات تجلیاتست از دست داد و کار امروز بفردا نفگند چون عاشق را محبت ارباب دنیا زہر قاتلست گوید **قولہ**

وفا مجوے ز دشمن کہ پرتوی ندہد	**چو شمع صومعہ افروزی از چراغ کنشت**

دشمن کنایہ از نفس و شیطان و اہل دنیا **صومعہ** عبادتگاہ اہل اسلام بسبب مقابلۂ اہل کنشت و دیر بمعنے عبادتگاہ زہاد نصاریست و **کنشت** عبادتگاہ اہل کفر **معنے** آنست کہ از دنیا و اہل آن وفا مجوے و اسپ توجہ بسوے آن مپوی و خاطر از محبت او مخراش کہ در حالت عرفان توجہ باو نمودن و از دوست گذشتہ باو بودن شمع صومعہ بچراغ کنشت افروختن است و ہم و غم اندوختن یعنے دلی کہ شایستہ ذکر و فکر حضرت مولے بود و درخور درجات عالیات سزد چون او را بحظوظ دنیوی پروری بدان نماند کہ شمع صومعہ بچراغ کنشت افروزی بر ضمیر منیر اصحاب ذکا پوشیدہ نماند کہ این بیت بجوامع الکلم میماند کہ از سرور عالم ورود یافتہ و آفتاب وار ازان مطلع ہدی بر تافتہ وَهُوَ اِنَّا كُمْ وَخَضْرَاءَ الدِّمَنِ یعنے بپرہیزید از سبزہہاے گلخن و این حدیث را در بعضے کتب ہزار وجہ موجہ ساختہ اند ازان دہ وجہ اختیار نمودہ شد و صاحب ادراک چون برین وجوہ عشرہ مطلع گردد بر وجوہ دیگر قادر شود وجہ اول آنکہ از خضرا ے دمن

زن صاحب جمال از اصل ناشایسته چون سبزه خاکدان بوجود آمده باشد اگرچه در منظر خوب نماید عاقبت باصل خود گراید ؎ چو خوے نگارے خوش و اصل زشت ؛ مبین نقشِ مارو نگر در سرشت وجه دوم آنکه مراد از خضر ای من دنیا بود و ازان که در آرایش اگرچه زیبایی نماید از انجا که بے مدار است از سستی نیخ دیر نپاید ؎ حاصل دنیا ز کهن تا بنو ؛ چون گذرنده است نیرزد بجو وجه سیوم آنکه مراد از خضر ای من کلمهٔ نفاق باشد که از خباثتِ نفس برخاسته اگرچه در ظاهر چون سبزهٔ خاکدان زیبایی نماید اما فی الحقیقت از دسم قاتل زاید ؎ گفت دشمن را مبین شیرین و چرب ؛ زهر باشد نیز در حلوائے خوش ؛ وجه چهارم آنکه مراد از مال حرام بود که از مظلومان و یتیمان حاصل شود که آن نیز چون سبزه خاکدان خوش نماید اما چون از منشای اخبث است اهل معنی را منقوض آید ؎ لوثِ مالِ حرام در شکمت ؛ همه اعمال را بباد دهد ؛ وجه پنجم پند احمق و نصیحت نادان که آن نیز چون سبزهٔ خاکدان خوش نماید اما چون از غیر موقع آید عاقبت نرشی گراید ؎ دشمنِ دانا که پئے جان بود ؛ بهتر از ان دوست که نادان بود ؛ وجه ششم عطای لئیم و احسان ناکس که آن نیز چون سبزهٔ خاکدان از غیر موقع زاید در ظاهر خوش و زیبا نماید آخر بمن و اذی گراید ؎ کت زنا جا خدا امید دهد ؛ ناامیدی ازان بود بهتر ؛ وجه هفتم پارسائی ریاکه آن نیز چون سبزهٔ خاکدان اگرچه زیبا می نماید اما چون منشای لیست لاجرم نتائج اخروی را نمی شاید ؎ صلاحے ریائی فلاحے ندارد ؛ که خضر و من را قرارے نباشد ؛ وجه هشتم صنعت کیمیا که بظاهر چون سبزهٔ خاکدان خوش نماید آخر جز قلب کاری نتیجه نمے بخشد ؎ هر کجا در جهان فلک زدهٔ ایست ؛ یا فرومانده ایست از تزویر ؛ فن او فلسفه ست یا تنجیم ؛ کار او شعبده است یا اکسیر ؛ وجه نهم آنکه آرایش سیمیا باشد که چون سبزه خاکدان خوش مینماید اما چون اصلے ندارد دیر نپاید دلبستگی را نشاید ؎ اگر سیمیای بجائے سداد ؛ چنان دان که سفیان بازیگر است ؛ وجه دهم آنکه مراد خوارق و کرامات که بر سبیل استدراج باشد چون سبزهٔ خاکدان خوش نماید اما چون از منشای حقانی نیست نزد اهل دل ناپسندیده است ؎ غرامت بر آنکس که از بے تمیزی ؛ طلسم نمایش کرامت شمارد ؛ وچون در نیجهان فانی به از منیوشی شغلے نیست بنابران گوید قوله

بمی عمارتِ دل کن که اینجهان خراب	بر انسمر است که از خاک ما بسازد و خشت

معنے آنست که این جهان فانی در پے آنست که ما را خاک سازد و در عالم نیستی اندازد پس بهتر آنست

که از خوردن مے عمارت محبت ایزدی آبادان کن و بحیات ابدی رسان و چون آخر ہر کسے امر لیست موہوم بنابران گوید قولہ

مکن بنامہ سیاہی ملامت من مست	کہ آگہست کہ تقدیر بر سرم چہ نوشت

معنے آنست کہ اے منکر من مست را بگنہگاری ملامت منما چون از تقدیر ما واقف نہ چون خاتمہ عاشق اکثر بخیر و خوبی ست بنابران گوید قولہ

قدم دریغ مدار از جنازہ حافظ	اگرچہ غرق گناہست میرود بہشت

قدم مراد تجلے ذاتی جنازہ وجود بحکم آنکہ مَنْ لَا یَعْرِفُ اللّٰہَ فَھُوَ مَیِّتٌ گناہ اَنَانِیَّۃُ وُجُودِکَ ذَنْبٌ لَا یُقَاسُ بِھَا ذَنْبٌ معنے آنست کہ تجلے ذاتی ازین وجود فانی باز مدار ہرچند کہ غرق بحر معصیت انا الحق و سبحانیست لیکن بسبب این تجلے میرود بہشت کہ وَلِلّٰہِ جَنَّۃٌ لَیْسَ فِیْھَا حُوْرٌ وَّلَا قُصُوْرٌ یَتَجَلّٰے رَبُّنَا ضَاحِکًا وصوفی کہ مقید را مطلق پنداشتہ دم انا الحق میزند مثل درختیست کہ از و آواز اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ برآید ؎ عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد ۔ عارف از خندہ در طمع خام افتاد ۔ یا خطاب بمرشد یا خطاب بہر سالک یا خطاب بمعشوق حقیقے مراد از قدم اقدام یا در فخریہ خود غزل

کس نیست کہ افتادہ آن زلف دوتا نیست	در رہگذری نیست کہ دامے زبلا نیست

زلف دوتا کنایت از صفات متقابلہ الٰہیہ چون کفر و اسلام و ہدایۃ و ضلالۃ معنے آنست کہ تنہا نہ من بدام زلف تو کہ جذبۂ عشق است گرفتار و مقید م بلکہ در عالم وجودے نیست کہ گرفتار تو نباشد کافران بکفر و مومنان باسلام ہمہ کس طالب یار اند چہ ہشیار و چہ مست و ہیچ طریقہ و راہے نیست کہ عشق را در ورود خللے نیست ہمہ جا خانہ عشق است چہ مسجد چہ کنشت و این ضد و انکار از مقتضیات قوت وہمیہ است کہ بحقائق امور اطلاع ندارند و الا نہ حضرت حق را با ہر موجودے از موجودات و در ہر تعینے از تعینات نسبتے خاص است و ہر یک مظہر صفتے خاص اند و ذات را باعتبار صفتے اسمے نامند پس ہر یک اسمے از اسمای الٰہیہ باشد و حظ و قسمۃ ہر یک ازان حق یافتہ آن صفت خاصیت کہ ازان اسم ظہور یافتہ و باز معاد ہر یکے آن اسم خواہد بود کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ و ذات حق ہر چیز را بصفت خاص تربیت میفرماید پس ہر یکے از صور موجودات انفسی و آفاقی در تسبیح

آن اسم اند که مظهر و مربوب آنند ازان رو همیشه در تسبیح حق اند که وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ و هر یکے عارف حق بهمان اسم اند که مظهر آن اسم واقع شده اند لاجرم هر یکے از و شانے دگر یافت و هر کسے را ازو سریست مخصوص چون عاشق کامل بسبب ورود تجلی صوری که آن شهود حق است در مظاهر حسینه حق را من حیث الصفات در معشوق می بیند بنابران گوید قوله

روے تو مگر آئینهٔ صنع الٰهی است	حقا که چنین است درین روے ریائیست

معنے آنست که اے محبوب من روی تو مگر آئینهٔ الٰهی است ازبرائے شهود ذات حق که حق را بجمیع صفات در تو مشاهده می نمایم وچون فی الحقیقت انسان که آئینهٔ حق است گفت همچنین است و درین سخن هیچ شکے و شبهتے نیست و نیز چون سالک حق را در خود بیند بنابران خطاب بخود میکند معنے ظاهر است باید دانست که درینجا احوال سالک بدو نوع گردد بعضے بخود قائم بیمانند و عبودیت و الوهیت را مرعی دارند و بعضے مغلوب تجلے گشته عبودیت را یکسو نهاده دعوی همسری مینمایند گوید قوله

نرگس طلبد شیوهٔ چشم تو زهے چشم	مسکین خبرش از سر و دردیده حیائیست

نرگس گلیست معروف که بچشم نسبت کنند و فی الحقیقت معرا از بینائی است مراد آن عاشقی که بکمال معرفت نرسیده بود و عاشق را بچشم ازان نسبت داده که همه عالم بمنزلهٔ جسم است و وجود عاشق بمنزلهٔ چشم چشم مراد ذات حق ؎ هست چشم اینجا بمعنی نقد ذات ✤ کو عیان بیند وجود کائنات ✤ و چشم ثانی بمعنی بینائی از ذکر سبب و ارادهٔ مسبب و زهے بمعنی هذت معنے آنست که سالکے که مغلوب تجلے گشته شیوهٔ چشم تو طلب میکند اے خود را متشبه بذات تو مینماید و دم انا الحق میزند زهے بینائی و کمال او کجا تو و کجا او که ما للتراب و رب الارباب و چون عنان اختیارش از دست رفته گفتهٔ او را معتمد را نشاید میگوید که آن بیچاره مسکینے است که نه از سر خود خبردار و نه در دیده حیائے مست و لایعقل چه از سر خبر داشتن و حیا بکار آوردن از تقاضائے عقل است و یا آنکه مسکین از سر خود خبر ندارد یعنے نمیداند که سر بباد خواهد رفت و در دیده حیا چه نسبت خاک را با عالم پاک و چون این سخن گفتن مناسب حال سالک نیست بنابران گوید قوله

گفتن بر خورشید که من چشمهٔ نورم	دانند بزرگان که سزاوار سهائیست

خورشید ذات حق سهٰا کنایت از سالک یعنی اے سالک دعوی همسری بذات حق نمودن و انا الحق و سبحانی گفتن بر عارفان کامل روشن و مبرهن است که این سخن سزاوار سالک نیست چه سالک بمنزلهٔ سهٰا

وذات حق چون خورشید کجا سُها و کجا خورشید چون عاشق بورود تجلی صوری گرفتار مظاہر حسینہ میشود آن موجب اعراض معرضان میشود وچون توبہ از عاشقان صورت پذیر نیست بنابران گوید قولہ

زاہد دہدم توبہ ز روی تو زہے روے	ہیچش زخدا شرم وزروی تو حیا نیست

زہے روے باین طریقہ ودانش معنے ظاہر وچون ظہور وکثرت تعینات برچشم عاشق موجب خرابی اوست گوید قولہ

از بہر خدا زلف میارائے کہ مارا	شب نیست کہ صد عربدہ با باد صبا نیست

معنی آنست کہ اے محبوب من بریخیال سرگشتہ ما رحم نما واز برائے خدا زلف خود را کہ عالم کثرت و تعینات است میارا یعنے درچشم جلوہ منما ومارا گرفتار کثرت وتعینات مدار چرا کہ ما را ہر شب با باد صبا کہ دم زندگی است صد عربدہ در پیش است کہ چرا مرفع این حجاب نمی نمائی وبمقصد اصلی نمیرسانی سوال چوآراستن زلف کہ فروہشتن زلف است موجب افزونی حسن است وآن مطلوب عاشق است پس منع چرا میکند جواب بدو نوعست یکے آنکہ فروہشتن زلف اگرچہ افزونی حسن است لیکن حجاب ہم باعث قتل عاشق است دوم آنکہ ازین منع نہ کہ حکم کلی بمنع کردہ شود بلکہ اظہار درد وبقراری خود است باید دانست کہ مشاہدہ محبوب حقیقی بین الظہور والاخفا چون عاشقان را بے مشاہدہ محبوب راحتے وآرامے نہ بنابران گوید قولہ

باز آئی کہ بے روی تو ای شمع دل افروز	در بزم حریفان اثر نور وصفا نیست

روے کنایت از تجلی شمع دل افروز کنایت از محبوب حقیقی حریفان عاشقان یعنی اے محبوب من از روے لطف ومرحمت باز بر ما گذرے کن ودل غمزدہ ما را بمشاہدہ تجلے خود منور سازکہ در بزم عاشقان کہ کنایت از حواس خمس است ہیچ از نور وصفا فرحت وبہجت نیست وچون مدام کار معشوق استغنا است میگوید قولہ

دی مے شد وگفتم صنما عہد بجا آر	گفتا غلطی خواجہ درین عہد وفا نیست

غلط ای

دی روز گذشتہ صنما الف ندائیہ وصنم بمعنے محبوب عہد کنایت ازان کہ گفتہ لما قلبنی تحدانی گفتا یعنے آنمحبوب گفت غلطی غلط کردی کہ برین عہد ما اعتماد نمودی درین عہد یعنے درین زمانہ ویا درین قول وعہد محبوبان وفا بجا آوردن معنے ظاہر است قولہ

چون چشم تو دل میبرد از گوشه نشینان | دنبال تو بودن گنه از جانب مانیست

چشم کنایت از شهود ذات محبوب حقیقی گوشه نشینان عاشقان معنی ظاهر باید دانست که خاصهٔ معشوق است که تهمت حرام بر عاشق نهادن و خود را ازین معرض ساختن گوید که اے محبوب من چرا بمن التفات نیکنی گناه چیست که سوے منت نگاه تو نیست مگر که دل بتو دادم همین گناه منست وگرنه بالتحقیق همین گناه است پس دران هم تقصیرے نیست چرا که موجب دلدهی امشاهدهٔ تست و چون هر کسے بموجب کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُونَ بچیزے که نزد اوست فرحت کننده است بنابران گوید قوله

گر پیر مغان مرشد ما شد چه تفاوت | در هیچ سری نیست که سری ز خدا نیست

معنے آنست که اگر ما از زهد و ورع اعراض نمودیم و دست بیعت به پیر مغان که عاشق کامل باشد دادیم چه نقصان چون هر سرے خالی از سرے نیست که حق را با هر شے نسبتے خاصست و یک طریق مخصوص در عالم نیست که اَلطَّرِیقُ اِلَی اللّٰهِ بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ چنانچه میگوید قوله

در صومعهٔ زاهد و در خلوت صوفی | جز گوشهٔ ابروی تو محراب دعا نیست

یعنی زاهد را بصومعه و صوفی را بخلوة بجز گوشهٔ ابروے تو محراب دعا نیست یعنے متوجه الیه همه توئی و چون کار عاشق مدام عاشق کشی است بنابران گوید قوله

تیمار غریبان سبب ذکر جمیل است | جانان مگر این قاعده در شهر شما نیست

تیمار غمخواری و دلداری غریبان عاشقان سبب ذکر جمیل موجب اشتهار نام نیک اینقاعده اشاره بغمخواری عاشقان و دلداری مشتاقان در شهر مشهور و نیز کنایت از شهر وجود معنے آنست که اے محبوب من دلداری غریبان نمودن باعث اشتهار نیکست و تو که در دلداری غریبان نمیکوشی مگر ذات تو متصف باین صفت نیست سوال مضمون مصراع ثانی عدم صفات میکند و این در حقیقت روا نیست جواب بسه جهت یکے آنکه عدم صفات بتعین نمیکند لفظ مگر که بمعنی تردید است دال است براین دوم آنکه مراد ازین اظهار محرومی خود است نه عدم صفات سیوم آنکه لَا یُؤَاخَذُ الْمَجْنُونُ بِمَا صَدَرَ عَنْهُ و چون حال عاشق محل رحم باشد بنابران گوید قوله

اے شمع سحر گریه بحال من و خود کن | کاین سوز نهانی که مراست ترا نیست

معنے آنست که اے عاشق همدرد من میباید ترا که بحال ما و خود گریه کنی که در سوختن ما و تو

شریکیم بلکه ما از تو در سوختن بیشی گرفته ایم که این سوزے که ما داریم ترا نیست چون کار عاشق اختیار ملامت است بنابران گوید قوله

عاشق چه کند گر نکشد جورِ ملامت	با هیچ دلاور سپر تیرِ قضا نیست

یعنی عاشق بیچاره چه کند اگر بار ملامت نکشد و تن برضا ندهد چرا که اینها از قضای ازلیست و هیچ دلاور رد قضا نتواند نمود چون کار عاشق احتمال نمودن و بجاے جفا وفا نمودنست گوید قوله

اے چنگ فرو برده بخون دلِ حافظ	فکرت مگر از غیرتِ قرآن خدا نیست

معنی آنست که اے ملامتِ گرِ من که زبان بملامت کشاده و در ہلاکِ ما سعی نموده مگر هیچ فکر از غیرت قرآن هم نداری که حافظ کلام الله ام و در بعضے نسخه بجاے غیرت دیده شده معنی آن باشد هیچ فکر مگر از غیرت قرآن خدا که در حق قاتلان فرموده که مَنْ قَتَلَ مِنكُمْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا اندارى غزل

کنون که بر کفِ گل جامِ بادهٔ صافست	بصد هزار زبان بلبلش در اوصافست

گل کنایه از سالک جام باده کنایه از هستی مستعار بلبل کنایه از دوستان معنی آنست که اکنون که در بدن سالک حیاتست از هر طرف خوشامد گویان بصد زبان می ستایند چون مناسب این حال آنست که اشتغال بعشق نماید بنابران گوید قوله

بخواه دفترِ اشعار و راهِ صحرا گیر	چه وقت مدرسه و بحث کشف کشاف است

دفتر اشعار کتبهای بیان معارف و نسخه احوال عرفا کشف نام شرح کشاف است معنی آنست که در بیخال قدم بصحرای عشق نهی و کتبهاے که در آن بیان حقائق و معارف و احوال عارفانست اشتغال نمائی و دوری از ابنای خلایق گرفتی نه وقت درس و بحث کشف کشاف است چرا که طالب اعلے باید بود نه اسفل که متوجه بودن باسفل مایه دون همتیست و چون توجه ایزدی بمقام عشق رسد زبان بربندد و درونِ خود باظهار نیک و بد نپردازد که حکم باظهار آن نیست بنابران گوید قوله

بد و نیک صاف ترا حکم نیست دم درکش	که هر چه ساقی ما داد عین الطافست

در دو صاف بد و نیک ساقی قضا و قدر معنی آنست که هیچ باظهار نیک و بد کوش و خموش باش

که هرچه قضا و قدر وارد وقت ما ساخت عین لطف و کرم است چه قیل و قال کار علمانه کار عشاق که خموشی لازمهٔ ایشان است و چون عاشق را باید که مجرد و منفرد باشد گوید قوله

ببر ز خلق و ز عنقا قیاس کار مکن	که صیت گوشه نشینان ز قاف تا قاف است

معنے آنست که از خلق مجرد و منفرد باش بطور عنقا که چگونه از خلق بریده و بکوهے خزیده و همه عالم پُر از شهرت اوست و اینهمه از انست که آوازهٔ عزلت گزینان از قاف تا قاف رسیده چون نزد عاشق بهتر از عشق کارے نیست گوید قوله

فقیه مدرسه دی مست بود و فتوی داد	که مے حرام ولے به ز مال وقف است

مراد از مست مستی عشق است که ؎ مستی عشق نیست در سر تو ٭ رو که تو مست آب انگوری ٭ یعنی فقیه مدرسهٔ عشاق که کنایت از مرشد است دیروز که از شراب عشق سرمست بود از جوش عشق فتوے داد الے حکم داد که مال وقف بد تر از نیست زیرا که میخوار چون میداند که مے حرام است گنجایش دارد که توبه کند و خورندهٔ مال وقف را حلال میداند و از اختلاف علما که درین باب است هرگز توبه نخواهد کرد بلکه خود را بر میخوارگان تفوق خواهد داد و همین قسم گفتگوے درین بیت خواجه هم راه دارد ؎ بیا که خرقهٔ من گرچه رهن میکدهاست ٭ ز مال وقف نه بینی بنام من چیزے ٭ وجه عوام اینجا که فتوی مست درست نیست و خللے ندارد چه در حق مستان فتوی مست منظور است نه عاقل و نیز بعض جا مضمون ظاهر بیت مراد نیست چنانچه درین بیت ؎ مباش در پے آزار هرچه خواهی کن ٭ که در شریعت ما غیر ازین گناهے نیست ٭ یعنے کارے مکن که خاطر کسے آزرده گردد و دور افعال ناشایسته از زنا کردن و خمر خوردن خاطر صلحا و عباد آزرده میگردد پس میگوید که ازین قسم کارے مکن که در آنها رنجش کسے باشد و سوائے آن از افعالے که موجب رنجش کسے نباشد هرچه خواهی کن ترا مباحست و اینچه مضمون ظاهر این بیت است مراد نیست چنانچه جاے دیگر گفته ؎ میخور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبه زن ٭ ساکن بتخانه باش و مردم آزاری مکن ٭ و نیز چنانچه درین بیت من آن نگین سلیمان بهیچ نستانم ٭ که گاه گاه برو دست اهرمن باشد ٭ که در ظاهر سراسر ترک ادب و مخالف شرعست مگر به تکلف معنی مراد آنست که من آن شے نفیس که گاه برو دست تصرف خسیسی دراز شود بهیچ نستانم پس در مراد خلل نباشد و نیز چنانچه خواجه گفته ؎ اگر شراب خوری جرعهٔ فشان بر خاک ٭ ازان گناه که نفعے رسد بغیر چه باک ٭

واگر مراد از مے محبت مجاز است حرام ازین رو که پردهٔ حقیقة است وحلال باعتبار فطرة الحقیقة و اگر مراد از مے محبت و معرفت حرام ازین رو تا که محبت غیر آمیخته است حرام است یعنی فقیه مدرسه وقتیکه مستی عشق ومحبت او را دریافت و بر سر نفس ومحبت اطلاع بخشید لاجار فتوی داد که محبت هرچند مجاز باشد از مال وقف بچند مرتبه بهتر زیرا که آنجا تفرقه واینجا جمعیت آنجا شهرت اینجا خمول آنجا کبر ونخوت اینجا عجز ومسکنت آنجا خودی اینجا بیخودی همچنین بچند مرتبه محبت بر مال وقف فضل دارد

ه زیاده هیچت اگر نیست این نه بس که ترا ❊ دمے ز دوسوسهٔ عقل بیخبر دارد ❊ قوله

حدیث مدعیان وخیال همکاران	همان حکایت زردوز وبوریاباف است

مدعیان زاهدان همکاران عاشقان مجاز یعنی که گفتار زاهدان وخیال عاشقان مجاز که با تو نمیرسید مینمایند همان حکایت زردوز و بوریاباف ست که بایکدیگر دعوی همسری نمودند قصه زردوز وبوریاباف اینچنین است که هر دو باهم یار بودند زردوز فراخور حصول خود همتے بلند داشت واز وسعت عیشی علم مے افراشت وبوریاباف از تنگ حوصلگی که داشت سفه عیش او را گران می پنداشت واسراف و مبذری می انگاشت واین منصوص در حق او میخواند که اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ غرضکه اصحاب ظواهر واهل عرفان را همین معامله در پیش وهریکے از نعمت دیگرے دلریش وچون مقلدان شایان آن نداند که اسرار الٰهی با ایشان درمیان نهاده آید بناچار گوید قوله

خموش حافظ واین نکتها چون زر سرخ	نگاهدار که قلاب شهر صرافست

معنے آنست که اے حافظ خموش واین نکتها چون زر سرخ که سخنان حقائق ومعارف وکلمات عشق ومحبت اند نگاهدار از کسیکه از علم الٰهی ودانش بهره ندارد وبر سندار شاد ومشیخت نشسته غزل

گل در بر مے بر کف ومعشوق بکام است	سلطان جهانم چنین روز غلام است

گل در بر کنایت از حصول مشاهدات تجلیات مے بر کف کنایت از حصول عشق ومحبت معشوق بکام محبوب ویا مرشد متوجه بحال میم جهانم بمعنے مراچه میم ساکن ضمیر مفعول - سعدی ه چو مولام خوانند صدر وکبیر ❊ معنے بیت ظاهر است وچون مشاهدات عاشقان محتاج بشمع وچراغ نیست سعدی گفته ه شب مردان خدا روز جهان افروز است ❊ دوستان را بحقیقت شب ظلمانی نیست - گوید قوله

گو شمع میارید درین بزم که امشب	در مجلس ما ماه رخ دوست تمام است

میارید خطاب بدوستان یعنے بدوستان من گوئید کہ امشب در مجلس ما شمع میارید کہ شب ما محتاج بشمع افروزی نیست چرا کہ رخ دوست کہ مشاہدات تجلیاتست محفل افروز ما گردیدہ وچون عاشق را بزہد و ورع کارے پیش نمیرود گوید قولہ

میار نیز	در مجلس ما عطر میارید کہ جان را

	ہر لحظہ ز گیسوی تو خشبوی مشام است

معنے آنست کہ امشب در مجلس ما عطر زہد میارید لے سخن از زہد و ورع مگوئید کہ دمبدم کہ مرا از گیسوی تو کہ جذبۂ عشق است روائح عطر آمیز و فوائح عنبر بیز در مشام میرسد یعنی الحال کار ما از زہد گذشتہ بمقام عشق رسیدہ بزہد و ورع کارے نماندہ چنانچہ در بیت آیندہ میگوید قولہ

	در مذہب ما بادہ حلال است ولیکن

	بیروی تو اے سرو گل اندام حرام است

بادہ عشق مجاز معنے ایمحبوب من در زمرۂ مذہب ما کہ عاشقانیم دیدن مظاہر حسینہ حلال ست کہ در ان معاینہ آثار و اسماء و صفات و ذات او مینمایم از ینجاست کہ ؎ من کہ در صورت خوبان ہمہ او می بینم ؎ تو مپندار کہ من روے نکو می بینم ؎ ولیکن اگر دیدن این مظاہر حسینہ بیروے تو اے بے مشاہدۂ تو باشد و محض باغراض نفسانی و ہوای جسمانی باشد حرام مطلق و نیز از بادہ سرور مراد است ؎ از مے ہمہ آب لعل و زر نہم مکن ؎ ہر چیز تمنا از تو ستاند مے است ؎ و در باب السماع اختلاف بسیار است نزد بعضے حرام و نزد بعضے حلال و نزد بعضے مباح اگر کل سامع را دل کل بہ مجاز است حرام است و اگر نہ بمجاز است و نہ بحق مباح و اگر کل بحق دارد حلال و چون دست آویز بجز سخن عشق و منظور او بجز محبوب نمی باشد حرام

قولہ	از چاشنی قند مگوے ہیچ و ز شکر

	زان رو کہ مرا با لب شیرین تو کام است

قند و شکر کنایت از زہد و ورع لب شیرین لطف الٰہی مراد عشق یعنے اے محبوب من الحال سخن از فضیلت زہد و ورع در پیش ما میار از انجہت کہ مرا کار بہ عشق تو افتادہ و در اینجا اینہا را گذر نہ و نیز از قند و شکر نعمتہاے دنیوی معنی ظاہر و نیز لب شیرین کلام بیواسطہ مراد وحی معنے آنست کہ از قند و شکر و سائر حظوظ ما حضر مگوئید و توجہم بدان مجوئید مرا کار بکلام قدس و وحی خفی افتادہ و آنکہ در مصرع اول این ہر دو بیت بجمع آوردہ و در مصرع آخر ہر دو بیت بوحدت تحریر کردہ جہت اظہار التفات و نمودار توجہ بمطلوب از بیگانگی بہ بیگانگی و از کثرت بوحدت و چون مشاہدۂ جمال مظاہر حسینہ نمودن بعاشقان کامل درست ست گوید قولہ

لہ و شخص این مسئلہ را بوجہ احسن در رسالۂ حق الاسلام کہ مصنفہ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ العالی است نوشتہ ضفلک مطالعتہ ۱۲

گوشم همه بر قول نے و نغمهٔ چنگ است	چشمم همه بر لعل لب و گردش جام است

قول و نغمهٔ سخن نے و چنگ عاشق کامل لعل لب و گردش جام کنایه از مشاهدات معنے آنست که گوش من همه بر سخنان عاشقان که بیان عشق است و چشم من همه بر مشاهدات تجلیات محبوب چنانچه عارفے گوید ؎ بر سر خار سوے هر شهرے ۔ کردم امروز هر طرف نظرے ۔ کافرم گر بجز خدا بینم ۔ کے در آید بچشم من دگرے ۔ و یحتمل که از مصرع اول سماع سرود و از مصرعهٔ دوم شاهد بازی و میخواری مراد باشد باید دانست که احوال عاشقان موجب رسوائی میگردد و چون عاشق کامل را ازان نیمے نه بلکه رسوائے را موجب فخر خود می پندارند بنابران گوید قوله

از ننگ چه پرسی که مرا نام ز ننگ است	وز نام چه پرسی که مرا ننگ ز نام است

معنے آنست که از عار چه پرسی که مرا بزرگی و اشتهار با دوست و از بزرگی و اشتهار چه پرسی که مرا عار از دوست و چون عاشق را بجز از خرابات که مقام فنا ے صفات بشری است مقامی نیست بنابران گوید قوله

تا کنج غمت در دل ویرانه مقیم است	همواره مرا کنج خرابات مقام است

کنج غم مراد عشق کنج خرابات مقام محو و فنا معنے ظاهر است و چون همه کس بوجهے عاشق آن محبوب اند بنابران گوید قوله

میخواره و سرگشته و رندیم و نظرباز	آنکس که چو ما نیست درین شهر کدام است

معنی بیت ظاهر است و چون عشق مر عاشق را غائب نے باشد بنابران گوید قوله

با محتسبم عیب مگویید که مستی	کو نیز چو ما در طلب شرب مدام است

محتسب مرشد که مانع از طرف معصیت است مستی مراد میخواری شرب مدام نوشیدن شراب یعنے با مرشد عیب ما از میخواری که کنایه از عشق با زیست مگوئید که او ما را هیچ نخواهد گفت چرا که او هم مشغول این میخواریست چون عاشق را بهتر از میخواری و مصاحبت محبوب کاری نیست گوید قوله

حافظ بنشین همی و معشوق زمانے	کایام گل و یاسمن و عید صیام است

گل مشاهدات تجلیات عید صیام اوان عشق که بعد از انقراض ایام زهد و مینماید یعنی اے حافظ درین اوان عشق و مشاهدات تجلیات که بتو رو نموده می باید که دمے بے عشق و محبت الٰہی و بے ملازمت صحبت مرشد نمانی و این وقت را غنیمت دانی غزل

گر ز دست زلف مشکینت خطائی رفت رفت | ور ز هندوی شما بر من جفائی رفت رفت

زلف مشکین کنایه از جذبهٔ عشق و نیز تجلی قهاری **خطائی رفت** اینکه دعاگو را قتل نمود و سرگردان بادیه حیرانی و پریشانی ساخت و بمداوای آن نپرداخت **و هندو** اشاره بهمان زلف جفا رنج و الم و چون این معامله درمیان عاشق و معشوق باکی ندارد گوید **قوله**

برق عشق از خرمن پشمینه پوشی سوخت سوخت | جور شاه کامران گر بر گدائی رفت رفت

برق عشق اضافه بیانیه خرمن وجود هستی مستعار **پشمینه پوش** عاشق **شاه کامران** معشوق معنی آنست که اگر آتش عشق وجود عاشق را برباد داد عجبی نیست و جور محبوبی که کنایه از استغنا و بی التفاتی محبوبست بر عاشق رفت باکی ندارد و چون تجلی محبوب بظهور و اخفاست و آن اگرچه موجب خرابی عاشق است اما جای دم زدن نیست بنابران گوید **قوله**

گر دلم از غمزهٔ دلدار تابی بُرد بُرد | در میان جان و جانان ماجرائی رفت رفت

غمزه کنایت از ظهور و خفا **تاب** غصه دارد یعنی اگر دل من بسبب ظهور و اخفای محبوب برنج و درد مبتلا گردید جای اعتراض و گفتگو نیست چرا که درمیان عاشق و معشوق اگر ماجرائی رفت رفت و چون ملامتان از مدعیان و سخن چینان رومی نماید نه از دوستان بنابران گوید **قوله**

از سخن چینان ملامتها پدید آید ولی | در میان همنشینان ناسزائی رفت رفت

همنشینان دوستان **ناسزا** قول و فعل بیجا معنی بیت ظاهر است چون عاشق را تحمل میباید که با ندک آزار ملول نگردد و اعتراض نکند بنابران گوید **قوله**

عشقبازی را تحمل باید ای دل پایدار | گر ملالی بود و رخطائی رفت رفت

سوال. لفظ خطا در حقیقت از ادب دور است **جواب** آنست که خطا فی الواقع مراد نیست بلکه از انجهته که اعراض و بی التفاتی معشوق اگرچه خالی از حکمت نیست اما چون موافق خواهش نیست بنابران در چشم عاشق خطا می نماید و باید دانست که کدورت را در دل سالک تا آن زمان راه است که محبت ره نیافته و چون محبت ره یافت کدورت از میان رفت بنابران گوید

در طریقت رنجش خاطر نباشد مے بیار | هر کدورت را که بینی چون صفائی رفت رفت

معنی آنست که هر کدورت را که می بینی در خاطر رو نداد و چون صفائی دران خاطر رفت آن کدورت

مرتفع شد اشکال آنست که رنجش خاطر امریست طبعی که بغرض مکروهے رسد پس در طریقت بچه معنی رنجش نباشد جواب آنست که در رشحات در فصل دوم نقلست که اکابر طریقت گفته اند هر دشنام وندمت که از کسے در حق تو واقع شود باید باو گفت که بحقیقت دانی توانی وچون سگ وخوک وامثال آن گویند یقین کنی که در تو ازان صفاتست چنانچه صفات ملکی دارد صفات سبعی وبهیمی نیز پس باید که ازین رنجش نیارد وهم در رشحات مذکوراست کمال مسلمانی در تفویض وتسلیم است اگر صاحب تسلیم را ابلیس وار طوق لعنت کنند باید که چنان از فعل حق سبحانه راضی بود که مومن از ایمان خود وبنده صادق از قضای حق راضی است نه از فعل خود ومیفرمودند که چون مکروهے بیند اگر تفاوت نکند بنده خداست واگر تفاوت کند بندهٔ خود است که ؎ مدح وذمت گر تفاوت میکند ۔ بنگرے باشی که او بت میکند

ونیز هیچکس نیست که او را مدح خوش نیاید وذم بد نیاید امامی تواند که مراد آن باشد که اگر مدح سبب سرور وخوشحالی وذم سبب بغض وعداوت باشد پس باید دانست که مراد ازان قول که بنده خداست تفاوت نکند آن خواهد بود که بندهٔ خدا جمیع امور را از حق میداند ورضا بقضای الٰهی پیشهٔ خود سازد همین است هم در رشحات در معنی اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰهِ مراد از کسب رضا است ومعنی این حدیث آنست باید که کسب کند این معنی را که راضی باشد هرچه حق سبحانه کند وحصول این معنی بحقیقه وقتے میسر گردد که بنده فانی گردد پس معنی بیت آن باشد که در طریقت رنجش خاطر نمیباشد می بیار تا مست شویم و صفائی حاصل کنیم وبقوت آن مستی وصفا بر مکروه خواهد مذمت ودشنام وخواه مکروهے دیگر که مخالف مزاج باشد تحمل کنیم ورضا بقضا نهیم چنانچه خود فرموده ؎ وفا کنیم وجفا ها کشیم وخوش باشیم ۔ که در طریقت ما کافریست رنجیدن ۔ ونیز واقع شده که مراد ازین دو بیت آنست که اهل طریق عاشق حق سبحانه وعاشق جمیع افعال معشوق را دوست میدارد وچون عاشق از زید اعراض نمود جاے عجب نیست بنابران گوید قوله

عیب جافظ گو مکن زاهد که رفت از خانقاه	پاے آزادی که بند گر بجاے رفت رفت

خانقه مراد زهد وورع از ذکر سبب واراده مسبب گو خطاب بزاهد یعنے زاهد را بگو که حافظ اگر از زهد وورع اعراض نمود عیبش مکن که حافظ آزادے بود از کفر واسلام وخیر وشر یعنے عاشق که مقید باینها نیست پس عاشق را که مانع میتواند شد غزل

لعل سیراب بخون تشنه لب یار منست	وز پے دیدن او دادن جان کار منست

لب کنایۃ از اسم متکلم کہ انا الحق **لعل سیراب** باعتبار خونریزی چون اسم متکلم بر منصور تجلی کرد و قائل بہ انا الحق شد کشتہ شد و نیز لب اشارۃ بفیض شامل رحمانی کہ بلطف کامل عاشق را از میان سرگشتگی و دوری بکنار قبول می آرد و نمیگذارد و نفخت فیہ من روحی کنایت از دست **لعل سیراب** باعتبار خونریزی و آن کنایت از مبتلا ساختن بکمال شدائد و محنت و رنج و الم است **وز پئے دیدن** یعنے در پے حصول کردن و چون اکثر زبان طاعنان بر عاشقان دراز میگردد بنابران گوید **قولہ**

شرم زان چشم سیہ بادش و مژگان دراز	ہر کہ دل بردن او دید در انکار منست

چشم مراد ذات **ہست** چشم اینجا بمعنے نقد ذات پ کو عیان بیند وجود کائنات پ ضمیر شین بلفظ ہر کہ راجع و این را اضمار قبل الذکر گویند **مژگان** صفات از انرو کہ مژگان حاجب چشم و صفات حاجب ذات **معنے** آنست کہ ہر کسے کہ دلربائی آنمحبوب را دریافتہ و باو وجود این در انکار منست پس شمہ باد مراد را ازان چشم سیہ و مژگان دراز آن محبوب یعنی زبان او کوتاہ باد کہ ازین چشم سیہ یعنی ازین ذات باکمال حسن و لطافت و ملاحت و ازین صفات متنوعہ چگونہ کسے جان خود را بسلامت برد و دوام نیفتد و چون عشق را از دل عاشق تحولے و تنقلے نمیباشد و این را موجب فخر خود میشمرد بنابران گوید **قولہ**

بندۂ طالع خویشم کہ درین عہد وفا	عشق آن لولی سرمست وفادار منست

لولی کنایۃ از شاخ نبات کہ قوم لولی معشوقہ حافظ بود مراد معشوق حقیقے و مرشد معنی ظاہر است و چون عاشق بمرتبۂ تخلقوا باخلاق اللہ رسید وجود او درین مقام طبلۂ عطر گل و درج عبیر افشان شود و چون اینہمہ از فیض محبوب حقیقی است بنابران گوید **قولہ**

طبلۂ عطر گل و درج عبیر افشانش	فیض یکشمہ ز بوی خوش عطار منست

گل سالک ضمیر شین **افشانش** بر گل **عطار** کنایۃ از ذات رسول و مرشد حقیقی و معشوق مجازی **طبلۂ عطر گل و درج عبیر افشان** مراد وجود عاشق و ضمیر شین بر طبلۂ گل **عطار** محبوب حقیقی یعنے این نسمات شریفہ و نفحات لطیفہ کہ در وجود عاشق رونمودہ و وجود او را معطر ساختہ شمۂ از داستان حقیقۃ است چہ ہیچ موجود وجود از خود ندارد و بوے از کجا داشتہ باشد و نیز از طبلۂ عطر گل و درج عنبر افشان محبوب مجاز است معنی آنکہ ہر محبوبے با حسن و جمال و کمال کہ در چمن دنیا رونمودہ و اینہمہ از آثار پرتو آن محبوب حقیقی است چون لازمۂ عاشق است کہ خطرات ماسوی محبوب را در دل جا ندہد گوید **قولہ**

ساربان رخت بدر دوازه مبر کان سر کوی	شاهراهست که منزلگه دلدار منست

ساربان سالک **معنے** آنست کہ اے سالک صادق رختِ خطرات وخیالات ماسوی محبوب بدر دوازۂ دل مبر کہ آن شاہراہ است اما چگونہ شاہراہست کہ منزلگہ دلدار منست بموجب لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَّسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ ویحتمل کہ **رخت** ہستی موہوم یعنے کشندۂ مہار من ہستی موہوم یا نمایش اعمال شوم منظور بصیر تم مساز کہ آن مقام تجلیات دلدار ہست ویحتمل کہ ہنگام وصال دوستان دیدہ راز گریہ محفوظ دارد اگرچہ از شادیست اما سر سبز مایۂ پشیمانی است **سوال** چون دروازہ دل را بشاہراہ تعبیر کردی پس منع چرا کردی کہ در شاہراہ کسے مانع نمیتواند شد. **جواب** آنست کہ بسا شاہراہ اند کہ بسبب ورود سلطان آنجا مانع مے آیند واین اکثر در معاینہ مے آید ویا آنکہ بمعنے استفہام گفتہ شود یعنے شاہراہے است اے شاہراہے نیست بلکہ منزلگہ دلدار منست ویحتمل کہ این در عرف اگرچہ لفظ شاہراہے اطلاق میکنند کہ از خواص وعوام را ہمہ آنجا گذر باشد اما اینجا معنے اضافی تو ان گفت یعنی راہ شاہ است - **سوال** دوم کہ شاہراہ منزلگہ نمیباشد **جواب** آنست کہ اے ساربان رخت بدر دوازہ دل مبر باین عزم کہ این سر کوے کہ پیش دروازہ است شاہراہیست تا ہر کہ خواہد بدان راہ رود زیرا کہ آن سر کوے نزول گاہ دلدار منست آنجا بیحکم نباید رفت **سوال** سوم آنکہ منزل بمعنی جاے نزول است پس لفظ گہ در منزلگہ چہ معنی دارد **جواب** آنکہ منزل مصدر میمی است بمعنی نزول وچون معشوق باعتبار اظہار محتاج عاشق است چراکہ بے وجود عاشق ظہور معشوق صورت نہ بندد بنابران گوید **قولہ**

باغبان ہمچو نسیم زدر باغ مران	کاب گلزار تو از اشک چو گلنار منست

باغبان معشوق حقیقے کہ صانع تمام عالم است یعنی اے محبوب من مرا نسیم وار از باغ وجود خود بے بہرہ مدار کہ معشوقیۂ تو بعشق من پیداست چہ خالقیت بے مخلوق ورازقیۃ بے مرزوق وربوبیت بے مربوب صورت نہ بندد واگرچہ از نسبت اینمعنے ذات حق پاکست اما صوفیہ چون شیخ محی الدین عربی واتباع او بلکہ صوفیہ باجماع مظہر اینمعنی است کما قال صاحب الفصوص فیحمدنی واحمدہ ویعبدانی واعبدہ یعنے حق حمد میگوید مراد من حمد میگویم حق را وحق عبادت میکند مرا ومن عبادت میکنم حق را بدانکہ چون احکام اسماء وصفات جلال وجمال وکمالات حق از من بنابران حمد میگوید حق مراد ازین رہ کہ افاضہ وجود من ووجود کمالات بمن از حق باشد پس حمد میگویم حق را باظہار احکام واسماء بقبول

نمودن سلطنت و تصرف و در حق خدمت و عبادت میکند مراکه رجوع میکند در اظهار حکومت اسماء صفات خود بسوے اعیان او متجلی میشود بوجود من چه اگر بسوے عین عاصی توجه و رجوع نکند و متجلی بوجود او نشود و حکومت اسم غفور و منتقم بظهور نیاید و رجوع بچیزے و توجه بسوے آن خدمت و عبادت آن چیز باشد و ازین ره که در وجود هر کارے رجوع میکنم و متوجه میشویم بحق تعالے چه اگر حق متجلی بکار من نشود و افاضهٔ وجود آن نکند مقصود حاصل شود عبادت میکنم مرحق را و حق را عابد و عبد گفتن اگرچه سوء ادب است اما شورش عشق و حکم کشف بران اراده کند چه ترک ادب عین ادب است دیوانه بدست خویشتن نیست و چون ناظم از زمرهٔ ایشان بوده باشد و چون بے لطف محبوب کار محبت سرانجام نے یابد بنابران گوید **قوله**

شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود	نرگس او که طبیب دل بیمار منست

لب کنایت از لطف **ے** لب که شیرین جوے شد لطف خداست ۰ باغ جان از اب او نشو و نماست

نرگس چشم مراد و مراد از ان مرد عارف کامل که مرشد باشد که باقی بذات حق گردیده یعنے مرشد طریقهٔ ما که طبیب دل بیمار ماست در دفع این بیماری حواله بلطف او نمود یعنے بجز لطف محبوب که نفخت فیه من روحی کنایت از دست کسے نیست که عاشق را از میان سرگشتگی دوری بکنار قبول می آرد و چون سخن خوش و دلچسپ بغیر از حصول عشق صورت نه بندد بنابران گوید **قوله**

آنکه در طرز غزل نکته بحافظ آموخت	یار شیرین دهن و نادره گفتار منست

معنے آنست که این نکته سرائی و خوش گوئی حافظ محض توجه آن محبوبست که بسبب عشق او از ما سر میزند۔ **غزل**

مطلب طاعت و پیمان صلاح از من مست	که به پیمانه کشی شهره شدم روز الست

معنے من که بمیخواری و عشقبازی رسوائے ازلی شده ام امید زهد و صلاح و ورع از ما مدار و چون عاشق را با سوائے معشوق کارے نباشد بنابران گوید **قوله**

من همانم که وضو ساختم از چشمهٔ عشق	چار تکبیر زدم یکسره بر هر چه که هست

چشمهٔ عشق اضافه بیانیه چار تکبیر زدن ترک کلی کردن یکسره تمام **معنے** آنست که من همانم که وضو از چشمهٔ عشق ساختم یعنے اختیار عشق نمودم یعنے از ازل غیر از عشق دوست هر چه که بود از زهد و صلاح از لوح دل بشستم و ترک آن نمودم باید دانست که در عالم هر چه هست اگر عاشق

واگر معشوق اوست ما و تو جز بہانہ بیش نہ وچون بیان این سخن بحصول عشق و محبت و حالت محویت نمی توان کرد کہ بسا آفات در پیش دارد بنابران خطاب بر شد میکند **قولہ**

مے بدہ تا دہمت آگہی از سرّ قضا	کہ بروے کہ شدم عاشق و از بوئیکہ مست

یعنے اے مرشد من مے عشق حوالہ نما تا بنوشیم و از نوشیدن آن بخود گردیم آنگاہ اسرار قضا پیش تو بیان نمائیم و آن آنست کہ بروے کہ عاشق شدم و از عشق کہ مستم استفہام بمعنے انکاریہ یعنی من ہیچ نہ ام و نہ کس عاشق نیستم ہر چہ ہست اوست چرا کہ عاشقے فعلے است و فعل بے وجود فاعل صورت نہ بندد پس چون وجود از خود نہ دارم و در وجود محتاجم خود را در معرض ہستی چون نشانم و چرا نسبت عاشقی بخود نمایم چون ہر چہ ہست اوست و این ہستی ما و تو جز پردۂ پندار و وہم بیش نیست و آن کہ در پس آن پردۂ خیال عاشقی و معشوقی مے بازد ؎ تو در میانہ ہیچ نہ ہر چہ ہست اوست ؎ ہم خود الست گوید و ہم خود کند بلے ؎ بدانکہ اللہ تعالیٰ گنج مخفی بود کہ کنت کنزا مخفیا چون خواست کہ تماشاے حسن و جمال خود نماید خود را خود دیدن محال الا بآئینہ پس ہستی انسان را مثل آئینہ ساخت و تجلیات متنوعہ و انوار متلونہ خود را در و ظاہر کرد پس در ہر انسان چہ عاشق و معشوق متجلی اوست و خود بر خود عاشق است ؎ در چشم لیلی بودہ مجنون شدہ نمودہ ؎ لیلی کجا مجنون کجا خود بودہ خود بودہ ؎ و اینہم اندکے بر مزو ایما بیان نمود و بالمشافہہ آن را بعطاے مے حوالہ نمود چون عاشق را یابد اگر چہ خود را غرق دریاے عصیان بیند با اینہمہ دست از حبل المتین رحمت او باز ندارد گوید **قولہ**

کمر کوہ کم است از کمر مور اینجا	ناامید از در رحمت مشو اے بادہ پرست

کمر بمعنے بلندی اینجا اشارہ بر حمت **بادہ پرست عاشق** معنے آنست کہ اے عاشق اگر چہ غرق عصیانے با اینہمہ از رحمت او نا امید مباش کہ خود فرمودہ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا و عصیان خود بنظر مینداز کہ گناہان تو اگر چہ مثل کوہ اند اما پیش دریاے رحمت او چون مور اند و چون از دست و زبان خلق رستن و بفرحت و خوشی گذرانیدن در جہان کسے را میسر نیست الا بعاشق کامل کہ رواز ماسواے معشوق بر تافتہ و بکنج عزلت و گوشہ خلوت نشستہ بنابران گوید **قولہ**

بجز آن نرگس مستانہ کہ چشمش مرساد	زیر این طارم فیروزہ کسے خوش ننشست

نرگس چشم و مراد عاشق کامل کہ رواز عالم بر تافتہ و بکنج عزلت خزیدہ ؎ اگر در جہان از جہان رستہ است

وراز خلق برخویشتن بستہ است ✤ چشمش مرسادحادثہ وآفت دامنگیر وقت او مبادا نیطارم فیروزہ کنایہ از دنیا خوش ننشست آزار از ہموم وغموم دنیوی نگردید معنے بیت ظاہر ست چون این سخنان خوش وکلمات دلکش از زبان حافظ سرزد بنابران بفخر خود میگراید قولہ

جانفدائے دہنت باد کہ در باغ نظر	چمن آرائے جہان خوشتر ازین غنچہ نبست

باغ نظر وجود چمن آرائے جہان حق تعالے غنچہ اشارہ بدہن ودرین بیت خطاب بوجود معنے آنست کہ اے وجود من جانمن فدائے دہنت باد کہ حق تعالے درچمن وجود توائے در توخوشتر ازین غنچہ نیافرید وہیچ عضوے بایںچنین خوبی ومرغوبی درمعرض ظہور نیاورد کہ مظہر ایںچنین سخنان خوش وکلمات دلکش گردید وچون اقلیم سخن را بتصرف خود یافت وبسبب لطف محبوب یافت بنابران گوید قولہ

حافظ از دولت وصل تو سلیمانی یافت	یعنی از وصل تو اش ہست کنون بادبست

معنے آنست کہ اے محبوب من بسبب حصول وصل تو حافظ بمرتبہ سلیمان ع رسید وآن آنست کہ کارفرمائی اقلیم سخن گردید وسخن کہ فی الحقیقۃ باد است تابع اوست غزل

مارا در آرزوی تو پروائے خواب نیست	بے روے دلفریب تو بودن صواب نیست

مضمون مصراع اول عَجَبًا لِلْمُحِبِّ کَیْفَ یَنَامُ ✤ کُلُّ نَوْمٍ عَلَی الْمُحِبِّ حَرَامٌ ومصراع ثانی مشعر است برین کہ عاشق را باید کہ بموجب مَنْ کَانَ فِی ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی مشاہدۂ محبوب دریں حاصل نماید وموقوف فرداندارد چون ظہور محبوب موجب فنائے عاشقست بنابران گوید قولہ

در دور چشم مست تو ہشیار کس ندید	کو دیدہ کز تصور چشمت بخواب نیست

دور گردش مراد ظہور چشم مراد ذات ✤ ہست چشم اینجا بمعنے نفس ذات ✤ کو عیان بیند وجود کائنات ومست باعتبار استغنا کہ اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ خواب فنا ومحو معنے آنست کہ اے محبوب من درحین ظہور ذات تو کسے ہشیار نظر نیامدہ یعنے ایںچنین کسے ندیدہ شدہ کہ بخود ماندہ باشد بلکہ بہر کہ تجلی ذاتی خود کرامت نمودی اورا در معرض نیستی وفنا آوردی وایںچنین دیدہ کو کہ از خیال چشم تو لمے از دیدن ذات تو بقنا نرسیدہ چہ کوہ طور با آن سنگدلی کہ داشت پیش تجلی تو خاک وخاکستر گردید وموسیٰ با آن کمال نبوت بیہوش افتاد کقولہ تعالے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا چون ہرچہ می بینی از مسلم وکافر وعاشق وفاسق وکاذب وصادق وعاصی

ومطیع وعالم وجاہل وخوب وزشت وعاقل ومجنون ونباتات وحیوانات وجمادات ہمہ در عشق اوست وذکر او ؎ بذکرش ہرچہ بینی در خروش است ؛ ولے داند درینعنی کہ گوش است ؛ نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانست ؛ کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانست ؛ بنابران گوید **قولہ**

در ہر کہ بنگرم بغمے از تو مبتلاست	یکدل ندیدہ ام کہ زعشقت خراب نیست

معنی ظاہر است بموجب وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ وچون شہید عشق را روز حشر سوال وجواب نیست بنابران گوید **قولہ**

ہر کو بدست عشق تو شد کشتہ روز حشر	اورا در انحساب سوال وجواب نیست

معنے آنست کہ اے محبوب من ہر کہ مقتول تیغ عشق تو گردید اورا روز محشر در انحساب کہ بروز حشر مر خلائق راخواہد بود پرسشے نیست چون عاشق مدام گرفتار درد واندوہ است واین موجب ازدیاد مرتبت اوست کما قال اِنَّ الْبَلَاءَ کَنْزٌ لَا یُعْطِیْهَا اِلَّا لِوَلِیِّ اللّٰہِ بنابران گوید **قولہ**

حافظ چو زر بہوتہ در افتاد تاب یافت	عاشق نباشد آنکہ چو زر او بتاب نیست

تاب در مصرع اول روشنی وقدر ودر مصرع ثانی بمعنے سوزش معنے ظاہر است قال ﷺ اِنَّ اَشَدَّ الْبَلَاءِ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَوْلِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلِ فَالْاَمْثَلِ **غزل**

مردم دیدہ ما جز بر خت ناظر نیست	دل سرگشتہ ما غیر ترا ذاکر نیست

ناظر بمعنے بیننده معنی ظاہر است اما مصرع اول مشعر بر ین کہ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْهِ ودرین بیت تقاضای حصول رویت میکند وحصول آن ناممکن است کہ لَا یُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ جواب آن در بیت ؎ من گدا وتمنائے وصل او ہیہات الخ مرقوم شد وچون کار عاشق مدام بگریہ است گوید **قولہ**

اشکم احرام طواف حرمت می بندد	گرچہ از خون دل خویش دمی ظاہر نیست

معنے آنست کہ اے محبوب من اشک را اگرچہ از خون دل خود خون ظاہر نیست یعنی از غایت اشکباری بجد خونریزی نرسیدہ با وجود این نیت طواف حریم حرم تو مے بندد یعنے اشکباری من بجدے رسید کہ عنقریب گرد خانۂ تو بر آید واین کنایت از بسیاری گریہ وزاریست چون دل عاشق مدام مشغول بخیال معشوقست بنابران گوید **قولہ**

عاشقِ مفلس اگر قلبِ دلت کرد نثار	مکنش عیب کہ بر نقد روان قادر نیست

قلب ناسرہ نقد روان نقد خالص و نیز اضافۂ معنے آنست کہ اے محبوب من عاشق مفلس کہ از خودی خود گذشتہ این دل ناسرہ خود نثار تو کرد عیبش مکن کہ بر نقد رائج کہ زر و سیم است قادر نیست و یحتمل کہ قلب دل توجہ دل و مراد کہ قلب القلب عبارت از دست روان یعنی جان معنے آنست کہ اگر عاشق مفلس توجہ دل را ہیچ نپرداخت و ہمگی ہمت مصروف تو ساخت عیبش مکن کہ بر نقد جان قادر نیست کہ آنرا فدائے تو سازد کہ آن نیست جز قبضہ قدرت تو و بر آنچہ قادر بود نثار تو کرد قبولش فرما باید دانست کہ گاہ گاہ عاشق بسبب غایۂ سوزش و بیقراری بتقاضای بشریت آہے و نعرہ سر میزند و در آن اظہار درد و جفای معشوق می شود بنابران گوید قولہ

من کہ در آتش سودائیِ تو آہے بکنم	کے توان گفت کہ بر داغ دلم صابر نیست

معنے آنست کہ اے محبوب من اگر سبب آتش عشق تو کہ در اندرون ما سر زدہ آہے و نعرہ زند این ہوان گفت کہ بر داغ دلے کہ من او را دادہ ام صابر نیست چہ کنم کہ غایت بیقراری و ضعف بشریت برین مے آرد و الا حاشا و کلا کہ از ما آہے و نعرہ بظہور آید و نیز داغ دل کنایت از جمالست چون عاشق را باید کہ در طلب معشوق خود ساعی باشد و ہمتے بلند دارد کہ موجب حصول مقصود است کہ ہِمَّةُ الرِّجَالِ تَعْلُو الْجِبَالَ ؎ کارنہ این گنبد گردان کند ٭ ہر چہ کند ہمت مردان کند ٭ بنابران گوید قولہ

عاقبت دست بدان سر بلندش برسد	ہر کرا در طلبش ہمت او قاصر نیست

معنے آنست کہ ہر سالکے در طلب آن محبوب خود ہمت او قاصر نیست کہ بموجب اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمَعَالِیَ الْھِمَمَ ہمت عالی وارد و در طلبش ساعی و جاہد باشد عاقبت الامر بموجب مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَ وَجَدَ مراد را حصول وصل محبوب میسر گردد و ہر کہ قاصر ہمت بود و ساعی و جاہد نباشد گرفتار ہجران باو چنانچہ در بیت آیندہ گوید قولہ

بستۂ دام قفص باد چو مرغ وحشی	طائرِ سدرہ اگر در طلبت طائر نیست

طائر سدرہ جبرئیل و اینجا کنایہ از سالک یعنے اے محبوب من ہر سالکے کہ در طلب تو ساعی و جاہد نیست و ہمتش قاصر است مانند مرغ وحشی بستہ دام و قفص ہجران و پابند بند قالب ناسوتیہ باد و از منزل بعلو عروجش مباد اگر آن سالک خود جبرئیل باشد و چون ہیچ محبوب بدان محبوب حقیقے ہمسری

نمی تواند کرد گوید قوله

از روان بخشی عیسے نزنم پیش تو دم	زانکه در روح فزائی چو لبت ماهر نیست

روان بخشی احیاء اموات که معجزه عیسے ء بود لب مراد لطف کنایه از عشق ماهر استاد مصرع ثانی علة مصرع اول است معنے آنست که از احیای اموات که معجزه عیسے ء بود پیش تو دم نزنم و سخن ازان نمیکنم زیراکه در جان بخشی همچو لبت ماهر نیست که عیسے آنچنان را کس را که زنده ساخت زود بمرحله بیماری در راه عدم گشتند و آنها که بعشق تو زنده شده اند باقی و پاینده خواهد ماند که اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ و نیز این بیت در نعت حضرت می زید و چون عشق سراسر رنج و پریشانی است که اَلْعِشْقُ تَمَامُ الْمِحْنَةِ وَالْبَلَاءِ بنابران گوید قوله

روز اول که سر زلف تو دیدم گفتم	که پریشانی این سلسله را آخر نیست

روز اول ابتدای عشق و روز ازل سر زلف اشاره بجذبهٔ عشق این سلسله اشاره بسر زلف یعنی اے محبوب من همانروز که جذبهٔ عشق ترا دریافتم و درین راه درآمدم تفهیم نمودم که بلیات و حوادثات این را آخر نیست اے لانهایت است و چون ناظم شدائد و بلیات عشق را بیان آورد و شاید که بمحبوب از راه استفتا گفته باشد که چون شدائد این راه دریافته بودی چرا اختیار این نمودی بنابران گوید قوله

سر پیوند تو تنها نه دل حافظ راست	کیست آن کو سر پیوند تو در خاطر نیست

پیوند دوستی مراد محبت و عشق معنے آنکه اے محبوب من تنها نه من بدام عشق تو مقید م کیست آنکس که مقید بعشق تو نیست یعنی همه مقید بعشق تو اند۔ غزل

ما را ز خیال تو چه پروای شراب است	خم گو سر خود گیر که خم خانه خراب است

خیال بفتح خاصورتے که در خواب نمایان شود اینجا کنایه از وصل که در مقام مستی دست دهد شراب عشق و محبت خم کنایه از مرشد خمخانه کنایت از وجود سالک است یعنی اے محبوب من ما را بسبب وصال دائمی تو پروای عشق و محبت نمانده و مرشد را بگوئید که راه خود گیرد که وجود ما در معرض نیستی در آمده محتاج تو نیست زیراکه عشق و مرشد بمنزلهٔ دلاله است و چون دلاله طالب را بمطلوب رسانید بدلاله جاز حاجت نه و چون عاشقے را هر عملے که دران مشاهده محبوب نباشد موجب وبال اوست گوید قوله

گر خمر بهشت است بریزید که بیدوست	هر شربت عذبم که دهی عین عذاب است

خمر بهشت زهد و ورع و نیز عشق معنے آنست که هر عشقے که در حصول مشاهدهٔ دوست نبود اگرچه عشق است از و تجنب باید کرد زیرا که بے مشاهدهٔ معشوق هر عشقے که باشد موجب وبال و دست چرا که مراد از عشق حصول مشاهدهٔ دوست نه عشق و یا آنکه طاعتے و عبادتے که در و نیت حصول رضاے محبوب نبود همین موجب خسران و وبال است و چون مشاهدهٔ عاشق بین التجلی و الاستتار است بنابران از حالهٔ استتار خبر میدهد قوله

افسوس که شد دلبر و در دیدهٔ گریان	تحریر خیال خط او نقش بر آبست

معنے آنست که افسوس مشاهدات غائب شد و در دیدهٔ گریان آنصورت مشاهدات نقش بسته و دلم را به تیر محبت خود خسته و نقش بر آب سریع الزوال میباشد چون نگاهداشت آن لازم نبابران گوید قوله

بیدار شو اے دیده که ایمن نتوان بود	از سیل دمادم که درین منزل خوابست

یعنے اے دیده بیدار باش و ایمن نتوان بود و در بستر هجران نتوان غنود و از حوادثات دمبدم که در دنیا حادث میشود جهانیانرا می برد مباد این نقش از تو زائل شود و ترا ندامت سپارد معنے آنست که بیدار شو اے دیده که ایمن نتوان بود و در بستر هجر بغفلت نتوان غنود از آن آب جاری که ازین چشمهای تو میخزد مباد که این نقش در تو نوشته زائل گردد و چون هجران موجب سوختگی عاشق است بنابران گوید قوله

باز آے که بے روے تو ای شمع دل افروز	دل رقص کنان بر سر آتش چو کبابست

شمع دل افروز معشوق معنے بیت ظاهر است چون ظهور محبوب بنظر عاشق کامل ظاهر است اگرچه باعتبار ظاهر در خفاست گوید قوله

معشوق عیان میگذرد بر تو ولیکن	اغیار همی بیند ازان بسته نقابست

معنے آنست که ظهور معشوق حقیقے بنسبت عارفان سرفراز و عاشقان جانباز عیان و آشکار است ۵ مغربی انچه تو اش میطلبی در خلوت ۵ من عیان بر سر هر کوچه و کوی بینم ۵ اما بسبب اغیار بستهٔ نقابست تا ایشانرا نظر بران نیفتد و چون هیچکس بکنه معرفت او نتواند رسید بنابران گوید قوله

در بزم دل از رو و تو صد شمع برافروخت	وین طرفه که خود رو و تو بر بسته نقابست

بزم دل اضافهٔ بیانیه یعنے در عالم دل از رو و تو صد وجه مشاهده ظهور کرد و این طرفه که هنوز رو و تو در حجابست شیخ بایزید گوید سی سال خدایرا در معبودیت پرستیدم و سی سال در الوهیت و سی سال در معرفت و چون نیکو نگریستم همه من بودم انچه دیدم قوله

۵ مغربی که میگوید که مباد این صورت از دلم فراموش گردد

گل بر رخ رنگین تو تا لطف عرق دید	در آتش رشک از غم دل غرق گلاب است

گل سالک عرق بر رخ رنگین ذات جمال وکمال ومصرع ثانی مشعر بمعنی کو قلت سبحانی ما اعظم شانی فانا مجوسی فاقطع زناری واقول اشهد ان لا الٰه الا الله قوله

سبز است در و دشت بیا تا بگذاریم	دست از سر آبی که جهان جمله سراب است

در و دشت کنایه از وجود سالک سراب کنایه از مقصود ذات عالم فانی سراب خیالے که محض نمود بے بود بود یعنے ایدل ما بوزیدن باد فضل وعنایت خس وخاشاک غیریت وانانیت از چمن وجود مایکسو شده وبارش ابر از ارے لطف ومرحمت گلشن وجود ما تری وتازگی یافته وبسبب ظهور مشاهدات بهارے دگر پیدا آورده پس بیا وهمدم باش تا یکدگر متفق گشته در تماشاے آن مشغول باشیم ودست از مقصودات عالم فانی برهم نهیم که جهان جز خیالے بیش نیست ونیز معنے آنست که ایدل ما سبز است درو دشت اے ایام بهار است که کنایت از طلوع دین محمدیست اگرچه در عصر هر پیغمبرے بهارے ازدین بود لیکن در زمان پیغمبر ما بهارے دگر آمده بود که در عهد دیگران نبود پس دمے ازین غفلت بخود ای تا دست ازین مقصودات عالم فانی که هوس وهواست برهم نهیم وترک آن نمائیم زیرا که جهان محض خیالے بیش نیست ونیز نگذاریم بنون باشد وآب کنایت از حصول مشاهدات باشد معنے آنست که ایدل ایام بهارست که کنایت از طلوع دین نبویست ویا حصول عشق ومحبت است پس بیا تا دست از سراب که کنایت از حصول مشاهدات است برهم نه نهیم بلکه در حصول آن ساعی باشیم چرا که هر که بموجب من کان فی هذه اعمٰی فهو فی الاخرة اعمٰی امروز کار خود نشناخت فردا چه خواهد یافت واعراض از ینجهان فانی نمائیم که جز خیالے نیست وچون جناب معشوق بس بلند است بنا بران از راه تعجب گوید قوله

راه تو چه راهیست که در غایت تعظیم	دریاے محیط فلکش عین حباب است

معنے آنست که اے محبوب من راه تو عجب راهے است که از غایت تعظیم او فلک با این علو شان جز خیالے بیش نیست وچون نصیحت را در گوش عاشق راه نیست بنا بران گوید قوله

در کنج دماغم مطلب جاے نصیحت	کین حجره پر از زمزمه چنگ ورباب است

این حجره اشاره بدماغ زمزمه سخن چنگ ورباب نام ساز ها مراد عاشقان کامل معنی آنست

کہ اے منکر نصیحت ترا در دماغ من ہیچ راہے نیست چراکہ دماغ من پر از سخنان عارفان و اصل و عاشقان کامل است اگر از چنگ و رباب ساز متعارف مراد باشد پس معنی مشتمل بر سرود باشد مخفی نماند کہ علماے اہل سنت و جماعت چار قسم اند متکلمین و فقہا و محدثان و صوفیان فقہا محدثان را اصحاب ظواہر میگویند ازان کہ اعتماد شان مجرد بر خبر و تصحیح اسناد است و محدثان فقہا را اصحاب رے میگویند کہ عمل برائے میکنند و ترک خبر واحد مینمایند و صوفیہ اشرف ہمہ فریقند کہ توجہ ایشان بخدا و ترک ماسوی اللہ و عمل ایشان بنور و کشف و قبول مذہب معین ندارند الصوفی لامذہب لہ و اختیار طریق بر طریق دیگر بے ذوقے و کشفے نمی کنند و تمسک ایشان بحدیث اِختِلَافُ اُمَّتِی رَحمَۃٌ فِی الدِّینِ پس ازین معلوم شد کہ روایات فقہا کہ در حق سماع وغیرہ وا قعند بر ایشان حجت نیست بدانکہ اہل ظواہر را در سماع اقوال است بعضے مطلق حرام میگویند و اکثر ایشان حرمت بنا اہل مقید میکنند زیرا کہ پیغمبر در زمان نبوت شنیدہ اند و این مضمون در باب صلوۃ العیدین از مشکوۃ میتوان یافت اما اگر سماع داعی بحقیقت بود یا تقرب آلہی مثل ترک و تجرید و فنا و انکسار حلال و مستحسن و اگر داعی بجاز یا بفجور و فسق حرام و مستقبح و اگر ازین ہر دو طرف بہیچ یک نمیگراید مباح است و درین اقوال است السماع سلطان وارد من اللہ اذا نزل فی القلب ینہزل وجود البشریۃ و ینہدم الرعونات النفسانیۃ السماع سوط یسوق المحب الی المحبوب السماع ذریعۃ لوصول القلب الی قرب المحبوب السماع رمز من رموز الرحمن لا ینکشف بالبیان و لا یقدر احد ان یتکلم باللسان السماع ستر بین اللہ و عبدہ لا یطلع علیہ غیرہ ؎ ز نغمہ تا خدا یک کوچہ راہ است **قولہ**

حافظ چہ شد ار عاشق و رند است و نظر باز	بس طور عجب لازم ایام شباب است

شباب جوانی معنی بیت ظاہر **غزل**

ما ہم این ہفتہ شد از شہر و بچشمم سالیست	حال ہجران تو چہ دانی کہ چہ مشکل حالیست

این غزل در ہنگام فراق تسوید نمودہ یعنے از غایت شدت ہجران ہفتہ بر من بمنزلہ ماہ و ماہ بمنزلہ سال اے منکر ایخیال حال ہجران را تو چہ دانی کہ چہ مشکل حالت است چون استغنا لازمہ معشوق است بنا بران گوید **قولہ**

آنکہ انگشت نمائی بکرم در ہمہ شہر	وہ کہ در کار غریبان عجبت اہمالیست

انگشت نما مشہور بکرم یعنے بصفت اکرم الاکرمین ہمہ شہر تمام عالم وہ افسوس غریبان عاشقان اہمال فروگذاشت وتاخیر معنے آنست کہ اے محبوب من در تمام عالم بصفت اکرم الاکرمین معروف ومشہور ہستی افسوس کہ در کار عاشقان عجب تاخیریست کہ ہیچ نوع بمداوائے آن نمے پردازی باید دانست کہ ذات حق از احاطۂ ادراک بیرون ست کما قال اللہ لا یدرکہ الابصار ونیز لا یدرکہ احد من العالمین وانچہ عارفان را در تجلیات نمودہ میشود آن چنین عکس وجود ایشان است کما قال صاحب شرح الفصوص فھو مرآۃ فی رویۃ نفسک یعنی حق آئینہ ایست برائے دیدن تو مر ذات خود را پس اے برادر ذات حق در مقابلۂ بندہ چون آئینہ باشد در مقابلۂ شاہد چہ وقتیکہ بینی صور اشیاء را در آئینہ یا صورت خود نمی بینی آئینہ را با وجود آن کہ میدانی کہ صور اشیا را با صورت خود نمی بینی مگر در آئینہ حاصل آنست کہ انچہ دیدہ میشود در آئینہ صور اشیا صور رائی است نہ صورت آئینہ کہ آئینہ خود صورتے ندارد ہمچنین حقتعالے صورتے معین ندارد وچہ دیدن مطلق محال است در دنیا پس تو نہ دیدہ مگر خود را بنا بران گوید قولہ

مردم دیدہ ز لطف رخ او در رخ او	عکس خود دید گمان برد کہ مشکین خالیست

مردم دیدہ کنایہ از عارف کامل رخ تجلیات مشکین خال کنایہ از ذات حق معنے آنست کہ عارف کامل در تجلیات از بس صفا ولطف او عکس خود را معاینہ نمودہ آن را ذات حق پنداشت ودم معرفت زد وفی الحقیقت چنین نکہ ما للتراب ورب الارباب باید دانست کہ چون انچہ دیدہ میشود اینہمہ عکس خود است نہ ذات حق پس ذات حق در معرض نیست باشد ونیست را ہست چون گویند چہ ہست نیست نما نباشد باید دانست کہ نابود شدن دیگر دنا دیدن دیگر نمی بینی کہ چون آئینہ را در پیش کنی وصورت خود را در وبینی ومستغرق جمال او شوی از آئینہ خبر نداری نگوئی کہ آئینہ نیست بلکہ فی الحقیقت ہست امانیست نما پس ہست نیست نمائی باشد بنا بران گوید قولہ

بعد از نیم نبود شائبہ در جوہر فرد	کہ دہان تو بران نکتہ خوش استدلالیست

جوہر فرد کہ عبارت از جزو لایتجزی گویند وترکیب اجسام از اجزائے لایتجزی قرار میدہند وبر وجود آن جزو دلائل وبراہین می آرند وچون آن جزو نزد یک حکمای مشائین باطل است وایشان ترکیب اجسام از ہیولات وصور مقرر مینمایند وبر بطلان آن قسم جزو دلائل وبراہین اقامت میکنند وآنموجب اشتباہ در جوہر فرد میشود پس میگوید بعد از نیم نبود الخ وقیل جوہر فرد جزو دیست کہ آنرا جزو لایتجزی میگویند وحکما گویند

ایچنین جزو باطل است چه جز بحالت عدم رسیده باشد و هیچ موسوم گشته لائق تقسیم نباشد نه عقلاً نه نظراً
و نه وهماً نه خیالاً و متکلمین قائلند بروجود آن جزو میگویند که ایچنین جزوے که بحالت عدم رسیده باشد
لائق تقسیم باشد اگرچه از روے نظر تقسیمش نتوان کرد لیکن بتعقل و توهم و بتخیل توانکرد مثلاً موے
اگرچه بنظر تقسیمش محالست لیکن بتعقل توانکرد چنانچه ؎ میانش موے بلکه از موی نیمے ؛ پس این ضد یکدیگر
موجب اشتباه میشود بنابران ناظم میگوید که اے محبوب من چون دهان تنگ تو می بینم مراد روجود جوهر فرد شائبه آمیزش و
اشتباه نمیشود زیرا که دهان تو که در عدم متجزی بودن مانند جوهر فرد است در حالت خنده منقسم مے شود -
استدلالے خوبست که شائبه عدم صحت ندارد ؎ کردی بخنده نقطهٔ موهوم را دو نیم ؛ پس مبطل کلام حکیمان
دهان تست **معنے** حقیقی آنست که مطلب حکما از بطلان جوهر فرد و نفی ذات حق است چه بر وقتے که بر وجود
جوهر فرد قائل شوند و بر تقسیم او مقر گردند دلیل شود برین که هست نیست نما میباشد چه لائق جزئے باشد
که وجود دارد پس اثبات ذات حق میکرد و ایشان منکر ذات حق اند که او را بجمیع صفات منکراند و بسبب
صفات او را وصف نمیکنند گویند که ما موجودیم او را موجود نتوان گفت ما عالیم او را عالم نتوان گفت ما
قادریم او را قادر نتوان گفت همچنین جمله صفت را چون صفات بے موصوف صورت نه بندد لاجرم ذات را نیز
منکر شدند و صوفیه مقر اند او را بجمیع صفات عالم اوست دیگران جاهل قادر اوست دیگران عاجز موجود اوست
دیگران معدوم چون صفت بے موصوف صورت نه بندد لاجرم او را نیز مقر شدند و هر یکے از ینها بر قول خود
دلائل و براهین می آرد و این ضد یکدیگر موجب اشتباه میگردد و بنابران گوید بعد ازینم نبود شائبه در جوهر فرد
وجه دیگر جوهر فرد ذات مطلق باطلاق حقیقے که هیچ وجه قید ندارد چنانکه جوهر فرد خبر ندارد و **دهان** صفات
مجمل انسانیه که بصفات الهیه موسوم اند و در ذات انسان مضمر تا که انسان وجود خود را از ظلام بشریت
پاک و مصفا نساز د صفات الهیه بظهور نیاید بر آن **نکته** اشارت بوجود جوهر فرد **معنے** آنست که اے
محبوب من الحال چون نور شهود تو بر ما تجلی کرد و بسبب آن جمله صفات الوهیت در خود معاینه نمودم بعد
ازین مرا شکے و شبهه در ذات او نماند که آرے هست نیست نما میباشد و طلب دلیل برین قول همین دهان
تو کفایت از صفات الوهیه است خوش دلیلے چرا که چون این صفات که در وجود ما مخفی بودند وقتے که هستی
میدهشتند آنگاه بظهور آمدند و الا نه اگر فی الحقیقت معدوم بودندے چگونه در معرض هستی آمدے که عدم
موجود گردد این محال است **وجه** دیگر دهان اشاره بنقطهٔ وحدت که جامع احدیت و واحدیت است

باعتبار جامعیت بوحدت موسوم است و در حقیقت نقطه ایست موہوم و باعتبار خندہ کہ عبارت از ظہور تجلی اوست دو نیم گشت یعنی احدیت و واحدیت را اعتبار و امتیاز پیدا شد و او از میان دو نیم گشت ؎ کردی بخندہ نقطۂ موہوم را دو نیم ۞ بس مبطل کلام حکیمان دہان تست ۞ معنے آنست کہ مراد در اثبات ذات شکے و شبہہ نیست کہ ہست نیست نما پیدا شد و طلب تاویل برین نقطہ وحدت است کہ بسبب بے نشانی بہیچ عدم موہوم ست و باعتبار تجلے و ظہور منقسم میشود و بہست موسوم میگردد و چہ لائق تقسیم ہمان شے باشد کہ فی الحقیقت وجودے داشتہ باشد و چون طالب بموجب من طلب شیئا وجد وجد عاقبت بمطلب خود می رسد گوید **قولہ**

مژدہ دادند کہ بر ما گذری خواہی کرد	نیت خیر مگردان کہ مبارک فالیست

معنے آنست کہ اے محبوب من مرا بمژدہ وصل خود خواہی رسانید و بموجب اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ مبتلاے ہجران نخواہی گذاشت اما چون استغنا لازمۂ تست بنا بران بتر سم و ملتمس مینمایم کہ نیت خیر کہ کنایہ از التفات بحال غریبانست و رسیدن بفریاد ایشان مگردان اے فسخ کمن کہ این نیت بہترین نیتہاست و چون ذات محبوب مجمع لطف و رحمت است گوید **قولہ**

میچکد شیر ہنوز از لب ہمچون شکرش	گرچہ در شیوہ گری ہر مژہ اش قتالیست

شیر لطف و رحمت **شیوہ گری** کمال استغنا **قتال** کشندہ **معنی** آنست کہ شیر لطف و رحمت از لب ہمچون شکرش میچکد اے بظہور مے آید کہ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَسَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ اگرچہ در کمال استغنا ہر مژہ اش ہر صفت او قتالیست یعنے با آنکہ ہر یک از اشارت او دلالت بفنای سالک میکند اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ وَاللّٰہُ شَدِیْدُ الْعَذَابِ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ وَاللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَہَّارُ اینہمہ کمال لطف و مہربانی اوست و این بیت در وصف رسول است نیز میتوان بر دمراد از شیر ہدایت کہ پرورش طفلان زادہ بدو است و آن شیر ہدایت از لب چون شکرش میچکد یعنے بشیرین زبان و شکر ریز لبان شہد حکمت و موعظۂ حسنہ آمیختہ و شربت رحمت و رافت و حسن خلق در وے ریختہ میچکد یعنے اگرچہ در کمالیت کار ہر یک از اشارت و ولایت بہدایت مفنی و مہلک سالکانست مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا لیکن ایشم شیرین زبانی مہربانی اوست بر امت و چون ہجران سخت ترین عذابیست گوید **قولہ**

کوه اندوه فراقت بچه حیله بکشد | حافظ خسته که از ناله تنش چون نالیست

نالہ چیزے کہ از میان خالی باشد معنے ظاہر است غزل

مدتے شد کالتش سودا ایتو در جان ماست | زان تمنائے کہ دارم در دل ویران ماست

سودا خیال مراد عشق تمنا مراد آرزوے وصال قولہ

مردم چشمم بخون ناب جگر غرقه ازان | چشمهٔ مهر رخش در سینهٔ نالان ماست

مردم چشم مردمک قولہ

آب حیوان قطرهٔ از لعل همچون شکرش | قرص خورشید عکسے ز رخ آن مه تابان ماست

لعل همچون شکر لب معشوق خورشید آفتاب قولہ

تا نفخت فیه من روحی شنیدم شد یقین | بر من این معنی که ما زان ویم وی زان ماست

نفخت فیه من روحی دمیدم من در و از روح خود قولہ

هر دلے را اطلاعے نیست بر اسرار غیب | مونس این سر معنی دار علوی جان ماست

اطلاع وقوف مونس الفت دہندہ

چند گوئی ای پند گر شرح دین خاموش باش | دین ما در هر دو عالم صحبت جانان ماست

حافظا تا روز آخر شکر این نعمت گزار | کان صنم از روز اول دار و ے درمان ماست

دلم مست میدارد نسیم جعد گیسویت | خرابم میکند هر دم فریب چشم جادویت غزل

خراب مست ولا یعقل فریب کنایت از ظہور رخنهائے دلربائی

پس از چندین شکیبائی شبے یارب تو ان دیدن | که شمع دیده افروزیم در محراب ابرویت

شکیبائی صبر شمع دیده اضافت بیانیه قولہ

من از لطف صبا دارم سپاس نکهت جانان | وگرنه کے گذر بودی سحرگاهان ازین سویت

نکہت خوشبوے قولہ

سواد لوح بینش را عزیز از بهر آن دارم | که جانرا نسخهٔ باشد ز نقش خال هندویت

لوح بینش مردمک چشم

تو گر خواهی که جاوید آنجهان یکسر بیارائی | صبا را گو که بردارد زمانے برقع از رویت

وگر رسم فنا خواهی که از عالم براندازی | بیفشان زلف تا ریزد هزاران جان ز هر مویت

من و باد صبا مسکین و سرگردان و بیحاصل | من از افسون چشمت مست و او از بوی گیسویت
سواد دیده هر وقتی بخون دل همیدیدم | عزیزش دار مر این ساعت بیاد خال هندویت
زهی همت که حافظ رست از دنیا و از عقبی | نیاید هیچ در چشمش بجز خاک سر کویت

غزل

میر من خوش میروی کاندر سر و پا میرمست | ترک من خوش میخرامی پیش بالا میرمست
گفته بودی کے بمیری پیش این تعجیل چیست | خوش تقاضا میکنی پیش تقاضا میرمست
عاشق مهجور مخمورم بت ساقی کجاست | گو خرامان شو که پیش قد رعنا میرمست
ایکه عمرے شد که تا بیمارم از مژگان تو | تو نگاهے کن که پیش چشم شهلا میرمست
گفته لعل منت هم درد بخشد هم شفا | گاه پیش درد گه پیش مداوا میرمست
خوش خرامان میروی چشم بد از روے تو دور | دارم اندر سر خیال آنکه در پا میرمست
گرچه جاے حافظ اندر خلوت وصل تو نیست | اے همه جاے تو خوش پیش تو هر جا میرمست

لغات این غزل چندان دقتے ندارند

غزل

منم که گوشه میخانه خانقاه منست | دعاے پیر مغان ورد صبحگاه منست

اے رفیق اگر سر مته معرفت اشیای کما هی در چشم بصیرت نور افزا شود صومعه و کلیسا عباد تخانه آن یگانه شود بنا بران گوید منم که گوشه میخانه الخ میخانه عالم عشق پیر مغان مرشد کامل معنی آنست که منم از زهد و ورع ریائی اعراض نموده و از خانقاه که لوازمه ظاهراست رخت کشیده رو به عالم عشق آورده ام و میخانه را خانقه شمرده در وسکونت ورزیده ام و از وظائف و اوراد بدینجا پرداخته بدعا گوئی مرشد کامل اشتغال نموده ام که بتوجه او ره بدینجا برده ام و چون روز محشر عذرخواه عاشق آه سحرگاهی اوست گوید قوله

گرم ترانه چنگ و صبوح نیست چه باک | نواے من بسحر آه عذرخواه منست
ز بادشاه و گدا فارغم بحمد الله | گداے خاک درِ دوست بادشاه منست

ترانه چنگ آواز چنگ و مراد ازین زهد و ورع معنے آنست که اگر ظاهر من روز محشر عذرخواه من است

چو مجنون شد بخلوتخانه خاک ۞ ندا آمد بر و از حضرت پاک ۞ که اے مجنون چه آوردی بدرگاه ۞
برآمد از دل مجنون یکے آه ۞ که چندان شور لیلے در سرم بود ۞ کجا پروائے کاری دیگرم بود ۞ رخ لیلی بمن ننمود

آسان ۹ چون غرض عاشق بغیر از وصال محبوب نیست گوید قولہ

غرض ز مسجد و میخانہ ام وصال شماست	جز این خیال ندارم خداہ گواہ منست

مسجد زہد و عزت میخانہ عشق و رسوائی معنی آنست کہ اگر وابستہ زہد و ورع بودیم و اگر مشتغل عشق و محبت ہستیم غیر از وصال شما غرضے نداریم و عمل بریا نمیکنیم چنانچہ خود گفتہ ؎ تو خانقاہ و خرابات و میانہ مبین ۵ خدا گواست کہ ہر جا کہ ہست با اویم ۵ و نیز در عشق عزت و رسوائی برابر است نہ عزت بخدا میرساند و نہ خواری از دراو میراند پس طالب را باید کہ در عشق او باشد و کوشش نماید و در عزت و خواری ننگرد چون عاشق صادق است کہ عالی ہمت باشد یعنی جز شوق و رضا و لقای معشوق را در دل جا ندہد و لوح ضمیر را غیر خدا تعالے پاک دارد و مرغ ہمت را از کونین بپراند و بمکون رساند از ینجا است کہ ان اللہ یحب المعالی الھمم نبا بران گوید قولہ

کلاہ دولت خسرو کجا بچشم آید	ز خاک کوی تو چون عزت کلاہ منست

معنے آنست کہ چون در عشق تو خود را با خاک یکسان کردہ ام و خاک کوے ترا افسر خود پنداشتہ و رقم غیر را از صفحہ دل خود ترا شیدہ ام پس کلاہ دولت خسروان کے در چشم من در آید و ملتفت بغیر گردم چون عاشق را بما سوائے معشوق تعلقے نیست و بجز عاشقان صحبتے نہ گوید قولہ

از ان زمان کہ بدین آستان نہادم سر	فراز مسند جمشید تکیہ گاہ منست

یعنے از ان زمان کہ طوق بندگی آن محبوب در گردن افگندہ ام و سر را بر آستان آن نہادم پشت بر مسند جمشید کردہ ام و آنرا در چشم نمے آرم چون نزد عاشق گدائی در محبوب بہتر از سلطنت عالم است گوید قولہ

مرا گدائے تو بودن ز سلطنت بہتر	کہ ذل جور و جفائے تو عز و جاہ منست

معنے آنست کہ اے محبوب من نزد من گدائی نمودن بر در تو و خواری کشیدن در عشق تو خوشتر از سلطنت عالم و بہتر از عز و جاہ دنیاست و چون اعراض از جناب محبوبان مر عاشقان را صورت نمی بندد و بنا بران گوید قولہ

مگر بہ تیغ اجل خیمہ بر کنم ورنہ	رمیدن از در دولت نہ رسم و راہ منست

معنے آنست تا وقتے کہ پائے بند این قالب عنصری ام از جناب معرض شدنی نہ ام چرا کہ اعراض نمودن از جناب معشوقان طریقہ عاشقان نیست مگر وقتے کہ تیغ اجل حبائل عناصر ما را از یک دگر منقطع گرداند و خیمہ وجود ما را زیر و زبر سازد و مرغ روح ما از قفس قالب پرواز نماید و زمام اختیار ما از دست رود

چراکه آنوقت کار باختیار ما نیست وچون لازمهٔ عاشق آنست که تقصیر بر ذمهٔ خود نهد بنابران گوید قوله

گناه گرچه نبود اختیار ما حافظ	تو بر طریق ادب باش گو گناه منست

معنی این بیت در بیت کوے نیکنامی مرقوم شد غزل

مرحبا ای پیک مشتاقان بده پیغام دوست	تا کنم جان از سر رغبت فدای نام دوست

پیک مشتاقان مراد از وارد غیبی و یا مرشد یعنی ای پیک مشتاقان خوش آمدی بده پیغام دوست را که در حق ما چه فرموده و کے بر ما گذر خواهد کرد تا جان از رغبت تمام فدای نام دوست کنم ای خود را در عشق او فانی سازم چون کار عاشق مدام اضطراب است بنابران گوید قوله

واله و شیدا ست دائم همچو بلبل در قفص	طوطی طبعم ز عشق شکّر و بادام دوست

طوطی طبع اضافهٔ بیانیه و نیز روح و دل شکر کنایه از لب مراد لطف ؎ لب که شیرین جوے شد لطف خداست ❊ باغ جانرا از آب او نشو و نماست ❊ بادام کنایت از چشم مراد مشاهدات که ؎ هست چشم اینجا بمعنے نقد ذات ❊ کو عیان بیند وجود کائنات ❊ معنی آنست که این دل من بیاد لطف محبوب و مشاهدهٔ ذات که در عالم اطلاق داشت چون بلبل در قفص قالب واله و شیدا ست که کے ازین قفص رهائی یابم و بگلشن اصلی پرواز نمایم و چون گرفتاری دام عشق بسبب حصول وصال است گوید قوله

زلف تو دام است و خالش دانه و من ناگهان	بر امید دانه افتاده ام در دام دوست

زلف مراد جذبه ؎ زلف نام جذبهٔ ذات حق است ❊ دل که قیدش گشت جان مطلق است ❊ دانه خال اضافت بیانیه مراد از ان نور شهود و کنایه ازان وصال معنے آنست که ای محبوب من این جذبهٔ عشق تو دامے است استوار و نور شهود تو دران دام دانه است آنشکار پس چون حصول دانه بے گرفتاری دام میسر نیست بنابران بحصول دانه شهود تو گرفتار دام عشق تو گردیدم و نیز زلف کنایه از قالب عنصری باشد که زلف حجاب رویست وجود نیز حاجب ذاتست و مانع عاشق از معشوق ؎ نقاب و پرده ندارد نگار دلکش ما ❊ تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز ❊ و نیز خال کنایت از ذات باعتبار سیاهی که مشابه بهویهٔ غیب است که از ادراک و شعور اغیار مخفی است که لا یعرف الله غیر الله ؎ سیاهی چون به بینی عین ذاتست ❊ در و چاهے پر از آب حیات است ❊ معنے آنست که ای محبوب من این وجود عنصری دامے است روشن و نور شهود تو دران دانه ایست

اشکار من بحصول معرفت و مشاہدہ ذات تو گرفتار این دام شدم چنانچہ قاضی حمید الدین ناگوری گوید آرے مرغ جان در صحرائے لامکان پرواز بے نشان داشت چنانچہ بہیچ قید مقید نمی شد و بدانہ کونین التفات نمینمود ازین جہتہ از دام اجسام مطلق آزاد بود و از دانہ احتیاج محض بے نیاز لیکن ناز حسنش میل بر نیاز خود داشت خواست کہ محتاج و مشتاق جمال خود سازد ناگاہ صیاد قضا دانہ نور شہود خود در صحن محبت کہ قالب عنصریست انداخت و دام معشوقی بران فراز کرد نظرش برین دانہ و دام افتاد پختہ قدم در خام نہاد اگرچہ از قید دام ہستیا را ما کر شہای یا ربیطاقت نمود یکایک آن آزاد در بخلقہ شاد در آمد و بہ بندگی گرفتار گشت چون عشق عاشق را نصیبہ ازلی است و این مستی از وے رفتنی نہ بنا بر لن گوید **قولہ**

سر ز مستی بر نگیرد تا بہ صبح روز حشر	ہر کہ چون من در ازل یک جرعہ خورد از جام دوست

ازل روز الست **جرعہ** کنایت از ذوق مشاہدہ **جام** روے محبوب **معنے** آنست کہ ہر کسے در ازل مانند ما مشاہدہ روے محبوب حقیقی نمود و ذوق آن را دریافت تا قیام قیامت ازین مستی کہ عشق است سر بر نگیرد یعنے ازین اعراض ننماید و بزہد و تقوے از نیجہتہ کہ لازمہ ہستی است نگراید باید دانست کہ عاشق آنست کہ ارادہ محبوب را بر ارادہ خود مقدم دارد بنا بران گوید **قولہ**

میل من سوے وصال و قصد او سوے فراق	ترک کام خود گرفتم تا بر آید کام دوست

معنے آنست کہ میل من ہمگی بوصل او کہ در عالم اطلاق داشتیم متعلق بود نمیخواستیم کہ مقید دام شویم و قصد او بفراق ما کہ اختیار قالب است متعلق گردید پس چون شرط عاشق ترک ارادہ خود کہ وصلست کردم و اختیار ارادہ او کہ قبول قالب عنصریست نمودم تا ارادہ محبوب فوت نشود چہ شرط عاشق آنست کہ ہر چہ دوست دوست دارد یعنے مرضی وے شود او نیز دوست دارد اگر ہمہ بعد و فراق غالبا محبوب بعد و فراق محب خواہد کہ مصلحت او درین است و بعضے از شارحین معنے بیت چنین نوشتہ اند کہ حاصل این بیت آنست کہ چون عاشق در خلوت بمراقبہ مشغول باشد و لذتے بمشاہدہ داشتہ باشد در آنوقت موذن اذان بگوید باید کہ از خلوت بدر آید و شرائط آن اشتغال نماید پس لذت مشاہدہ و مراقبہ کہ بمنزلہ وصال است باید گذاشت و بنماز و لوازم آن کہ بمشابہ بعد و فراق است مشغول باید گشت و در شرح لمعات مذکور است کہ فراق را بعینہ دوست ندارد یعنے موجب شہود دانستہ یا کہ برائے مرضی محبوب چنانچہ عابدان کہ عبادت برائے بہشت میکنند اگر محض برائے او کنند بہتر بود پس باید کہ فراق را دوست تر از وصال دارد

و بعدش خوشتر از قرب آید چون داند که دوست آن دوست دارد خود بعدش مقرب تر از قرب بود و هجرش سودمند تر از وصال زیرا که در وصال و قرب بصفت مراد خود است و در بعد و فراق محبوب بصفت مراد محبوب ما را نه از برای آن آورد که از و مراد خود گیریم بلکه برای آنکه تا او مراد خود از ما بردارد و قبل بعد و فراق عاشق در شهود است یعنی عاشق چون در شهود مستغرق است از طاعت و ریاضت و مجاهده باز ماند و شهود عاشق در بعد و فراق یعنی تا در بعد و فراق است البته در ریاضت است و آن موجب شهود است پس بضرورت ترک وصال که کار راست باید کرد که مصلحت درین است قوله

می نوشتم نامه از شرح شوق خود ولے	من نمیخواهم نمودن بعد ازین ابرام دوست

معنے آنست که حدیث کثرت شوق و اشتیاق و سوز و درد در معرض بیان می آرم اما چون باعث شکوه موجب ملال طبع دوست دانستم که ؎ بیهوده گفتگو نه کنی پیش چشم یار ٭ دانی که طبع مردم بیمار نازک است بنابران اعراض نمودم نمیخواهم که دوست را بستوه آرم و چون عاشق را باید که صحبت با عاشقان دارد و نه با هر خود بین ؎ با عاشقان نشین و همه عاشقی گزین ٭ با هر که نیست عاشق یکدم مشو قرین ٭ بنابران گوید قوله

گر دهد دستم کشم در دیده همچون توتیا	خاک راهی کان مشرف گردد از اقدام دوست

خاکراه کنایه از عاشق اقدام مراد فضل یعنے عاشقی که به فضل محبوب سرفراز گشته و بوصلی او مغرور گشته اگر اینچنین عاشق بنظر آید مانند توتیا در دیده خود جایش دهم و دمے از صحبت او دوری نگزینم و چون عشق درد است لا دوا بنابران گوید قوله

حافظ اندر درد او می سوز و با درمان مساز	زانکه درمانے ندارد درد بے آرام دوست

معنے آنست که اے حافظ بدرد عشق او بسوز یعنے احتمال شدائد و بلیات و اندوه و غم نما و طلب دوا منما اے امید راحت مدار زیرا که درد بے درمان دوست که عشق است العشق داء لا دواء له ؎ بعالم هر کجا درد و بلا بود ٭ بهم بردند و عشقش نام کردند ٭ درمانے ندارد راحت را درد خلے نیست پس طلب دوا در درین درد نمودن یعنے طلب رحمت و آسایش در عشق نمودن بر روے دریا پل بستن است و جوز بر گنبد انداختن است - غزل

نمیدانم دل بلبل ز عشق روی گل چون است	ولے در غنچه می بینم بپیکانها ش در خون است

بلبل کنایه از عاشق گل کنایه از محبوب قوله -

عجب باشد که بلبل را قرار و صبر کم گردد	ریاحین را چو هر ساعت جمال و حسن افزونست

بلبل عاشق ریاحین گلها مراد معشوقان چون هر دم و هر ساعت حسنے و جمالے بهم رسانند عاشقان را امر محالست که بشکیبائی گراید **قوله**

نظر کن بر گل رعنا که شکل او چه افتاده	چه جرم بلبل شیدا اگر بیچاره مفتونست

یعنے بران گل رعنا که کنایت از محبوبست بدین رعنائی و زیبائی جلوه گر گردیده نظرے کن و انصاف ده اگر بلبل بیچاره که عاشق غریب ست مفتون آن روے و مشغوف آن موے گردد گناهی بدو عائد نمیگردد **قوله**

چو از پرده برون آمد گل از نگه بلبل مسکین	اگر در پرده می نالد دلش از پرده بیرونست

معنے آنست وقتے که آن محبوب از اختفا بدیوانگاه ظهور براید عاشق بیچاره اگر در خلوت به بکا و زاری میگذارد باکے ندارد و محل تعجب نیست چه دلش در حیطهٔ اختیار او نیست **قوله**

اگر مستی کند بلبل درین موسم روا باشد	که بر هر شاخ از گلها هزاران جام میگونست

مستی بیباکی و سخن عاشقانه گفتن درین موسم اشارت بهنگام که آن در مصرع ثانی مذکور است و آن کنایه از ایام بهار است و مراد ازان آوان مشاهدات تجلیات **قوله**

درین موسم که بوے عیش از عالم نمی آید	تو خود دانی نگارینا که حال عاشقان چونست

درین آوان که صرصر غموم و هموم از هر سو رو نموده و بوے عیش از عالم مفقود گشته اے محبوب من تو خود دانی که حال عاشقان بچه انجامیده باشد **قوله**

زمان عشرت و شادی که میجستی بجان حافظ	غنیمت دان کنون عشرت که وقت عیش اکنونست

کنون اشاره بزمانے که ظهور محبوب رو نموده **غزل**

هر آن خجسته نظر کز پے سعادت رفت	بکنج میکده از خانهٔ ارادت رفت

خجسته نظر کنایه از عاشقی میکده عشق و محبت خانهٔ ارادت خطوط نفسانیه و گوشهٔ زهد **معنے** آنست که هر مبارک نظرے که طالب سعادت گردید از زهد معرض گردید و بمقام عشق در آمد و چون عشق کاشف اسرار نهانی است گوید **قوله**

بر طل نیمشبی کشف کرد سالک راه	رموز غیب که در عالم شهادت رفت

طل نیمشبی کنایه از مشاهدات تجلی که در نیم شب میباشد و نیز کنایه از جبادات شاق **معنے** آنست که

مران خجستہ نظر را ہر چہ در عالم شہادۃ جاری بود بمشاہدۂ نیمشبی طاری شد باید دانست کہ عاشقان را مشاہدہ گاہے ظہور و گاہے خفا و چون خفا موجب بیقراری عاشق است بنابران گوید **قولہ**

زبامداد بمستی دگر برآمدہ آہ	وظیفۂ مئ دوشین مگر زیادت رفت

درین بیت خطاب بمعشوق میکند مستی بیقراری وظیفۂ مے دوشین مشاہدات تجلیات معنی آنست کہ اے محبوب من حال عاشق مسکین امروز از بامداد باز بہ بیقراری کشید افسوس مگر مشاہدات تجلیات کہ بران عاشق مسکین مینمود از یاد تو رفتہ و آنرا محروم داشتی و بہجر مبتلا گردانیدی و چون در ہجران بنایت صعب است و علاج او بجز عشق نمیتوان کرد بنابران گوید **قولہ**

مگر بمعجزہ کوشد طبیب عیسےٰ دم	چرا کہ کار من از حسرتہ از عیادت رفت

معنی آنست کہ بسبب ہجران آن محبوب کار من از عیادت رفت چرا کہ بمرگ رسیدہ ام و از حد علاج تجاوز نمودہ مگر ہمان طبیب عیسے دم کہ محبوب است بمعجزہ کوشد یعنے روے خود را بما نماید و ما را از سر نو زندہ سازد کہ معجزۂ عیسےٰ احیای اموات بود و چون از ہر کسے بجز فعل مقدر بظہور نیاید گوید **قولہ**

مجوز طالع مولود من بجز رندی	کہ این معاملہ با کوکب ولادت رفت

معنی آنست کہ از طالع ولادت من بجز از رندی کہ کنایہ از عشق است مجو چرا کہ اثر کوکب ولادت من ہمین است کہ ہر کہ درین ہنگام و درین طالع زاید از و بجز عشق رو ننماید و چون سخن معرفت بغیر از فیض روح القدس نباشد بنابران گوید **قولہ**

بیا و معرفت از ما شنو کہ در سخنم	ز فیض روح قدس نکتۂ سعادت رفت

معنی آنست کہ اے طالب بیا و سخن معرفت از ما شنو اگرچہ دیگران در میدان سخنوری اسپ فصاحت را جولان داده اند اما از بوے معرفت مبرا کہ آلودۂ اغراض نفسانی و ہوا ہاے جسمانی بوده اند و سخنان ما فیض از روح القدس کہ ارواح مقدسہ و یا عشق مراد است و چون در نظر عاشق بہتر از عشق کارے نیست بنابران گوید **قولہ**

ہزار شکر کہ حافظ براہ میکدہ دوش	ز کنج زاویۂ طاعت و عبادت رفت

معنی آنست کہ ہزاران ہزار شکر کہ دوش حافظ براہ میکدہ کہ عشق است از کنج زاویہ و عبادت کہ عبارت از زہد و ورع است در آمد یعنے از زہد و ورع اعراض نمود و بہ عشق در آمد و نیز این بیت

چنین دیده شده هزار شکر که حافظ ز راه میکده دوش ۰ بکنج زاویهٔ طاعت و عبادت رفت **معنی** آنست که هزار شکر که حافظ از راه عشق و اخلاص دوش بگوشهٔ طاعت و عبادت نشست که دوگانه بعشق بجا آورد ون بهتر از عبادت چهل ساله بار یا **نقلست** که جنیدؒ چون رحلت نمود شخصی او را بخواب دید پرسید که چه حالت انجا میدفرمود که همگی طاعت من حبط شد مگر دو رکعت که از روی عشق بجا آورده بودم **غزل**

یارب سببی ساز که یارم بسلامت	باز آید و برهاندم از چنگ ملامت

یارب کنایه از مشاهدهٔ حق **باز آید** ظهور کند **چنگ** دست عاشق حزین از غم هجران یار نازنین بشکایت بدرگاه رب الارباب که برآرنده کارها است مناجات میکند که یارب سببی ساز که آن تجلی رودر نقاب شده بی کم و کاست همچنان باز بر ما متجلی گردد و ما را از دست ملامت خلق که در جدائی او شده ام خلاصی دهد **قوله**

خاک رهٔ آن یار سفر کرده بیارید	تا چشم جهان بین کنمش جای اقامت

خاک کنایه از خبر و نشان **یار سفر کرده** تجلی محجوب شده و نیز جناب رسول ۴ و مرشد و معنی مصرع ثانی آنکه تا در چشم جای آن سازم **قوله**

فریاد که از شش جهتم راه ببستند	آن خال و خط و زلف و رخ و عارض و قامت

از شش جهتم راه ببستند از همه سو راه من مسدود ساختند **خال** اشارت بنقطهٔ وحدت من حیث الخفا که مبدا و منتها کثرات است که منه بدا و الیه یرجع الامر کله و نیز عبارت از ظلمت و معصیت که درمیان انوار طاعت بود و چون نیک اندک بود او را خال گویند اگر خوبرو را ذره بدخوی باشد خال گویند و سبب زینت شمرند و نیز نقطه روح انسانی **ع** خال دانی چیست یعنی اصل روح ۰ نور آدم مر قلب را گردد فتوح ۰ و نیز خطرات انسانی و نیز نقطه سیاهی که از خطرات دنیاوی و نفسانی در دل بود و نیز فنای ذاتی و نیز تجلی نور عزازیل که بر رخسارهٔ جمعیت مظاهر صفات است و نیز تجلی جلالی و نیز اسم مضل و بشریت خط سائر عصیان که بر آئینه دل سالک بنشیند و نیز عالم غیب که بدرخ گویند و نیز اشاره بظهور آن حقیقة و مظاهر روحانی و نیز عالم ارواح و نیز عالم شهادت و نیز قلب انسان **زلف** جذبهٔ ذات و نیز موجودات و تعینات و نیز تجلی جلالی و نیز اسمای جلالی که تعینات مطلقه علمی و غیبی سائر جمال حقیقی و باعث دلبستگی و سرگشتگی عاشقان و نیز راه حق و کثرة احکام **رخ و عارض** ظهور جمالی که سبب وجود اعیان و سبب بمبدا واحد گردد و نیز محض تجلی و نیز ذات و نیز وجه الله و نیز صفات لطف مثل نور و لطیف و هادی و رازق **قامت**

سزاواری پرستش و نیز استیلاے آلہی و چون عاجزی و نیازلازمۂ عاشقست از سر عجز و نیاز بآن ماہ مہر افروز گفتہ قولہ

امروز کہ در دست تو لام مرحمتے کن	فردا کہ شوم خاک چہ سود اشک ندامت

یعنی امروز کہ بنوازش جمال جہان افروز احیاے این تن مردہ میتوانی کرد مرحمتے نما و از سر نو این تن مردہ را جان بخشی کن فردا کہ ازین منزل فانی سفر کنم و ساکن منزل لحد گردم ندامت حصولے ندارد و احیاے ثانی بعد مرگ درین سراے فانی دوبارہ معلوم ارباب سلوک گفتہ کہ عشق گوہریست از دریاے معرفت آلہی و محض از حضرت حق بتکلف راست نمی آید و بزور بر خود نمیتوان بست قولہ

ای آنکہ بتقریر و زبان دم زنی از عشق	ما با تو ندارم سخنے غیر و سلامت

براے دریافت سخنان عشق شنودن لا ینفع و بیان سخنان عشق را زبانے دگر باید و راے بیان ناسوتیہ قصہ سوزش دل پروانہ از شمع مپرس کہ شرح این آتش نداند زبان سوختہ چون خوبرویان بادشاہان ولایت جان و دل اند و حاکم مطلق عاشقان را امجال چون و چرا نیست ہر چہ خواہند کنند بنابران گوید قولہ

درویش بکن نالہ ز شمشیر احبا	کین طائفہ از کشتہ ستانند غرامت

درویش عاشقان کہ از دنیا و مافیہا مفلس احبا معشوقان کین طائفہ اشارہ بمعشوقان کشتہ اشارت بعاشقان کہ کشتگان معشوق اند غرامت تاوان قولہ

در خرقہ زن آتش کہ خم ابروی ساقی	بر می شکند گوشۂ محراب امامت

خرقہ وجود خم کجی مراد زیبائی چہ زیبائی ابرو کجی است ابرو کنایت از انوار تجلیات ساقی معشوق حقیقی و نیز خرقہ عبارت از لباس ہستی است در آن آتش زن و بسوز یعنے محو و متلاشی کن و چون محو شد و بدان مقام کہ وقت تحریمہ بر جمال پاک حق نظر میکند دران زمان نظر بر محراب نمی افتد بضرورت گوشۂ محراب بلکہ تمامی محراب شکستہ میشود چون بموجب فِعْلُ الْمُحِبِّ مَحْبُوْبٌ وَضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ است گوید قولہ

حاشا کہ من از جور و جفاے تو بنالم	بیداد لطیفان ہمہ لطف است و کرامت

حاشا دور می باد لطیفان معشوقان معنی ظاہرات عمرے دل سودای من در تحقیق انتہاے سلسلہ تبدلات تعینات خود روزے بشبے و شبے بروزی آورد ناگاہ نداے بگوشم رسید قولہ

کوتہ نکند بخت سر زلف تو حافظ	پیوستہ شد این سلسلہ تا روز قیامت

زلف اشارت بتعینات و نیز بیان عشق و نیز طاعت و بندگی یعنی حافظ ذکر عشق ترا مختصر نمیکند چه ذکر این تا قیامت گفته نشود بل صد قیامت بگذرد و این ناتمام **غزل**

یار مه چهره من با دل گریان میرفت | متنفر شده و زبنده گریزان میرفت

متنفر گریزان قوله

چون همی گفتمش اے مونس دیرینهٔ من | سخت میگفت دل آزرده پریشان میرفت

مونس الفت دهنده دیرینه قدیم قوله

گفتم اکنون بسخن خوش که بگوید با ما | کان شکر لهجهٔ خوش گوی سخندان میرفت

لهجه آواز قوله

نقش خوارزم و خیال لب جیحون می بست | با هزاران گله از ملک سلیمان میرفت

خوارزم نام شهر جیحون نام جوے ملک سلیمان شیراز چاره علاج قوله

میشد آنکس که چو او جان سخن کس نشناخت | من همیدیدم و از کالبدم جان میرفت

کالبد بدن قوله

لابه بسیار نمودم که مرو سود نداشت | زانکه کار از نظر رحمت سلطان میرفت

لابه تملق قوله

بادشاها ز کرم از سر جرمش بگذر | چه کند سوخته از غایت حرمان میرفت

جرم گناه قوله

چون بشد آن صنم از دیدهٔ حافظ غایب | اشک همواره ز رخسار بدامان میرفت

صنم محبوب - **غزل**

یارب آن شمع شب افروز بکاشانه کیست | جان ما سوخت بپرسید که دیوانه کیست

شمع شب افروز محبوب کنایه از تجلی کاشانه محل جانانه محبوب قوله

آن می لعل که ناخورده مرا کرد خراب | همنشین که و همکاسه و پیمانه کیست

آن مے لعل اشارت به تجلے - قوله

حالیا خانه بر انداز دل و دین منست | تا هم آغوش که میباشد و همخانه کیست

حالیا الحال خانہ براندازِ غارت گر قولہ

بادۂ لعلِ لبش کز لبِ ما دور مباد	راحِ روحِ کہ دہِ پیمان دہِ پیمانہ کیست

بادۂ لعلِ لب اضافت بیانیہ یعنی لب و مراد ازان لطف و عشق راح شراب پیمان دہ کنایہ از جاگیرندہ قولہ

دولتِ صحبتِ آن شمعِ سعادت پرتو	بازپرسید خدارا کہ پروانہ کیست

شمعِ سعادت پرتو محبوب و تجلی خدارا بواسطۂ خدا بپروانہ بازائدہ و پروانہ مراد عاشق و طالب قولہ

میدہد ہر کسش افسونے و معلوم نشد	کہ دلِ نازک او مائلِ افسانہ کیست

ہر کس اشارت بمومن و کافر و صالح و فاسق و عاشق و زاہد افسون کنایت از خدمت و طاعت او ضمیر بمحبوب مائل خواہان افسانہ طاعت و بندگی قولہ

یارب آن شاہ وشِ ماہ رخِ زہرہ جبین	در یکتائے کہ و گوہرِ یکدانہ کیست

آن شاہ وش محبوب و تجلی قولہ

گفتم آہ از دلِ دیوانۂ حافظ بے تو	زیرِ لب خندہ زنان گفت کہ دیوانہ کیست

آہ افسوس بے تو در جدائی محبوب۔

ردیف الثاء

الغیاث اے مایۂ جانِ الغیاث	کفرِ زلفت بردِ ایمانِ الغیاث

الغیاث فریاد مایۂ جان محبوب حقیقی کفرِ زلف کنایت از لذت و تعلقات دنیا و نیز غلبہ جذبۂ عشق ایمان مشاہدہ حق و نیز دریافت حق معنے آنست کہ فریاد اے محبوب من فریاد کہ لذات این دنیای فانی و تعلقات نشأ ایجہانی مشاہدۂ جمال باکمال ترا از ما رو در نقاب ساخت و تحمل کہ غلبہ جذبۂ عشق تو ایمان مراکہ کنایت از زہد و صلاح و تقوی ست یکسو ساخت قولہ

ما ہمی لیسیم لب از تشنگی	در لبِ ما نیست آبِ حیوانِ الغیاث

لبِ تشنگی محرومی و جدائی لب کنایت از لطف و فضل کہ موجب زندگی عاشقانست آبِ حیوان آبِ حیات اینجا مراد موجب زندگی قولہ

وہ کجا شد شربتِ دیدارِ تو	مے کشد تلخی ہجرانِ الغیاث

وہ کجا شد افسوس کجا رفت کہ ہیچ نوع بنظرم نے آید قولہ

ما ز گریه غرق در خون گشته ایم	لعل تو پیوسته خندان الغیاث

لعل تو پیوسته خندان لعل کنایه از لب یعنی تو شادان و خندان و از ما بے پروا قوله

چشم بیمارت مرا بیمار کرد	جز لبانت نیست درمان الغیاث

چشم بیمار یعنے چشم بیمار را خاصه ایست که هیچ سو نمیگراید کنایت از عدم التفات لب کنایت از لطف و کرم و فضل و این مصرع با مضمون آن بیت متحد است ۵ مریض عشق بتان را دوا نمی باشد اگر دوا است نگاهے نهان دلدار است ۵ قوله

غمزهٔ شوخ تو از راه اجل	میزند در دیده پیکان الغیاث

غمزهٔ شوخ کنایه از ظهور و خفاے محبوب و نیز استغنا و بے نیازی و تجلی قهاری از راه اجل از برائے کشتن میزند بر سینه پیکان ۱۲ در معرض هلاکت می اندازد قوله

چون دو زلفت کرد سر گردان مرا	گردش گردون گردان الغیاث

سر گردان پریشان و زلف را پریشان میگوید گردون گردان فلک گردنده قوله

از خدنگ ناوک مژگان تو	زخمها افتاد در جان الغیاث

ناوک مژگان کنایه از عشق که پرده ایست بر ذات و مراد از مصرع تمام از تصدیعات و بلیات عشق تو قوله

همچو گوے از زخم چوگان فلک	هر طرف گشتیم غلطان الغیاث

از زخم چوگان فلک از سبب گردش فلکی قوله

پیچش زلف تو در جانم فتاد	رشتهٔ تن گشت پیچان الغیاث

پیچش زلفت جذبهٔ جلیه ذاتیه علیهٔ تو قوله

با طناب زلف حافظ را بکش	ماند در چاه زنخدان الغیاث

طناب زلف جذبهٔ محبت چاه زنخدان اشاره بطور تقدیر که در و نو عمل کردن جائز نیست و نیز مشکلات اسرار مشاهده و تیر تجلی واحد القهاری و نیز تعینات که مظهر حسن معنوی است چون چاه زنخدان که زیبده حسن صوری است غزل

باز مهواے آن گل رعنا ست الغیاث	دیگر دلم رمیده و شیدا ست الغیاث

آن گل رعنا اشاره بمحبوب دیگر باز رمیده گریزان شیدا دیوانه قوله

صوفی که جام صاف دمادم همیکشد | حیران کوے اوشده سوراست الغیاث

صوفی کنایت از خود باعتبار حالت ابتدائیه یا صوفی مقلد جام صاف کنایت از جام عشق قوله

آندل که کنج عافیتے برگزیده بود | ایندم بعزم درد و بلاهاست الغیاث

آندل اشارت بدل خود که کنج عافیت برگزیده بود که قبل ازین مبتلاے زهد و ورع بود و ایندم الحال بعزم درد و بلا گرفتار عشق که العشق تمام المحنة والبلاء قوله

عارف که غرق بود بناموس ننگ و نام | افتاده در ملامت سوداست الغیاث

عارف کنایت از خود که غرق بود بناموس ننگ و نام که غرق بحر نام و ننگ بود افتاده ملامت و سودا گرفتار ملامت و سودا قوله

از جان زار حافظ و سرگشتگان شوق | فریاد و شور و ولوله برخاست الغیاث

زار ضعیف و مراد سرگشتگان شوق عاشقان و ولوله بیقراری غزل

درد ما را نیست درمان الغیاث | هجر ما را نیست پایان الغیاث

یعنی دردے دارم لادوا که العشق داء لادوا له و بهجرے مبتلا شده ام که پایان پذیر نیست قوله

دین و دل بردند و قصد جان کنند | الغیاث از جور خوبان الغیاث

دین زهد فاعل بردند و کنند خوبان بوسه حصول استعداد و قبول کیفیت کلام صوری و معنوی و نیز کلام منزل که اولیا را بوحی خفی میشود و این نمیشود مگر بقدر و نیز بوسه چند به که موجب تجلیات میباشد قوله

در بهاے بوسه جانے طلب | میکنند این دلستانان الغیاث

دلستانان محبوبان ذکر جمع و مفرد قوله

خون ما خوردند این کافردلان | اے مسلمانان چه درمان الغیاث

خون ما خوردند گرفتار غم و الم ساختند و بمعرض فنا رسانیدند کافردلان معشوقان بسبب سخت دلی و بے رحمی که کافر سخت دل میباشد نَهَى كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً و گفتن این اگرچه سوء ادب است لیکن در مراد داشتن جائز است و نیز لَا يُؤْخَذُ مَجْنُونٌ بِمَا صَدَقَ عَنْهُ و نیز لَا يُؤَاخَذُ الْعُشَّاقُ بِمَا يَقُولُونَ وَيَفْعَلُونَ و درمان علاج زلف تجلی جلالی و تعینات خط عالم اسماء و صفات خال مظهر اسم المضل و نقطهٔ وحدت لب تجلی جمالی و فیض رحمانی و از چشم مست ذات سراسر استغنا مژگان صفات قهریه

زین حریفان اشارت بزلف وخال وخط ولب وچشم داد مسکینان بده یعنے عاشقانرا بداد ایشان رسان واین اشارت بطلب وصل روز وصل اضافت بیانیه شب یلدا ہجران اضافه بیانیه و ویلدا شبے است تاریک بغایت درازکه درتمام سال یک میباشد ہمچو حافظ معقولہ جانست ومراد از حافظ تن۔

ردیف الجیم غزل

سنرد که از ہمه دلبران ستانی باج	چرا که بر سر خوبان عالمی چون تاج

سنرد لائق وبرجاست همه دلبران اشاره ہمگی انبیا باج خراج وپیشکش و خراج ستدن کنایه از محکوم ومنقاد ساختن است چه خراج دادن خاصهٔ رعایا وزیردستان است خوبان کنایه از رسل چون تاج اشارت بسید المرسلین آشوب پریشان کننده ترکستان ولایتے است که ترکان بدان منسوب اند وترکان بدوصفت موصوف اند یکے بخوبروی دوم بخونخواری قوله

دو چشم شوخ تو بر ہم زده خطا ختن	بچین زلف تو ماچین وہند داده خراج

چین زلف اشاره بشکن زلف ماچین نام ولایت وکذا الہند خراج حاصل وآنچه متغلب بر عاجز مقرر کنند وآنچه از تجار بر سر کالا بستانند خراج دادن زیردست شدن قوله

ازین مرض بحقیقت کجا شفا یابم	که از تو در دل من نمیرسد بعلاج

ازین مرض کنایه از عشق در دل من نمیرسد بعلاج علاج در دل من نمیشود قوله

چرا ہمی شکنی جان من زسنگدلی	دل ضعیف که ہست او نبازکی چو زجاج

سنگدلی بیرحمی زجاج شیشه۔ قوله

بیاض روی تو روشن چو عارض خورشید	سواد زلف تو تاریکتر زظلمت داج

بیاض سفیدی رخ روز اضافه بیانیه سواد سیاہی ظلمت تاریکی داج شب تاریک قوله

لب تو خضر ودہان تو آب حیوانست	قد تو سرو ومیان تو موی وگردن عاج

خضر نام پیغمبر آبحیوان آبحیات سرو درختے است مشہور منسوب بقد شاہان وآن سه نوع آزاد و سہی وناز عاج دندان فیل قوله

دہان تنگ تو داده بآب خضر بقا	لب چو قند تو برد از نبات مصر رواج

آب خضر آبحیات بقا زندگی مصر نام شہر لعل لب اضافه بیانیه مسیح عیسی علیه السلام لعل کنایت

این غزل در نسخه است ۱۲

ازلب و مراد ازان فضل و لطف قوله

فتاده در دل حافظ هوای چون تو شهیی | کمینه بنده خاک در تو بودی کاج

چون تو شهیی یعنے که همه شاهان خاکراه تو اند بودی یعنے داخل و در شمار بودی کاج کاشکے غزل

از من دل شده آن یار نمیپرسد هیچ | خبری زین دل بیمار نمیپرسد هیچ

دل شده عاشق دلداده بیمار بیم کننده مراد مریض قوله

او طبیب من و من خسته و بیمار غمش | چه طبیبی ست که بیمار نمیپرسد هیچ

غم مراد عشق چه طبیبی ست عجب طبیبی است - قوله

دی طبیبم بسرم آمد و احوالم دید | گفت چونست ترا یار نمیپرسد هیچ

دی روز گذشته طبیب عاشق کامل چونست عجب است قوله

گفتمش بخت من و طالع شوریده من | خفته می بینم و بیدار نمیپرسد هیچ

بخت من و طالع شوریده من این همه برگشتگی بخت و شوریدگی طالع ما است که دلدار ما را خسته می بیند و نمی پرسد قوله

جانم از فرقت رویش بلب آمد صد بار | که ازین دل شده آن یار نمیپرسد هیچ

فرقت جدای جان بلب آمدن هلاک رسیدن ازان جهت که ازین دل شده اشارت بخود که دل از دست رفته قوله

ای طبیب ازلی یک نظری کن مارا | حافظ سوخته را یار نمیپرسد هیچ

طبیب ازلی کنایه از مرشد و محبوب حقیقی یار کنایت از محبوب حقیقی و مرشد غزل ردیف الحاء

اگر بمذهب تو خون عاشقانست مباح | صلاح ما همه آنست کان تراست صلاح

یعنے ای محبوب من اگر نزد تو خون عاشقان ریختن مباح است پس در انچه مرضی تست ما نیز بجان و دل راضی ایم قوله

سواد موی تو نبود ه جاعل الظلمات | بیاض روی تو بگشوده فالق الاصباح

ای موی تو نیست بلکه جاعل الظلمات است ای شبی است که تاریک کننده جهانست و روشنی روی تو فالق الاصباح است یعنے آفتاب است که پدید آرنده صبح ست و اصباح بکسر الف بمعنی مفرد و بفتح الف جمع صبح قوله

زوبده ام شده صد چشمه در کنار روان | که خود شناکند در میان آن ملاح

چشمہ کنایہ است از کثرت گریہ آشنا شناوری ملاح شناور قولہ

ندادلعل لبش بوسہ بصد تلبیس	نیافت کام دل من ازو بصد الحاح

لعل لب اضافۃ بیانیہ مراد صفت متکلمی بوسہ کنایت از کلام بصد تلبیس اے ہزاران تملق وعجز نمودم الحاح عاجزی قولہ

بیا کہ خون دل خویشتن بحل کردم	اگر بمذہب تو خون عاشقست مباح

بحل عفو قولہ

پیالہ چیست کہ بر یاد تو کشیم مدام	وَنَحْنُ نَشْرَبُ شَرْبًا کَذٰلِکَ الْاِقْدَاحُ

پیالہ جام صغیر عبارت از قلہ نجبت نحن نشرب شربا کذلک الاقداح ما می نوشیم نوشیدنی ہمچون قدحہا قولہ

صلاح و توبہ و تقوی زما مجو زاہد	زرند و عاشق و مجنون کسے نجست صلاح

صلاح پارسائی توبہ توبۃ العوام من الذنوب وتوبۃ الخواص من الغفلۃ والتوبۃ النصوح ہوالندم بالقلب والاستغفار باللسان واضمار ان لایعود الیہ ابدا وفی الاحیاء ینبغی للتائب ان یعقد مع اللہ عقدا مؤکدا ویعاہد العہد عہدا وثیقا ان لایعود الی الذنب فیعزم عزما فی الحال وان کان یتصور ان یغلبہ الشہوۃ ثانیا لانہ لایکون تائبا مالم یتاکد عزمہ فی الحال تقوی پرہیزگاری اعلم ان التقوی کنز عزیز فلئن ظفرت بہ بنجوت وکم تجد فیہ من جوہر شریف وعلق نفیس وخیر کثیر ورزق کریم وفوز کبیر وغنم جسیم وملک عظیم وحق تعالی جمیع خیرات کونین جمع کرد در تقوی ودر قرآن بسیار خیرہا متعلق ساخت وبسا وعدہ کرد با وموعود وبسا سعادت با او اضافۃ کرد الاول المحاسبۃ من الاعداء فَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُہُمْ شَیْئًا والثانی التائید والنصر اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ والثالث النجاۃ من الشدائد والرزق من الحلال وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ والرابع للمدح والثناء وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ والخامس اصلاح العمل یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ والسادس غفران الذنوب لیغفر لکم ذنوبکم والسابع المحبۃ واللہ یحب المتقین والثامن القبول اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ والتاسع الاکرام والاعزاز اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ والعاشر البشارۃ عند الموت وکانوا یتقون لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ والحادی العشر النجاۃ

من النار ثم ننجی الذین اتقوا والثانی عشر الخلود فی الجنة اعدت للمتقین والتقوی اتقارک الشر ثم اتقاء المعاصی والسیآت ثم اتقار الشبهات ثم تدع الفضلات وقال للتقوی ظاهر و باطن ظاهره محافظة الحدود وباطنه النیة والاخلاص ودر قرآن بسه معنی اطلاق یافته اول بمعنی ترس وهیبت که اتقوا یوما ترجعون دوم بمعنی طاعت یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله حق تقاته قال ابن عباس اطیعوا الله حق اطاعته سیوم بمعنی تنزیه القلب عن الذنوب فهذه حقیقة التقوی وقال امام محمد غزالی کل ما تخاف منه ضررا فی ذهنک هو معصیته وحرام وفضول واسراف من حلال رند منکر که انکارا واز زیرکی وکیاست بود نه از سر جهل وحماقت ودر عالم تصوف قطع نظر از اعمال وطاعات ونیز عالم بیباکی ست ؎ رندی اینجا عالم بیباکی است ❊ در طریقت چستی وچالاکی ست ❊ وانکه رندی ساز واورا ارجمند ❊ رسم وعادا تش نسازد پسند ❊ رند عالم سوز کے باشد بذات ❊ پای بند رشته صوم وصلوة ❊ گاه جانش سوے کعبه کرده سیر ❊ گاه عازم گشته بر اقصای دیر ❊ کعبه ومیخانه اورا بیشکے ❊ در ره رندی همیگردد یکے ❊ آنکه در کعبه منا جاتش بود ❊ پیش ازان اندر خرابا تش بود ❊ ظاهر و باطن خلاو در ملا ❊ رند باشد غرقه نور خدا ❊ جانش از رندی بواحد شاهداست ❊ نعمت ورحمت بنزدش واحداست ❊ نه ز راحت خاطر اورا سرور ❊ نه ز لعنت در کمال او قصور ❊ پیش او یکسان بود حلواو زهر ❊ خواه لطف از دوست بیند خواه قهر ❊ هرچه محبوبش بدست خود دهد ❊ گیر دو بر هر دو چشم خود نهد ❊ ونیز قطع نظر از اعمال واخلاق و رسوم خلائق فلاح غنی قوله

ز چنگ زلف کمندت کسی نیافت خلاص	نه از کمانچه ابرو و تیر غمزه نجاح

چنگ دست زلف کمند یعنے زلفے که کمندوش است مراد جذبه عشق کمانچه ابرو یعنے ابروے کمانچه شکل مراد ازان تجلی صفاتی تیر چشم تجلی قهاری نجاح رهائی وخلاصی قوله

لب چو آب حیات تو هست قوت روح	وجود خاکی ما را از و هست قوت راح

لب چو آب حیات لب مراد لطف که چون آب حیات زندگی بخش عاشقانست قوت روح باعث تقویت جان وجود خاک مراد بدن خاکی مرا راح شراب مجمع البحرین جاے جمع دو دریا دل چو آتشم دل سوزان قوله

لله ایں شعر خوش است در نسخ نوشته اند

دعاے جان تو ورد زبان حافظ باد | مدام تا کہ بود گردش مسا و صباح

مسا شبانگاہ صباح صبح مراد ازین مصراع تا قیام قیامت کہ ظہور شب و روز الی یوم القیام است غزل[1]

اگرچہ دلبر من ہمچو یوسفست صبیح | ولیکن از سر تا پا فتادہ است ملیح

این غزل در نعت محمد رسول اللہ صلعم یوسف نام پیغمبر ع صبیح اشارت بحدیث قال علیہ السلام ہواخی صبیح و انا ملیح و ملیح سبز رنگ و نمکین حسن طلعت صورت مہ پیکر تا کشادہ ایم نظر تا بدیدہ ایم قبیح زشت خیال صورتے کہ در دل آید و در نظر آید نشستہ تا در چشم از انو قتے کہ در چشم جا گرفتہ حضور او مستغرق بخیال ابروے خمدار بر هم نزدیک من مسیح عیسی علیہ السلام کہ معجزۂ او احیاے اموات است خضر نام پیغمبر کہ قدمش سبزی و تازگی بخش زمین مردہ است کشان کشندہ گل ریحان مراد روے و وجود ریح باد شہیدان غمزۂ چشمش اشارہ بعاشقان آمد یعنے آن معشوق آن یعنے آنچنان نطق گویائی فصیح خوشگو غزل

ببین ہلال محرم بخواہ ساغر راح | کہ ماہ امن و امانست و سال صلح و صلاح

ہلال ماہ نو ساغر پیالہ راح شراب محرم نام ماہے سر سال و اینجا کنایت از ابتداے حالت و ابتداے عمر ساغر راح عشق و کمال شوق ماہ امن کنایہ از محرم است کہ دران ماہ جنگ و جدل نمیکنند و در ابتداے سلوک ترک خصومت و عداوت میکنند و بخوشنودی خصمان میکوشند معنے آنست کہ از بدایت عشق ساغر کمال شوق بدست آر کہ ظہور عشق با کمال شوق موجب امن و امان ست و سرمایۂ صلح و صلاح دوستانست قولہ

عزیز دار زمان وصال را کاندم | مقابل شب قدرست و روز استفتاح

عزیز بزرگ کاندم اشارہ بزمان وصال شب قدر بیست و ہفتم رمضان استفتاح پانزدہم رجب قولہ

بیار بادہ کہ روزش بخیر خواہد بود | ہر آنکہ جام صبوحش نہد چراغ صباح

روزش روز زندگانی دنیا و یا روز حشر و ضمیر شین بر ہر آنکہ در مصراع آینده است اضمار ما قبل الذکر جام صبوح کنایت از عشق و محبت نہد چراغ صباح چراغ صبح او گردد و چراغ صبح آفتاب قولہ

کدام طاعت شایستہ آید از من مست | کہ بانگ شام ندانم ز فالق الاصباح

کہ بانگ شام ندانم ز فالق الاصباح چنین بیخود و محو شدہ ام کہ شام را از صبح نمیدانم قولہ

ولا تو فارغی از کار خویش و می ترسم | کہ کس درت نکشاید چو گم کنی مفتاح

[1] این غزل در نسخ موجودہ دیوان نیست ۱۲

از کار خویش اشارہ بعرفان کہ نزول درین دار دنیا از برائے آنست **مفتاح** کلید مراد **عمر** معنے آنست کہ اے دل تو فارغے از کار خود و از اندیشۂ عاقبت غافل ترسم کہ عمرت سپرے شود و از برائے مقصود کہ آمدۂ حاصل نگردد پشیمان شوی و تمنائے بازگشت نمائی رَبَّنَا اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ وَيَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَنگذارند کہ درین جہان دوبارہ آئی **قولہ**

زمانِ شاہ شجاعست و دورِ حکمتِ شرع	براحت اے دل و جان کوش در مساو صباح

زمان شاہ شجاع شجاع نام بادشاہ اینجا کنایت از محمد ﷺ و یا مرشد **دور حکمت و شرع** دور شریعت **صباح** در رواج صبح و شام **قولہ**

ببوے صبح چو حافظ شبے بروز آور	کہ بشگفد گلِ عیشت ز شعلۂ مصباح

ببوے صبح بامید وصل **شبے بروز آور** شب ہجران بگذران درین مصراع خطاب از تن است بدل **مصباح** چراغ آفتاب **غزل**

گر ز منزلِ کوے تو آمد نسیم وقتِ صباح	کہ زندہ گشت ببوے لطیف او ارواح

گر بمعنے شاید و تحقیق **نسیم** باد خنک اینجا کنایہ از رائحۂ فیض **صباح** صبح کہ وقت فیض سالکان است **لطیف** پاکیزہ **آشوب** شور و آشوبندہ **ترکستان** نام ولایت **گشت** گردندگی **سیاح** مسافر **فتادہ کشتی قالب میان خشکی ماند** یعنے وجود مانند کشتی است کہ درمیان خشکی افتادہ باشد و راہ رفتن ندارد **سیل آب** مراد توجہ و فضل **ملاح** مراد سالک و مرشد **خمار** مستی عشق و محبت ناقابل الرفع نیست کہ ازلی است نہ امروزی **الست** روز ازل **راح شراب تفلح** سیب **صبوح** شراب صبحی **بادہ** شراب **صباح** علے الصبوح **اسم اعظم** حق عشق و مرشد کامل **مفتاح کلید ایشان** کنایہ از عاشقان **زجاجی** شیشہ دل نازک **مصباح** چراغ معنی این بیت آنست کہ موجب روشنی دل عاشقان نور شمع روے تست **کشاد کار** کشایش کار **غزل ردیف الخاء**

دل من در ہوائے روے فرخ	بود آشفتہ ہمچون موے فرخ

ہوا محبت و آرزوے نفس وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى **فرخ** نام شخصے است کہ حافظ با او نظرے داشت **آشفتہ** پریشان **قولہ**

بجز ہندوے زلفش ہیچکس نیست	کہ بر خوردار شد از روے فرخ

ہندو ساکن ہند و بندہ و سیاہ و ہندوے زلف اضافۃ بیانیہ برخوردار فیضیاب قولہ

سیاہے نیک بخت است آنکہ دائم	بود ہمراز و ہمزانوے فرخ

سیاہ اشارہ بزلف ہمراز رفیق و ہمزانو مصاحب قولہ

بدہ ساقی شراب ارغوانی	بیاد نرگس جادوے فرخ

شراب ارغوانی شراب انگوری سرخ رنگ نرگس کنایت از چشم جادو ساحر قولہ

شود چون بید لرزان سرو آزاد	اگر بیند قد دلجوے فرخ

بید نام درخت بے بر و آن ہفدہ نوعند و دلجوے جوینندۂ دل اے خوش و موزون قولہ

دو تا شد قامتم ہمچون کمانے	زغم پیوستہ چون ابروے فرخ

دو تا نگون چون ابروے فرخ مثال ابروے پیوستہ فرخ قولہ

نسیم مشک تاتاری خجل کرد	شمیم موے عنبر بوے فرخ

نسیم مشک تاتاری اے نسیم مشک تاتاری را قولہ

اگر میل دل ہر کس بجانے ست	بود میل دل من سوے فرخ

میل دل محبت و شوق بجاے بطرفے و بشخصے است قولہ

غلام خاطر آنم کہ باشد	چو حافظ چاکر ہندوے فرخ

آنم یعنے آنکسے ام ہندو غلام۔ ردیف الدال۔ غزل

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

آنان اشارہ بعرفاے کامل خاک وجود ناقصان و ناہمواران بنظر یعنے بنگاہے کیمیا زر خالص آیا حرف تمناست کہ سلطان ازین روزہ آیا چہ خواست آیا بود آرزو دارم گوشۂ چشم نگاہے بما برا و بطرف معنے آنست آنانکہ وجود ناقصان را بیک نظر زر خالص میگردانند آرزو دارم کہ نگاہے برما کنند قولہ

در دم نہفتہ نہ ز طبیبان مدعی	باشد کہ از خزانہ غیبش دوا کنند

در و عشق و شوق طبیبان مدعی شیخان مقلد یعنے بیعت بشیخان کامل باید کرد نہ با مقلدان اگر شیخ کامل بدست نیاید پس بخلوت و عزلت بسر باید برد و نظر بر لطف حق باید گماشت تا حق تعالے بموجب اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ از عالم غیب مرشدے بسر وقت او رساند تا او را بمطلب رساند قولہ

چون حسن عاقبت نه برندی و زاهد است | آن به که کار خود بعنایت رها کنند

یعنے چون خاتمه بخیر موقوف نه بطاعت و معصیت است که بسا صالح و متقی در آخر بکفر مرده اند و بسا گبر و فاسق در وقت آخر با ایمان مرده اند پس نظر بر لطف او باید داشت و چشم از طاعت و معصیت باید دوخت وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ هر که بر خود دید او محروم شد قوله

معشوق چون نقاب ز رخ برنمیکشد | هر کس حکایتے بتصور چرا کنند

نقاب از رخ برنمیکشد ظهور بے پرده نمیکند بتصور از روے خیال یعنی چون معشوق خود را عیان و آشکارا نمی کند بلکه متجلے در پرده پس هر کسے حکایات مختلف از روی خیال چرا به بیان آرند که او از نیها منزه است حاصل آنکه هر کسے بفهم و قابلیت خود که فکر هر کس بقدر همت اوست بیان میکند اما هیچکس بکنه ادراک او نمیرسد که لَا یُدْرِکُهٗ اَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِیْنَ قوله

بے معرفت مباش که در من یزید عشق | اهل نظر معامله با آشنا کنند

من یزید مراد بازار در عرب رسمی است که چون کالاے قیمت کنند و صاحب کالا بران قرار نگیرد گویند هل من یزید هست کسے که زیاده کند برین چیزے اهل نظر عارفان صاحب نظر و عاشقان باخبر معامله خرید و فروخت و داد و ستد آشنا آشنای خویش و یا آشنای عشق معنی آنست که بے معرفت قدم همت از حد امکانیت خویش بیشتر نزن که در عالم معرفت بیگانگان بے معرفت را در صفت آشنایان مجال پیش آمدن نیست قوله

گر سنگ این حدیث بنالد عجب مدار | صاحبدلان حکایت دلخوش ادا کنند

زین حدیث اشارت بسخنان عشق و محبت صاحبدلان گویند نقلست روزے سمنون محب جماعتے را در مسجد وعظ میفرمود در هر پرده قولے میگفت و در هر نغمه دری می سفت تفرقه از غفلت آن جمع بدل او دمید و هیچ یک را از ایشان مستمع ندید رو بسوے قندیلهاے مسجد کرد و گفت که با شما میگویم آتش نفس او در قندیلها افتاد همه بر هم زدند و از درشتی سخن آن بزرگ خورد و بشکستند حاصل آنست که سجان الله اگر یک اهل معنی و اهل دل دمے از معرفت برون زند و آهن و سنگها تاثیر کند و در سنگدلان بے معنی اثر نمیکند فَهِیَ کَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً از نجاست ؎ گر سنگ زین حدیث بنالد الخ قوله

نسخه بدل اندر معرفت
نسخه بدل در سنگدلان

پنهان زحاسدان بخودم خوان که منعمان	خیر نهان برای رضای خدا کنند

پنهان پوشیده حاسدان درویشان مقلد وزاهدان ریائی بخودم خوان یعنے نزدیک خود مرا بخوان منعمان صاحبدولتان خیر نهان صدقۂ مخفی برای رضای خدا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ قوله

بگذر بکوے صومعه تا زمرهٔ حضور	اوقات خود زبهر تو صرف دعا کنند

درین بیت خطاب بمعشوق زمرهٔ حضور عاشقان باخبر اوقات خود زبهر تو صرف دعا کنند فِیْ آنَاءِ اللَّیْلِ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ بدعاگوئی اشغال نماید قوله

حالے درون پرده بسے فتنه میرود	تا آنزمان که پرده برافتد چها کنند

حالے الحال درون پرده یعنے محبوب درون پرده اے مخفی ومحجب بسے فتنه میرود هزاران فتنون آن روے اند ویا روے ریا وتذویر میکنند تا آنزمان آنوقت ویا روز حشر پرده برافتد عیان وآشکار گردد یا جزاے هر اعمال هر یکے عیان شود چه حیله کنند قوله

مے خور که صد گناه زاغیار در حجاب	بهتر زطاعتے که بروے ریا کنند

مے عبادت مخفی چنانچه طریقهٔ ملامتیه زاغیار را زخلق در حجاب مخفی ونیز هر عبادتے که خالصًا لله نیست نزد اهل الله بغایت مستکره پس میباید خورد اے خالصًا لله بجا باید آورد وازین طاعت ریائی یکسو باید شد که گناه کردن پنهان به از عبادت فاش که مامول بعفو است قوله

پیراهنے که آید ازو بوے یوسفم	ترسم برادران غیورش قبا کنند

پیراهن ایمان وعرفان که لباس عرفان است یوسف حقتعالے برادران غیور زمرهٔ شیاطین وهواے نفسانی وضمیر شین بر پیراهن قبا بمعنی چاک معنے آنست که ایمان وعرفان که بمن دست داده ودلم از تائید او بیاد حق افتاده مے ترسم که هواهاے نفسانی که در آله بودن بحق شریک اند اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ودر من غالب آیند واز پیش سلب نمایند قوله

حافظ مدام وصل میسر نمیشود	شاهان کم التفات بحال گدا کنند

وصل کنایت از مشاهدات تجلیات شاهان معشوقان گدا عاشق غزل

اے پسته تو خنده زده بر حدیث قند	مشتاقم از برای خدایک شکر بخند

پسته نام میوهٔ معروف و استعاره بدهن معشوق کند و شکر کنایت از خنده یعنی ای محبوب من دهن تو از روی شیرینی و لطافت بر قند خنده میکند مشتاقم که از برای خدا یک خنده شکرین بخند قوله

خواهی که برنخیزدت از دیده رود خون	دل در هوای صحبت رودکسان مبند

برنخیزد برنیاید رود خون کنایت از خونباری رود و دانا خردمند اینجا مراد فرزند قوله

طوبی ز قامت تو نیارد که دم زند	زین قصه بگذرم که سخن میشود بلند

طوبی درختیست در بهشت اینجا مراد سالک طال اللسان قامت مراد وجود ه چیست قامت فی المثل یعنی وجود ه یعنی سالک را چه تاب و یارا که با ذات تو دعوی همسری کند و دم انا الحق زند زین قصه اشارت بدعوی همسری با ذات بگذرم یکسو شوم سخن میشود بلند اشارت بانکه چه نسبت خاک را با عالم پاک قوله

گه طره مینمائی و گه طنز میزنی	ما نیستیم معتقد مرد خود پسند

طنز افسون و ناز قوله

زآن شفتگی حال من آگاه کی شود	آنرا که دل نگشت گرفتار این کمند

آشفتگی پریشانی آگاه واقف این کمند یکبند عشق قوله

بازار شوق گرم شد آن شمع رخ کجاست	تا جان خود بر آتش رویش کنم سپند

بازار شوق گرم شد سلطان عشق غلبه نمود آن شمع رخ اشاره بمعشوق سپند کردن فدا نمودن قوله

جای که یار ما بشکر خنده دم زند	ای پسته کیستی تو خدارا دگر مخند

شکر خنده خنده شیرین و تبسم و خندهٔ که از خوشی باطن آید و دم زدن بشکر خنده کنایه از خندیدن و مراد از آن متجلی شدن پسته نام میوه که دهن او کشاده باشد اینجا مراد سالک دهن دریده خدارا برای خدا بخود مخند اظهار عظمت و لاف خودی مزن قوله

حافظ چو ترک غمزهٔ خوبان نمیکنی	دانی کجاست جای تو خوارزم یا خجند

چو ترک غمزه خوبان نمیکنی چون از نظربازی باز نمی آئی خوارزم نام شهریست خجند نام شهریست در بلاد ماوراء النهر غزل

آنرا که جام صافی صهبا ش میدهند	میدان که در حریم حرم جا ش میدهند

صهبا شراب معنے آنست کہ آنکسے راکہ جام شراب محبت حقیقی عطا نمایند یعنی بعشق آشنا گردانند البتہ و بالیقین بدان کہ بمقام معرفت مراورا بار دہند قولہ

صوفی مباش منکر رندان کہ راہ عشق	روز ازل بمردم قلاش میدہند

صوفی مقلد و زاہد رندان عاشقان مردم قلاش عاشق بیباک یعنی عارف اسرار عشق غیر از عاشق نمی تواند شد قولہ

از لذت حیات ندارد تمتعے	امروز ہر کہ وعدہ بفردا ش میدہند

از لذت حیات معنی این بیت آنست کہ از لذت دنیا ہیچ سودے نیست مراورا کہ بموجب مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى امروز مشاہدۂ محبوب حقیقی حاصل ننمود و بوعدۂ فردا راضی شد ساقی مرشد و وعدۂ ایزدی ؎ مراساقی از وعدۂ ایزد لیست بادہ گلرنگ مشکبوئی شراب محبت حقیقی زحمت او باش تصدیع کمال دبے محابا مطرب مراد مرشد کہ کلامش طرب افزای مستر شدان است پردۂ عشاق پردۂ سرود و پردہ ازان گویند کہ ماہیت آن از نا اہلان مخفی است کہ السماع سر بین اللہ وعبدہ لا یطلع علیہ غیرہ و اصل ہمہ دوازدہ پردہ یکے راعشاق نامست اینجا سخنان عشق و محبت بنیوا فقیر و مفلس نوا توشہ یعنی دراحوال عاشقان سازش کن و سخنان عشق از ایشان دریغ مدار و بغمخواری درویشان کوش کہ تیمارداری بینوایان اجر لیست عظیم و رسمے است قدیم ترک جنت و فردوس میکند یعنی استفہام است اے ترک جنت و فردوس میکند اگر بوصل محبوب مقرر سازند غزل

از سر کوے تو ہر کو بملامت برود	نرود کارش و آخر بنجالت برود

از سر کو یتو یعنے از سر عشق تو بملامت برود و بسبب توقف ملول شدہ باز گردد نرود کارش کار او پیش نرود و بحصول مدعا نرسد آخر بنجالت برود آخر الامر بخجالت باز گردد کہ جز سر کو یتو جاے نیست یا آنکہ شرمندہ شود قولہ

سالک از نور ہدایت طلبد راہ بدوست	کہ بجاے نرسد گر بضلالت برود

معنی این بیت آنست کہ سالک باہوش طلب راہ برون بدوست از نور ہدایت می طلبد کہ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؎ نشاید ترا جز تو یافتن ؛ وکسے کہ بخودی خود خواہد کہ راہ بدوست برد ہرگز بجاے نرسد بل بضلالت افتد قولہ

ملحوظات بانشاء این غزل در نسخ موجود با اختلاف

کردی آخر عمر ازمی و معشوق بگیر	حیف اوقات که یکسر بطالت برود

آخر عمر عمر ما بقی حیف افسوس یکسر سراسر معنے این بیت آنست که بسیاری از عمر بلهو و لعب بسر بردے اکنون عمر ما بقی را در عشق و محبت الٰہی و مشاہدۂ محبوب حقیقی صرف کن و لذت عمر بچش افسوس کلی باشد که ہمگی عمر مصروف بلهو و لعب گردد و لذت عمر که مشاہدۂ محبوب است چشیدہ نگردد **قولہ**

اے دلیل دل گم گشتہ خدارا مددے	کہ غریب از رہ بر و راہ بدلالت برود

دلیل راہبر **دلالت** رہنمائی مراد مرشد و فضل حقیقی **غریب** سالک کہ از وطن مالوف کہ عالم اطلاقست دور افتادہ و یا بحکم کن فی الدنیا کانک غریب او کعابری سبیل معنے این بیت آنست کہ اے مرشد و اے فضل ازلی حسبتہ للہ توجہے نما و مددے فرما و این گم گشتہ را راہے نما کہ غریبے راہ گم کردہ ام و از گم گشتگی رہ بسوے نیاوردہ و غریب چون راہ گم کند بر ہنمائی رہنما بمقصد رسد **قولہ**

حکم مستوری و مستی ہمہ بر خاتمہ است	کس ندانست کہ آخر بچہ حالت برود

مستوری کنایت از طاعت **مستی** معصیت **خاتمہ** عاقبت بخیر **کس ندانست** معلوم کسے نیست **آخر بچہ حالت برود** سرانجام چون شود بخیر یا ببدی **قولہ**

سالکانے کہ بود بدرقہ اش لطف خدا	بتحمل بنشیند بجلالت برود

سالک طالب حق **بدرقہ** راہبر و رفیق **بتحمل بنشیند** نشستن بتحمل باشد **بجلالت برود** و رفتن او بسرعت باشد حاصل آنست اگر عوارضے و توقفے پیش آید سکونت ورزند و تحمل کنند و چون از انجا برآمدند بیک لحہ راہ صد سالہ طے نمایند **قولہ**

حافظ از چشمۂ حکمت بکف آور آبے	بو کہ از لوح دلت نقش جہالت برود

چشمۂ حکمت عشق و محبت **آبی** کنایہ از عجز و شکستگی **بو** باشد **جہالت** خود بینی و خود پرستی **غزل**

آن کس کہ بدست جام دارد	سلطانی جم مدام دارد

آنکس کہ بدست جام دارد یعنے ہر کہ در مشاہدۂ محبوب حقیقی است **سلطانی جم مدام دارد** او را مدام سلطانی جم است و اطلاع بر مغیبات **جام** روے محبوب کہ ؎ ساغر از دور عارضش کردیم ٭ باده خوردیم و این ترانہ زدیم ٭ و نیز کنایت از صفائی **جم** جمشید کہ چون مغلوب دارا شد جام ساخت کہ در آن احوال ملک دارا معلوم شد تا ہر مصلحتے کہ او مے کرد این در دفع آن میکوشید و نزد بعضے کتابی ساخت

در علم تنجیم نامش جام جم نهاد چون بعد از جم سکندر رسید جام را شکست آئینه ساخت معنی آنست که هر کس که صفائی دل حاصل نمود بر جم سلطانست زیرا که جم از جام احوال ملک دارا معلوم میکرد و سالک از صفائی دل احوال تمام عالم درمی یابد قوله

آب لبی که خضر حیات ز و یافت	در میکده جو که جام دارد

میکده عالم عشق و قلوب انبیا که منشأ محبت اند جام دل و دل مرشد معنی آنست که اگر طالب آن آب هستی که خضر علیه السلام زندگی جاوید یافت پس آنرا در عالم عشق بجو و آن خود در دل تست قوله

سر رشته جان بجام بگذار	کین رشته از و نظام دارد

جام مرادمی عشق از ذکر سبب و اراده مسبب اے جان را سرمست بادهٔ ازلی ساز و این رشته اشاره بجان از و اشاره بمی نظام جمعیت و آراستگی قوله

ما و مے و زاهدان و تقوے	تا یار سر کدام دارد

یعنے ما و میخواری که کنایت از عشق با زلیست یا اختیار طریقهٔ ملامت و زاهدان و صلاح و تقوے یا اختیار طریقهٔ مشیخت باید دید که محبوب ملتفت بکیست و لطف او شامل حال کرا قوله

بیرون ز لب تو ساقیا نیست	در دور کسے که کام دارد

بیرون سوائے لب مراد لطف ساقی تو شاند کسے که کام دارد یعنے کسے که مستغرق می نوشی است اے نوشیدن شراب مشاهدهٔ جمال تو مشغول است ساقیش غیر از لطف تو نیست و نخواهد بود قوله

نرگس همه شیوه های مستی	از چشم خوش تو وام دارد

نرگس مراد عاشق و سالک طال اللسان شیوه های مستی شوخی و بے باکی و شطحیات از چشم خوش تو وام دارد از مشاهدهٔ ذات تو حاصل نموده حاصل بیت آنست عاشق اینهمه جوش و خروش از مشاهدهٔ ذات سراسر استغنای تو حاصل نموده قوله

ذکر رخ و زلف تو دلم را	وردیست که صبح و شام دارد

رخ ذات و وحدت زلف صفات و کثرت حاصل بیت آنکه یعنے دلم را ورد شبانگاه بیان ذات و صفات و وحدت و کثرت تو اے مدام در یاد تو قوله

بر سینهٔ ریش دردمندان	لعلت نمکے تمام دارد

دردمندان عاشقان لعل کنایت از لب مراد صفت متکلمی نمک کنایت از عتاب اشاره بگریه

اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا قولہ

در چاہِ زنخ چو حافظ ایجان	حسنِ تو دو صد غلام دارد

چاہِ زنخ اشارت بتعینات چنانچہ چاہ زنخ زیبا و حسن صورتیہ تعین منظر حسن معنویست مراد از تعین معشوق مجاز ایجان یعنے اے محبوب غلام عاشق غزل

آنکہ از سنبلِ او غالیہ تابے دارد	باز با دلشدگان ناز و عتابے دارد

یعنے آن محبوبے کہ از خوشبوے سنبلِ زلفِ او غالیہ تاب میخورد باز با عاشقان دلدادہ نازے و عتابے دارد دلے اعراض استانا قولہ

از سرِ کشتۂ خود میگذرد ہمچون باد	چہ توان کرد کہ عمرست و شتابے دارد

از سرِ کشتۂ خود از نزدیک عاشقانِ خود کہ کشتۂ تیغ عشق اند میگذرد و ہمچون باد بسرعت تمام میگذرد و متوجہ نمیشود چہ توان کرد مانعش نمیتواند شد و علاج آن چہ توان نمود عمر میست شتابی دارد مانند عمر عزیزست اما وفاے ندارد و بسرعت تمام گذرانست قولہ

ماہ خورشید نمایش ز پسِ پردۂ زلف	آفتابے ست کہ در پیش سحابے دارد

ماہ خورشید نمایش ذات خورشید مثال آنمحبوب ز پسِ پردۂ زلف در اشباح تعینات آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد و بمنزلۂ آفتابیست کہ در ابر در آید قولہ

آبِ حیوان اگر اینست کہ دارد لبِ یار	رو شنست اینکہ خضر بہرہ مرابی دارد

آبِ حیوان آب حیات کہ موجب بقاست سراب دھوکہ حاصل بیت آنست آبِ حیات سرچشمۂ معرفت است نہ چشمۂ آب خضر کہ چشمۂ آبِ خضر پیش چشمۂ آب معرفت ہمچون سرابیست نمودے بودے لاینفع و ہیچ اے عزیز حیات از عشق دان و ممات بے عشق مے شناس ہر کہ بچشمۂ عشق رسید زندۂ ابد گشت فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً اشارہ بدین حیوۃ است و سائر حیاتہا دیگر مضبوط قبضۂ اجل باشد کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ قولہ

چشمِ من کرد بہر گوشہ روان سیلِ سرشک	تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

سیلِ سرشک کثرت گریہ سہی سرو کنایت از قامت مراد وجود ے چیست قامت فی المثل یعنی وجود و حاصل این بیت بمضمون این مصراع متحد است کہ ے بے تقاضاے نظرِ احسن تو افزون نشود قولہ

فکرش

غمزهٔ شوخ تو خونم بخطا می ریزد | فرصتش باد که خوش رانے صوابے دارد

غمزهٔ شوخ کنایت از اخفا و نیز تجلی و مرادش خونم بخطا می ریزد بغلط خون ماریزد چرا که دوستدار را کشتن بمحض خطاست فرصتش باد بهیچ مزاحمتے مرا و را مباد و هیچ متعرض نمیشوم اَلاِرَادَةُ تَرْکُ الْاِرَادَةِ فکر صوابے دارد چه ملک ملک اوست و فرمان فرمان او قوله

چشم مخمور تو دارد ز دلم قصد جگر | ترکِ مستت مگر میل کبابے دارد

چشم مخمور تجلی ذاتی سراسر استغنا - قوله

خوشا

جان بیمار مرا نیست ز تو روے سوال | اے خوش آن خسته که از دوست جوابے دارد

جانِ بیمار جان فریفته روے طاقت خوشا بسیار خوش از دوست جوابے دارد با دوست همکلام باشد قوله

کے کند سوے دلِ خستهٔ حافظ نظرے | چشم مستت که بهر گوشه خرابے دارد

چشم مستت ذات سراسر استغنا غزل

از دیده خونِ دل همه بر روی ما رود | بر روے ما ز دیده چگویم چها رود

معنے آنست که اندوهِ غم من بجاے رسید که از دیده همگی خون دل مے بارم و اینچه ازین کثرت زاری و خونباری بر روئے من روے میدهد معراز بیان است قوله

ما در درونِ سینه هواے نهفته ایم | بر باد اگر رود سر ما زان هوا رود

هواے نهفته ایم محبتے داریم نهانی زان هوا رود یعنے غیر ازان محبت که در سینه داریم نخواهد بود قوله

بر خاک راه یار نهادیم روے خویش | بر روے ما رواست اگر آشنا رود

یعنی روے خود را فرش راه محبوب ساخته ایم اگر آن محبوب بر روے ما قدم نهد عین لطف است قوله

سیلے ست آب چشم بر و هر که بگذرد | گر خود دلش ز سنگ بود هم ز جا رود

سیلست آب چشم آب چشم من بمنزلهٔ سیل است بر و هر که بگذرد هر که آنرا معاینه کند اگر خود دلش ز سنگ بود اگر دل او خود سنگ پاره بود هم ز جا رود جنبش کند اے مهربان شود قوله

ما را بآب دیده شب و روز ماجراست | زان رهگذر که بر سر کویش چرا رود

با آبدیده گریهٔ زاری ما جرا گفتگو و جنگ زان رهگذر برائے آنکه بر سر کویش چرا رود مبادا که

غبار خاطر و بار دلش شود قوله

خورشید خاوری کند از شرمش جامه چاک	اگر ماه مهر پرور من در قبا رود

خورشید خاوری خورشید که طلوعش از شرمست جامه چاک کند گرفتار غم و الم گردد ماه مهر پرور معشوق در قبا رود اے بآرایش و زیبایش درآید قوله

حافظ بکوی میکده دائم بصدق دل	چون صوفیان بصومعه دار الصفا رود

میکده عشق صومعه دار الصفا صومعه که دار الصفا و خانه باد ست رود متعلق بکوے میکده غزل

اگر آن طائر قدسی ز درم باز آید	عمر بگذشته به پیرانه سرم باز آید

طائر قدسی محبوب حقیقی ز درم باز آید بر ما ظهور کند و جلوه نماید معنے مصرع ثانی آنکه از سر نو جوان گردم قوله

دارم امید بدین اشک چو باران که دگر	برق دولت که برفت از نظرم باز آید

یعنے ازین گریه که بمنزلهٔ باران شده اُمید قوی دارم که آن برقِ دولت که مشاهدهٔ محبوب است و از مدتے از نظر ما رفته اے از چشم ما نهان گردیده باز رو نماید چرا که هر جا که بارانست البته نمایش برق آنجاست قوله

آنکه پیشش نهد تاج تکبر خورشید	پادشاهی بکنم گر بسرم باز آید

آنکه پیشش نهد تاج تکبر خورشید یعنے آن محبوبے که خورشید پیش او بنده ایست ذلیل پادشاهی بکنم کوس سلطنت زنم اگر بسرم باز آید اگر بر ما کرم کند و متجلی شود قوله

خواهم اندر عقبش رفت بآن یار عزیز	شخصم ار باز نیاید خبرم باز آید

خواهم اندر عقبش رفت بآن یار عزیز در طلب او خواهم رفت متم بآن یار عزیز شخصم ار باز نیاید اگر بمطلوب خود فیروز نگردم خبرم باز آید نام من جاری گردد و باقی ماند قوله

گر نثار قدم یار گرامی نکنم	گوهر جان بچه کار دگرم باز آید

گوهر جان اضافه بیانیه یعنے چه کار دگرم باز آید که بهتر ازین کار کارے نیست قوله

مانع عشق غلغل چنگ ست و شکر خواب صبوح	ورنه گر بشنود آه سحرم باز آید

چنگ مراد عارف که آوازش راحت افزاے عاشقان شکر خواب خوابے که بعد صبوح کنند و خواب خوش معنے آنست که مانع ارتفاع حجب از میان طالب و مطلوب دو چیز است یکے

گفتگوے عارفان دوم غفلتِ غافلان وگرنہ طلب بجاے میرسید وسراز دریچہ برمیکشید یعنی مردم دو طائفہ اند ازانام یکے خاص دوم عام خواص راگفتگوے شان مانع گشتہ وعوام راغفلت شان قولہ

کوس نو دولتی از بامِ سعادت بزنم	گر بہ بینم مہ نوازسفرم باز آید

مہ نو محبوب باعتبار حسن وزافزون یعنی از روے سعادت کوس نو دولتی زنم کہ از سر نو بدولت رسیدم اگر آن ماہ نوازاخفاء بظہور آید قولہ

آرزومندِ رُخِ شاہِ چو ماہم حافظ	ہمتے تا بسلامت زدرم باز آید

حافظ خطاب بدل یعنے اے دلِ من آرزومند رُخ آن شاہ کہ در حسن وجمال چون ماہ است ہمتے تو ہم خطاب بدل یا بمرشد۔ غزل

اگر رَوم زپیش فتنہا بر انگیزد	ور از طلب بنشینم بکینہ برخیزد

اگر در طلبِ او رایم و دم از محبت زنم نزول بلا ہا و آفتہا بر ما نماید اذا احب اللہ عبدا ابتلاہ واگر از طلب باز آیم وملتفت بدیگرے گردم بعداوت برخیزد وبخصومت پیش آید قولہ

وگر بہ ہمدرے یکدم از وفا داری	چو گرد در رہش افتم چو باد بگریزد

ہوا

ہمواداری دوستداری چو باد بگریزد متنفر شود قولہ

وگر کنم طلب نیم بوسہ صد افسوس	زحقہ دہنش چون شکر فرو ریزد

بوسہ عبارت از حصولِ استعداد وقبول کیفیت کلام صوری ومعنوی ونیم بوسہ یکے ازین ہر دو ونیز بوسہ عبارت از وصل کہ از مقتضیاتِ اوست ونیم عبارت از قلہ بموجب محاورہ چون گویند فلان نیم خرمہرہ نمیدہد زحقہ دہن اضافہ بیانیہ مراد ازان کلام وصفت متکلمی صد شکر صد عتاب وصد سخن خشم آلود کہ بر عاشقان بمنزلہ شکر است یا آنکہ مراد از شیرین است ۵ جواب تلخ می زید لب لعل شکر خارا قولہ

من آنفریب کہ در نرگسِ تو مے بینم	بس آبروے کہ بر خاکِ رہ فرو ریزد

فریب مراد غمزہ وحرکات چشم کہ فریبندۂ عاشقان است نرگس چشم مراد ذات چون حرکات چشمِ تو کہ شیوۂ حسن است بیک چشم زخمے عالمے را بر ہم میزند ملامت کردن درین باب حاجت نیست بضرورت چون تو چشم ما را بدین ظرافت بگردانی وغلغلہ در ملکوت اندازی چہ جاے توبہ وتقوے وزہد است وسلامت جانِ مسکینِ من است قولہ

چه گویمش که چرا با کسان بیامیزی	چنان کند که سر شکم بخون بیامیزد

چندان عتاب و خطاب کند و دوری گزیند که بجای اشک خون گریم قوله

فراز و شیب بیابان عشق دام بلاست	کجاست شیر دلے کز بلا نپرہیزد

فراز و نشیب بلند و پست مراد تصدیعات و آفات دام بلاست موجب گرفتاری و نخست شیر دلی عاشق لا ابالی کز بلا نپرہیزد که ترک اندیشه این بلاها نماید قوله

تو عمر خواه و صبوری که چرخ شعبده باز	هزار بازی ازین طرفه تر برانگیزد

شعبده باز یگر طرفه تر نادر ازین اشاره باین که اول نبوید لطف بعشق خود آشنا ساختن بعد ازو استغنا به بلای هجران مبتلا کردن حاصل بیت آنست که تو زندگی خواه و صابر باش که اگر زنده خواهی اینچنین هزار طرفه خواهی دید قوله

بر آستانه تسلیم سر بنه حافظ	که گر ستیزه کنی روزگار بستیزد

آستانه تسلیم اضافه بیانیه یعنی بمقام تسلیم و تسلیم رضا دادن بحکم حق ستیزه کنی دم بچون و چرا زنی روزگار بستیزد زمانه ترا هلاک کند و ترا از محبوب و ارزد غزل

اگر بباده مشکین دلم کشد شاید	که بوے خیر ز زهد و ریا نمے آید

باده مشکین عشق که رائحه او دماغ عاشق را معطر دارد دلم کشد مائل شود شاید بر جاست معنی مصراع ثانی آن که هیچ ازین زهد ریائی هیچ حصول نمیتوان نمود جانیان خلائق من آن کنم که خداوندگار فرماید که وَالَّذِینَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ خلق کریم که خلق حق تعالے گفته بخشدان الله غفور رحیم مقیم ساکن حلقه زلف اشاره بوجود یا مقام عشق که حلقه ز سر زلف یار بگشاید بجاهدات تمام حجاب از روے نگار بگشاید و بے حجاب روے جانان مطالعه نماید ترا خطاب بمعشوق و نیز بوجود حسن خداداد ازلی و نیز او صاف جمیله و کمالات جلیله مشاطه ات بیاراید و صفاے بمدح موصوف کند محتاج آرایشے و وصف و صافی نیستی چمن مراد دنیا و وجود هوا موسم جوانی و زندگی دلکش فرح بخش می بغیش است محبت خاص از آسیبهاے غم کیفون بجز دل خوش در نظر نمی آید الحال بهتر همین است که دلرا خوش باید داشت و از غیر معرض ساخته با و مشغول باید ساخت این چمن و نیا از سر و مراد عاشقان آزاد لاله محبوبان گلرو جمیله عورتے صاحب جمال عروس جهان اضافه بیانیه هشدار بهوش باش این مخدره اشاره

بعروس جهان و مخدره مکار و غدار و بیوفا لابه تملق ماه رُخ محبوب کرشمه ظهور تجلی و لخته عاشق درے بزن در خالق بزن و در زدن طلب فتح باب کردن بوسهٔ تو رُخ ماه را بیالاید یعنی وصل تو و ملاقات تو که گرفتار صفات بشریه هستی تیرگی بر ما آرد و این از جهت کبریائی ست چنانچه در عرف گویند که دست بدامن مامزن که دامن آلوده گردد والا نه ذات حق از قبول تیرگی منزه است غزل

اے دولت گوے که بمیدان تو یابند	فرخنده سرے آنکه بچوگان تو یابند

گوی مراد عاشقی که گوے وار سرگردانست میدان اشارت بصحرای محبت چوگان مراد عشق باد کنایه از مرشد و فضل ازلی تن آتش زده سوخته کورا اشارت به باد است گذری بر سر ایوان تو یابند مراد را بایوان خلوت تو باشد گم شده دلها دلهای عاشقان که در عشق گم شده اند شبستان جاے شب باشی مراد محل درهم شده سرگشته و خراب زلف پریشان که جذبهٔ محبت هر کس یعنے هر عاشقے در ایام تو در دور محبوبیت تو خاکش شده در وادی هجران تو یابند علة جانسپاری او غیر از جدائی تو نباشد هر دل که جنون از سر گیسوے تو گیرد۔ گیسو مراد راه و طریق یعنی هر دلے که جنون از راه طلب تو پیدا کرد در سلسلهٔ زلف گره سان تو یابند۔ سان مانند یعنی مقید و گرفتار جذبهٔ محبت تو یابند آنان اشاره بعاشقان طلعت خورشید چهرهٔ تو و این خطاب بمحبوب است طالع شده از عطف گریبان تو یابند از گریبان تو یعنے از پردهٔ حجب ظاهر نمایان مشاهده کنند کسے یعنے عاشقی اقبال جمالت بتوجه مشاهدهٔ جمال تو افتاده سحرگه بشبستان تو یابند سحرگاهان افتاده درگاه تو یابند اے مستغرق مشاهدهٔ جمال تو هر خون که در ایام همایون تو ریزند هر عاشقے که در دور تو کشته شود جوشان بدل ساغر و میدان تو یابند جوشنده در محبت و خروشنده در عشق تو میدان خانهٔ مے چون قلمدان کنایت از خم و صراحی و از ساغر چیزے که در و مشاهدهٔ انوار غیبی کند و نیز روے معشوق و از خم و صراحی وجود معشوق هر دل که کبابش ز تمنائے تو سازند هر دلے را که در عشق تو کباب کنند و غرق خون سازند بریان چو کبابش بسر خوان تو یابند سرانجام همچون کباب بریان و سوزان بخوان محبت تو یابند فردا روز حشر شهیدان تو یعنے عاشقان تو که کشتهٔ تیغ عشق تو اند قال ع من عشق وعف وکتم ومات فمات شهیدا دربان کنایه از ابلیس که حاجب خلوتسرائے وحدت است یکران اسپ سم یکران جذبهٔ اسپ عشق

له این غزل تمام و کمال در نسخ موجود نیست ۱۲

له جانب ۱۲

غزل۔ اے[1] بسر دولت باقی باد یافتہ اند ✤ در طلب باش کہ آنہا بہ طلب یافتہ اند ✤

اے برادر تصوف کہ طریقۂ درویشی است سراسر ادبست ابو حفص گوید التصوف کلہا ادب لکل وقت ادب ولکل مقام ادب ولکل حال ادب فمن لزم الاداب الا وقات بلغ مبلغ الرجال ومن ضیع الادب فہو بعید من حیث یظن القبول تصوف جملہ آداب است کہ ہر وقتے و مقامے و حالے را ادبست ہر کہ ملازمت ادب اوقات کند بدرجۂ مرادات رسد و ہر کہ آداب ضائع کند او دور باشد از بساط نزدیکی و مردود باشد از گمان بدبردن بقبول حق تعالے و ادب کار مردان دنیست قال اللہ تعالیٰ والحافظون لحدود اللہ و آداب بر دو نوعست ظاہری و باطنی ظاہری ترک معصیت ہر اکہ اگر کسے در نظر مردمان معصیت میکند و شرم ندارد و چون نظر مخلوقان مساوی میکند او را بے ادب گویند پس ہر کہ در نظر خالق کہ آفریدگار ہمہ است معصیت کند بے ادبی بود پس آنکہ ترک معصیت نمیکند از دو وجہ خالی نیست یا اعتقاد او اینست کہ خدا او را نمی بیند و این اعتقاد کفر است و اگر میداند کہ خدا مے بیند با وجود این ترک معصیت نمیکند نہایت بے خوفی و بے ادبی بود اکنون بدانکہ ادب دو نوعست ظاہری و باطنی ظاہری ترک معصیت یعنی جملہ اعضا و جوارح خود را در حفظ شریعت دارد و حواس خود را مامور امور شرعی داند و ادب باطنی صفاے باطن از جمیع صفات ذمیمہ ظاہر و باطن و سرا و علانیۃ بحق مشغول باشد کہ الادب مع اللہ فی السر والعلانیۃ و ادب طریقہ نبوست کہ قال ع ادبنی ربی فاحسن تادیبی پس تحقیق ہر کہ بے ادب باشد بخدا بار نیابد چنانچہ نقلست کہ روزے بایزید بسطامی گفت[2] قدس سرہ بعضے از اصحاب خود را کہ برخیز و بیا کہ برویم بدیدن مردے کہ خود را بولایت و زہد شہرت داده و مردم قصد زیارت او مے کنند چون رفتند آن مرد از خانہ برون آمد و بمسجد اندر آمد و آب دہن خود بسوے قبلہ انداخت سلطان چون آن حال بدید سلام ناکردہ بازگشت و گفت این مرد را ادبے از ادب رسول این نیست و این ادب رعایت نکرد پس چگونہ این باشد بر دعوی زہد و ولایت و معرفت این دعوی او را بہ است

ابجد عشق تختۂ عشق اب پدر و اب وجد اسلاف حسب شرافت کسے چون علم و زہد و تقوے و عشق تا توانی در حصول عشق سعی نماد از یاد خدا جدا مباش ہر کہ درین راہ بمراتب رسید بدولت عشق رسید و عجب و خود بینی را ترک دہ کہ این سعادت موقوف بہ خویشی و نسب نیست از نیاست ص

چو کنعانرا طبیعت بے ہنر بود ✤ پیمبر زادگی قدرش نیفزود ✤ ہنر بنما اگر داری نہ گوہر ✤ گل از خار است

[1] این غزل در نسخ موجودہ یافت نشد ۱۲

[2] ۱۲ منہ

ابراہیم زآذر بترس و مم از خویش مترس خود بینی بگذار مست غفلت مشو اے گرفتار غفلت میباش و اگر مبتلاے امر غفلت ماندہ کہ فی قلوبہم مرض باید کہ بداوا آن کوشی کہ اِنَّ الْعِلَاجَ بِاَضْدَادِہَا یعنی ذکر کردن حق بشمار اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ قال ابن عباس ات باذکر اللیل والنہار فی البر والبحر والسفر والحضر والغنا والفقر والمرض والصحۃ والسر والعلانیۃ وذکر بر سہ نوعست لسانی وقلبی وروحی کہ ذکر اللسان سوستہ وذکر القلب سوستہ وذکر الروح راحتہ وبراے ذکر وقت مخصوص نیست ہر وقت کہ خواہد کند اما بہترین اوقات شب است بچند نوع اول فراغت دل از مشغولی کارہا۔ دویم دوری از ریا۔ سیوم شب بیداری کہ یَا اَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ و ہر فیضے کہ دوستان حق راشدہ است بشب یا بسحر کہ امید وست خطاب بعاشق ارباب حضور عاشقان روشنائی صفا مشاہدۂ معشوق کہ صفا بخش دل عاشقانست **دل شب** نیم شب منزلت مرتبۂ قرب غزل

آن کیست کز روے کرم با ما وفاداری کند	بر جاے بد کاری چو من یکدم نکو کاری کند

یعنی آنست کہ کیست آن کسے کہ از روے لطف وکرم درین حالتِ پر ملالت رفاقتِ ما نماید و بر چو من بر معصیت رحمے نماید و ما را بمراد او رساند کہ ؎ ما للغریب سوی الغریب انیس قولہ

اول بیانگ چنگ وے آرد بدل پیغام وے	وانگہ بیک پیمانہ مے با من ہواداری کند

گوید بن

اول بیانگ چنگ وے اول آیات واخبار واقوال سلف کہ مشتمل نوید باشد آرد بدل پیغام وے مژدہ بما رساند وتسکین دل حزین این مسکین نماید وانگہ بیک پیمانہ مے بعدہ بیک جامِ عشق با ما وفاداری کند ما را مددے نماید قولہ

دلبر کہ جان فرسود ازو کام دلم نگشود ازو	نومید نتوان بود ازو باشد کہ دلداری کند

دلبر کہ جان فرسود ازو یعنی محبوبے کہ جانِ این بیچارہ غمین در شدائد وبلیات عشقِ او بفرسود کار دلم نگشود ازو وہیچ کشایشے ازان بکارِ من رو ننمود نومید نتوان بود ازو با اینہمہ از جناب محبوب امید منقطع نتوان کرد باشد کہ دلداری کند شاید کہ روزے بدلداری این دلدادہ کوشد ورحمے نماید کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ قولہ

گفتم گرہ نگشودہ ام زین طرہ تا من بودہ ام	گفتا منش فرمودہ ام تا با تو طراری کند

طرہ پریشانی وشدائد عشق یعنی روزے بآن محبوب عرض نمودم کہ اے دلدار غمگسار ازان روزی

کہ گرفتار دام عشق تو گردیدہ ام تا حال نبوعے روے خلاصی ازین شدائد و بلیات نیافتہ ام گفتا منش فرمودہ ام تا با تو طراری کند گفت اے محبوب من این شدائد و محن را بنام تو نامزد کردہ ام تا بتو عیاری و چالاکی کنند۔ قولہ

پشمینہ پوش تند خو کز عشق نشنیدہ ست بو	از مستیش رمزے بگو تا ترک ہشیاری کند

پشمینہ پوش تند خو زاہد مرائی گرفتار بحث و جدال شارہ بمنکر کز عشق نشنیدہ ست بو کہ از عطر عشق بوے بمشامش نرفتہ یعنی محروم العشق است از مستیش رمزے بگو از مستی شراب عشق اندکے باو بگو تا ترک ہشیاری کند تا ازین زہد و ریائی باز آید قولہ

یار لنمی گذارد

چون من گدائے بے نشان مشکل بود دیار چنان	سلطان کجا عیش نہان بارند بازاری کند

گدائے بے نشان مفلس بے سر و سامان یاری چنان یعنے سرور محبوبان و سراسر استغنا سلطان کجا عیش نہان بارند بازاری کند اے بادشاہ کے بارند بازاری عیش نہان کنند و او را در خلوت خاصش بار دہد قولہ

زان طرۂ پر پیچ و خم کہ ست اگر بینم ستم	از بند و زنجیرش چہ غم آنکس کہ عیاری کند

زان طرۂ پر پیچ و خم اے جذبۂ عشق تو کہ سراسر شدائد و بلیات است کہ ست اگر بینم ستم اگر جفا ہا دیدم و ستمہا متواتر بما میرسد بر ما آسان است ای ملول نمیگردم و بہ تنگ نمی آیم چرا کہ از بند و زنجیرش چہ غم آنکس کہ عیاری کند کہ مر عاشق را ازین تحمل شدائد و بلیات غمی نیست کہ ؎ عاشقی رنجیست مرد انرا بسینہ راحتست ✣ سلسلہ بند است و شیر انرا بگردن زیور است ✣ قولہ

شد لشکر غم بعید دار بخت میخواہم مدد	تا فخر دین عبد الصمد باشد کہ غمخواری کند

بعید دور نہایت عبد الصمد کنایہ از مرشد کہ بحق باقی باشد قولہ

با چشم پر نیرنگ او حافظ مکن آہنگ او	کان چشم شوخ و شنگ او بسیار مکاری کند

یعنے اے حافظ خیال و عشق آنچشم جادوانہ او مکن کہ آن چشم جادوانہ شوخ و بیباک او سراسر مکار است کہ شیوۂ او ہمین است کہ ہر کسے کہ پیش او آید اول بنگاہ آشنا دل او بر باید بعدہ بنظر قہر بخاک مکیسان کند

غزل

آن یار کز و خانۂ ما رشک پری بود	سرو تا قدمش چون پری از عیب بری بود

ضمیر شیرین بران یار فروکش کنم این شهر در همین شهر اقامت کنم و شهر کنایه از دنیا و وجود بنویس لذت مشاهدهٔ او بیچاره اشاره بدل یارش سفری بود که آن تجلی نمودار گردید و مخفی شد تنهانه زر از دل ما پرده برآه او یعنی تنهانه این راز دل ما که کنایه از عشق است اشتهار یافت و مشهور گردید بلکه شیوهٔ فلک از ابتدا پرده دریست که عاشقان را رسوا میکند و در معرض اختفا نمی گزارد حسن جمال صوری ادب حسن اخلاق صاحب نظری معرفت نیک و بد دوست و دشمن و صادق و کاذب معنی بیت آنست یعنی آنماه خردمند که این همه حسن با وجود حسن صوری و حسن اخلاق میز نیک و بد دوست و دشمن و صادق و کاذب است چنگ دست بدامن ضمیر شیرین محبوب اختر بد مهر طالع نافرجام بدر برد جدا ساخت آری چکنم گردش دور قمری بود ای رفیع گردش فلکی تو استم کرد قوله عذرش بنه معنی آنست کرای دل من چون تو غریب و بینوا و مفلس هستی اگر محبوب با حوال تو ملتفت نشد معذورش دار که او سلطان کشور حسن است و تو گدا و بادشاهان را بگدایان کجا پروا بادشاهی کامران بود از گدایان عار داشت اوقات خوش آن بود بخوشی آنوقت بود و عمر فرخنده آنکه با دوست بسر رفت در مشاهدهٔ دوست گذشت بیت اصلی لا ینفع در دیگری تصدیع و رنج لب آب و گل و سبزه مقام دنیا که چون لب آب محل عبرت است که بنشین بر لب جوی و گذر عمر بنان + و گلهای مصنوعات در و شگفته و چون سبزهٔ فرحت افزای نظارگیان است این گنج گهر اشاره بمشاهدهٔ محبوب بهر گذرے بود ثباتے و قرارے نداشت قوله

خود را بکشد بلبل ازین غصه که گل را	با باد صبا وقت سحر جلوه گری بود

بلبل عاشق گل محبوب با دصبا ملک الموت وقت سحر آخر شب مراد دم واپسین یعنی از غیرت آنکه دم واپسین میان طالب و مطلوب ملک الموت واسطه میشود عاشق خود را میکشد چه باشد پیش از من از جلوهٔ معشوق دیگرے بهرور گردد که دهقان نچیده میوهٔ باغ + خواهد که برایگان خورد زاغ + گنج سعادت مشاهدهٔ عرفان تمین برکت غزل

آنکه رخسار ترا رنگ گل نسرین داد	صبر و آرام تواند بمن مسکین داد

نسرین نام گلے خوشبو و سفید گیسوے تسم است از مویهاے زلف مراد عشق متطاول دست درازی داد من غمگین داد مرا بانصاف توان رسانید فرهاد نام پهلوان کیکاؤس شاه ایران زمین و نام سنگتراشی که عاشق شیرین معشوقهٔ خسرو شده بود چون آن میعاد یافتن شیرین

درمیان کوه راه بر دو کس نرفتاد که در دوغ با او گفت که شیرین بمرد بشنیدن این خبر دوا از کوه انداخت
وجان شیرین داده گنج قناعت القناعة کنز لا یفنی القناعة الکتفاء بالموجود وترک طلب المفقود آن
اشارة بگنج زر این اشاره بقناعت از ره صعوبت نظر ظاهر بینی بسیست مستغرق لذات اوشد
عمر خود شکابین داد عمر خود را مراد او در وجه کابین داد ای خود انگشت بعد ازین الحال آنسرو بلند
محبوب حقیقی فرورودی نام ماه بهار معنی این مصرع آنست خصوصا اکنون که بآب باشی لطف و
فضل الهی چمن دل طراوتی و تازگی گرفته وگلهای مشاهدات در دمیده قوله درغم وغصه الخ
یعنی ای قوام الدین از تو داد میطلبم که فراق رویت دل مارا درغم وغصه دوران انداخت
که ازان خون گردید

غزل

ابر آزاری بر آمد باد نوروزی وزید	وجه می میخواهم و مطرب که میگوید رسید

آزار نام ماهی ابر آزاری ابر بهاری وجه خرج مطرب که میگوید ای مطربی که سرود میکند قوله

شاهدان در جلوه و من شرمسار کیسه ام	ای فلک این شرمساری تا بکی خواهم کشید

شاهدان تجلیات جلوه ظهور من شرمسار کیسه ام چیزی نیست که شمار ایشان کنم قوله

قحط جود است آبروی خود نمی باید فروخت	باده و گل از بهای خرقه می باید خرید

جود یعنی بخشش ونیکی معنی بیت آنست که درین زمانه که قحط الرجال است وصاحبکرمی
که عارف کامل است در نظر نمی آید بهر کس التجا نباید کرد و خود را بی آبرو رسوا نباید ساخت مگر
همین که خرقه زهد وتقوی را باید فروخت وشراب عشق ومشاهده معشوق باید خرید قوله

غالبا خواهد کشود از دولتم کاری که دوش	من نمیکردم دعا وصبح آمین میدمید

غالبا اکثر والبته دولت مساعدت بخت وکشودن کار کنایت از حصول مطلب چرا که من دست بدعا
برآورده بودم وصبح که هنگام استجابت دعاست میدمید این دلیلی است حمیده وفالی است
پسندیده بر حصول مطلب قوله

دامنم گر چاک شد در عالم رندی چه باک	جامه در نیکنامی نیز نتوان درید

یعنی اگر در رندی که کنایت از میخوارگیست رسوای عالم شدم باکی نیست اما باید که الحال در نیکنامی
نیز مشهور باید شد قوله بابی وصد هزاران خنده گل آید بباغ ✤ یعنی محبوب من

بالب خندان گل مثال در مجلس دل نزول بنود علتش غیران را نخواهد شد که گریهٔ ما را استماع نموده باشد قوله

این لطائف کز لب لعل تو من گفتم که گفت	وان تطاول کز سر زلف تو من دیدم که دید

لطائف سخنان لطیف لب لعل تو یعنی عشق تو که گفت یعنی عاشقی هیچ نگفت تطاول دست درازی اشاره بشدائد و بلیات از سر زلفت یعنی در عشق تو که من دیدم که دید اینچه من کشیدم هیچ عاشقی نکشید قوله

عدل سلطان گر نپرسد حال مظلومان عشق	گوشه گیران را ز آسایش طمع باید برید

سلطان محبوب گر نپرسد حال مظلومان عشق بفریاد حال عاشقان نرسد گوشه گیران را ز آسایش طمع باید برید عاشقان را که از ما سوا گوشه گرفته اند امید راحت منقطع باید کرد بحیثیل که چون عدل محبوب بفریاد عاشقان نمیرسد زاهد از اینچه امید راحت قوله

تیر عاشق کش ندانم بر دل حافظ که زد	اینقدر دانم که از شصت ترش خون میچکد

تیر عاشق کش حربهٔ سخت یعنی تیر عشق که عاشق کش است اینقدر دانم که از شصت ترش خون میچکد سخنان او گواه حال اوست که اینچنین سخنان غیر از خسته دل نیاساید غزل

اگر خدای کسی را یک گناه بگیرد	زمین بناله در آید ز ماه آه بگیرد

بگیرد مواخذه کند برابر است که وکوه پیش حضرت مولا که عصیان اندک قلت طاعت کوه طغیانی گناه یا کثرت طاعت بکوه ببخشد با کثرت معاصی عفو کند گهی بکاه بگیرد یعنی با قلت طاعت مواخذه کند یا بگناه سهل مواخذه کند که ماه بر فلک از شومی گناه بگیرد گویند علت خسوف یکی کثرت معاصی بندگان است برای نمود قهر خود خسوف میکند تا بندگان از قهر الهی بترسند بدانند که این بیچارگان با وجود عدم ترک امر الهی از قهر ایمن نیستند وای بر ما که شب و روز در معاصی میگذاریم فردا روز حشر که داد خواه بگیرد مظلومی که دامنگیر تو گردد که وداع هنگام رخصت مشا به حد رود یعنی آن محبوب راه بگیرد مانع راه شود شاه محبوب حقیقی بیدلان عاشقان زهره قدرت یارا طاقت پیش راه بگیرد یعنی مزاحم نشود غزل

اگر نه باده غم دل زیاد ما ببرد	نهیب حادثه بنیاد ما ز جا ببرد

اگر بادهٔ عشق رقوم غم را از لوح دل نتراشد پس قریبست که غارت حوادث بنیاد وجود ما را محو و معدوم گرداند قوله

۱۵ این غزل در نسخ موجود با نسخه نشد ۱۲

رود آبیده داشک روان گردد ۱۳

وگرنہ عقل بمستی فروکشد لنگر	چگونہ کشتی ازین ورطہ بلا ببرد

عقل صحو مستی سکر فروکشد لنگر مدد گار شود ورطہ مقام عشق۔ باید دانست کہ عاشق را ہر دم حالت دگر است گاہ سکر گاہ صحو گاہ نشیب گاہ فراز اگر یک مقام باشد پس ازین ورطہ بلا کہ راہ عشق است چگونہ خود را بسلامت ببرد و بچہ نوع قطع این راہ نماید۔ قولہ

فغان کہ باہمہ کس غائبانہ باخت فلک	کسے نبود کہ دستے ازین دغا ببرد

غائبانہ باخت غائبانہ باختن چنان باشد کہ پس پشت حریف نطع شطرنج قرار کنند چون حریف دوم مہرہ روان کند او را علم دہند کہ فلان مہر فلان خانہ بفلان خانہ روان کرد او بیاد اعلام کند کہ بہمان وہمین خانہ روان کنید ہمچنین نمط حریف بیادمات کند این بازی را غائبانہ نامند دستی ازین دغا ببرد برین غالب آید۔ قولہ

دلِ ضعیفم ازان میکشد بطرفِ چمن	کہ جان زمرگ بہ تیمارِ صبا ببرد

چمن مجلس مرشد مرگ ہجران کہ اشد از مرگ ہست تیمار صبا اعانت عارف کامل کہ ازین ہجران جان بسلامت برد قولہ

طبیبِ عشق منم باده خور کہ این معجون	فراغت آرد و اندیشۂ بلا ببرد

طبیب عشق معالج مرض عشق باده خور بمرہ نوشی اشتغال نما این معجون اشارت بعشق فراغت آرد از ما سوا فراغ بخشد اندیشۂ خطا ببرد اندیشہای لایعنی دور گرداند قولہ

گذار بر ظلمات ست خضر راہے جو	مباد کاتش این خاک و آب ما ببرد

ظلمات راہ عشق کہ تاریک و مخوف و چشمۂ معرفت در و مخفی خضر راہ عاشق کامل کہ رہبر عاشقان است کاتش این آتش عشق خاک و آب ما ببرد وجود ما بسوزد قولہ

بسوخت حافظ و کس حالِ او بیار نگفت	مگر نسیم پیامے خدائے را ببرد

نسیم مرشد و لطف ایزدی و عنایت نبوی خدائے را بواسطہ خدا ببرد رساند غزل

بیا کہ ترک فلک خوان و روزہ غارت کرد	ہلالِ عید بدورِ قدح اشارت کرد

ترک فلک مریخ مراد عشق ہر جا کہ در آید زیر و زبر سازد خوان روزہ کنایت ایام زہد و ورع ہلال عید شہود و مشاہدات دورِ قدح گردش پیالہ معنے آنست کہ خود را میگوید کہ بیا و اصل حق باش و چیزے

فغان

لہ ایچہ اختیار این غزل با فتنہ شد نوشتہ شد با قلم شکستہ موجود نیست ۱۲

دیگر بخاطر متراش که عشق پرنیگاری را برهم زد و آنرا غارت کرد و اهل خود را مستی اشارت کرد پس مستانه و آوارگان راه در آ قوله

ثواب روزه و حج قبول آن کس برد	که خاک میکدهٔ عشق را زیارت کرد

آن کس برد آن کسے را حاصل شد که خاک میکدهٔ عشق را زیارت کرد کسے که حصول عشق نمود - قوله

مقام اصلی ما گوشهٔ خرابات است	خدایش خیر دهاد آنکه این عمارت کرد

خرابات فنای صفات بشری هر کو بخرابات نشد بدین سمت و نیز مقام توحید یعنی مقام اصلی ما فناست خدایش خیر دهاد و آن کسے که ما را بمقام فنا رسانید و نیز مقام اصلی ما مقام توحید است که آنجا دوئی را گنجایش نیست خدا مر او را خیر دهاد که ما را بمقام خود رسانید و از دوئی رهاند قوله

امام شهر که سجاده میکشید بدوش	بخون دختر رز جامه را قصارت کرد

سجاده میکشید بدوش در زهد و پارسائی میکوشید و دختر رز شراب انگور مراد عشق قصارت داغ نهادن و نشان کردن چنانچه گاذران بر جامهاے کنند قوله

نماز در خم آن ابروان محرابی	کسے کند که بخون جگر طهارت کرد

یعنی نماز مشاهده که الذین هم فی صلوتهم دائمون در حق اوست کسیکه از چشمهٔ عشق وضو سازد و از ماسوا پرهیز د بخون جگر بجاے هدیهٔ تمام و نیز کنایه از کثرت گریه و خونخواری طهارت و وضو و پاکی قوله برروے یار نظر کن ز دیده منت دار یعنی بر روے محبوب نگاه کن و ممنون دیدها باش که دیدهٔ این کار از راه بصیرت کرده که مفتون اینچنین روے گردیده ز حلقهٔ زلفش جذبهٔ عشق بجان خرید آشوب بطوع و رغبت و جانفشانی حصول این پریشانی نمود که این تجارت کرد اشاره بجان دادن و اختیار پریشانی نمودن قوله

بهاے بادهٔ چون لعل و چیست جوهر عقل	بیا که سود کسے برد کاین تجارت کرد

حاصل این بیت آنست یعنی تا وقتیکه جوهر عقل را از دست نه دهی حصول شراب عشق و محبت نخواهی کرد سود کسے برد حصول فائده کسے نمود کاین تجارت کرد عقل داد و عشق خرید قوله

فغان که نرگس جماش شیخ شهر امروز	نظر بدرد کشان از سر حقارت کرد

جماش بفتح کثیر بخش و جمش بادی است بلغت تازی و نیز بمعنے خادو دیو و دلیر و شوخ من ابراهیم شاهی شیخ شهر و دردکشان عاشقان چه هر چه صاف بود سلف نوشند و چه دریغا بادها خورند نظر از سر حقارت کرد حقیر دانست و سهل پنداشت قوله

حدیث عشق ز حافظ شنو نه از واعظ	اگرچه صنعت بسیار در عبارت کرد

حدیث عشق بیان عشق اگرچه صنعت بسیار در عبارت کرد یعنے اگرچه در بیان بسیار عبارت آرائی کرد اما بلطف سخن یا مغز سخن نرسید نغزل

بسیر جام جم آنگه نظر توانی کرد	که خاک میکده کحل بصر توانی کرد

جام جم یعنی پیالهٔ جمشید که ساخته حکما بود و راز هفت فلک در و معاینه مے نمود و آنرا جام جهان نماے و جام کیهان نیز مے گفتند و از نجا مراد از دل و نیز دل عارف میکده خمخانه معنے آنست که اے طالب

گنجینۂ اسرار الٰہی اگر باخبر و آگاہی بدان ما دام کہ این دیدۂ ظاہر بین خاک میخانۂ محبت کہ سرمۂ چشم عاشقان بلند پرواز است مکحل نگردانی ہرآئینہ قلب انسان کہ جام جہان نمائے حق است بینائی نتوان یافت قولہ

مباش بے مے و مطرب بزیر چرخ کبود	کزین ترانہ غم از دل بدر توانی کرد

ترانہ سرود مراد تلقین مرشد معنی آنست یکدم بے حصول مے محبت و مصاحبت مرشد مباش کہ در دنیا جز بدین دو چیز رفع غموم و ہموم و اندیشہا را نمی تواند نمود کہ ؎ چارہ درد رفع خواطر صحبت پیر است و بس ✤ رخنہ بر ما جوج بستن خاصۂ اسکندر است ۔ قولہ

گل مراد تو آنگہ نقاب بگشاید	کہ خدمتش چو نسیم سحر توانی کرد

یعنی آن وقت بمراد خود کہ حصول معرفت است فیروز گردی خدمتش اے خدمت آن مرشد کامل چون نسیم سحر توانی کرد و مساو صباح بملازمت او باشی و لحظہ از وجدائی نہ نوازی قولہ

گدائی در میخانہ طرفہ اکسیر است	گرین عمل بکنی خاک زر توانی کرد

در میخانہ آستانۂ مرشد و مقام عشق طرفہ اکسیر است عجب کیمیائی است کہ خاک از زر میگرداند بخلاف کیمیائے معروف چنانچہ در مصرعۂ لاحق گوید این عمل اشارہ بگدائی در مرشد قولہ

جمال یار ندارد نقاب و پردہ ولے	غبار رہ بنشان نظر توانی کرد

معنی آنست کہ جمال یار حقیقی پردہ ندارد ولے غبار ہستی تو پردہ در پیش مے آرد آن غبار را از پیش بنشان یعنی خود را ہیچ مدان تا بجمال او نظر کردن توانی و خویش را بمقصود رسانی ۔ قولہ

تو کز سرائے طبیعت نمیروی بیرون	کجا بکوے حقیقت گذر توانی کرد

تا وقتیکہ از قید خودی و بند بشریت رہائی نہ یابی و فانی نمیشوی کجا بکوے طریقت گذر توانی کرد در عالم عشق کاملان یابی قولہ

بعزم مرحلۂ عشق پیش نہ قدمے	کہ سود ہا بری ار این سفر توانی کرد

اے متوجہ منزل عشق باش و حصول آن تما سود ہا کنی بسیار فائدہا ببری و سود این سفر اشارہ بعشق قولہ

بیا کہ چارۂ ذوق حضور و نظم آموز	بہ فیض بخشی اہل نظر توانی کرد

بیا خطاب بدل چارۂ ذوق و حضور نظم آموز دریافتن حلاوت عشق و بیان کردن کلمات محبت اہل نظر عاشقان کامل قولہ

دلا ز نور ریاضت گر آگہی یابی	چو شمع خندہ زنان ترکِ سر توانی کرد

ز نور ریاضت گر آگہی یابی وقتیکہ نور ریاضت بر تو تابد چو شمع خندہ زنان ترکِ سر توانی کرد آن وقت خندان و فرحان سر را فدای راہِ عشق گردانی قولہ

ولے تو تالبِ معشوق و جام مے خواہی	طمع مدار کہ کارِ دگر توانے کرد

یعنے تا تو لبِ معشوق و جام صوری میخواہی طمع مدار کہ با وجود این بحقیقۃ توانی رسید و لذتے و حلاوتے توانی چشید قولہ۔ اگر چو صبح برآری نفس بصدق وصفا ✤ اگر در عشقِ صادق باشی رُخِ مراد بخوبی قمر توانی کرد ✤ بمراد خواہی فیروز گردی قولہ۔ دوائے غصۂ دوران گرت خیال بود ✤ اگر رفع غموم وہموم دنیوی میخواہی بدور باد ۂ گلگون مگر توانی کرد ✤ جز بحصول عشق و محبت نتوانی نمود۔ قولہ

اگر این نصیحتِ شاہانہ بشنوی حافظ	بشاہراہِ حقیقت گذر توانی کرد

این نصیحت شاہانہ اشارت بمضمونِ ابیات این غزل یا تنہا بہ بیت ماسبق شاہراہ حقیقت اضافۃ بیانیہ و نیز معرفۃ سفر گذر غزل

ببلبلے خونِ جگر خورد گلے حاصل کرد	بادِ غیرت بصدش خارِ پریشان دل کرد

بلبل کنایہ از خود گل کنایہ از فرزند باد غیرت اضافۃ بیانیہ بصدش خارے بصد تصدیع و رنج او را اے آن بلبل را و این غزل در مرثیہ انشا کردہ قولہ

طوطی را بہوائے شکرین دل خوش بود	ناگہش سیلِ فنا نقشِ امل باطل کرد

طوطی کنایہ از خود شکر کنایہ از فرزندِ خوش گفتار نقشِ امل اضافۃ بیانیہ مراد فرزند سیلِ فنا اضافۃ بیانیہ مراد اجل قولہ

قرۃ العین من آن میوۂ دل یادش باد	کہ خود آسان بشد و کارِ مرا مشکل کرد

قرۃ العین فرزند ضمیر شین یادش بفرزند آسان بشد پاک آمد و پاک رفت کار مرا مشکل کرد مارا گرفتار غم و الم ساخت قولہ

ساربان رختِ من افتاد خدارا مددے	کہ امیدِ کرمم ہمرہ این محمل کرد

ساربان دارندۂ شتر چون پیلبان مراد مرشد رختِ من افتاد عاجز و متفکرم چون کسے کہ رخت

او افتاده باشد وقت مدد است خدارا حسبةً لله که امید کرم تو مرا همراه این محمل کرد از تابعان تو ساخته ای دامنت گرفته ام قوله

آه و فریاد که از چشم حسود دمه و مهر	در لحد ماه کمان ابروم منزل کرد

لحد قبر ماه کمان ابروی من کنایت از فرزند قوله

روی خاکی و نم اشک مرا خوار مدار	چرخ فیروزه طربخانه ازین کهگل کرد

معنی آنست که روی خاکی و نم اشک مرا خوار مدار که چرخ فیروزه طربخانه بدین روی خاکی و نم اشک کهگل کرده و خاکیان را در هجمت و سرور کشیده پس مارا خوار مدار و بمدارج علیا برار تا آنچه در قوت ما است بفعل آید و این بیت نیز در مرثیه است و توجه باستعانت مرشد قوله

نزدی شاه رخ و فوت شد امکان حافظ	چکنم بازی ایام مرا غافل کرد

نزدی شاه رخ کاری نکردی که بدان بر مراد ظفر یابی امکان قدرت مراد جوانی و وقت فرصت بازی ایام فریب گردش زمانه غزل

باشد اے دل که درمیکده را بکشایند	گره از کار فروبسته ما بکشایند

ایدل باشد که این قبض به بسط مبدل باشد و کار بسته ما کشایشی یابد قوله

اگر از بهر دل زاهد خود بین بستند	دل قوی دار که از بهر خدا بکشایند

اگر بسبب شامت زاهد خود بین که نفس است قبض وارد شده دل قوی دار جمع دار که از بهر خدا بکشایند حسبةً لله به بسط مبدل کنند قوله

بصفائی دل رندان صبوحی زدگان	بس در بسته بمفتاح دعا بکشایند

بصفائی دل بیرکت و توجه بطفیل رندان صبوحی زدگان عاشقان بس در بسته بسا کار مشکل بمفتاح دعا اضافه تبانیه دعا بکشایند برآیند که اُدْعُونِیٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ قوله

در میخانه ببستند خدایا مپسند	که در خانه تزویر و ریا بکشایند

در میخانه ببستند بستگی در میخانه مراد حالت قبض انقطاع شهود و تجلیات رویداد - مپسند روا مدار در خانه تزویر و ریا بکشایند گرفتار عبادات ریائی شوم قوله

گلیسوئے چنگ ببرید بمی گرمے ناب	تا همه شعبدگان زلف دوتا بکشایند

قطع مشاهدات تجلیات ۱۲

معنے آنست کہ اے ہمنشینان من از حالت قبض من بمرشد عرض کنید تا از گفتار باز ماند و در معالجہ من شود و درین ماتم زدگی شریک من باشد تا ہمہ سالکان بمقتضاے پس رویش در ماتم آیند و امداد ہمت نمایند تا قبض بہ بسط مبدل شود و نیز اسباب طرب از پیش دور کنید و حریفان را ازین معنی آگہی دہید تا درین ماتم بمن شریک شوند و امداد ہمت کنید تا بمراد رسم ۔ قولہ

نامہ تعزیت دختر رز بنویسید ❊	تا حریفان ہمہ خون از مژہا بکشایند

و واقعۂ قبض من چون نامۂ تعزیت بسالکان نویسید تا از حال من آگہی یابند و در گریہ و زاری درآیند و دست دعا برکشایند و نیز دعاے ایشان بہدف مراد من رسد سوال این گستاخی بمرید چگونہ نمود و جواب ہنگام استمالت دیگانگی رواست کہ عمرؓ با حضرت علیؑ کراست و مرات نمودہ و حضرت ہیچ ناخوشی نفرمودہ قولہ

حافظ این خرقۂ پشمینہ بہ بینی فردا	کہ چہ زنار زیر ش بجفا بکشایند

این خرقہ طاعت و عبادت زنار علامت کفر مراد عدم اخلاص کہ موجب نا مقبولیت است بجفا بجبر و قہر بکشایند آشکار و ظاہر سازند غزل

برید باد صبا دوشم آگہی آورد	کہ روز محنت و غم رو بکوتہی آورد

برید قاصد برید باد صبا اضافۃ بیانیہ مراد وارد و مرشد آگہی خبر و پیام معنے مصراع ثانی آنکہ این محنت و غم آخر رسید قولہ

بمطربان صبوحی دہیم جامۂ پاک	بدین نوید کہ بادِ سحرگہی آورد

مطربان صبوحی کنایت از عاشقان سرمست جامہ چاک خرقہ و پیراہن کہ اطراف دامنش چاکدار باشد بدین نوید کہ مصراع ثانی بیت سابق باد سحرگہی ہمون وارد و مرشد شیراز[1] نام شہر کہ اورا معمورہ عمر ولیث گویند چہ او بانی است و قبل آباد کردہ سلیمانؑ است و حافظ متوطن آن بودہ اینجا مراد از شیراز مقام قرب کہ مقام اصلی است دلیل راہبر دلیل عشق اضافۃ بیانیہ قولہ

نسیم زلف تو شد خضر راہم اندر عشق	زہے رفیق کہ بختم بہمرہی آورد

خضر پیشوا و ہنمارہے راہی شدم یعنی در سفر قولہ

بجبر خاطر ما کوش کین کلاہ نمد	بسے شکست کہ بر افسر شہے آورد

[1] ایہامست این شہر ہنوز بافتہ نشد ۱۲

جبر لفظ اضداد اللغة است بمعنی شکستن و شکسته را بستن و اینجا بمعنے اخیر بجبر خاطر ما کوش یعنی بسوے ما بحقارت منگر و بخاطرداری ما کوش معنے مصراع ثانی آنکه افسر شاهان را قدری نمی نهد قوله

بیا بیا که تو حور بهشت را رضوان	در نیجهان ز برای دل رهی آورد

که تو حور بهشت را که چون توئی را که مانند حور بهشت هستی رضوان نشاننده بهشت اینجا حق تعالے رهی بنده کنایت از خود قوله

چه آهها که رسید از دلم بخرگه ماه	چو یاد عارض آن ماه خرگهی آورد

چه آهها چه بسیار آن ماه خرگهی معشوق پرده نشین قوله

رساند رایت منصور بر فلک حافظ	چو التجا بجناب شهنشهی آورد

حافظ منصور را بعلو درجه رسانید بسبب آنکه حافظ التجا بجناب منصور نمود غزل

بعد ازین دست من و دامن آن سرو بلند	که ببالای جهان ازین و بچنیم برکند

بعد ازین الحال من و دامن آن محبوب اگذاشتنی نه ام که بدین قامت خرامان ما را از پا در آورد گویند که حافظ با شاهزاده خجند نظرے داشت و او بهیچ حال حافظ نمیپرداخت حافظ بطریق رقعه این غزل نوشته قوله

حاجت مطرب مے نیست تو برقع بگشای	که برقص آورد م آتش رویت چو سپند

رقص و فرحت ما موقوف بمطرب و مے صوری نیست تو حجاب از روے خود بردار و جمال خود بما نما که تا آتش جمال روے تو سپند وار ما را برقص آرد قوله

هیچ روے نشود آئینه چهرهٔ بخت	مگر آن روے که مالند بران سم سمند

هیچ روے لایق مشاهدهٔ روے تو نشود قوله

گفتم اسرار غمت هر چه بود گو مباش	صبر ازین بیش ندارم چکنم تا کے و چند

گفتم بیان کردم اسرار غم اسرار عشق گو مباش که متنفر و ملول نشوم چند چه مقدار قوله

مکش آن آهوی مشکین مرا ای صیاد	شرم ازان چشم سیه دار ببندش مکمند

آهوے مشکین مراد خود که انسان صورت حق است خلق الانسان علے صورته چنانچه چشم آهو که بچشم لیلے مے مانست صیاد کنایه از مرشد و محبوب حقیقی آن چشم سیه مراد ذات که شبیه باوست

من خاکی که ازین در نتوانم برخاست	از کجا بوسه زنم بر لب آن قصر بلند

خاکی سست وضعیف نتوانم برخاست طاقت برخاستن ندارم از کجا بوسه زنم بر لب آن قصر بلند از کجا بمقام قرب وعلو درجات توانم رسید قوله

باز مستان دل ازان گیسوی مشکین حافظ	زانکه دیوانه همان به که بماند در بند

گیسوے عشق آن محبوب حقیقی ویا صحبت مرشد غزل

بر سر[له] بازار جانبازان منادی بشنوید	بشنوید اے ساکنان کوی رندی بشنوید

جانبازان عاشقان منادی ندا کننده ساکنان کوے رندی عاشقان باید دانست که ارباب عرفان را گاهے قبض پیش مے آید تا دیرے می پاید خواجه این غزل دران هنگام فرموده ندا کننده کنایه از خود دختر رز شراب سر خیال سر خود گرفتن فتن مطلق العنان شدن یعنی اے زمرهٔ عاشقان دخترے که از ما گم شده علامتش این دارد جامه دار ذر لعل جامه سرخ دارد در بر نیمتاجی از حباب نوعے است از تاج که مخصوص بفرنگیان است حباب بر سر آن چون تاجی است بر سر عقل و دانش مے برد رهزن عقل و دانش است وطالبان را بخود مے فریبد تا ایمن ازوی نشنوید یعنے این علامتهاے مذکوره براے آن بیان کردم تا ایمن نباشید وجستجوے او کما ینبغی نمائید قوله

هر که زان تلخم دهد حلوا بها جانش دهم	ور بود پوشیده و پنهان بدوزخ در روید

معنے آنست که هر که ازان تلخ که خمر است مراد عشق مرا حلوای شیرین دهد که نزد ما چون حلوا شیرین است یعنے هر مرشدے که بیان معارف کلام فصیح کند به بهاے بیان آن نسنرد جز جان دادن و اگر آن تلخ باشد بدوزخ پوشیده و پنهان اے سالکان کوے رندی در رسید و هر جا که باشد او را جستجو کنید واز طلب آن غافل نمانید وعلامتهاے آن بالا بیان کردم ودیگر علامات مے گویم وآن در بیت آخر است۔

غزل

بتے دارم که گرد گل ز سنبل سایبان دارد	بهار عارضش خطی بخون ارغوان دارد

گل رخساره سنبل زلف سائبان حجاب بهار عارض حسن ارغوان کنایت از عاشق یعنی بتے دارم که ذات خود را در اسماء وصفات پوشیده میدارد وچون همه ظهور ذات اوست وجز تجلی ذات در عالم چیزے دگر نیست بضرورت در وجود مجاز محو ومتلاشی شده وافزونی حسن ذات او

[له] این غزل تمام وکمال در نسخ موجوده یافت نشد ۱۲

بعشق عاشقانست ۵ بے تقاضای نظر حسنِ تو افزون نشود ✤ تا دلم خون نشود روے تو گلگون نشود قولہ

حیات لہ

غبار خط بپوشانید خورشید رخش یارب | بقائے جاودانش دہ کہ حسن جاودان دارد

غبار خط پردۂ اسماء وصفات کہ تعینات اند خورشید رخ کنایت از ذات بقائے جاودانش دہ مدام در نظر ما دار حسن جاودان حسن لا نہایت قولہ

ز چشمت جان نشاید برد کز ہر سو نمی بینم | کمین از گوشۂ کردست تیر اندر کمان دارد

جان نشاید برد جان بسلامت نتوان برد تیر اندر کمان دارد مستعد قتل است قولہ

خدارا داد من بستان ازو ای شحنۂ مجلس | کہ مے با دیگران خورد است و با من سرگران دارد

خدارا برائے خدا شحنۂ مجلس کنایت از مرشد مے با دیگران خوردہ است لطف و کرم با دیگران کردہ با ما سرگران دارد کنایت از استغنا و عدم التفات قولہ

بیکران لہ

چو عاشق مے شدم گفتم کہ بردم گوہر مقصود | ندانستم کہ این دریا چہ موج خونفشان دارد

چو عاشق مے شدم وقتے کہ قدم در طریق عشق نہادم بردم گوہر مقصود بمطلب رسیدم این دریا اشارہ بعشق چہ موج خون فشان دارد اے حوادث و شدائد دارد قولہ

ز سرو قد دلجویت مکن محروم چشمم را | بدین سرچشمہ اش بنشان کہ خوش آب روان دارد

ز سرو قد دلجویت مکن محروم چشمم را مراد از قد وجود ع چیست قامت فی المثل یعنے وجود ✤ یعنی از مشاہدۂ ذات خود چشم ما را محروم مدار سرچشمہ کنایہ از چشم آب روان اشارت بگریہ قولہ

چہ افتادہ است در این رہ کہ ہر سلطان معنی را | درین درگاہ می بینم کہ سر بر آستان دارد

چہ افتادہ است چہ واقع شدہ این رہ عاشقی سلطان معنی عاشق عارف سر بر آستان دارد در عاجزی نزاریست قولہ

ز خوف ہجر ایمن کن اگر امید آن داری | کہ از چشم بد اندیشان خدایت در امان دارد

ز خوف ہجر ایمن کن بمشاہدۂ حقیقی رسان و این خطاب بمرشد دارد امید آن داری خطاب بمرشد ز کوتہ لعل شیرین لہ کنایت از بوسہ گفتا آن محبوب گفت ہوا گر مست ایام تمیزی عشق است و بکمال نرسیدہ و اعتدالے بہم نرسانیدہ محروری گرم مزاج ہستی شکر کنایہ از وصل قولہ

لہ آن بیت کہ در خبر انبست یافتہ نشد ۱۲

بفتراک ار همی بندی خدا را زود صیدم کن | که آفتهاست در تاخیر و طالب را زیان دارد

فتراک شکار بند زود صیدم کن تغافل روا مدار چه که طالب را زیان دارد و طالب را از مطلب باز میدارد قوله

چو دام طره افشاند زگرد خاطر عاشق | بغمازی صبا گوید که راز من نهان دارد

چو دام طره افشاند زگرد خاطر عاشق چون طره دام مثال را از بس که خاطر عشاقان گرد و اربران نشسته برفشاند قوله

چو در رویت بخندد گل مشو دلتنگ ای بلبل | که بر گل اعتمادی نیست گو حسن چو ان دارد

چو در رویت بخندد گل چون محبوب تقابل تو بخندد ای مشاهد خود تو از زانی و ای بلبل عشق بر گل اعتمادی نیست مشاهد محبوب را اعتمادی نیست که بقا را نے شاید که مشاهد الا برابین العقلی الا استثنا گو حسن چو ان دارد بسیار دلرباست قوله

بیفشان جرعه بر خاک و حال اهل شوکت پرس | که از جمشید و کیخسرو هزاران داستان دارد

یعنی بر محتاجان فیضے رسان و بر حشمت خود دغره مشو که چون جمشید و کیخسرو مرا د اولیای سلف بخاک عدم رفته اند قوله

بپه عذر از نخوت خود گویم که آن عیار شهر آشوب | بتلخی گشت حافظ را و شکر در دهان دارد

عیار که هر واز نشاط رود آشوب پریشان کننده عیار شهر آشوب کنایه ازان محبوب تلخی شدائد و هجران شکر در زبان دارد بوصل رسانیدن هم قادر است غزل

بوے خوش تو هر که ز باد صبا شنید | از یار آشنا نفس آشنا شنید

بوے مراد ذکر اوصاف و مدح باد صبا مرشد و از شنید بمعنے بوئیدن حاصل گوش کرد یار آشنا کنایه از مرشد نفس آشنا ذکر محبوب قوله

سر خدا که عارف سالک بکس نگفت | در حیرتم که باد فروش از کجا شنید

سر خدا اسرار الهی سالک عارف رسول ع باد فروش کنایه از خود گفته اند که چون رسول ع بمعراج در خلوتسرائے خاص رسید حق تعالے نود هزار سخن گفت بمحمد ع سی هزار امر مطلق نمود که بهر خاص و عام بگوی و سی هزار محظور ساخت که با اهل آن بگو و از نا اهل مخفی دار و سی هزار نهی مطلق نمود که با هیچکس از خواص و عوام مگوے حافظ از ان سی هزار منهی میگوید من ندانم که بحافظ که میگوید بلکه حافظ خود حیران است که بما که میگوید چنانچه مصرع ثانی مشعر برانست حاصل آنست که اینهمه از الهامات نه بخودی خود است

چنانچه خود گفته ؎ بارها گفته ام و بار دگر می گویم ✤ که من گم شده این ره نه بخود می پویم ✤ در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند ✤ آنچه استاد ازل گفت بگو می گویم قوله

اے بادشاه حسن سایه ز درویش وا گیر	کین گوشه بس حکایت شاه و گدا شنید

بادشاه محبوب حقیقی سایه ز درویش وا گیر از ما که درویشیم اعراض مکن حکایت شاه و گدا شنید که شاهان بگدایان ملتفت شده اند و مهربانیها نموده اند قوله

خوش میکنم ببادیه مشکین مشام جان	از دلق پوش صومعه بوے ریا شنید

یعنی مشام جان را از عشق فرحتے بهم میرسانم و از صحبت زاهدان مرائی بوے ریا معلوم شد قوله

اینش سزا نبود دل حق گذار من	کز غمگسار خود سخن ناسزا شنید

ضمیر شین بر دل حق گذار بطریق اضمار قبل الذکر یعنی لائق دل حق گذار من نه آن بود - کز یار غمگسار خود که از ان یار غمگسار خود سخن ناسزا دشنام و عتاب قوله - محروم گر شدم ز سر کوے او اگر بمطلب خود فائز نشدم چه شد ✤ عجب نیست از گلشن زمانه که بوے وفا شنید ✤ زمانه یا که وفا نمود او را مطلب رسانید قوله - هر صبح ما جراے من و او شمال گفت قصه وفاداری من و بیوفای محبوب هر صبح باد شمال که مرشد است خود بیان میکند احتیاج گفتن بانیست هر شام گفتگوے من و او صبا شنید ✤ عجز و نیاز من ز خطاب و عتاب آن محبوب مسموع مرشد است یعنی او واقف است و احتیاج اظهار نیست نشنید هر چه گفتم استماع ننمود و گوش نداشت قول مرا بگذشت رفت و التفات ننمود قوله ساقی بیا که عشق ندا مے کند بلند بانگ مے گوید کانکس که گفت قصه ما هم زما شنید یعنی آن کس که سخنان ما گفت ای سخنان عشق در معرض بیان آورد از ما شنید یعنی بسبب ماست قوله

ما با ده ز پیر خرقه نه امروز مے کشیم	صد بار پیر میکده این ما جرا شنید

باده ز پیر خرقه طاعت مخفی چون ملامتیه نه امروز مے کشیم امروزے نیست پیر میکده مرشد این ما جرا قصد اخفاے طاعت قوله

ما می بیانگ چنگ نه امروز مے خوریم	بس دیر شد که گنبد چرخ این صدا شنید

ما می بیانگ چنگ نه امروز میخوریم عشقبازی ما به تلقین مرشد امروزی نیست بس دیر شد

از تندیت گنبد چرخ این صدا شنید این آوازه بفلک رسید قوله

یارب کجاست محرم رازے که یک زمان	دل شرح آن دهد که چه دید و چها شنید

محرم راز عاشق دل شرح آن دهد دل بیان او نماید چه گفت و چها شنید در میان محبوب ما چه سخنها رفت قوله

پند حکیم عین صواب است و محض خیر	فرخنده بخت آنکه به سمع رضا شنید

پند حکیم بصحبت مرشد محض سراسر عین خیر خیر کلی به سمع رضا شنید قبول کرد و بعمل آورد قوله

حافظ وظیفهٔ تو دعا گفتن است و بس	در بند آن مباش که نشنید یا شنید

دعا گفتن بندگی کردن و اظهار احوال نمودن بند خیال نشنید یا شنید قبول نمود یا نه غزل

بر سر آنم که گر ز دست بر آید	دست بکارے زنم که غصه سر آید

سر آید بپایان رسد یعنی ارادهٔ آن دارم که اگر میسر آید بکارے اشتغال نمایم که رفع این غموم وهموم دنیوی نماید و آن نباشد مگر عشق قوله

منظر دل نیست جاے صحبت اغیار	دیو چو بیرون رود فرشته در آید

منظر دل اضافه بیانیه صحبت اغیار اندیشهاے ماسوے الله دیو چو بیرون رود چون اندیشهٔ غیر از دل بدر رود فرشته در آید فرشته در اصل فرسته بمعنے فرستاده یعنی نزدل محبوب می دهد قوله

صحبت حکام ظلمت شب یلداست	نور ز خورشید خواه بود که بر آید

حکام اهل دنیا و زاهدان و واعظان ظلمت شب یلداست بمنزلهٔ شب تاریک است که روشنی ندارد نور ز خورشید خواه طلب فیض از عاشق کامل نما بود که بر آید البته حاصل بر آید قوله

ترک گدائی مکن که گنج نیابی	از نظر رهروے که از گذر آید

گدائی التجاے حصول فیض گنج نیابی بگنج وصل رسی از نظر رهروے بمین نظر عارفے دعاشقے قوله

صالح و طالح متاع خویش نمودند	تا که قبول او فتد چه در نظر آید

صالح زاهد باعتبار سخرت طالح عاشق باعتبار حقارت متاع زهد و عشق نمودند عرض کردند ما باید دید تا چه قبول او فتد مقبول که شود که در نظر آید منظور نظر چه شود زهد یا عشق توکل الاعتماد علے الله والانقطاع عما سوے الله تا که عمر شان بسر آید مرگ ایشان را دریابد آنوقت خود معلوم نمایند قوله

لہ شب تاریک و نهایت دراز و ظلم سال یکسد ۱۲

بلبل عاشق تو عمر خواه که آخر | باغ شود سبز و مرغ گل بر آید

آخر آخر الامر باغ کنایه از دل سبز تر و تازه گل بر آید مشاهدهٔ محبوب حاصل نمائی قوله

غفلت حافظ درین سرا چه عجب نیست | هر که بمیخانه رفت بی خبر آید

درین سرا چه اشاره بدنیا میخانه دنیا که محل معصیت و غفلت است بیخبر آید گرفتار غفلت گردد غزل

بخت از دهان دوست نشانم نمیدهد | دولت ز خط عذار نهانم نمیدهد

دهان صفت حیات متکلمی و سر مخفی ۵ میم احمد هم اشارت بر دهانست ✦ زانکه او ذات احد را در میانست ✦ و نقطه واحدیه قوله

از بهر بوسه لبش جان همیدهم | اینم نمی ستاند و آنم نمی دهد

بوسه حصول آن سر مخفی و حیات جان بخش ایم یعنی جان من آنم نمیدهد بوسه نمیدهد و تحیل از بهر حصول استعداد قبول کیفیت کلامی که حیوة بخش است جان میدهم و خود را بمقام فنا و نیستی میکشم اما آن دوست من جان نمی ستاند و استعداد قبول آن کلام نمیرساند که حصول آن در نیستی است و این بر طریق شذوذ در اشیا است تا سالک را آن دست ندهد و این میسر نشود قوله

مردم ز انتظار درین پرده راه نیست | یا هست پرده دار نشانم نمیدهد

درین پرده راه نیست بدریافت سر مخفی احدیه نمیتوان رسید پرده دار حاجب مانع یک بوسه اشاره بیک مرتبه همچنین دو بوسه سه بوسه بیشتر چه جزویات فنا غیر محصور ست روان شتاب و فی الحال روانم نمیدهد جان بخش نمیکند ای بوسه نمیدهد قوله

زلفش کشید باد صبا چرخ سفله بین | کانجا مجال باد وزانم نمیدهد

زلفش کشیده باصبا زلف را پریشان کرده و عالم تعینات را جلوه داده و خود زیر آن مخفی شده چرخ سفله بین ببین این چرخ سفله را مجال قدرت قوله

چندانکه بر کنار چو پرکار میرویم | دوران چو نقطه ره بمیانم نمیدهد

بر کنار سو بسو چو پرکار میرویم سرگردان می شویم دوران زمانه گردش فلکی قوله

شکر بصبر دست دهد عاقبت ولی | بد عهدی زمانه امانم نمی دهد

شکر وصل دست دهد میسر آید عاقبت آخر الامر امانم نمیدهد بعرض فنا می کشد غزل

بکوے میکدہ یارب سحر چہ مشغلہ بود | کہ جوش شاہد و ساقی و شمع و مشعلہ بود

کوے میکدہ گوشۂ دل سحر آخر جوانی و ابتدای روز اول دریافت شاہد و ساقی نقش اللہ کہ ہنگام ذکر آن نظرگاہ است شمع تابش انوار آلہی و نزول فیض یعنی در گوشۂ دلم ہنگام سحر چہ مشغلہ بود دلم بذکر حق بچہ ذوق مے بود کہ نقش اللہ در دل جوش حضور میزد و مشاہدات تجلیات و نزول فیض نامتناہی بانگ سرور میزد قولہ

حدیث عشق کہ از حرف و صوت مستغنی است | دلے نبالۂ دفے در خروش و غلغلہ بود

از حرف و صوت مستغنی است از تحریر و تقریر مبرا است دف نام سازے نیز نام سازیست خروش و غلغلہ فریاد و شور و کنایہ از ذکر ذاکران و شوریدن بیدلان قولہ

قیاس کردم ازان چشم جادوانہ مست | ہزار ساحر چون سامریش در گلہ بود

قیاس کردم اندازہ کردم و معلوم نمودم جادوانہ انہ لفظ نسبت است یعنی مانند جادو چون فرزانہ منسوب بفرزان کہ حکمت است و دیوانہ منسوب بدیوان سامری نام او موسیٰ بن ظفر قریب قرب موسے بود و او گوسالہ زرین مرصع بجواہر ساختہ و خاک نعل براق جبرئیل ع کہ در روز غرق فرعون بدست آورده بود در اندرون آن دمیدہ و ہر چہ بانگے کہ ملائم گاؤ است از و برآمدہ پس گفتہ اینچہ گفتہ بدین احتیال اوشہ وسیم سبط گوسالہ پرست شدہ۔ و در تفسیر اہدی مرقوم است کہ سامری تا قیامت زندہ خواہد بود چون بنزدیک او آدمی شود در اندامش آتش خیزد لاجرم گویان بگریزد و این از دعاے موسے بود من ابراہیمشاہی در گلہ تا لنده قولہ

مباحثے کہ دران حلقۂ جنون میرفت | وراے مدرسہ و قیل و قال مسئلہ بود

مباحث بحث حلقۂ جنون مجلس عشاق قولہ

دل از کرشمۂ ساقی بشکر بود و لے | ز نامساعدت بختش اندکے گلہ بود

کرشمۂ ساقی تجلیات و مشاہدات معشوق حقیقی و مراد نامساعدت یعنی دل من از کرشمۂ مشاہدات تجلی و شکر گزاری حضرت باری بود و لیکن از نامواقفی طالع اندکے گلہ بود و ازین مرقدری خاطر خراش مے شد قولہ

بگفتمش بلبم بوسۂ حوالت کن | بخندہ گفت کیت با من این معاملہ بود

حوالت تا بعنی خود کیست کے ترا این معاملہ داد و ستد قولہ

لہ ابراہیم شاہ جد مرتاب است ۱۲ سلہ لفظ غرب است و اصلیت دون ندارد ۱۲ محمد اکرم بن محمد اسلم ۱۲ نظام الدین کرانوی عفاء

زاختر م نظر سعد در رهست که دوش	میان ماه و رخ یار من مقابله بود

اختر فال نیک و نام فرشته آمین گوید ۵ بتازید کا مد نبرد سیاه + چو ترکان بیدند اختر براه + چنین گفت ها مون که این اختر است + که نیروی ایران بدان اندر است + نکو اختر انی که دخترش نیست + چو دختر بود روشن اخترش نیست نظر سعد در رهست تو قف نیک در پیش است مقابله روی قوله

دهان یار که درمان درد حافظ داشت	فغان که وقت فرصت چه تنگ حوصله بود

فغان فریاد۔

غزل

بحسن خلق و وفا کس بیار ما نرسد	ترا درین سخن انکار کار ما نرسد

یار مظاهر حقیقة محمدیست که نبی حقیقی و قطب ازلی و ابدیست کہ کُنتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَینَ المَاءِ وَالطِّینِ وَاٰدَمُ وَمَن دُونَهٗ تَحتَ لِوَائِی اَنَا سَیِّدُ وُلدِ اٰدَمَ وَلَا فَخرَ درین سخن اشارت بمضمون مصراع ماسبق قوله

اگرچه حسن فروشان بجلوه آمده اند	کسے بحسن و لطافت بیار ما نرسد

حسن فروشان محبوبان انبیا و رسل بجلوه اند حسن صوری بیان تناسب اعضا صاحب شرح گلشن رازے نویسد کہ انچہ تسخیر دلهاے عاشقان شیدا می نماید و انچہ آن فریبندگی و ربایندگی دارد و تصرف مینماید تنها نه آن حسن صوری ست چه حسن صوری کہ آن عبارت از تناسب اعضاست آن در بسیاری از افراد انسانی یافته مے شود و حال آنکه ربایندگی دارد پس معلوم باید کرد کہ در هر صورت کہ هست ربایندگی خلاصهٔ ملاحت و غیر ملاحت مالک دلهاے نمے تواند شد و منبع و معدن عشق همین ملاحت ست نه صباحت کہ عشق طالب حسن ملاحت است نه صباحت زیرا کہ صباحت نقشے بر روے دیوار و ملاحت شیوه ایست از عین کا رندانستهٔ کہ شور از نمک میخیزد و گرمی از شیرینی صباحت را ملاحت میباید اما ملاحت از صباحت مستغنی است و این ملاحت اکثر در سبز رنگ میباشد از نجاست کہ قال ﷺ هوا خی صبیح و انا ملیح معنے بیت آنست اگرچه انبیا و رسل جواهر خویش بجلوه آورده و حسن فروشی کرده اند و هیچکس در خوبی با آن سرور نے رسید و کس را درین معنی نزاع با و نے سزد قوله

بحق صحبت دیرین کہ هیچ محرم راز	بیار یک جهت حق گذار ما نرسد

صحبت دیرین کہ در عالم اطلاق بود یار یکجهت حق گذار رسول ﷺ قوله

هزار نقد بیازار کائنات آرند	یکے بسکه صاحب عیار ما نرسد

هزار نقد کنایه از انبیا و رسل و اولیا بازار کائنات دنیا سکه کنایت از طرح و ترکیب صاحب عیار ما رسول علیه السلام قوله

در بیغ قافله امن آنچنان رفتند	که گرد شان بهوای دیار ما نرسد

قافله امن صحابهٔ کرام و تابعین معنے آنکه افسوس که هنگام امن و امان که وقت صحابهٔ کرام و تابعین بود رفت و صحبت ایشان را نیافتم اثرے و علامتے از ایشان نمانده و در زمانه چندان فتنه و فساد رو نموده و اثرے از افعال آنها دیده نمے شود که کسے تواند خود را بایشان رساند قوله

دلا ز خبث حسودان مرنج و واقف باش	که بد بخاطر امید وار ما نرسد

خبث بدگوئی دشمنان و ایذا رسانی ایشان واقف استوار بد بخاطر امید وار ما نرسد بد در خاطر ما راه نیست قوله

چنان بزی که اگر خاک ره شوی کس را	غبار خاطرے از رهگذار ما نرسد

یعنے در عالم چنان زندگانی نما که از تو بخاطر کسے غبارے نرسد درین بیت نصیحت است هم بخود و هم بهمه که زندگانی چنان کن که اگر بمیری و خاک شوی و باد هر طرف خاک ترا برد هیچکس را بخاطر غبار و بطبع آزار نرسد یعنی بعد از مردن هم تحسین کنند قوله

هزار نقش برآید ز کلک صنع یکے	به دلپذیری نقش نگار ما نرسد

هزاران وجود از عدم ببود آیند نقش نگار ما بصورت محبوب ما که رسول ع است قوله

بسوخت حافظ و ترسم که شرح قصهٔ او	بسمع پادشه کامگار ما نرسد

شرح بیان و ذکر سمع گوش کامگار خداوند کام چون خدمتگار و گنهگار غزل

بیا که رایت منصور پادشاه رسید	نوید فتح و بشارت بمهر و ماه رسید

رایت نشان منصور نام پارشاه اینجا مرشد نوید آگاهی ضیافت قوله

کجاست صوفی دجال وضع ملحد شکل	بگو بسوز که مهدی دین پناه رسید

صوفی دجال وضع ملحد شکل آنکه ظاهر خود را آراید کنایه از هوائے نفس مهدی دین پناه امام مهدی و عیسے ع که لا مهدی الا عیسے مراد مرشد معنے آنست کجا است هوائے نفس که خود را با غوائے شیطان اکه مے گویانند و بر خود تسلطے دارند گو بحسرت بسوز که مرد دین پناه رسید

و مارا با نابت کشید اکنون خود بدو سپریم و از گمرہی براہ آمدیم قولہ

صبا بگو کہ چما بر سرم درین غم عشق	ز آتش دل سوزان و دود آہ رسید

یعنی اے مرشد بجناب آن محبوب عرض دار کہ درین غم عشق از آتش دل سوزندۂ دود آہ چہ حالتہا بر من وارد شد قولہ

جمال بخت ز روے ظفر نقاب انداخت	کمال عدل بفریاد داد خواہ رسید

یعنی علو بخت ظفر را از معرض اختفا بمنصۂ ظہور جلوہ گر گردانید داد خواہ کنایہ از خود قولہ

سپہر دور خوش اکنون زند کہ ماہ آمد	جہان بکام دل اکنون رسد کہ شاہ رسید

سپہر فلک دور زمانہ کنون الحال جہان بکام دل اکنون رسد بمراد رسم قولہ

ز قاطعان طریق آنزمان شوند ایمن	قوافل دل و دانش کہ مرد راہ رسید

قاطعان طریق نفس و شیاطین و خطرات نفسانی مرد راہ مرشد قولہ

عزیز مصر برغم برادران غیور	ز قعر چاہ برآمد باوج ماہ رسید

عزیز مصر محبوب حقیقی مقصود و مراد مرشد غم برادران غیور زاہدان مرائی و صوفیان مقلد قعر چاہ محل اختفا اوج ماہ بمنصۂ اظہار و طلوع قولہ

ز شوق روے تو شاہا برین اسیر فراق	ہمان رسید کز آتش ببرگ کاہ رسید

شاہا خطاب بمعشوق و الف ندائیہ بدین اسیر فراق کنایہ از خود ببرگ کاہ رسید محو و منعدم گردید قولہ

مرو بخواب کہ حافظ بیارگاہ قبول	ز ورد نیمشب و درس صبحگاہ رسید

مرو بخواب خواب غفلت بگذار یمن برکت ورد نیمشب و وظیفہ درس خواندن صبحگاہ سحری غزل

بنفشہ دوش بگل گفت خوش نشانے داد	کہ تاب من بجہان طرۂ فلانے داد

بنفشہ عاشقی بنفشہ نام گلے کہ در آب روید سبز و کبود اند کے بسیاہی زند بر کوع و سجود نسبت کند گل اگر تنہا افتد گل لعل مراد بود و اگر باشد البتہ آن وقت گل دیگر مراد بود۔ گل محبوب نشانے بیانے تاب روشنی و پیچ و توانائی طرہ مراد عشق فلانے کنایہ از محبوب قولہ۔ دلم خزانۂ اسرار بود دست قضا یعنی پر از اسرار ہا است اما دست قضا درش بہ بست و کلیدش بدلستانے داد و بے امر او دم نتوانم زد قولہ

گذشت برمن مسکین و بار قیبان گفت | دریغ عاشق مسکین من نخواهد زیست | کذا

کنایه از لطف و مرحمت نمودن چه این مقتضی رحمت است قوله

شکسته وار بدرگاهت آمدم که طبیب | بمومیائی لطف تو ام نشانی داد

چون عاجزان ملتجی بجناب تو آمده ام چرا که مرشد ما گفته طبیب عاشقانست علاج این زخم ما و مرهم جراحت بمومیائی لطف تو نشان داد که غیر از لطف تو علاج این زخم نتوان کرد و مومیائی با سیوم موقوف دوای است چون استخوان کسے شکسته بخورانند درد ساکن شود و التیام پذیرد و آن بر دو نوع است یکے کانی دوم فرنگی که آن علی ما شود و ترکیب آن چنانست که بچه سرخروئی و موے حاصل کنند و نمی روند چون سال عمرش درون سی میشود کندوے سنگین راست میکنند و آن را بشهد پر میکنند و آن مرد را بمیان آن مے اندازند و آن را بشهد پر میکنند و آن کندو را مهر میکنند تا صد و بیست سال سر بمهر میدارند بعده مے کشایند هر چه ازان شهد و آن مرد می ماند آن همه مومیائی مے شود و این مومیائی از کانی بغایت مفیدتر میشود اما در ولایت کمتر مے رسد من از ابراهیمشاهی قوله تنش درست و دلش شاد باد و خاطر خوش

درست از لغات صحیح و سالم از دولت لطف و رحمت که دستیاری درویش ناتوانے داد همچو من درویش ناتوانی را مددے و بسوے این در رهنمائی کرد قوله

برو معالجهٔ خود کن اے نصیحت گو | شراب و شاهد و ساقی کرا زیانے داد

معالجه علاج میل خواهش بیدلان عاشقان روانے فی الحال قوله

خزینهٔ دل حافظ ز گوهر اسرار | به یمن عشق تو سرمایه جهانے داد

غزل | بازم مهِ رخسارِ کسے در نظر آمد | مهرے بدل از طلعتِ آن ماه در آمد

کسے معشوق مهرے شوق و کشتنے آن ماه محبوب دل سوداز ده مجنون هوائے بے اختیار و از قید ما بیرون و ز کار خود و بار خود آن باز بر آمد ترک کار و بار خود گذاشت نو خم ابرو مراد حسن تجلی طرف نادر از دست غم هجر تو سبب هجران تو از پاے در آمد عاجز و درمانده شد غزل

بآب روشن مے عارفم طهارت کرد | علے الصباح که میخانه را زیارت کرد

آب روشن مے اضافه بیانیه کنایه از عشق و محبت طهارت پاکی میخانه مقام ام الخبائث دنیا معنے آنست که روز ازل که عارفان بالله توجه دنیا آوردند بجمیعه عشق طهارت کردند آنگاه توجه بدنیا اند خته یعنی طالبان حق را عشق نه امروز دست داده بلکه ساقیان قضا و قدر ساغرهاے آن شراب دران اند ز در دون شان ریخته و مشک و عنبر و کافور در نهادشان آمیخته اکنون بر منصهٔ ظهور بجلوه در آمد و عاشق درین مقام پیر آمد قوله

له هذا فی الاصل ۱۲ سله ابن شعر یافته نشد ۱۲

همین که ساغر زرین خور نهان کردند | هلال ابروی ساقی نمے اشارت کرد

ساغر زرین خور تجلی ذات که در عالم عدم بر ممکنات مشهود بود چون بوجود آمدند تجلی خورشید ذات را قدرت کامله پوشید هلال ابرو عبارت از مشاهدات محبیات یعنے آنست که عارفان حق را همان لحظه که از عدم بوجود آوردند و ساغر زرین خود از ایشان نهان کردند هلال ابروی ساقی نمے یعنی مے نوشی اے عشق و محبت اشاره نمود یعنی همین که روح از قالب عارف برآمد شوقے که در قالب و تنست و ذوقے که در دلش متمکن به وصال جاودانی اشاره نماید و ذوق عارف از قوه بفعل آید قوله

بیا بمیکده و چنگ و قرب جاهم بین | اگرچه چشم بما واعظ از حقارت کرد

میکده عالم عشق و عالم جبروت که بعد از ان لاهوتست معنے آنست که در عالم عشق و مقام جبروت بیا تا قرب و منزلت ما را معاینه کنی که این ممر ناسوت است اگرچه زاهد ظاهر بین بما چشم حقارت دارد و ما را از جمله عاصیان و مردودے شمارد قوله

اگر امام جماعت بخواندش امروز | خبر دهید که حافظ نمے طهارت کرد

یعنے در عالم استغراق شد و از تکلیف رفت غزل

بوے مشک ختن از باد صبا مے آید | اینچه باد نسیت کز و بوے شما مے آید

ختن شهر سیست مشکخیز منسوب بخوبرویان باد صبا وارد شما اشارت بمحبوب نگهست باد خوشبو نسیم باد خنک - وارد خطا نیز شهر سیست مشکخیز منسوب بخوبان تیر غم تیر عشق سپر از سینه بساز یعنی سینه را بجای سپر کن ابروی پیوسته باید دانست که ابرو دو نوعست متصل و منفصل بعضے بهم پیوسته و بعضے از هم گسسته و از وی لطف پیوسته خوشتر و درین بیت بین المصرعین لفظ آرے مقدرست پای بگل فرو رفتن عبارت از عاجز شدن است و بجا کثرت مراد است یعنی از بسیاری گریه زاری از باد مپرسید چیزے از حادثه و تصدیقات گل مشاهده باغ دل بصد برگ و نوا بصد طراوت و تازگی غزل

پیرانه سرم عشق جوانے بسر افتاد | وان راز که در دل نهفتم بدر افتاد

پیرانه سرم در وقت پیری مرا جوانے کنایه از ماهروے راز عشق بدر افتاد ظاهر شد قوله

از راه نظر مرغ دلم گشت هواگیر | اے دیده نظر کن که بدام که در افتاد

از راه نظر بسبب نظر گشت هواگیر از دست رفت و بے اختیار شد که کدام که در افتاد در دام کدام کس افتاد قوله

در دا که ازان آهوے مشکین سیه چشم	چو نافه بسے خون دلم در جگر اُفتاد

در دا که افسوس که ازان آهوے مشکین سیه چشم سیه چشم بے مروت وغزال که در عشق آن دلبر سیه چشم که کنایه از تجلی ذاتی بسے خون دلم در جگر اُفتاد سراسر خون گردید قوله

از رهگذر خاک سر کوے شما بود	هر نافه که در دست نسیم سحر اُفتاد

از رهگذر خاک سر کوے شما بود بسبب گذر نمودن بر خاک سر کوے شما است نافه کنایه از حقائق ومعارف نسیم سحر کنایه از مرشد وبدست اُفتادن حاصل شدن قوله

مژگان تو تا تیغ جهانگیر بر آورد	بس کشته دل زنده که بر یکدگر اُفتاد

مژگان کنایه از عشق صوری ونیز تعینات که عارضیست واسم مضل چون دنیا تیغ جهانگیر برآورد درپے قتل شد ومستعد خونریزی گردید دل زنده کنایه از عاشق قوله

گر جان بدهد سنگ سیه لعل نگردد	با طینت اصلی چه کند بد گهر اُفتاد

سنگ سیه بد طینت لعل گوهریست قیمتی درخشان بدین حد وذ نیفتد مگر بسبر اندیب وآب نزاگاه ومی آرد از ظلمات در دهن گیرد وبصحرا نهد بروشنائی آن علف خورد ومردم کمین کنند گل بزیر سرش زنند گاه بانگ وزاری کنان باز بدریا درآید ومردم آنرا برارند ومعنی مسخ ولب معشوق طینت اصلی خلقت جبلی چه کند چه علاج نماید بد گهر اُفتاد بد گهر واقع شده حاصل این مصراع آنست که بد گهر ازلی را علاج نیست آن مرغ سخن سنج کنایت از خود باشد افتاده باشد از راه ازراه زهد وصلاح معرض گردید بدام خطر اُفتاد بدام عشق در اُفتاد ضمیر شین عاقبتش بر محبوب آتش جانسوز کنایت از عشق ومحبت خشک وتر نیک وبد قلیل وکثیر وبر وبحر وما حضر وقالب وابنجا بهمین معنی است قوله

بس تجربه کردیم درین دیر مکافات	با دُردکشان هر که در اُفتاد بر اُفتاد

تجربه امتحان ودیر مکافات دنیا ودُردکشان عاشقان واولیا چه صاف صحابه نوشیده اند هر که در اُفتاد بعداوت پیش آمد بر اُفتاد هلاک شد ماحصل این بیت آنست که نخست حق صحبت را که از جمله مکارم اخلاق است بجا آر قال علیه السلام بعثت لاتمم مکارم الاخلاق زندگانی بخلق باخلق نیکو کن تا بدوستی او برسی یعنی هیچ دلے را آزرده جفاے مکن که خستگی دل در هر دو جهان اثرے کند بلکه موے را هم آزار مده یعنی بار غمے واندوهے بر کجا که نهی خواه بر ظاهر خواه بر باطن کسے مکافات

له این ابیات در نسخ مطبوعه یافت نشد ۱۲

همانجا بتوسد و این از جمله مجربات ست خصوصاً باز مرهٔ فقرا و غربا معنی آنست که ای عزیز کم آزاری در قواعد طریقت کنیست اصلی و شرط لیست عظیم هر که مردم آزار است خدا از و بیزار ست قوله

بار غم او عرض بهر کس که نمودم	عاجز شد و این قرعه بنام من زسر افتاد

بار غم او کنایه از عشق و این مصراع مشعر است بکریمه اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ قوله

این باده که پرورد که خمار خرابات	از بوی بهشتیش ز خود بیخبر افتاد

باده پرورد کنایه از خود که پرورده شدهٔ باده است خمار می فروش خرابات عشق خمار خرابات مرشد بهشت روی روی تو چون بهشت و لبت حوض کوثر است از بوی بهشت از ذوق مشاهدهٔ روی محبوب است قوله

حافظ که سر زلف بتان دست کشش بود	بس طرفه حریفیست کش اکنون بسر افتاد

سر زلف بتان دست کشش بود عاشق گردیان بود طرفه حریفیست نادر محبوبست بسر افتاد بدست آمد

غزل

پیش ازینت بیش ازین اندیشهٔ عشاق بود	مهر ورزی تو با ما شهرهٔ آفاق بود

پیش ازین قبل ازین بیش ازین زیاده ازین اندیشهٔ عشاق بود فکر عاشقان مهر ورزی محبت و دوستی کردن شهرهٔ آفاق مشهور عالم قوله

یاد باد آن صحبت شبها که با زلف تو ام	بحث سر عشق و ذکر حلقهٔ عشاق بود

حلقه جماعت قوله

بر در شاهم گدائی نکتهٔ در کار بود	گفت بر هر خوان که بنشستم خدا رزاق بود

شاهم میم ساکن بمعنی مرا در کار گره با گفت قوله

پیش ازین کین سقف سبز و طاق برین نگشید	منظر چشم مرا ابروی جانان طاق بود

سقف سبز و طاق مینا بر کشید آسمان بلند کرد و بنا نمود مراد ازین مصراع از روز ازل منظر جای منظر معنی این مصراع آنست که جای نظر چشم من طاق ابروی جانان که مشاهدات محبوبست بوده + قوله

از دم صبح ازل تا آخر شام ابد	دوستی و مهر بر یک عهد و یک میثاق بود

از دم صبح ازل از وقت ازل تا آخر شام ابد تا وقت ابد میثاق بود شب[1] قدر اگرچه مختلف الاقوال است اما اصح آنست که بیست و هفتم رمضان است و نزد عاشقان شب قدر کنایه از شب وصال است که هیچ شب عظیم القدر از آن نیست که آن شب قدرے که گویند اهل خلوت امشب است صبوحی شراب که بصبح نوشند سرخوش مست جامے بر کنار طاق بود شراب عشق در پیش بود - قوله

رشتهٔ تسبیح گر بگسست معذورم بدار	دستم اندر ساعد ساقی سیمین ساق بود

رشتهٔ تسبیح ظاهر پرستی قوله

سایهٔ معشوق اگر افتاد بر عاشق چه شد	ما با و محتاج بودیم او بما مشتاق بود

سایهٔ معشوق جلوهٔ معشوق عاشق ممکن الوجود یعنی اگرچه رشتهٔ تسبیح گسسته گردانیدم و از ظاهر پرستی بریدم معذورم دار از تعنت من زبان را باز آر که اتفاق من بصحبت ندی افتاد که رخت هستیم بر باد داد و مذهب او از تقلد شرائع بالاتر است و اگر تجلی معشوق بر عاشق شد چه باکست که ما با و محتاج بودیم و او بما مشتاق اگرچه فی حد ذاته باکست و نسبت اشتیاقش بما نمی زید پس اظهار آن از بهر کرامت ما بود و احتیاج ما به و ظاهر است و اشتیاق او با از روے لطف و بنده نوازی نیز باهر است قوله

شعر حافظ در زمان آدم اندر باغ خلد	دولت نسرین و گل را زینت اوراق بود

نسرین نام گل - غزل

تنت بناز طبیبان نیازمند مباد	وجود نازکت آزردهٔ گزند مباد

طبیبان معروف و نیز مرشدان نیازمند محتاج گزند بضم حادث و آفت قوله

سلامت همه آفاق در سلامت تست	بهیچ عارضه شخص تو دردمند مباد

دردمند خداوند درد چون مستمند و ارجمند قوله

جمال صورت و معنی بیمن همت تست	که ظاهرت ذم و باطنت نژند مباد

صورت ظاهر معنے باطن بیمن برکت که ظاهرت ذم و باطنت نژند مباد - ذم بیا و نالوان نژند محزون و غمین این مصرعه دعائیه است چون حال برین نوعست که بالا گفته شد پس مے خواهیم که ظاهرت و باطنت غمین مباد قوله

[1] این بیت در نسخهٔ موجود نیست ۱۲

درین چمن چو عجب در آید خزان بیغمائی	رهش بسبز و سهی قامت بلند مباد

درین چمن دنیا و نیز وجود خزان پیری و مرگ و حوادثات بیغمائی تاراج نمودن رهش ضمیر شین برخزان سرو سهی قامت بلند اضافه بیانیه قوله

دران بساط که حسن تو جلوه اندازد	مجال طعنه بدبین بدپسند مباد

بدبین بداندیش یعنی حاسد بدپسند بدخواه قوله

هر آنکه روی چو ماهت بچشم بد بیند	بر آتش تو بجز چشم او سپند مباد

هر آنکه اشارت بحاسد بچشم بد بیند بانکار و باحقار قوله

شفا ز گفته شکر فشان حافظ بجوی	که حاجتت بعلاج گلاب و قند مباد

شفا فرحت گفته شکر فشان سخن عاشقانه گلاب و قند کنایت از وعظ و نصیحت غزل

تا از میخانه و مے نام و نشان خواهد بود	سر ما خاک رهِ پیر مغان خواهد بود

میخانه دنیا مے زندگی پیر مغان مرشد معنی آنست که تا از دنیا و زندگی نامے و نشانے ست سر ما خاک راهِ مرشد خواهد بود و نیز میخانه وجودے عشق و محبت معنی آنست که تا هنگام این هستی متعاقب و عشق آن دلدار را نام و نشان خواهد بود سر ما خاک راه مرشد خواهد بود یعنی تا زنده ام هستی خود را بمرشد در باز نده ام و خاک راهش نمیگزارم و همیشه براهِ او استوارم قوله

حلقهٔ پیر مغانم ز ازل در گوش است	ما همانیم که بودیم و همان خواهد بود

حلقهٔ پیر مغانم ماحصل این بیت آنست که بیان اعتقاد خود کرده که بر یک قرار است و هیچ خلل نه پذیرفته و نخواهد پذیرفت پایگه گاو و خران اشارت بمقام خواریست قوله

برو ای زاهد خودبین که ز چشم من و تو	راز این پرده نهانست و نهان خواهد بود

برو ای زاهد ماحصل این بیت آنست که همه کس محرم این راز نه اند قابلیتے باید بس بلند که دیدهٔ بصیرتش بآن کحل بینائی روشن شود قوله

ترکِ عاشق کش من مست برون رفت امروز	تا کران خونِ دل امروز روان خواهد بود

ترک عاشق کش کنایه از معشوق مست بیباک و نا پروا برون رفت باید دید بین المصرعین لفظ باید دید مقدر است و معنی مصراع ثانی آنست از چشمهاے کدام کدام سیل اشک روان خواهد شد قوله

۵ بیچ کدر ان اتفاقا باضافه نقطه ۱۲

عیب مستان مکن ای خواجه کزین کهنه رباط	کس ندانست که رحلت بچه سان خواهد بود

مستان زندان عاشقان ای خواجه اشارت بزاهد کهنه رباط دنیا رحلت بچه سان خواهد بود سرانجام بچه روش خواهد بود قوله

بر سر تربت ما چون گذری همت خواه	که زیارت گه رندان جهان خواهد بود

تربت مراد وجود که نقش از هوا و هوس مرده چو مردگان در گور در زیر گذری ای ورود نمائی رندان جهان عاشقان یعنی ای زاهد و ای طالب چون نزد ما آئی یا بعد از مرگ من بقبر من روی باید که طلب توجه نمائی که زیارتگاه عاشقان کامل خواهد بود قوله

بر زمینی که نشان کف پای تو بود	سالها سجده صاحب نظران خواهد بود

بر زمینی که نشانی - زمین وجود نشان کف پای آثار ظهور صاحب نظران عاشقان معنی آنست در هر وجودی که آثار ظهور تو باشد ای محبوب حقیقی آن وجود سالها سجده گاه عاشقان آگاه خواهد بود ترک این دختر رز گر بکنم یعنی اگر ترک عشق نسایم عیش خوش با رخ شیرین یعنی عیش خوش که از مشاهده روی محبوب دارم ضمان ضامن یعنی پذیرفتاری قوله

چشم آن دم که ز شوق تو نهد سر بلحد	تا دم صبح قیامت نگران خواهد بود

چشم آندم ماحصل این بیت آنست که عشاق را از مشاهده جمال جانان بر طریقه حضور و غیبت قوت روح ایشان است قوله

بخت حافظ گر ازین گونه مدد خواهد کرد	زلف معشوق بدست دگران خواهد بود

گر ازین گونه اشاره بمضمون ایکه وقتی نکشیده است دلت جانب با زلف معشوق بدست دگران خواهد بود وصل معشوق نصیبه دیگران خواهد بود غزل

ترسم که اشک در غم ما پرده در شود	وین راز سر بمهر بعالم سمر شود

غم کنایه از عشق پرده در موجب سوائی راز سر بمهر راز پوشیده کنایت از عشق سمر افسانه این کثرت گریه ما را رسوا میکند و این عشق ما را افسانه عالم سازد قوله

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر	آری شود ولیک بخون جگر شود

سنگ ناقصان و ناهموار ان لعل عارف کامل در مقام صبر یعنی بصبر و به مدت مدید که

قرنہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب ✤ لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن ✤ خون جگر ریاضات شاقہ قولہ

خواہم شدن بمیکدہ گریان و داد خواہ	کز دست غم خلاص دل آنجا مگر شود

میکدہ عالم عشق و مقام پیر پاک خیال دوست مبادا کہ ترشو د مبادا کہ مانع آمدن خیال محبوب شود قولہ

مہر تو در درونم و عشق تو در سرم	با شیر در درون شد و با جان بدر شود

با شیر اندرون شد و با جان بدر شود زائل شدنی نیست قولہ

از ہر کرانہ تیر دعا کردہ ام روان	باشد کزین میانہ یکے کارگر شود

ہر کرانہ ہر طرف تیر دعا اضافہ بیانیہ کارگر شود با جابت رسد قولہ

اے دل حدیث ما ببر دلدار عرض دار	لیکن چنان مگو کہ صبا را خبر شود

حدیث کنایت از حقیقت دلدار معشوق عرض دار بیان کن لیکن چنان مگو کہ صبا را خبر شود لیکن بطریقے گو کہ غیرے واقف نگردد اے مخفی قولہ

این سرکشی کہ در سر سرو بلند تست	کے با تو دست کوتہ ما در کمر شود

سرکشی تکبر و کبر کہ در سر سرو بلند تست در ذات عالی صفات تست کے با تو دست کوتہ من در کمر شود کے با تو دعوی ہمسری نمایم قولہ

از کیمیای مہر تو زر گشت روے من	آرے بمین لطف شما خاک زر شود

کیمیا عشق زر گشت روے من زرد گشت کہ علامت عشق است یمن برکت لطف عاشق قولہ

در تنگنای حیرتم از بخوت رقیب	یارب مباد آنکہ گدا معتبر شود

تنگنای حیرت اضافہ بیانیہ بخوت عجب و تکبر قولہ

روزے اگر غمے رسدت تنگدل مباش	رو شکر کن مبادا کہ از بد بتر شود

شکر لئن شکرتم لازیدنکم قولہ

اے دل صبور باش و مخور غم کہ عاقبت	این صبح روز گردد و این شب سحر شود

اے دل صبور باش فاصبر صبرا جمیلا و اصبر و ما صبرک الا باللہ این صبح روز گردد و این شب سحر شود آخر الامر بموجب ان مع العسر یسرا این جملہ ہجران بجالت وصل مبدل گردد قولہ

حافظ چو نافهٔ سر زلفش بدست تست | دم در کش ار نه باد صبا را خبر شود

نافه سر زلف اضافه بیانیه بدست تست حصول آن بمو دم در کش اے خموش باش و سخن بر زبان مبار قوله

حافظ سر از لحد بدر آرد بپاے بوس | گر خاک او بپاے شما بے سپر شود

گر خاک او بپاے شما بے سپر شود واو اشاره بحافظ بے سپر پامال معنے این مصرع آنکه وقتے که بخاک حافظ گذرم غزل

آنم ز ہجر یار فراوان ہمے نیاساید | دلم ز اندوہ بیحد ہمی نفرساید

زرنج فراوان از کثرت ہجران اندوه غم فراق بخار حسرت چون پر شود ز دل بسرم چون غبار حسرت از دل بسر متصاعد میگردد ز دیدگان نم باران غم فرو آید از راه دیدگان سرا سر غم فرو میبارد حاجتمند محتاج ثراثر میخاید بیهوده گوئی میکند عنان جمع غم و نیز الف زائد چون بهالن ازین پس انچه نے پیش همی آید الحال انچه پیش من آید بمنزله قطره است غمین غمناک حی جاوید ان حق تعالے درے نه بندد تا دیگرے نه بکشاید مضمون این بیت است ؎

خداے ار به بندد بحکمت درے + کشاید بفضل و کرم دیگرے غزل نتوانست اے نتوانست دید ازان بواسطه آن بچشم او رخ من زرد رنگ نماید یعنی دیگران چه بچشم بد خواه رنگ من زرد نماید قوله

زمانه خود بر بود از من انچه بود مرا | بجز که محنت حافظ کزو ہمے ناید

معنے آنست هر چه داشتم از دل و دین و تاب و توانائی در نگ و روشنائی انچه بود زمانه از من همه بر بود الا که محنت حافظ که از ربودن محنت نمی آید که او محنت ده است نه محنت بر۔ غزل

ترک مه پیکر من بین که چسان میگذرد | آفتاب ست بس پرده نهان میگذرد

چسان اعراض کنان، جوش جان اضافه بیانیه بر مارسد نزدیک آید اشک فشان گریه کنان

غزل

ترک من بر عارض رنگین چو کاکل میکند | لاله را دل خون شود بازار سنبل میکند

عارض رخساره کاکل قسم زلف است در انیس العاشقین آورده است آنکه در کشور حسن سر آمده ملک جمالست موے را گرفته اند و فرق داخل اوست و منقسم بر سه نوع است نوع اول معقد بهلوے کش خوانند و آنچنان باشد که موے اتراک که در بندند و آنرا بارسی کلی گویند گرد سمن

سله این غزل تمام و کمال در نسخ موجوده نیافتم شد ۱۲ سله این غزل نیز در نسخ موجوده نیست ۱۲ سله این مصرع در نسخ موجوده نیست ۱۲ سله فشان فشانند و چون حرفان فشانند ۱۲

بدان کلهٔ عنبرین رسد + پایم فراز پایهٔ چرخ برین رسد نوع دوم مجعد و آن موے دیلم باشد بهلوے دیرا نغوله خوانند و بفارسی کلاله و مراد از کلاله آنست که بشکن باشند ۵ بت دیلم مه مشکین کلاله + بمشک چین گرفته روی لاله سیوم آنکه چون موے زنگی در یکدیگر رفته باشد و آنرا بهلوے مرغول خوانند و بفارسی کاکل ۵ کاکل مشکین بر انداز رخ چون آفتاب + حیف باشد بر مه روی تو از کاکل نقاب + دو هریکے در کشورے سرفراز و در مملکتے کارساز اگرچه جمله را موے و طره و گیسو خوانند فاما درمیان این جمع فرقے تمام است و هریکے را قرارگاهے است و راهے و پناهے انچه در گرد رخسار چون مار در گلزار حلقه زند وے را زلف گویند ۵ خوبان برائے آنکه بغارت برند دل + زلف آورند بر سر رخسار کج نهند + وانچه بر بناگوش سر فرو آرد و در گردن محبوب بپیچد و یرا گیسو گویند ۵ از بناگوش ارند ار دآرزوے گردنش + بر بناگوشش چرا گردن نهد گیسوے او + وانچه بدوش رسد و از دست درازی و یرا پیوسته باز پس بندند آنرا طره گویند ۵ یا غمزه را بندے بده تا ترکِ غمازی کند + یا طره را بندے بنه تا ترکِ طراری کند + وانچه کمر و میانِ معشوق را در کنار گیرد و یرا موے گویند ۵ موے تو تا میان و میانِ تو کم زموے + چون تو که دید موے میان در میان ترک + وانچه مسلسل بر خاک افتد و در پاے معشوق سر اندازد شود آن موے را زلف گویند و این زلف مخصوص بنازنینان ۵ ایدل اگر زلف کجش بینی که در خاک اوفتد + یاران سخن در چه مشوکان از سیه کاری بود + قوله

ور خرامان سرو گلنارش کند میل چمن	سرور ا از پا در انداز د دل گل شکند

سرو قد معشوق گلنار را باعتبار روے چون گل و ضمیر شین به معشوق از پا انداختن بخاک انداختن و بیقرار ساختن دل شکند متفکر و پریشان سازد و مراد از سرو و گل معروف و نیز معشوقان مجاز و نیز تجلیات اسمائی و صفاتی قوله

تا خیال ابروے جانان ز چشمم دور شد	اندرین ره سیلها باشد که صد پل بشکند

ابروے جانان مراد تجلی ز چشم دور شدے در نقاب شد و مخفی گردید - اندرین ره اشارت براه عشق سیلها باشد سیلها گریه و بکار بمنزله رسید که صد پل بشکند - قوله

چون نسیم صبحگاهی پرده گل بر درد	خار غم اندر دل مجروح بلبل بشکند

نسیم صبحگاهی نسیم الطاف لم یزلی پرده گل بر درد مراد از گل مرشد و محبوب و پرده دریدن

خندان وخوش وقت ساختن خار غم اندر دل مجروح بلبل نشکند از نجه که بمن برسد آن اندرد والتفاتی نمیکند قوله

حافظا این سر وحدت را ز دست خود مده	تا خیال زهد و تقوی را توکل نشکند

غزل

جان بی جمال جانان میل جنان ندارد	وانکس که این ندارد حقا که آن ندارد

جنان بهشت این اشارت به میل جانان آن اشارت به جان ماحصل این بیت مشیر بر آنست که ارباب ذوق گفته اند که هر چه هست عشق است در عالم زندگانی کسی را که چاشنی از حلاوت عشق حقیقی دست ندهد بارے دل وجان را اسیر پری پیکرے گرداند قوله

با هیچکس نشانے زان دلستان ندیدم	یا من خبر ندارم یا او نشان ندارد

هیچ محبوب را نظیر آن محبوب لانظیر خود نیافتم یا من خبر ندارم یا در نظر من نظیرے ندارد یا او نشان ندارد یا فی الحقیقت نظیرے نیست مراورا قوله

هر شب شبے درین ره صد بحر آتشین است	درد اکه این معما شرح و بیان ندارد

شبیم مشهور وآن اگرچه مانع راه نیست لیکن معنی دارد مراد صغائر وآن اگرچه مانع سلوک نیست لیکن هم نمی شاید درین ره اشارت بعشق معنے آنست که هر گناه صغیره که در راه عشق وعرفان به وقوع آید بمنزله صد گناه کبیره است بموجب اِنَّ الْمُخْلِصِیْنَ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ چنانچه نقل است که بایزید بسطامی شبے از شبها شیر بنوشید در شکم خاست بمقتضای بشریت بر زبانش رفت که این درد بسبب این شیر بر خاست پس از ان بخواب دید که قیامت قائم شده وخلق اولین وآخرین حاضر اند خطاب شنید که بایزید مشرک را بیارید گفت خداوندا چه شرک آورده ام فرمود اُذْکُرُوْا لِیْلَةَ اللَّبَنِ پس بدان وآگاه باش وباستغفار باش ونیز معنے آنست که صد بحر آتشین شبے درین راه باشد که عاشق از عبور آن هیچ نه هراسد افسوس که این سخن سر بسته شرح وبیان ندارد یعنی لطف حق هر کرا شایان است رفتن این راه بر وآسان است مَنْ سَبَقَتْ لَهُ الْعِنَایَةُ لَمْ یَضُرَّهُ اِجْتِنَایَةٌ قوله

سر منزل فراغت نتوان بدست دادن	اے ساربان فرو کش کین ره گران ندارد

بهترین طریق درین شیوه سر بگریبان خویش فرو بردن وپاے در دامن تسلیم پیچیدن وبافکار فاسده رفتن غیر از گمراهی نیست پس ملک قناعت که سر منزل فراغت است از دست نتوان داد که یوم جدید ورزق جدید لے سالک مهار جُبت وجود کش که راه حرص را نهایتے نیست

چون ازینجا گذشتی و بصحرای حرص افتادی فائده ندارد اگرچه در سلوک جان سپارد قوله

ذوقے چنان ندارد دبید و دست زندگانی | بید و دست زندگانی ذوقے چنان ندارد

ذوقے چنان ندارد یعنے ہیچ ذوقے ندارد قوله

گر خود رقیب شمعست احوال دوستان را | کان شوخ سر بریده بند زبان ندارد

شمع مراد از عاشق طال اللسان زود پوشان بالا در میان منه کان شوخ سر بریده اشارت بشمع بند زبان ندارد اخفاے اسرار از دشوار شد روح بخش زندگی بخش از غیر دوست معشوق مجاز و غیر مرشد قوله

اے دل طریق رندی از محتسب بیاموز | مستست و در حق او کس این گمان ندارد

رندی عاشقی محتسب عارف کامل مستست غرق نشۂ عشق است این گمان اشارت بگمان می پرستی قوله

چنگ خمیده قامت میخواندت بعشرت | بشنو که پند پیران هیچت زیان ندارد

چنگ خمیده قامت مرشد کهن سال بعشرت یعنی بعشق و بجز از دنیا قوله

احوال گنج قارون کایام داد بر باد | با غنچه باز گویید تا زر نهان ندارد

غنچه ممسک و بخیل معنے آنست که حالات گنج قارون که ایامش بباد داد و غنچه امید دامنش کشاده با ممسک و بخیل باز گویید و ازین آگهیش جویید که امساک و بخل این نتیجه مے بخشد تا زر را جمع نسازد و در راه خدا باز دغزل

جمالش آفتاب هر نظر باد | ز خوبی روے خوبش خوبتر باد

مراد از آفتاب روشن ساز و راحت بخش خوبی حسن و جمال قوله

هماے زلف شاهین شهپرش را | دل شاهان عالم زیر پر باد

هماے زلف اضافت بیانیه مراد عشق شاهین شهپر اشاره بجذبه از جذبات عشق و ضمیر شین شهپرش بر هماے زلف قوله

دلے کو بستۂ زلفش نباشد | همیشه غرقۂ خون جگر باد

بستۂ زلفش نباشد مقید بدام عشق او نباشد قوله

بتا چون غمزه ات ناوک کشاید | دل مجروح من پیشش سپر باد

غمزه تجلی و استغنا و عدم التفات ناوک کشاید تیر زنی کند قوله

چو لعل شکرینش بوسه بخشد | مذاق جان من زو پر شکر باد

لعل شکرین کنایت از لب مراد از لب لطف. بوسه بخشد فیضی برساند غزل

همان برابروی عید از هلال وسمه کشید | هلال عید در ابروی یار باید دید

هلال ماه نو وسمه حنا سیاه و سنگیست سبز که برابروان کشند چنانچه سرمه در چشم قوله

میوش روی مشو درهم از تفرج خلق | که خواند خط تو بر روی ان یکاد دمید

یعنی روی خود میوش و از دیدن خلق درهم مشو که خط تو آیه ان یکاد خوانده بر روی تو دمیده است یعنی این خط بمنزله آن یکاد است قوله

مگر نسیم تنت صبح در چمن بگذشت | که گل بپیرهن چو صبح جامه درید

معنی آنست که مگر نسیم عنبر شمیم تن فیض معدن تو بوقت صبح در چمن وجود سالک دریده که گل یعنی دل سالک بسبب مشاهده روی تو در تن خود چون صبح جامه دریده ای شگفتگی بهمرسانیده یعنی موجب شگفتگی دل من غیر از نسیم فضل تو نیست قوله

نبود چنگ و رباب و گل و نبیذ که بود | گل وجود من آغشته گلاب و نبید

چنگ و رباب نام سازها آغشته آمیخته نبید شراب یعنی هیچ از عالم صوری بعالم صورت نیامده که وجود من غرق گلاب مودت و آغشته شراب محبت بود یعنی حصول عشق و محبت من از ازلیست نه امروزی قوله

بیا که با تو بگویم غم ملالت دل | چرا که بیتو ندارم مجال گفت و شنید

یعنی ای محبوب من دمی پیش ما آی تا غم ملالت که در ایام فراق تو کشیده ام با تو شرح دهم که با غیر تو طاقت گفت و شنود ندارم قوله

بهای وصل تو گر جان بود خریدارم | که عیش خوب مبصر بهر چه بود خرید

معنی آنست که اگر وصل تو که عظیم ترین نعمتست است بعوض جان بدست آید بجان خریداری کنم که مبصر عیش بی پایان را بهر قیمتی که دریابد بخرد و سر نه پیچد قوله

ز انقلاب زمانه عجب مدار که چرخ	چو صبح بر رخ عالم ازین صفت خندید

یعنی ازین برگشتگی زمانه که مشیخته بمقلدان افتاده و سروری بجهال رو آورده عجب مدار که تقاضای زمان اینچنین است قال ع لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون دیگر قال ع اذا ضیعت الامانة فانتظروا الساعة و خندهٔ چرخ بر روی عالم ازین جهت است و ظهور ستارگان که بشب است بخنده تعبیر نموده که ستارگان بدندان نسبت دارد کما قال فی نشاط المجلس ان کان فی فلک النجوم فللآدمی الاسنان قوله

چو ماه روی تو در شام زلف میدیدم	شبم بروی تو روشن چو ماه می گردید

یعنی وقتی که ماهِ ذات ترا در شام زلفِ تو که عالم کثرات و صفات است معاینه میبنودم بسبب معاینهٔ تو شبهای من روشن تر از ماه بودند ۵ شبهای دوستان ترا انعم الصباح + و ان شب که بیتو روز کند ظلم المسا قوله

دلم ز زلفِ تو شوریده بود می دیدم	که پیشِ زلفِ تو بر خود چو مار می پیچید

یعنی دلِ من بسبب جذبهٔ عشقِ تو گرفتارِ عالم پریشانی بود و من مر آن دل را میدیدم که پیش جذبهٔ عشق تو چون مار می پیچید اے مضطرب الاحوال بود - قوله

بلب رسید مرا جان و بر نیامد کام	بسر رسید امید و طلب بسر نرسید

بلب رسید مرا جان قریب هلاکت رسیدم بر نیامد کام مطلب بحصول نه انجامید طلب بسر نرسید چه سیر فی الله نهایت ندارد قوله

ز شوق لعل تو حافظ نوشت شعرے چند	بخوان بنظمش و در گوش کش چو مروارید

لعل کنایت از لب مراد بخلی و نور قدسی و کلام مشوق بخوان بنظمش باحسن وجه مرا ورا بخوان عزل

چو باد عزم سر کوے یار خواهم کرد	نفس ببوے خوشش مشکبار خواهم کرد

باد معروف و نیز کنایه از مرشد مشکبار معطر - قوله

بهر آبروے که اندوختم ز دانش دین	نثار خاک رهِ آن نگار خواهم کرد

اندوختم جمع نمودم و حاصل کردم نگار معشوق قوله

صبا کجاست که این جان خون گرفته چو گل	غذاے نگهت گیسوے یار خواهم کرد

صبا مرشد و ملک الموت نکهت باد خوش معنے بیت آنست که از کمال شوق میگوید ملک الموت کجاست که پیغام دوست بدوست رساند تا ایجان که همچون گل خون شده و بکمالیت رسیده فدای پیغام دوست کند گیسوی یار کنایه از دوست خواهم کرد و این تمنای موتست بموجب فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ قوله

چو شمع صبحدمم شد ز مهر او روشن	که عمر در سر این کار و بار خواهم کرد

از مهر او از عشق آن محبوب روشن معلوم اگرچه هنگام طلوع صبح آفتاب فنای شمعست این کار و بار عشقبازی قوله

بیاد چشم تو خود را خراب خواهم ساخت	بنای عهد قدیم استوار خواهم کرد

معنے بیت آنست که بیاد لقای تو تن را خراب خواهم ساخت و این هستی موهوم را به نیستی خواهم انداخت و در استواری بنای عهد قدیم که قالو بلی است خواهم پرداخت قوله

بهر زه بی مئ و معشوق عمر می گذرد	بطالتم بس از امروز کار خواهم کرد

بهر زه بیهوده مے عشق بطالتم بس از امروز کار خواهم کرد یعنے اگر این بگویم که بس از امروز این کار خواهم کرد پس طالب این کار نیستم چه کار امروز را بفردا افگندن شایان طالب نیست

نفاق و زرق نبخشند صفای دل حافظ	طریق رندی و عشق اختیار خواهم کرد

نفاق کینه و عداوت زرق مکر و فریب و ریا رندی بے باکی در عشق و عدم ترس لوم لائمان عشق العشق افراط المحبة و نیز عشق مشتق از عشیقه و عشیقه لیلاب را گویند و لیلاب رستنی است بے بیخ بالاے درختان در اندک زمانے جمله شاخ و برگ آنرا فرا گیرد همچنین عشق را خاصه ایست که در هر دلے که در آید در اندک مدت متصرف آن شود و هیچ باقی نگذارد که العشق نار اذا وقع فی القلوب یحرق ما سوی المحبوب غزل

چه مستی است ندانم که رو بما آورد	که بود ساقی و این باده از کجا آورد

مستی بیخودی رو بما آورد یعنی ما را رو بداد حاصل گردید باده سخن عشق و محبت قوله

چه راه میزند این مطرب مقام شناس	که در میان غزل قول آشنا آورد

چه راه میزند یعنی چه نوع بیان حقایق و معارف میکند این مطرب مقام شناس مراد مرشد

معنی شده لطاه خواهد شد و آنچنین مهنائه در کلام حافظ بسیار است ۱۲ محمد نظام الدین گرانوی

ک کر اسلام مهلک بقول اهل اشتقاق از لک فارسی ۱۲ ک مطرب مقام فنا مراد مطرب است بموقع مرگ آید یا از دو زده مقام مویدی واقف باشد یعنی در فن خویش کمال دارد در امر مشکل مهمات طے نموده طالبان را رهنما

غزل را از مغازله گرفته اند و مغازله از عشقبازی بود و در فن شاعری آنست که صفت لطافت معشوق و ظرافت و بی نیازی او و بیچارگی و آوارگی و نیازمندی عاشق بیان کند و آن آنست که چند بیت باشد که در بیت اوّل هر دو مصرع موافق القوافی باشد و در ابیات دیگر جز مصرع آخر و این کمتر از پنج بیت و زیاده از پانزده نباشد اینجا مراد از غزل سخنان حقائق و معارف قول گفتار قوله

تو نیز باده بچنگ آر و راه صحرا گیر	که مرغ نغمه سرا ساز خوشنوا آورد

باده بچنگ آر عشق و محبت حاصل نما راه صحرا گیر فارغ از ماسوا باش مرغ نغمه سرا مرشد ساز خوشنوا آورد سخنان عشق و محبت تلقین نمود - قوله

رسیدن گل و نسرین بخیر و خوبی باد	بنفشه شاد و خوش آمد سمن صفا آورد

رسیدن گل و نسرین ورود مشاهدات تجلیات صبا وارد غیبی و مرشد قوله

صبا بخوشخبری هدهد سلیمان است	که مژدهٔ طرب از گلشن سبا آورد

بخوشخبری هدهد سلیمان است ارمژده رسانیدن بمنزلهٔ هدهد سلیمان است گلشن سبا عالم لاهوت که مقام محبوب حقیقی است قوله

دلا چو غنچه شکایت ز بخت بسته مکن	که باد صبح نسیم گره کشا آورد

دلا اے دل باد صبح مرشد و نیز وارد غیبی نسیم گره کشا مژده قوله

علاج ضعف دل ما کرشمهٔ ساقی است	بر آر سر که طبیب آمد و دوا آورد

کرشمهٔ ساقیست ظهور تجلی و التفات محبوب است طبیب مرشد و محبوب قوله

مرید پیر مغانم ز من مرنج اے شیخ	چرا که وعده تو کردی و او بجا آورد

اشکال این بیت آنست که شیخ وعده شرا باطهورا در آخرت کرده و پیر مغان که اکنون شراب میدهد شراب آلوده است پس در میان آنها مناسبت نیست و اگر مراد رویت باشد در دنیا واقع نیست چگونه آنرا بجا آرد جواب بر تقدیر اراده اول آنست که در شرح گلشن راز مذکور شده که سالک بمراتب تجلیات افعالی میرسد بسبب آن احوال که دران دم بر ایشان غالب است حق سبحانه در عالم روح بروح مثالی متمثل بظهور مظاهر محسوسه از انسان وغیره مشاهده می نماید چنانچه

امام محمد غزالی قدس سره فرمود که حضرت حق را مثل نیست فما مثال انیست که رأیت ربی فی احسن صورة شاهد این معنی و می بیند که حق ساقی گشته شراب میدهد و ایشان چون آن شراب مینوشند محو و فانی میگردند و بر تقدیر مثالی اگرچه رویت حق در دنیا واقع نیست لیکن درین جهان مشهود قلبی تجویز کرده عارفان کامل است و چون آن شهود قلبی فی الجمله تسلی مے بخشد میگوید که وعده شیخ گفته پیر مغان بجا آورد قوله

به تنگ چشمی آن ترک لشکری نازم	که حمله بر من مسکین یک قبا آورد

تنگ چشمی ناز و تکبر و حرص و کم حوصلگی آن ترک لشکری آن معشوق مبازر یکقبا تنها و مجرد و بیکس

فلک غلامی حافظ کنون بطوع کند	که التجا بدر دولت شما آورد

غزل

چو دست در سر زلفش زنم بتاب رود	ور آشتی طلبم بر سر عتاب رود

چون دست در سر زلف او که عشق و محبت است زنم بتابش در آید و اگر ترک عشق و محبت نماید و نیز زلف ساتر رخساره مراد محبوب مجاز تاب پیچش اگرچه پیچش زلف درخواست لیکن اینجا تابش مراد است که محبوب ملایم تر است آشتی صلح عتاب سرزنش معنی آنست که چون توجه بمجاز میکنم محبوب حقیقی از تابش میرود و از مشاهده تجلیات باز مانم و چون از مجاز اعراض کرده همگی همت مصروف او گردانم جلوه محبوبی را کار فرموده بسنگ باران حوادث مبتلا میگرداند

چو ماه نو ره بیچارگان نظاره	زند بگوشه ابرو و در نقاب رود

مانند ماه نو راه بینندگان بیچاره را بگوشه ابرو مے زند و در نقاب میرود یعنی گوشه ابرو نموده محتجب میشود که مشاهدة الابرار بین التجلی و الاستتار قوله

شب شراب خرابم کند ز بیداری	وگر بروز شکایت کنم بخواب رود

شب شراب کنایه از حالت محو روز کنایه از حالت صحو بخواب رود محتجب شود معنی آنست که تجلیات محبوب حقیقی در حالت محو از هستی بنیستی مے کشد و حالتے دست میدهد که از دریافت شهود و سر وجود بیخبر میمانم و اگر در حالت صحو می آیم و خواهم که شکایتے ازان حال بازنمایم و بدوستان طریقه از اندیشه مقال خود برآیم شاید که ازان خرابی باز آیم محتجب میگردد و هیچ ازان مشاهدات تجلیات نمودار نمے شود و گوید ؎ لاف عشق و گله از یار زهے لاف دروغ ✤ عشقبازان چنین

نظارگان بیچاره

حکایت

مستحق ہجرانند قولہ

طریق عشق پرآشوب و فتنہ است بدل	بیفتد آنکہ درین راہ باشتاب رود

این بیت جواب ابیات بالا است و تشفی دل خود میخواہد کہ راہ عشق پُرآشوب و فتنہ است درین راہ اگر باستقامت پا نہی خراب است و اگر شتابی کردی و بہ بے پیری طریقہ پیش آوردی از پا افتادی و رخت ہستی بباد دادی پس با تیقظ و بیداری بار شو و چون نابینایان درین راہ مرو کہ تارہ تحقیق نکند قدم پیش نہ نہد و نیفتد اگر بنون بود استفہام انکاری بود قولہ

حباب را چو فتد باد نخوت اندر سر	کلاہ داریش اندر سر شراب رود

معنے آنست کہ اے دل شتابی مکن کہ موجب افتادگی است و باندک مایہ مغرور مشو کہ نے بینی کہ حباب را چون باد کبر و بزرگی در سر افتد و خود را چیزے مے نگرد و کلاہ داری سر کشیش در خیال غرور می برد تا منعدم و ناچیزے گردد قولہ

گدائی در جانان بسلطنت مفروش	کسے ز سایۂ این در بآفتاب رود

بسلطنت عوض سلطنت آفتاب اشارت بسلطنت صوری قولہ

مرا تو عہد شکن خواندۂ و مے ترسم	کہ با تو روز قیامت ہمین خطاب رود

این بیت در جواب ملامت گویان ظاہر بیست است کہ در بدایت حال خواجہ را با ایشان نسبت باشد و چون از عنایت الٰہی بمرتبۂ عشق رسید عقل را و ان جز سراسیمگی چیزے دیگر در دست ندید پس علاقہ عقل عقیلہ را از خود بر بد ظاہر بینان کہ تابع خرد بودہ اند زبان ملامت دراز کردند بعہد شکنش در طعنہ ورزی آوردند و عہد شکستن درین مقام عبارت از حلقۂ انسان است معنے آنست کہ اے ملامتگر تو عہد شکن خواندی و زبان خویش بہ طعن من راندی مے ترسم کہ در روز جزا ترا ہمین نعت خطاب کنند و عہد قدیمت یاد دہند و عہد بر سہ قسم است عہد عوام و عہد خواص و عہد خواص الخواص۔ عہد عوام آنکہ خدا را بہ یگانگی پرستند تا در طاعت بثواب و بمعصیت معاقب نشوند و عہد خواص آنکہ جز خدا بدیگرے متوجہ نشوند و خدا را بخدا پرستند نہ از امید بہشت و خوف دوزخ و خواص الخواص با عہد عام و خاص آشنای نیز نیذیرفتہ یعنی قرب حصول نمودہ ہر چند قرب بیش خطر بیش پس ملامتگر را میگوید کہ مے ترسم کہ تو نیز از زمرۂ ما بودہ عہد خواص

کہ از حد عوام برتر است ۱۲

بجا آورده باشی والکنون از کمال غفلت آن عهد را نشناخته عمل بموجب آن نمی تراشی و از دون همتی بعهد عوام اکتفا نموده و پیش قدمی ننموده تبعهد عهد خاص نمی درائی فردا که از خواب غفلت بدر آئی عهد شکن خطاب کنند و آن عهد را بیادت دهند - قوله

دلا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش	که این معامله در عالم شباب رود

معنی آنست که ایدل شتابی و تکبر در جمیع اوقات نامحمود است خصوصاً که پیر شدی حسن و نازکی مفروش که فروختن حسن و نازکی در عالم جوانی میرود قوله

سواد نامهٔ موی سیاه چون طی شد	بیاض کم نشود و رصد انتخاب رود

یعنی چون نامهٔ موی سیاه پیچیده شد سپیدی کم نگردد و اگر هر باب موی سیاه را برگزینند و سفید را برچینند یعنی جوانی چون از دست رود بصد حیله باز نگردد و نیز مصرع ثانی چنین دیده میشود که بیاض کم نشود و رصد ش خضاب رود یعنی جوانی رفته بازنیآید اگر صد بار موی سپید رنگین نماید قوله

حجاب راه توئی حافظ از میان برخیز	خوشا کسیکه درین راه بی حجاب رود

حجاب راه توئی وجود ک ذنب لایقاس بها ذنب غزل

چو آفتاب می از مشرق پیاله برآید	ز باغ عارض ساقی هزار لاله برآید

می شراب مراد عشق و بمقتضیا وصفا و تخیل نور که بآفتاب تشبیه داده پیاله وجود سالک که پیاله وار در گردش حوادث است ساقی مرشد لاله فرخندگی و تازگی مراد است معنی آنست که چون آفتاب عشق بر وجود سالک طلوع کند مرشدش را هزاران هزار فرخندگی و تازگی حاصل شود و نیز چون انتشار او بر دل عارف طلوع کند ساقی و معشوق حقیقی در تجلیات کشاده گرداند قوله

نسیم در سر گل بشکند کلالهٔ سنبل	چو در میان چمن بوی آن کلاله برآید

نسیم بادا اینجا مراد بادغیرت در سر گل بشکند اے در گل کند و محو سازد کلالهٔ سنبل اضافه بیانیه و سنبل گیاهے است خوشبو شبیه زلف محبوبان آن کلاله اشارت بزلف محبوب حقیقی معنی آنست که چون بکوی زلف آن محبوب حقیقی در چمن دل سالک رو نماید بادغیرت کلالهٔ سنبل را که عشق محبوبان مجازیست در خاک نشاند اے محو و منعدم سازد یا نسیم بادے که از و گل بشگفد اینجا مراد هوائے نفس که مربی مجاز است گل محبوب مجاز کلالهٔ سنبل زیب و زینت چمن وجود سالک باعتبار مشاهدات اشارت هویة محبوب معنی آنست که هوائے نفس که مربی محبت

سلہ یعنی اے حافظ اگر در دوری صحبت گذشته تو نوید وصال شنیدی پس تو از بیان بر خیز زیرا که تا حجاب مرتفع نشود روی نمیاید بیرون رفتن از حجاب مرتفع شدن است بیرون رفتن از عالم اجسام و بپیوستن بعالم ارواح ۱۲ محمد ظفر الدین کرانوی ۱۲

مجاز بود چون عشق از نهاد سالک سر زند همان هوای زیب و زینت بر سرش نمی شکند و او را نفی نکنند و تابع دل شود فی جسد ابن آدم مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله نیز گل عبارت از معشوق مجازی و کلاله سنبل عبارت از زلف سنبل و کلاله سنبل و سر بشکند یعنی محو سازد چمن مراد باغ این عالم یا دل سالک بوی از کلاله بر آید یعنی آنکه نفحه از نفحات صفات حقیقیه و تجلیات لاریبیه چون بمشام جان رسید اینهمه اشکال رعنا و صور وهمیه و حالیه که ظاهرا موجودی نمایند و فی الحقیقة وجود ندارند از پیش نظر سالک منمحی و ناپدید شوند نسیم که عبارت از فیض اوست در سر گل کند چه آنجا ما سوای حق از نظر سالک از آثار فیض الهی است قوله

حکایت شب هجران نه آن شکایت لیست	که شمه زبیانش بصد رساله بر آید

شمه اندک رساله نسخه قوله

زگرد خوان نگون فلک مدار توقع	که بی ملالت صد غصه یک نواله بر آید

قوله گرت چو نوح نبی صبر هست در طوفان یعنی اگر در بن شدائد هجران و سختهای فلکی صبر چون نوح توانی کرد که هزار ایذای قوم خود کشید بلا بگردد و کام هزار ساله بر آید این رنج براحت مبدل گردد قوله

بسعی خود نتوان برد گوهر مقصود	خیال بود که این کار بی حواله بر آید

بسعی خود خود بجود گوهر مقصود وصال جانان بی حواله بی وساطت بی وسیله معنی آنست که بکوشش خویش بوصل جانان نمیتوان رسید ذوق آن حلاوت از خود نمیتوان چشید خیال بود که وصل جانان بی واسطه حاصل شود و این امید بی وسیله دست ندهد مضمون کریمه فَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ مانع خیال گشت و دلم از ان جست و جوست قوله

نسیم وصل تو گر بگذرد بتربت حافظ	زخاک کالبدش صد هزار ناله بر آید	غزل
چو رویت مهر و مه تابان نباشد	چو قدت سرو در بستان نباشد	

مهر و مه معروف و نیز محبوبان مجاز قوله

چو لعل و لولوت دل فروزی	دُر دریا و لعل کان نباشد

لعل کنایت از لب لولو گوهر اسرار قوله

میان خط سبزت لعل نوشین	عجب گر چشمه حیوان نباشد

خط سبز اے قبالهٔ زیبائی بنام تو مسجل چون خانهٔ درونی من ملک تست وَ حَفَّ عَلَى ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ کشیدن خط چه توجیه دارد تا روے چون چاشت تو دیدم والضحی از زبان

من نمی رود و تا موے چون شب تو گزیده ام وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی از دلِ من فراموش نمیشود هر گاه که تو عذار در خطے آری من تُولِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ میخوانم و هر گاه که تو خط از عذار بر میداری من تُولِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ میخوانم بدانکه خط بر سه نوعست اوّل آنکه گرد لب برمے آید و روے سبز داردِ اهلِ عرب نبات گویند و اهل عجم سبزه و خط سبز را فستقی خوانند و اینچنین خط را بواسطهٔ لون دور آسمان گویند و مهر گیاوزرنگار آئینه ۵ آخر رقمے زمشک بر ماه زدند + بر تنگ شکر مومیچگان راه زدند + آئینهٔ روے دوست زنگار گرفت + از بسکه بر و سوختگان آه زدند قسم دوم انچه از شام سر زلف فراگوش محبوب دارد از اثر سیاهی غبار خیل زنگبار است که روے بخطه خطا دارد و سر حد حبش گرفته ۵ زنیسان که ختن بهم برآمد زخطت + گوئی زحبش سیاهی پیدا شد + این قسم خط را عود سوخته و مشک گویند قسم سوم - انچه صحیفهٔ عذار دو رویه فروگیرد و امتیاز موے بنا گوش از و نمیتوان کرد ۵ گرد مشکست که بر گرد سمن بیخته + یا بنفشه است که بر دامن گل ریخته + این قسم را عنبر و برگ شمشاد و سنبل تر و طوق عنبرین و لباس عباسی گویند ۵ سلطان رخت لباس عباسی را + پوشید مگر سر خلافت دارد + لعل نوشین کنایه از لبهاے معشوق چشمهٔ حیوان آب حیات و آن چشمه ایست در ظلمات هر که آب آن خورد بطول حیات رسید قوله

سواد کفر زلف او که دل را	بروے تو از ان ایمان نباشد

کفر ۵ یعنے کفرے است قوله

چو فندق پسته اش خندد بجالم	چرا با دام من گریان نباشد

پسته میوه مشهور و باستعاره بر دهن معشوق اطلاق کنند بادام کنایت از چشم قوله

اگرچه هست شیرین شعر حافظ	چو لعل خسروِ خوبان نباشد

شعر در لغت بمعنے دانستن از ینجاست که در قراءة بجاے یعلمون یشعرون اگر خواند نماز روا ست و در اصطلاح این فن عبارت است از کلامے که متکلم بقصد شعر بوزن بحرے از بحور نوزده گانه که در کتب قافیه و عروض مشروحاً و مفصلاً مذکور است آورده بشرطیکه قافیه داشته باشد پس اگر کلام مقفا موزون بے قصد متکلم واقع شود شعر نگویند و همچنین اگر کلام مقفے را که بحرے از بحور نباشد شعر نخوانند و شعر چند قسمست مصرع و فرد و بیت و قطعه و رباعی و مخمس و مثنوی و غزل و

۵ کذا فی الاصل ۱۲

قصیده و ترجیع بند و مسدس و مثمن و غیره غزل

حسب حالے ننوشتی شده ایامے چند	محرمے کو کہ فرستم بتو پیغامے چند

عرضداشت میکند که اے شاه سریر خوبی من گرفتار محنت جدائی را هیچ نپرسیدی که بآن افتخار کنم اگرچه داب بنده خموشی است با اینهمه میگویم که حسب حالے الخ وچون جناب رفیع الشان محبوب بدان مرتبه است که محبان کوے ارادت را درانجا بار نباشد بنابران گوید قوله

ما بدان مقصد اعلے نتوانیم رسید	هم مگر پیش نهد لطف شما گامے چند

یعنے ما بدان مقصد عالی که کنایه از نوشتن نامه و یاد نمودن است نمیتوانم رسید مگر که لطف شما شامل حال این شکسته بال گردد بدآن که وقتے که اسباب شادی مهیا شد طالب را باید که قدر وقت بداند و در کامرانی تقصیر نکند بنابران گوید قوله

مے چو از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب	فرصت عیش نگهدار و بزن جامے چند

مے شراب خم آوندے که خماران دران خمیر کنند گل افگند نقاب گل ظهور نمود فرصت نوبت دادن معنے آنست که محبت از وحدت بکثرت آمد و معشوق از بطون بظهور آمد و نقاب مرتفع شد وقت را فرصت دان و آنرا ضائع مگذار و پیاله چند از محبت و معرفت بزن و نیز معنے آنست که عشق و محبت از باطن در وجود سالک رسید و دلش که غنچه وار سربسته بود چون گل شگفته گردید اے سالک نوبت عشق خود را نگه دار و اگر از دست برآید برآر جامے چند بزن و مشاهدات و تجلیات را تفرج نما قوله

قند آمیخته با گل نه علاج دل ماست	بوسه چند بیامیز بدشنامے چند

قند آمیخته با گل کلمات نصیحت و لطف آمیز بوسه سخنان شوق انگیز بیامیز بدشنام مشتمل بر عتاب ماحصل این بیت آنست جمعے که از فضل الٰهی متصف بحسن و جمال اند باید که قدر آن نعمت بدانند و از زکوة حسن و جمال خود مستحقان را ازان نعمت محروم نگردانند و بهر طائفه که مستحق چیزے باشد همان چیز او را دهند قوله

زاهدا ز کوچهٔ رندان بسلامت بگذر	تا خرابت نکند صحبت بدنامے چند

هر کسے را باید که بکار خود مشغول باشد و کارے که بایشان نسبت ندارد نکند تا در طریقهٔ خود باکمال زید باشد

عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بهر دل عامی چند

ارباب حکمت را باید که خواص اشیا را کما حقه بیان فرمایند و بنا بر اغراض فاسده حسن پوشی نکنند قوله

ای گدایان خرابات خدا یار شماست	چشم انعام ندارید ز انعامی چند

سالکان طریق بغیر از حق سبحانه باید که هیچ چیز التفات ننمایند و از ماسوی اعراض کنند قوله

پیر میخانه چه خوش گفت بدرد کشِ خویش	که مگو حالِ دلِ سوخته با خامی چند

پیر میخانه کنایه از مرشد و درد کش مسترشد یعنی مهر سکوت بر دل و زبان نه و رموز عشق و اسرار الٰهی پیش هر خس و خاری مکند قوله

حافظ از تاب رخ مهر فروز تو بسوخت	کامگار انظرے کن سوے ناکامی چند

رخ مهر فروز صفت رخ محبوب است غزل

حسن تو همیشه در فزون باد	رویت همه ساله لاله گون باد

حسن بر دو نوعست صوری و معنوی صوری تناسب اعضای نوزده گانه موے[۱] جبین[۲] ابرو[۳] چشم[۴] مژگان[۵] روے[۶] بینی[۷] خط[۸] خال[۹] لب[۱۰] دندان[۱۱] دهن[۱۲] زنخدان[۱۳] سینه[۱۴] ساعد[۱۵] انگشت میان[۱۶] ساق[۱۷] زلف[۱۸] و زلف در هیئت چون زنجیر و مار و سنبل تر ☜ ساعد یار من و سیم و سحر هر سه یکیست ✣ زلف کج مار سیه سنبل تر هر سه یکیست ✣ جبین شکل تخته عاج و یا زمرد سبز باشد و ابرو چون هلال و تیغ باشد ☜ چو بینی تو شکل سرو زری و دست ✣ دو تیغ برهنه است ابروے دوست ✣ و چشم باید چون نرگس شهلا و بادام باشد ☜ لب لعل تو یاقوت ست یا قوت مرجان را ✣ سیه چشم تو بادام است یا بادام است انسانرا ✣ مژگان چون تیر ☜ کرد چشم تو به تیر غمزه مجروح دلم ✣ روے چون شمس و قمر باشد ☜ روی تو آفتاب و دیدن آن ✣ آفت آب اندرین چشمان ✣ بینی چون الف کشیده و انگشت ☜ انگشت بینی است ماه را کرده دو نیم ✣ ما بین دو عین است از نون هیم ✣ بینی الفی کشیده بر صفحه سیم نے غلطم که از کمال اعجاز خط چون ریحان بنفشه باشد ☜ گرد مشکست که بر گرد سمن ریخته ✣ یا بنفشه است که بر دامن گل ریخته ✣ خال چون نقطه و دانه باشد ☜ به دانه ایست خالت اے نور هر دو چشم ✣ باید که هوش داری زا سیب رو نگارش ✣ لب چون نار قرمز برگ گل تر باشد ☜ چو برگ گل که گرد شکر آلود ✣ دهن چون ذره و نقطه موهوم باشد ☜ الحق نشان نقش وجود دهان تو ✣ موهوم

نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکارہ دندان چون دانۂ شبنم ولولو باشد ؎ تا تبسم نکنی عقل نداند ہرگز
کہ تو در آبِ خضر لولوِ لالا داری ✤ زنخدان چون بہ وسیب باشد ؎ سیبِ زنخش کہ ہست روح ثانی
بر دست گرفتم از سرِ نادانی ✤ دلدار بتہدید بمن گفت کہ ہی ✤ جان برکف دست مے نہی نادانی ✤
گردن چون گردن آہو و شمع کافور ؎ نمیدانم کہ از گردن چگویم ✤ مگر شمعے ز کافورش بجویم ✤
ساعد چون دندان عاج و بلور انگشتان چون دم قاقم و قلم ؎ بدست آوردہ ز انگشتانِ قلمہا ✤
سینہ چون تختۂ سیمین باشد شکم چون شکم سنجاب و دریاے سیماب ؎ ز سینہ تا کمر دریاے
سیماب ✤ در و پستان حباب و ناف گرداب ✤ میان چو موے ؎ میانش موے بلکہ از
موے نیے ✤ ز باریکی بر و از موے بیے قد چون شاخ بقم و نخل و شاخ گل ؎ نخل قدت کہ از چمن
جان برآمدہ ✤ شاخِ گلے بصورتِ انسان برآمدہ ✤ وحسن معنوی ملاحت را گویند ہمہ سال ہمیشہ
لالہ مُرخ رنگ قولہ

چشمے کہ نہ فتنۂ تو باشد	از گوہرِ اشک غرقِ خون باد

فتنہ عاشق قولہ

چشمِ تو ز بہرِ دلربائی	در کردنِ سحر و فنون باد

ذو فنون صاحب ہنر کامل قولہ

ہر جا کہ دلے ست در غمِ تو	بے صبر و قرار و بے سکون باد

سکون آرام غزل

خوش آنکسے کہ مدام از پے نظر نرود	بہر رہے کہ بخوانند بیخبر نرود

نظر بمعنے مجاز معنے آنست کہ اے خوش آنندے کہ ہمیشہ از پے مجاز نرود و ہر چہ بیند طفل وار بدان
فریفتہ نشود کہ مجاز سبب حصول درجات ست نہ مقصود بالذات و بہر راہے کہ قضا و قدرش براند
بیخبرانہ نرود و از پیش و پس بیخبر نشود و مبدا و معاد از دست ندہد و نیز معنے آنست کہ کسے پیوستہ
از پے نظر میرود و ناظر تجلیات مے باشد و چون تجلیات را نہایت نیست ناظر تجلیات بمشاہدۂ
تجلیات مشغول بماند و بذات نمیرسد بلکہ تجلیات مطلقاً یکبارگی از نظر مشاہدۂ او برطرف میشوند و
باز میگویند کہ خواہ از پے نظر میرود ناظر تجلیات باشد خواہ قطع نظر از تجلیات نمودۂ اصل ذات گردد

خوش آنکسے کہ بیخبر نرود تا پیروی انبیا و اصحاب نمودہ باشد لب شیرین قول متکلم کہ موجب فنای عاشق ہست نگس کہ عاشق و طالب فناست قولہ

زمن چو باد صبا بوے خود دریغ مدار	چرا کہ بے سر زلف تو ام بسر نرود

بوے کنایہ از فیض معنے چنانچہ باد صبا فیض خود بہمہ نورستگان چمن میرساند و ہیچیک را محروم نمیگذارد تو ہم توجہ خود را از ما دریغ مدار و از محرومان مساز چرا کہ کار ما بی سر زلف تو کہ جذبۂ عشق است ہیچ نوع پیش نمیرود الجذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین از نیجاست ؎ نرود بے مدد لطف تو کار از کم و بیش ✤ ہزار زہ گرد بیہودہ گردندہ کہ ہیچکار ز پیشیت بدین ہر نرود ازین ہرزہ گردی ہیچ حصول کارت نشود سیاہ نامہ تر از خود کسے نے بینم ✤ سیاہ نامہ گناہگاران این بیت مبنی بخوف است و خوف از مقامات بزرگ است اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا قال علیہ السلام رأس الحکمۃ مخافۃ اللہ و خدا خائفانرا ہدی و رحمۃ و علم و رضوان جمع کرد در سہ آیت ھدًی و رحمۃ للذین ھم لربھم یرھبون اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ من عبادہ العلماء و رضوا عنہ ذٰلک لمن خشی ربہ و خشوع و خضوع و مراقبت و محاسبت و شکستگی و نزاری و زاری و عفت و ورع و تقوے اگرچہ اعمال نیک در خود معاینہ نماید با وجود اینہمہ خود را از ہمہ سیاہ نامہ تر داند قولہ

لیکن بچشم حقارت نگاہ در من مست	کہ آبروے شریعت بدین قدر نرود

بدین قدر میخواری و مستی این بیت مبنی بر جاست یعنی بنظر حقارت در من مست مبین کہ این مستی و گنہگاری ما مبطل شریعت نمیشود علمہ بمعاصینا فی الازل لا یمنعہ من ایجادنا فمعاصینا کیف تمنعہ عن تظہرنا بالعفو و الغفران یعنی در ازل بگناہ ما عالم بود کہ ما گناہ کنیم آن علم مر آفریدن را مانع نشد پس معصیت محدث کہ امروز کردہ ایم چگونہ مانع شود او را از عفو کردن بدین نسبت ندای لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ہر دم بگوش جان میدہد چنانکہ در حدیث لو لم تذنبوا لجاء اللہ بقوم یذنبون فیغفر لھم یعنے اگر شما گناہ نمیکردید حقتعالی قومے دیگر آوردی تا ایشان گناہ کردندے پس بیا مزیدی ایشانرا پس اگرچہ خود را غرق دریاے عصیان بیند رشتۂ امید منقطع نگرداند کہ ؎ ناامید از رحمتش شیطان بود ✤ او سیاہی خال صاحب شرح گلشن راز میفرماید کہ خال اشارت بنقطۂ وحدت من حیث الخفا کہ مبدأ و منتہای کثرات ست کہ منہ بدأ و الیہ

ل ۱۲ واسم ظاہر این شرح کدام مخدوم است ۱۲ ل ۱۲ این ابیات در نسخ موجود نیست ۱۲ ل ۱۲ ابیاتے کہ در شرح آنہا موجود ست در نسخ موجودہ نیست و این غزل در نسخ مطبوعہ یافت نشد ۱۲

یرجع الامر کلہ و مناسبت بینہما ظاہر است چہ بواسطۂ سیاہی مشابہت ہویت و غیبت کہ از ادراک و شعور اغیار محتجب و مخفی است کہ لا یدرے اللہ الا اللہ و لا یعرف اللہ غیر اللہ و نیز اشارہ بوحدت حقیقت است زیرا کہ نقطۂ خال بسبب ظلمۃ یا نقطۂ ذات کہ مقام انتفای شعور و ظہور ادراک است مناسبت دارد چہ بے شعوری و عدم ظہور و ادراک معبر بہ ظلمت میگردد چنانچہ تجلی ظہوری معبر بنور میشود و صاحب طارقہ گفتہ کہ خال عبارت از ظلمت معصیت کہ میان انوار طاعات بود چون نیک اندک بود خال گویند و سبب زینت شمرند و شیخ جمالی گفتہ کہ خال عبارت از نقطۂ روح انسانیست مکارم اخلاق بزرگ خلقہا عالم دگرے سراسر فضل و احسان ہستی کہ ان اللہ لذو فضل علی الناس وفاے عہد عہدے کہ حقتعالی در ازل کردہ کہ الحال شمارا بمقامے میفرستم آنجا بروید و غم مدارید ہر وقت مرا طلب کنید باشما ایم نحن اقرب الیہ من حبل الورید از خاطرت بدر نرود فراموش نکنی و این نہ مقتضے فراموشی آنجناب ست بلکہ اظہار یاد دہی و شفیقگی خود است صاحب الغرض مجنون سرو قامتی آن محبوبی سیم و زر اخلاص و صدق قولہ

بتاج بہ ہدم از رہ مبر کہ باز سفید	زکبر از پئے ہر صید مختصر نرود

این خطاب بمقلد است تاج بہ ہد ظاہر آرائی از رہ مبر گمراہ مساز باز سفید طالب کامل زکبر از عظم شان و بزرگی کہ دارد صید مختصر درویشان مقلد و ظاہر آرایان ز مجلس سخن بدر نرود و غیر برین اطلاع نیابد۔ غزل

خستگان را چو طلب باشد و قوت نبود	گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود

یعنے اگر خستگان تیر محبت کہ در طلب دامنگیر وقت شان گردیدہ و سر اسیمہ وار در بادیۂ طلب میگردند و ہیچ قوتے ندارند کہ بدان در خلوت خاصش بار یابند بیداد کنی اے بوصل خود زرسانی و بداغ ہجران بسوزی از مقتضاے مروت بسے بعید است کہ آنہا بطلب تو از خانمان مہجور و نفور ند ✤ قولہ ما جفا از تو نہ بینیم مارو دار نسبت جفا بتو نیستم تو ہم خود بپسندی ✤ تو رو امیدواری آنچہ در مذہب پیران طریقت نبود ✤ یعنے جفا قولہ

خیرہ آن دیدہ کہ آبش نبرد گریۂ عشق	تیرہ آن دل کہ در و نور مودت نبود

خیرہ آن دیدہ یعنی تاریک باد چشم کہ آبش نبرد نابینا نکند تیرہ آن دل آن دل تیرہ باد قولہ

تا کہ افسون نکند جادوی چشم تو مدام | نور در سوختن شمع محبت نبود

افسون معروف اینجا کنایہ از نگاہ جادوی چشم اضافہ بیانیہ چشم ساحر مراد از چشم ذات ست ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات ✤ کو عیان بیند وجود کائنات شمع مودت اضافہ بیانیہ معنی آنست کہ تا لطف و تفضل تو شامل حال عاشقان نمیگردد عشق عاشقان و محبت محبان اثرے نمیدہد و نورے نے بخشد قولہ

ہر کہ آئینہ صافی نشد از زنگ ہوا | دیدہ اش قابل رخسارہ حکمت نبود

آئینہ کنایہ از دل زنگ ہوا ہوائے نفسانی و ظلام بشری حکمت معرفت قولہ

بیخبرن چون چنین نیک سر رشتہ خود با خبرم | آن مبادا کہ مددگاری فرصت نبود

چو چنین نیک یعنے با حسن وجہ سر رشتہ معاملہ کار با خبرم ہشیارم آن مبادا کہ مددگاری فرصت نبود آن مبادا کہ فرصت وقت دست ندہد و حصول مطلب نا نمودہ رخت رحلت ازین جہان فانی بربندم۔ قولہ

دولت از مرغ ہمایون طلب سایۂ او | زانکہ باز اغ و زغن شہپر ہمت نبود

مرغ ہمایون کنایہ از ہما و مراد ازان عارف کامل سایۂ او طفیل و توجۂ او زاغ و زغن درویشان مقلد و ظاہر آرایان شہپر ہمت اضافہ بیانیہ قولہ

چون طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکیست | نبود خیر دران خانہ کہ عصمت نبود

طہارت عشق کعبہ مراد اسلام و بتخانہ مراد کفر عصمت پاکی از ماسوے اللہ قولہ

گر مددخواستم از پیر مغان عیب مکن | شیخ ما گفت کہ در صومعہ ہمت بود

عیب مکن خطاب بزاہدان مرائیست در صومعہ ہمت نبود درویشان مقلد و زاہدان مرائی لائق ہمت و استعانت نیستند قولہ

حافظا علم و ادب ورز کہ در مجلس شاہ | ہر کرا نیست ادب لائق صحبت نبود

علم اینجا مراد عشق است ✤ علم نبود دغیر علم عاشقی ادب بجز و انکسار شاہ کنایہ از محبوب صحبت قرب و وصل غزل

خوش است خلوت اگر یار یار من باشد | کہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

خلوت بدانکه بنای سلوک راه دین بر خلوت است و همگی انبیاء و اولیاء در بدایت حال خلوت گزیده اند قالت عائشة رض کان رسول الله ص فی جبل حراء اسبوعا و اسبوعا و موسے را چون استحقاق کلام بواسطه کرامت میکردند برای خلوت فرمود که اذ واعدنا موسے اربعین لیلة و عدد اربعین را خاصیتے است در استکمال چیزها که هیچ عدد را نیست ان خلق احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوما نطفة ثم یکون علقة مثل ذلك ثم یکون مضغة مثل ذلك و دیگر خمرت طینة آدم بیدے اربعین صباحا و دیگر من اخلص لله اربعین صباحا ظهرت ینابیع الحکمة من قلبه علے لسانه و اربعینات را شرائط بسیار ست اما انچه ضروریست هشت است اول تنهائی دویم پیوسته بروضو بودن سیوم مداومت ذکر بلا اله الا الله چهارم مداومت بر نفی پنجم صوم دوام ششم دوام سکوت هفتم مراقبه دوام هشتم ترک اعتراض هم بر خدا و هم بر شیخ هرچه از غیب بدو رسد از قبض و بسط و رنج و راحت و کشادگی و بستگی راضی شود و بر قول و فعل و حال شیخ اعتراض نکند و چون در خلوت شد ائد بسیار است گوید خلوت بسیار خوش است اما بشرطیکه یار یار ما باشد اے مشاهده او مونس و رفیق ما باشد و من پروانه وار بر شمع جمال او خود را فدا سازم و او شمع آسا راحت افزاے این دل غمدیده و روشن ساز کلبه محنت ما باشد قوله

من آن نگین سلیمان بهیچ نستانم	که گاه گاه بر و دست اهرمن باشد

نگین سلیمان کنایه از دنیا که موجب مطیع نمودن خلق است گویند که چون دنانیر و دراهم در عالم موجود شد ابلیس مر او را بوسه داد و شاد شد که مراعمده وسائل فریب شد معنے آنست که من دنیا را بهیچ خریدار نیم و چیزے در ا بچیزے نستانم از آنکه وسیله فریب شیطان است و سرمایه غرور و حرمان و قصه گم شدن انگشتری سلیمان و نشستن اهرمن بر کرسی بجاے سلیمان ع و باز یافتن آن نگین سلیمان ع و بر تخت سلطنت نشستن بطور قدیم نزد مفسران بمضمون این آیه مستفاد میگردد وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ اما صاحب مدارک التنزیل گوید از جمله اباطیل یهود است و رسول الله هیچ حدیثے درین باب نفرموده قوله

روا مدار خدایا که در حریم وصال	رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

حریم وصال هنگام موت رقیب محرم شیطان که حاجب در خلوتسرا ست یعنے اے بار خدایا

رو دارا این مباش که در مقام عشق و محبت رقیب که شیطان است محرم ما گردد و ما بفریب او از دولت وصال او محروم مانیم و نیز از رقیب مدعی را گویند مراد زاهد است که منکر عاشقان است یعنی ای یار خدا یار و مددگار که زاهد بسبب زهد در حریم وصال رسد و محرم گردد و ما بسبب فتور و قصور که رود و محروم مانیم که جای دیگر گفته ؎ ترسم که صرفهٔ نبرد روز باز خواست ♦ نان حلال شیخ ز آب حرام ما قوله

همای گو مفکن سایهٔ شرف هرگز	دران دیار که طوطی کم از زغن باشد

یعنی همای معرفت ایزد تا متناهی هرگز پرواز نکند و بر دلی که پیش او طوطی عشق کم از زغن باشد و یا آنکه روی بهی مبیناد آنشهر که در آنجا عاشقان و عارفان کمتر از مقلدان و مرائیان باشند و قدر و قیمت کسی در آنجا نباشد قوله

بیان شوق چه حاجت که حال آتش دل	توان شناخت ز سوزی که در سخن باشد

آتش دل عشق یعنی اظهار شوق و اشتیاق و سوز و درد محتاج بیان نیست چرا که سوز دل عاشق از سوز سخن او معلوم توان نمود قوله

هوای کوی تو از سر نمیرود ما را	غریب را دل آواره در وطن باشد

هوای محبت غریب مسافر عاشق که از شهر اطلاق به تقید افتاده وطن اشارت بکوی قرب و عالم اطلاق قوله

بسان سوسن اگر ده زبان شود حافظ	چو غنچه پیش تو اش مهر بر دهن باشد

سان مانند مهر بر دهن باشد ای گنگ باشد غزل

خسرو اگوی فلک در خم چوگان تو باد	ساحت روی زمین عرصهٔ میدان تو باد

خسرو نام کیخسرو و نام پرویز و هر بادشاه را گویند گوی فلک اضافهٔ تبیانیه خم کجی چوگان چو بیت کژ که بدان گوی باز ند ساحت میدان و کشاپش عرصه کشادگی قوله

زلف خاتون ظفر شیفتهٔ پرچم تست	دیدهٔ فتح ابد عاشق جولان تو باد

زلف خاتون ظفر همون ظفر اضافهٔ بیانیه شیفته مشتاق پرچم موی بن ماده گاو کوهی که علم بندند فتح ابد فتح مدام قوله

ایکه انشای عطارد صفت کوکبهٔ تست	عقل کل چاکر طغرا کش دیوان تو باد

ه این غزل در نسخت است ۱۲

عطارد ستاره ایست بدبیر فلک منسوب عقل کل جبرئیل قوله

جلوهٔ طائر طوبے قدِ چون سروِ تو شد	غیرتِ خلد برین ساحتِ ایوان تو باد

طائر طوبے ملائکه یعنے چون تو منظور سواکنان علوی شدهٔ ساحت میدان قوله

نه به تنها حیوانات و نباتات وجماد	هر چه در عالم امرست بفرمان تو باد

هر چه در عالم امرست هر چه در زیر کن آمده است قوله

همه آفاق گرفت و همه اطراف کشاد	صیتِ خلقِ تو که پیوسته نگهبان تو باد

صیت آوازه نگهبان رفیق گویند که هر پیغمبرے هنگام ایذا رسانی مرقوم خود را عذاب خواست چنانچه نوح ع گفت رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا و محمد ص هنگام شکستن دندان فرمود اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ و خلق وے از تحریر و تقریر بیرون است إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ نقلست روزے شخصے پیش علی رض آمد گفت که خلق رسول ع بیان کن فرمود بشرطیکه تو نعمتهاے حق بیان کنی آن شخص گفت نعمتهاے حق تعالے لا تعد و لا تحصر است کما قال الله وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا چگونه بیان کنم گفت که حق تعالے نعمت دنیا را قلیل گفته که قل متاع الدنیا قلیل تو از بیان کردن قلیل عاجزی من عظیم را چگونه بیان کنم کقوله تعالی إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ قوله

حافظِ خسته باخلاص ثنا خوانِ تو شد	لطفِ عامِ تو شفا بخش ثنا خوانِ تو باد

اخلاص صفتے است نیکو که حق تعالے بدان امر فرموده که وَاعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ و عمل بنده که از اخلاص عاری باشد قدر و جوی ندارد ؎ گرت نیست اخلاص در بوم نیست + ازین در کسے چون تو محروم نیست + اخلاص آنست که عمل صالح کنی و از خدا یتعالے ثواب طلبی و نه خواهی که ترا آبان یاد کنند و از برائے آن ترا بزرگ دارند من اخلص لله اربعین صباحا ظهرت ینابیع الحکمة غزل

خوش آمد گل وزان خوشتر نباشد	که در دستت بجز ساغر نباشد

گل کنایه از بهار است که آوان گل ست و نیز ایام جوانی و مشاهده ساغر پیالهٔ شراب قوله

زمانِ خوشدلی در یاب دُریاب	که دائم در صدف گوهر نباشد

یعنی زمان خوشدلی که آوان مشاهدات است دریاب ای بمشاهده و تفرج آن مشغول شو که این وقت مدام دست نمیدهد چنانچه خود گفته ؎ در دور زباده یک دو قدح درکش و برو + یعنی طبع مدار

وصال دوام را قوله

غنیمت دان وقتی خور درگلستان	که گل تا هفته دیگر نباشد

غنیمت دان این ایام بهار و یا هنگام جوانی و یا آوان مشاهده را غنیمت دان می خور درگلستان درین دنیا بے نوشی که عشقبازیست مشغول شو که گل تا هفته دیگر نباشد این آوان گل و موسم جوانی و مشاهده را بقای نیست قوله

عجب راهیست راه عشق کانجا	کسے سر برکند کش سر نباشد

کانجا براه عشق سر برکند سر برآرد کش سر نباشد که از سر گذشته باشد قوله

ایا پُر لعل کرده جام زرین	بجنشا بر کسے کش زر نباشد

ایا اشاره بمرشد یعنی اے مرشد ما چون جام زرین خود را که کنایه از دل مصفا است پر از مے معرفت و محبت داری قطره ازان بر لب تشنگان بادیه هجران که مفلس و بینوا اند و آن کنایه از خود است بریزان مرشد بموجب لاترد السائل وانکان کافرا فرمود اینچه در بیت آینده است قوله

زمن بشنو دل اندر شاهدے بند	که حسنش بسته زیور نباشد

یعنی سخن ما را بگوش جان بشنو و خود را بسته کمند معشوقے دار که حسن او موقوف علیه زیور نباشد یعنی بعشق محبوب حقیقی چون بتوجه مرشد بمحبت لاتناهی معزز و مکرم گردید بموجب احسن کما احسن الله الیک شیخ را که قبل ازین ناصح خواجه بود ترغیب میدهد و هدایت میکند قوله

بیا اے شیخ در خمخانه ما	شرابے خور که در کوثر نباشد

شیخ خطاب بزاهد از روے استهزا چنانچه شیخ پاکدامن یعنی اے شیخ بوعده شراب طهور گرفتار این زهد خشک تا کے مانی بیا در خمخانه ما که مشرب عشق است و شرابے خور که در کوثر نباشد قوله

بشو اوراق گر همدرس مائی	که علم عشق در دفتر نباشد

یعنی اے عاشق اگر همطریق مائی ترک این علم ظاهری نما که بجز قیل و قالے بیش نیست ۵ علم رسمی سر بسر قیل است و قال ✤ نه از و کیفیتے حاصل نه حال ✤ چرا که علم عشق معرا از بیان است که از مواهب است نه اکساب ۵ قلم بشکن سیاهی ریز کاغذ سوزم و رکش ✤ حسن این قصه عشق است در دفترے نگنجد قوله

ملا شاهد عارف کامل ۱۲

شرابے بے خمارم دہ خدایا	کہ با او ہیچ در دِ سر نباشد

ہر شرابے کہ ہست خواہ شراب صوری خواہ عشق صوری آخر الامر خمار رنج واندوہ ندامت پدید آرد الا شراب معنوی کہ محبت لا یتناہی است بنا بران گوید شرابے بے خمار عشق حقیقی خمار غم والم قولہ

بنام ایزد بتے شیرین لبم ہست	کہ در بتخانۂ آزر نباشد

بنام ایزد قسم بخدا بت شیرین لب معشوق حقیقی یا مرشد کامل بتخانۂ آزر دنیا کہ نقش ونگار صوتہا است قولہ

بتاجِ عالم آرایش کہ خورشید	چنین زیبندۂ افسر نباشد

بتاج باقسمیہ عالم آرا صفت تاج است قولہ

کجے گیرد خطا در نظمِ حافظ	کہ ہیچش لطف در گوہر نباشد

کہ ہیچش لطف در گوہر نباشد کہ ہیچ ہنرے وقابلیتے در ذات او نباشد یعنے بے ہنر اصلی باشد صاحب جواہر الاسرار فرمودہ کہ ازان روزے کہ سخنوران درین عالم فانی نزول نمودہ اند ہیچکس را اینچنین سخن اتفاق نیفتادہ ونخواہد افتاد چنانچہ حافظ را واللہ علی کل شئی قدیر غزل

دیدی اے دل کہ غمِ یار دگر بار چہ کرد	چون بشد دلبر و با یارِ وفادار چہ کرد

این غزل مبنی بحالت قبض است چون چگونہ بشد برفت مخفی گشت دلبر تجلی یار وفادار کنایہ از خود قولہ

وائے ازان نرگسِ جادو کہ چہ بازی انگیخت	وائے زان مست کہ با مردم ہشیار چہ کرد

وائے ازان نرگس جادو افسوس کہ آن چشم جادوانہ محبوب چہ بازی انگیخت کہ بیک نگاہ آشنا دل ما ربود وباز رو در نقاب کرد وما را گرفتار انواع غموم وہموم نمود مست تجلی ذاتی ومحبوب مردم ہشیار کنایہ از خود چہ کرد کشت وہیچ مداوا نکرد قولہ

اشکِ من رنگِ شفق یافت نمیدانم چیست	طالعِ بے شفقت بین کہ درین کار چہ کرد

یعنی بسبب بیمہری وبیوفائی وجدائی آن محبوب اشکِ من ملون برنگِ خون گردید درین کار درین عشقبازی وجدائی قولہ

برقے از پردۂ لیلی بدر خشید سحر	وہ کہ با خرمنِ مجنونِ دل افگار چہ کرد

سلام نرگس جادو

برق تجلی لیلی معشوق خرمن وجود مجنون دل افگار کنایه از خود چه کرد یعنی بسوخت حاصل این بیت آنکه چون در ابتدا تجلی از تجلیات آن محبوب بر ما ظهور کرد و الله و فریفته آن گردیده سرگردان این بادیه خونخوار گردیدم صوفی خود بین درویش مقلد و منکر طاعن قوله

ساقیا جام میم ده که نگارندهٔ غیب	نیست معلوم که در پردهٔ اسرار چه کرد

نگارندهٔ غیب حق تعالی در پردهٔ اسرار روز ازل نصیب قوله

آنکه بر نقش زد این دایره مینائی	کس ندانست که در گردش پرکار چه کرد

بر نقش زد پدید کرد دایره مینائی آسمان و مراد از تمام مصرع حق تعالے گردش پرکار هنگام نوشتن قلم بر لوح قوله

برق عشق آتش غم در دل حافظ زد و سوخت	یار دیرینه ببینید که با یار چه کرد

سوخت بفشار سانید یار دیرینه کنایه از حق تعالے باعتبار صحبت عالم اطلاق یا یار کنایه از خود۔

غزل

دل از من برد و رو از من نهان کرد	خدارا تا کے این بازی توان کرد

بازی کنایه از رو نمودن و باز اخفا شدن و این طریقه هم معشوقان صوریست آشکارا و معشوق حقیقی که مشاهدهٔ اکابر از بین التجلی و الاستتار قوله

سحر تنهائیم در قصد جان بود	خیالش لطفهاے بیکران کرد

سحر مراد بدایت حال در قصد جان بود باعتبار ریاضت شاقه و اخفا خیال مراد مشاهده و چون مشاهده را ثباتے نیست بخیال نسبت داد قوله

چرا چون لاله خونین دل نباشم	که با من نرگس او سرگران کرد

نرگس کنایه از چشم و مراد از چشم ذات ✱ هست چشم اینجا بمعنے نقد ذات ✱ گو عیان بینید وجود کائنات سرگران کردن ناز و اعراض و بے نیازی اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ۔ کجا گویم بگویم با این درد دلسوز با این اندوه و غم والم طبیعت معشوق محمد و مرشد قوله

بدان سان سوخت چون شمعم که برمن	صراحی گریه و بربط فغان کرد

سان مانند صراحی عاشق که ملوازمے عشق است بربط مشتاق که بربط وار بفغان است

ملے یعنے کہ در دو این لفظ با خط یافتہ نشد ۱۲

ملے و اسرار اعظم این شرح کدام شعر است ۱۲

یعنے مرا شمع وار بمنزلہ بسوخت ہر عاشقے کہ مرا دید و ہر شتاقے کہ نظر بر من انداخت اشکہا از چشم جاری کرد و آواز فریاد برداشت قولہ

صبا گر چارہ داری وقت وقتست	کہ در داشتیا قم قصد جان کرد

صبا کنایہ از جذبۂ صلبیہ و مرشد چارہ داری علاج میتوانی وقت وقتست وقت علاج است

میان مہربانان کے توان گفت	کہ یار من چنین گفت و چنان کرد

کہ یار ما چنین گفت و چنان کرد این بیت مقتضی آنست کہ زشت ترین عاشق آنست کہ از معشوق شکایت کند زیرا کہ عاشق را با شکایت چہ گذر کل فعل من الظریف ظریف و فعل المحبوب محبوب قولہ

عدو با جان حافظ آن نہ کردے	کہ تیر چشم آن ابرو کمان کرد

تیر چشم نگاہ تیز و مراد تجلی جلالی و صفات قہری ابرو کمان معشوق غزل

دست در حلقۂ آن زلف دوتا نتوانکرد	تکیہ بر عہد تو با دصبا نتوان کرد

یعنے دست در حلقۂ آن زلف دوتا کہ عبارت از جذبۂ عشق است نمیتوان زد و کہ این کار بست آسان تا ہر بوالہوسی دست بدان توان زد چنانچہ خود گفتہ ؎ خیال زلف تو پختن نہ کار خامان است کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاریست + و معشوقان را بتدا لطف و مہربانی و وعدہ برائے دلربائی عاشق درکارے آرند تا کہ والہ آن گردیدہ گرفتار دام محبت گردد ؎ مہربانیہای لیلی کرد مجنون را خراب + ورنہ این بیچارہ را میل گرفتاری نبود + و چون دیدند کہ گرفتار دام محبت گردید اعراض و بیزاری میکنند بنا بران گوید تکیہ بر عہد تو و با دصبا نتوان کرد زیرا کہ در عدم بقا ہر دو برابرند قولہ انچہ سعی است من اندر طلبت بنمودم بموجب والذین جاہدوا فینا انچہ از سعی و جہد کہ بما نسبت داشت ہمہ بجا آورم قولہ این قدر ہست کہ تغییر قضا نتوان کرد + لیکن بموجب لا راد لقضائی - تغییر قضا نمیتوان نمود رضینا بقضاہ قولہ

دامن دوست بصد خون دل افتاد بدست	بفسونیکہ کند خصم رہا نتوان کرد

دامن دوست کنایہ از عشق است کہ واسطۂ کشیدن دوست است بخود خون دل محنت و مشقت افتاد بدست حاصل گردید و بدست آمد فسون دشمنی و زہر خندگی رہا نتوان کرد ترک نتوان نمود قولہ

ع دامن دوست بدست آمد فسون دشمنی و زہر خندگی رہا نتوان کرد ترک نتوان نمود

ع بدانکہ ملامت عشق در دین ما بصد مرتبہ از ملامت زاہد پارسا بہتر است و ملامت عشق در دین ما بصد مرتبہ از ملامت زاہد پارسا بہتر است و ملامت عشق در دین ما بصد مرتبہ از ملامت زاہد پارسا بہتر است

عارضش را بمثل ماه فلک نتوان خواند	نسبت دوست بهر بیسر و پا نتوان کرد

عارض رخساره مراد ازان ذات وجمال الٰہی ہر بیسر و پا اشارہ بماہ چون حقتعالے از تشبیہ و تمثیل منزہ ومبرا است وآنانکہ تشبیہ دادہ اند از غلبۂ اشتیاق خود خواستند کہ بیان کنند لاجرم تشبیہ دادند پس ایشان معذور اند قولہ

سرو بالای من آنم کہ درآید بسماع	چہ محل جامۂ جانرا کہ قبا نتوان کرد

سرو بالاے معشوق درآید بسماع در شوق ورقص چہ محل یعنے البتہ وبے اختیار جامۂ جان اضافۃ بیانیہ قبا چاک اے فدا قولہ

غیر تم کشت کہ محبوب جہانی لیکن	روز وشب عربدہ با خلق خدا نتوانکرد

محبوب جہانی ہمہ کس طالب وعاشق تواند عربدہ جنگ قولہ

نظر پاک تواند رخ جانان دیدن	کہ در آئینہ نظر جز بصفا نتوان کرد

نظر پاک از آلایش بشریہ وہواے نفسانیہ باید تا تجلی جمال مطلق در مرایاے موجودات ملاحظہ کند قولہ

مشکل خویش نہ در حوصلۂ دانش ماست	حل این نکتہ بدین فکر خطا نتوان کرد

خویش یعنی ما حوصلۂ دانش احاطۂ فکر یعنے رفع این مشکلہا وغموم وہموم کہ دامنگیر وقت ما گردیدہ بتدبیر دانش ما نیست این نکتہ مراد عشق کہ العشق نقطۃ فکر خطا کنایہ از تدابیر باطلہ قولہ

بجز ابرو تو محراب دل حافظ نیست	طاعت غیر تو در مذہب ما نتوان کرد

اے محبوب من دل حافظ را غیر از ابرو تو کہ مشاہدۂ جمال تست محراب نیست کہ متوجہ وتو بخلاف دیگران کہ متوجہ بمحراب سنگین اند چرا کہ قبلۂ عاشقان جمال محبوب است والتفات بغیر جمال دوست شدن کفر عاشقان است غزل

دانی کہ چنگ و عود چہ تقریر میکنند	پنہان خورید بادہ کہ تکفیر میکنند

چنگ و عود نام سازہا تقریر بیان معنے آنست کہ ہیچ میدانی کہ عاشقان کامل چہ میفرمایند بادہ سخنان عشق ومحبت را علے رؤس الخلائق اظہار میکنند کہ این مشتی جاہلان عالم نام از کم حوصلگی طاقت دریافت آن ندارند وخفاش وار شعاع آن پرواز نمیتوانند کرد وتکفیر عاشقان بر میخیزند ونیز عشق نہان ورزید تا از شعار شرع برہنہ نمانید قولہ

لہ این جاہلان عالم نام گویند عشق گوید دوست خود بیدوست کہ بیان کنایت از کمال تعلق است کہ از دوئی چون تبرا نمودن کردن

ناموس عشق و رونق عشاق میبرند	عیب جوان و سرزنش پیر میکنند

این جاهلان عالم نام نکوهش عشق میکنند و در مذمت عاشقان میکوشند و در عشق ورزی عیب جوان و سرزنش پیر میکنند قوله

گویند رمز عشق مگویید و مشنوید	مشکل حکایتست که تقریر میکنند

و آن عاشقان کامل و مشتاقان واصل میفرمایند که اسرار عشق و حقائق محبت مگویید و مشنوید و این بسا مشکل است چه لطیفه که در دل است چون سر برکشد چون نهفته ماند قوله

ما از برون در شده مغرور صد فریب	تا خود درون پرده چه تقریر میکنند

برون در بظاهر آرائی قوله

تشویش وقت پیر مغان میدهند باز	این سالکان نگر که چه با پیر میکنند

پیر مغان کنایه از خود میدهند ضمیر بر مقلدان قوله

صد ملک دل بنیم نظر میتوان خرید	خوبان درین معامله تقصیر میکنند

درین معامله اشاره بنیم نگاه کردن و صد ملک بر و خریدن تقصیر کوتاهی قوله

مے از بجمله اعتبار مکن بر ثبات دهر	کین کارخانه ایست که تغییر میکنند

ثبات قیام کارخانه خانه که دران کار کنند این کارخانه اشارت بدهر قوله

قومی بجد و جهد نهادند وصل دوست	جمعے دگر حواله بتقدیر میکنند

اشکال این بیت آنست که جد و جهد هم بتقدیر اوست پس مقابل گردانیدن آن بتقدیر چه معنی دارد جواب آنست که روندگان این راه بر دو قسم اند بعضے انواع ریاضات مے کشند و نتائج آزادی طلبند و مے یابند و کار میسر مے شود و بعضے فضلی اند که جز فضل خدا هیچ نمے بینند و توفیق طاعت هم از فضل او مے بینند و عمل را نمے بینند با وجود آنکه عمل را ترک نمیکنند این طائفه زودتر بمقصود میرسند پس در مصراع اول مذکور حالت روندگان اول و در دوم مذکور حالت روندگان دوم قوله

جز سیم قلب هیچ نشد حاصل و هنوز	باطل درین خیال که اکسیر میکنند

سیم قلب اعمال ریائی اکسیر دوائے کیمیا قوله

مے خور که شیخ و حافظ و مفتی و محتسب	چون نیک بنگری همه تزویر میکنند

یعنی اے حافظ مے عشق و محبت بنوش چون بغور نگاہ کنی شیخ و مفتی و محتسب و حافظ ہمہ دروغ می فرمایند بظاہر صلاح و تقوے و در باطن غل و غش چنانچہ گفتہ ؎ واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند

غزل

در نظر بازی من بے بصران حیرانند	من چنینم کہ نمودم دگر ایشان دانند

نظر بازی عشقبازی و حسن پرستی بے بصران کنایہ از علماء و اہل ظواہر کہ چشم باطنی ایشان نابینا در نوائح میگویند جمعے میگویند کہ دانش منحصر در علوم رسمیہ است کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون و ابن عباس گوید اگر تفسیر آیۃ ھو الذی خلق سبع سموات من الارض مثلھن بگویم شما مرا سنگسار کنید و جنید گفتہ کہ لا یبلغ احد درج الحقیقۃ حتے یشھد فیہ الف صدیق بانہ زندیق و امام غزالی در احیا نقل میکند از بعضے عرفا کہ سبب پنہان شدن ابدال از چشم اکثر مردم آنست کہ ایشان طاقت علماے وقت ندارند برائے آنکہ این علما نفس الامر جاہلان اند و نزد جاہلان علما اند قولہ

عاقلان نقطۂ پرکار وجود اند و لے	عشق داند کہ درین دایرہ سرگردانند

پرکار قلم آہنی کہ بدان دائرہ کشند و نقطہ کہ درون دائرہ مے شود اے عاقلان کہ اہل ظواہر اند نقطہ محبوس پرکار وجود اند اے گرفتار بشریت اند چہ از نظر بازی ما عاشقان دریابند کہ درین دائرہ عشق سرگردانند عہد من بالب شیرین دہنان بست خدا من بمعرضان کوے جہالت و زاہدان خود کار جز این نمیگویم کہ عشق و محبت ما با شیرین لبان از لیست نہ امروزی و ہمیشہ با خود مے گویم قولہ

لاف عشق و گلہ از یار زہی لاف دروغ	عشقبازان چنین مستحق ہجرانند

اے لاف عشق زدن و باز زبان بشکوہ و شکایت کشادن لعنت برین لاف دروغ آری آنچنین کذابان لائق آنند کہ در آتش ہجران باید سوخت قولہ

وصف خورشید دشب پرہ اعمے نرسد	کہ درین آئینہ صاحب نظران حیرانند

این شب پرگان اعمے کہ اہل ظواہر اند چون از نور خورشید حقیقی بے بہرہ اند و طاقت دیدن ندارند چہ دریابند و چہ سخن در وصف آن رانند بلکہ درین آئینہ کہ ذات محبوب حقیقی

سہ سرود تازی یاد نشد ۱۲

وصف رخسارہ خورشید منقاش نہ

عارفان باللہ حیرانند و کماحقہ درنمی یابند کما قال ما عرفناک حق معرفتک و لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علے نفسک قولہ

اگرم چشم سیاہ تو بیا موزد کار	ورنہ مستوری و مستی ہمہ کس نتوانند

چشم مراد نور ذات و سیاہ باعتبار ستر یعنے اگر مرا نور ذات رہنمائی نماید و التفات تو مرا از ماسوا بپرداز دو گرنہ عاشقی و معشوقی کار ہر کسے نیست قولہ

گر شوند آگہ از اندیشۂ ما مغبچگان	بعد ازین خرقۂ صوفی بگرو نستانند

اندیشہ روے ریا چرا کہ درین راہ یکرنگی میباید مغبچگان عاشقان معنے این مصرع آنست اگر عاشقان از ذمائم و قبائح مافی الضمیر ما واقف گردند خرقۂ صوفی عشق چنانچہ تقوی لباس متقیان و لباس التقوی و صوفی کنایہ از خود بگرو نستانند و قطعے و اعتبارے نگیرند قولہ

گر بنوز ہنگہ ارواح بر دبوی تو باد	عقل و جان گوہر ہستی بہ نثار افشانند

یعنے اگر جذبۂ غلبۂ تو بوے ترا باذوق عشق و محبت ترا بمشام جان ما رساند عقل و جان گوہر ہستی خود را باد نیاد مافیہا را نثار او سازند قولہ

جلوہ گاہ رخ او دیدۂ من تنہا نیست	ماہ و خورشید ہمین آئینہ می گردانند

نہ تنہا منم کہ در وادی طلب افتادہ ام صد ہزاران ہمچو من سرگشتۂ اویند ماہ و خورشید ہمین آئینہ میگردانند یعنے ماہ و خورشید شب و روز مانند آئینہ داران آئینۂ خود میگردانند و خواہند کہ متوجہ بایشان شوی قولہ

زاہد ار رندی حافظ نکند فہم مراد	دیو بگریزد ازان قوم کہ قرآن خوانند

یعنے اگر زاہد در نیابد کہ مراد ما ازین عشقبازی چیست و از ما تنفر نماید عجب نیست کہ او دیو است و سراسر مکر و ریو و من حافظ و دیوان از قرآن خوانان میگریزند غزل

دوستان دختر رز توبہ ز مستوری کرد	شد سوے محتسب و کار بدستوری کرد

این غزل ہنگام بسط است دختر رز شراب مراد محبت محتسب کنایہ از عقل دستوری اذن یعنے اے دوستان عشق و محبت کہ چند روز از من مستور گشتہ بود و تجلیات مشاہدات کہ منقطع شدہ بود اکنون سر از دریچہ ظہور برآورد و سوے عقل رفت و گفت کہ برد من از حضرت حق

ندارند

سلہ شد سوے محتسب و گفت کہ حافظ کار بمستوری آمد ما تو کیستی شوخ ۱۲ منہ

دستوری گرفته آمده ام تو چه کار داری قوله

آمد از پرده بمجلس عرقش پاک کنید	تا نگویند حریفان که چرا دوری کرد

از پرده اعتقاد بدیوانگاه اظهار برآمده وعرقی برآورده چنانچه بر روی سختی دیدگان و محنت کشیدگان از خجالت و حیا بظهور آید و اینجا کنایه از آثار و علامات سختیهای فراق باشد که هنگام دوستان از معرض طوری آید ظاهر باشد عرق او را پاک کنید - اے استمالت او کنید و اطاعت نمائید و عاجزی ورزید تا حاسدان نگویند که چرا دوری کرد اے بجناب وعتاب پیش نیاید و نیز معنے آنست که آن دختر رز که از پرده برآمد و به مجلس در آمد علامات سختیهای فراق او را بر طرف سازند و باظهار آن نپردازند تا حاسدان را مقام طعنه نباشد و خبردار نباشند و از شماتت حاسدان اتباع است توان و بعجل لکم نورا تمشون به و یغفر لکم والله غفور رحیم لئلا یعلم اهل الکتاب ان لا یقدرون علی شئی من فضل الله قوله

جای آنست که در عقد صلاحش گیرند	دختر مست چنین دعوی دستوری کرد

عقد گره یعنے جای آنست که دختر را در عقد نکاح در آورند و جان بیش بهادار کابینش دهند و در جلوه جمال او خود را فانی سازند و هستی باقی خود بر طراز ند من بعد دستوری نکنند و محتجب نشود قوله

مژدگانی بده ایدل که دگر مطرب عشق	راه مستانه زد و چاره مخموری کرد

مطرب عشق مرشد و اضافه بیانیه راه سرود راه مستانه زد سرود عشق بسرائید مخموری غم واندوه قوله

نشکفته گل طبعم ز نسیمش بشگفت	مرغ خوشخوان طرب از برگ گل سوری کرد

نشکفته گل طبعم یعنے گل طبع من که نشکفته بود و غنچه کردار منقبض بود از نسیمش بشگفت از نسیم توجه آن مطرب عشق شگفته شد مرغ خوشخوان عبارت از خود برگ گل سوری کنایه از تجلیات قوله

نه بهفت آب کنی رنگش و صد آتش نزدود	آنچه با خرقه صوفی مے انگوری کرد

رنگش ضمیر شین برے انگوری که در مصرع آینده گوید خرقه صوفی کنایه از خوئے مے انگوری عشق و محبت قوله

حافظ افتادگی از دست مده زانکه حسود	عرض و مال و دل و دین سر مغروری کرد

افتادگی عجز و شکستگی حسود ابلیس عرض بکسر انچه بستانند و بفتح انچه مردم را از دنیا دی

پیش افتند مغروری نکبر غزل

دوش وقت سحر از غصه نجاتم دادند | واندران ظلمت شب آبحیاتم دادند

دوش شب گذشته و آوان ماضیه غصه طعام در گلو ماندن وکنایه از اندوه وخون جگر خوردن وهجران بسر بردن ظلمت تاریک آبحیات چشمهٔ آبست در ظلمت هرکه آن آب خورد بطول حیات بمیرد

قوله بیخود از شعشعهٔ پرتو ذاتم کردند | باده از جام تجلی بصفاتم دادند

شعشعه روشنی پرتو روشنی وعکس هر چیزے مراد فیض باده شراب مراد مستی تجلی روشنائی ودر اصطلاح این طائفه عبارت از انچه ظاهر شود بر قلب از انوار وآن چند قسم است تجلی شهودی وآثاری وافعالی وصفاتی وذاتی ونوری ومعنوی ووجدانی قهری اما تجلی صفاتی آنست که حق را بصفات سبعه ذاتیه که قدرت وحیوٰة وعلم وارادہ وسمع وبصر وکلام وگاه تجلی صفاتی بنور سیاه نماید یعنے حق را متمثل بنور سیاه بیند قوله

چه مبارک سحرے بود وچه فرخنده شبے | آن شب قدر که این تازه براتم دادند

آن شب قدر شب عزیز وکرم قوله

من اگر کامروا گشتم وخوشدل چه عجب | مستحق بودم وانهها بزکوتم دادند

کامروا صاحب مقصد زکوٰة شیخ شرف الدین یحیے منیری نوشته در مکتوبات خود که زکوٰة بر مذهب فقهاء از دویست درم بعد گذشتن سال پنجدرم وبر مذهب فقرا در حال بر دویست باید داد وجان بشکرانه بر سر آن باید نهاد. عین القضاة همدانی در تمهیدات آورده که الزکوٰة قنطرة الاسلام طائفه که مال دارند خود زکوٰة بر ایشان واجب آمد اما نمیدانم که الصدقات للفقراء والمساکین چیست باید دانست که ایشانرا علم آخرتی باشد که لاکثر انفع من العلم ازان کنز علم ورزق که ایشانرا دهند ومن رزقناه منا رزقاً حسنا قرابتیان ومحبان ومریدان را ازان زکوتے ونصیبے دهند که العلم لایحل منعه آن برقدر حوصلهٔ خلق نثار کنند واین آیته را کار بندند که ومما رزقناهم ینفقون خلق را از معرفت کسب کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف نصیبے دهند وهم صحبتان را اما عامه خلق را از دعای ایشان وبرکت ایشان از بلاها ورنجها خلاصی بوده وروز قیامت نیز زکوٰة رحمت خدا نثار کنند هر یک هفتاد هزار محجوب ومستحق عقوبت را از اهل بهشت گردانند وکنت کنزاً مخفیاً

مراد گنج رحمت است که کتب بکم علی نفسه الرحمة قوله

هاتف آن روز بمن مژدهٔ این دولت داد	که ببازار غمت صبر و شباتم دادند

هاتف فرشته جور و جفا ریخ و تصدیع قوله

بحیات ابد آن روز رسانید مرا	خط آزادگی از خوف ممات دادند

حیات ابدی زندگی جاوید آن بقا بحق خوف ممات ترس مرگ و موت و نوع است صوری و معنوی صوری بیرون آمدن جان از جسم و معنوی دوری از محبوب و جدائی از معشوق قوله

بعد ازین روی من و آئینهٔ حسن نگار	که در اینجا خبر از جلوهٔ ذاتم دادند

بعد ازین الحال آئینه وصف جمال کنایه از عشق است قوله

کیمیائیست عجب بندگی پیر مغان	خاک او گشتم و چندین درجاتم دادند

پیر مغان عاشق کامل قوله

عاشق آنروز که بدام سر زلف تو فتاد	گفت کز بند غم و غصه نجاتم دادند

بند قید سر زلف جذبهٔ عشق قوله

این همه شهد و شکر کز سخنم میریزند	اجر صبریست کزان شاخ نباتم دادند

شهد و شکر لطائف و ظرائف و حقایق و معارف شاخ نبات قلم و نیز نام معشوقه قوله

همت حافظ و انفاس سحرخیزان بود	که ز بند غم ایام نجاتم دادند

معنی این بیت آنست که سبب خلاص من ازین غموم و هموم توجه خاطر عاطر درویشان بود غزل

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند	گل آدم بسرشتند و بپیمانه زدند

دوش عالم غیب میخانه لاهوت و نیز عالم عشق ۵ عالم عشق اسپ میخانه ایست معنی آنست که عارف میگوید که در عالم روحانیت عالم غیب بمشاهده میکردم که ملائکه بواسطه تجرد و نورانیت ذاتی و لطافت اصلی که داشتند خود را افاضل دانسته طالب آن شدند که شراب محبت و معرفت از عالم لاهوت که ذاتست در ظرف استعداد ایشان ریزند و ایشان را مظهر جامعه گویند قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک و چون فی نفس الامر استعداد آن مظهر نداشتند در طلب برایشان مسدود گشت قال انی اعلم ما لا تعلمون اگرچه شما بواسطه

لطافت و نورانیت گمان برید که مظهر جامع و صاحب انیعانی مائیم اما میدانیم که در شما این استعداد نیست که شما جز یکجهته ندارید قابل این مظهری او باشد که جامع لطافت و کثافت بود او متحمل بار امانت باشد پس آدم را آفرید خمرت طینة آدم بیدی اربعین صباحا و شراب محبت به پیمانه برخاک آدم ریختند و او را مظهر جامع گردانیدند و متحمل بار امانت گردید قوله

ساکنان حرم سر عفاف ملکوت | با من راه نشین باده مستانه زدند

کنت کنزا مخفیا و مراد ازین مصراع تمام ذات واجب الوجود و راه نشین مسافر کنایه از خود بحکم کن فی الدنیا کانک غریب او کعابری سبیل که بهیچ چیز دلبستگی ندارد - یعنی آنست که حقتعالی من راه نشین را مخصوص عنایت بکرم خود کرد و مرا از من نجات داده بمحبوبیت و محبت پرداخته قوله

آسمان بار امانت نتوانست کشید | قرعه فال بنام من دیوانه زدند

امانت انا عرضنا الامانة قوله

جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه | چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند

هفتاد و ملت قال ع ستفترق امتی علی ثلث و سبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة وهی ما انا علیه واصحابی یعنی درین هفتاد و دو ملت بنظر قضا و قدر بنگر تا همه را در زیر حکم قضا مغلوب دانسته معذوری از جهت آنکه قضای ازلی بآن متعلق گشته که اینها حقیقت را نه بینند و چون حقیقت را ندیدند سر و دافسانه که نابینا است سر کردند راه زدن راه گرفتن قوله

شکر ایزد که میان من و او صلح فتاد | حوریان رقص کنان ساغر شکرانه زدند

للّٰه الحمد والمنة که بنوشیدن شراب عشق از اشتغال والتفات بماسوای محبوب بگذشتم و صرف محبت گردیده ام و او بلطف و محبت با ما پیش آمد ساکنان سموات از غیرت در وجد آمدند - قوله آتش آن نیست که بر شعله او خند در شمع یعنی آتش آن نیست که در شمع من بینی - آتش آن بست که در خرمن پروانه زدند آتش آنست که در سینه عاشق افروخته اند قوله

ما بصد خرمن پندار زره چون نرویم | چون ره آدم بیدار بیک دانه زدند

پندار عجب آدم بیدار آدم که خلیفة الرحمان بود از وساوس شیطانی و نفسانی و افکار بود قوله

کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب | تا سر زلف عروسان سخن شانه زدند

شانہ زدن آراستہ کردن این بیت مبشر است بران کہ صاحب جواہر الاسرار نوشتہ کہ ازان روزے کہ سخنوران درین عالم فانی نزول نمودہ ہیچکس را اینچنین سخن اتفاق نیفتادہ و نخواہد افتاد درین طور چنانچہ حافظ را و اللہ علی کل شئ قدیر غزل

	دلبر بشرفت و دلشدگانرا خبر نکرد		یا دحریف شہر رفیق سفر نکرد

دلبر معشوق کہ دلہای عشاق بحسن و کرشمہ مے برد دلشدگان عاشقان کہ دلہای شان از دست رفتہ حریف شہر کنایہ از خود ہمچنین رفیق سفر قولہ

	یا بختِ من طریق مروت فروگذاشت		یا او بشاہراہِ حقیقت گذر نکرد

یا بخت من طریقہ بمیروتی را کار فرمودہ از ما معرض گشت و رو در نقاب گردید شاہراہ راہ فراخ و شاہراہ حقیقت تیمارداری و تفقد غریبان آن جوان دلاور مرشد جوان باعتبار اصحاب الجنۃ جُرُدٌ مُرْدٌ و دلاور باعتبار اختیار طریق کہ بس مخوف و خطرناک گوشہ نشینان عاشقان کہ از ماسوی محبوب گوشہ گرفتہ اند قولہ

	گفتم مگر بگریہ دلش مہربان کنم		در سنگ خارا قطرۂ باران اثر نکرد

مگر بمعنے شک آید و بمعنے تعین و ممکن ہم آید یعنے گفتم کہ شاید دلِ او بگریہ مہربان شود گریہ نمودم لیکن در دل محبوب کہ سنگخارہ است گریۂ ما کہ قطرۂ باران است اثر نگردید قولہ

	در حیرتم کہ بہر چہ شد ہمدمِ رقیب		خرمہرہ ہیچکس چو قرین گہر نکرد

بہر چہ شد اشارہ بمحبوب ہمدم محب و موافق قرین مصاحب قولہ۔ شوخی نگر کہ مرغ دلم سودای خام عاشق اضافۃ بیانیہ و خام از نجہۃ کہ انصرام آن از کم کسے مے شود معنی بیت آنست کہ شوخی مرغ دل ما را ببین با آنکہ بال و پر او با آتش عشق سوختہ شد ترک عشق نکردہ قولہ

	ہر کس کہ دید روی تو بوسید چشم من		کارے کہ کرد دیدۂ من بے بصر نکرد

ہر کس کہ دید در مابین ہر دو این بیت لفظ بر آ آنکہ مقدر است بے بصر نکردای بہ نابینائی نکردہ بل از روے کمال بینائی

غزل	در ازل پرتو حسنت ز تجلی دم زد		عشق پیدا شد و آتش بہمہ عالم زد

یعنی روز میثاق روشنی حسن تو از ہویۃ دم زد عشق کہ اعلے ترین مرتبہ محبت است در وجود آمد ہویت پیدا گشت و آتش بہمہ عالم زد یعنے ای محبوب من روز ازل پرتو حسن تو از تجلی جمالی ظاہر گردید

سلہ این غزل در سطر شنبہ فرمودہ ۱۲ سلہ واللہ اعلم این شرح کدام شعر است ۱۲ سلہ این شعر ہم در نسخہ موجود نیست ۱۲

وازان تجلی عشق رو بظهور آورد و آتش خود در همه عالم زد اے خود را بهمه عالمیان ظاهر و باهر ساخت قوله

جلوه گر رخت دید ملک عشق نداشت	عین آتش شده زین غیرت و بر آدم زد

اے محبوب من رخ تو که تجلی عشق است از مکمن خفا بعرصهٔ ظهور در آمد و بر عالمیان ظاهر و باهر ساخت نظر ملائکه چون بینائی عشق نداشتند ازان اعراض کردند و آن تجلی عشق ازین غیرت سراسر آتش گردید و بر آدم زد این بیت تلمیح بآیهٔ انا عرضنا الامانة قوله

عقل میخواست کزین شعله چراغ افروزد	برق غیرت بدرخشید و جهان برهم زد

حق تعالی عشق را بر همه اشیا گزید عقل را ازین بر شک آمد سالک ازین معنی خبر میدهد برق غیرت عشق جهان یعنی جهان عقل قوله

مدعی خواست که آید بتماشاگه راز	دست غیب آمد و بر سینهٔ نامحرم زد

مدعی ابلیس تماشاگه راز دل آدم که محل اسرار بود نقل است که ابلیس را روزے گذر بشهرستان وجود آدم افتاد خواست تا تفحص حدود و جهات شهر وجود کند ابلیس انگشتے بر کالبد آدم زد صدائے بر آمد همچون کوره مجاهده بخته باشد اهل تحقیق گویند که آن صدا از دست بیگانه نبود چون ابلیس آن آواز شنید روسوے اتباع خود کرد و گفت غم مخورید خلق محبوست مخلوقست میان تهی مستلزم نقصان اے یاران من شما مکیساعت توقف کنید تا در باطن او در آیم و منافذ او را به بینم آنگاه شما را از حقیقت کار آگاه گردانم این بگفت و در باطن او در آمد عرصه دید بس آراسته و خزینه بنقود هر دو کون پیراسته هر چه در عالم آفاق بود در حقهٔ قالب آدم یافت ابلیس در شهرستان وجود آدم سیر میکرد تا بقصر دربسته و حقه سربسته دل رسید هر چند جهد کرد تا در قبهٔ دل آدم در آید راه نیافت بلکه دست قدرت پیدا شد و بر سینهٔ ابلیس زد و بدر ساخت چون ابلیس از جوف آدم بیرون آمد و گفت سیر شهرستان این جوف آسانست اما خزینه ایست استوار مملو از جواهر اسرار هر چند اهتمام نمود گرهے ازین سر رشته نکشود قوله

دیگران قرعهٔ قسمت همه بر عیش زدند	دل غمدیدهٔ ما بود که هم بر غم زد

یعنے همه قرعها قسمت خود را بر عیش زده تن آسانی گزیدند و از حمل بار امانت متحرز گردیدند دل غمدیدهٔ ما بود که از کمال نادانی و ستم این بار امانت را بر داشت و قرعهٔ قسمت خود را بر غم زد

واز برداشت آن هیچ دم نزد کما قال انا عرضنا الخ قوله

جان علوی هوس چاه زنخدان تو داشت | دست در حلقهٔ آن زلف خم اندر خم زد

نزد صوفیه حق تعالی را تعینات و مراتب تنزلات است بعضی را مراتب الهیه گویند چنانچه لاهوت و جبروت لاهوت عبارت از ذات حق بحت که معلوم است و بذات خویش نه بعلمی زائد بر ذات و جبروت مراد از صور علمیه با سمای الهی و بعضی را مراتب کونیه مینامند چنانچه عالم ملکوت و شهادت از چاه زنخدان مرتبهٔ الوهیت یا تجلی واحد القهاری مراد باشد از انکه استیلای هریکان از ممالک وجود سالک است و هر واحد بصفة من الماء کل شئ حی موصوف است که سالک را بمرتبهٔ بقا بعد الفنا میرساند و لاهوت را بمعنی حیات سازی در جمیع ممکنات باب نسبت تمام است زلف خم اندر خم یقین عارف که وجود عارف باشد باعتبار جمعیت اسمای جمالیه و جلالیه غزل

تعیین

در ازل هر کو بفیض دولت ارزانی بود | تا ابد جام مرادش همدم جانی بود

دولت کنایه از عشق ارزانی بود سزاوار بود یعنی هر که حصول عشق از ازل نموده همدم رفیق و همراه قوله

من همان ساعت که از می خواستم شد توبه کار | گفتم این شاخ ارد هد بار پشیمانی بود

توبه کار توبه کننده این شاخ کنایت توبه از می قوله

خود گرفتم کافگنم سجاده چون سوسن بر آب | همچو گل بر خرقه می رنگ مسلمانی بود

فرض کردم که همچو سوسن سجاده بر آب افگنم یعنی در زهد بجای باشم که مدام بر سجاده نشسته باشم یا آنکه بسبب زهد بدرجه رسم که بر روی آب روم چه حاصل مسلمانی همانوقت میسر آید که مانند گل وجود غرق رنگ میگردد ای عرق می عشق گردم قوله

خوش بود خلوت هم ای صوفی ولیکن گر دوا | بادهٔ ریحانی و معشوق ریحانی بود

بادهٔ ریحان شراب خوشبو معشوق ریحانی معشوق سبز رنگ و فرحت بخش قوله

انس

مجلس انسی و بهار و بحث عشق اندر میان | جام می نگرفتن از جانان گرانجانی بود

مجلس انس صحبت مرشد بهار جوانی بحث عشق حقائق و معارف جام می نگرفتن از جانان حصول مشاهدهٔ معشوق تنوین گران جانی بی نصیبی قوله

خلوت ما را فروغ از عکس جام باده باد | زانکه کنج اهل دل باید که نورانی بود

فروغ روشنی شمع روے یار اضافۃ بیانیہ جام کنایہ روے محبوب و نیز عشق از ذکر سبب و ارادہ مسبب اہل دل عاشق قولہ

همت عالی طلب جام مرصع گو مباش | رند را آب عنب یاقوت رمانی بود

همتے عالی طلب ان اللہ یحب المعالی اللھم جام مرصع دل صفا رند کنایت از عاشق آب عنب شراب انگوری رمانی برنگ انار اے سرخ قولہ

گرچه بی سامان نماید کار ما سهلش مبین | کاندرین کشور گدائی رشک سلطانی بود

سامان ساز و زیب کنایہ از مشیخت سہلش مبین بنظر حقارت بسوی کار ما منگر اندرین کشور اشارت بعشق قولہ

نیکنامی خواهی ای دل با بدان صحبت مدار | خود پسندی جان من برهان نادانی بود

نیکنامی عاشقی بدان کنایہ از محرومان عشق این مصرع موافق این بیت ؎ با عاشقان نشین و همہ عاشقی گزین

با هر که نیست عاشق یک دم مشو قرین خود پرستی زهد ریائی و خود بینی برہان دلیل قولہ

دی عزیزی گفت حافظ میخور و پنهان شراب | اے عزیز من گناه آن به که پنهانی شود

پنہانی مخفی و پوشیدہ ؎ گناہ کردن پنہان بہ از عبادت فاش عزل

دمے با غم بسر بردن جهان یکسر نمی ارزد | بمی بفروش دلق ما کزین بهتر نمی ارزد

معنے آنست دنیا کہ جاے عبورست نہ مقام فرح و سرور و مکان محنت و الم است نہ سرائے عیش و حضور اگر صد سال اوقات بعشرت گذرانیدہ کہ عاقبت کنگرۂ قصر حیات بسنگ اجل خلل پذیرفتہ چہ خوش گفتہ دم با غم بسر بردن الخ مے کنایہ از عشق دلق کنایہ از وجود قولہ

بکوے میفروشانش بجامی بر نمیگیرند | زهے سجادۂ تقوی که یک ساغر نمی ارزد

میفروشان عاشقان و ضمیر شین بر دلق زہد و سجادہ کہ در مصرع آیندہ است بجامی در نمیگیرند عوض آن زہد جامے نمیدہند قولہ

رقیبم سرزنشها کرد کزین باب رخ برتاب | چه افتاد این سر ما را که خاک در نمی ارزد

رقیبم سرزنشہا کرد خواجہ از نامساعدی بخت تیرہ شکایت کردہ است بدین و تیرہ کہ رقیبم سرزنشہا کرد این باب اشارت بدر معشوق چہ افتاد چہ واقع شدہ و چہ حالست کہ خاک درش نمی ارزد

که قیمت این ندارد که بر خاک در گذارند قوله

شکوه تاج سلطانی که بیم جان در جیب است	کلاهی دلکش ست اما بترک سر نمی ارزد

شکوه تاج سلطانی مناصب دنیا و عز و جاه کلاهی دلکشست بعنایت شیرین و دلفریب ست قال الدنیا حلو خضر بترک سر نمی ارزد اما نزد عاقل قیمت آن ندارد که در بدل آن ترک سر کنند قوله

بس آسان مینمود اول غم دریا بسود در	غلط گفتم که یک طوفان بصد گوهر نمی ارزد

در یا کنایه از عشق در کنایه از محبوب یک طوفان یک غمی ازان که بمنزله طوفان است حاصل آنکه سالهای دراز در بحر اهل بکشتی عمل بنشستم و مهار قطار رخت هوا و هوس مانند تجار سرگردان با بهبود فراوان در بیابان خوف و خطر گشتم و بعد از حصول مشقت بسیار که کشیدم میگویم بس آسان مینمود اینقوله

بشو این نقش دلبندی که در بازار یکرنگی	ملمعهای گوناگون مے احمر نمی ارزد

نقش دلبندی ریا و سالوس بازار یکرنگی مقام عشق و وحدت ملمعهای گوناگون لباس نامیدان و اشکال صور وهمیه و خیالیه نمایشهای ملمعات که مے نماید و فی الحقیقة نیستند مے احمر مستی مطلق و محبت خالص یعنی این ریا و سالوس دور کن که در بازار وحدت عشاق آن اشکال وهمیه صور خیالیه محبت خالص و مستی مطلق نمی ارزد قوله - برو گنج قناعت جو بگنج عافیت بنشین برداه حق از گنج و رنج راضی باش و تنگ دل مباش که یکدم تنگدل بودن بحر و بر نمی ارزد تنگدلی یک دم بعوض بحر و بر نباید خرید قوله - ترا آن به که روے خود ز مشتاقان نپوشانی خطاب بمحبوب است که اے شاه سریر لطافت ترا آن بهتر است که از مشتاقان رو در نقاب نشوی که شادی جهانگیری غم لشکر نمی ارزد که شادی سلطنت را مناسب آن نیست که لشکر را گرفتار غم دارد قوله

دیار و یار مردم را مقید میکند لیکن	چه جای پارس کین محنت جهان یکسر نمی ارزد

دیار و یار وجود باعتبار ظهور نور حقیقی - قوله

چو حافظ در قناعت کوش و از دنیای دون بگذر	که یک جو منت دونان بصد من زر نمی ارزد

در قناعت کوش اے بحاصل اضی باش دونان دنیاداران و اهل ظواهر بصد من زر کنایه کرو فر و صفات ظاهری غیر

دلم بے جالش صفاے ندارد	چو بیگانه کاشناے ندارد

یعنی بے مشاهده جمال محبوب دل من چون بیگانه ایست که در شهر در آید و هیچ آشنای نداشته باشد اخلاق دون قوله

تماشاے دل پاک عشاق مسکین	ببازار حسنش بهاے ندارد

دلق و لقمه
مراد وجود ۱۲

نه دیار پارس ولایت شیراز مراد از ان وجود باعتبار نسبت با

قماش بضم متاع خانه اے رخت قولہ

دلا جام و ساقی گلرخ طلب کن	که چون گل زمانه بقاے ندارد

جام کنایہ از روے و نیز شراب از ذکر سبب و ارادہ مسبب مراد عشق ساقی گل رخ معشوق و نیز مرشد
که چون گل زمانه بقاے ندارد یعنی زمانه مانند گل بی بقا است که بیش از دو سه روز نپاید قولہ

همه چیز دارد دلارام لیکن	دریغا که با ما وفاے ندارد

باما وفاے ندارد بتفقد حال ما نے پردازد قولہ

اگرچه دلم رفت لیکن غمش نیست	بجز آن خم زلف جاے ندارد

خم زلف جذبہ عشق قولہ

چو ماهست روشن که بے مهر ویش	دل و جان حافظ صفاے ندارد

رویش ضمیر بر محبوب درین بیت تقلیب است یعنی دل و جان حافظ اگرچه همچو ماه روشن است
اما نے آفتاب روے او هیچ ضیاے ندارد که نور القمر مستفاد من نور الشمس غزل

دلم جز مهر مهرویان طریقے بر نمیگیرد	زهر در مید هم پندش ولیکن در نمیگیرد

مهر مهرویان عشق محبوبان هر در هر نوع و هر قسم در نمیگیرد اثر نمیکند قولہ

خدارا اے نصیحت گو حدیث از خط ساقی گو	که نقشے در خیال ما ازین خوشتر نمیگیرد

خدارا بواسطه خدا خط ساقی جمال باکمال محبوب چه کمال جمال بخط است ازین کنایہ بخط ساقی قولہ

صراحی میکشم پنهان و مردم دفتر انگارند	عجب گر آتش این نم رق در دفتر نمیگیرد

صراحی میکشم پنهان عشق پنهان مے ورزم مردم دفتر انگارند مردمان زهد و پارسائی خیال
میکنند این زرق اشارہ بمضمون مصرعہ اول عجب گر آتش این نم رق در دفتر نمیگیرد اگر آتش
مکر و فریب در دفتر پارسائی نمیگیرد و زهد و ریائے سوزد عجب است قولہ

سخن در احتیاج ما و استغناے معشوقست	چه سود افسونگری ایدل که در دلبر نمیگیرد

اشارہ بمضمون واللہ الغنی وانتم الفقرا افسونگری تملق کنایہ از زهد و ریاضت نمیگیرد اثر نمیکند
و مقبول خاطر وے نمیشود قولہ

من از پیر مغان دیدم کرامتهاے مردانه	که این دلق ریائی را بجامے بر نمیگیرد

این دلق ریائی وجود موہوم وطاعت ریائی پیر مغ وشان مرشد وضمیر شین دلق ریائی بجامی درنمیگیرد وعوض آن جامے نمیدہد بہ رنگ فائدہ وخوشی وحیات وشیرینی کار ازین اشارہ بیادہ پیر مغان مرشد کامل ہمتہائے مردانہ عالی ہمتی دلق گدائی وجود موہوم وزہد ریائی بیک جو نمیگیرد یکوے نمیخرد ازان رو بواسطہ آن یاران عاشقان صفا صدق واخلاص مے لعل کنایت ازمی محبت وعشق قولہ

نصیحت کم کن ومارا بفریاد دف ونی بخش	کہ غیر از راستی نقشے درین جوہر نمیگیرد

راستی صدق درین جوہر اشارہ بے لعل یعنی عاشقان را در عشق تو صدق واخلاص از انست کہ غیر از صدق در عشق پیش رفت نمے شود قولہ

چہ خوش صید دلم کردی بنازم چشم مستت را	کہ کس مرغان وحشی را ازین خوشتر نمیگیرد

عاشقان ۱۲ — ازین صید کردی ۱۲

معنے آنست کہ مفاخرت بچشم مست تو کہ مشاہدۂ جمال تو میکنم کہ دل مرا بچہ وجہ نیکو صید کردہ ای بیک نگاہ بدام عشق درآوردہ کہ ہیچکس مرغان وحشی را باین طرز در دام نمے آرد قولہ

سر وچشمی باین خوبی تو گوئی چشم از و برگیر	برو کین وعظ بے معنی مرا در سر نمیگیرد

تو گوئی خطاب بواعظ کین وعظ - اشارہ بترک دیدن محبوب قولہ

نصیحت گوی رندان را کہ با حکم قضا جنگست	دلش بس تنگ می بینم چرا ساغر نمیگیرد

رندان عاشقان باحکم قضا جنگست چرا کہ غیر از نوشتۂ ازلی از ہیچکس بوجود نے آید بس تنگ کم حوصلہ قولہ

من این آئینہ را روزی بدست آرم سکندر وار	اگر میگیر این آتش زمانی در نمیگیرد

آئینہ در اصل بر دو نوع ست یکے آہنین بدو در کہ سر تراشان دارند وآن وضع سکندریست دوم آئینہ طلسم چون سکندر یہ بنا کرد در حد فرنگ کنارہ دریا برائے دفع شر فرنگیان منارہ بنا کرد وآئینہ حکمت وطلسم ساختہ ارسطو بر آن نہاد و دیدبانان نصب کرد تا خیر وشر استعداد آمدن فرنگیان مقہور شد و دیدبانان غفلت ایجاد راہ دادند سہ بار فرنگیان بعاقصہ اہل سکندر را غافل فرو گرفتند واسکندریہ را خراب کردند وآن آئینہ را در میان دریا انداختند چون سکندر از گشت جہان مراجعت نمود اسکندریہ را باز بنا کرد وارسطو حکمتے ساخت آئینہ غریق از قعر دریا بر جہید وبر سر منارہ نشست پس فرنگیان

لہ یعنی کہ این شعر در طریق منقول شدہ از نیجا معلوم نمیشود کہ یعنی کہ میگوید ۱۲

باز غالب نشدند ۱۲ من ابراهیمشاهی - اینجا مراد از آئینهٔ دل مصفا یعنی من سکندرم و این آئینهٔ دل را آن زمان بدست آرم که این آتش عشق زمانی در و اثر نمی کند مشکل اینست که اگر این آتش عشق افروخته میشود زمانی توقف و استعانت نمیکند قوله

خدارا رحمی ای منعم که درویش سر کویت	دری دیگر نمیداند رهی دیگر نمی گیرد

خدارا بواسطهٔ خدای منعم اشاره بمحبوب درویش سر کویت کنایت از خود دری دیگر نمیداند رهی دیگر نمی گیرد غیر از در تو دری نمیداند و سوای راه عشق تو راهی نمی شناسد قوله

باین شعر تر و شیرین نه شاهنشه عجب دارم	که سر تا پای حافظ را چرا در زر نمیگیرد

شعر تر شعری را گویند که در و هیچ گرفتگی و تقید نباشد ۱۲ من مجمع الصنایع شیرین فصیح و بلیغ مشکل

دلی که غیب نمایست جام جم دارد	ز خاتمی که دمی گم شود چه غم دارد

غیب نمایست مصفاست و صاحب مشاهده است جام جم دارد مطلع بر مغیبات بمنزلهٔ جام جم و آن پیاله بود ساختهٔ جمشید که حکما بامر او ساخته بودند و از هفت فلک در و مشاهده کردی خاتم کنایه از یاد محبوب دمی گم شود سهو نماید معنی مصرع ثانی آنکه از یاد محبوب در وقتی از اوقات که باز ماند چه غم چه یاد مر غائب را است و صاحب مشاهده را مشاهده عین یاد است قوله

بخط و خال گدایان مده خزینهٔ دل	بدست شاه وشی ده که محترم دارد

خط و خال حسن و جمال گدایان محبوبان مجاز مده خزینهٔ دل دلبستگی بنما شاه وشی یعنی آن محبوبی که محترم دارد بجز مست دل تو کو شد قوله

مراد دل زکه جویم که نیست دلداری	که جلوهٔ نظر و شیوهٔ کرم دارد

دلداری اینچنین دلداری جلوه نظر و شیوه کرم دارد هم صاحب جمال باشد و هم صاحب کرم قوله

دلم که لاف تجرد زدی کنون صد شغل	ببوی زلف تو باد صبحدم دارد

شغل کار و تعلق باد صبحدم جذبهٔ و مرشد قوله

نه هر درخت تحمل کند جفای خزان	غلام همت سروم که این قدم دارد

هر درخت هر عاشق و سالک خزان شدائد و بلیات سرو عاشق کامل این قدم اشاره تحمل جفای خزان قوله

رسید موسم آن کز طرب چو نرگس مست | نهد بپای قدح هر که شستدم دارد

موسم آن کنایه از ایام بهار نهد بپای قدح یعنی قدح بردارد کذا فی موید الفضلا هر که شستدم دارد اگرچه اندک مال دارد آنهم مصروف می سازد قوله

زر از بهای می اکنون چو گل دریغ مدار | که عقل کل بصدت عیب متهم دارد

یعنی از وسعت و قدرت اینچه داری الحال در عشقبازی مصروف دار چنانچه گل در ایام بهاری شگفد و تمامی زر را که زردی میان گل است بیرون می آرد و ظاهر می سازد و پوشیده نمی دارد والا نه عقل کل که عقل کامل است یا مرشد بصد عیب ترا متهم می سازد قوله

ز سر غیب کس آگاه نیست قصه مخوان | کدام محرم دل ره درین حرم دارد

ز سر غیب عاقبت کار کس آگاه نیست کسے علمے ندارد قصه مخوان گفتگو کن محرم دل صاحب دل ره درین حرم دارد حرم اشاره بوقوف عاقبت کار قوله

ز جیب خرقه حافظ چه طرف بتوان بست | که ما صمد طلبیدیم و او صنم دارد

طرف بتوان بست ایمد توان داشت صمد اسم حق مراد عشق که اسم ذاتی حق است صنم مراد هوای نفسانیه غزل

دی پیر می فروش که ذکرش بخیر باد | گفتا شراب نوش غم دل ببر زیاد

دی زمانه گذشته پیر می فروش محمد علیه السلام شراب نوش بعشق کوش قوله

گفتم بباد میدهدم باده ننگ و نام | گفتا قبول کن سخن و هر چه باد باد

یعنی باده عشق ننگ و نام من برباد میدهد و رسوای عالم می سازد قوله

سود و زیان مایه چو خواهد شدن ز دست | از بهر این معامله غمگین مباش و شاد

سود و زیان مایه نیکنامی و بدنامی زندگی چو خواهد شدن ز دست آخر الامر رفتنی است این معامله گفتن نیک و قوله

بادت بدست باشد اگر دل نهی بهیچ | در معرضے که تخت سلیمان رود بباد

بادت بدست باشد بیحاصل و لاینفع گر دل نهی بهیچ بدنیا و تعلقات او راضی و مائل باشی و در معرضے در جاے سلیمان پسر داود پیغمبر بادشاه تمام ملک انس و جن از شرق تا غرب و از جنوب تا شمال و بساط او سیصد فرسخ در سه فرسخ بگستر انیدی و پرندگان در هوا بر در پر با فتندے که یک ذره شعاع آفتاب بر ایشان نیفتادی و باد ان بساط را یکماه راه ماندا دو مثله شبانگاه بردے کما قال الله - غدو ها شهر و رواحها شهر قوله

نی خار گل نباشد و بے نیش نوش هم | تدبیر چیست وضع جهان اینچنین فتاد

نی خار گل نباشد بے تصدیع راحت نباشد بے نیش نوش بے الم آرام و وضع جهان اینچنین فتاد طریق زمان بین نهج است

پُرکن زبادہ جام دمادم بگوش ہوش	بشنو از و حکایت جمشید و کیقباد

جام کنایہ از دل جمشید و کیقباد نام بادشاہان عالی قدر مراد از عرفاء کامل۔ قولہ

در آرزوے آنکہ رسد دل براحتے	جان در درون سینہ غم عشق او نہاد

در آرزوے آنکہ بواسطہ آنکہ رسد دل براحتے دل حصول راحت نماید جان در درون سینہ غم عشق را نہاد جان اختیار عشق کرد قولہ

حافظ گرت زپند حکیمان ملالت است	کوتہ کنیم قصہ کہ عمرت دراز باد

حکیمان عارفان دناصحان غزل

دل من بدور رویت زچمن فراغ دارد	کہ سرو پاے بندست و چو لالہ داغ دارد

بدور رویت بسبب مشاہدۂ تو چمن معروف و دنیا۔ آے محبوب من دل من بسبب مشاہدۂ روے تو با عشق تو احتیاج بچمن ندارد و مشتاق لالہ و نسرین نیست زیرا کہ چون سرو مقید بعشق است و چون لالہ داغدار محبت است نقلست کہ رابعہ بصری روے از ہمہ برتافتہ و بکنج عزلت خزیدہ بود و در مشاہدۂ معشوق مشغول چون ایام بہار شد خادمی بدر آمد کہ یا رابعہ ایام بہارست بدر آئی تا مشاہدۂ صنع صانع نمائی گفت تو درون آئی تا مشاہدۂ صانع نمائی کسے را کہ بمشاہدۂ صانع کار است بمصنوع چہ کار است قولہ

سر ما فرو نیارد بکمان ابروے کس	کہ درون گوشہ گیران جہان فراغ دارد

یعنی اے محبوب من بدولت محبت تو دل من بحسن و جمال ہیچ محبوبی متوجہ نمیشود عاشقان ما سوا کارے ندارند کہ خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجتست قولہ

شب تیرہ چون سر آرم رہ ہیچ پیچ زلفش	مگر آنکہ شمع رویش برہم چراغ دارد

شب تیرہ یعنی درین دنیا کہ بمنزلۂ شبے است تاریک چون سر آرم چگونہ بانصرام رسانم رہ پیچ پیچ زلفش طریق محبت و عشق او و رویش مشاہدۂ ذات او و برہم چراغ دارد چراغ راہ من گردد و ہادی من شود قولہ

زنبفشہ تاب دارم کہ زلف او زند دم	تو سیاہ کم بہا بین کہ چہ در دماغ دارد

بنفشہ نام گلے است کہ بزلف نسبت کنند تاب دارم در تاب ہستم کہ زلف او زند دم دعوی ہمسری زلف آن محبوب کند سیاہ کم بہا غلام کم بہا اشارت بہ بنفشہ کہ در دماغ دارد بچہ حد دماغ دارد۔ قولہ

من و شمع صبحگاہی سحر دراز بہم بگریم	کہ بسوختیم شہا بت ما فراغ دارد

فراغ فرصت یعنی اگر من و شمع صبحگاہی باہم بگریم مے سزد چرا کہ لحظہ از یاد آن غافل نبودہ ام و آنچہ طریق محبت است بطریق نیاز مرعی داشتہ ام و آنماہ بمہر ہرگز رحم بمن نکردہ قولہ

بفروغ چهره زلفش ره دین زند همه شب ✤ فروغ چهره شهود ذات زلف عالم کثرت وشهادت یعنی تعینات وچون بعضے از اهل شهود مشاهده ذات در هر تعینات نموده متوجه الیه اوے شوند وهم بدان مقید میشوند واز عروج باز میمانند پس میگوید چه دلاور است دزدی که بکف چراغ دارد - دلاور اشاره بزلف چراغ اشاره بذات قوله

سمر دار چو برهمن که درین چمن بگریم	طرب آشیان بلبل بنگر که زاغ دارد

درین چمن یعنی دنیا طرب آشیان بلبل مقام عارفان کامل که ارشاد و شیخوخت ست زاغ ناقصان ومقلدان قوله

بچمن خرام وبنگر بر تخت گل که لاله	بندیم شاه ماند که بکف ایاغ دارد

چمن کنایه از مجلس مرشد تخت گل همان چمن لاله کنایه از مرشد بندیم شاه ماند بمنزله نائب رسول ۱۲ است الشیخ فی قومه کالنبی فی امته بکف ایاغ دارد مستغرق می نوشی ست قوله

سر درس عشق دارد دل دردمند حافظ	که نه خاطر تماشا نه هوای باغ دارد

سر درس عشق دارد غیر از ذکر عشق گفتگوے ندارد که سر و برگ چیز دیگر ندارد غزل

درخت دوستی بنشان که کام دل ببار آرد	نهال دشمنی برکن که رنج بیشمار آرد

درخت دوستی عشق بنشان حاصل کن کام دل ببار آرد بوصل محبوب رسی نهال دشمنی انکار و مخالفت که رنج بیشمار آرد مدام بهجران سپارد - قوله

چو مهمان خرابات بغربت باش با رندان	که درد سرکشی جانان گرت مستی خمار آرد

بغربت یعنی درین دنیا با تواضع محبت رندان عاشقان در د سرکشی پشیمان شوی گرت مستی خمار آرد عوض مستی دامنگیر وقت تو گردد خمار کدورت وملالت طبع قوله

شب صحبت غنیمت دان که بعد از روزگار ما	بسے گردش کند گردون بسے لیل و نهار آرد

بعد از روزگار ما بعد از مردن ما قوله

عماری دار لیلی را که مهد ماه در حکم است	خدارا دل مینداز ش که بر مجنون گذار آرد

عماری دار مرشد لیلی محبوب حقیقی مهد ماه در حکم است مهد آنماه که محبوب حقیقی است در اختیار اوست مجنون کنایه از خود قوله

بهار عمر خواه ایدل وگرنه اینچنین هرسال | چو نسرین صد گل آرد بار و چون بلبل هزار آرد

بهار عمر خواه زندگی یابد این چمن یعنی دنیا چو نسرین صد گل آرد بار و چون بلبل هزار آرد هزاران معشوق و هزاران عاشق در دنیا ظهور نمایند قوله

خدارا چون دل ریشم قرارے بسته باز لفت | بلفر مالعل نوشین بر اکه جان را برقرار آرد

خدارا بواسطه خدا زلف کنایه از جذبه عشق لعل نوشین کنایه از فضل یزدانی جان را با قرار آرد جان را تسلی دهد قوله

زکار افتاده ایدل که صد من بار غم داری | برو یکجرعه می درکش که در حالت بکار آرد

زکار افتاده ایدل یعنی عاشق هستی یا در برداشتن کامل نشده و تغافل می ورزی جرعه سخن عشق و محبت که در حالت بکار آرد ترا در عشق چالاک سازد قوله

درین باغ از خدا خواهد درین سیرانه سرحافظ | نشیند بر لب جوے و سروے در کنار آرد

درین باغ اشاره بدنیا با عتبار ظهورات متنوعه سروے محبوبے غزل

دلا بسوز که سوز تو کارها بکند | نیاز نیم شبی دفع صد بلا بکند

سوز تو سوختن تو در عشق و محبت قوله

عتاب یار پریچهره عاشقانه بخش | که یک کرشمه تلافی صد جفا بکند

عتاب سرزنش عاشقانه مانند عاشقان کرشمه ظهور تجلی تلافی بدله قوله

طبیب عشق مسیحا دمست و مشفق لیک | چو درد در تو نه بیند کرا دوا بکند

طبیب عشق مرشد و نیز اضافه بیانیه قوله

ز ملک تا ملکوتش حجاب بردارند | هر آنکه خدمت جام جهان نما بکند

ملک دنیا مراد ناسوت ملکوت عالمے است از عوالم اربعه بالاتر از ناسوت حجاب بردارند مکشوف او سازند جام جهان نما دل عارف کامل یعنی از عرش تا فرش مکشوف او سازند هر که در مراقبه دل خود کوشد که منبع جمیع مکاشفات قلب است قال الله تعالے فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور قوله

تو با خدائے خود انداز کار و دل خوش دار | که رحم اگر نکند مدعی خدا بکند

تو با خدای خود انداز که من بتوکل علی اللہ فہو حسبہ خدا بکند لانہ ارحم الراحمین قولہ

زبخت خفتہ ملولم بود کہ بیداری	بوقت فاتحہ صبح یک دعا بکند

بیداری اہل دلی فاتحہ کشایش فاتحہ صبح سحرگاہ فاتحہ کہ بصبح خوانند قولہ

بسوخت حافظ و بوے ز زلف یار نبرد	مگر دلالت این دولتش صبا بکند

دلالت رہنمائی و شاطگی این دولت اشارہ ببوے زلف و ضمیر شین بحافظ صبا فیض الٰہی و مرشد غزل

دیدم بخواب خوش کہ بدستم پیالہ بود	تعبیر رفت کار بدولت حوالہ بود

بدانکہ دیدن این بخواب تعبیر بعلم کنند و شراب را تعبیر بعشق و محبت و ہیچ دولتی بالاتر ازان نیست کہ در ذات تو عشق و محبت حاصل شود قولہ

چلسال درد و غصہ کشیدیم و عاقبت	تدبیر ما بدست شراب دوسالہ بود

معنے آنست کہ چلسال سیر سلوک کردم و از سختیہای محبت در کشاکش بودم آخر الامر آرام جان ما بود در نوشیدن شراب دوسالہ کہ کنایہ ازان قرآن ست باعتبار نزول مرتین و شمولہ مرتین یافتم لاجرم بدولتستافتم قال ع من ادا دمونسا فالقران یکفیہ و در بعضے نسخہ شراب سہ سالہ مراد محبت حقیقی از اینجہت کہ شراب سہ سالہ بسیار یکیف مے شود قولہ

آن نافہ مراد کہ میخواستم زغیب	در چین زلف آن بت مشکین کلالہ بود

نافہ تجلی جمالی غیب بمعنی خدا یتعالی ۱۲ من ابراہیم شاہی کلالہ قسم زلف معنے آنست کہ تجلی جمالی حقیقی در چین زلف مجازی یافتم عزیز من بکوش و دیدہ دل بدست آر تا عجائبہا بینی نشنیدہ فی کل شئ وفی کل بیت ۵ رو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرہ خاک ❊ جائیست جہان نمای چون درنگری قولہ

آتش فگند در دل مرغان صبح خیز	زان داغ سر بمہر کہ در جان لالہ بود

نسیم بنفشہ

آتش فگند بقرار گردانید مرغان صبح خیز زاہدان عاشقان سر بمہر پوشیدہ زان داغ سر بمہر کنایہ از عشق لالہ مراد عاشق کنایہ از خود قولہ

نالان و داد خواہ بمیخانہ میروم	کانجا کشادکار من از آہ و نالہ بود

میخانہ مراد عشق ۵ عالم عشق اے پسر میخانہ ایست ❊ کز شرابش عقل کل دیوانہ ایست

کشاد کار کشایش کار قوله

آن شاه تند حمله که خورشید شیر گیر	پیشش بروز معرکه کمتر غزاله بود

آن شاه تند حمله محبوب حقیقی و مرشد غزاله آهو بچه قوله

بر طرف گلشنم گذر افتاد وقت صبح	آن دم که کار مرغ چمن آه و ناله بود

گلشنم گلشن من گذر افتاد اشاره بآن شاه تند حمله مرغ چمن بلبل کنایه از خود آه و ناله بود اے در گریه بود قوله

هر کو نکاشت مهر وزخوبی گلے بچید	در رهگذار باد نگهبان لاله بود

هر کو نکاشت مهر یعنے آن محبوب حقیقی گفت هر که حصول عشق ننمود زخوبی گلے بچید و مشاهدهٔ خوبی نکرد در رهگذار باد نگهبان لاله بود اے بیحاصل ولا ینفع چنانچه در رهگذر باد کسے نگهبانی لاله کند میکند ۵ مقام عشق و مرشد قوله

خون میخورم ولیک نه جای شکایت است	روزی ما ز خوان کرم این نواله بود

خون میخورم رنج میکشم روزی قسمت و رزق این نواله اشاره بخونخوارے قوله

از دست برده بود و جودم خمار عشق	دولت مساعد آمد و مے در پیاله بود

از دست برده بود بیخود کرده و بهلاک سانیده بود غم خمار مساعد موافق قوله

دیدم که شعر دلکش حافظ بمدح شاه	هر بیت ازان سفینه به از صد رساله بود

شاه محبوب حقیقی زین سفینه اشاره بدیوان حافظ غزل

دوش مے آمد در خسار برافروخته بود	تا کجا باز دل غمزدهٔ سوخته بود

رخساره برافروخته بود باجمال کمال و مصرعهٔ ثانی شعر بمعنے این بیت ۵ بے تقاضای نظر حسن تو افزون نشود ✤ تا دل خون نشود روے تو گلگون نشود قوله

رسم عاشق کشی و شیوهٔ شهر آشوبی	جامهٔ بود که بر قامت او دوخته بود

رسم طریق جامهٔ بود که بر قامت او دوخته بود یعنے اینها مناسب و مرتب باوست قوله

جان عشاق سپند رخ خود میداند	وآتش چهره ۵ برین کار برافروخته بود

آتش چهره حسن روے برین کار بجانسوزی عشاق برافروخته زیاده نمود قوله

۵ بیچ گردان این لفظ با خط بافته نشود

کفر زلفش ره دین میزد و آن سنگین دل	در رهش مشعله از چهره برافروخته بود

کفر زلفش تعلقات دنیوی و جذبهٔ عشق نیز دین زهد و پارسائی سنگین دل لفظ معذا مقدر است مشعله از چهره برافروخته بود تجلی همراه دارد۔ قوله

گرچه میگفت که زارت بکشم میدیدم	که نهانش نظرے با من دل سوخته بود

زارت بکشم من احبنی قتلته نهانش نظرے بموجب من قتلته فانا دیته روزے خواجهٔ عالم در کوچهٔ مدینه میرفت ضعیفه دعوت کرد حضرتؐ اجابت کرد بخانهٔ او رفت در خانه آتش افروخته بود اطفال او در حوالی آتش نشسته بود از حضرت سوال کرد که یارسول اللہ حقتعالے بر بندگان خود رحیم باشد یا من برین فرزندان؟ حضرت فرمود که حقتعالے ارحم الراحمین است ضعیفه گفت من با این رحمت قاصر روا ندارم که فرزندان خود را درین آتش اندازم ارحم الراحمین چگونه روا دارد که بندگان را در آتش اندازد۔ راوی گوید که حضرتؐ بگریست و گفت کذا اوحی اللہ الی ازینجهت است قوله گرچه میگفت که زارت بکشم میدیدم الخ قوله هر که یک لحظه وصالش بدو عالم نخرید؛ بموجب طالب الدنیا اسیر و طالب الدنیا حقیر و طالب المولے امیر هر دو عالم فدا نکرد و لحظه وصال محبوب نخرید و در بعضے نسخه بجاے این مصرع چنین دیده شده است قوله

یار مفروش بدنیا که بسے سود نکرد	آنکه یوسف بزر ناسره بفروخته بود

گفت و خوش گفت بر و خرقه بسوزان حافظ	قوله یارب این قلب شناسی ز که آموخته بود

گفت و خوش گفت سخن خوش گفت خرقه بسوزان هستی موهومه را فنا ساز غزل

دوش در حلقهٔ ما قصهٔ گیسوے تو بود	تا دل شب سخن از سلسلهٔ موے تو بود

دوش شب گذشته در حلقهٔ ما یعنی در مجمع ما که گروه عاشقانیم۔ قصهٔ گیسوے تو بود گفتگو حسن و جمال تو بود که سنت ماست تا دل شب تا نیمشب که هنگام مشاهدات است سخن از سلسلهٔ موے تو بود سخن اوصاف کمال تو بود که جمال متین ماست قوله

دل که از ناوک مژگان تو در خون میگشت	باز مشتاق کمانخانهٔ ابروے تو بود

از ناوک مژگان تو بسبب شدائد عشق تو در خون میگشت غرق خون بود باز مشتاق کمانخانهٔ ابروے تو بود درین نشاء مشتاق مشتاق زخمے دیگر بود و وے ازان اشتیاق

نمی آسود آورده اند که روز ازل رُوح هریک از جهانیان دعوی عشق کرد حقتعالی از بهر ابتلای ایشان دینار از ینتی داده در نظر ایشان آورد و گروهی که بر زینت بهشت مبتلا شد باقیمانده بود نزول بلاهای گوناگون گشت چند احتراز گردید و برخی استقامت آورد و ندانکه استقامت نموده اند در عاشقی صادق بودند پس خواجه خود را ازان گروه شمرده و استقامت خود را در نشانیی بیان آورده قوله

هم عفا الله زصبا گر تو پیامے آورد	ورنه در کس نرسیدیم در کوی تو بود

عفا الله بیامرزد خدا صبا مرشد بیامرزد حق تعالے مرشد را که از تو پیامے میرساند ورنه در کس نرسیدیم که از کوے تو بود بهر که رسیدیم از تو بیگانه یافتیم قوله

عالم از شور و شر عشق خبر هیچ نداشت	فتنه انگیز جهان غمزهٔ جادوی تو بود

شور و شر عشق تصدیعات و بلیات عشق فتنه انگیز جهان غمزهٔ جادوے تو بود که ظهور و خفای تو یا استغنا و عدم التفات تو یا مشاهدهٔ جمال تو عالمی را گرفتار عشق گردانید قوله

من سرگشته هم از اهل سلامت بودم	دام را هم شکن طرهٔ هندوے تو بود

شکن پیچ طرهٔ هندوے جذبه عشق قوله

بکشا بند قبا تا بکشاید دل من	که کشادیکه مرا بود زپهلوے تو بود

بکشا بند قبا عالم کثرات و حجاب که درمیان ما و تو هست رفع ساز تا بکشاید دل من عیشے و فرحتے بما روے دهد کشادے کشایشے معنے این بیت آنست که اے رهنماے گم گشتگان وادی روح القدس عالم تا اعانتی از تو بما نشود کاری از ما برنیاید هر کشایشے که بمن رسید بتوجه تو بود قصه دیدهٔ بیدار قصه عاشقی و شب بیداری بستگی خواب عدم خواب کنایه از بیداری غمزهٔ جادو اخفای مشاهدهٔ ذاتی قوله

بوفاے تو که بر تربت حافظ بگذر	کز جهان میشد و در آرزوی روے تو بود

باقسمیه تو یعنے خود تربت جسم که نفس مرده در و است میشد اشاره بحافظ یعنے آنست که ترا سوگند وفاے خود که آخر الامر بعاشقان خود مینمائی که حافظ در آرزوے روے تو ازین جهان رحلت مے نماید غزل

دوش از جناب آصف پیکِ بشارت آمد | کز حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد

دوش شب گذشته مراد عهد رسول آصف وزیر سلیمان ع اینجا کنایه از حضرت محمد ع که وزیر حق است سلیمان محبوب حقیقی معنے آنست که از جناب رسول ع مقبول بشارتے بما رسیده که از حقتعالے اشاره عشرت بما آمده که قال الله تع یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا۔ قوله

خاکِ وجودِ خود را از آب دیده گل کن | ویران سرائے دل را کاشانه عمارت آمد

آب باد

خاک وجود خود را اے وجود خود را آب دیده گریه که از آثار عشق است ویران سرائے دل اضافت بیانیه همان دل که از مدتے بسبب عدم حصول عشق بمنزلهٔ سرائے ویران بود گاه عمارت آمد وقت آن شد که از عشق آباد کنی قوله

عیبم بپوش زنهار اے خرقهٔ مے آلود | کان پاک دامن اینجا بهر زیارت آمد

عیبم بپوش زنهار البته در عیب پوشی ما کوش از خرقهٔ مے آلود کنایه از طریقهٔ ملامتیه نیز وجود بر معصیت پاکدامن اشارت بتجلی محبوب نیز معنے این بیت آنست که عیب من از خرقهٔ مے آلود که وجود بر معصیت است اے جوارح وارکان واے زبان نکته دان عیب من بپوش و در افشاے اسرار مکوش که آن محبوب حقیقی بزیارتم آمد و ابواب مشاهدات تجلیات بر من مکشوف شد مبادا حرکتے صادر شود که بحفظ مراتب دون خورنبود و آن یار پاکدامن دانا و فرهمی بود ما به برار شود قوله

آن شرح زد نهایت کز خس بار گفتند | حرفیست از هزاران کاندر عبارت آمد

از هزاران حرفے به بیان آورده اند که علم انسان در هر قسم که باشد در جنب علم الٰهی قلیل که وما اوتیتم من العلم الا قلیلا قوله

در ریاست مجلس شاه دریاب وقت بشناس | هان اے زیان رسیده وقتِ تجارت آمد

دریا باعتبار فیض رسانی شاه کنایت از مرشد تجارت سوداگری قوله

بر بختِ جم که تاجش معراج آفتاب است | همت نگر که موری با این جسارت آمد

جم اینجا سلیمان مراد حقتعالے بخت لفظ مرکب کنایه از حقیقت محمدی تاج بلندی معراج آفتاب بلندی آفتاب واگرچه در فلک چارم است اما قصر فرش بر فلک ثامن که کرسی است

مور انسان بموجب خلق الانسان ضعیفا جسارت دلیری معنے آنست اے حقیقت محمدی کہ مرتبہ و بلندی او از ہمہ خلق چون مرتبہ و بلندی آفتاب است بر ہمہ ستارگان ہمت انسان ضعیف را نگر کہ با این حقارت کہ دارد در پے حصول آن شد و حصول آن نمودہ قولہ

از چشم شوخش ایدل ایمان خود نگہدار	کان جادوے کمانکش بر عزم غارت آمد

چشم شوخ عالم شہادت کہ دنیا است و تجلی آن محبوب کنایہ از عشق ایمان زہد و پارسائی جادوے کمانکش دنیا عزم قصد قولہ

آلودۂ تو حافظ فیضے ز شاہ دریاب	کان عنصر سماحت بہر طہارت آمد

دریاب حاصل کن عنصر سماحت تجلی محبوب طہارت پاک کردن غزل

دوش آگہی ز یار سفر کردہ داد باد	من نیز دل بباد دہم ہر چہ باد باد

یار سفر کردہ محمد باد کنایہ از وارد ذکر شد قولہ

در چین طرۂ تو دل بے حفاظ من	ہرگز نگفت مسکن مالوف یاد باد

چین طرۂ تو سختیہاے عشق تو مسکن وجود مالوف الفت گرفتہ شدہ قولہ

امروز قدر پند عزیزان شناختم	یارب روان ناصح ما از تو شاد باد

روان جان قولہ

دل خوش شدم بیاد تو ہر گہ کہ در چمن	بند قباے غنچۂ گل میکشاد باد

چمن مجلس غنچہ بستگی اسرار میکشاد بیان میکرد باد مرشد قولہ

طرف کلاہ شاہیت آمد بخاطرم	آنجا کہ تاج بر سر نرگس نہاد باد

طرف کلاہ کلہ گوشہ اے قدر شاہی سلطنت قولہ

از دست رفتہ بود وجود ضعیف من	صبحم ببوے وصل تو جان باز داد باد

از دست رفتہ بود نیست شدہ بود قولہ

حافظ نہاد نیک تو کامت برآورد	جانہا فداے مردم نیکو نہاد باد

نہاد بکسر نہاد رسم و بمعنے وضع کرد و تن ۱۲ من ابراہیم شاہی غزل

در شہر ہوا کہ چون برق اندر طلب نباشد	گر خرمنے بسوزد چندین عجب نباشد

آن

هوا محبت یعنے در راہِ عشق چہ حقیقی چہ مجازی ہر دو یک اند در کارسازی اگر عاشق را در عشق چون برق طلب نیست اگر خرمن ہستیش بسوزد و برباد رود عجب نیست قولہ

مرغیکہ باغم دل شد الفتیش حاصل	ہر شاخسارِ عمرش برگِ طرب نباشد

مرغے یعنی سالکے غمِ دل عشق الفتیش ضمیر بمرغے شاخسار لفظ سارا نپوہے برگ اسباب طرب شادی قولہ

در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است	آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

الکفر ضد الایمان و نیز بمعنے فرا پوشیدن و در ینجا مقام آخر مراد است بولہب نام کافر یعنے در کارخانۂ عشق از پوشیدنِ عشق و اسرار وے ناگزیر است کہ افشائے اسرار از ادب دور است واز کتمانِ آن در ونۂ عاشق مے افروزد و رخت ہستی او را مے سوزد اگر نباشد آتش ظہور کجا کند و کرا سوختۂ نار و سوز کند پس برائے اشتعال بولہبے باید بود و بہ سوختن تحمل باید نمود قولہ

در کیش جانفروشان فضل و شرف نگنجد	اینجا نسب نگنجد وانجا حسب نباشد

کیش مذہب جانفروشان عاشقان فضل و شرف نگنجد فضل و شرف را اعتبارے نیست اینجا اشارت بمقام عشق و آنجا نیز اشارت بمقام عشق نسب نسبت آباء عن جدٍ حسب شرافت کسبی یعنے علم قولہ

در محفلے کہ خورشید اندر شمار ذرہ است	خود را بزرگ دیدن شرطِ ادب نباشد

در محفلے در مقامے مراد عشق خورشید محمدؐ اندر شمار ذرہ است لاریدان اکون ملکا نبیا بل اریدان اکون عبدا قولہ

مے خور کہ عمر سرمد گر در جہان توان یافت	جز بادۂ بہشتی ہیچش سبب نباشد

مے خور عشق حاصل نما عمر سرمد بقاء لافنا بادۂ بہشتی محبت و عشق حقیقی قولہ

حافظ وصالِ جانان با چو تو تنگدستی	روزی بود کہ با آن پیوند شب نباشد

تنگدست مفلس روزے میسر آید کہ با آن روز اتصال شب نباشد یعنی روز حشر

غزل

دیر است کہ دلدار پیامے نفرستاد	نے نوشت سلامے و کلامے نفرستاد

بطرف ملاورد قبالہ آ

دیراست مدتیست دلدار محبوب حقیقی پیام و سلام و کلام و پیک آهو روش و کبک خرام وارد ے از واردات غیبی که ورود آن بر دلهاے عارفان لاریبی میشود و ایشانرا هر آنی و هر مکانی بعروج می کشند و از بهر ابتلا و آزمایش باز نزول می افگنند باید دانست که خواجه این غزل هنگام قبض فرموده و احوال خویش باین مقام بیان نموده معنے آنست که مدتے شد که قبض من مستولی شد و وارد ے از واردات ورود نکرد قوله

صد نامه فرستادم و آن شاه سواران	پیکے نه دوانید و غلامے نه فرستاد

ای صد بار عجز و زاری و شکستگی و نگونساری نمودم آن شاه سواران پیکی نه دوانید و غلامی نفرستاد۔ قوله

سوی من وحشی صفت عقل رمیده	آهو روشے کبک خرامے نفرستاد

اے سوے من وحشی صفت و از عقل رمیده الهامات غیبی نفرستاد از واردات غیبی بخاطرم رو نداد قوله

دانست که خواهد شدنم مرغ دل از دست	زان طرهٔ چون سلسله دامی نفرستاد

خواهد شدنم ضمیر مفعول بمعنے مرا طرهٔ چون سلسله جذبهٔ محبت قوله

نزیاد که آن ساقی شکرلب سرمست	دانست که مخمورم و جامے نفرستاد

ساقی شکرلب و سرمست اشارت بدلدار مخمورم ربخورعشقم جامے نفرستاد مداوا نکرد قوله

چندانکه زدم لاف کرامات و مقامات	هیچم خبر از هیچ مقامے نفرستاد

زدم لاف کرامات و مقامات اظهار عشق و محبت نمودم مقام کنایه از سلام و کلام و پیام و مشاهده قوله

حافظ با دب باش که واخواست نباشد	گر شاه پیامے بغلامے نفرستاد

واخواست باز خواست و طلب و تقاضا غزل

در نماز م خم ابروی تو یاد آمد	حالتے رفت که محراب بفریاد آمد

در نماز در حالت پرستش که کنایه از زهد و پارسائی است خم ابرو مشاهدات تجلیات است و نیز خیال جمال باکمال چه ابرو ے مقوس از کمال جمال است یعنی در حالت زهد و پارسائی مشاهدهٔ تجلیات یا خیال جمال باکمال در مخیلهٔ دل ما در آمد و ازان سورش عشق دامنگیر شد و حالتے رو نمود که نظر از محراب برخاست و التفات بمحراب که لازمهٔ زهد است نماند قوله

بادہ صافی شد و مرغانِ چمن مست شدند	موسم عاشقی و کار بہ بنیاد آمد

بادہ صافی شد کنایہ از حصولِ محبت خالص زناسوِ مرغان چمن حواس خمس موسم عاشقی و کار بر بنیاد آمد موسم عاشقی بہارے کامل پیدا کرد و کار عاشقی باستحکام سید قولہ

بوے بہبود ز اوضاع جہان میشنوم	شادی آورد گل و بادِ صبا شاد آمد

اوضاع جمع وضع یعنے بوے بہبود از وضع جہان مے آید چرا کہ گل تجلی بشگفت و شادی بہمرسانید و باد صبا فیض بشادی بوزید قولہ

اے عروسِ ہنر از دہر شکایت منما	حجلۂ حسن بیارائے کہ داماد آمد

عروس ہنر سالک کہ عروس وار در حجلۂ مسالک ست حجلۂ حسن مراد وجود یا دل بیارائے اے خس و خاشاک بشریت بروب معنی آنست کہ اے سالک تو از بخت شکایت مکن و ہمگی ہمت خود مصروف طلب اوکن و خویش را بتوجہ غیر میالا و ہموارہ قلب خود را بتصفیۂ حجلہ بیارا کہ او خود طالب است درویش وار و ترا از تو نزدیکست قولہ

دلفریبان نباتی ہمہ زیور بستند	دلبر ماست کہ با حسن خداداد آمد

نبات مصری و رستنی دلفریبان نباتی معشوقان مجازی ہمہ زیور بستند محتاج زیور اند حسن خداداد حسن ازلی قولہ

زیر بارند درختان کہ تعلق دارند	اے خوشا سرو کہ از بار غم آزاد آمد

بار غم کنایہ از غم خزان قولہ

بگویم

مطرب از گفتۂ حافظ غزلے نغز بخوان	تا بگویند کہ زعہدِ طربم یاد آمد

از گفتۂ حافظ از اشعار حافظ تا بگوید کہ زعہد طربم یاد آمد از برائے آنکہ خلق را از طرف ماخبر دہد کہ از عہد طرب کہ وقت خوردن مے است و آن کنایہ از عشق است یاد آمدی و دل را جوش زد و این سخنہا گفتہ شد غزل

دلِ شوق لبت مدام دارد	یارب ز لبت چہ کام دارد

مدام ہمیشہ یارب کلمۂ تعجب است قولہ

جان شربت مہر و بادۂ شوق	در ساغرِ دل مدام دارد

مهر محبت ساغر دل اضافه بیانیه مدام همیشه قوله

خرم دل آن کسیکه صحبت | با یار علی الدوام دارد

علی الدوام همیشه قوله

شوریدهٔ زلف یار دائم | در دام بلا مقام دارد

شوریده پریشان یعنی عشق دام بلا اضافه بیانیه قوله

تا صید کند دلے بشوخی | بر گل ز بنفشه دام دارد

تا صید کند از برائے آنکه صید کند بر گل ز بنفشه دام دارد بر گل ذات ز بنفشه صفات مے گسترد قوله

آخر رسدم که باز پرسم | کان دلبر ماچه نام دارد

رسدم مے باید مرا باز پرسم جستجو نمایم قوله

با یار کجا نشیند آن کو | اندیشهٔ خاص و عام دارد

کے با یار واصل گردد که باندیشهٔ خاص و عام یعنے در خیال ما و تو گرفتار است قوله

حافظ چو دمے خوشست مجلس | اسباب طرب مدام دارد

اے حافظ چون مجلس عاشقان بهم رسیده پس مے بنوش بے مے مجلس لا ینفع غزل

دست از طلب ندارم تا کام من برآید | یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید

طلب جستجو دست داشتن باز ماندن کام مقصود و معنے مصرع آینده اینست درین جست و جو دو چیز است یا بمقصود رسم یا بمیرم تا از من شدائد رهائی یابم در دا افسوس قوله

جان بر لبست و حسرت دل که از لبانش | نگرفته هیچ کامے جان از بدن برآید

از لب کام گرفتن بوسه مراد قرب جان از بدن برآید بمیرم قوله

از حسرت دهانت جانم به تنگ آمد | خود کام تنگدستان کز زان دهن برآید

دهان مراد وحدت جانم به تنگ آمد هیچ نوع مفهوم نمیشود تنگدستان مفلسان کے زان دهن برآید که این مقام عارفان کامل است قوله

برخیز تا چمن را از قامت و قیامت | هم سرو در برآید هم نارون برآید

چمن کنایه از دل قامت کنایت از وجود چیست قامت فی المثل یعنے وجود مے کند

لم این بیت در نسخ موجوده نیست ۱۲

ومیان

اشیا بران قامت معود ٭ قیامت صفت قامت است ٭ ہم سرو در برآید ہم نارون برآید سرو و نارون زیبایش چمن است یعنی چمن دل مازیبے گیرد قولہ

بنمائے رخ کہ خلقے والہ شوند و حیران	بکشائے لب کہ فریاد از مرد و زن برآید

رخ وجہ اللہ اے جمال خود بکشائے لب بسخن در آکہ فریاد از مرد و زن برآید خروشان و مشتاق تو گردد۔ قولہ

بر بوے آنکہ در باغ یا بد گلے چو رویت	آید نسیم و ہر دم گرد چمن برآید

بر بوے آنکہ بتوقع آنکہ باغ دل و دنیا گل تجلی محبوب روے ذات آید نسیم و ہر دم گرد چمن برآید نسیم انفاس ہر دم کہ بر گرد چمن دل سیر آن مے نماید قولہ

ہر یک شکن ز زلفش پنجاہ شست دارد	چون این دل شکستہ با آن شکن برآید

شکن پیچ و اینجا روز و شب مراد کنایہ تغیر و تبدل سز و زلف مراد دنیا باعتبار ظلمت و سواد شست بمعنے دام اینجا کنایہ از حوادث و آفات عالم سز و معنے آنست کہ ہر روز و شبے و ہر تغیرے و تبدلے پنجاہ حادثہ دارد کہ ہر یکے سد راہ گمارد یعنے دنیا کہ کثیر الحوادثات و الآفاتست سالک غریب تنہا پنجاہ حادثہ و آفات را دران بچہ وجہ نجاتست ای ہر روز و ہر شبے چون بر سالک پنجاہ حادثہ و آفات در آید این سالک تنہا چہ طور بآن آفات برآید و اگر زلف کنایہ از جذبہ عشق یعنی ہر پیچ و تاب جذبۂ عشق کہ بسالک رو نماید پنجاہ دام دارد این دل رمیدہ چہ طور ازان سر برآرد و ازان بر آمدہ راہ مقصد گیرد غزل

داد گر ترا فلک جرعہ کش پیالہ باد	دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخون چو لالہ باد

جرعہ کش محتاج و ملتجی قولہ

ذروہ کاخ رفعتت راست نشد قرار تفاع	راہروان وہم را راہ ہزار سالہ باد

ذروہ بلندی کاخ کشک فرزیبائی و شکوہ راہروان وہم اضافۃ بیانیہ قولہ

چون بنوائے قامتت ہر شجر ترانہ ساز	حاسدت از سماع آن ہمدم آہ و نالہ باد

نوا آواز مراد سرود ترانہ ساز سرود گویند سماع شنیدن قولہ

نہ طبق سپہر آن قرصہ سیم و زر کہ ہست	از لب خوان حشمتت سہلترین نوالہ باد

قرصهٔ سیم وزر ماه و مهر لب کنارهٔ سهلترین کمترین قوله

زلف سیاه پرخمیت چشم و چراغ عالمست	جان زنسیم دولتت در شکن کلاله اد

پرچم موی بن ماده گاؤ کوهی تشکن پیچ کلاله قسم زلف قوله

حافظ تو درین غزل محبت بندگی توشنت	لطف عمیم پرورت شاهد این قباله باد

عمیم پرور بنده پرور قباله خط غزل

رسید مژده که ایام غم نخواهد ماند	چنان نماند چنین نیز هم نخواهد ماند

چنان اشارت بایام وصل چنین اشارت بایام هجر قوله

غنیمتے شمر ای شمع وصل پروانه	که این معامله تا صبحدم نخواهد ماند

شمع اصحاب دل پروانه خدم و حشم این معامله کارفرمائی یعنی اے اہل دولت رجوع دولت غنیمت شمردہ بشکر آن در آئید و حقوق حشم و متعلقان را رعایت نمائید و از آزار زیردستان باز آئید و ازین دولت و حشمت مغرور نباید شدن که اسرع الزوال و مشمر گونا گون و بال که کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته و نیز شمع مرشد و سالک پروانه مسترشدان و حواس خمس اعضا یعنی اے سالک فرصت را غنیمت شمار تا آنکه اختیار از دست است کارے کن که شایسته درگاه باشد که شکر و سلامتی اعضا و حواس برهمگنان لازم و نیز اے مرشد هنگام ارشاد خود را غنیمت شمار و در تربیت مسترشدان بکوش که اهمال موجب اخلال و سرمایهٔ حیرت و وبال قوله

من ار چه در نظر یار خاکسار شدم	رقیب نیز چنین محترم نخواهد ماند

خاکسار خوار بقید رقیب کنایه نفس و شیطان و جوارح محترم عزیز قوله

سروش عالم غیبم بشارتے خوش داد	که بر در کرمش کس دژم نخواهد ماند

سروش فرشته دژم غمگین و مخمور و تباه قوله

چو پرده دار بشمشیر میزند همه را	کسے مقیم حریم حرم نخواهد ماند

پرده دار شیطان که حاجب در خلوتسرای وحدت است حریم حرم مقام وصل قوله

چه جای شکر و شکایت ز نقش نیک و بد است	که کس همیشه گرفتار غم نخواهد ماند

نقش نیک و بد اضافه بیانیه همین نیک و بد که بر صفحهٔ هستی رقم نخواهد ماند چون زندگی

ه یعنی کہ در بعضے نسخ بجائے مصرع فانی این مصرع یافتہ شود و در نسخہ موجودہ در نسخہ شود ۱۲

جاوید نیست و آخر الامر فنا است جای شکایت نیست قوله

سرود مجلس جمشید گفته اند این بود | که جام باده بیاور که جم نخواهد ماند

جمشید نام بادشاه دیران جم زمانه جمشید مژده خوشخبری مخزن جای خزینه قوله

برین رواق زبرجد نوشته اند بزر | که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند

رواق بکسر پیشگاه خانه زبرجد زمرد رواق زبرجد آسمان که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند که ذکر خیر کریمان تا قیامت هست قوله

ز مهربانی جانان طمع مبر حافظ | که نقش مهر و نشان ستم نخواهد ماند

اشاره به لاتقنطوا من رحمة الله جور و ستم گردش فلکی که از محبوب دور افگنده غزل

رو بر رهش نهادم و بر من گذر نکرد | صد لطف چشم داشتم و یک نظر نکرد

چشم امید قوله

ماهی و مرغ دوش ز خفت از فغان من | آن شوخ دیده که سر از خواب بر نکرد

آن شوخ دیده کنایه از محبوب سر از خواب بر نکرد سر از خواب برنداشت قوله

سیل سرشک مازدلش کین بدر نبرد | در سنگ خارا قطره باران اثر نکرد

سیل سرشک کنایه از گریه و زاری سنگ خارا اشارت بدل محبوب باران کنایه از گریه کلک نی که از ان قلم سازند غزل

راهی بزن که آهی برسازاو توان زد | شعری بخوان که با او رطل گران توان زد

راه سرود مراد سخنان عشق راهی بزن سخنان عشق گو رطل جام نیم من قوله

بر آستان جانان گر سر توان نهادن | گلبانگ سربلندی بر آسمان توان زد

گر سر توان نهادن اگر سر نهادن میسر شود گلبانگ آواز شادی و خوشی قوله

قد خمیده ما سهلت نماید اما | بر چشم دشمنانت تیر از کمان توان زد

خمیده کج سهلت نماید قدری و قرے ندارد قوله

در خانقه نگنجد اسرار عشق و مستی | جام مے مغانه هم با مغان توان زد

سخنان عاشقانه و اسرار حقائق با عاشقان بیان توان کرد کلموا الناس علی قدر عقولهم

ه این بیت با فتر شد

از شرم در حجابم ساقی تلطفے کن	باید کہ بوسۂ چند بر آن دہان توان زد

از شرم یعنے از شرم بیمایگی در حجابم محجوبم و دم از وصل نتوانم زد ساقی تلطفے کن بجامِ عشق اعانتے نما یا بمایۂ عشق بوسۂ چند بر آن دہان توان زد بوصل توانم رسید چہ بوسۂ وصل معلوم۔ قولہ

بر جویبار چشمم گر سایہ افگند دوست	بر خاک رہگذارش آبے روان توان زد

جویبار چشم یعنے کہ از گریہ بمنزلۂ جویبار است بر خاک رہگذارش آب روان توان زد برائے آنکہ تا گرد راہ بدامنِ او نرسد فالی بزن بگو انشاء اللہ بمراد خواہم چرا کہ حال نکو در قفاے فالِ نکو است برگ ساختگی قولہ

درویش را نباشد منزل سرائے سلطان	ما ئیم و کہنہ دلقے کاتش دران توان زد

کاتش دران توان زد لائق سوختن باشد قولہ

اہل نظر دو عالم در یک نظر ببازند	عشقست و داد اول بر نقدِ جان توان زد

اہل نظر عشاق داد نوبت باختن قمار وغیرہ معنے بیت آنست عشاق دین و دنیا را در یک نظر میبازند از انکہ ایشان را مقام عشق است کہ از جمیع مقامات بالا است و در عشقبازی داد اول بر نقد جان توان زد چہ دین و دنیا قولہ

عشق و شباب و رندی مجموعۂ مرادست	ساقی بیا کہ جامے در این زمان توان زد

شباب بفتح پردہ سرود و جوانی رندی نزد اہل تصوف قطع نظر از انواع اعمال در طاعت و از رسوم خلایق و عالم بیباکی ست ٭ رندی اینجا عالم بیباکی است ٭ در طریقت چستی و چالاکی است ٭ و انکہ رندی ساز دا و را ارجمند ٭ رسم و عادتش نساز د پاے بند ٭ رند عالم سوز کے باشد بذات پاے بند رشتۂ صوم و صلوٰۃ ٭ گاہ جانش سوے کعبہ کردہ سیر ٭ گاہ عازم گشتہ بر قصاد کعبہ و میخانہ او را بیشکے ٭ در رہِ رندی ہمیگردد یکے ٭ آنکہ در کعبہ منا جاتش بود ٭ پیش ازان اندر خراباتش بود ٭ ظاہر و باطن خلا و در ملا ٭ رند باشد غرقۂ نورِ خدا ٭ جانش از رندی بوا حد شاہد است لعنت و رحمت بنزدش واحد است ٭ نہ ز رحمت خاطر او را سرور ٭ نہ ز لعنت در کمالِ او قصور ٭ پیش او یکسان بود حلوا و زہر ٭ خواہ لطف از دوست بیند خواہ قہر ٭ ہر چہ محبوبش بدست خود دہد ٭ گیرد و بر ہر دو چشمِ خود نہد ٭ قولہ

گر دولتِ وصالش خواہد درِ کشودن	سر ہا برین تخیل بر آستان توان زد

اگر دولتِ وصال او روزے روے دہد تخیل خیال بستن قولہ

شد رہزن سلامت زلفِ تو دین عجب نیست	گر راہزن تو باشی صد کاروان توان زد

سلامت عافیت زلف جذبۂ عشق صد کاروان توان زد یعنی یک عافیت چہ صد کاروان توان زد قولہ

حافظ بحق قرآن کز زرق و شید باز آ	باشد کہ گوی عیشے با مخلصان توان زد

بحق سوگند زرق و شید مکر و فریب یا روے ریا باشد کہ گوے عیشے با مخلصان توان زد یعنی در زمرۂ مخلصان درآئی غزل

روز وصلِ دوستداران یاد باد	یاد باد آن روزگاران یاد باد

درین غزل خطاب بمحمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و نیز بدوستان قولہ

کامم از تلخی غم چون زہر گشت	بانگ نوش بادہ خواران یاد باد

نوش شیرین و نوشیدن ازان[1] سر زلف و رخ گلفام او + سر زلف عشق رخ گلفام یعنے ازان عشق و محبت و مشاہدہ کہ در ازل داشتم از گلعذاران یاد باد گلعذاران مراد معشوق و نیز عاشقان کہ از شادی وصل رخِ شان چون گل افروختہ و در بعضے نسخہ ہاے گلعذاران دیدہ شدہ رود جوے زندہ رود نام جوئیست در سیاہان و بر کنارہ باغیست باغ کاران نام قولہ

گرچہ یاران فارغند از یادِ من	از من ایشانرا ہزاران یاد باد

فارغ خالی و پرداختہ نیک[2] بسیار قولہ

من کہ تدبیر غمِ بیچارہ ام	چارۂ آن غمگساران یاد باد

غمگسار لفظ گسار بضم خورندہ و غمگساران عاشقان قولہ

راز حافظ بعد ازین ناگفتہ بہ	اے دریغ اے رازداران یاد باد

اے رازداران خطاب ہم طریقان و ہم صحبتان غزل

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید	وظیفہ گر برسد مصرفش گلست و نبید

بہار ہنگام مشاہدات سبزہ دمید چمن ہمہ سبز شد وظیفہ مراد انفاس مصرف جاے خرچ

[1] این ہر دو بیت در نسخ موجودہ نیست ۱۲ [2] واللہ اعلم این لفظ در کدام شعر بودہ باشد ۱۲

نبید شراب نبیذ در اصل بذال است تبدیل آن بدال نموده و فرق درمیان دال و ذال آنست که اگر پیش از و حرف صحیح ساکن بود مهمله خوانند چون بند و پسند و خوانند و غیره و اگر حرف صحیح متحرک یا حرف علت ساکن یا متحرک بود معجمه خوانند مثال صحیح متحرک چون گذشت گذرد و گاف گذشت و گذر حرف صحیح متحرک است که پیش از ذال واقعست مثال حرف علت ساکن چون استاد و استاذ و نبید و نبیذ و مثال حرف علت متحرک چون بردوزید و بعضے گفته اند در کلام فارسی فرقے میان دال و ذال نیست و بشنود اسپ فصاحت را برین منوال بران ۞ هر کجا ماقبل او ساکن بحرف علتی است ۞ همچو باد و بود و بید و دید آنرا دال خوان لیکن صحیح آنست که هر دو باید خواند استاد و استاذ قوله

صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست | فغان فتاد به بلبل نقاب گل که درید

صفیر آواز مرغ کنایه از بلبل بط شراب صراحی شراب بصورت بط نقاب گل که دریدیدن عبارت تعقیدست که نقاب گل دریدن ایام بهار رسیدن گل شگفته گردید قوله زروی ساقی مهوش گلی بچین امروز مشاهده محبوب حقیقی حاصل نما که گردد عارض بستان خط بنفشه دمیدن این محبوبان مجازی مانند خط بر روی آن فوات ازینجاست که المجاز قنطرة الحقیقة عارض بستان که بمنزله بستان ست این تعینات را بمنزله خط بر رخساره ذات برآورده جمال دیگر نموده قوله

مکن زغصه شکایت که در طریق ادب | براحتے نرسد آنکه زحمتے نکشید

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا قوله

خدائے را مدد ای دلیل راه حرم | که نیست بادیه عشق را کرانه پدید

خدائے را بواسطه خدا دلیل رهبر راه حرم راه عشق کرانه کنار ره یعنی انتها قوله

من این مرقع رنگین چو گل بخواهم سوخت | که پیر باده فروشش بجرعه نخرید

مرقع گدڑی و مراد از مرقع رنگین اعمال ریائی و وجود موهوم پیر باده فروشش ضمیر شین بر مرقع و پیر باده فروش مرشد قوله

بکوی عشق منه بے دلیل راه قدم | گم شد آن که درین ره بر هبری نرسید

من لا شیخ له فشیخه ابلیس دلیل راهبر قوله

عجائبے ست عشق ای رفیق بسیار است | زپیش آهوی این دشت شیر نر برمید

آهوی این دشت عاشق که آهوی عشق است قوله

زمیوه های بهشتی چه ذوق دریابد	کسیکه سیب زنخدان شاهدی نگزید

میوه های بهشتی عارفان و محبوبان چه ذوق دریابد باسرار و کمالات ایشان چه دریابد کسیکه سیب زنخدان شاهدے نگزید کسے که معشوقے بدست نیاورده و عشقے حاصل نکرد قوله

چنان کرشمهٔ ساقی دلم زدست ببرد	که با کسے دگرم نیست برگ گفت و شنید

چنان بنوعے کرشمهٔ ساقی مشاهدهٔ محبوب برگ طاقت قوله زروزگار شکایت چرا کند درویش مراد از درویش درین بیت خطاب با دل بوجود جفا کنایه از استغنا و عدم التفات زروزگار که دیدار روزگار هیچکس ندیدیس باید که ماشکایت کنم نه تو قوله گل بچیدی زبستان آرزو دل من حصول تمنا تو مگر نسیم مروت درین چمن نوزید عدم شد وفا و مروت تمامت قوله

شراب نوش کن وجام زر بصوفی ده	که پادشه زکرم جرم صوفیان بخشید

جام زر صفائی دل یا خیال عشق یا قطره که جام نمی دهند صوفی کنایه از خود پادشه حق تعالی جرم صوفیان بخشید لایواخذ العشاق بما یقولون ویفعلون قوله

بهار میگزرد مهر گسترا دریاب	که رفت موسم وحافظ هنوز می نچشید

بهار ایام جوانی دا دگسترا خطاب بمرشد دریاب توجه بجان کن رفت موسم موسم کنایه از جوانی ورفت باعتبار قریب الوقوع هنوز نے نچشید حصول عشق نمود غزل

روشنی طلعت تو ماه ندارد	پیش تو گل رونق گیاه ندارد

طلعت دیدار وروے قوله

گوشهٔ ابروی تست منظر چشم	خوشتر ازین گوشه پادشاه ندارد

گوشهٔ ابرو پیوخیال ابروے تو که مشاهدات تجلیات است ازین گوشه اشارت بگوشهٔ ابرو قوله

دیده ام آن چشم سیه دل که تو داری	جانب هیچ آشنا نگاه ندارد

آن چشم اشارت بذات وسیه باعتبار استغنا و عدم التفات جانب هیچ آشنا نگاه ندارد بهیچ آشنا مدارا نمے کند قوله

جانب دلهای عاشقان بدست آر که سلطان	ملک نگیرد اگر سپاه ندارد

یعنی دلهای عاشقان بدست آر که سلطان باوجود کوس سلطنت می نوازد اما چون سپاه ندارد ملک گیری چکند واین نظر بشوکت وحشمت ظاهری نمودهٔ میگوید یعنی چنانچه غرور وشان وشوکت سلطان

در کثرت سپاه است همچنین شان محبوبان در کثرت عاشقان است و یا برای ترغیب تفقد احوال وگرنه وے ازینها منزه است قوله

اے شہِ خوبان بعاشقان نظری کن	ہیچ شہے چون شما این سپاہ ندارد

ہیچ شہے چون شما این سپاہ ندارد + یعنی چون شما بادشاہے کہ ما داریم ہیچ سپاہ را میسر نیست حیف است کہ ما چنین پریشان باشیم و تو متوجہ بما نباشی قوله

رطل گرانم دہ اے مرید خرابات	شادی شیخے کہ خانقاہ ندارد

رطل گرانم یعنے جام مالا مال عشق بمن عطا نما ایمرید خرابات اشارہ بہ پیر چہ وے عاشق است و مرید خرابات جز عاشق نتواند شد شادی شیخے بشادی شیخے ہمچو ما یا آنکہ شادی باد ہر شیخے را کہ خانقاہ ندارد اظہار لاف و کرامات نکند قوله

خون خور و خامش بنشین کہ آن دل نازک	طاقت فریاد داد خواہ ندارد

خون خور رنج در کش و این خطاب است از جانب خود باز خود بخود خامش بنشین دم بچون و چرا مزن خاطر نازک خاطر محبوب نازک است طاقت اے طاقت شنیدن داد خواہ عاشق قوله۔

نے من تنہا کشم تطاول زلفت ٭ تطاول دست درازی تطاول زلفش تصدیعات و بلیات عشق اوکیست بدل داغ آن سیاہ ندارد ٭ داغ اشارہ بسوختگی آن سیاہ اشارت بزلف موافق مضمون ؎ کس نیست کہ افتادہ آن زلف دو تا نیست ٭

قوله

تا چکند با رخ تو دود دل من	آئینہ دانی کہ تاب آہ ندارد

تا چکند الحال باید دید کہ چہ کند آئینہ اشارہ برخ آہ اشارت بدود دل قوله

شوخی نرگس نگر کہ پیش تو بشگفت	چشم دریدہ ادب نگاہ ندارد

نرگس عاشق کہ پیش تو بشگفت اظہار خود نمود پس مواخذہ نما و عیب مکن چشم دریدہ بیحیا کنایہ از عاشق ادب نگاہ ندارد چہ ادب از تقاضاے حیا ست و او از حیا بیگانہ قوله

حافظ اگر سجدہ نکرد مکن عیب	کافر عشق اے صنم گناہ ندارد

گر سجدہ نکرد اگر عجز کہ لازمہ عشق است نکرد و این تدارک آن بہیت است کہ تا چہ کند کافر عشق

عاشق که در عشق محو شده غزل

زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد	روز هجران و شب فرقت یار آخر شد

زدم این فال این سخن که مضمون مصرع اول بود بجای تفاءل گرفتم گذشت اختر ستاره نحس که شمره اش جدائی بود رفت کار آخر شد هجر بپایان رسید قوله

عاقبت در قدم باد بهار آخر شد	آن همه ناز و تنعم که خزان مے فرمود

ناز و تنعم غرور و غلبه خزان ایام هجر قدم بفتح معروف و بضم باز آمدن از سفر- قوله- اگر آن دلبستگی کار من از زلف تو بود اگر چه بسبب عشق تو گرفتار شدائد و بلیات شده بودم حل این عقده هم از روے نگار آخر شد آخر الامر از مشاهده رویتو رفع آن غم شد قوله

سخنت باد دی و شوکت خار آخر شد	شکر ایزد که با قبال کله گوشهٔ گل

خار غم اندوه در سایهٔ گل بقوت عشق دولت تیزی میزد اظهار تکبر و فخر خود میکرد گاه چو بر باد شد گل عشق چون شگفته گردید بکمال رسید بخت دل افروز دل افروز صفت بخت ساقی بخت دل افروز اضافه بیانیست بخت تمار یکبسر غمخوار گی کله گوشه غرو قدر سخوت خود بینی دی ماه خزان کنایه از ایام هجران قوله

گو برون آئی که کار شب تار آخر شد	صبح امید که بد معتکف پردهٔ غیب

شب تار ایام هجران قوله

همه در سایهٔ گیسوے نگار آخر شد	آن پریشانی شبهاے دراز و غم دل

گیسو طلب و راه معشوق میکند مقام مرشد بادف و چنگ بی حجاب و بی محابا- که مرا توبه و شیخی و قرار آخر شد توبه و شیخی و قرار که لازمهٔ خودیست قوله

قصهٔ غصه که در دولت یار آخر شد	باورم نیست ز بد عهدی ایام هنوز

از بد عهدی زمانه هنوز باورم نمے آید که ایام هجران آخر شد مبادا که باز بهجران مبتلا سازد قوله

که بسعی تو امم اندوه خمار آخر شد	ساقیا عمر دراز و قدحت پر مے باد

خمار اندوه و غم عشق قوله

شکر کان محنت بیحد و شمار آخر شد	در شمار ار چه نیاورد کسے حافظ را

در شمار ار چه نیاورد نظر به بی سر سامانی قصهٔ بیحد و شمار اعراض و انکار و بیسر و سامانی و پریشانی غزل

له قدوم بضم قاف و دال یعنی باز آمدن از سفر ۱۲ سه این ابیات در نسخ موجوده یا نسخه نشده ۱۲ سه این مطلب در نسخ موجوده نیست ۱۲

قصه

زاهد خلوت نشین دوش بمیخانه شد | از سر پیمان گذشت بر سر پیمانه شد

میخانه عالم عشق معنے آنست که آن زاهد ظاهر پرست از ظاهر پرستی باز آمد و در راه عشق در آمده و عهدے که با صحاب ظواهر بسته بود شکست و بپیمانه شراب که عبارت از عشق است مشغول گردید قوله

شاهد و شمع و شراب آمده بودش بخواب | باز به پیرانه سر عاشق و دیوانه شد
مغبچه میگذشت راهزن دین و دل | در پے آن آشنا از همه بیگانه شد

مغبچه تجلی غیر از تجلی ذات و نیز مرشد یعنی تجلی از تجلیات و مشاهده از مشاهدات گرد اگرد زاهد میگشت و در نمود ار بخشش مے نشست چون زاهد او را آشنائے خود یافت دلش بدو بشتافت و از همه بیگانه شد و بدو یگانه قوله

آتش رخسار گل خرمن بلبل بسوخت | چهرهٔ خندان شمع آفت پروانه شد

آتش رخسار گل روشنی تجلی آن محبوب خرمن بلبل وجود عاشق چهرهٔ خندان شمع روشنی تجلی آن محبوب آفت پروانه هلاکی عاشق معنے آنست که بلبل و پروانه میخواست که بخیال کارے دگر باشد و ترک محبت گوید و از محبوب صبر کند هیچ وجه میسر نشد ۵ دل که عاشق صابر بود دگر شکست یعنے مدتے پاے صبر و قناعت در دامن تسلیم بتکلف گرو آورد و از همه خلق روے برتافت و بگوشهٔ نامرادی بنشست آخر الامر بمجرد دیدن روے معشوق آن همه زهد و عزلت برباد شد۔ قوله

گریهٔ شام و سحر شکر که ضایع نرفت | قطرهٔ باران ما گوهر یکدانه شد

ضایع نرفت اے مؤثر شد قطرهٔ باران اشارت بگریه گوهر یکدانه شد دُر بے بها اے موجب عز و شرف قوله

نرگس ساقی بخواند آیت افسونگری | حلقهٔ اوراد ما مجلس افسانه شد

نرگس چشم مراد مشاهد و ساقی محبوب و مرشد یعنی مشاهدهٔ محبوب آیهٔ افسونگری خواند و ما را از مجلس طریقه باز رهاند و بمرتبه رساند که حلقهٔ اوراد ما مجلس افسانه شد یعنی کار ما از اوراد خواندن گذشت و بمرتبهٔ بالا که عشق است و مشاهدهٔ محبوب متمکن گردید قوله

صوفی مجلس که دی جام و قدح می شکست | دوش بیک جرعهٔ مے عاقل فرزانه شد

مے عشق عاقل و فرزانه شد کمال عقل آنست که از فانی به باقی گراید و از ادنے با اعلے۔ غزل

زہے خجستہ زمانے کہ یار باز آید	بکام غمزدگان غمگسار باز آید

زہے بمعنے تحسین و آفرین زمان ساعت و وقت غمزدگان عاشقان غمگسار معشوق خیال چیزے کہ در خواب بنمودہ شود و یاد دل آید شاہ خیال اضافہ تبیانیہ ابلق چشم اضافہ بیانیہ و معنی این مصرع آنکہ چشم در راہ خیال محبوب وقف کردہ ام شہسوار محبوب در انتظار خدنگش ہمیشہ در دل من خدنگ جنسے از تیر چوبین مراد تجلی قہاری کہ موجب فنای عاشق است مقیم مدام اگر نہ در خم چوگان رود سر من یعنے اگر این سر در عشق او فدا نگردد با سر زلفین او قرارے کرد در جذبۂ محبت و عشق و گرفتار شد قرار باز آید آرام شود سر شک من نہ زند موج بر کنار چو بحر چندین گریہ و زاری و نماید اگر میان و یم در کنار باز آید با محبوب خود ہم آغوش شوم ببلبلان عاشقان خار مراد رقیب و نفس و شیطان و شدائد و بلیات ببوے آن بدان واسطہ و بآن امید نوبہار باز آید مشاہدات و نماید نقشبند قضا حق تعالے کہ ہمچو سرو بدستم نگار باز آید کہ نگار کہ مانند سرو است بدستم باز آید غزل

ز دل برآمدم و کار بر نمے آید	ز خود بدر شدم و یار در نمے آید

ز دل برآمدم از دل برآمدم یعنی ترک دل نمودم ای اضطراب بکمال رسید ز خود بدر شدم از خود گذشتم قولہ

سیاہت

درین خیال بسر شد دریغ عمر عزیز	بلاے زلف درازت بسر نمے آید

درین خیال اشارہ بحصول وصال بسر شد آخر شد بلاے زلف درازت تصدیعات و بلیات عشق و نیز راہ عشق بسر نمے آید منقطع نمیشود قولہ

ہمیشہ تیر سحرگاہ من خطا نشدی	کنون چہ شد کہ بکے کارگر نمے آید

تیر سحرگاہ آہ سحری و دعاے سحری خطا نشدی رد نے شد کنون چہ شد الحال چہ حال است کہ بکے کارگر نمے آید بکے بدرجۂ اجابت نمیرسد قولہ

نمک

نظر بروے دل آراے یار ما ورنہ	بہیچ وجہ دگر کار بر نمے آید

یعنی ما عاشقانیم بہیچ وجہ من الوجوہ کار دگر کہ زہد و پارسائی و طاعت و عبادت از ما بر نمے آید الا نظر بروے محبوب کہ کار عاشق ہمین استغراق بجمال محبوب است قولہ

چنان بحسرت خاک در تو مے میرم	کہ آب زندگیم در نظر نمے آید

آب زندگی اضافه بیانیه وحصول مقصود قوله

فدای دوست نکردیم عمر و مال دریغ | که کار عشق زما اینقدر نمی آید

فدای تصدق این قدر اشاره بفدای جان و مال که اول قدم است در عشق قوله

قد بلند ترا تا ببر نمی گیرم | درخت کام و مرادم ببر نمی آید

ای تا عشق ترا بحد کمال نمیرسانم بمقصد خود نمی رسم قوله

مقیم زلف تو شد دل که خوش سوادی دید | وزان غریب بلاکش خبر نمی آید

مقیم زلف تو شد گرفتار جذبهٔ عشق و یا گرفتار علائق دنیوی شد سواد شهر عظیم مراد مکان وزان غریب بلاکش اشاره بدل قوله

زشصت صدق کشادم هزار تیر دعا | وزان میانه یکی کارگر نمی آید

زشصت صدق از روی صدق کشادم روان کردم وزانمیانه اشاره بهزار دعا کارگر نمی آید بمعرض قبول نمی آید قوله

زبسکه شد دل حافظ رمیده از همه کس | کنون زحلقهٔ زلفت بدر نمی آید

رمیده متنفر شده حلقه زلف لذات دنیوی وجذبهٔ عشق غزل

سحر بلبل حکایت با صبا کرد | که عشق روی گل با ما چها کرد

بلبل سالک صبا مرشد گل محبوب حقیقی معنی آنست که درهنگام سحر سالک بمرشد کامل از روی استمالت شکایت درد دلارام خود گفت که عشق روی آن محبوب با ما چه کرد و چه شعبده پیش آورد و بیان آن میکند قوله

ازان رنگین رخم خون در دل انداخت | وزان گلشن بخارم مبتلا کرد

اول بمشاهدهٔ رخ رنگین خود خون در دل ما انداخت یعنی گرفتار عشق خود ساخت که عاشق را اول سر خون باشد وازان گلشن قرب که مطالب فراوان و حظوظ بیکران دارد بخار هجران و حوادث در ابتلا در آورد وچون از توجه مرشدان رنج و محنت یکسو شد و مطلوب رسید میگوید قوله

غلام همت آن نازنینم | که کار خیر بی روی و ریا کرد

همت توجه نازنین کنایه از مرشد کار خیر بی روی و ریا کرد عندالله ما را بمطلوب رسانید قوله

خوشش باد نسیم صبحگاهی | که درد شب نشینان را دوا کرد

خوشش ضمیر شین نسیم صبحگاهی از قبیل اضمار قبل الذکر صبحگاهی مرشد در دهجر شب نشینان کنایه از خود دوا وصل قوله

اگر از سلطان طمع کردم خطا بود	ور از دلبر وفا جستم جفا کرد

یعنی اگر طلب توجه از مرشد نمودم خطا کردم چه فیاض حقیقی اوست و این در محل است که طالب مطلوب رسد و خود را غرق دریای فضل او بیند از اینجاست که ؎ گوهر جود ست داد بدریا چه حاجت است جفا کرد چه در خوبان وفا نیست و نیز او حاکم مطلق است یفعل الله ما یشاء عاشق را با خواست چه کار قوله

من از بیگانگان هرگز نه نالم	که با من هر چه کرد آن آشنا کرد

آن آشنا کرد یعنی حقتعالی که همه با مراد است قوله

بهر سو بلبلے عاشق درافغان	تنعم در میان باد صبا کرد

بلبل عاشق متشرع و زاهد متورع در راه طلب محبوب مشعور و غوغا مرد و تنعم از وصال محبوب و در یافت مطلوب عاشق لایزالی و رندلاابالی با د صبا عاشق که صبا کردار سیار گلشن عشق است قوله

نقاب گل کشید از دست سنبل	گره بند قبا چون غنچه وا کرد

گل محبوب زلف سنبل تجلیات انوار معنی آنست که پس از مجاهدات چون بعنایت ازلی دلش شگفته شد و حجاب خودی و پنداری که در من و محبوب نقابی بود مرفوع گشت و منهتکه شد مشاهدات تجلیات محبوب باز حاجب گشت و حجابی دیگر در پیش نشست و میتواند که سنبل زلف جذبهٔ عشق بود یا علائق دنیا یعنی چون سالک دین نشاء رسید دلش بر مثال غنچه بود شگفته گردید گلهای مرادش شگفت و حجاب غنچگی روی خود نهفت جذبهٔ عشق یا علائق دنیا در پیش آمد که دلش باز بصد وجه ازان در ریش آمد و باز حاجب و مانعش نگشت و گرد و غبار از پیش نشست یعنی بایشان بهر مرتبه که میرساند رساند غزل

سمن بویان غبار غم چو بنشینند بنشانند	پریرویان قرار از دل چو بستیزند بستانند

سمن بویم نام گلے سپید سمن بویان کنایه از محبوبان عبار گرد برآمده و نیز کدورت طبع عبار غم منافق بیانیه بنشانند اے رفع گردانند اشاره بغبار غم بستانند اشاره بقرار قوله

بفتراک جفا دلها چو بربندند بربندند	ز زلف عنبرین جانها چو بکشایند بکشایند

فتراک شکار بند فتراک جفا اضافه بیانیه یعنی وقتیکه بر اسپ محبوبیت فتراک جفا برمے بندند دلها را بسته غم و اندوه میگردانند و از زلف عنبرین خود وقتے که برکشایند جانها را از رشتهٔ غم و اندوه رهائی میدهند و شادان و خرم میسازند قوله بعمرے یکنفس با ما چو بنشینند بنشانند ؎ بعمرے

(مقطع) بشارت بر بکوے مے فروشان
کہ حافظ توبہ از زہد و ریا کرد

سہ بیت مزبور و ذیل در نسخت دوم و سوم نیست و ذیل چشمہ است در بازار قصر شیراز و بیت اول در نسخت اول و دوم و سوم ابراہیم ہمدانی

بعد مدتے مدید بنشینند توقفے بفرمایند نہال شوق در خاطر چو برخیزند بنشانند یعنے چون برخیزند نہال شوق خود را در خاطر عشاقان بنشانند و والہ خود سازند قولہ زچشم لعل رشمانی چو خندند مے بازند ۞ وقتیکہ آن سمن بویان بسبب استغنا عدم التفات مے خندند و مسخر میکنند از غایت غم و اندوہ از چشمان من اشکہاے سرخ مے بارند زرویم راز پنہانی چو مے بینند میخوانند و حال آنکہ از روی من وقتے کہ مے بینند عشق و محبت ما را در مے یابند و آثار اخلاص معاینہ نمایند قولہ

سرشک گوشہ گیران را چو دُر یابند دُر یابند	رُخ از مہر سحر خیزان نگردانند گردانند

گوشہ گیران عاشقان کہ از ما سوا گوشہ گرفتہ اند چو دُر یابند دُر یابند چون غور کنند و معلوم نمایند بمنزلۂ دُر یابند و موجب عز و فخر خود شمرند سحر خیزان عاشقان نگردانند گردانند اگر محبت عاشقان بدانند رخ از ایشان نگردانند و فکر آنانکہ در تدبیر درمانند دُر مانند یعنے کسانیکہ دوا می برد عاشق سہل شمرند از فکر آنان کہ در تدبیر درمان اند یعنے عاشقان عاجز گردند قولہ

چو منصور از مراد آنانکہ بردارند بردارند	چو مجنونان ہر آن قومے کہ حیرانند حیرانند

منصور نام ولی مشہور بردارند بالاے دار ہستند بر دارند مقصود خود بر دارند و ہر آن قومے کہ حیران جمال محبوب مجازی اند در بادیۂ سرگردانی حیران اند یعنے بعشق حقیقی نمی آید قولہ

درین حضرت چو مشتاقان نیازارند بازارند	بدین درگاہ حافظ را چو میرانند میخوانند

مشتاقان عاشقان نیازارند عاجزی کنند بازارند اشارہ بسمن بویان میرانند میکشند قولہ

سالہا دل طلب جام جم از ما میکرد	وانچہ خود داشت زبیگانہ تمنا میکرد

جام جم جاے کہ جمشید ساختہ بود و احکام جہان در و مشاہدہ میشد مراد لطیفۂ آلہی کہ در دل سالک وارد شود و عشق از و پیدا مے شود و نیز از جام جم مرشد باشد یعنی دل از سالہا از ما طالب جام جم بود تا بکشف تعینات رسد و عاقبت الامر چون بدولت عشق یا مرشد صفائی دل میسر شد و بسبب آن تجلی محبوب حقیقی در خود یافت گفت انچہ خود داشت انچہ در ذات خود داشت زبیگانہ تمنا میکرد حصول آن از جام جم مے طلبید قولہ

گوہرے کز صدف کون و مکان بیرون است	طلب از گم شدگان لب دریا میکرد

یعنی محبوب حقیقی که از غایت عظمت در کون و مکان نگنجد و میزان هر دو جهانش نسنجد از ظاهر پرستان که گم شدگان لب دریای عمان اند بلکه تا گردن غریق کما اخبرنا اصدق الصادقین یحن اقرب الیه من حبل الورید و از کمال غفلت یافت خود گم کرده و پے بدان نیاورده و چون یافت خود را نیافته دیگرے بوسیلهٔ او چه خواهد قوله

	آن همه شعبده ها عقل که میکرد انجا	سامری پیش عصا و ید بیضا میکرد	

شعبده بازی آن همه شعبده زهد و ورع و قیل و قال که میکرد و یعنے قبل ازین مینمود انجا اشاره بعشق ید بیضا معجزهٔ موسے ع و آن در کفدست مبارک بوده هنگامے که او را مینمود هر که سیدید بهر حالته که بودی طریقه میکشی چون دست اگر دآوردی بعده بنیده بحال خود آمدی سامری پیش عصا و ید بیضا میکرد لے لا ینفع قل جاء الحق و زهق الباطل آنکه محمد ص پیش گره از کار جهانے بکشاد یعنے پیر مغان ورق خاطر یعنے خاطر خود را یا ورق خاطر مرا ازین نکته اشاره بعشق و توحید قوله

	مشکل خویش بر پیر مغان بردم دوش	گو بتائید نظر حل معما میکرد	

بتائید مدد کردن معما شاکیل قوله

	دیدمش خرم و خندان قدح باده بدست	و اندران جام دو صد گونه تماشا میکرد	

قدح باده مراد عشق - و اندران جام اشاره بدل یا بمقام عشق دو صد گونه تماشا مشاهدات تجلیات قوله

	گفتم این جام جهان بین تو کرد اے حکیم	گفت آنروز که این گنبد مینا میکرد	

این جام جهان بین دل و نیز عشق حکیم خدا ان الله عزیز حکیم آن روز که این گنبد مینا میکرد یعنے روز ازل - قوله

	گفت آن یار کزو گشت سر دار بلند	جرمش آن بود که اسرار هویدا میکرد	

اشاره بمنصور جرم گناه اسرار هویدا میکرد موافق آنکه هر کس که سر فاش کند این سزاے اوست قوله

	بیدلی در همه احوال خدا با او بود	او نمیدیدش و از دور مدارا میکرد	

بیدلی عاشقی بد و بطرف منصور او ضمیر بمنصور نمیدیدش التفات بقول او نے نمود - و از دور مدارا میکرد خود بخود میخواند که بیا قوله

فیضِ روح القدس ارباز مدد فرماید	دیگران هم بکنند آنچه مسیحا میکرد

فیضِ روح القدس لطف الٰہی و فضلِ نامتناہی آنچہ مسیحا میکرد ابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی ارسطو در اثولوجیا گفتہ کہ خلوت گزیدم و ریاضت نمودم و خلع بدن نمودہ از ملابس طبیعت مجرد شدم و در خود حسنے غریب و نورے عجیب میدیدم و خود را جزوے از اجزاے عالم روحانی می یافتم و صاحب تاثیر بودم پس ترقی کردم بحضرت ربوبیت و نورے مشاہدہ کردم کہ نہ بزبان وصف آن توان کرد و نہ بگوش نعت آن توان شنید ناگاہ فکر من میانِ من و آن نور حجاب شد متعجب ماندم کہ چگونہ از آن عالم تنزل کردم و تلبیات این نقل شہود با فلاطون ست و توہم نکنی کہ این مرتبہ علیہ و صف قومی نمود کہ دراز منہ ماضی بودہ بنا بران گوید فیضِ روح القدس قولہ

گفتمش زلف چو زنجیر بتان از پے چیست	گفت حافظ گلہ از دل شیدا میکرد

یعنی مر آنمحبوب را گفتم کہ این زلف سلاسل عشق را از بہر چہ رہا کردہ گفت برائے آنکہ حافظ گلہ از دل شیدا میکرد مبادا کہ بطرف دیگر مائل شود ۵ زانکہ دیوانہ ہمان بہ کہ بود اندر بند غزل

ساقی اندر قدحم باز مے گلگون کرد	درمے کہنہ دیرینہ ما افیون کرد

ساقی قضا و قدر مے عشق مے کہنہ محبت قدیم و چون ساقی افیون بحریفان دہد تحمل آن نکند و اینجا مراد از افیون ذوق معنے آنست کہ ساقی قضا و قدر عشق را تازگی نمودہ و در عشق دیرینہ ما ذوقے و حلاوتے افزودہ مے دیرینہ مے کہنہ مراد سخنانِ عشق بر ابر میداد بقدر استعداد افزون کرد زیادہ از حد پاک تمام پاک ز خود بیرون کرد اشارہ بفنای کلی ساغر پیالہ مراد وجود پیمانہ شخص بتِ سنگین دل محبوب حقیقی با عتبار بے نیازی معنی بیت آنست تو پندار کہ محبوب بے نیاز در وجود من اکنون عشق نہاد بلکہ عطیہ ایست کہ از ازل بما عطا شد استاد ازل محبوب حقیقی - می آموخت عطا می نمود دیگران عالمان و زاہدان خرد علم دین و عبادت کہ از مقتضیات خرد ست مرا مجنون کرد عشق عطا کرد افسون سخنان مہر و لطف چشم جادوے مشاہدۂ ذاتی غزل

سحر چون خسرو خاور علم بر کوہساران زد	بدست مرحمت یارم درامید واران زد

خسرو خاور آفتاب علم بر زدن طلوع نمودن بدست مرحمت از روے مرحمت درامید واران زد نزد امید واران قدم رنجہ نمود قولہ

چو پیش صبح شد روشن کہ حال مہر گردون چیست	برآمد خندۂ خوش بر غرور کامگاران زد

۵ این غزل در نسخ موجودہ نیست ۱۲

مهر آفتاب یعنی چون صبح را روشن و واضح گشت که حال سیارات فلک چیست جز طلوعی و غروبی حالتی دیگر نیست و آنکه حال محبت گردون همچیست صبح برآمد و برغرور کامران خنده زد که مغرور مشوید

قوله نگارم دوش در مجلس بعزم رقص چون بگشاد	گره بگشود از گیسو و بر دلهای یاران زد

گره بگشود از ابروی او خنده و خوشی شد بر دلهای یاران زد یا از نزد پیچ و تاب انداخت قوله من از رنگ صلاح آنکه بخون دل بشستم دست ؛ یعنی من امید از زهد و پارسائی همان روز منقطع کردم که چشم باده پیمایش صلا بر هوشیاران زد ؛ چشم باده پیما چشم مخمور کنایه از تجلی ذاتی صلا آواز دادن آتش و آواز برای طعام هوشیاران عاشقان یعنی بتجلی خود بر عاشقان نمود و ایشان را بخود کشید قوله

کدام آهن دلش آموخت این آئین عیاری	کز اول چون برون آمد ره شب زنده داران زد

عیاری دزدی چون برون آمد از اختفا بمنصهٔ ظهور شب زنده داران عاشقان در آب و رنگ رخسارش چه خون خوردیم و جان دادیم یعنی چه خون خوردیم تا او این حسن و جمال پیدا کرده ؎ بی تقاضای نظر حسن تو افزون نشود ؛ تا دلم خون نشود در تو گلگون نشود ؛ و چون بجد دلربائی رسید دل بتاراج عاشقان درآمد قوله

منش با خرقهٔ پشمین کجا اندر کمند آرم	بهر موی که مژگانش ره خنجر گزاران زد

منش با خرقهٔ پشمین من که لباس فقیری دارم بهر موی که مژگان او ره خنجر گزاران زد کار خنجر گزاران میکند خنجر گزاران دلاوران و عاشقان قوله

شهنشاه مظفر فر شجاع ملک دین منصور	که جود بیدریغش خنده بر ابر بهاران زد

شهنشاه مظفر فر ازینجا در مدح پادشاه آمد منصور نام بادشاه کنایه از مرشد جود بیدریغش بخشش بیشمار آن مرشد خنده بر ابر بهاران زد ابر را در معرض هیچ می شمرد قوله

ز شمشیر سر افشانش ظفر آنروز بدرخشید	که چون خورشید انجم سوز تنها بر هزاران زد

بدرخشید طالع شد که چون خورشید انجم سوز تنها بر هزاران زد که چون خورشید انجم سوز طلوع نمود تنها بر هزاران زد قوله

تعالی الله ز بی ذاتی که تا نیرنگ هستی یافت	صفای جوهر پاکش دم از پرهیزگاران زد

۵ این بیت در نسخ موجود نیست ۱۲

زہے ذاتے اشارہ بمنصور نیرنگ ہستی یافت درعرض وجود درآمد صفای جوہر انش دم از پرہیزگاران زد یعنے طالب قولہ

دوام ملک و عمر او بخواہ از لطف حق حافظ	کہ چرخ این سکۂ دولت بدور روزگاران زد

چرخ سکہ دولت اورا در دور زمانۂ ما زد یعنی در زمانۂ ما بوجود آوردہ قولہ ازان ساعت کہ جام مے بدست او مشرف شد ؎ جام مے بدست او مشرف شد یعنے دل ما بدست آورد و در دلداری ما کوشید زمانہ ساغر شادی بیاد غمگساران زد زمانہ از استماع این شاد شد قولہ نظر بر قرعۂ توفیق و یمن دولت شاہیست یعنی حافظ طالب و جویان آنست کہ حق تعالی توفیق رفیق وے گرداناد و دولت سلطنت و یرا مبارکباد بدہ کام دل حافظ کہ فال بختیاران زد الہا مراد دل حافظ برآر کہ فال نیکوان درخواست نمودہ غزل

ساقی حدیث سرو و گل و لالہ میرود	وین بحث با ثلاثۂ غسالہ میرود

در جواہر الاسرار آوردہ کہ حکمای یونان در ترتیب شراب خوردن اصطلاحے دارند کہ علی الصباح سہ کاسہ خورند کہ غسل معدہ کند آنرا ثلثہ غسالہ گویند و بعد از طعام پنج کاسہ میخورند کہ ہضم طعام کند و آنرا خمسۂ باصمہ گویند بعد ازان ہفت کاسہ دیگر میخورند کہ ازان خواب آرام کنند و آنرا اسبعۂ نائمہ گویند پس حافظ بر اصطلاح حکما نشو و نمای طبع و صفت بہار میکند کہ حدیث سرو و گل و لالہ در حالتے میرود کہ طیب النفس شدہ ام و آن بعد از ثلثہ غسالہ می باشد خصوصا در صباح بہار مراد آن باشد کہ اے ساقی سرو و گل و لالہ کہ از علامات بہار است میان آمدہ پس چنانچہ دیگر مردمان بدیدن سرو و گل و لالہ خوش میشوند ما بنوشیدن ثلاثہ خورسندی بہم رسانیم و مراد از ثلثہ غسالہ تجلیات صوری و افعالی و ذاتی مسموعست کہ سلطان غیاث الدین ملک ہند دران آوان کہ تسخیر بنگالہ میفرمود عرض صعبش روی داد کہ دست از جان شیرین خود شست پس سہ کس را از حرم سرا خود دید یافت بانہا بیشتر داشت آزاد ساخت یکی را نام سرو و دیگرے را نام گل و دیگرے را نام لالہ بود اتفاقا ازان بیماری صحتش روی نمود سلطان خدمت اینہا را بمعنے تصور نمود التفاتے کہ بانہا داشت بیشتر از بیشتر بر صفحۂ دل نگاشت اتباعان دیگر از آتش غیرت سوختند و بجای خویش ہریکے را بطعن غسالگی میدوختند در حین انبساط با سلطان اظہار این معنے نمود بخاطر سلطان خطور کرد

کہ این را خواجہ بصدر غزل آرد و خواست کہ مصرعۂ دوم را بستہ بیتے درست کند ہر چند جست و جوے نمود ند از شعرای زمانہ کہ در خدمتش بود ند قفل این صندوق سر بستہ از ہیچکس نکشود عرض نمود ند کہ درین زمان در شیراز شمس الدین نام در شعر گوئی شہرتے نمودہ و گوے سخنوری بچوگان فصاحت از شعرائے وقت در ربودہ او را درین معنی باید آزمود سلطان ایمنعے زا مر قوم نمودہ مصحوب سول بخدمت خواجہ فرستاد خواجہ بر بدیہہ این غزل مرقوم نمودہ بدست سول داد و در مصرعۂ ثانی اظہار کرامت خویش نمود کہ لفظ ثلثہ غسالہ کہ ہیچ احدے بران اطلاع نداشت بیان فرمود و از شیراز تا بنگالہ کہ یک سالہ راہ کاروانیان ست تعین نمود و این معنے را خود اظہار فرمود قولہ

مے مکان بہ بین و زمان در سلوکِ شعر	کاین طفلِ یکشبہ رہ یکسالہ میرود

طفل یکشبہ سخن باعتبار فکر شب قولہ

شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند	زین قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

شکر شکن فیضیاب طوطیان شعر اقند پارسی شعر پارسی قولہ

مے دہ کہ نوعروس چمن حد حسن یافت	کار این زمان ز صنعتِ دلالہ میرود

مے دہ شعر بگو چمن دل نوعروس چمن اضافۂ بیانیہ و نیز سخن حد حسن کمال فصاحت صنعت تعریف کردن و اصلاح نمودن دلالہ شعر از صنعت دلالہ میرود محتاج اصلاح کسے نیست قولہ

آن چشمِ جادوانۂ عابد فریب بین	کش کاروانِ سحر بدنبالہ میرود

آن چشم جادوانہ اشارت بمحبوب حقیقی و سلطان غیاث الدین کش کاروان سحر بدنبالہ میرود یعنے پیشوائے ساحران است قولہ

خو کردہ میخرامد و بر عارض سمین	از شرم روے او عرق از ژالہ میرود

خو کردہ با حسن کمال چہ عرق بر رو موجب از دیاد حسن است یعنی وقتیکہ با کمال حسن در چمن میخرامد قطرہ ہائے شبنم ژالہ گردد کہ بر عارض یاسمین افتادہ گویا کہ از معاینۂ روے او از غایت انفعال عرق گردیدہ۔

قولہ

از رہ مرو بغمزۂ دنیا کہ این عجوز	مکارہ می نشیند و محتالہ میرود

از رہ مرو بنصیحت بسلطان میکند عشوہ فریب این عجوز اشارت بدنیا محتالہ حیلہ ساز قولہ

باد بهار می وزد از بوستان شاه | وز ژاله باده در قدح لاله میرود

باد بهار فیض ربانی ژاله قطرات رحمت باده محبت قدح دل معنی این بیت آنست باد بهار که فیض است از گلستان بادشاه حقیقی می وزد از قطرات رحمت یعنی شراب محبت بدل میرسد قوله

چون سامری مباش که زر داد و از خری | موسی بهشت و از پی گوساله میرود

سامری قصه اش بالا مرقوم شد بهشت فروگذاشت غزل

ساقی ار باده از این دست بجام اندازد | عارفان را همه در شرب مدام اندازد

از این دست از این قسم عارفان کنایه از مقلد شرب نوشیدن مدام شراب قوله

در چنین زیر خم زلف نهد دانهٔ خال | اے بسا مرغ خرد را که بدام اندازد

زیر خم زلف تصدیعات عشق و عالم صفات و تعینات دانهٔ خال وحدت و نور شهود مرغ خرد اضافه بیانیه قوله

اے خوشا حالت آن مست که در پای حریف | سر و دستار نداند که کدام اندازد

اے مست ولایعقل قوله

روزه در کسب هنر کوش که می خوردن روز | دل چون آئینه از زنگ ظلام اندازد

هنر معیشت میخوردن کنایه از کثرت نوافل معنی آنست که روز در کسب معیشت کوش و در طاعت غیر از مفروضه بروز کردن موجب ریاست و باعث صد گونه بلا است قوله

آن زمان وقت می صبح فروغست که شب | گرد خرگاه افق پردهٔ شام اندازد

مے صبح فروغ که مانند صبح روشنست پردهٔ شام اندازد شب طالع شود قوله

زاهد خام طمع بر سر انکار بماند | پخته گردد چو نظر بر مے و جام اندازد

حاصل آنست یعنی وقت کثرت نوافل و ذکر و فکر و تلاوت قرآن آن وقتست که آفتاب در مغرب حقیقی گردد زاهد خام طمع زاهد که بسبب زهد طالب وصال گردیده بر سر انکار بماند در انکار عشق و محبت است پخته گردد شاید ان وصل محبوب گر دنظر بر مے و جام اندازد در عشق در آید و بشاهد محبوب باشد قوله

زاهدا سر ز کله گوشهٔ خورشید برآر | بخت ار قرعه بدان ماه تمام اندازد

اگر وصل آن محبوب حاصل شود قوله

باده با محتسب شهر ننوشی حافظ	که خورد باده ات سنگ بجام اندازد

باده شراب محتسب عقل زنهار هرگز سنگ بجام انداز در سواساز و معنی آنست که عشقبازی باوجود عقل مکن که عقل در عشقبازی با تو متلذذ گردد اما عاقبت الامر ترا رسوا سازد و نیز در عشق عقل سیار و با او مشورت مکن که درین امر بیگانگی با او موجب فضیحت و رسوائی است قوله غزل

سر عشق دایتوان در سر ما مے گردد	تو بین در سر شوریده چها می گردد

سر خیال سودا عشق و محبت چوگان سر زلف جذبهٔ عشق بیسر و پا حیران و پریشان قوله

از جفاے فلک و غصهٔ دوران صدبار	بر تنم پیرهن صبر و قبا مے گردد

از رنج و تصدیعات که ازین فلک ناهموار و دور دوار که بر ما ورود نموده طاقت شکیبائی تمام ضعیفی ناتوانی بلال ماه نو انگشت نما مشهور بلبل طبع اضافه بیانیه فرقت جدائی گلذار رخ اضافه بیانیه دیرگاه است مدتے است مدید بے برگ و نوا بے توشه و سامان بهواداری در عشق و محبت آن سرو قد لاله عذار میگردد اشاره بهمان طبع آن سنگین دل محبوب همچنان یعنی بے تغیر و تبدل درپے آن زلف دوتا در طلب عشق و محبت آن محبوب غزل

سرو چمان من چرا میل چمن نمیکند	همدم گل نمے شود یاد سمن نمیکند

سرو چمان مرشد و معشوق و تجلی چمن وطن و کاشانه و دل و سینهٔ بے کینه گل کنایه از خود و نیز محبوب و دل و مثله سمن قوله

تا دل هرزه گرد من فتد بچین زلف او	زان سفر دراز خود عزم وطن نمیکند

هرزه بیهوده چین زلف جذبهٔ عشق یاد وطن نمیکند وطن را فراموش کرده قوله

پیش کمان ابروت لابه همیکنم ولے	گوشه کشیده است ازان گوش من نمیکند

کمان ابرو مشاهدهٔ تجلیات و نیز محبوب از ذکر خنزوارا ده کل لابه عجز گوش کشیده است در حمایه سرکشی است ازان بدین سبب گوش بمن نمیکند سخن من نمی شنود قوله

ساقی سیم ساق من گر همه درد میدهد	کیست که تن چو جام مے جمله دهن نمیکند

ساقی سیم ساق محبوب درد تصدیعات تن چو جام مے جمله دهن نمیکند متجرع آن نمیشود قوله

دست خوش جفا مکن آب رخم که فیض عظم	بیمد و سر شکِ من گرِ عدن نمیکند

صفحه ۵ این غزل در نسخ موجوده نیست ۱۲

سه نداشم که این مصرع چه معنی دارد ۱۲

دست خوش سخره دستمال فیض بخشش عطر بکسر بوی خوش قوله

لخلخه سای شد صبا دامن باکپت از چه رو	خاک بنفشه زار را مشک ختن نمیکند

لخلخه گوے عنبرین با چند خوشبوے آمیزچون عود قماری و مشک تتاری وعنبر اشهب و کافوری ختن ولایتے است مشک خیز قوله

چون زنسیم میشود زلف بنفشه پرشکن	وه که دلم چه یاد آن عهد شکن نمیکند

پرشکن پر پیچ وه افسوس قوله

دی گله زطره اش کردم واز سر فسوس	گفت که این سیاه کج گوش بمن نمیکند

طره دنیا و جذبهٔ عشق این سیاه کج اشارهٔ بطره گوش بمن نمیکند بگفتهٔ ما نیست یا سخن نامی مشنود والتفات بمن نمے کند قوله

کشتهٔ غمزهٔ تو شد حافظ ناشنیده پند	تیغ سزا است هر کرا درک سخن نمیکند

غمزه حالتے است که از بر هم زدن و کشادن چشم محبوبان پیدا میشود مراد ازان تجلی ذاتی و ظهور اخفای محبوب درک سخن نمیکند بکنه سخن نمیرسد غزل

ستارهٔ بدرخشید و ماه مجلس شد	دل رمیدهٔ ما را رفیق و مونس شد

این غزل در شان حضرت ستاره ذات محمد علیه السلام باعتبار بدایت که حقیر و یتیم بود دل رمیده دل عاشق که از ما سوا رمیده یعنی یتیمے درین نشأ رسید و ستاره وار بدرخشید و باندک فرصت ماه وار جهان و جهانیان را منور ساخت دل مشتاق ما را که رمیده از همه بود مونس و رفیق شد قوله

نگار من که بمکتب نرفت و خط ننوشت	بغمزه مسئله آموز صد مدرس شد

نگار محمد علیه السلام بمکتب نرفت و خط ننوشت ای اُمی بود غمزه اشاره مسئله آموز استاد و معلم قوله

ببوی او دل بیمار عاشقان چو صبا	فدای عارض نسرین و چشم نرگس شد

ببوے او با میدنسرین عاشقان و اصل نرگس عارفان کامل آن مهے که از بیم منافقان اظهار محبت نمیتوان کرد چون بدولت مشرف شد مباهات کنان میگوید قوله

بصد مصلحت ام مے نشاند اکنون یار	گدائے شهر نگه کن که میر مجلس شد

مصلحت میخانه گدائے شهر کنایه از خود قوله

خیال آب خضر بست و جام کیخسرو | بجرعه نوشی سلطان ابوالفوارس شد

خیال آب خضر بست وجام کیخسرو یعنی وقتیکه دل من تمنای آب خضر و جام کیخسرو کرد پس بجرعه نوشی سلطان ابوالفوارس شد که اینجا هر دو مشاهده اند قوله

طرب سرای محبت کنون شود معمور | که طاق ابرو یارم منش مهندس شد

طرب سرای محبت اضافه بیانیه و نیز دل طاق ابرو عبارت از تجلیات دلکش ضمیر شیرین بدل مهندس اندازه کننده قوله

لب از ترشح مے پاک کن ز بهر خدا | که خاطرم بهزاران گنه موسوس شد

لب کلام ترشح مے چکیدگی لطف و فضل یعنے سخنان خود را از آب فضل و رحم که از و میچکد از بهر خدا پاک کن چه در بعض اوقات عاشق را عتاب خوشتر از لطف آید که لطف بگستاخی آرد و عتاب بعذر خواهی بهزاران گنه خیال بوس و کنار موسوس وسوسه داده شده قوله

پیمود | کرشمهٔ تو شرابے بعاشقان در داد | که علم بیخبر افتاد و عقل بیحس شد

کرشمه ظهور مشاهده شرابے بعاشقان در داد عاشقان را بنوعے مست و بیخبر ساخت که عقل بیخبر افتاد و علم بیحس شد که از مستی آن هر دو از کار رفتند و چشم مراد همون چشم و مراد ازان صفات بصیرت و نیز مرشد قوله

هرمس | چو زر عزیز وجود ست شعر من آری | قبول دولتیان کیمیای این مس شد

عزیز وجود بے بدل قبول قبولیت دولتیان عاشقان و عارفان اینمس کنایه از شعر قوله

ز راه میکده یاران عنان بگردانید | چرا که حافظ ازین راه رفت و مفلس شد

میکده عشق زین راه اشاره بعاشقی غزل

سالها دفتر ما در گرو صهبا بود | رونق میکده از درس و دعای ما بود

دفتر ما کردار و اعمال صهبا شراب میکده باطن عارف مرشد کامل و آستان مرشد اگر کسے گوید این چنین سخن از ادب بجذست مرشد دور است و شعر کذب و زور گوئیم که حق گوئی و بیان واقعی مخل ادب نیست و اظهار حقیقت بے ادبی را سبب نه بلکه اتباع حق و تخلق است با خلاق الله مطلق کما قال الله لا یستحیی من الحق شیئا و هنگام استمالت این قسم مقالت بر زبان ابرار

ه یعنے که در دو این لفظ اغنا نه نشد ۱۲

جاری گردد و هیچ ناخوشی ثمره نیارد چنانچه تا مسترشد نباشد کرا ارشاد کند و او حامل بار امانت است تا موقع نباشد حمل خود کجا نهد کما فی الحدیث القدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف و این معنی از شیخ محی الدین عربی در فصوص بیان نموده پس مباهات مرشدان و لریش هم چون رسل علیهم السلام بامت خویش کما قال رسول ع تناکحوا تناسلوا فانی اباهی بکم الامم یوم القیمة ولو بالسقط چه فرمائی اے صاحب که ازین توجیه رونق مرشدان ثبوت پذیرد و این قسم گفتار را بے ادبی دور گردد و یانه قوله

نیکی پیر مغان بین که چو ما بدستان	هر چه کردیم بچشم کرمش زیبا بود

پیر مغان مرشد طریقه بدست آنکه در مستی بیهوده گوید و آزار مردم جوید و بدستان کنایه از افشا کنندگان اسرار عشق معنے آنست که مدتے مدید کسب افشا و اعمال ما در گرو عشق و محبت خاطر ما بد و توجه مینمود یعنی خویش را در عشق انداختم سالها بکتب نپرداختم و رونق باطن مرشد یا منزل او از ما بدرس و دعای ما بود و گرمی هنگامهٔ او از مجمع ما بود پیر مغان را نیکی باد که ما بدستان و بدکرداران هر چه کردیم بچشم کرم او زیبا بود و بحسن خلق او را تحمل مینمود تا ما را بمقصد رساند که در طالب و مطلوب حجابے نماند قوله

دفتر دانش ما جمله بشوئید بمے	که فلک دیدم و در قصد دل دانا بود

قوله

مطرب از درد محبت غزلے می پرداخت	که حکیمان جهان را مژه خون پالا بود

مطرب مرشد غزلے مے پرداخت سخنان مگفت حکیمان ناصحان و اعظان مژه خون پالا بود یعنے خون مے گریستند پالا صاف و افزون کنندهٔ و افزون کن و صافی کن قوله

می شگفتم ز طرب زانکه چو گل بر لب جو	بر سرم سایهٔ آن سرو سهی بالا بود

می شگفتم ز طرب از غایت طرب خوش و خندان بودم آن سرو سهی بالا کنایه از مرشد قوله

یار گلرنگ من اندر حق ازرق پوشان	رخصت خبث نداد ار نه حکایتها بود

یار گلرنگ کنایه از مرشد ازرق پوشان عاشقان و فقیران خبث پلیدی کنایه از افشاے اسرار عشق یعنے مرشد عشق در شان و اصلان حقیقت رخصت افشاے اسرار نداد و بحکم من عرف الله کل لسانه مدار از رق پوشان برا بکمی نهاد۔ قوله

دل چو پرکار بهر سو دوران میگردید	واندران دائره سرگشته و پا برجا بود

یعنی دل بسبب عشق پرکار وار در بیابان غموم وهموم هر سو میگردید اما در دائرهٔ مقام عشق آن دل سرگشته ثابت قدم بود و نیز پرکار قلم آهنین که نقش بدان بکار برند و ازان دائره ها برگشته نباید دانست که درین بیت حلقه ذکر سالکان را بیان میکند و تصویر این حلقه باین صورت زیبا می سزد پس بهوش نیوش ای طالب باهوش که دل سالک دو طرف دارد و هر طرفی بمقصودی رو آرد یکطرف مقام حضور مع الله است و دیگر مقام ماسوی الله که دلم هم چو پرکار میکند بگفتن لا اله الا الله میگشت و اندران دائره گشت کنان سرگشته میگشت و پایش برجا بود و ضرب لا اله را بر مقام الا الله بر محل مشاهدهٔ نمود ماسوی الله را بگفتن لا اله نفی میکرد و ضرب الا الله بر آورد بدین طرز محبوب حقیقی را در مقام مشاهده باثبات بر آورد تا دائرهٔ مشاهدهٔ مع الله تمام شود و سالک در سلوک باین مقام رسد از بتان آنطلب بموجب بندهٔ طلعت آن باش که آنی دارد و آن کیفیتی است در محبوب معرا و مبرا از تحریر و تقریر که عاشق از دیدن آن بیخود میشود و عشق ازان پیدا شود ار حسن شناسی اگر شناسندهٔ حسن هستی بینا ماهر قوله

قلب اندوده حافظ براو خرج نشد	که معامل بهمه عیب نهان بینا بود

قلب اندوده دل آلوده معامل صاحب معامله که یار گلرنگ یعنی دل حافظ که اندوده معرفت بود و مشحون از اسرار عشق در حضور یار گلرنگ خرج نشد ای بظهور نیامد که صاحب معامله که یار گلرنگ است بهمه عیب نهان بینا بود بنابران ظاهر نکرد و نیز قلب اندوده اعمال ناسره مراد بود خرج نشد مقبول نیفتاد و کاری ازان نکشاد حاصل آنست که در بازار عشق سری آسوده پر غرور و مغرور و افر و نغز بدین آرائش و نمایش نمیخرد بلکه قلب سلیم و دلی مستقیم که ملمع بنمایش و آرایش نباشد در بازار عشق رواجی یابد یعنی عشق صرافست ناقد که عیار هر نقد را نیکو بشناسد و بمعیار لا تبتر خوانان الناقد بصیر صادق را از کاذب و مدعی را از محقق جدا کرده جبه و دستار که مجرد لباس و کسوتهاست به پیش او بخیه نمی آرند و نیز فاعبد ربك حتی یاتیك الیقین عبادت برای قربت و قربت برای حضور و حضور قلب نیست مگر باخلاص و اخلاص دست ندهد مگر بخالص شدن از دست وجود بیهود و این نشود مگر کسی را که بر جادهٔ مستقیم امر الهی و تابع شرع محمدی استوار باشد پس دل خود را بر جادهٔ مستقیم امر الهی به تبعیت شرع نبوی قائم دار که لا یخفی علیه شیء فاعبد ربك کانك

اندوده

تراه وان لم تکن تراه فانه یراک اے رفیق طریق جنان ولسان ارکان سار و کار و دل را بیار وان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم قلب لندوہ حافظ برا خبر چ نشد غزل

سحرم دولت بیدار ببالین آمد	گفت برخیز کہ آن خسرو شیرین آمد

دولت بیدار مرشد و واردی برخیز ہشیار باش آن خسرو شیرین آمد قرینست کہ آن معشوق آید قولہ

قدحے درکش و سرخوش بتماشا بخرام	تا بہ بینی کہ نگارت بچہ آئین آمد

قدحے درکش مے بنوش اے عشق حاصل نما سرخوش مست و مخمور بخرام روان شو آئین رسم قولہ

مژدگانے بدہ اے خلوتی نافہ کشای	کہ زصحرائے ختن آہوے مشکین آمد

صحرائے ختن عالم لاہوت آہوے مشکین تجلی و مشاہدہ قولہ

گریہ آبے برخ سوختگان باز آورد	نالہ فریادرس عاشق مسکین آمد

فریادرس مدد دہندہ قولہ

مرغ دل باز ہوادار کمان ابروئیست	کہ کمین صید گہش جان و دل و دین آمد

ہوادار دوستدار طالب کمان ابرو محبوب قولہ

در ہوا چند معلق زنی و جلوہ کنی	اے کبوتر نگران باش کہ شاہین آمد

کبوتر سالک نگران ناظر شاہین طائر شکاری و مراد تجلی ذاتی قولہ

ساقیا مے بدہ و غم مخور از دشمن و دوست	کہ بکام دل ما آن بشد و این آمد

آن اشارہ بدشمن و این اشارت بدوست کہ بکام دل ما آن بشد و این آمد ہمہ موافق ما شد نیکو کار آمد قولہ

رسم بدعہدی ایام چو دید ابر بہار	گریہ اش بر سمن و سنبل و نسرین آمد

بدعہدی بیوفائی گریہ اش بر سمن و سنبل و نسرین آمد ضمیر شین برابر بہار یعنے گریہ ابر محض بر بیوفائی زمانہ است قولہ

چون صبا گفتۂ حافظ بشنید از بلبل	عنبر افشان بتماشائے ریاحین آمد

صبا مرشد و وارد گفتۂ حافظ سخن حافظ ریاحین گلہا مراد حواس و سخنہا بلبل ہاتف و پیغمبر غزل

سود دلے سر زلفش تو در سر ما باشد	گر عاشق سودائیش باشیم روا باشد

۴ این غزل در نسخ موجودہ نیست ۱۲

سودا خیال سر زلف جذبه عشق سودا پیش خیال او زهوسنا کی از روے هوس هوسناکان صفا هوسان هوا محبت و آرزو لعبت چلپی کنایه از محبوب خط و خال تجلیات متنوعه که خال خط و ناز و غمزه چین پیشانی او و این همه نقش تجلیهاست بر دل نقشبند خطا گناه و وفاداران عاشقان عنا مصیبت و آزار۔

غزل

شراب بیغش و ساقی خوش و دام رهند	که زیرکان جهان از کمند شان نرهند

عشق بفتح آب تیره شراب بیغش محبت بیغش ساقی خوش مرشد و محبوب شان ضمیر شراب و ساقی قوله

من ار چه عاشقم و رند و مست و نامه سیاه	هزار شکر که یاران شهر نمی گفتند

یاران شهر علما و فضلاء قوله

قدم منه بخرابات جز بشرط ادب	که ساکنان درش محرمان بادشهند

خرابات مقام عارفان که وحدت وعشق است قوله

جفا نه شیوه درویشیست و راهروی	بیار باده که این سالکان نه مردرهند

چغانه سر منزل بیکمر بے کمربند قوله

بهوش باش که هنگام باد استغنا	هزار خرمن طاعت به نیم جو نخرند

یعنے من برمعزوری تو از حال مے ترسم که آبروے که از گفتگوی فصاحت و بلاغت و عبارت و اشارت حاصل کرده و آنرا وسیله نجات و درجات آخرت دانسته ناگاه در بارگاه استغنا آنرا بر خاک مذلت زنند و ازان جمله ترا مفلس و بینوا گردانند و در دست تو از حسرت و ندامت نماند قوله

غلام همت دردی کشان یکرنگم	نه آن گروه که ازرق لباس و دل سیهند

دردکشان یکرنگ عاشقان صادق بے ریا آن گروه که ازرق لباس و دل سیه اند در دنیا مرائی و زاهدان مقلد حاصل این بیت آنست که در مقام عشق و محبت بصدق و اخلاص باید کوشید نه بطاعت و عبادت روے ریائی قوله

مکن که کوکبه دلبری شکسته شود	چو چاکران بگریزند و بندگان بجهند

کوکبه دلبری توجه حضرت جلیل بندگان غلامان و چاکران نعمتها قوله

جناب عشق بلندست همتے حافظ	که عاشقان ره بے همتان نجوند هند

ه از شرح معلوم میشود که مصرع دردیان باشد چغانه شیوه درویشیست و بیکمری و سر اعلم

همتے حافظ ان الله یحب المعالی اللهم ربے همتان پست همتی وپست فطرتی غزل

شاهدان گر دلبری زنیسان کنند	زاهدان را رخنه در ایمان کنند

زاهد طائفه باشند که بنور ایمان وایقان جمال آخرت مشاهده کنند ودنیارا درصورت قبیح معاینه نمایند وازالتفات بزینت مزخرف فانی اورغبت[1] نمایند وتخلف این طائفه از صوفیه آنست که زاهد بحظ نفس خود از حق محجوب چه بهشت مقام حظ نفس است فیها ما تشتهی الانفس وصوفی بمشاهدهٔ جمال ازلی ومحبت لم یزلی از هردو کون محجوب پس صوفی را درزهد مرورائے مرتبهٔ زاهد که حظ نفس ازان دور شود واین طائفه را دو متشبه یکے متشبه محق بزاهد که هنوز رغبت ایشان بکلی از دنیا مصروف نشده باشد وخواهند که بیک[2] بارگی از دنیا رغبت گردانند وایشان را متزهد خوانند دویم متشبه مبطل بزاهد که برائے قبول خلائق ترک زینت دنیا کنند وخاطر از جمع اسباب دنیوی باز گیرند وبدان طلب تحصیل جاه کنند درمیان مردم وممکن بود که بر بعضے حال ایشان متشبه شود وپندارند که از دنیا اعراض کلی کرده اند وایشان خود بر ملک ومال وجاه خزیده اند ترک الدنیا للدنیا ویمکن که برایشان نیز حال خود متشبه شود گمان برند که چون خاطرشان بطلب اسباب دنیوی مشغول نیست علت آنست که اعراض کردند واین طائفه را مراتبه خوانند قوله

هرکجا آن شاخ نرگس بشکفد	گلرخانش دیده نرگسدان کنند

شاخ نرگس محبوب گلرخ - خانش ضمیر شین برشاخ نرگس وگلرخان محبوبان واهل عرفان نرگسدان اوندے که نرگس دران کارند یا بنهند تا دیر ترک بتازگی وتراوت روآرند وایشانرا که از دیدهٔ عشق مینمایند که همیشه چون نرگسدان بآب اشک محلولی یا بدمعنی آنست که هرکجا آنمحبوب ومرشد من بجلوه درآید وبیان حقایق ومعارف نماید محبوبان معنوی که سائر اهل عرفان اند بدیده اش جا دهند واز دیدنش سیر نشوند قوله

یار ما چون ساز د آهنگ سماع	قدسیان در عرش دست افشان کنند

قدسیان ملائک دست افشان رقص قوله

ای جوان سرو قد گوے ببر	پیش ازان کز قامتت چوگان کنند

ایجوان سرو قد اے سالک گوے ببر بهره ازین جهان فانی بردار یعنے حصول مشاهده ونما

قامتت چوگان کنند پیری در رسد آنوقت نفع نه بخشد قوله

رخ نماید آفتاب دولتت | گر چو صحبت آئینه رخشان کنند

آفتاب دولت معشوق گر چو صحبت آئینه رخشان کنند اگر آئینه دل ترا مانند صبح رخشان کنند قوله

مردم چشمم بخون آغشته شد | از کجا این ظلم بر انسان کنند

آغشته آلوده انسان اشارت بمردم چشم قوله

کن نگاهی از دو چشمت تا روان | مرگ را بر مبدلان آسان کنند

نگاه ظهور رد و چشم مراد تجلی ذاتی روان فی الحال مبدلان عاشقان قوله

عید رخسار تو گوتا عاشقان | در وفایت جان و دل قربان کنند

عید رخسار اضافه بیانیه و مراد از رخ اینجا مظهر حسن خدائیست یعنی دیدار قوله

خوش برآی از غصه ای دل کاهل راز | عیش خوش در بوته هجران کنند

اهل راز عاشقان مکمل در بوته هجران کنند مقام عبدیت نگاه میدارند قوله

صحبت نامه

سر مکش حافظ ز آه نیم شب | تا چو شمعت نور دل تابان کنند

تابان روشن غزل

شراب و عیش نهان چیست کار بی بنیاد | زدیم در صف رندان هر آنچه باد آباد

شراب محبت عیش نهان ریاضت مخفی چون طریقه ملامتیه معنی آنست که عشق نهان باید کرد شیوه رندان نیست و کاریست بی بنیاد چون نقش بر آب معهذا ما در وصف زده ایم خویش را شاد تا چه پیش آید هر چه باد آباد قوله گره ز دل بگشا غمگین مباش و ز سپهر ناله مکن شکایت فلک منما که فکر هیچ مهندس چنین گره نگشاد حقیقت گردش آسمانی معلوم هیچ حکیمی نگردید قوله

ز انقلاب زمانه عجب مدار که چرخ | ازین فسانه و افسون هزار دارد یاد

انقلاب زمانه برگشتن زمانه و منقلب بودن احوال از و حیل ازین فسانه اشاره ببرگشتگی احوال و نیز ازین نوع قصها قوله

قدح بشرط ادب گیر زانکه ترکیبش | ز کاسه سر جمشید و بهمنست و قباد

بشرط ادب ادب بمعنی دانش کذا فی مهذب اللغات جمشید نام شاه بهمن نام پسر اسفندیار

قباد پدر نوشیروان که چهل سال بادشاهی کرده و بزرجمهر وزیر او بود مراد عرفا چون منصوبه و عین القضاة و فریدالدین عطار ـ قوله

که آگهست که کاؤس و کی کجا رفتند	که واقفست که چون نوش تخت جم بادند

کاؤس نام شاهی که جمع کیان که در دور خود اعظم ملوک بودند و آن پنج بودند کیومرث و کیکاؤس و کیخسرو و کیقباد و کیلهراسپ معنی آنست که عشقبازرا باد و دم انش پیش گیرد رسلوک عشق هشیاری پذیر که درین ره سرها بسیار بی ادبان و بیخبران بباد رفت تخت جم تخت سلیمان جم جم اگر یا خاتم و نگین و بلقیس و ماهی و امثال آن افتد سلیمان مراد بود و اگر مقابله آئینه و سد و امثال آن بود سکندر مراد بود و آنکه پیاله و شراب بود جمشید بود و چون ازینها چیزی مسطور نبود هر چه بمقتضای محل بود همان مراد بود قوله

زحسرت لب شیرین هنوز می بینم	که لاله میدمد از خاک تربت فرهاد

شیرین نام معشوقهٔ فرهاد و خسرو فرهاد نام سنگتراشی که عاشق شیرین بود و کشتی مے پیاله می که بصورت کشتی سازند بغداد نام شهرے عظیم و مبارک قبة الاسلام و در شصت هزار گرمابه بود کذا من ابراهیم شاهی قوله

ز دست گر ننهم جام مے مکن عیبم	که پاک تر به از نیم حریف دست نداد

ازین اشارت بجام مے قوله

مگر که لاله بدانست بیوفائی دهر	که تا بزاد و بشد جام می ز کف ننهاد

لاله عاشق کامل جام مے عشق و محبت قوله

بیا بیا که زمانی زمے خراب شویم	مگر رسیم بگنجی ازین خراب آباد

خراب فانی گنج وصل محبوب از خراب آباد فنای هستی موهومه قوله

نمی دهند اجازت مرا بسیر سفر	نسیم خاک مصلی و آب رکنا باد

اجازت رخصت مصلا عیدگاه هست شیراز رکنا باد تفرجگاهی است شیراز که چشمهٔ الله اکبر آنجاست و آنرا رکنی نیز گویند ـ قوله

بنوش قدح صافی بنالهٔ دف و چنگ	که بسته اند بر ابریشم طرب دلشاد

قدح کنایه از شراب از ذکر سبب و اراده مسبب از شراب مراد عشق بنالهٔ دف چنگ تلقین شد طرب دلشاد کنایه از حصول مقاصد غزل

بادهٔ صافی بمن بخش تا از شعر تقیم نے نامد از دین کرانوی

ساقی بیار باده که ماه صیام رفت | در ده قدح که موسم ناموس و نام رفت

معنے آنست که اے مرشد دیا اے وعدہ ایزدی باده عشق و محبت بما ارزانی فرما که ماه صیام که کنایه از زمان زهد و پارسائی است رفت و ایام بهار که آوان ظهور عشقست رو بیاده پس قدح باده محبت عطا فرما و هیچ اندیشه مدار که موسم نام و ننگ که ایام عظمت و وفا و خود بینی است مرتفع شده و چون از عشق بهترین شغلے نیست بنا بران گوید قوله

وقت عزیز رفته بیا تا قضا کنیم | عمرے که در حضور صراحی و جام رفت

صراحی و جام شراب ذکر سبب و اراده مسبب مراد عشق یعنے اے وعدهٔ ایزدی بیا و همدم ما باش و مونس شو تا وقت عزیز که کنایه از جوانی است ببطالت رفته و عمرے که بحصول عشق و محبت از دست داده قضاے آن کنیم و تلافی آن نمائیم و چون از توبه که لوازم زهد است کشودی نمیشود بنا بران گوید قوله

در تاب توبه چند توان سوخت همچو عود | مے ده که عمر در سر سودای خام رفت

معنے آنست که اے وعدهٔ ایزدی تا کے در آتش توبه که لوازم زهد است همچو عود بسوزم که ازین کارے پیش نمیرود مے محبت بموجب وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا عطا نما که عمر عزیز خود را در خیال سودائے خام که حصول وصال بزهد و پارسائی است از دست دادم و هیچ بکوے مقصود ره نبردم و چون ره بکوے وصال میسر نیست تا که محو مطلق نگردد بنا بران گوید قوله

مستم کن آنچنان که ندانم ز بیخودی | در عرصهٔ خیال که آمد کدام رفت

معنے آنست که اے وعدهٔ ایزدی باده محبت عطا نما و ازان مرا چنان سرمست کن که از غایت بیخودی چندان خبر ندارم که در خیال کدام کس آمد و کدام کس رفت یعنے محو مطلق گردان و چون عاشق مدام طالب فیض دوست است بنا بران گوید قوله

بر بوے آنکه جرعهٔ جامے بما رسد | در مصطبه دعاے تو هر صبح و شام رفت

معنے آنست که اے وعدهٔ ایزدی مدام در مصطبه که کنایه از مقام خلوتست و یا عشقست بدعا گوئی تو اشتغال داشته ام بهمین امید که جرعهٔ فیض و کرمت از تو رسد و چون عشق بمعشوق باعث حیات عاشق است بنا بران گوید قوله

دل را که مرده بود حیاتے بجان رسید | تا بوے از نسیم تو در مشام رفت

ولهذا این مراتب سه گانه هم بجماعتے که قائلند بهمه اوست و هم بجماعتے که قائلند همه از دست حاصل میشود یقین است که حق بجانب یکے ازین دو طائفه خواهد بود و مراد از علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین باین تمثیل روشن میشود که چون کسے چشم بپوشاند علم بوجود آتش بدلالت حرارت بروے علم الیقین است و چون چشم بکشاید آتش را معاینه بیند عین الیقین و چون در آتش افتد و ناچیز شود و صفات آتش از و صادر شود احراق و اشراق حق الیقین شد و صاحب علم الیقین طالب آنست که معلوم وے مشهود گردد و پس بسان علم اطمینان قرار ندارد و صاحب عین الیقین طالب آنست که در مشهود وجود فانی شود و یقین مرتفع گردد و خود را عین وے داند و بیند پس بآن مشاهده اطمینان و قرار ندارد تا وقتیکه یقین وے مرتفع شد و مشهود بجاے وے نشست و بحق الیقین متحقق گشت و اطمینان در مرتبه دیگر نماند در دانش او که طالب او باشد و ازینجا معلوم شد که این مراتب بحسب دانش صاحب این مراتب واقع میشوند قوله

مرغ زیرک نشود در چمنش نغمه سرائے	هر بهاریکه زد نبال خزانے دارد

مرغ زیرک عاشق کامل در چمنش بحسن و جمال او که مصرع آینده صنعت اوست بهار گل ۵ رسم تر نخست که در نوبهار پیش آید و میوه پس آید و بهار مراد ذات محبوب خزان کنایه از عدم و فنا معنے آنست که هر محبوبے را که بدنبال و فنا روانست مرغ زیرک را در چمن حسن او نغمه سرائے و بال است همواره خلیل وار لا احب الآفلین مقال قوله

با خرابات نشینان ز کرامات ملاف	هر سخن جائے و هر نکته مکانے دارد

خرابات نشینان عاشقان و عارفان ملاف لاف زن غزل

صوفی نهاد دام و سر حقه باز کرد	اظهار مکر با فلک حقه باز کرد

صوفی مرائی ظاهر پرست سر حقه باز کرد شعبده دیگر در پیش نهاد حقه باز شعبده باز معنے آنست که صوفی مکار مرائی دام شعبده بازی و مردم فریبی کشاد و بنیاد مکاری با فلک شعبده باز پیش نهاد و نمیداند قوله

بازی چرخ بشکندش بیضه در کلاه	زیرا که عرض شعبده با اهل راز کرد

بازی چرخ گردش فلکی بیضه در کلاه شکستن رسمے است که شعبده بازان بیضه مرغ در کلاه پنهان میکنند و از بغل ظاهر میکنند و در بغل پنهان میکنند و از دهن برمے آرند اگر شعبده بازے

دیگر دران هنگام پیدا شود برای نموداری خود بازی ویرا مے بند ند نا او را هیچ شعبده نمودن میسر نشود بیضه در کلاهش شکسته گردد یعنی هر که شعبده با شعبده بازان پیش گیرد بیضه بازی در کله خود شکسته گردد قوله

اے دل بیا که ما به پناه خدا رویم	زان آستین کوته و دست دراز کرد

کوته آستینے و دراز دستی عبارت از کم کرداری و بسیار گوئی و بگفتار بغیر وغی و مردم را دلجوئی از بین صوفی کم کردار بسیار گوی به پناه رویم قوله

اے کبک خوشخرام کجا میروی بناز	غره مشو که گربهٔ عابد نماز کرد

گربه عابد نفس امارهٔ فلک نماز طهارت و وضو یعنے اے سالک خوش رفتار و اے صاحب دولت نا مدارکه برفتار خوش مبخرامی و مغرور نه باشی تر در رفتار مے آئی به تبعیت نفس و موافقت فلک مغرور مشو و راه راست گذاشته براه کج مرو که تبعیت نفس و موافقت فلک سر بسر مکر و غا و فریب است و چون دغا و فریب عاقلان را عیب است وجه و نیز معنے آن باشد که ای سالک راه عشق بر هر کسے بحسب ظاهر بینی موافقت شریعت بینی مغرور مشو بلکه بران عمل کنی چون بسے ابلیس آدم روے هست پس هر دستے نشاید داد دست حبیب السیر آورده که خواجه عماد فقیه را گربه بود هر گاه که خواجه عماد نماز کردی با او موافقت بجا آوردی شاه شجاع این معنے را بر کرامات او حمل نموده پیوسته بر قدم اخلاص خدمت آنجناب کردی خواجه حافظ که ازین معنے در شک بود این غزل گفته فرستاد و قبیل راهبی بود گربه بر درے داشت و آن گربه بهر دو دست بلعاب خویش دهن مے شست کبک خوشخرام را بدانجا گذر افتاد گربه را بدین حالت دید دانست که گربه از تاثیر صحبت او پرهیزگار گشته که مستقبل قبله نشسته وضو میسازد بے وسواس پیش او عبور کرد گربه او را درگرفت ازان روز این ضرب المثل شد قوله

این مطرب از کجاست که ساز عراق ساخت	وانگه بازگشت براه حجاز کرد

عراق عشق و نیز زهد قوله

صنعت مکن که هر که محبت نه راست باخت	عشقش بروی دل در محنت فراز کرد

صنعت مکن تکلف منما محبت نراست باخت همین قیل و قال را پیشه ساخت آخر الامر فراز کرد

بنابران گوید قولہ

خرقۂ زہد مرا آب خرابات ببرد	خانۂ عقل مرا آتش خمخانہ بسوخت

خرقۂ زہد پارسائی و زہد آب خرابات شراب مراد عشق خانۂ عقل اضافۃ بیانیہ آتش خمخانہ شراب کنایۃ از عشق معنے بیت اظہرست وچون توبہ را در عشق گنجایشے نیست گوید قولہ

چون پیالہ دلم از توبہ کہ کردم بشکست	ہمچو لالہ جگرم بے مے و پیمانہ بسوخت

معنے آنست کہ دل من بسبب از توبہ کہ از عشق کردہ بودم آخر الامر چون پیالہ بشکست وریزہ ریزہ شد وآن توبہ ہیچ سود مند نگردید چرا کہ جگرم ہمچو لالہ بے مے و پیمانہ بسوخت اے داغدار ازلی کہ آنجا نہ مے بود ونہ پیمانہ وچون در راہ عشق خودی وخود بینی را گذر نیست گوید قولہ

ماجرا کم کن و باز آ کہ مرا مردم چشم	خرقہ از سر بدر آورد و بشکرانہ بسوخت

ماجرا گفتگو مراد نصائح از بدی بہ نیکی واعظ است مردم چشم را دانایان بجیا تعبیر نمودہ اند معنے آنست کہ گفتگو کم نما واز نصیحت گوئی باز آ ومرا در سلوک عشق حاجب مانع مباش وخاطر خود را ازین اندیشہ مخراش کہ مردم چشم من خرقہ خویش را کہ عبارت از حیاست در شکرانہ حصول محبت سوختہ و باقبال مطلوب دیدہ بر دوختہ وجہ ونیز اگر مخاطب در اینجا معشوق بود تصویر معنی چنین باید نمود کہ معشوق از تیز نگریستن عاشق بجانب خود رنجیدہ باشد وچون طریق مصالحت در میان آمد شکوہ حالت گذشتہ کہ موجب رنجش بود در پیش آورد بنابران گوید کہ ذکر حالت گذشتہ کم نما و باز درین خانہ بیا ذکر آن کہ مرا مردم چشم من تیز بینی از سر بدر آورد و بشکرانہ کہ تو سر مصالح داری آن خرقہ را سوختہ برین تقدیر این بیت قریب بیت بمضمون امیر خسرو است ؎ نگرم ترا ز پیچشم تردشوار می آید نظرۂ بیرون کنم دیدہ ز سر آسان کنم دشوار تو ۔ ونیز میگویند کہ شخصے باخواجہ و معشوق ایشان ہم صحبت بود وازین کہ خواجہ خرقہ از سر برآوردہ آئین خرقہ پوشان گرفتہ آن شخص از صحبت خواجہ دوری گزیدہ وچون گفتگوے صلح در میان آمد آن شخص در بیان دوری خود از صحبت ذکر خرقہ در میان آورد لاجرم میفرماید کہ آنچہ گذشتہ ذکر آن در میان میار و باز در اینجا بیا و ذکر آن مکن کہ مرا مردم چشم من یعنی معشوق من خرقہ از سر من بدر آورد و بشکرانہ آنکہ تو میل آمدن اینجانب داری آن خرقہ را بسوخت وجہ ونیز مردم چشم کنایۃ از مرشد کامل کہ آدم از عالم بمنزلۂ مردمک چشم از چشم است ومراد از آدم فرزندان کاملند

وخرقہ کنایہ از خودی وخودبینی وخودپرستی یعنے آنچہ گذشت آنرا کم کن واز ذکر آن باز آئی یعنی آن حالات
کہ در خودی وخودپرستی کہ داشتی یاد آن کمن زیرا کہ آن مرشد کامل من خرقہ خودی وخودپرستی از حقیقت
من بیرون کرد ہمان مردم چشم یعنے روح من تربیت مرشد کامل خرقہ خودی وخودپرستی بشکرانہ آنکہ حقیقت
من این قابلیت داشت سوخت وجہ ونیز معنی آنست کہ اے محبوب من قیل وقال را بگذار وباز آ کہ مردم چشم ما
خرقہ خودبینی وخودپرستی از سر بدر آورد وبشکرانہ محبت تو بسوخت وجہ ونیز معنے آنست کہ اینجا عارف
بعد از کشف وحدت خطاب با نفس خود میکند یعنے اکنون تو لباسے دربر گرفتہ کہ در منزل مائی ومنی نمے
گنجد وماجرائے کہ در عالم ناسوت داشتی آن را بگذار وازان باز آئی کہ مرا مردم چشم ما لباس اول کہ
عبارت از من وماست از سر بدر آورد ودر پے شکرانہ عرفان محبوب بسوخت سوال سوختن بشکرانہ
چہ مناسبت دارد جواب مناسبت دارد چون عزیزے بخانۂ عزیزے نزول کند وصاحب منزل برائے
عروس مفرش فاخر بگستردہ وعطریات بسوزد ومشعلہا افروزد وہنگام ملاقات بجہۃ دفع چشم زخم اسپند
بسوزد وچون ازین قیل وقال ہیچ حصولے نیست گوید قولہ

ترک افسانہ بگو حافظ ومینوش دمے	کہ نخوردیم می وشمع بافسانہ بسوخت

معنے آنست کہ ترک قیل وقال کن ودمے نوشی اشتغال نما وائے صد وائے کہ تا ہنوز حصول
محبت نکردم وشمع زندگی ما بقیل وقال بر باد رفت غزل

ساقیم خضر ست ومے آب حیات	توبہ از مے چون کنم ہیہات ہات

ساقی نوشاندۂ مے خضر کنایہ از محبوب حقیقے ومرشد ہات مختصر ہیہات معنی آنست کہ ہادی ورہبر من
مرشد من است یا اللہ تعالیٰ وآبحیات مے کہ عشق است بمنزلۂ مے است ہرگاہ معاملہ چنین است کہ مصاحب
خضرم وہمدم عشقم پس ہیہات ہیہات درچنین ہنگامے توبہ از عشق چگونہ بر قوع آید وچون سخنان تلخ کہ زجر
وعتاب ودشنام است از زبان معشوق بسیار شیرین ودلربا است بنابران گوید قولہ

بادۂ تلخ از لب شیرین دہان	خوش لطافت میبرد زاب حیات

بادۂ تلخ سخنان تلخ کہ دشنام دیا زجر وعتاب باشد ومراد ازان خطاب ظلوما جہولا باشد از زبان محبوب
کہ برآمدہ در روح افزائی عاشقان از آبحیات کہ مراد ازان لطف ورحمت است گوی لطافت برده وچون
لطف محبوبان زندگی بخش عاشقانست بنابران گوید قولہ

خط تجلی صفاتی خال تجلی ذاتی نوش شیرین قوله

نرگس مست نوازش کن مردم وارش	خون عاشق بخورد گر بقدح نوشش باد

نرگس مرشد کامل و تجلی ذاتی قوله

گرچه از کبر سخن با من درویش نکرد	جان فدای شکرین پسته خاموشش باد

شکرین پسته خاموشش دهن مراد سر مخفی و وحدت غزل

صبا به تهنیت پیر مے فروش آمد	که موسم طرب و عیش و ناز و نوش آمد

صبا جبرئیل تهنیت خبر شادی پیر مے فروش سرور کائنات مے شراب نائے نوش شراب معنے آنست که جبرئیل علیہ السلام بخوشخبری پیش آن سرور انام در خرامید که موسم عشق و محبت در رسید و اس محنت و اندوه بسر آمد و آوان نائے و نوش از در آمد قوله

هوا مسیح نفس گشت و باد نافه کشا	درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد

مسیح نفس زندگی بخش یعنے هوا مسیح وار احیای اموات بمیش کرد و خاک لونها از بطون خود برآورد و درخت از غایت لطافت هوا سبز شد بهوا برآمد و مرغ از کمال شادی در خروش آمد یعنی پیش از وجود آن سرور بر امم سالفه ابواب عشق مسدود بود چون آن سرور بوجود آمد جبرئیل به تهنیتش آمد و این عقده برکشاد و از نجاست که رسول علیہ السلام فرمود رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر قوله

ز مرغ صبح ندانم که سوسن آزاد	چه گوش کرد که باده زبان خموش آمد

مرغ صبح کنایه از سالک و مرشد کامل که برای بیدار شدن خواب زدگان غفلت آواز میکند و آنها را بیدار میکنند نمی دانم که مسترشد او که بمرتبه عرفان رسید چه نکته بگوش کرد که صبح وار دهن بربست و آن دریتیم را خازن گشته در قعر دریای وحدت نشست با وجود فصاحت و بلاغت و گوناگون سخن پروری گنگ گشت و گل سوسن بر انه زبان می شود و ده باعتبار کثرت گفته چون خواست که خاموشی سوسن از راه شدن اسرار غامضه از مرغ صبح که بیان آن نتوان کرد بیان نماید او را ده زبان گفت و سوسن آزاد کنایه از طالب قوله

ز فکر تفرقه باز آئی تا شوی مجموع	بحکم آنکه چو شد هر من سروش آمد

ز فکر تفرقه باز آئی نظر از کثرت بردارتا شوی مجموع بوحدت چو شد اهر من چون اندیشه

دیگر دران هنگام پیدا شود برای نموداری خودبازی ویرا مے بندند نا او را هیچ شعبده نمودن میسر نشود بیضه در کلاهش شکسته گردد یعنی هر که شعبده با شعبده بازان پیش گیرد بیضه بازی در کله خود شکسته گردد قوله

اے دل بیا که ما به پناه خدا رویم	زان آستین کوته و دست دراز کرد

کوته آستینے و دراز دستی عبارت از کم کرداری و بسیارگوئی و بگفتار مغیر و غی و مردم را دلجوئی ای ازین صوفی کم کردار بسیارگوی به پناه رویم قوله

اے کبک خوشخرام کجا میروی بناز	غره مشو که گربهٔ عابد نماز کرد

گربه عابد نفس امارهٔ فلک نماز طهارت و وضو یعنے اے سالک خوش رفتار و اے صاحب دولت نا مدارکه برفتار خوش میخرامی و مغرور نه باشی تر در رفتار مے آئی به تبعیت نفس و موافقت فلک معزور مشو و راه راست گذاشته براه کج مرو که تبعیت نفس و موافقت فلک سر بسر غا و فریب است و چون و غا و فریب عاقلان را عیب است وجه و نیز معنے آن باشد که ای سالک راه عشق بر هر کسے بحسب ظاهر بینی موافقت شریعت بینی معزور مشو بلکه بران عمل کنی چون بسے ابلیس آدم روے هست پس بهر دستے نشاید داد دست جلیب السیر آورده که خواجه عماد فقیه را گربه بود هر گاه که خواجه عماد نماز کردی با او موافقت بجا آوردی شاه شجاع این معنے را بر کرامات او حمل نموده پیوسته بر قدم اخلاص خدمت آنجناب کردی خواجه حافظ که ازین معنے در شک بود این غزل گفته فرستاد و قبیل راهبی بود گربه بر درے داشت و آن گربه بهر دو دست بلعاب خویش دهن مے شست کبک خوشخرام را بدانجا گذر افتاد گربه را بدین حالت دید دانست که گربه از تاثیر صحبت او پرهیزگار گشته که مستقبل قبله نشسته وضو میسازد بے وسواس پیش او عبور کرد گربه او را درگرفت ازان روز این ضرب المثل شد قوله

این مطرب از کجاست که ساز عراق ساخت	واهنگ بازگشت براه حجاز کرد

عراق عشق و نیز زهد قوله

صنعت مکن که هر که محبت نه راست باخت	عشقش بروی دل در محنت فراز کرد

صنعت مکن تکلف منما محبت نراست باخت همین قبیل و قال را پیشه ساخت آخر الامر فراز کرد

فراز کرد استفتاح کرد قوله

فردا که پیشگاه حقیقت شود پدید	شرمنده رهروی که نظر بر مجاز کرد

فردا قیامت پیشگاه مرتبهٔ حقیقت رهروی عاشقی غزل

صوفی ار باده براندازهٔ خود نوشش باد	ورنه اندیشهٔ این کار فراموشش باد

باده عشق و محبت اندازه مقدار استعداد نوشش تریاک و نافع یعنی صوفی ظاهر پرست که هنوز شایان حقیقت نشده و مقام شریعت طی نموده ارادهٔ سلوک و محبت نماید که فراخور استعداد در اسرار ربوبیت خوض کند و قدم پیش نهد که هنوز طفل این راه است و اگر از اندازهٔ خود بیش خورد و ضبط امر آن نکند باید که این اندیشه را در دل نیارد و در شریعت راسخ و در طریق عشق خود را آزرده نسازد یکی بیت صوفی ار باده الخ دوم بیت صوفیان جمله حریفند الخ شیخ عبدالواحد در حل بعضی ابیات از صوفی و زاهد و شیخ و پاکدامن اهل ملکوت مراد دارند امثال این دو بیت چه معنی باشد جواب آنست که این اشارت بر انیان میرود نه بر وجه حصر بلکه بر وجه غالب یعنی چون غرض امانت نامزد خرابات یان مخانه معرفت شد صوفیان پاک سرشت بسیار کوشیدند و بعوض آن جرعه طلبیدند بدو نبخشیدند الا جبرئیل ع بطفیل مشاطگی این سرمستان ازلی موعود رویه بکرهٔ واحدهٔ گشته چون یکبار بمیند از بار دیگر نومید نشود تاسف زیاده خورد گوئیدانیکار نه براندازهٔ تو بود قوله

وانکه یک جرعه می از دست تواند دادن	دست با شاهد مقصود هم آغوشش باد

معنی آنست که آنکسی که جذبه از جذبات بدیگرے تواند بخشید در حق سالکان بخل نکند درشان وی دعا میفرماید نیز آنکه حظے از حظوظ نفس از خوف حق ترک دهد شاهد مقصود در آغوش او باد که وامامن خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هی المأوی قوله

پیر ما گفت خطا در قلم صنع نرفت	آفرین بر نظر پاک خطا پوشش باد

معنی آنست که انچه حق سبحانه در وجود آورد از خیر و شر نفع و ضرر همه باقتضاے عدالت بجا است و اینکه خطا نمود میشود از کوته بینی ماست از انجهت که از ما صدور ے یابد و معنی بیت نیز انچنین باشد یعنی پیر ما گفت که خطا در قلم صنع ایزدی نرفته همه بر نهج عدالت و صوابست هر چه از قلم رفته آفرین بر نظر پاک او که انچه بمقتضاے بشری خطا در چشم می نشیند آنرا بعین بصیرت غیر از دو

در وجود نیست و جز حق دیگرے در چشمش نمی شود نه مرا ورا از صد و خطا معذور میدارد ۵ گر نظر در سیر بے نوران کنی ۵ نظر در سیر بے نوران کردن عبارت ازان بود که بدیده غیرت نگرد که بر شخصے بحکم کل انا ریتر شح بما فیه هر چه درون دارد بحکم امر ایجادی بے اختیار مظهور می آید که طبیعت آتش چون محرق است نسوزد و جه یعنی وهم خطا در صنع که بر لوح دل من باقتضاء حکمته بالغه و مصلحت کامله صواب بقلم تقدیر رقم کرده بود و بدین سبب در حضیض اولئک کالانعام بل هم اضل سبیلا فرو مانده بودم دست پیر کامل آمزا در استتار عدم آورد و بر فراز شهود ان الله حکیم علیم نشاند برین سوال آنکه چون خطا نبود خطا پوشی بچه معنی بود وارد نشد و جه دیگر اصل در اشیا حسن و لطافت و خیر و شر و قباحت عارضی است و در عبادت تقلیب ارد یعنی آفرین بر نظر پاک پیر صاحب کمال مظهر لطف و جمال باد که خطا پوش است یعنی شر و قبح که عارضی است از نظر وے پوشیده شده یعنی خطا در نے آید انچه اصل حقیقت است همان مے بیند چه خوش گفته که خطا در قلم صنع نرفته و جه دیگر خطا قلم صنع نرفته تنبیه بران میکند قاصرانی که اثبات خطا می نمایند و نسبت خطا بصانع زیرا که همه فعل اوست و انچه در مصرع ثانی است اشارت بر آنست که نمایش خطا در نظر قاصران که دیده ادراک ایشان از غشاوه تقلید و سبیل صورت بینی پاک نشده و از اطلاع بر فاعل حقیقی و احاطه بر مصالح کلیه نظام همه عالم صواب مینماید نظر او پاکست از غبار کدورت اغیار و خطا پوش است که نظر قاصران مینماید از نظر حقیقت بین او پوشیده و لفظ خطا که در مصرع ثانی است مراد خطا است که در نظر قاصران مینماید نه خطاے فی الواقع و جه دیگر یعنے اے عزیز بے تو و بے کار تو کار ما ساخته است و هر چه هست از انجا بے نسبت همه خوبست خالی از مصلحت نخواهد بود ما صنع الله فهو خیر ۵ زنکو هر چه صادر گشت نیکوست فعل المحب محبوب و جه دیگر جمله معترضه است یعنی پیر ما که آفرین بر نظر پاک خطا پوش او باد چه خوش گفته که خطا در قلم صنع نرفته قوله

شاهِ ترکان سخن مدعیان میشنود	شرمے از مظلمهٔ خون سیاوشش باد

شاه ترکان کنایه از افراسیاب که پادشاه توران و ترکستان بود و سیاوش پسر کیکاوس پادشاه ایران و در میان پادشاه ایران و توران همیشه جنگ بود و افراسیاب سیاوش را کشته قوله

چشم از آئینه داران خط و خالش گشت	لبم از بوسه ربایان لب نوشش باد

خط تجلی صفاتی خال تجلی ذاتی نوش شیرین قوله

نرگس مست نوازش کن مردم وارش	خون عاشق بخورد گر بقدح نوشش باد

نرگس مرشد کامل و تجلی ذاتی قوله

گرچه از کبر سخن با من درویش نکرد	جان فدای شکرین پسته خاموشش باد

شکرین پسته خاموشش دهن مراد سر مخفی و وحدت غزل

صبا به تهنیت پیر مے فروش آمد	که موسم طرب و عشق و ناے و نوش آمد

صبا جبرئیل تهنیت خبر شادی پیر مے فروش سرور کائنات مے شراب ناسوتی نوش شراب معنے آنست که جبرئیل ع بجز شنجرفی پیش آن سرور انام در خرامید که موسم عشق و محبت در رسید و اس محنت و اندوه بسر آمد و آوان ناے و نوش از در آمد قوله

هوا مسیح نفس گشت و باد نافه کشا	درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد

مسیح نفس زندگی بخش یعنے هوا مسیح وار احیای اموات بیش کرد و خاک لونها از بطون خود برآورد و درخت از غایت لطافت هوا سبز شد بهوا برآمد و مرغ از کمال شادی در خروش آمد یعنی پیش از وجود آن سرور بر امم سالفه ابواب عشق مسدود بود چون آن سرور بوجود آمد جبرئیل به تهنیتش آمد و این عقده برکشاد و از نیجاست که رسول ع فرمود رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر قوله

ز مرغ صبح ندانم که سوسن آزاد	چه گوش کرد که باده زبان خموش آمد

مرغ صبح کنایه از سالک و مرشد کامل که برای بیدار شدن خواب زدگان غفلت آواز میکند و آنها را بیدار میکنند نمیدانم که مسترشد او که بمرتبه عرفان رسید چه نکته بگوش کرد که صبح وار دهن بربست و آن در یتیم را خازن گشته در قعر دریای وحدت نشست با وجود فصاحت و بلاغت و گوناگون سخن پروری گنگ گشت و گل سوسن بر انه زبان بے شنود و ده باعتبار کثرت گفته چون خواست که خاموشی سوسن از راه شدن اسرار غامضه از مرغ صبح که بیان آن نتوان کرد بیان نماید او را ده زبان گفت و سوسن آزاد کنایه از طالب قوله

ز فکر تفرقه باز آئی تا شوی مجموع	بحکم آنکه چو شد هر من سروش آمد

ز فکر تفرقه باز آئی نظر از کثرت بردارتا شوی مجموع بوحدت چه شد اهر من چون اندیشه

کثرت رفت سروش وحدت حقیقی قوله

بگو میت سخنے خوش بیاد بادہ بنوش	کہ زاہد از بر ما رفت و مے فروش آمد

زاہد نفس و نیز مراد صحبت زاہد مے فروش عشق قوله

ز خانقاہ بمیخانہ میرود حافظ	مگر ز مستی زہد ریا بہوش آمد

خانقاہ زہد میخانہ عشق غزل

صبا وقت سحر بوے ز زلف یار ما آورد	دل دیوانہ ما را بنو در کارے آورد

صبا مرشد بوے ز زلف جذبہ از عشق بنواز سر نو معنے آنست کہ مرشد بہنگام سحر قدرے بیان جذبہ عشق در کاری آورد و ہمگی توجہ ما را بدریافت آن مشغوف میساخت و اعلام نصرت ما می افراخت۔ قوله

فروغ ماہ میدیدم ز بام قصر تو روشن	کہ روی از شرم رخسار تو در دیوارے آورد

یعنی فروغ ماہ کہ بر بام قصر تو بود آشکارا میدیدم کہ آن فروغ ماہ از غایت شرم رخسار تو رو بدیوار می آورد حاصل بیت آنست کہ فروغ ماہ با جمال برابری نمیتواند کرد قوله

من آن شاخ صنوبر را ز باغ سینہ برکندم	کہ ہر گل کز غمش بشگفت محنت بار ما آورد

یعنے چون آن دلم بہ بیان مرشد التفاتے کہ میشاید نکرد و بحظوظ نفسانی فانی رو آورد بدل پرداختم از باغ سینہ اش برکندہ انداختم کہ ہر گلے کہ از غمش بشگفت محنت بار آورد عاقبت کار ثمرہ اش خار آورد قوله

ز رشک و تاب زلف یار بر باد ہوا میداد	دلم ہر نافہ مشکین کہ از تاتار می آورد

زلف عشق بر باد ہوا میداد و قری و اعتبارے نمیداشت نافہ مشکین طاعت و عبادت و سخن تاتار نام ولایت مشکخیز مراد زہد و صلاح معنے آنست کہ دلم ہر طاعتے و عبادتے و سخن کہ از زہد و صلاح می آورد عشق از غایت رشک و تاب آنرا و قعتے و اعتبارے نمیداشت قوله

ز بیم غارت عشقش دل خونین رہا کردم	ولے میریخت خون و رہ بدین ہنجار می آورد

ضمیر شین عشقش بیار دل خونین گنہگار و بدکردار یعنے دلم کہ بفرمان برداری مولی مساعدت تکرد و توجہ بحظوظ نفسانی آورد از خوف غارت عشقش رہا کردم و از ہستیش بدر آوردم لیکن ہمواره خون گریستہ در عقبم میرسد و گریہ کنان بدنبالم میرود قوله

بقول مطرب و ساقی برون رفتم گہ و بیگہ	کز ین رہ گر دزان منزل خبر شوار می آورد

یعنی تبلقین مرشد علی الدوام برون رفتم ای ترک نمودم این راه که خطوط نفسانیه است که بالا ذکر رفته چرا که ازین راه خطوط نفسانیه گرد از منزل جانان کی قرب است یا عشق خبرے نمے دہد یعنے گردی از انہم بنظر نمے آید قولہ

	سراسر بخشش جانان طریق لطف و احسان بود	اگر تسبیح می فرمود اگر زنار مے آورد	

تسبیح زہد زنار عشق قولہ

	عفا اللہ چین ابرویش اگرچہ ناتوانم کرد	برحمت ہم بپایم برسر بیمارے آورد	

عفا اللہ نگہدار دا و را خدا چین ابرو کنایہ از عتاب عشوہ لطف غزل

	صورت روی نگارا بس بآئین بستہ اند	گوئیا نقش بست از جان شیرین بستہ اند	

نگار معشوق آئین زیبائی و آراستگی نقش لب صورت لب از جان شیرین بستہ اند از جان بوجود آوردہ اند یعنے چون جان لطیف و نازک مقدم پیش آمدن مردمان یعنے مردم کہا اشک رنگین اشک خونین آئین زبور زلف جذبۂ معشوق مشک افشانی بعطر معرفت معطر ساختن عاشقان عالمان و دانشمندان مصلحت را از برائے مصلحت ناقہ چین طاعت نقشبندان قضا اضافت بیانیہ و نیز اللہ تعالیٰ نفس مشکین خوشبو و زیبا ماہ تابان رخسارہ عقد پروین کنایہ از دُر گرد عنبر خط نسرین نام گلے مراد وے غیر ازین یعنے شعراء دیگر تخمین مقرر غزل

	طائر دولت اگر باز گذارے بکند	یار باز آید و با وصل قرارے بکند	

طائر دولت اضافۃ بیانیہ مراد بخت گذارے بکند مدد و معاون شود یار محبوب حقیقی یعنی مرا دلارامے بود کہ رفیق جان حزین بود ناگاہ از جور فلک از دولت وصال آن محروم شدم اگر بار بخت معاونت ما نماید محبوب حقیقی باز برمن گذرے کند و وصل میسر آید قولہ

	دیدہ را دستگہ لعل و گہر گرچہ نماند	بخورد خونے و تدبیر نثارے بکند	

دستگہ کثرت اسباب غنا و سرمایہ و قدرت یعنی در آرزوی آن رخ لالہ عذار چندان گریستم کہ قدرت لعل و گہر کہ اشک سرخ و سفید است نماند یعنے چشم مرا آب نماندہ بغیر ازین علاجے نیست کہ بخورد خونے یعنے فکرے کند و تدبیر نثار نماید قولہ

	کس نیارد بر او دم ز دن از قصۂ ما	مگرش باد صبا گوش گذارے بکند	

نیارد تواند برا و نزد او دم زدن بیان کردن باد صبا مرشد یعنی دلبر ما از بس که غیور است و عالی است و جناب او هیچکس طاقت ندارد که پیش او عرض حال ما نماید غیر از جناب مرشد ما - قوله

دلقه ام باز نظر را به تدروے پرداز	باز خوانش مگرش قصد شکارے بکند

باز نظر اضافه بیانیه تدرو نام جانور مراد معشوق مجاز و لفظ پرداز متعلق است به باز نظر باز خوان خواننده باز کنایه از میر شکار معنی آنست که خود را العشق مجازی که قنطرهٔ حقیقی است آراسته ام و سرتا بقدم بدان پیراسته ام تا میر شکاران باز که مرشد است قصد شکار آن کند و از مجاز بحقیقه برد مرشد مرید بعشق را غرض داری نماید از نیجاست ؎ بگفت ار پانشد در عشق برجا ؛ برو عاشق شو آنگه پیش ما آئے ؛ ما را نه مرید درد خوان میباید ؛ نه زاهد و حافظ قرآن مے باید ؛ صاحب دردے سوخته جان میباید ؛ آتش زده بجان و مان میباید ؛ قوله

دوش گفتم ببندد لعل لبش چارهٔ دل	با لطف غیب ندا داد که آرے بکند

لعل لب اضافه بیانیه مراد لب ؎ لب که شیرین جوے شد لطفِ خداست ؛ باغ جان را زآب او نشو و نما است ؛ قوله

کو کرتے که زبزم طربش عمر زده	جرعه در کشد و دفع خمارے بکند

کریم اشارت بسالک کامل عمر زده عاشقے و طلبے قوله

شهر خالیست زعشاق مگر کز طرفے	مردے از خویش برون آید و کارے بکند

شهر خالیست عشاق مقتضی زمان چنین است که در شهر هیچ جا کاملے نمی نماید بود کز طرفے شاید که از جانبے مردی از خویش برون آید مردی خود بخود پیدا شود کارے بکند بمدعا رسد و ما را بمراد رساند قوله

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب	بازمی چرخ ازین یک دو سه کارے بکند

رقیب نفس و شیطان قوله

حافظا گر نروی از درِ او هم روزے	گذرے بر سرت از گوشه کنارے بکند

هم روزے آخر الامر روزے غزل

عاشقان را در دسر بسیار میباید کشید	داغ یار و غصهٔ اغیار میباید کشید

در دسر رنج و محنت قال ع البلاء کنز لا یعطیها الا لولی الله اغیار ملامت بیگانگان دل شب میانهٔ شب تار تاریک دادخواهی فریادخواهی اے مظلومی بار برآمدن وقت آمدن پیش کسے بار میباید کشید تحمل شدائد و بلیات باید نمود زلف دنیا و جذبهٔ آهسته گردان تخفیفے دہ ضعیفان کنایه از عاشقان مراد خود معنے این مصرع آنست که بجنبش آن زلف که در شکنجهٔ است در قتل میار سلک بجوان اشارت بزلف برهمخار میباید کشید بطریق آهستگی تا قطع این راه به نیکوترین وجه دست دهد گل روے معشوق یار عزیز صفت گل است دهقان مزاحمان خار رقیبان غزل

عشق تو نهال حیرت آمد	وصل تو کمال حیرت آمد

یعنے اے محبوب من عشق تو درختے است از حیرت که هر لحظه و هر دم بهر کار و بارے برگ و بار حیرت سرسبز میدهد و عقل آنجا یکے از سرگشتگان بادیهٔ پریشانی است و کمال حیرت وصل تست العجز عن درک الادراک ادراک قوله بس غرقه بحر وصل کاخر بسا کس غرق دریاے وصل شده اند آخر الامر هم با سر حال حیرت آمد حیرت مرتفع نشد چندانکه قرب بیشتر حیرت بیشتر نزدیکان را بیش بود حیرانی شانے وصل نماند و نه واصل آنجا که خیال حیرت آمد یعنی تفرقهٔ وصل و واصل تا وقتے است که هوس رفیق اوست و چون در دریاے حیرت افتاد آنجا نه وصل است نه واصل نه وصول ازینجاست ؎ دوش بهر دلبر خود کفرے آموختم ؎ آتشے از جان برآمد بابت خود سوختم نمانا یعنی بگو در ره او در طریق عشق و محبت او بر چهره نه خال حیرت آمد بر چهرهٔ حال او خال حیرت نه نشست یعنی هر که در مقام حیرت است قوله از هر طرفے که گوش کردم از هر سو واز هر جانب واز هر کس از عاشقان شنیدم آواز سوال حیرت آمد همگی در حیرت اند قوله

سر تا بقدم وجود حافظ	در عشق نهال حیرت آمد

یعنے وجود حافظ مسکین از سر تا بقدم درختے است از حیرت که اگر من منم این شیفتگی از چیست واگر من او نیم این طلب از براے کیست غزل

عشقست نه مهریست که از سر بدر شود	مهرت عارضیست که با دلبر شود

سرسری سهل و آسان عارضی عاریتی معنے آنست که العشق لا یزید ولا ینقص یعنے عشق افزایشی

وکاهشے ندارد نہ بدایتے ونہ نہایتے نہ طلوعے ونہ غروبے ونہ نقلے وتحولے ۵ ارئ الایام تبلی کلشی ۵ واشواقی الی لیلی کما ہی ۵
ترجمہ۔ می بینم ایام را کہ میکند کہنہ ہر چیز را ولیکن شوقہای من بسوے لیلی ہمچنان است بے نقصان وکاہش کہ بود
این شوقہا ثمرات عشق مر عاشقان را ذاتی است و اصلی نہ عارضی وسرسری ایضاً عن الشبلی قال ۵ یقولون لی انت
باللہ عاشق ۵ فقلت وہل یوم ما خلوت من العشق ۵ شربت بکاس الحب فی المہد شربۃ ۵ حلاوتہا حتے الفیتہ فی حلقی قولہ

عشق تو در وجودم ومہر تو در دلم	با شیر در درون شد با جان بدر شود

با شیر کنایہ از طفلی با جان تا وقت مرگ بر بلند قولہ

ور زان کہ من ز شک فشانم بزندہ رود	کشت عراق جملہ بیکبار تر شود

زندہ رود نام رودیست یعنی گریۂ من بجاے رسیدہ کہ اگر اشکہاے خود بزندہ رود اندازم
زندہ رود بحدے طغیانی کند تر شود وغرق شود قولہ

گفتم کہ ابتدا کنم از بوسہ گفت نہ	بگذار تا کہ ماہ ز عقرب بدر شود

بوسہ وصل ماہ کنایہ از روح عقرب صفات بشریۃ بدر شود رہائی یابد قولہ

دی در میان زلف بدیدم رخ نگار	بر ہیئتے کہ ابر محیط قمر شود

زلف صفات ونقاب رخ نگار ذات معشوق محیط در گیرندہ قولہ

حافظ بیاد لعلش اگر بادہ میخوری	مگذار ہان کہ مدعیان را خبر شود

اے حافظ اگر بیاد لعل او کہ حصول قرب است عشق مے ورزی یا طاعت می کنی ہشیار شو وبرو وہمی
مکن کہ منکران وزاہدان را خبر شود ای مخفی کہ باخلاص تر دیک تر بظاہر کہ منسوب بریا است غزل

عکس روی تو چو در آئینہ وجام افتاد	عارف از خندہ مے در طمع خام افتاد

آئینہ وجام اعیان ثابتہ کہ ممکن باشد ومی نیز عبارت از وجود عام کہ واجب الوجود است وخندہ مے
جلوہ گر شدن وجود عام حاصل آن کہ انسان کامل کہ عارف این معانیست چون در اعیان ثابتہ خود
عکس وجود خاص وے بذوق جلوۂ آن بہرہ ور گردید طمع شہود وجود خاص افتاد کہ طمع خام است مقید اطلق
دانست تحمل آئینہ وجام کنایہ از دل عارف کہ دانائے حقائق ومعارف است وخندہ مے کنایہ از تجلی
عشق ومعنی این بچند وجہ مسموع شدہ یکے آنکہ بیان واقعہ حضرت موسے میکند وآنرا میگوید کہ عکس روے تو
بر دل موسے افتاد رب ارنی انظر الیک بان برکشاد لاجرم جواب لن ترانی برکشاد کہ بگوش خود شنیدم

یحتمل بواقعهٔ حسین منصور حلاج که عکس روے تو که بر دل حسین منصور افتاد آن عارف ازان تجلی در طمع خام افتاد بقول انا الحق برکشاد فجری ما جرے علیه وقطع ارکانه مالدیه ویکے آنکه عارف را چون از مشاهدات تجلیات صفای روے آورد واز خام طمعی خویش انچه دید آن را عین ذات پنداشت و مقصود نمود بهمان اکتفا کرد پس در طمع افتاد واز ان همتے گام در پیش نه نهاد که سلوک عشق را نهایت نیست اے رعنا انچه دیده باشی بدان خورسند مشو بران مایست حتمل ره و عبارت از ذات یعنی چون تجلی ذات بر آئینه دل است افتاد عارف نازنده مگه عبارت از فیض است و تجلی در طمع خام افتاد دانست که انیکار نهایت است و حال آنکه نهایت نیست قوله

حسن روی تو بیک جلوه که در آئینه کرد	اینهمه نقش در آئینهٔ او هام افتاد

آئینه کنایه ازان لعل است که روز ازل حضرت واجب الوجود به آن لعل تجلی فرمود و آواز هیبت جلال آن قادر بر کمال بگداخت و عالم ملک و ملکوت پرداخت آئینهٔ اوهام انجمله مصنوعات معنے آنست که حسن روے تو بیک تجلی که دران لعل فرموده و تجلی ذات بآن لعل رو نمود آواز هیبت جلال بگداخت اینهمه صور و اشکال مصنوعات که نقوش وهمی اند در آئینهٔ اوهام پرداخت و در بعضے نسخه مصرعهٔ اول بدین نوعست قوله جلوه کرد رخت روز ازل زیر نقاب معنے آنست یعنے تجلی کرد زیر نقاب یعنی در پرده اسماء و صفات محبت اگر ذات بے پرده اسما و صفات متجلی گردد عالم محو و متلاشی شود ان الله تعالی سبعون الف حجاب اینهمه نقش در آئینهٔ اوهام افتاد ذات در بطون تجلیات و شئون ذاتیه در مرایای اعیان ثابت ظاهر اند همه نقش غریبه در آئینهٔ اوهام افتاد صور خیالیه و اشکال و نقوش وهمیه بظهور آمد قوله

اینهمه عکس مے و نقش مخالف که نمود	یکفروغ رخ ساقیست که در جام افتاد

یعنی چندین ظهور گوناگون مخالف از مسلم و کافر و عاشق و فاسق و صادق و کاذب و مطیع و عاصی و عالم و جاهل و عاقل و مجنون و خوب و زشت که در نظر است اینهمه یکفروغ رخ دوستست که در آئینهٔ کون عکس کون پیدا شد از نیجه بر وجهاے خود شیدا می باشد و هر کس بوجهے تو جهے دارد مقصودش در دنیا و آخرت هم در انست که هم متوجه بر آنست قوله

راست بین از نظر راست بمقصود رسید	احول از چشم دوبین در طمع خام افتاد

عجب بوئی که چندان بو بیابوے آن بے بوست و عجب رنگی که چندین رنگها رنگ آن بے رنگست

عجب بے نشانے کہ چندین بے نشانہا نشان آن بے نشان است عجب نہانے کہ چندین عیانہا عیان آن بے عیانست عجب بے بیانے کہ چندین بیانہا بیان آن بے بیان است و عجب بیانے کہ بہر زبان داستانے و عجب داستانے کہ بمعنے دیگر پرداز و عجب معنے کہ بہر صوت نشانے دارد اما از تفرقۂ صورت گوناگون بجمعیت رسیدن محال یعنے عارفان کامل ہمہ عبارت یکمعنی دیدند و در ہمہ مظاہر یک ظہور دانستند برادر سیدنا ماظاہر بین بسبب تفرقۂ صوت کہ مائل بغیر است و طمع شہود وحدت دارد در طبع خام است قولہ

در خم زلف تو آویخت دل از چاہ ذقن	آہ کز چاہ برون آمد و در دام افتاد

مخفی نماند کہ چون سالک بمرتبہ از مراتب الٰہیہ کہ چاہ زنخ عبارت ازان است کہ غوطہ میخورد و فنای کلی حاصل نمود مستغرق عین جمع گردد بعضے در استیلاے این مقام مغلوب ایذا میشوند و ایشانرا مجاذیب سالکین گویند و ایشانرا کامل غیر مکمل گویند چراکہ تفویض ہدایت بدیشان مفوض نشد و بعضے از استہلاک در عین جمع بر ساحل صحو بعد المحو فرود آیند و ہدایت بدیشان مفوض میشود و باز در دام ہستی و لوازم او مقید میشوند ایشانرا کامل مکمل میگویند و صوفی نامند میگوید کہ دل من از مرتبۂ محو درست در زلف تو کہ عبارت از تعین مرشد است زد تا ازان چاہ برآمدہ بساحل صحو قرار یابد و کامل مکمل شود اما افسوس کہ باز در دام ہستی مبتلا شد و شیخ عبد الواحد میگوید در حل این دو بیت کہ جان علوی یعنی روح انسانی کہ از عالم علویات ہوے داشت کہ بتقاضی اصلی خویش بچاہ زنخدان فرود آید یعنی بمرتبۂ طبع بشری و نفس انسانی کہ آخر مراتب است پس دست بزلف خم اندر خم کہ نردبان تنزلات است در زد بمرتبہ کہ نفس و طبع نازل گشت این معنے بیت الغزل کہ بالا بعد از چند ورق مرقوم شد و معنے بیت این غزل آنست کہ دل لطیفۂ ربانی خواست کہ از عنایت حب طبع نفس خود را بفضاے عالم حقیقت رساند و از نشیب چاہ تقید بذروۂ اطلاق ترقی نماید و در خم زلف شریعت آویخت باز آید ولی افسوس کہ از قید طبع و نفس نرہید و در دام زلف شریعت افتاد این زمان مقید بدام زلف شریعت است و ہنوز بمرتبۂ اطلاق نمیرسد و درین مصرعہ اشارت کہ تا کسے از طبع و نفس بکلی خلاص نیابد و مرتبہ ادراے شریعت نرسد بہ مقصود نرسد قولہ

چکند کز فلک دوران نرسد چون پرکار	ہر کہ در دائرۂ گردش ایام افتاد

معنے ہر کہ در دائرۂ کل یوم ہو فی شان افتاد و تقلب در افعال و تقلب در احوال بر روے خود کشاد ماند پرکار کہ گرد فلک دوران نرود و پریشان نگردد چہ کند چون افشاے اسرار نمود متوہم شد کہ مبادا کسے پندارد

که خواجه خود را از خاصان مے شمارد و اظهار این اسرار بر خودستائی محمول دارد لاجرم مے نگارد قوله

غیرتِ عشق زبانِ همه خاصان ببرید	از کجا سترِ غمش در دهنِ عام افتاد

یعنے خاصان ازین معنے دم نمیزنند من که از جمله عوام نمیدانم که سر غم او از کجا در دهن من افتاد و هر گاه یکے از خواص و عوام از مسجد بخرابات افتاده است عذر این معنے میکند قوله

من ز مسجد بخرابات نه خود افتادم	اینم از عهد ازل حاصل فرجام افتاد

یعنے از مسجد که محل طاعت است و آن موجب قربت است یعنے عالم اطلاق به خرابات که مقام معصیت است و آن موجب بعد است یعنے در عالم تقید من خود نیفتاده ام بلکه مرا این نصیبه از لیست و با این که نصیبه ازل از خود نمے توان انداخت قوله

آن شد اے شیخ که در صومعه بازم بینی	کارِ ما با رخ ساقی و لب جام افتاد

یعنے اے شیخ آن وقت رفت که مرا در صومعه تقید باز بینی و من روے بمرتبهٔ اطلاق نیارم و حسب کشف و شهود از مشاهده اسرار آن مرتبه نهی برندارم زیرا که کار من با رخ ساقی و لب جام افتاد و بمدد تجلی آن روے و معونت مستی انجام در ریاضت بزمی خود خواهم کشاد و لحظه نخواهم آسود تا که مشاهدهٔ اسرار نخواهم نمود و مراد آن بود که اے شیخ آن رفت که مرا در صومعه تن باز بینی و من بزندگانی مستعار قرار گیرم زیرا که کار من با ساقی سقاهم ربهم شرابا طهورا و جام آن شراب افتاد و جان من با رتحال از عالم فنا بعالم بقا رضا داد و چرا رضا ندهد بدان و حال آنکه قوله

زیرِ شمشیرِ غمش رقص کنان باید رفت	کانکه شد کشتهٔ او نیک سرانجام افتاد

پوشیده نماند که ربط این تقریر دلپذیر با خبر هذا یتے وارد اما وجه ربط تقریر نخستین آنست که چون فرمود که من ریاضت خواهم کشید و لحظه نخواهم آرمید احتمال آن باشد که کسے گوید که چنین نباید که موجب هلاکت باشد فرمود که زیر شمشیر غمش تا آخر و نیک سرانجامے کنایه از مضمون این قول است من قتلته فانا دیته پس بشکر این نعمتهاے گوناگون که از عدم بوجود رسید در وجود بلذات و تجلیات متکثره غیر متکرره فائز گردید و باز از جمیع لذات وجود اعراض میدهد باید نیک سرانجامے طریق هلاک گیرند و حصول اینهمه مراتب از آثار لطف او دیده زبان میکشاید و میفرماید قوله

هر دمش با من دل سوخته لطفے دگر است	این گدا بین که چه شایسته انعام افتاد

معنے این تبقریر سابق بوضوح پیوست قولہ بر[1]دی عالم بعاشقی مشہورم طبل نہان چہ زنم تا کے نہان دارم طشت من از بام افتاد رسوائے عالم شدم و آشکارا گردیدم قولہ

صوفیان جملہ حریفند و نظر باز ولے	زانمیان حافظ دل سوختہ بدنام افتاد

معنے آنست کہ جمیع صوفیان این حالت دارند و بامید حصول آن مول کہ مشاہدۂ آثار عالم اطلاق است پیوستہ در کار اند امامن بسبب کثرت کوشش در حصول آن مطلب ما بسبب خود کامی کہ استعجال وصال نمودم و لحظہ نیاسودم تا ہمہ بحال[2] بردند بدنام گشتم یعنی شہرت یافتم و اینہمہ خود کامی است کہ ہم خواجہ فرمود ز خود کامی بید نامی[3] بد آخر و میتوانند بود کہ چون ادعاء اختصاص فرمود بانعام ملایم ندید بجہت آنکہ جملہ صوفیان را ہمین حالت فرمود کہ ہمہ صوفیان را ہمین حالت است اما بہ سبب دل سوختگی کہ باعث کثرت نالہ است و کثرت نالہ باعث شہرت صاحب آن مقالہ بدنام گشتم و مشہور بخراج و نظر بازی شدم غزل

غلام نرگس مست تو تاجدار انند	خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

نرگس مست کنایہ از ذات با عتبار استغنا و تجلی خراب مست لایعقل بادۂ لعل کنایہ از بوسہ و یا سخن قولہ

ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز	وگرنہ عاشق و معشوق راز دار انند

ترا خطاب بمعشوق صبا مرشد کہ ہردم در اظہار فضائل و کمالات آبدیدہ گریہ غماض ظاہر کنندۂ راز وگرنہ عاشق و معشوق راز دار انند باید ما و ترا غیر از ما و تو کسے در نیابد قولہ

بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر	کہ از یمین و یسارت چہ بیقرار انند

زلف دوتا کفر و اسلام کہ الکفر والایمان مقامان من دراء العرش یمین دست راست یسار دست چپ قولہ نقش[4] چہرۂ عشاق صورت خاکی آلود عاشقان میتوان دیدن معلوم نمودن قولہ

رقیب دیر گذر و بیش ازین مکن نخوت	کہ ساکنان در دوست خاکسار انند

ساکنان در دوست عاشقان خاکسار خوار و گرد آلود قولہ

گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین	کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

[1] این بیت در نسخ موجودہ نیست ۱۲

[2] بردند بدنام گشتم یعنی شہرت یافتم و اینہمہ خود کامی است کہ ہم خواجہ فرمود ز خود کامی بید نامی[3] بد آخر و میتوانند بود کہ چون ادعاء اختصاص فرمود بانعام ملایم ندید بجہت آنکہ جملہ صوفیان را ہمین حالت فرمود کہ ہمہ صوفیان را ہمین حالت است اما بہ سبب دل سوختگی کہ باعث کثرت نالہ است و کثرت نالہ باعث شہرت صاحب آن مقالہ بدنام گشتم و مشہور بخراج و نظر بازی شدم غزل

[4] این بیت با نسخہ نشد ۱۲

بنفشه گلے ست خمدار سر بر کوع و بنفشه زار مراد حلقهٔ عشاق قطا ول دراز دستی زلف جذبه سوگواران ماتم زده قوله

نه من برآن گل عارض غزل سرایم وبس	که عندلیب تو از هر طرف هزار انند

گل عارض ذات اجب الوجود غزل سرایم ثنا گوے هستم عندلیب عشاق و مدح خوانان قوله

نصیب ماست بهشت ای خدا شناس برو	که مستحق کرامت گناهکار انند

ای خدا شناس زاهد ظاهر پرست که خود را خدا پرست میداند یا باعتبار تسخر چون شیخ پاکدامن مستحق کرامت هی امة مذنبة وانا رب غفور گناهکار انند انا المشتاق الی المدبرین اے عاصے پر معاصی از فضل و کرم رب العالمین نومید مشو کما ینبغی نالهٔ حزین و حنین قلوب منکسرین محبین احب الی من تسبیح المقربین قوله

بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن	مرو بصومعه کانجا سیاه کار انند

میکده مقام عشق و آستانهٔ پیر چهره ارغوانی کن سرخروئی حاصل نما صومعه زهد سیاهکاران ظاهر پرستان و ریاکار قوله

تو دستگیر شو ای خضر وقت خجسته که من	پیاده میروم و همرهان سوار انند

دستگیر مددگار خضر وقت مرشد پیاده یعنی بیمرکب عشق نیز بے استعداد یا بتصدیع تمام قوله

خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد	که بستگان کمند تو رستگار انند

زلف جذبهٔ عشق بستگان مقیدان عشق کنایه از عاشق رستگار انند رستگار از ماسوے الله۔

غزل

قتل این خسته شمشیر تو تقدیر نبود	ورنه هیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود

این غزل در جدائی مرشد است خسته مجروح تیر محبت بیرحم بیرحمی صفت محبوب است یعنی مرشد را هنگام جدائی بحکم النعمة اذا افقدت عرفت عرض حال خود میکند بعجز و انکسار میگوید که کشتن این مجروح و بکمال رسیدن این خسته بتوجه و قصد تو تقدیر نبود وگرنه از لطف و کرامت تو هیچ تقصیر نبود که انك لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء قوله

من دیوانه چو زلف تو رها میکردم	هیچ لائق ترم از حلقهٔ زنجیر نبود

دیوانه مغلوب عشق زلف جذبه مراد و سلسل زنجیر عشق معنے آنست که این دیوانه و از خرد بیگانه چون از صحبت جدا می شدم و جذبه لطف تو رها کردم هیچ لائق تر مرا از حلقهٔ زنجیر نبود که کنایه از عشق و جنون باشد الحمد لله که آن میسر آید. قوله

یارب آئینهٔ حسن تو چه جوهر دارد	که در و آه مرا قوت تاثیر نبود

معنے آنست که آئینهٔ حسن خلق تو چه جوهر دارد که در و تقصیرات ما اثر ندارد هر چند بحسب اقتضای بشریت تقصیرات از ما بوجود می آید مرشد آن را بخاطر نیاورده باز بهدایت ما میکوشد اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون و نیز معنے آنست که ای بار خدایا آئینهٔ حسن تو که مجموعهٔ صفات حمیده است جوهر دارد که در و تقصیر و عصیان مرا اثری نمی آرد و هر چند عصیان ما زیاده شود بحکم سبقت رحمتی علی غضبی مشمول رحمتم می نمود و مراد آئینه و آه از تلازمات شعریست که آئینه از آه تباه میشود و ذات پاک ایزد رحمن از معاصی و خطای عبادت متغیر نمی گردد قوله

سر ز حیرت بر می و میکدها بر کردم	چون ز سای تو در صومعه یک پیر نبود

یعنی از غایت حیرت در عالم عشق در آمدم چون در صومعه نشینان هیچ پیر آشنای محبت تو در نیافتم قوله

نازنین تر ز قدت در چمن دهر نخاست	خوشتر از نقش تو در عالم تصویر نبود

عالم تصویر دنیا معنے آنست که سر بسر عالم گردیدم نازنین تر از قد تو در چمن دهر بر نخاست و بعالم وجودش ایزد تعالی نه پیرانسته خوشتر از نقش تو که بعالمیان بنموده عالم تصویر که دنیاست نبود قوله

تا مگر همچو صبا باز بکوے تو رسم	حاصل دوش بجز ناله شبگیر نبود

شبگیر سحر و آخر شب این گردیدن من گرد عالم نبود مگر آنکه بدین وسیله باز همچون صبا بکوے تو رسم لیکن هر چند گردیدم غیر از ناله حاصلے نشد قوله

آن کشیدم ز تو ای آتش هجران که چو شمع	جز فنای خودم از دست تو تدبیر نبود

یعنی ای محبوب من از هجران تو آن شدائد و بلیات کشیدم که همچو شمع جز فنای خودم از عشق تو تدبیر نبود و همچو خود دران دیدم قوله

آیتے بود عذاب آمد حافظ بے تو	که بر هیچکسش حاجت تفسیر نبود

یعنی حافظ بے تو آیت عذاب بود نازل شده که هیچکس را حاجت تفسیر آن نبود غزل

کنون که در چمن آمد گل از عدم بوجود	بنفشه در قدم او نهاد سر بسجود

چمن دنیا گل آدم بنفشه ملک معنی آنست که اکنون گلے آسا در چمن دنیا صورت انسانی تو از عدم بوجود آمد و از کمال تعظیم ملائک را مسجود تا کے بشبستان جوانی در خواب غفلت مانی قوله

بنوش جام صبوحی بنالهٔ دف و چنگ	ببوس غبغب ساقی بنغمهٔ نی و عود

صبوحی شراب بامداد که برائے دفع خمار نوشند مراد یقظه و بیداری هوشیاری از خواب غفلت دف و چنگ کنایه از سلف که ایشان در مصنفات خویش انچه گفتنی است گفته اند هر که آنرا مطالعه کند از خواب غفلت برآید غبغب ساقی حصول جذبهٔ عشق نی و عود هر دو سازند کنایه از مرشد یعنی جام صبوحی و هوشیاری از سلف برکف آر و جذبهٔ عشق بار شادمرشد وقت بدست آر که قادر بر کمال تر ابعین عنایت برگزیده و در احسن تقویم آفریده پس در اسفل السافلین ماند ز ناخوش دون همتی است قوله

بباغ تازه کن آئین دین زرتشتی	کنون که لاله برافروخت آتش نمرود

باغ کنایه از وجود سالک زرتشت نام حکیمے که واضع دین آتش پرستی بود دعوی نبوت نمود وزند و استا که کتابهاست در احکام آتش پرستی تصنیف اوست گفت بر من نازل شده اند مراد از زرتشت مرشد عشق آئین زرتشتی اعمال موهوم عشق بازی لاله گلے ست سرخ رنگ کنایه از افروزش وجود هنگام طلوع موسم جوانی آتش نمرود کنایه از عشق معنے آنست که در باغ وجود آئین زرتشتی تازه کن و خود را در عشق بلند آوازه کن که اکنون یعنے در بهار جوانیت وجودت لاله از شگفته معائب تمام در زیر آن نهفته یعنی آتش جوع و مجاهده در وجود بفروز و از غیرت غیر را بسوز که بغیر از آتش آئینه ضمیر صفائے پذیرد و زنگ خودی و بیزاری ازان آئینه دور نمیکنی اے برادر تا توانی دران هنگام از مجاهدهٔ خود رونمائی تا خود را بدان وسیله مدارج علیا رسانی و میتواند که زرتشت مرشد باشد که اعمال عشق باشد و رسوم عشقبازی که با آتش پرستی ماند انگیخته باشد و مسترشد را دران ریخته و لاله کنایه از دل سالک یعنی چون لاله زار عشق از دست سر برزد و عروس وار پرده از رخ برآورد آئین مجاهدات را در باغ وجود تازه کن و ریاضاتے که از ظاهر پرستی کرده آنرا مشمر قوله

بدور گل منشین بے شراب و شاهد و چنگ	که همچو دور بقا هفته ابود معدود

بدور گل در ایام بهار جوانی بے شراب بے عشق و محبت شاهد معشوق چنگ مرشد سخنان عشق قوله

از دست شاهد نازک عذار عیسے دم | شراب نوش و رها کن حدیث عاد و ثمود

شاهد نازک عذار مرشد باعتبار جمال ظاهر و زندگی بخش عیسے دم کمال معنوی عاد و ثمود نام دو قبیله حدیث عاد و ثمود قیل و قال و قصه خوانی قوله

جهان چو خلد برین شد بدور سوسن و گل | ولے چه سود که دروے نه ممکن ست خلود

جهان چو خلد برین شد بمنزله بهشت است روح بخش بدور سوسن و گل بسبب شگفتن گلهای مصنوعات و تجلیات ربانی ولے چه سود اما چه فائده که دروے نه ممکن ست خلود همیشه جای ماندگی نیست یعنے دلبستگی نباید نمود قوله

شده بروح ریاحین چو آسمان گلشن | زمین اختر میمون و طالع مسعود

بروح ریاحین اضافه بیانیه و ریاحین گلها مراد عارفان باید میمون مبارک مسعود نیک معنی این بیت آنست که زمین بکمال سعادت خود بسبب ذات بابرکات عارفان و عاشقان مانند آسمان روشن گردیده قوله

چو گل سوار شود بر هوا سلیمان وار | سحر که مرغ درآید بنغمهٔ داؤد

گل مراد تجلی سوار شود ظهور کند بهیبت مرغ سالک بنغمهٔ داؤد خوش الحانی مراد ذکر و یاد قوله

بیار جام لبالب بیاد آصف عهد | وزیر ملک سلیمان عماد دین محمود

آصف بضم جامه است معروف و بفتح نام وزیر سلیمان و او یکے از علمای بنی اسرائیل بود پدر او برخیا نام داشت قوله

بود که مجلس حافظ بیمن ترتیبش | هر انچه می طلبد جمله باشدش موجود

یمن فرخندگی و خجستگی غزل

کے شعر تر انگیزد و خاطر که حزین باشد | یک نکته ازین دفتر گفتم که همین باشد

شعر تر شعرے را گویند که در وے هیچ گرفتگی نبود و قصیدی نباشد مراد سخنان عشق و محبت که مقبول دلها باشد خاطر که حزین باشد خاطرے که گرفتار تعلقات دنیوی باشد ازین دفتر کنایه از دفتر عشق قوله

از لعل تو گر یابم انگشتری زنهار | صد ملک سلیمانم در زیر نگین باشد

لعل کنایه از لب انگشتری زنهار رسے است که چون ملوک و امرا فوج بر موضعے تعین میکنند و شخصے ازان موضع چون نزد ملوک آید و پناه طلبد ملوک تیرے از ترکش خود یا انگشتری از دست خود باو دهند

تا از دست بردآن فوج در امان باشد دانند که باطاعت درآمده معنی آنست که اگر از بعل البقع که عبارت از بطون کلام اگر انگشتری امان و اسم اعظم نشان بایم که حافظ وقت من باشد از اغیار صد ملک سلیمان در زیر نگین باشد و بصد وجه موجب تمکین شود یعنی در مقام ما دایت شیئا الا و رایت الله و در حکم من له المولی فله الکل قوله

غمناک نباید بود از طعن حسود ایدل	شاید که چو وا بینی خیرے تو درین باشد

غمناک لفظ ناک بمعنی اتصاف و بمعنی خداوند طعن طعنه و ابینی باز بینی یعنی بنظر غور بینی قوله

هر کو نکند فهمے زین کلک خیال انگیز	نقشش بحرام از خود صورتگر چین باشد

زین کلک خیال انگیز مراد کلمات عشق نقشش بحرام طریق ضرب المثل است اگر کسے قدے و قامتے خوب و اردوکاہل و کند بود از اہانت اورا نقش بحرام گوزای صورت حرام که بهیچکار نے آید قوله

جام مے و دل پر خون هر یک بکسے دادند	در دائرهٔ قسمت اوضاع چنین باشد

جام کنایه از مے نوشی مراد عیش و عشرت دل پر خون عشق مراد رنج و محنت قوله

در کار گلاب و گل حکم ازلی این بود	کان شاهد بازاری و ین پرده نشین باشد

گلاب صوفی و مشائخ و ملامتی گل ملامتی و صوفی شاهد بازاری اشارت بگل و ین اشارت به گلاب قوله

آن نیست که حافظ را رندی شود از خاطر	کاین سابقهٔ رندی تا روز پسین باشد

سابقه پیشین عبد ازلی تا روز پسین روز قیامت دوم زیست غزل

کسے که حسن رخ دوست در نظر دارد	محقق ست که او حاصل بصر دارد

رخ اشاره از ظهور تجلی جمالیست و سبب بمبدأ واحد گردد و نیز عبارت از وحدانیت است معنی آنست که هر کسے که در همه جا و هر شے جمال او معاینه کند محققست که کمال بینائی مراورا ست قوله

چو خامه بر خط فرمان او سر اطاعت	نهاده ام مگر او سر به تیغ بردارد

یعنی قلم وار سر اطاعت و بندگی بر فرمان او نهاده ام و هیچ نوع بر داشتنی نه ام مگر سر او به تیغ بردارد که دران وقت کار بدست من نیست قوله

بیا بیوس تو دست کسی رسید که او	به آستانه برین در همیشه سر دارد

بتراش

یعنی شرف پابوس تو کسے را دست داد که او مدام سر بدین آستان است قوله

نزد رقیب تو هرگز بسینه ام تیرے	زبس که تیر غمت سینه را سپر دارد

ازبس که تیر عشق تو سینهٔ ما را بے سپر ساخته و در پیش نهاده رقیب تو هرگز بران تیر نزد چه ظاهر است هر که سر را پیش کند هر چند عدو باشد رحم نماید قوله

ز زهد خشک ملولم بیار بادهٔ صاف	که بوے بادهٔ مدامم دماغ تر دارد

خشک طاعت و عبادت بے عشق بیار بادهٔ صاف یعنی عشق مستغرق باش. بوے بادهٔ لذت عشق مدامم دماغ تر دارد مدام موجب فرحت ماست قوله

ز بادهٔ هیچت اگر نیست این نه بس که ترا	دمے ز وسوسهٔ عقل بے خبر دارد

ز بادهٔ هیچت اگر نیست یعنی اگر از عشق هیچ فائدہ نبودنیست این نه بس این کفایت نے کند وسوسهٔ عقل جنگ و جدل و قیل و قال نیخبر دارد آزاد سازد قوله

کسے که از رهِ تقوے قدم برون ننهاد	بعزم میکده اکنون سر سفر دارد

یعنی کسیکه زهد و پارسائی او بکمال بود و قبل ازین مشهور کنایه از خود عزم صبر و ثبات در کار میکده عالم عشق سر خیال قوله کسے بوصل تو چون شمع یافت پروانه پروانه حصول وصل چون شمع کسے را دست داد که زیر تیغ تو هر دم سر گرداند و هر دم از تو سر گرداند و فداے تیغ عشق تو سازد پریشانی تصدیعات که هست یعنی در پیش دارم نظر دارد نگاه نکند قوله

دل شکستهٔ حافظ بخاک خواهد برد	چو لاله داغ هواے که بر جگر دارد

بخاک خواهد بود وقتے که بخاک خواهد بود آنوقت هم هوا محبت غزل

کلک مشکین تو روزے که زما یاد کند	ببر و اجر دو صد بنده که آزاد کند

یعنی اے محبوب من روزے که بنامه و پیام این غریب بینوا را یاد نمائی اجر آزادی دو صد بنده یابی قوله

قاصد حضرت سلمے که سلامت باد	چه شود گر بسلامے دل ما شاد کند

سلمے نام معشوقه عرب مراد معشوق بسلامے دل ما شاد کند اے سلامے بما رساند قوله

امتحان کن که نسے گنج مرادت بدهند	کز خرابی چو مراالطف تو آباد کند

امتحان کن در معرض امتحان در آر بسے گنج مرادت بدهند بموجب من یسر علے معسر یسرہ اللہ

سے این بیت با آخر نسخه ۱۲

تعالے من قضی حاجة اخیه المسلم قضی الله له الف حاجة کز خرابی که ازین دوری و مهجوری لطف تو آباد کند بوصل رساند قوله

شاه را به بود از طاعتِ صد ساله زهد	قدر یکساعتِ عمرے که در و داد کند

از طاعت صد ساله زهد قال ع العدل ساعة خیر من عبادة الف سنة که در و داد کند بفریاد غریبان رسد قوله

یارب اندر دل آن خسرو شیرین انداز	که برحمت گذرے بر سر فرهاد کند

خسرو شیرین اضافه تبانیه یعنے معشوق فرهاد نام سنگتراشے عاشق شیرین اینجا کنایه از خود قوله حالیا عشوهٔ عشق تو زنبیادم برد - حالیا الحال تا دگر باره جفاے تو چه بنیاد کند آینده راعدم استغنای تو چه در پیش آرد قوله گوهر پاک تو از مدحت ما مستغنی است یعنی ذات تو احتیاج مدح کردن بانداز فکر مشاطه چه باحسن خداداد کند ؛ مشاطه آراینده عروس و شانه نیز کنایه از خود یعنی حسن خداداد از تعریف تقریر مشاطه فکر منزه است قوله

ره نبردیم بمقصود خود اندر شیراز	خورم آن روز که حافظ ره بغداد کند

مدتے در شیراز توقف نمودیم بمقصود نرسیدیم واوشان توجه بدان صوب ننموده بغداد کند متوجه آن صوب شود گویند که مرشد حافظ بسفر در انجا رفته بود غزل

کارم ز دور چرخ بسامان نمیرسد	خون شد دلم ز درد بدرمان نمیرسد

دور چرخ گردش فلکی سامان آسودگی در دمراد ہجر درمان وصل با آنکه باوجود قوله

چون خاک راه پست شدم همچو باد باز	تا آب رخ نمیرود م نان نمی رسد

آب رخ کنایه از عزو وقر نان نمیرسد مشاهدهٔ محبوب که قوت عاشقانست قوله

سیرم ز جان خود بدل راستان وے	بیچاره را چه چاره چو فرمان نمیرسد

چو فرمان نمیرسد چون حکم مردن نمیرسد از آرزوست از آرزوے تو زار لاغر آوخ افسوس و دریغ که آرزوے آسان نمیرسد بے جریخ و محنت حصول آرزو نمیشود قوله

تا صد هزار خارنے روید از زمین	از گلبنے نگلے بگلستان نمیرسد

خار رنج واندوه از زمین از وجود سالک از گلبنے نگلے بگلستان نمیرسد تجلی معشوق

بر دل عاشق وارد نمی شود قوله

یعقوب را دو دیده ز حسرت سفید شد	آوازه ز مصر بکنعان نمیرسد

یعقوب پدر یوسف را دو دیده ز حسرت سفید شد اشاره بکریمه وابیضت عیناه من الحزن فهو کظیم آوازه ز مصر خبری از شهر معشوق بکنعان نمیرسد بملک عاشق نمیرسد حاصل این بیت آنکه عاشق را از غایت غم واندوه دیدها سفید شد و هنوز مژده معشوق بعاشق نمیرسد قوله

از حشمت اهل جهل بکیوان رسیده اند	جز آه اهل فضل بکیوان نمیرسد

حشمت و دبدبه اهل جهل درویشان مقلد کیوان زحل که مقامش بهفتم آسمان است ای بمرتبه بلند اهل فضل عارفان تقاضای زمان چنین رو داده که درویشان مقلد صاحب حشمت و عارفان گرفتار غم والم قوله

از دست برد جور زمان اهل فضل را	این غصه بس که دست سوی جان نمیرسد

دست برد غلبه و تاراج اهل زمان اهل ظواهر اهل فضل عاشق دست سوی جان نمیرسد بمقصد نمیرسد قوله

حافظ صبور باش که در راه عاشقی	هر کس که جان نداد بجانان نمیرسد

صبور باش صابر برشدائد و بلیات بدان که عاشقی را سه مقام است اول و اوسط و آخر اول آنست که شیخ نجم الدین کبری در عشقیه می نگارد که عاشق همه روز در یاد معشوق بود شب بهنگام خواب روز بآرام شب در روز مجاور کوی معشوق بود و خانه معشوق را قبله خود سازد و همه روز گرد خانه معشوق طواف کند و بر در و دیوار معشوق نگاه کند تا باشد که جمال معشوق از دور ببیند تا از دیدار معشوق راحتی بدل مجروح وی رسد و مرهم جراحت دل وی گردد و اوسط آنست که در عشقیه شیخ نجم الدین است که عاشق تحمل دیدار معشوق نتواند کرد چون معشوق را ببیند لرزه براعضای او افتد خوف آن باشد که بیفتد و بیهوش گردد زیرا که آتش عشق بتدریج اندرون عاشق را بسوزاند و پاک وصافی میگرداند تا دل عاشق چنان لطیف و نازک میباشد که تحمل دیدار معشوق نمی تواند کرد از غایت نازکی خوف آن باشد که از این تجلی معشوق نیست شود این مقام است که عاشق فراق را بر وصال ترجیح می نهد و در فراق راحت و آسایش می یابد همه روز با اندرون با معشوق میگوید و از معشوق می شنود و آخر آنست که در عشقیه شیخ نجم الدین است که دل عاشق را از غیر خالی میسازد آنگاه عاشق خود را

سه نام کتاب است ۱۲

نه بیند همه را معشوق مے بیند اگر خود و گر جنبد و گر میرود و اگر آید پندارد که معشوقست که میخورد و می جنبد و میرود و مے آید اندوه فراق نماند از غم هجران خلاص یابد و چنان باشد که اگر معشوق را از بیرون ببیند التفات نکند و بحال خود باشد و متغیر نشود از جهت آنکه در اندرون است و دل با وے اُنس گرفته و دل را مستغرق خود گردانیده متاثر نمیشود و متغیر نمیگردد از برون که دورتر است اگر کسے سوال کند که درین مقام اگر از بیرون متغیر نمیشود راست چرا بیرون التفات نمیکند چون بیرون و اندرون یکے اند جواب آنست که عاشق با آتش عشق سوخته و بغایت لطیف و روحانی شده و جمال معشوق را که در دل وطن ساخته و همگی دل را فرو گرفته هم بغایت لطیف و روحانی و التفات روحانی روحانی باشد و التفات بحیوانی نباشد انا لیلی و مجنون از بنجاست و چون جمال معشوق همگی دل را فرو گرفت چنانکه هیچ چیز دگر را راه نماند عاشق خود را نه بیند همگی معشوق را مے بیند پس متغیر وقتے شود که دو کس باشند و التفات وقتے کنند که دو کس بوند درین مقام هست که طلب برمیخیزد و فراق و وصال نمیماند و خوف و امید و قبض و بسط هر سه میشود و آن هر سه مقام بروجه اند اگر مشروح میبایم سخن دراز میگردد بنابران بمختصر اکتفا کردم اما آخر عاشقی فنا است که العشق اوله حرق و آخره قتل جان نداد فانی از خود نشد بجانان نمیرسد باقی بحق نمیگردد غزل

کیند آن دو که مست و خراب میگردند — نشسته پشت بر آفتاب میگردند
دو ترک زاده و خرگه نشین هر مستند — بسان ساقی و جام شراب میگردند
دو بحر بند که در عین آب میباشند — چو آفتاب بجاے خراب میگردند
دو صوفیند که در دلق از رقند مدام — درون صومعه مست و خراب میگردند
دو دزد در هزن و دو ترک شوخ عیارند — بگرد نقد که شیخ و شاب میگردند
دو شیر گیر چو روباه خوش فریبانند — بگاه صبح و گهے ماهتاب میگردند
دو نازنین بلاجوے فتنه انگیزند — بسان زورق سیمین بر آب میگردند
بقصد حافظ مسکین شتاب میگردند

آن دو که مست و خراب میگردند اشارت بدو چشم آفتاب پیشانی دو ترکزاده اشاره بچشم دو بحری اشاره بچشم دو صوفی اشاره بچشم دلق ازرق مردمک صومعه خانهٔ چشم مست مخمور

ب ایشان دو دزد اشاره بچشم رهزن از انجمنه که از زهد بعشق آرنده شوخ بیباک عیار چست و چالاک نقد گه دل شیخ پیر شاب جوان دو شیر گیر اشاره بچشم شیر اشاره بمردان محیط دریاسان مانند زورق کشتی

غزل

گفتم کیم دهان و لبت کامران کنند	گفتا بچشم هر چه تو گوئی همان کنند

بچشم اشاره بقبول چنانچه گویند بسر و چشم قوله

گفتم خراج مصر طلب میکند لبت	گفتا درین معامله کمتر زیان کنند

مصر کنایه از وجود خراج مصر مراد حیات مستعار لب مراد کلام از ذکر سبب و اراده مسبب این معامله کنایه از دادن شئ مستعار و خریدن لب کمتر زیان کنند زیانی ندارد قوله

گفتم بنقطهٔ دهنت خود که برد راه	گفت این حکایتیست که با نکته دان کنند

نقطهٔ دهن سر مخفی کنج پنهان مراد کنه ذات که بر در راه هیچکسے را بدان راه نه و هیچ مردے ازان آگاه نه این حکایتیست که با نکته دان کنند یعنے هر فردے داننده این کار و هر مردے محرم این اسرار نیست قوله

گفتم صنم پرست مشو با صمد نشین	گفتا بکوے عشق همین و همان کنند

صنم مرشد و معشوقه پرست صمد خدا پرستی و مراد از عشق عشق حقیقی است و در عشق حقیقی فرقے میان صنم و صمد لازم نیست چنانچه کسے گفته ؎ گر شود جامه بدل شخص مبدل نشود ؛ هر کجا با صنم آمد بزبان با صمد است ؛ و هر گاه دوئی درمیان نیست همان یک معشوق از هر ذره جلوه میگردد نیز دیگرے گفته ؎ چشم گهر شناس نداری چگونیست ؛ کاین نخ صدف چگونه بیکدانه پرشده ؛ پس خواه با صنم نشین خواه با صمد مشاهدهٔ همان معشوق حقیقی مینماید لیکن این حالت مجذوب مستهلک است اما سالک با وجود مشاهدهٔ حقیقی همه جا عمل بران میکند که در هر چه نامشروعست نشان قهر و جلال بیند و در هر چه مرضی بود نشان لطف و جمال یابد به بیند یعنے از مظاهر قهر بگریزد و در مظاهر لطف آویزد و در تجلی صفاتی گوید اعوذ برضاك من سخطك و در تجلی ذاتی گوید اعوذ بك منك قوله

گفتم هوای میکده غم می برد ز دل	گفتا خوش آن کسان که دلے شاد مان کنند

هوائے آرزوے میکده عشق غم مے بر دز دل رفع غم می نماید دلے شاد مان کنند بدلے

فرحت سانند قوله

گفتم شراب و خرقه نه آئین مذهب است	گفت این عمل بمذهب پیر مغان کنند

شراب عبارت از حیرت است که بیخود میسازد و سرود دست ساز عاشقانست چنانچه شاعر گفته ۵ ازمے ہمہ آب لعل و رزقہم مکن ۵ ہر چیز تراز تو ستاندمے تست ۵ پس معنے آنست که گفتم جمع کردن میان خرقه که علامت صلاح است و درمیان سرود که علامت فسق است طریق ہیچ مذہبے از مذاہب اربعه نیست جواب داد که اینعمل در مذہب اولیای کمل میکنند چنانچه سعدی گفته ۵ بگویم سماع ای برادر بحق قوله

گفتم زلعل نوش لبان پیر را چه سود	گفتا ببوسه شکر بنیش جوان کنند

لب لطف لعل نوش لبان عشق مشوقان پیر را دافسرده ببوسه شکر بنیش با فاقته جذبه عشق یا بافاضه فیض وجوی غزل

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سرآید	گفتم که ماه من شو گفتا اگر بر آید

سرآید آخر شود اگر برآید اگر مدعایت بحصول انجامد قوله

گفتم زمهر ورزان رسم وفا بیاموز	گفتا زماہرویان این کار کمتر آید

رسم طریقه ورزش ماہرویان معشوقان قوله

گفتم که برخیالت راه نظر به بندم	گفتا که شبرو ست این از راه دیگر آید

برخیالت نظر به بندم یعنی چشم بپوشم و در نظر آمدن ندهم شبرو ز از راه دیگر بگوش دل قوله

گفتم که بوی زلفت گمراه عالمم کرد	گفتا تو بندگی کن هم اوت رهبر آید

بوی زلفت جذبه عشق تو گمراه عالم کرد آواره از هر کار و بار یا آنکه ہیچ من گمراہے در عالم نیست هم اوت رهبر آید همون بوی زلف او ترا بمقصود رساند قوله

گفتم خوش آن هوا کز باغ خلد خیزد	گفتا خنک نسیمے کز بوی دلبر آید

خیزد و زد خنک خوش خنک نسیمے کز بوی دلبر آید چه اینهم وصلست قوله

گفتم که نوش لعلت مارا بآرزو کشت	گفتا تو بندگی کن کان بنده پرور آید

نوش لعل شیرین لب مراد ذوق عشق مارا بآرزو کشت مارا در آرزو بمعرض ہلاکت آورده قوله

گفتم دل رحیمت کو عزم صلح دارد	گفتا بکس مگو این تا وقت آن برآید

کو اشارت بلطف صلح لطف و مرحمت بکس مگو این خوش باش ہیچ باظہار مپرداز این اشاره

(مقطع) گفتم دعاے دولت تو ورد حافظ است گفتا بر این دعا ملک هفت آسمان گشت

بعزم صلح قولہ

گفتم زمان عشرت دیدی کہ چون سر آید	گفتا خموش حافظ کاین غصہ ہم بر آید

یعنے اے محبوب روزے آن بود کہ ما و تو در یکجا بودیم و بعیش و عشرت مشتغل دیدی کہ آن زمان عشرت چون بپایان رسید کین غصہ ایام ہجران بر آید آخر آید غزل

گرچہ از غمزہ بتان زخمی بدل کاری کنند	کہ گہے از مرہم باشد کہ دلداری کنند

غمزہ ظہور و جفا و مہر و عتاب معنی مصرع ثانی آنکہ گاہ گاہے اگر دلداری کنند بمنزلہ مرہم نہادن است بر دل خستۂ عاشق قولہ

گر نباشد از مے لعل تو بوی در شراب	صوفیان از دیدہ دائم کار خماری کنند

مے وصل شراب عشق خماری مینوشی کار خماری جرعہ ریزی یعنی اگر در عشق امید وصل نباشد و مشاہدات تجلیات زمان زمان دلداری نباشد عاشقان ہمیشہ در گریہ و زاری باشند و روے شادی اصلا نشناسند و خویش را در اندوہ چنان آرند کہ ہیچگاہ بخوشی نپردازند ذوق مے لذت عشق مے عشق ہم ستانم دادے شب و روزے نوشی بسر برم ہم کنم مستانہ رقص مستانہ وار برقص اندر ایم ساقیان عارفان کامل مطربان مرشدان کامل امروز کنون گر یاری کنند تو چہ در بارۂ ما کنند یک صبوح صبوح بضم صبح تا صبح بیداری کنند عاشق شوند کہ تمام شب بیداری شیوۂ عاشقان است بی مے شد خراب بسبب کم رسیدن مشاہدۂ محبوب خراب شد مے جذبۂ عشق۔

غزل

گر من از باغ تو یک میوہ بچینم چہ شود	پیش پای بچراغ تو بہ بینم چہ شود

باغ کنایہ از ذات میوہ فیضے پیش پاے در حالیکہ پاے پیش کذا فی مؤید الفضلا قولہ

یارب اندر کنف سایۂ آن سرو بلند	گر من سوختہ یکدم بنشینم چہ شود

کنف پناہ قولہ

آخر اے خاتم جمشید سلیمان آثار	گر فتد عکس تو بر لعل نگینم چہ شود

خاتم دہن خاتم جمشید سلیمان آثار دل عارف عکس تجلی لعل نگین دل قولہ

زاہد شہر چو مہر ملک و شحنہ گزید	من اگر مہر نگاری بگزینم چہ شود

ہ این غزل در نسخ موجودہ نیست ۱۲

مهر نگاری محبت محبوبی قوله

عقلم از خانه بدر رفت و اگر مے انیست	دیدم از پیش که در خانه دینم چه شود

دیدم از پیش از پیش بینی معلوم کردم از خانه دینم چه شود البته که خراب خواهد شد قوله

صرف شد عمر گرانمایه بمعشوقه و مے	تا ازانم چه به پیش آید ازینم چه شود

ازان اشاره بمعشوق زین اشاره بے قوله

خواجه دانست که من عاشقم و هیچ نگفت	حافظ ازین بعد بداند که چنینم چه شود

خواجه اشاره بمرشد غزل

گر زلف پریشانت دست صبا افتد	هر جا که دلے باشد در دام بلا افتد

زلف جذبه عشق ازین طوفان اشاره بغم این تخته اشارت بوجود تمنائے فال از رخ او گیرد هر یک امید وصال دارد بر تخته فیروزی تا قرعه کرا افتد باید دید کدام کس بمقصد خود فیروز شود در تاب مشو بخشم میا گر گفته خطا افتد بیجا گفته شود آن باده کنایه از عشق بر خون جگر گردد سراسر محنت و درد گردد غزل

گر مے فروش حاجت رندان روا کند	ایزد گنه بیخشد و دفع بلا کند

مے فروش مرشد رندان طالبان معنی مصراع ثانی آنکه از مرتبه علو که دارد بجانب اسفل نزول نمودن اگرچه گناه است لیکن چون نفع غیرے در وست باک ندارد البته است که الله تعالے باین مواخذه نکند ۵ اگر شراب خوری جرعه فشان بر خاک ۵ ازان گناه که نفع رسد بغیر چه باک قوله

ساقی بجام عدل بده باده تا گدا	غیرت نیاورد که جهان بر ملا کند

بجام عدل بده کم واندک مده قوله

حقا که در زمان برسد مژده امان	گر سالکے بعهد امانت وفا کند

در زمان فی الحال بعهد امانت وفا کند اوفوا بعهدی اوف بعهدکم قوله

ما را که درد عشق و بلاے خمار هست	یا وصل دوست یا مے صافی دوا کند

مے صافی محبت بزغل قوله گر رنج پیشت آید و گر راحت اے حکیم حکیم صاحب عشق یعنی اگرچه راحت و رنج حکما بگردش چرخ حواله میکنند لیکن نسبت مکن بغیر که اینها خدا کند

۵ این غزل در نسخ موجوده نیست ۱۲

چه فاعل حقیقی اوست که لا الٰہ الا ہو خالق کل شئ قولہ

در کارخانہ کہ رہ عقل و عقل نیست	وہم ضعیف در لے فضولی چرا کند

در کارخانہ کہ رہ عقل معنے این بیت آنست باید دانست تردید فکر کہ در اول افتد اگر ہر دو جانبش برابر باشد شک گویند و اگر یکجانبش راجح باشد و دیگر مرجوح راجح را ظن و مرجوح را وہم گویند معنے آنست کہ چون عقل انسانی در دائرۂ معرفت قدم حق سبحانہ نتواند رسید شک نیست کہ شک و وہم کجا تواند رسید قولہ

مطرب بساز عود کہ کس نے اجل نمرد	وانگونہ این ترانہ سراید خطا کند

مطرب کنایہ از مرشد بساز عود بیان اسرار حقائق نما قولہ

جان رفت در سرے و حافظ ز غصہ سوخت	یعنے دمے کجاست کہ احیای ما کند

در سرے در خیال مے یعنے دمے کامل احیا زندہ گردانیدن غزل

گداخت جان کہ شود کار دل بکام و نشد	بسوختیم درین آرزوی خام و نشد

شود کار دل بکام حصول مقصد میسر آید قولہ

فغان کہ در طلب گنجنامۂ مقصود	شدم خراب جہانے ز غم تمام و نشد

گنجنامۂ مقصود وصل محبوب شدم خراب جہانے ز غم بسبب عشق رسوای عالم شدم تمام نشد بمطلب نرسیدم قولہ

دریغ و درد کہ در جستجوی گنج حضور	بسے شدم بگدائی بر کرام و نشد

گنج حضور کنایہ از وصل بر کرام نزد اہل کرم نشد حصول نشد لابہ اظہار اخلاص بعجز و نیز ہزل قولہ

بطعنہ گفت شبے میر مجلس تو شوم	شدم برغبت خویش کمین غلام و نشد

برغبت خود کمینہ غلام او شدم اما او میر مجلس نشد قولہ

پیام کرد کہ خواہم نشست با رندان	بشد بر ندی و در دکشیم نام و نشد

رندی و در دکشی شہرۂ آفاق شدم اما او با رندان ننشست قولہ

رواست در برم اگر مے طپد کبوتر دل	کہ دیدہ در رہ خود دیر و تاب دام و نشد

در بر در جود کبوتر دل اضافہ بیانیہ کہ دیدہ در رہ خود دیر و تاب دام و نشد از انجہت کہ مشاکیل عشق را

دریافت و بالبے نیازی و سنگدلی معشوق را شنید و احتراز نکرده خود را بدام عشق درانداخت و ازین راه برنگردید قوله

بکوے عشق منه بی دلیل راهِ قدم	که من بخویش نمودم صد اهتمام و نشد

بید لیل راه قدم اشاره به الرفیق ثم الطریق بخویش یعنے بخودی خود نمودم صد اهتمام صد جد و جهد نمودم نشد پیش نرفت قوله

هزار حیله برانگیخت حافظ از سر مهر	بدان هوس که شود آن حریف رام و نشد

رام نشد یعنی مطیع نشد غزل

گرچه بر واعظ شهر این سخن آسان نشود	تا ریا ورزد و سالوس مسلمان نشود

معنے آنست تا که واعظ پیشه ریا دارد با اسلام نمیرسد هر چند که بمقتضای الحق مر ازین سخن بوے سخت می آید سالوس نام دروغ و فریب اگرچه سالوس از کبائر هم باشد و آنها از اسلام بدر نمی کنند جواب این نفی اسلام کامل است نه نفی نفس اسلام که لا یؤمن احدکم حتے یحب لاخیه ما یحب لنفسه قوله

رندی آموز و کرم کن که نه چندین هنر است	حیوان آنکه نه نوشد می و انسان نشود

رندی عاشقی که بچندین هنر است کمال هنر است حیوان آن که نوشد می و انسان نشود یعنی حیوان آنکه مے ننوشد و از شرف مے انسان نگردد و این هنر نیست بس البته می باید نوشید تا انسان حیوان نگردد و چرب زبان قوله

گوهر پاک بباید که شود قابل فیض	ورنه هر سنگ و گلے لؤلؤ و مرجان نشود

گوهر پاک استعداد کمال در وجود کمال ورنه هر قطره و سنگے در و مرجان نشود در اشارت به قطره و مرجان اشارت بسنگ قوله

عشق می ورزم و امید که این فن شریف	چون هنرهاے دگر موجب حرمان نشود

این فن شریف عشق هنرهاے دگر زهد و پارسائی یعنے عشقبازی می ورزم و امیدوارم که این عشق چون زهد و پارسائی دیگران موجب حرمان نشود مبادا که تقصیرے در راه عشق از ما بوقوع آید و سبب تقصیر چون زاهدان محروم مانم قوله

اسم اعظم بکند کار خود ای دل خوش باش	گر به تلبیس و حیل دیو مسلمان نشود

اسم اعظم مرشد و عشق و توجه بکند کار خود بمراد تو برساند ایدل خوش باش هیچ اندیشه نکند و پارسائی بخاطر میار و یو مسلمان نشود نفس تابع نگردد جز بمدد محبوب حقیقی قوله

دوش میگفت که فردا بدهم کام دلت	سبب ساز خدایا که پشیمان نشود

میگفت اشاره بمرشد که پشیمان نشود اے از گفتن خود نادم نشود۔ قوله

حسن خلقے ز خدا مے طلبم روے ترا	تا دگر خاطر ما از تو پریشان نشود

ترا خطاب بمرشد قوله

هر که بر گیش بتان بر سر جان میرزد	بے تکلف تن او لائق قربان نشود

هر که در عشق معشوقان از جان دادن میترسد بیشک او لائق عشق نباشد چه مذهب معشوقان عاشق کشی است قوله

ذره را تا نبود همت عالی حافظ	طالب چشمهٔ خورشید درخشان نشود

ذره کنایه از عاشق همت عالی اشارت بان الله یحب المعالی لهم چشمهٔ خورشید درخشان وصال محبوب۔

غزل

گل بے رخ یار خوش نباشد	بے باده بهار خوش نباشد

باده عشق بهار زندگی قوله

طرف چمن و هواے بستان	بے لاله عذار خوش نباشد

طرف کناره لاله عذار معشوق قوله

رقصیدن سرو و حالت گل	بے صوت هزار خوش نباشد

هزار بلبل جز با قد یار جز با محبوب قوله

با یار شکر لب گل اندام	بے بوس و کنار خوش نباشد

کنار بفتح معروف قوله

باغ و گل و مل خوشست لیکن	بے صحبت یار خوش نباشد

مل شراب۔

غزل

گوهر مخزن اسرار همانست که بود	حقهٔ مهر بدان مهر و نشانست که بود

(بقطع) جان نقد محفوظ حافظ ۲ از بهر بقا خوش نباشد

گوهر مخزن اسرار عشق مراد قالوا بلی و انا عرضنا الامانتہا نست کہ بود مجلی و در راہ نیافتہ حقۂ مہر دل بدان مہر و نشانست کہ بود محبت غیرے در وراہ نیافتہ قولہ

عاشقان زمرۂ ارباب امانت باشند	لاجرم چشم گہربار ہمانست کہ بود

زمرہ گروہ ارباب امانت صاحب عشق گہربار گرینده قولہ

زصبا پرس کہ ما را ہمہ شب تا دم صبح	بوے زلف تو ہمان مونس جانست کہ بود

صبا کنایہ از مرشد بوے زلف جذبۂ عشق۔ قولہ

طالب لعل و گہر نیست وگرنہ خورشید	ہمچنان در عمل معدن و کانست کہ بود

طالب لعل و گہر نیست لعل و گہر اعمال و افعال تصفیہ چون زہد و پارسائی نیست فاعل محبوب خورشید مرشد و سالک معدن دل عاشق قولہ

کشتۂ غمزۂ خود را بنظارت می آئی	زانکہ بیچارہ ہماندل نگرانست کہ بود

بنظارت برائے دیدن نگران بیننده و متامل و مشتاق قولہ

رنگ خون دل ما را کہ نہان کرد خطت	ہمچنان از لب لعل تو عیانست کہ بود

ہمچنان در لب لعل تو عیانست کنایہ از حسن و جمال موجب آنکہ نے تقاضائے نظر حسن تو افزون نشود تا دلم خون نشود در وے تو گلگون نشود قولہ

زلف ہندوے تو گفتم کہ دگر رہ ندہند	سالہا رفت و بدان سیرت و شانست کہ بود

زلف ہندوے تو مراد تعلقات دنیا و جذبۂ عشق است شان روش قولہ

حافظا باز نما قصۂ خون نابۂ چشم	کہ دریں چشمہ ہمان آب روانست کہ بود

باز نما بیان کن خونناب بہ خون کہ آب گردد خونناب بہ چشم اشکہائے خون آلود چشمہ مراد چشم ہمان آب کنایہ از اشکہائے خون آلود غزل

گفتم کہ خطا کردی و تدبیر نہ این بود	گفتا چہ توان کرد کہ تقدیر چنین بود

تقدیر اندازہ کردن تدبیر اندیشیدن در عاقبت این غزل در وقت رحلت مرشد یا در وقت معاودت مرشد از سفر است تدبیر نہ این بود یعنی کہ از ما رفتی چہ توان کرد کہ تقدیر چنین بود یعنی کار با اختیار نبود قولہ

گفتم که نسخ خطا بر تو کشیدند | گفتا همه آن بود که بر لوح جبین بود

خط خطا اضافه بیانیه خط خطا بر تو کشیدند یعنی بخطا ترا نسبت کردند بر لوح جبین بود یعنی نبشته ازلی بود قوله

گفتم که قرین بدت افگند باین رو | گفتا که مرا بخت بد خویش قرین بود

قرین همنشین باین روز زهجران قوله

گفتم که بسے جام طرب خوردی ازین پیش | گفتا که شفا در قدح باز پسین بود

قدح باز پسین ملاقات آخرین و آن بدست نیامد قوله

گفتم که تو اے عمر چرا زود برفتی | گفتا که فلانی چکنم عمر همین بود

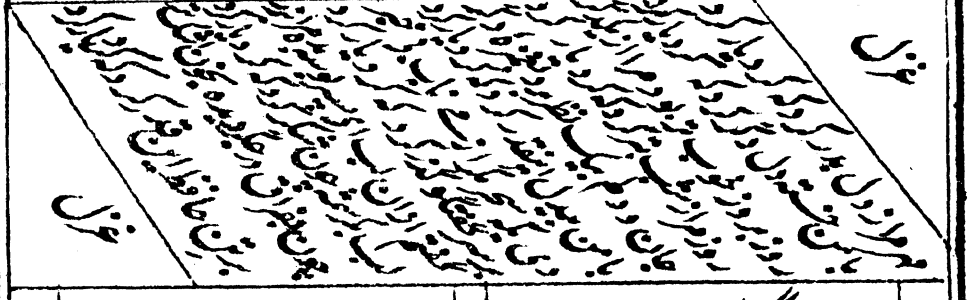
عمر محبوب و عمر ما قوله

گفتم که نه وقت سفرت بود چنین زود | گفتا که مگر مصلحت وقت چنین بود

مگر تحقیق قوله

گفتم که ز حافظ بچه علت شده دور | گفتا که همه وقت مرا داعیه این بود

داعیه خواهش غزل



مرا مے دگر باره از دست برد | بمن باز بنمود مے دست برد

مے محبت از دست برد بیقرار ساخت دست برد چالاکی و غلبه و قوت بما ناد همیشه باد قوله

بنازیم دستے که انگور چید | مریزاد پاے که در هم فشرد

مریزاد درخته مباد قوله

هزار آفرین بر مے سرخ باد | که از روی ما رنگ زردی ببرد

مے صحبت خالص از روے من رنگ زردی ببرد روی مرا سرخروئی بخشید قوله

ه گرد این لفظ باشد دیده باشد ۱۲

مرا چون قضا عشق بر سر نوشت یعنی چون عشق از لیست قضاے نوشتہ نباید ستر د رد قضا بہیچ نوع نتوان کرد قولہ

بروز اہد اخوردہ بر من مگیر	کہ کار خدای نہ کار یست خورد

خوردہ عیب نہ کار یست خوردن کار سہل و سرسری بلکہ کار یست عظیم قولہ

چہ از علم و حکمت کہ در وقت مرگ	ارسطو دہد جان چو بیچارہ گرد

چہ یعنی چہ شود ارسطو نام حکیمے این علم و حکمت در وقت مرگ ہیچ نفعے نمی بخشد ارسطو چون نادان جان دہد و علم و حکمت نفعے نہ بخشد مے محبت قولہ

چنان زندگانی کن اندر جہان	کہ چون مردہ باشی نگویند مرد

معنے این بیت آنست کہ اے واعظ ازین قیل و قال باز آئی و زندگانی مے عشق کن کہ چون ازین سراے فانی متوجہ بعالم بقا شوی مردہ ات نگویند وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ قولہ

شود مست وحدت ز جام الست	ہر آنکو چو حافظ مے صاف خورد

معنے آنست کہ ہر کہ چون حافظ مے عشق از جام الست یعنی از ازل نوشید بمقام وحدت و قرب رسید غزل

من و انکار شراب این نچہ حکایت باشد	غالبا این قدرم عقل کفایت باشد

غالبا اغلب و بیشتر بطریق محاورہ این قدر اشارہ بمضمون مصراع سابق قولہ

من کہ شبہا رہ تقوی زدہ ام با دف و چنگ	ناگہان بسر برہ آرم چہ حکایت باشد

یعنے من کہ شبہا با دف و چنگ کہ لازمہ عشق است تقوے را راہ زدہ ام و از تقوی اعراض نمودہ ام باز سر براہ تقوے آرم و رجوع باو کنم این غیر مناسب است قولہ

زاہد ار راہ برندی نبرد معذور است	عشق کار یست کہ موقوف ہدایت باشد

یعنے پروانہ کہ کنایہ از زاہد است اگرچہ بالاے آتش چرخ میزند اما ہنوز گرفتار خودی و خویشی است و اینہمہ پرواز و چرخ نمایش اوست تا خلق او را بعشق تحسین کنند و اگر از خود رہیدہ بودی بچندین تکلف مضطر نگشتی و با شمع ہزار آشتی داشتی از ینجاست زاہد از راہ برندی نبرد و ازین مقام رضا و تسلیم است کہ در معرفت ہدایت حال است ہمین مقام مقید ماندہ بودم رشد سے

وہدایتے سوے فنا ومحو او را نرسید بود معذورش داشتہ قولہ

بندۂ پیر مغانم کہ ز جہلم برہاند	پیر ما ہر چہ کند عین ولایت باشد

یعنے زمام اختیار بدست کسے دادہ ام کہ مرا از ظلمت جہل برہاند ونور یقین رساند ہر چہ کند او میداند مرا ہیچ خواستی وارادتے نیست قولہ

تا بغایت رہ میخانہ نمیدانستم	ورنہ مستوری ما تا بچہ غایت باشد

مستوری کنایہ از زہد قولہ

زاہد وعجب و نماز ومن ومستی ونیاز	تا خود او را زمیان باکہ عنایت باشد

عجب از جملہ اخلاق مذموم است قال ع ثلثۃ مہلک بخل وہوا ی متبع وعجب بدتر از معصیت است ومرد بدکردار ہمان وقت میشود کہ چون پندارد نیکوکار است وہلاک آدمی مرد وچیز است تو میدی وعجب وازان آفتہا تولد کند وآنہا اینند کہ خود را از دیگران بہتر داند وگناہان خود را یاد نیارد وانچہ یاد آرد بتدارک مشغول نشود وپندارد کہ خود آمرزیدہ است ودر عبادت راغب نباشد پندارد کہ خود ازان بے نیاز ست وآفۃ عبادت ندو وطلب نکند پندارد کہ خود یافتہ وہرس از دل شوید واز مکر حق ایمن شود وخود را نزد حق محلی شناسد بعبادتے کہ آن خود نعمت حق است بروے وبر خود ثنا گوید وتزکیہ کند وچون بعلم موجب بود از کس سوال نکند واگر بخلاف وی چیزے کند بشنود وناقص نماید پس ہر کرا حق تعالے نعمتے چون علم وعزت دادہ اگر شاد بود بدانکہ صفت دوست وازان غافل ماند کہ نعمت حق است واز ہراس آن خالی باشد این شادی عجب بود واگر باز اینہمہ خود را حقے داند بر حق تعالی واین عبادت خود را خدمتے پسندیدہ داند این ہا دلالت گویند در مذمت عجب احادیث بسیار اند نماز نماز کہ موصل بقرب الٰہی است آنست قال غوث الاعظم رضی اللہ عنہ یا دنیای صلوٰۃ اقرب الیک فقال الصلوٰۃ الیٰ لیس فیہا سوائی والمصلی غائب عنہ چون مصلی نماند صلوٰۃ کجا ماند چہ اگر نماز فعل است فعل تا بفاعل چون ذات نماند فعال کجا ماند از نیجاست کہ نماز عاشقان ترک وجود است الذین ہم فی صلوٰتہم دائمون غزل

مژدہ اے دل کہ دگر باد صبا باز آمد	ہدہد خوشخبر از طرف سبا باز آمد

باد صبا کنایہ از فیض ازلی ومرشد ہدہد خوشخبر وارد ے از واردات سبا شہرے

(مقطع) درویش ابن منصور منصور کہ حکم منکفت حافظ را بادہ خورد ہاے شبانہ باشد فضلال

که بلقیس ملکه آن بود مراد عالم علوی قوله

برکش ای مرغ سحر نغمهٔ داؤدی را		که سلیمان گل از طرف هوا باز آمد	

مرغ سحر بلبل کنایه از عاشق داؤد نام پیغمبر که پدر سلیمانؑ بود وحق تعالی او را حسن صوت بخشیده بود وقصهٔ او معلوم است اذا تلا الزبور حسن الصوت یجتمع الجن والانس والطیر لسماع صوته ویحمل من مجلسه آلاف جنازة نغمهٔ داؤدی آواز خوش یعنی سخنان عشق انگیز سلیمان گل اضافة بیانیه مراد مشاهدات طرف هوا عالم بالا۔ قوله

لاله بوی مئ نوشین بشنید از دم صبح		داغ دل بود بامید دوا باز آمد	

لاله کنایه از سالک مے نوشین محبت قوله

عارفی کو که کند فهم زبان سوسن		تا بگوید که چرا رفت و چرا باز آمد	

عارف صاحب معرفت بود وآن عبارت از باز شناختن ذات وصفات الٰهی در صور تفاصیل احوال وحوادث ونوازل وبعد ازان که بر سبیل اجمال معلوم شده باشد که موجود حقیقی وفاعل مطلق اوست سبحانه وصورت توحید مجمل علمی وعینی مفصل عینی نکرده چنانچه صاحب علم توحید صور تفاصیل وقائع احوال متجدده متضاده از ضرر ونفع وعطا ومنع وقبض وبسط وضار ونافع وقابض وباسط حق را بیند وشناسد بے توقف ورویت او را عارف خوانند واگر باول وهلت ازان غافل بود وعنقریب حاضر گردد وفاعل مطلق را جل ذکره صور وسائط در واسطه باز شناسد او را متعرف خوانند واگر بکل غافل بود وتاثیرات افعال را حواله بوسائط کند او را ساهی ومشرک خفی خوانند مثلاً اگر کسے معنی توحید را تقریر میکند وخود را مستغرق بحر توحید مینماید ودیگرے بر سبیل انکار آنرا باو باز گراند وگوید که این سخن نه از سر حال است بل نتیجهٔ فکر ورویت است در حال برنجد وبروے خشم گیرد وندانند که این بخش من مصدق قول منکر است والا فاعل مطلق را در صورت این انکار باز شناختی وبروے خشم نگرفتی زیرا که عارف را خشم نباشد مگر بعد ودرین ماده خشم بعد نیست زیرا که متعرض بحق است ومعرفت الٰهی را مراتب است اول آنکه هر اثرے که یابد از فاعل مطلق جل ذکره داند چنانچه گفته شد دوم آنکه هر اثرے که یابد از فاعل مطلق جل ذکره بیقین داند که نتیجهٔ کدام صفت است از صفات او سیوم آنکه مراد حق را در تجلی هر صفتے بشناسد چهارم آنکه صفت علم الٰهی را در صورت معرفت خود

باز شناسد وخود را از دائرهٔ علم و معرفت بل وجود اخراج کند کذا من نفحات الانس سوسن نام گلے آزاد اینجا کنایت از عاشق طال اللسان چه رفت در عالم محو چه را باز آمد در عالم صحو قوله

چشم من از پی این قافله بس آب کشید	تا بگوش دلم آوازِ درا باز آمد

آن قافله مشاهدات بس آب کشید بس گریه کرد درا جرس و آواز واثر قوله

گرچه ما عهد شکستیم تو گنه حافظ کرد	لطف او بین که بصلح از در ما باز آمد

حافظ اشاره بما یعنے اگرچه ما گنه کردیم واز ما عهد شکنی شد غزل

مژده ای دل که مسیحا نفسے می آید	که ز انفاس خوشش بوے کسے می آید

مسیحا کنایه از دار دے کس اشاره بمحبوب معنی آنست که محب دل خزین خود را که غریق بحر فراق و قرین آتش اشتیاق است میگوید که ای دل بشارتے باد مر ترا که عنقریب است که دار دے از وارد ات بتو آید که از بوے خوش او بوے محبوب آید و چون تفتیش شد آمدن محبوب نصیبتی میکند دل آرام ابد نیوجه که قوله

از غم و هجر مکن نالهٔ و فریاد که دوش	زده ام فالے و فریاد درسے می آید

بموجب ان مع العسر یسرا قوله

ز آتشِ وادی ایمن نه منم خورم و بس	موسے اینجا بامید قبسے می آید

وادی ایمن نام وادی که دران بر کوه طور موسے را تجلی شده بود قبس نام پارهٔ آتش یعنے فیضان نور حق مانند آفتاب مخصوص فردی و ون فردی نیست و معنے این بیت در بیت لمع البرق من الطور و آنست به ۞ فلعلی لک آتٍ بشهاب قبسی ۞ گذشت قوله

هیچکس نیست که در کوی تو اش کارے نیست	هر کس اینجا بطریق هوسے می آید

یعنے جمیع مکونات عالم بحکم آیت کل شئی والیه یرجعون قوله

کس ندانست که منزلگه معشوق کجاست	اینقدر هست که بانگ جرسے می آید

کنه ذات حق سبحانه معلوم انبیا و اولیا نیست و مقربان درگاه ازین سر شگرف آگاه نیستند بمالکانا در هنگام مشغولی آوازها از عالم غیب بے آیند ۞ بر لبش قفل است و بر دل رازها ۞ لب خموش و دل پر از آوازها ۞ اول بمثل آواز زنبور ۞ سخنها بانگ زنبوران نماید ۞ چو در گوشم کلامے گوید آن مه ۞ بعده چون جرس ۞ در قافله که اوست دانم نرسم ۞ این بسکه رسد

زدور بانگ جرسم پہنچنین قوی ترمیگردد قولہ

جرعۂ دہ کہ بمیخانۂ ارباب کرم	ہر حریفے زپئے ملتمسے مے آید

سالک مناجاتے کردہ بدرگاہ بے نیاز گفتہ اے کریمے کہ ہمہ از سرچشمۂ فیض تو سیراب اند من تشنہ لب را ہم جرعہ دہ کہ بمیخانہ الخ قولہ

خبر از بلبل این باغ بپرسید کہ من	نالۂ می شنوم کز قفسے مے آید

بلبل روح باغ وجود نالہ آواز دردناک کہ شیوۂ عاشقانست قفس وجود یعنے قصۂ روح و وجود من بپرسید کہ چیست و چہ حقیقت دارد کہ آوازے می شنوم کہ از وجود من بری آید و بر حقیقتش ہیچ اطلاعے ندارم کہ چیست و جستجوی او کسے را نمی سزد کقولہ تعالی ویسألونک عن الروح قل الروح من امر ربی و انچہ بعضے عرفا را حقیقت روح مشاہدہ شدہ است برحسب دانش خود دریافتہ باشند نہ بکنہ کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا عاشق حزین دردخوبان نسیم صبا کہ قاصد کوے جانانست عرضداشتے کردہ برینوجہ کہ قولہ

دوست را گر سر بپرسیدن بیمار غمست	گو برو خوش کہ ہنوزش نفسے مے آید

بیمار غم عاشق کنایہ از خود کہ ہنوزش نفسے می آید زندگی باقیست قولہ

یار دارد سر صید دل حافظ یاران	شاہبازے بشکار مگسے می آید

شاہباز باز سپید کنایہ از یار مگس کنایہ از خود غزل

مطرب عشق عجب ساز و نوائی دارد	نقش ہر زخمہ کہ زد راہ بجائے دارد

مطرب عشق اضافت بیانیہ و نیز مرشد ساز رباب و بربط و مثلہ نوا آواز نقش جنسے از اجناس سرود زخمہ بربط و رباب و مثلہ نقش ہر زخمہ کہ زد ہر اسرارے کہ بیان نمودہ راہ بجائے دارد موثر و برجاست قولہ

عالم از نالۂ عشاق مبادا خالی	کہ خوش آہنگ و فرح بخش نوائی دارد

عالم آنجہان و انچہان و انچہ آفریدہ اند آہنگ آواز نرم در پردۂ سرود دارد فاعل ہمان نالہ قولہ

پیر دردکش ما گرچہ ندارد زر و زور	خوش عطا بخش و خطا پوش خدائی دارد

پیر دردکش کنایہ از مرشد زر و زور مراد زہد و پارسائی قولہ

محترم دارد دم کین مگس قند پرست	تا هوا گیر تو شد فر همای دارد

محترم خطاب بمعشوق مگس قند پرست اشارہ بدل کہ طالب قند لب معشوق است تا ہوا گیر تو شد دوست تو شد فر زیبائی و شکوہ ہما بضم نام جانور کہ استخوان سودہ و بوسیدہ بخورد و سایۂ او بر ہر کہ افتد شاہ شود قولہ

از عدالت نبود دور گر ش پرسد حال	بادشاہے کہ بہ سایہ گدائے دارد

گر ش پرسد حال اشارہ بہ بادشاہ اعمار قبل الذکر است قولہ

اشک خونین بطبیبان بنمودم گفتند	در د عشقست و جگر سوز دوائے دارد

جگر سوز دوا صبر و تحمل قولہ

شوخی و غمزہ میاموز کہ در مذہب عشق	ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد

این بیت اشارہ بمضمون انما ھی اعمالکم ترد الیکم یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا و ما عملت من سوء تود لو ان بینہا و بینہ امدا بعیدا قولہ

لعل گفت آن بت ترسا بچہ بادہ فروش	شادی روی کسے جوکہ صفائے دارد

ترسا طائفۂ آتش پرست کہ در دین عیسے ع بتازی نصرانی گویند و جمع این ترسایان کہ بیامی نویسند غلط است بلکہ ترسار آن باید نوشت بہمزہ ۱۲ من بر ابیشاہی بت ترسا بچہ بادہ فروش مرشد باعتبار پرورندہ شدن مرشد خود شادی روے کسے جوکہ صفائے دارد یعنی مشاہدۂ جمال روے آنکسے نما کہ صفائی جمال الٰہی بر چہرہ دارد۔ غزل

معاشران ز حریف شبانہ یاد آرید	حقوق بندگی مخلصانہ یاد آرید

معاشران عشرت کنندگان حریف شبانہ کنایہ از خود قولہ

بوقت سرخوشی از آہ و نالۂ عشاق	بصوت نغمۂ چنگ و چغانہ یاد آرید

سرخوشی مستی بینوائی مفلسی نغمہ سرود چنگ نام ساز چغانہ نام سازکہ بہندی سرمندل گویند قولہ

چو لطف بادہ کند جلوہ در رخ ساقی	ز زہد من بسرود و ترانہ یاد آرید

لطف پاکیزگی محبت جلوہ ظہور ساقی مرشد معنی مصراع آنکہ یعنی وقتیکہ ساقی را خورم و خوشدل و غرق محبت دریا بند بسرود و ترانہ یاد آرید بعرض احوال ما بکوشید قولہ

(مقطع خسرو آخر نوگاہ نشین فاتحہ خواند
نزد یاران و تمنائے دعائے دارد)

چو در میان مراد آورید دست امید	ز عهد صحبت ما در میانه یاد آرید

اے بمقصد خود رسید قولہ

نمیخورید زمانے غم وفا داران	ز بیوفائی دور زمانه یاد آرید

وفا داران عاشقان دور زمانہ گردش فلکی قولہ

سمند دولت اگر تند و سرکشست ولے	ز همرهان سبکتاز یانه یاد آرید

سمند اسپ سمند دولت اضافۃ بیانیہ سبکتاز یانہ اشارت بوجہ قولہ

بوقت مرحمت ای ساکنان صدر جلال	ز روی حافظ و آن آستانه یاد آرید

مرحمت از روی مرحمت صدر پیشگاہ و صاحب منصب صدر جلال آستانہ مرشد ز روی حافظ و این آستانہ یاد آرید از روے حافظ کہ برین آستانہ نہادہ یاد آرید غزل

مرا بر بندی و عشق آن فضول عیب کند	که اعتراض بر اسرار علم غیب کند

ارباب ذوق گفتہ اند کہ تقدیر نیکی و بدی از حق است اگرچہ بندہ فاعل مختار است نہ اختیاری کہ اسناد افعال تمامہا باو توان کرد بنا بران گفت مرا بر بندی و عشق الخ قولہ

کمال صدق و محبت بین که نقص گناه	که هر که بے هنر افتد نظر بعیب کند

نظر بعیب کردن کار بے ہنران است قولہ

ز عطر حور بهشت آنزمان بر آید بو	که خاک میکده ما عبیر جیب کند

میکدہ عشق۔ قولہ

چنان بزرده اسلام غمزهٔ ساقی	که اجتناب ز صهبا مگر صهیب کند

غمزۂ ساقی مشاہدۂ محبوب اجتناب پرہیز صہبا شراب صہیب بضم نام یکے از صحابہ قال ﷺ فی شانہ نعم العبد صہیب لو لم یخف اللہ لم یعصہ قولہ

کلید گنج سعادت قبول اهل دلست	مباد کس که درین نکته شک و ریب کند

گفتہ اند مردے کہ قبول اہل نظر و اہل دردے نشدہ بمنزلہ درخت بے برست کہ ہیچ لذتے ندارد ریب شبہ۔ قولہ

شبان وادی ایمن گهی رسد بمراد	که چند سال بجان خدمت شعیب کند

شبان وادی ایمن سے مراد موسیٰ و وادی ایمن و ملاقات کردن با دختر شعیب و برداشتن سنگے کہ چہل مرد نمیتوانستند برداشت از چاہ و نوشانیدن آب اغنام آن دختران را و بعد ازان دہ سال چرانیدن گوسپندان و بعد ازان در مصاحبت شعیب بودن معروفست چون چندین خدمت کرد آن گاہ شعیب بمصر موسے را فرستاد و در ینجا از شبان وادی ایمن مراد طالب و از شعیب مرشد مراد است قولہ

از دیدہ خون بچکاند فسانۂ حافظ	چو یاد وقت شباب و زمان شیب کند

اشکال این بیت آنست کہ یاد کردن چیزے تقاضای عدم حضور آن چیز میکند پس اگر در زمان شباب یاد زمان شیب چگونہ میکند و اگر در وقت شیب یاد شباب چگونہ مینماید جواب آنست کہ عمر طبعی را پنجاہ قسم نمودہ اند اول حداثت و آن سن نمو و افزایش است و زیادتی در نمو میباشد و آن سی سال است دوم سن شباب است و آن سن توقفست یعنی زیادتی در نمو نمیباشد و آن تا سی و پنج سال است یا چہل سال است سوم سن کہولت و آن سن انحطاط با بقای قوت کہ رطوبت غریزی در نقصان مے باشد و آنرا پیری گویند و آن تا شصت سال چہارم سن شیخوخت و آن سن انحطاط با ضعف کہ آن نقصان در روی ظاہر میباشد و تا تمام عمر امتداد میکند و در ینجا از شیب سن کہولت کہ پیریست مراد باشد و خود در سن شیخوخت باشد کہ این بیت گفتہ و میتواند کہ در ین بیت باعتبار سن بر اندہ کہ ہر دم سخت پیراست و آن بعد پیریست پس این بیت در زمان ہرم گفتہ غزل

مسلمانان مرا وقتے دلے بود	کہ با او گفتمے گر مشکلے بود
بگرداب بلے چوں اُفتادم از چشمم	بتدبیرش اُمید ساحلے بود

گرداب کنایہ از عشق از چشم بسبب چشم بتدبیرش ضمیر مشین اشارت بدل قولہ

دلے ہمدرد و یارے مصلحت بین	کہ استظہار ہر اہل دلے بود

مصلحت بین بینندۂ مصلحت استظہار مدد و پشتی آشفتہ پریشان و عاشق قولہ

ز من ضائع شد اندر کوے جانان	چہ دانستم کہ یارب منزلے بود

شد اشارت بہمان دل قولہ

بماین رند پریشان رحمت آرید	کہ وقتے کاردان کاملے بود

رند پریشان کنایہ از خود قولہ

مگو دیگر کہ حافظ نکتہ دانست	کہ ما دیدیم محکم غافلے بود

لہ بیتے کہ در وادی لفظ با خیا نقطہ نقطہ ۱۲

مگو خطاب بمشوق محکم بسیار محکم غافلے بود دلسپار بیخبر بود چہ خود سرائی کار نادانست غزل

مرا مہر سیہ چشمان ز سر بیرون نخواہد شد | قضاے آسمان اینست دیگر گون نخواہد شد

سیہ چشمان معشوقان قضاے آسمان یعنی ازلی و مقدر دیگر گون نخواہد شد قابل الرفع نیست قولہ

رقیب آزار ہا فرمود و جاے آشتی بگذاشت | مگر آہ سحر خیزان سوے گردون نخواہد شد

رقیب نفس و شیطان جاے آشتی نگذاشت امید موافقت نماندہ سحر خیزان عاشقان سوے گردون نخواہد شد اثرے نخواہد بخشید و این رقیب مخذول نخواہد شد قولہ

مرا در ازل کارے بجز رندی نفرمودند | ہمران قسمت کہ رفت اول کم و افزون نخواہد شد

ہمران قسمت کہ رفت اول ہر چہ در ازل نامزد شد قولہ

بیا تا در صف رندان بیانگ چنگ مینوشیم | کہ ساز شرع زین افسانہ نے قانون نخواہد شد

صف قطار رندان عاشقان بیانگ چنگ علانیہ و آشکارا مینوشیم عشقبازی کنیم زین افسانہ اشارہ نے نوشی بیقانون نخواہد شد برگشت نخواہد شد قولہ

شراب لعل و جاے امن و یار مہربان ساقی | دلا کے بہ شود کارت اگر اکنون نخواہد شد

شراب لعل محبت خالص جاے امن خلوت و یا طریقہ ملامتی ساقی کنایہ از مرشد قولہ

مجال من ہمین باشد کہ پنہان مہر او ورزم | کنار و بوس و آغوشش چگویم چون نخواہد شد

چون نخواہد شد البتہ خواہد شد فریاد دف و نے مراد تلقین مرشد قولہ

بیا تا در مے صافیت راز دہر بنمائیم | کہ کار عشق زین افسانہ بے افسون نخواہد شد

از زین افسانہ اشارہ بنصیحت قولہ

مشو کاہی دیدہ نقش غم ز لوح سینۂ حافظ | کہ زخم تیر دلدار ست و رنگ خون نخواہد شد

رنگ خون نخواہد شد قابل الرفع نیست غزل

من و صلاح سلامت کس اینگمان نبرد | کہ کس برند خرابات این نشان نبرد

این گمان اشارہ بصلاح و سلامت رند خرابات کنایہ از خود این نشان اشارہ بصلاح و سلامت قولہ

من این مرقع پشمینہ بہر آن دارم | کہ زیر خرقہ کشم مے کس این گمان نبرد

مرقع پشمین طریقہ ملامتیہ زیر خرقہ کشم مے بطریق اخفاے نوشم این گمان مے نوشی قولہ

قولہ شے مجنون بیل گفت کہ محبوب سیاہ رنگ است و ما عاشق شوریدہ سر مجنون نخواہد شد

بانو نزد ابن نوح

مباش غره بعلم و عمل فقیه زمان | که هیچ کس ز قضای خدای جان نبرد

فقیه یعنی اے فقیه قوله

مشو فریفته رنگ و بو قدح درکش | که زنگ غم ز دلت جز مئ مغان نبرد

رنگ و بو زهد و ورع قدح درکش عشق حاصل نما ز رنگ غم اضافه بیانیه و خطرات و خیالات مے مغان عشق و محبت قوله

اگرچه دیده بود پاسبان تو ای گل | بهوش باش که نقد تو پاسبان نبرد

نقد کنایه از ایمان و عشق پاسبان کنایه از شیطان که موکل است بر انسان - قوله

سخن نبرد سخندان ادا مکن حافظ | که تحفه کس در و گوهر به بحر و کان نبرد

سخندان معشوق غزل

معاشران گره از زلف یار باز کنید | شبے خوش است بدین قصه راز کنید

معاشران عشرت کنندگان اے یاران زلف دنیا شب دنیا که فی الحقیقت تاریکست و در شانیش عارضی است معنی آنست کاے یاران و مصاحبان گره غفلت بکشائید و از ان عقده بدر آئید که حاجب تجلیات و پوشنده ولت مشاهدات دنیا شبے خوش است بگفتگوی عشقش دمساز کنید و بغفلت و نادانی ضائع مکنید قوله

حضور خلوت انس است و دستان جمعند | وان یکاد بخوانید و در فراز کنید

وان یکاد اشاره است بکریمه وان یکاد الذین کفروا لیزلقونك بابصارهم لما سمعوا الذکر ویقولون انه لمجنون وما هو الا ذکر للعالمین در دفع چشم زخم تاثیر بسیار است پس این را بخوانید تا چشم زخم دفع شود و نیز در بندید تا مطلق راه چشم زخم مسدود گردد و میتواند که چشم زخم بکاران در جمعیت ظاهری خلل مے اندازد همچنین زخم شیاطین در حضور مجلس انسانی خللے مے افگند پس فکر دفع آن چشم زخم باید کرد هرگاه چشم زخم از راه مدخل یافتن آن بدگوهران آزار میرساند داخل گردیدن جماعت او باش در مجالس ارباب طریقت چگونه مجلس جمعیت میشود و از ینجاست که یک مرد بیکار صد مرد کار را باز دارد قوله

میان عاشق و معشوق فرق بسیار است | چو یار ناز نماید شما نیاز کنید

ناز کنایه از تکبر و گردن کشی نیاز عجز و فروتنی قوله

رباب و چنگ ببانگ بلند میگویند | که گوش هوش به پیغام اهل راز کنید

رباب و چنگ نام سازها مراد عارفان و عاشقان هوش ذهن اهل راز عاشقان قوله

بجان دوست که غم پردهٔ شما ندرد | گر اعتماد بر الطاف کارساز کنید

بجان دوست قسم جان دوست کارساز حق تعالی قوله

نخست موعظهٔ پیر صحبت این فن است | که از مصاحب ناجنس احتراز کنید

یعنی هر طالبی که فهم کردن سخن عشق را قابل باشد صحبت ابنای دهر او را مضر تر از زهر مار است ازینجاست ۵ با عاشقان نشین و هم عاشقان گزین ۵ با هر که نیست عاشق یکدم مشو قرین قوله

هر آنکسی که درین حلقه نیست زندهٔ عشق | بر او نمرده بفتوای من نماز کنید

حلقه جماعه عشاق نمرده پیش از مردن بفتوی من نماز کنید که بمنزلهٔ مرده است غزل

مرا بوصل تو گر زانکه دسترس باشد | وگر ز طالع خویشم چه ملتمس باشد

دسترس قدرت ملتمس التماس قوله

چه حاجت است بشمشیر قتل عاشق را | که نیم جان مرا یک کرشمه بس باشد

کرشمه تجلی و ظهور قوله

بر آستان تو غوغای عاشقان عجب است | که هر کجا شکرستان بود مگس باشد

غوغا فریادهای بسیار که از مردمان کثیر بگیاخیزد شکرستان مقام شکر قوله

ازین هوس که مرا دست بخت کوتاه است | کیم بسر و بلند تو دسترس باشد

از ینهوس کنایه از آرزوی وصل کیم کی مراد دسترس قدرت قوله

خوش ست بادهٔ رنگین و صحبت جانان | مدام حافظ بیدل درین هوس باشد

درین هوس آرزو غزل

نقدها را بود آیا که عیاری گیرند | تا همه صومعه داران پی کاری گیرند

نقدها اعمال عیاری سرگی و ناسرگی پی کاری در طلب عشق شوند و بملامت ما پیش آیند معنی آنست که از روی تمنا میفرماید که اعمال بندگان ایا بود که اظهار ناسرگی کنند تا همه لبان حق حقیقت اعمال خود دانسته منفعل گردند و کار عشقبازان رواج گیرد و رونق تمام پذیرد قوله

(مطلع) اگر طلب کند لطف او ز ما حافظ
محو التفات بود بار دیگر ما کنیم

ازین سبب

مصلحت دید من آنست که یاران همه کار | بگذارند و خم طرهٔ یاری گیرند

همه کار کنایه از زهد و صلاح بگذارند ترک کنند خم طرهٔ یاری گیرند در جذبهٔ عشق معشوقی درآیند قوله

خوش بگرفتند حریفان سر زلف ساقی | گر فلک شان بگذارد که قراری گیرند

حریفان عاشقان سر زلف ساقی جذبهٔ عشق الهی فلکشان بگذارد که قراری گیرند برای آنکه فلک ایشان را بگذارد و مهلتی دهد تا قراری گیرند قوله

تا کنند اهل نظر خاک رهت کحل بصر | عمرها شد که سر راه گذاری گیرند

تا کنند برای آنکه کنند اهل نظر عاشقان کحل بصر دیدهٔ چشم که سر راه گذاری گیرند اختیار عشق کرده اند آنکسانی یعنی عاشقان همه لاله عذاری گیرند معشوقی فرا گرفته اند قوله قوت بازوی پرهیز بخوبان مفروش یعنی از زهد و پرهیز پیش عاشقان و عارفان دم مزن که هر یک ازین لشکر حصار سوار یست که چون عزم کنند تنها حصاری گیرند که ازین خیل حصاری بسواری گیرند مظهر خوارق شده قوله

یارب این بچهٔ ترکان چه دلیرند بخون | که به تیر مژه هر لحظه شکاری گیرند

بچهٔ ترکان تجلیات و عرفا که پروردهٔ عارف یگانند به تیر مژه به تیر نگاه قوله

رقص هر شعر تر و نالهٔ نی خوش باشد | خاصه قصی که در و دست نگاری گیرند

نگاری معشوقی دوار دی قوله

حافظ ابنای جهان را غم مسکینان نیست | زین میان گر بتوان به که کناری گیرند

ابنای جهان عوام الناس و ظاهر پرستان مسکینان عاشقان معنی این بیت آنست یعنی در جهان اینچنین کسی بنظر نمی آید که غم عاشقان خورد و رحمی بدیشان نماید پس همان بهتر که از خلق یکسو شوند و بگوشه نشینند غزل

نسبت رویت اگر با مه پروین کردند | صورت نادیده را الحق تحسین کردند

پروین از منازل قمر که شش ستاره اند در برج ثور و آنرا ثریا گویند الحق مقرر یعنی ای محبوب روی تو که کنایت از ذات تست از تشبیه و تمثیل منزه و مبراست و آنانکه تشبیه بماه و مهر داده اند بغلبهٔ اشتیاق از روی قیاس و ظن است قوله

شمه از داستان عشق شورانگیز ما | آن حکایتها که از فرهاد و شیرین کرده اند

داستان قصه قوله

ساقیا مژده که باحکم ازل تدبیر نیست | قابل تغییر نبود آنچه تعیین کرده اند

که باحکم ازل تدبیر نیست در نصیب ما همین مینوشتی رفته تعیین مقرر قوله

تیر مژگان دراز و غمزهٔ جادو نکرد | آنچه آن زلف دراز و خال مشکین کرده اند

مژگان دراز و غمزهٔ جادو نکرد تجلیات متنوعه آنچه آن اشاره بدلربائی و قتل قوله

یک شکر انعام ما بود و لبت زحمت نداد | هم تو انصافش بده شیرین لبان این کرده اند

شکر کنایه از بوسه نوشین لبان محبوبان قوله

در سفالین کاسه رندان بخواری منگرید | کاین حریفان خدمت جام جهان بین کرده اند

سفالین کاسه لباس و اسباب فقر بخواری یعنی بحقارت حریفان عاشقان کنایه از خود جام جهان بین عارف کامل دیوانه چون ما هیچو ما دیوانه قوله

از خرد بیگانه شو چون جانش اندر بر کشد | دختر رز را که نقد عقل کابین کرده اند

دختر رز شراب انگوری کابین مهر قوله

خاکیان بی بهره اند از جرعهٔ کاس الکرام | این تطاول بین که با عشاق مسکین کرده اند

خاکیان زاهدان خشک سیرت جرعهٔ کاس الکرام عشق تطاول دست ازی قوله

شهپر زاغ و زغن زیبای صید و قدت نیست | کاین کرامت همره شهباز و شاهین کرده اند

شهپر پر بزرگ رخشان مراد توجه و کرو فر زاغ و زغن زاهدان و پارسایان و عاشقان ناقص زیبائی لائق این کرامت اشارت به صید و قید نمودن شاهباز باز سپید شاهین نام طائر شکاری شهباز و شاهین کنایه از عارفان واصل و عاشقان کامل قوله شعر حافظ را که یکسر مدح احسان شاملست احسان خوبی و نیکوئی هر کجا بشنید اند از صد که تحسین کرده اند یعنی اگر صد گان شنیدند صد گان تحسین کردند غزل

نفس باد صبا مشک فشان خواهد شد | عالم پیر دگر باره جوان خواهد شد

یعنی تا حال گرفتار خزان زهد و ورع بودم حالا آخر رسید بهار عشق عنقریب است که در میرسد

۵ این بیت با این نسخه ۱۲

باد صبا کہ مرشد مشک فشان کلمات عشق و محبت خواہد شد و عالمے کہ بسبب نہ ہد چون ہیر افسردہ و پژمردہ شدہ باستماع سخنان عشق از سر نو جوان خواہد بود ای دعشق چیست و چالاک قولہ

ارغوان جام عقیقی بسمن خواہد داد	چشم نرگس بشقائق نگران خواہد شد

ارغوان مرشد جام عقیقی مراد فیض سمن گلے است مراد سالک نرگس گلے است مراد مرشد شقائق لالہ مراد سالک نگران مشتاق و بیتند یعنے مرشد بتوجہ بحال ما خواہد شد قولہ

این تطاول کہ کشید از غم ہجران بلبل	تا سر پردہ گل نعرہ زنان خواہد شد

تطاول دست درازی مراد غم واندوہ بلبل سالک و میان این ہر دو مصرعہ لفظ قریب محذوف است سر پردہ گل جناب معشوق قولہ

گر ز مسجد بخرابات شدم خردہ مگیر	مجلس وعظ دراز ست زیان خواہد شد

خرابات طرب آباد و میخانہ مراد عشق خردہ عیب یعنے اگر از مسجد بمقام عشق رسیدم عیبم مکن کہ مجلس وعظ دراز دیدم ای تحصیل علم بیرون از نہایت است حصول عشق از ضروریات است بنابران علم ضروری حاصل کردہ بود پرداختم و کام ناکام خود را دران انداختم قولہ

ای دل از عشرت امروز بفردا فگنی	مایہ نقد بقارا کہ ضمان خواہد شد

نقد بقا اضافۃ بیانیہ ضمان ضامن قولہ

ماہ شعبان منہ از دست قدح کین خورشید	از نظر تا شب عید رمضان خواہد شد

ماہ شعبان ہنگام بسط کین خورشید اشارہ بہ پیالۂ سے رمضان ہنگام قبض مراد ازین مصرع آنست ہنوز وقت بسط نشدہ قولہ

گل عزیز ست غنیمت شمرندش صحبت	کہ بباغ آمد ازین راہ روان خواہد شد

گل زندگی و جوانی و تجلی شمر ندش ضمیر شین برگل که بباغ آمد ازین راه روان خواهد شد
از عدم بباغ وجود دنیا آمده و باز بعدم خواهد رفت قوله

مطرب مجلس انس ست غزلخوان و سرود	چند گوئی که چنین ست و چنان خواهد شد

مطرب مرشد غزلخوان و سرود سخنان عشق و محبت بیان فرما قوله

حافظ از بهر تو آمد سوی اقلیم وجود	قدمے نه بود عیش که روان خواهد شد

یعنے ازین سکین حافظ رمقے بیش نماندہ غزل

نفس برآمد و کام از تو بر نمے آید	فغان که بخت من از خواب بر نمی آید

نفس برآمد زندگی بسر رسید کام مقصود از خواب بر نمی آید بیدار نمے شود قوله

کمینه شرط وفا ترک سر بود حافظ	بر و اگر ز تو این قدر بر نمے آید

این قدر اشارت بترک سر غزل

نه هر که چهره برافروخت دلبری داند	نه هر که آئینه سازد سکندری داند

چهره برافروخت نمایش و آرائش کرد دلبری داند جذب قلوب بتواند نمود آئینه سازد
صفاے دل کند سکندری مشخیت حاصل این بیت آنست که قال را حال باید سخنی که بیحالست
بمنزله جمالے است که از ملاحت عاریست با امام محمد غزالی گفتند که دعوے درویشی داری و چند طویله
اشتر داری گفت من میخ طویله در گل زده ام نه بدل ان الله لا ینظر الی صوركم و لا الی
اعمالكم و لكن ينظر الی قلوبكم و نياتكم القصه بطولها یعنی درویشان محض جهالت است اگر
میدانی و کسے را ازین چه نقصان تو از کمال خود باز میمان چون الحد بصورت مع حد بر می آید
میان این طوائف مشکل است طالبان صادق را ازین تمیز خون دل بنا بران گفت نه هر که چهره برافروخت

نه هر که طرف کلهٔ کج نهاد و تند نشست | سپاه داری و آئین سروری داند

معنی آنست که سروری موقوف بکج کلهی و تند نشینی نیست و از تشبیه کاری نمیگشاید حاصل آنکه شیوهٔ دلبری پایه ایست اعلی و مرغ دل انسان بس وحشی لطف و حیل باید که بدام افتد و عاشق را شیوه باید که اخلاص را بکار برد و بی غرض گوید قوله

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد بکن | که خواجه خود روش بنده پروری داند

بندگی طاعت و عبادت گدایان کنایه از زاهدان بشرط مزد بحصول بهشت و ثواب و درجات خواجه حق تعالی روش عادت و رفتار بنده پروری داند انا للعبد ارحم من اخیه و من ابویه فاطلبنی تجدنی قوله

وفای عهد نکو باشد ار بیاموزی | وگرنه هر که تو بینی ستمگری داند

وفای عهد یا ایها الذین امنوا اوفوا بالعقود قوله

بباختم دل دیوانه وندانستم | که آدمی بچه شیوه پری داند

شیوه طریقه قوله

غلام همت آن رندعافیت سوزم | که در گدا صفتی کیمیا گری داند

رندعافیت سوز عاشق که رخت عافیت سوخته در گدا صفتی ظاهر پرستی کیمیا گری عشق حقیقی بموجب المجاز قنطرة الحقیقة مجاز را وسیلهٔ حقیقت ساخته قوله

سواد نقطهٔ بینش ز خال تست مرا | که قدر گوهر یکدانه جوهری داند

نقطهٔ بینش مردمک چشم سواد نقطهٔ بینش مراد روشنی که النور فی السواد خال ذات و مشاهده گوهر یکدانه خال جوهری اشاره بمردمک چشم قوله

هزار نکتهٔ باریک تر ز مو اینجاست | نه هر که سر بتراشد قلندری داند

قلندری موقوف بسر تراشی نیست قوله

بقد و چهره هر آنکس که شاه خوبان شد | جهان بگیرد اگر دادگستری داند

یعنی هر که را حق تعالی چهرهٔ خوش و قامتی دلکش که لازمهٔ خوبی است بدرجهٔ کمال و استکمال رساند اگر دادگستری که تفقد غربا و فریادرسی ضعفا است پیش گیرد عالمی را فراگیرد که طور شاهی در

حسن خلق و نگاہداشت خاطر و ادائے حقوق است قولہ بقدر مردم چشم من است غوطہ بخون ۔ چشمان من در عشق تو بسبب کثرت خونباری بمقدار قد مردم غرق بخون گردیدہ درین محیط نہ ہر کس شناوری و اندراین خطاب از محبوب است کہ شناوری این دریائے محیط کہ عشق است باکثرت خونباری نہ کار ہر کس است این نیست کار دیگران این کار تست غزل

نیست در شہر نگاری کہ دل ما ببرد	بختم ار یار شود ختم از ینجا ببرد

نگار کنایہ از درویش کامل دل ما ببرد یا ما را از ما ببرد یا بخود کشد بختم ار یار شود یعنی اگر بخت مدد و معاون شود ختم از ینجا ببرد ما را از ینجا ببرد و بجائے دیگر برد تا صاحب کمال بنظر در آید تا ما را بخود کشد۔ قولہ

کو حریفی خوش و سرمست کہ پیش کرمش	عاشق سوختہ دل نام تمنا ببرد

حریف عارف کامل و عاشق اہل سر مست از شراب عشق نام تمنا ببرد بے تمنا بمراد رساند قولہ

باغبانا ز خزان بیخبرت می بینم	آہ از آن روز کہ بادت گل رعنا ببرد

باغبان کنایہ از سالک خزان مرگ و ایام قبض باد یعنی باد خزان گل رعنا زندگی قولہ

رہزن دہر خفتہ است مشو ایمن ازو	اگر امروز نبرد است کہ فردا ببرد

رہزن دہر اضافت بیانیہ کہ فردا ببرد یکایک البتہ فردا برد قولہ

راہ عشق ار چہ کمینگاہ کمانداران است	ہر کہ دانستہ رود صرفہ ز اعدا ببرد

کمانداران رہزنان دانستہ باہوش صرفہ ز اعدا ببرد فریب دشمنان بخورد و سلامت رود قولہ

مکر فرعون کجا صرفہ ز اعدا ببرد این مقلدان کے بر عاشقان غالب تواند آمد قولہ

ور خیال ابلہم لعبت بہوس می بازم ۔ لعبت مراشعر تو کہ صاحب نظرے نام تماشا ببرد یعنی شاید کہ صاحب نظرے بکند تماشا بنظر گذرے کند قولہ

علم فضلے کہ بچل سال دلم جمع آورد	ترسم آن نرگس ترکانہ یکجا ببرد

نرگس ترکانہ تجلی یغما تجلی قولہ

با بانگ گاؤ چو صد بازدہد عشوہ مخور	کے سہا عکس ز خورشید مصفا ببرد

بانگ گاؤ تصیحت ناصحان و سخن مقلدان صدا آوازہ و گنبد و چاہ و مثلہ عشوہ مخور مفتون آن مشو قولہ

ردیف الدال مطلع غزل گفتن در ذکر

سحر با معجزه پهلو زند دل خوش دارد	سامری کیست که دست از ید بیضا ببرد

سحر با معجزه پهلو زند دل خوش دارد + سحر زهره و پاسائی معجزه سخنان عاشقانه سحر با معجزه پهلو زند سخنان او را هر آن بسخن عاشقانه مانند سامری نام شخصی که قصه اش بالا مذکور شد ید بیضا معجزه موسی و آن کف دست مبارک بود هنگامی که او را بنمود هر که میدیدی بهر حالت که بودی برگشتی و چون دست را گرد آوردی بینده بحال خود گشتی ۱۲ من ابراهیم شاهی قوله

جام مینائی مے سدرهٔ تنگدلیست	منه از دست که سیل غمت از جا ببرد

جام مینا مراد شراب از ذکر سبب و اراده مسبب مراد از ان عشق سدره تنگدلیست مانع منه از دست یعنی جام مرا از دست منه ای ترک عشق منما قوله

حافظ ار جان طلبد غمزهٔ مستانهٔ او	خانه از غیر بپرداز و بهل تا ببرد

خانه از غیر بپرداز خانهٔ دل از ما سوا خالی ساز بهل بگذار دمانع آن مباش تا ببرد فاعل غمزه غمزل

نقد صوفی نه همه صافی بیغش باشد	اے بسا خرقه که مستوجب آتش باشد

نقد اعمال ما حصل این بیت آنست درین زمان جماعتے اند در لباس تصوف برآمده خود را نموده اند و تبکلف کرده اند و از حقیقت تصوف خبری ندارند بنا بران گفت نقد صوفی نه همه الخ - قوله

صوفی ما که زور دسحری مست شدی	شامگاهش نگران باش که سرخوش باشد

شامگاه هنگام ابتدای دخول عشق یعنی صوفی که قبل ازین بخواندن اوراد مشغول مے بود اکنون که عشق در دو تلش کشود نگاهش کن که چه سرخوش باشد و غم و غصه از صفحهٔ خاطر تبراشد قوله

خوش بود گر محک تجربه آید بمیان	تا سیه روی شود هر که در و غش باشد

محک تجربه اضافه بیانیه عشق آب تیره مراد خیانت قوله

خط ساقی گر ازین گونه زند نقش بر آب	اے بسا رخ که بخونناب منقش باشد

خط ساقی اسماء و صفات که حاجب اویند و سالک را سد راه اند و نقش بر آب سریع الزوال است همچنان شهود اسماء و صفات لیکن چون مدتے در رفع اسماء و صفات کوشید و آن حجاب مرتفع نشد میگوید که حجاب اسماء و صفات چنین نقش بر آب نه که بهیچ نوع رفع نمیشود پس بسا عاشقان که گرفتار غم و الم هجر مانند و کس بدوست رسیدن نتواند و نیز خط اشارت بظهور آن حقیقت در مظاهر میگوید که ظهور آن حقیقت

در مظاہر روحانی چنین سریع الزوال است کہ دمے قائم نمی ماند بسا عاشقان کہ گرفتار غم ماند قولہ

نازپرور دتنعم نبرد راہ بدوست	عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد

ماحصل این بیت آنست تصوف امریست بغایت دقیق ادراکے کامل باید تا کہ گوہر مقصود بدست آید قولہ

غم دنیای دنی چند خوری باده بخور	حیف باشد دل دانا کہ مشوش باشد

دنی کمینہ مشوش غمگین و متفکر قولہ

دلق وسجادۂ حافظ ببرد باده فروش	گر شراب از کف آن ساقی مہوش باشد

دلق وسجادہ کنایہ از زہد وورع باده فروش مرشد آن ساقی مہوش محبوب غزل

واعظان کین جلوه بر محراب ومنبر میکنند	چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

جلوہ ناز وغرور وآرایش ونمایش قولہ

مشکلے دارم زدانشمند مجلس باز پرس	توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند

دانشمند مجلس واعظ کہ در مجلس اظہار دانشمندی میکند باز پرس سبب آن پرس توبہ فرمایان اشارہ بواعظان کہ دیگران را از منہیات توبہ میدہند چرا خود توبہ کمتر میکنند خود از منہیات چرا باز نے مانند قولہ

گوئیا باور نمیدارند روز داوری	کاینہمہ قلب ودغل در کار داور میکنند

باور اعتبار باور نمیدارند بشک اند یا منکر اند روز داوری قیامت قلب ودغل روے دریا دغل بفتحتین عیب وفساد قولہ

بندۂ پیر خرابات کہ در دیشان او	گنج را از بے نیازی خاک بر سر میکنند

پیر خرابات مرشد عشق عارف کامل گنج کنایہ از اعمال وافعال کہ زاد آخرت است خاک بر سر میکنند نفی میکنند وہیچ نظر بران نمیدارند قولہ

یارب این نودولتان را بر خر خود برنشان	کاین ہمہ ناز از غلام ترک واشتر میکنند

نودولتان درویشان مقلد وزاہدان مرائی بر خر خود برنشان بحد خود وبدرجہ خود دار غلام ترک واشتر کردن قولہ

بر در میخانہ عشق آی ملک تسبیح گوے	کاندر آنجا طینت آدم مخمر میکنند

ملک سالک کہ بصفت ملکی متصف شدہ یعنی اے طالب عشق حاصل نما کہ اندر آنجا شاہ میخانہ طینت گل وخمیر

اے گدای خانقه بر درگه پیر مغان	میدهند آبے و دلها را تونگر میکنند

یعنی اگر طالب صادق بر درگه پیر مغان که پیر عشاق است بیاید که در صحبت این قوم عشق و محبت حاصل میشود و جرعه از شراب محبت میدهند و دلها را از ماسوی الله تونگر میکنند که من لا کل له الکل زیرا که حصول مطلب بے عشق و محبت از محالات است قوله

آه آه از دست صرافان گوهر ناشناس	هر زمان خرمهره را با دُر برابر میکنند

صرافان گوهر ناشناس درویشان مقلد قوله

خانه خالی کن دلا تا منزل جانان شود	کین هوسناکان دل و جان جاے دیگر میکنند

خانه خالی کن دلا یعنے ایدل خانه خود را از خطرات ماسوی الله نگاه دار کین هوسناکان اشارت بخطرات جاے دیگر بے عشق قوله

صبحدم از عرش میآمد خروشے عقل گفت	قدسیان گوئی که شعر حافظ از بر میکنند

از بر میکنند یاد میکنند غزل

هر که شد محرم دل در حرم یار بماند	وانکه این کار ندانست در انکار بماند

محرم دل واقف سر دل در حرم یار بماند و اصل بمحبوب شد اینکار اشاره باسرار دل قوله

اگر از پرده برون شد دل من عیب مکن	شکر ایزد که نه در پرده پندار بماند

اگر از پرده برون شد در عاشقی و رسوائی در آمد بهر دهٔ پندار تکبر خود بینی قوله

صوفیان واستدند از گرو می همه رخت	دلق ما بود که در خانهٔ خمار بماند

صوفیان کنایه از فرشتگان واستدند از گرو می همه رخت قبول عشق ننمودند دلق ما بود که در خانهٔ خمار بماند وجود ما بود که قبول این معنی ننمود قوله

خرقه پوشان همگی مست گذشتند و گذشت	قصهٔ ماست که بر هر سر بازار بماند

خرقه پوشان عاشقان و زاهدان مست گذشتند خبر محذوف و آن اینست که هیچکس ایشان را هیچ نمیگوید بر هر سر بازار بماند مشهور عالم گردید محتسب کنایه از واعظ و زاهد زیرا که او بر فراموش کردن این زمان الحال قوله

داشتم دلقے و صد عیب مرا می پوشید	خرقه رهن مے و مطرب شد و زنار بماند

۱۲ این بیت در نسخه موجود نیست

دلق مراد وجود صد عیب نہان صد عیب باطنی خرقہ اشارۃ بہمان دلق رہن گرو می محبت مطرب مرشد زنار یک رنگی و یک دلی قولہ

بر جمال تو چنان صورت چین حیران شد	کہ حدیثش ہمہ جا بر در و دیوار بماند

صورت چین محمد و سالک کامل حیران شد لا احصی ثنا علیک ما عرفناک حق معرفتک قولہ

ہر مے لعل کزان دست بلورین ستدم	آب حسرت شد و در چشم گہربار بماند

یعنے مے کہ پیش ازین از دست آنمحبوب خورده ام آنہمہ آب حسرت شده در چشم ماند یعنی اکنون آن مے حاصل نیست ازان گریانم و نیز کاریجاے رسید کہ فیض بواسطہ از معشوق میگیرد و گہر بازنی چشم در عین وصالست باعتبار بے نہایت راہ است ہر چند ترقی بیش طلب بیش قولہ

جز درد کو ز ازل تا بابد عاشق اوست	جاودان کس نشنیدم کہ در نیکار بماند

اے ہر کسے مدتے عاشق ماند بعد اعراض کرد قولہ

از صدائے سخن عشق ندیدم خوشتر	یادگاری کہ درین گنبد دوار بماند

صدا آواز چاہ و کوہ گنبد اینجا مطلق آواز شخص نابود بزبانی منصوا ست دار الہ عذاب قولہ

گشت بیمار کہ چون چشم تو گردد نرگس	شیوۂ او نشدش حاصل و بیمار بماند

چون چشم تو غضیض الطرف شیوه دلربائی او ضمیر بچشم نشدش ضمیر شین بنرگس معنے این بیت آنست یعنی نرگس خو است کہ مانند چشم تو گردد لہذا بیمار گردید لیکن شیوۂ او حاصل نشد و بیمار گردید یعنے منسوب بہ بیمار شد قولہ

بتماشا گہ زلفش دل حافظ روزے	شد کہ باز آید و جاوید گرفتار بماند

زلف مراد عشق و دنیا کہ جاے ظہور ادست غزل

ہوس باد بہارم بسوے صحرا برد	یاد روے تو بیاورد قرار از ما برد

ہوس آرزو باد بہار نسیم فضل صحرا مراد صحرائے عشق باد مرشد و وارد قولہ

آمده گرم و ببرد آب رخم اشک چو سیم	زر بزرداد کسے کاند این کالا برد

یعنے اشک چون سیم من کہ بگرمی و تیزی در آمد و آب رخم کہ سرخی و تازگی است ببرد و زرد ساخت نہ موجب تحقیر منست بلکہ کسے کہ آمد یعنی اشک چون سیم و این کالا برد کہ سرخی و تازگیست زر بزرداد

یعنی نور علی نور ساخت و زینتے بر زینتے افزود قولہ

دل سنگین ترا اشک من آورد براہ	سنگ را سیل تواند برد دریا برد

آورد براہ مہربان ساخت و دوش فوق طربم سلسلۂ عشق بنشست این مصرع مبنی بر مقام محو و مصراع ثانی مبنی بر صحو قولہ

راہِ ما غمزۂ آن ترک کمان ابرو زد	رخت ما ہمدوی آن سرو سہی بالا برد

غمزہ ظہور و اخفا ترک کمان ابرو معشوق سرو سہی سروے کہ از بن دو شاخہ برآمدہ باشد و شاخے متمایل نشدہ قولہ

جامِ مے دی زلبت دم زروان بخشی زد	آبرو از لب جان بخش روان بخشا برد

جام مے سخن عشق زلبت کہ از لبت نسبتے دارد قولہ

بحث بلبل بر حافظ مکن از خوش نفسی	پیش طوطی تو ان صوت ہزار او برد

بلبل عاشقان و مقلدان طوطی کنایہ از خود ہزاران کنایہ از مقلدان غزل

ہر کرا با خط سبزت سر سودا باشد	پائے زین دائرہ بیرون ننہد تا باشد

خط سبز صفات و تجلیات سودا عشق زین دائرہ اشارت بعشق لالہ صفت مانند لالہ قولہ

در قیامت کہ سر از خاک لحد بر گیرم	داغ سودای تو ام سر سویدا باشد

سویدا ضمیر اے خال سیاہ کہ در دلست قولہ

تا کے اے گوہر یکدانہ روا خواہی داشت	کز غمت دیدۂ مردم ہمہ دریا باشد

گوہر یکدانہ معشوق قولہ

ظل ممدود خم زلف تو ام بر سر باد	کاندرین سایہ قرار دل شیدا باشد

ظل ممدود سایۂ دراز سر زلف جذبۂ عشق قرار دل شیدا باشد قرار دل عاشق در نسبت قولہ

چشمت از ناز بحافظ بکند میل آرے	سرگرانی صفت نرگس شہلا باشد

چشم مراد تجلی ذات سرگرانی تکبر و غرور غزل

ہرگز م نقش تو از لوح دل و جان نرود	ہرگز از یاد من آن سرو خرامان نرود

سرو خرامان کنایہ از محبوب قولہ

آن چنان مہر تو ام در دل و جان جا گرفت	کہ گرم سر برود مہر تو از جان نرود

ے مصرع ثانی با نزدیک ۱۲ فرح افزا

درازل بست دلم با سر زلفت پیوند	تا ابد سر نکشد وز سر پیمان نرود

سر زلف جذبهٔ عشق و اوعطف درمیان نکشد و مهر مخدومست سر خیال قوله

انچه از بار غمت در دل مسکین من است	برود دل ز من و از دل من آن نرود

برود رفع شود این اشاره بمهر آن اشاره بمحبت قوله

گر رود از پی خوبان دل من معذورست	درد دارد چکند کز پی درمان نرود

درمان عسلان غزل

هر آنکه جانب اهل وفا نگهدارد	خدایش در همه حال از بلا نگهدارد

جانب اهل وفا نگهدارد عنخواری دلدادگان نماید بلا رنج قوله

دلا معاش چنان کن که گر بلغزد پای	فرشته ات ببرد دست دعا نگهدارد

معاش زندگی که گر بلغزد پای اے مرگ ترا در یابد یا حادثه دامنگیر وقت تو گردد قوله

گرت هواست که معشوق نگسلد پیوند	نگاهدار سر رشته تا نگهدارد

معشوق نگسلد پیوند معشوق بیوفائی نکند نگاهدار سر رشته نقض و مخالفت عشق و یار قوله

حدیث دوست نگویم مگر بحضرت دوست	که آشنا سخن آشنا نگهدارد

محب حکایت محب بغیر نگوید قوله

نگاهداشت دل ما وجای بخشش نیست	ز دست بنده چه خیزد خدا نگهدارد

نگاهداشت دل ما یاد آوری نمود و بدلداری ما کوشید بخشش آزردگی ز دست بنده چه خیزد و بنده معاوضه او چه تواند کرد همین که دست بدعا برآرد که خدا حافظ او باد قوله

غبار راهگذارش کجاست تا حافظ	بیاد گار نسیم صبا نگهدارد

گذارش ضمیر شین بمعشوق غزل

هر که آن یکسر مو پند مرا گوش کند	همچو من حلقهٔ گیسوی تو در گوش کند

گیسو موے بافته هر که مقدار سر موئی نصیحت ما را بشنود همچو ما مقید بعشق تو گردد - دهن مخفی عارفان کان گوهر جان سفته اند سر مخفی را دهانش گفته اند مراد از سر مخفی سر یست در عشق که بر هیچکس معلوم نیست الا عاشقان و همین باعث جذب قلوب ایشان و موجب وصول ایشان

نظم) هر که خواهد که چو حافظ نشود سرگردان ۵ ترا همچو نان نه بدهند ایمان نرود

۵ این غزل در نسخ مطبوعه نیست ۱۲

بجانان است معصوم ولے زاہد و پارسا بادہ عشق بر بادلبت برامید حصول الطاف ۹
لب شیرین جوے شد لطف خداست ہمچو شکر نوش کند برغبت تمام دوش من کتف من دوش بدوش
تو رسیدہ فردا کتف تو رسید و دوش بدوش رسیدن کنایہ از اتصال است و مراد از ان
مشاہدہ جان در سر آن دوش کند از غایت اشتیاق در خیال آن دوش جان را فدا نماید
گل مراد سالکے کہ بمقام محبوبیت رسیدہ و سوسن کنایہ از سالک آزاد نرگس کنایہ از عاشق
منتظر چشم در راہ گل و سوسن و نرگس مراد عاشقان کہ ہر یک بنوع سخنے میگویند تا زبان ہمہ را
حسن تو خاموش کند ہمہ از مشاہدۂ تو لنگ گردند زان سبب برائے آن پیچ و خم و تاب دہی آراستہ
و پیراستہ کنی غزل

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذرے در مقام ما افتد

ہما نام جانور معروف ہمائے اوج سعادت اضافۃ بیانیہ قولہ

حباب وار براندازم از نشاط کلاہ	اگر ز روے تو عکسے بجام ما افتد

حباب بلبلہ براندازم از نشاط کلاہ اے نیست و فانی گردم جام دل قولہ

شبے کہ ماہ مراد از افق طلوع کند	بود کہ پرتو نورے ببام ما افتد

ماہ مراد اضافۃ بیانیہ و محبوب پر تو روشنائی قولہ

ملوک را بجورہ خاکبوس این در نیست	کے التفات جواب سلام ما افتد

رد حصول قولہ

چو جان فدائے لبت شد خیال می بستم	کہ قطرۂ ز زلالت بکام ما افتد

خیال مے بستم امید میدشتم قولہ

خیال زلف تو گفتا کہ جان وسیلہ مساز	کزین شکار فراوان بدام ما افتد

زلف جذبہ جان وسیلہ مساز کہ جان چیزے است محقر کزین شکار اشارہ بجان غزل

ہر انکو خاطر مجموع و یار نازنین دارد	سعادت ہمدم او گشت و دولت ہمقرین دارد

خاطر مجموع خاطر خالی از اندیشۂ غیر ہمدم محب و موافق قولہ

جناب عشق را درگہ بسے بالاتر از عقل است	کسے آن آستان بوسد کہ جان در آستین دارد

بسے بالاتر از عقل ست یعنی از احاطۂ عقل بالاست آن آستان اشارہ بحریم عشق جان در آستین جان در دست قولہ

دہان تنگ شیرینت مگر مُہر سلیمانست	کہ نقش خاتم لعلش جہان زیر نگین دارد

دہان تنگ شیرین صفت متکلمی وضمیر بہ محبوب مگر تحقیق کہ نقش خاتم لعلش جہان زیر نگین دارد سخنان دلپذیر او عالمے را شیفتہ گردانیدہ ومنقاد ساختہ قولہ

چو بر روے زمین باشی توانائی غنیمت دان	کہ دوران ناتوانیہا بسے زیر زمین دارد

بسے زیر زمین دارد مخفی دارد قولہ

بخواری منگر اے منعم ضعیفان و فقیر ما را	کہ صد مسند غرت فقیر رہ نشین دارد

منعم معشوق ضعیفان عاشقان رہ نشین نشیندۂ راہ غرل

ہر کرا خاک سر کویت مسکن باشد	پیش او گلشن فردوس چو گلخن باشد

مسکن جاے سکونت گلشن بضم گلزار گلخن بضم روفتہ قتال قتل کنندہ ہر چیز کہ گذاشتنی است در رہ او ہمہ گر یکسر سوزن باشد موافق آنست ؎ یکسو بدرہ نشستہ ویکسو زن ؎ این پردہ ہمیسو فگن ویکسو زن ؎ یکسر سوزن بقدر سوزن چیزے تو انست بمعراج رسید ؎ تا داشت ز اسباب جہان یکسوزن ؎ خشک و تر نیک و بد قلیل و کثیر و بر و بحر و ما حضر قالب غرل

یاد باد آن کہ ز ما وقت سفر یاد نکرد	بود اعی دل غمدیدہ ما شاد نکرد

میز در رقم خیر و قبول در ہنگام شدائد پیش می آمد آزاد نکرد در غم و فراق خود گذاشت کاغذین جامہ بخونابہ بشوئیم کہ فلک + کاغذین جامہ پوشیدن دادخواہ و تظلم کردن چہ پوشیدن جامہ از کاغذ در قدیم علامت دادخواہی بود ۱۲ من رشیدی رہنمونیم بپاے علم دادنکرد بفریاد من نرسید و مرا بمعشوق نرساند مرغ سحر عارف شکن بیش طرۂ شمشاد صفات کلک مشاطہ صنع اضافت بیانیہ وضمیر شین صنعش بر ہر کہ کہ در مصرعۂ آینده است ہر کہ اقرار برین حسن خداداد نکرد یعنے معتقد این حسن نشد و عاشق نگردید حسن خداداد حسن داد خدا یعنے حسن ذاتی بخلاف دیگران کہ عارضیست مطرب مرشد پردہ مگردان سخن ار مگردان بزن راہ عراق سرود عشق بنواز غزلیات عراقیست سخنان عاشقانہ است این رہ مستانہ سخنان عشق غرل

یاد باد آن که سر کویتوام منزل بود | دیده را روشنی از خاکدرت حاصل بود
دل چو از پیر خرد نقد معانی میجست | عشق میگفت بشرح انچه بر و مشکل بود

بشرح به بیان و تفصیل برو بر دل قوله

در دلم بود که بیدوست نباشم هرگز | چه توان گفت که سعی من و دل باطل بود

که سعی من و دل باطل بود بموجب التقدیر یضحک علی التدبیر قوله

دوش بر یاد حریفان بخرابات شدم | خم مے دیدم و خون دل و پا در گل بود

خم مے کنایه از عارف خون در دل گرفتار غم و ام پا در گل حیران و پریشان قوله

پس بگشتم که بپرسم سبب درد فراق | معنے عقل درین مسئله لایعقل بود

عقل را چه یارا که این مسئله دریابد قوله

راستی خاتم فیروزه بو اسحاقے | خوش درخشید و لے دولت مستعجل بود

خاتم بکسر و الفتح انگشتری فیروزه جوهریست مبارک قیمتی سبز فام بامداد که چشمش بران آید روشنائی افزاید بو اسحاق طائفه اند که بو اسحاق نیز گویند مراد از خاتم فیروزه بو اسحاق تجلی محبوب قوله

آه ازین جور و تظلم که درین دامگه است | نام نالے و لے زان عیش و تنعم که دران منزل بود

درین دامگه اشاره بدنیا و آه ازین رو گفت که بتحریر درنمی آید آه زان ناز با عتبار گذشته که در این محفل بود و آخرش فناست قوله

دیدی آن قهقهه کبک خرامان حافظ | که ز سر پنجه شاهین قضا غافل بود

کبک خرامان اهل دنیا معنے این بیت آنست یعنی اے حافظ آن خنده و طرب اهل دنیا را دیدی که از سر پنجه قضا غافل بودند و باد طرب بجام غفلت میپیمودند آخر الامر چون قضا بسر پنجه اش درکشید آنهم بر باد رفت و بجز حسرت بر نداشت غزل

یاد باد آن که نهایت نظرے با ما بود | رقم مهر تو بر چهره ما پیدا بود

یا د باد خطاب بمحبوب حقیقی و یا بمر شد رقم نبشتن اینجا بمعنے قروم قوله

یاد باد آنکه چو چشمت بعتابم میکشت | معجز عیسویت لب شکرخا بود

چشم تجلی ذاتی عتاب سرزنش معجز عیسوی فیض و لطف ازلی قوله

یاد باد آنکه صبوحی زده در مجلس انس | جز من و یار نبودیم و خدا آنجا بود

صبوحی زده مست و مخمور مجلس انس خلوتخانه جز من و یار نبودیم خدا آنجا بود در میان ما و تو غیر از خدا دیگرے نبود قوله

یاد باد آنکه رخت شمع طرب افروخت | وین دل سوخته پروانه ناپروا بود

ناپروا بے نیاز قوله

یاد باد آنکه خرابات نشین بودم و مست | آنچه در مجلسم امروز کمست آنجا بود

کمست اشاره بمشاهدهٔ محبوب قوله

یاد باد آنکه در آن بزمگه خلق و ادب | آنکه او خندهٔ مستانه زدی صهبا بود

صهبا شراب قوله

یاد باد آنکه مه من چو گله بشکستی | در رکابش مه نو پیک جهان پیما بود

مه من کنایه از معشوق مه نو کنایه از خود قوله

یاد باد آنکه با صلاح شما می شد راست | نظم هر گوهر ناسفته که حافظ را بود

با صلاح شما می شد راست بسبب اصلاح شما زیبے و نقد حال منمود گوهر ناسفته سخن که سفته الماس فکر هیچ سخنورے نگردیده غزل

یارم چو قدح بدست گیرد | بازار بتان شکست گیرد

قدح بدست گیرد بے نوشیدن آید بازار رونق قوله

در پایش فتاده ام بزاری | آیا بود آنکه دست گیرد

آیا لفظ تمنا قوله

در بحر فتاده ام چو ماهی | تا یار مرا بشست گیرد

بحر کنایه از عشق و هجران شست آهن سر بخم که بدان ماهی گیرند قوله

هر کس که بدید چشم او گفت | کو محتسبے که مست گیرد

مست اشارت بچشم قوله

خرم دل آنکه همچو حافظ | جامے زمے الست گیرد

مے الست محبت محبوب حقیقی و محبت ازلی ۔ غزل

یکدو جامم دی سحر کہ اتفاق افتادہ بود	وز لب ساقی شرابم در مذاق افتادہ بود

لب ساقی صفت متکلم مذاق چشیدن یعنی ہنگام سحر یکدو ساغر مشاہدات تجلیات موافق ارادہ الست افتادہ بود و از لب ساقی کہ صفت تکلم اوست شرابے در مذاق افتادہ بود ۔ قولہ

از سر مستی دگر با شاہد عہد شباب	رجعتے میخواستم لیکن طلاق افتادہ بود

رجعت بمعنے بازگشت و طلاق بمعنے رہائی معے چنان شود کہ از روی مستی و شوریدگی بار دیگر میخواستم کہ بعہد شباب رجعت نمایم و در عشقبازی جوانانہ در آیم لیکن ازان مقام رہائی افتادہ و مشاہدات تجلیات فروگذاشت نمی نمود و نیز میتواند بود کہ از سر مستی یعنی بیخودی بار دیگر با معشوقہ ایام جوانی کہ ہوا و ہوس باشد میخواستم کہ رجعتے کنم و بازید و پیوندم لیکن متنبہ شدم کہ گذاشتن آن شاہد بمنزلہ آنست کہ کسے زنے را طلاق دادہ باشد و آن طلاق بسبب گذشتن مدت عدت قابل رجعت نماند پس چون حال بدین منوال بود دبان شاہد ایام باز نہ پیوستم و نیز آنکہ میخواستم کہ با شاہد عہد شباب رجعت نمایم لیکن طلاق واقع شدہ بود و وقت رجعت نماند یعنی امکان نبود قولہ

در مقامات طریقت ہر کجا کردیم سیر	عاقبت ما را نظر بازی فراق افتادہ بود

القصد ان الاجتماع قولہ

ساقیا جامے دمادم دہ کہ در سیر طریق	ہر کہ عاشق وش نباشد در نفاق افتادہ بود

دمادم پے در پے قولہ نقش مے بستم کہ گیرم بوسہ زان جیسم مست ۔ محو بستم خیال مے بستم طاقت صبر از خم ابروش طاق افتادہ بود ای پیش ابروے او صبر را گنجایش نبود ۔ قولہ

از معبر مژدہ فرما کہ دوشم آفتاب	در شکر خواب صبوحی ہم وثاق افتادہ بود

معبر تعبیر کنندہ وثاق محل قولہ

گر نبودی شاہ یحیے نصرۃ الدین از کرم	کار ملک و دین ز نظم و انتساق افتادہ بود

شاہ یحیے مراد مرشد انتساق روان شدن غزل

یاری اندر کس نمے بینیم یارانرا چہ شد	دوستی کی آخر آمد دوستداران را چہ شد
آب حیوان تیرہ گون شد خضر فرخ پی کجاست	خون چکید از شاخ گل باد بہاران را چہ شد

چشم ۔

(نقل حافظ قلمی ساعت کہ این نظم پیدا شد ملاحظہ فرمائید)

ایجیوان عیش و کنایه از دین و کیش تیره گون ناپدید و خلل یافته خضر فرخ پی مراد مرشد شاخ گل سالک باد بهار فیض ازلی و مرشد قوله العل از کان مروت برنیامد سالهاست کان مروت خراب است اے کسے باکسے مردمی نکند تا بش خورشید وسعی بادو بارانرا چه شد گردش آسمانی راچه لذت دیدا قوله

گوئے توفیق و کرامت در میان افگنده اند	کس بمیدان رو نمی آرد سوارانرا چه شد

کس بمیدان روئے آرد یعنی کس طالب پیدائے شود قوله

صد هزاران گل شگفت و بانگ مرغی برنخاست	عندلیبانرا چه پیش آمد هزارانرا چه شد

معنے این بیت آنست که صد هزار مصنوعات صنع ایزدی بوجود آمد که وجود هر یکے دال بر صانع واجب الوجود اند هیچ یکے بصانع بے نے بردعاشقان و طالبان حق راچه شد که از پرده غفلت بدر نمی آیند و از مصنوعات بشناسائی صانع در نے آیند قوله

زهره ساز خوش نمیسازد مگر عودش بسوخت	کس ندارد شوق مستی میگسارانرا چه شد

زهره نام ستاره مراد مرشد عود بربط مراد زبان معنے آنست که مرشد ما نرا چه شد که خلق را بهدایت نمی شناسد و گنگ گشته میماند مگر زبانش سوخته یا کامش دوخته هیچکس ذوق عشق و محبت ندارد که لمحه از غفلت سر برآرد و عاشقانرا چه وجه پیش آمد۔

غزل ردیف الذال

اے ذوق شهد لعل تو در کام من لذیذ	حلوای قند گرسنه لبانرا در دهن لذیذ

شهد مراد سخن و نیز شهد لعل اضافه بیانیه و لعل کنایه از لب و مراد از لب عشق یعنی عشق تو با اینهمه تلخیهای رنج مرا لذیذ چون گرسنه را حلوائے قند قوله

دندان یار در دهن تنگ خوش نمود	در کام حقه دانه دُر عدن لذیذ

خوش نمود چنان خوش و دلکش که بیانش در مصرع لاحق است قوله

شهد و شکر هرانچه بیازار عالمست	شیرین از دست در دهنم این سخن لذیذ

شیرین از دست از و اشارت بلب یعنی نسبت بلب شیرین او یافته قوله

حظے دهد معنبر زلفت دماغ را	با شد بمغز نفحه مشک ختن لذیذ

حظ فرحت معنبر زلفت یعنی زلف معنبر تو نفحه بوے قوله

مارا بکام دیدۂ زاشک سپید و سُرخ | خطیست چون بباغ گل یاسمن لذید

کام درون دہن کام دیدہ درون دیدہ لذید مراد خوشنما غزل

اے گفتگوے لعل تو در کام جان لذید | شکر لبت چو طعم شکر در دہان لذید

لعل لب مراد عشق طعم مزہ قولہ

دندان تست قطرۂ شیر و شکر لبت | در کامہاست شیر و شکر بہر آن لذید

لب تو بمنزلۂ شکر و دندان تو چون قطرۂ شیر قولہ گفتم حدیث لطف تو آمد سخن لطیف یعنی حدیث سخن عشق تو می نوشتم ازان سخن من لطیف و شہرۂ آفاق شدہ کردم بیان وصف لبت شد بیان لذید ذکر بیان محبت تو میگفتم ازان کلام من لذید گردید کہ چون کاغذ زرے بر زند قولہ

دل ناوک تو خواست کہ باشد ہمے را | باشد ز طعنہاے دگر استخوان لذید

دل طلبگار ناوک عشق تو گردید تا خستہ و ضعیف گردد و محض استخوان باند چرا کہ عشق ہماست بلہم پرداز کہ بغیر از استخوان الملتفت نمیشاقولہ اورا ز بس کہ چاشنی حسن در لبست یعنی دل از بس کہ چاشنی گیر مادۂ حسن محبوبست پیوستہ حرف او گذر در زبان لذید پیوستہ حرف ذکر و ثناے او بر زبان لذیذ مے آید قولہ

حافظ نوشے ز شیرۂ جان پخت جلوہ | در آرزوی آن لب نادچنان لذید

شیرۂ جان تصدیع کمال و رنج بیشمار کہ موجب گزارش جانست جلوہ طاعت و عبادت غزل

عشق تو رسید بہا ہوش کنان اخذ | تا دیدۂ و دل را کند از بیم کنان اخذ

ہوش کنان اخذ ہوش اخذ کنان بیم کنان عاشقان کہ از دست برد عشق اندیشہ میتایند دیدہ و دل را از ایشان فرا گیرد نا پوشیدہ چشم و بے اندیشہ خود را بدریاے عشق اندازند قولہ دستار ستاند ز سر عالم و عابد عشق چیست کہ عالم و عابد را در عرض سوائی نشانہ زنار کند از کتف بر ہمنان اخذ عشق آنست کہ بیزاری از دین بخشد۔

غزل ردیف الراء

الا اے طوطی گویاے اسرار | مبادا خالیت شکر ز منقار

طوطی مرشد و این مصراع منادی است خالیت شکر ز منقار یعنی منقار تو از شکر خالی مبادا قال و اعلم انہ الناقۃ علی الحوض و فی المعنی عرضہ الحوض علی الناقۃ فانظر الیہ بالماقیۃ یعنی اے طوطی اسرار

از شکر خالی مباد منقار تو و این مصراع دعائیه است قوله

سرت سبز و دولت خوش باد جاوید	که خوش نقشی نمودی از خط یار

سرت سبز این مصرعه نیز دعائیه است خوش نقشی این مصرع منادی له است قوله

سخن سربسته گفتی با حریفان	خدارا زین معما پرده بردار

سربسته مشکل و مخفی حریفان عاشقان خدارا بواسطهٔ خدا زین معما پرده بردار اصل بنا این معما را قوله

بروی ما زن از ساغر گلابی	که خواب آلوده ایم ای بخت بیدار

ساغر دل عارف گلاب ما الورد مراد حقائق و معارف که دل مرشد دار خواب آلوده ایم گرفتار خواب غفلتیم بخت بیدار مرشد یعنی ای مرشد بروی ما از ساغر دل خویش گلابی بزن ای بیان حقائق و معارف بوجه احسن تا که از هوا و هوس خواب آلود غفلتم باشد که از مدد گاری تو از این خواب غفلت برهم و از مضجع خویش بجهم و قدم پیش نهم قوله

چه ره بود اینکه زد در پرده مطرب	که می رقصند با هم مست و هشیار

ره سرود مراد سخن زد در پرده بطریق اخفا بیان نمود مطرب مرشد قوله

سکندر را نبخشند آبی	بزور و زر میسر نیست این کار

سکندر نام بادشاه روم مشهور معنی آنست که مرغان فضای ملک و ملکوت که طائران آشیانه تقدیس و تسبیح بودند هر چند در طلب معرفت کوشش نمودند و خاک گلستان معرفت را که وجود آدم بود باجتهاد و جد زیر و زبر کردند و خود را بزیب و زینت معصومی آراستند قطرهٔ از این خمخانه و جرعهٔ از این پیمانه آشنایان را نرسید چرا که این کار بزور و بازو نیست بلکه این محض فضل ایزدی هست ذلک فضل الله یوتیه من یشاء قوله

ازان افیون که ساقی در مے افگند	حریفان را نه سر ماند نه دستار

معنی آنست که پیش ازین ما مست محبت بودیم چون مرشد بیان معارف و حقائق نمود مستی بر مستی افزود گویا مرشد افیون در مے ایشان کرد که حریفان را شناسائی سر و دستار نماند قوله

خرد هر چند نقد کائنات است	چه سنجد پیش عشق کیمیا کار

نقد زر مضروب کیمیا عملے است که قلب اعیان اسفل باعلے بدو خاص شود یعنی اعیان اسفل بواسطهٔ عمل او باعلے میتوان رسانید و از صف النعال بصف عریش توان رسانید یعنی عقل هر چند سکه زده

درگاه است ومحتاج الیه گدا وشاه است پیش عشق که کیمیاگری باشد که مس وجود سالکان را زر خالص سازد چه وزن وچه قیمت دارد قوله

بمستوران مگو اسرار مستی	حدیث جان مپرس از نقش دیوار

مستوران زاهدان ظاهر پرست اسرار مستی اسرار نامتناهی که از ادراک انسان دور است معنی آنست که ایشان هنوز از مشیمهٔ امهات عناصر وطبایع نه برآمده وقابل درک نگشته اند کما قال عیسی علیه السلام لن یلج ملکوت السموات من لم یولد مرتین مرة من بطن امه مرة من بطن الطبائع الی بین جنبیه که صورت آنها هنوز چون نقش بر دیوار است وحدیث جان از نقش دیوار پرسیدن بس دشوار قوله

بیمن دولت منصور شاهی	علم شد حافظ اندر نظم اشعار

یمن خجستگی علم مشهور شعر بمعنی کلام موزون معنی آنست که بخجستگی ومبارکی دولت سلطان منصور نامدار حافظ نشانمند شد در گفتن اشعار غزل

الا صبا نکهتی از کوی فلانی بمن آر	زاری وبیمار غمم را حت جانی بمن آر

صبا کنایه از مرشد نکهت باد خوش مراد نشان ونیز نکهت کوی مراد پیغام قوله

قلب بیحاصل ما را بزن اکسیر مراد	یعنی از خاک در دوست نشانی بمن آر

قلب دل اکسیر داروی کیمیا که بدان زر ونقره شود قوله در کمینگاه نظر با دل خویشم جنگست کمینگاه نظر مراد مقام عشق زابرو وغمزهٔ او تیر وکمانی بمن آر ابرو وغمزه تجلیات جلالیه یعنی از تجلیات جلالیه که بمنزلهٔ تیر وکمان باعث قتل اند بما عطا نما تا بآن این دل را که با ما بجنگ است مقتول سازم واز دست اورهائی یابم قوله درغریبی وفراق غم دل پیر شدم ۞ غریبی بیکسی وعاجزی پیر شدم چون پیر ضعیف تخفیف ساغرمی زکف تازه جوانی بمن آر ۞ شراب از مشاهدهٔ محبوب بمن آر تا از مشاهده از سر نو جوان گردم وجوانانه چست وچالاک بعشق درآیم قوله

منکران ازاهم ازین می دوسه ساغر بچشان	وگرایشان نستانند روانی بمن آر

منکران زاهدان ازین یعنی عشق یکدو سه ساغر بچشان سخنان بگو وگرایشان نستانند بگوش جان نشنوند روانی بمن آر فی الحال بما بگو که قدر سخن عشق عاشقان دانند ولذت شراب میخوارشناسد قوله

ساقیا عشرت امروز بفردا مفگن	یا ز دیوان قضا خط امانی بمن آر

ساقی مرشد عشرت امروز مشاہدہ محبوب کنید و بنجا حاصل باید کرد بموجب من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی یاز دیوان قضا از جناب حق خط امانے بمن آر کہ نافرداخواہم زیست قولہ

دلم از دست بشد دوش کہ حافظ میگفت	اے صبا نکہتے از کوی فلانے بمن آر

از دست بشد از اختیار رفت برخواند برزائدہ درین بیت خطاب بخود است چنانچہ گویند کہ بمجرد این سخن گفتم از دست رفتم تغزل

ای صبا نکہتے از خاک رہ یار بیار	ببر اندوہ دل و مژدہ دلدار بیار

نکہت ذکر از خاک رہ یار بیار معنے آنست عاشق حزین بطریق نیاز بصبا کہ پیغمبر عاشقانست التماس میکند کہ اے صبا ذکرے از عاشقی کہ خاک راہ معشوق شدہ و محبوب بر و زوہ قولہ

نکتہ روح فزا از لب دلدار بگو	نامہ خوشخبر از عالم اسرار بیار

معنے آنست از برای جان حزین مشتاقان سخن جان بخش کہ از لب آن دلدار برآمد بگو و پیغام فرحت اثر از جناب آن محبوب بمن بیار قولہ

تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام	شمہ از نفحات نفس یار بیار

معطر خشبو لطف نسیم مراد توجہ و پیغام مشام مغز شمہ از نفحات نفس یار بیار اند کہ از کلام جان پرور دوست بیان کن قولہ

بوفای تو کہ خاک رہ آن یار عزیز	بے غبارے کہ پدید آید از اغیار بیار

معنے آنست کہ اگر از عالم دردمندی دردی داری سوگند مرترا بوفای تو کہ با عاشقان مینمائی خاکرہ علامت و مراد از ان کلام بے غباری کہ پدید آید از اغیار بے آمیزش و مخالطت از غیر قولہ

گردی از رہگذر دوست بکوری رقیب	بہر آسایش این دیدہ خونبار بیار

گردے از رہگذر دوست مراد از گرد ہمین گرد یا انچہ در خاکراہ بالا گفتہ شد بکوری رقیب برائے کور کردن دشمنان بہر آسایش این دیدہ خونبار بہر مسکین این دیدہ گریان قولہ

خامی و سادہ دلی شیوہ جانبازان نیست	خبرے از بر آن دلبر عیار بیار

خامی بد دلی سادہ دلی سلیم القلبی جانبازان عاشقان حاصل آنست کہ بیے و ہر سیدیم خبرے از بر آن دلبر عیار بیار تا جانرا فدا سازم و خود را باو سپارم قولہ

شکر آنرا که تو در عشرتی ای مرغ چمن	با سیران قفس مژده گلزار بیار

مرغ چمن بلبل مراد مرشد قفص بصاد و سین هر دو آمده است قوله

دل دیوانه ز زنجیر نمی آید باز	حلقهٔ از خم آن طرهٔ طرار بیار

حلقهٔ از خم آن طرهٔ طرار بندی از جذبات عشق آن محبوب قوله

روزگار سیست که دل چهرهٔ مقصود ندید	ساقیا آن قدح آئینه کردار بیار

شب و روز در وصل آن نگاریم اما هنوز بمقصد نرسیده ایم ساقیا آن قدح آئینه کردار + ساقی مرشد قدح آئینه کردار مراد عشق از ذکر ظرف و اراده مظروف و نیز دل مصفا قابل دیدن وی جانان قوله

کام جان تلخ شد از صبر که کردم بیدوست	عشوهٔ زان لب شیرین شکر بار بیار

سخنے از زبان معشوق و نیز تجلی جمالی شامل لطف قوله

دلق حافظ بچه ارزد بمیش رنگین کن	وانگهش مست و خراب از سر بازار بیار

دلق وجود بچه ارزد قدری ندارد بمیش رنگین کن غرق عشق سازخراب و بیدل و مست از ره بازار بیار بر عالمیان جلوه ده غزل

ای خورم از فروغ رخت لالهٔ زار عمر	باز آ که ریخت بی گل رویت بهار عمر

این بیت خطابیست که ناظم در زمان شیب کرده است شاهد رعنای شباب را و ستایش حالت ضعف و پیری نموده و تمنای محالی کرده است این گفته باز آ که ریخت همچنان که در عرف خوب مثل شده که میگویند لیت الشباب یعود کاشکے جوانی باز گردیدی چه باز گردد که برای رفته است تواند باز گشتن در ریغ که لذت حیات در آن جوانی بوده و حیاتے که در پیریست حیاتے نیست بلکه مقدمهٔ مماتست این قول آن پیر ناتوان است که شاهد رعنای شباب را گم کرده که قوله

از دیده گر سرشک چو باران فرو رود	کاندر عمست چو برق بشد روزگار عمر
اندیشه از محیط فنا نیست هر کرا	بر نقطهٔ دهان تو باشد مدار عمر

دهان سر مخفی اے هر که عاشق تست و مدارش بر سر مخفی از فنا شان پاک نیست ؎ کشندهٔ هر جائیکه تریاک نیست ؎ فنائے او بقائے اوست اگرچه در ظاهر فنائے اوست قال ان اولیاء الله لا یموتون بل ینقلون من الدار الی الدار دیگر لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء عند ربهم

ملم اگر چه بندگان و جوانی هر دو بر دوام نیست فانی است نگارنده هم بندگی و جوانی هر دو گذشته از مذهب تعین است ۱۲

یرزقون فرحین قوله

نے عمر زندہ ام من و این بس عجب مدار	روز فراق را کہ نہد در شمار عمر

معنے آنست کہ حیات و زندگانی درین جہان فانی آنست کہ عمر گرانمایہ در خدمت محبوب صرف شود و حیاتے کہ دور از خدمت معشوق است حیات نیست بلکہ مماتست در صورت حیات قوله

در ہر طرف کہ خیل حوادث کمین گہست	زانرو عنان گسستہ دوانند سوار عمر

زانرو بدان واسطہ عنان گسستہ زود تر ما حصل میت آنست درین عالم فانی کہ لحظہ وصال جانان دست داد محب باید کہ آن دم را غنیمت شمرد و قدر وقت را بشناسد زیرا کہ در ہر طرف انواع حوادث عاشقان را چنین گفتہ اند کہ قوله

این یکدو دم کہ وعدۂ دیدار ممکن است	دریاب کار دل کہ نہ پیداست کار عمر

ہان ہشیار شو نہ پیداست کار عمر حقیقت عمر معلوم نیست و غافلانرا کہ اسیر شہوت تن و محبوس نفس و بدن اند خطاب کردہ بدین قوله

تا کے مے صبوح و شکر خواب صبحدم	ہشدار ہان کہ رفت ز دست اختیار عمر

شکر خواب یعنی خوابے کہ بعد صبوح کنند و خواب استراحت و خواب خوش را بدین نام خوانند قوله

دی در گذار بود و نظر سوے ما نکرد	بیچارہ دل کہ ہیچ ندید از گذار عمر

غزل

اے بر امید وصل تو موقوف کار عمر	عمر منی کہ پیر شوی در کنار عمر

یعنے ای کسے کہ کار عمر ما ای زندگی ما موقوف بامید وصل تست یعنے وقتیکہ بوصل تو رسم عمر را در سر تو حاصل کنم و تو بجای عمر عزیز من ہستی میخواہم کہ در عمر بحالت پیری رسی و این اشارت بآنست کہ عمر را عمر عزیز کنایت از محبوب نثار عمر مراد از عمر محبوب چنانچہ در صدر بیت غزل

ای بردہ گوی حسن ز خوبان روزگار	قدت بر استی چو سہی سرو جویبار

قد قامت و بوست نہ غالہ و شکافتن و بریدن بدر آید سہی سرو سرے کہ در شاخہ بست بر آمد ما در شاخ نشاید قوله

الحق وجود نقش و نشان دہان تو	موہوم نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکار

الحق راست دہان تو نعین وحدت موہوم نقطہ باعتبار عدم ادراک نہ پنہان باعتبار آنکہ چون قیام این کثرات

(مقطع) حافظ سخن بگو کہ در وصف کیست این نقش مانداز تو کہ مانداز تو یادگار

بدو دست بس ظاهر است نه آشکار باعتبار عدم ادراک قوله

دادیم دل بدست خط و خال و زلف تو	از دست هر ستم چه کشد این دل فگار

خط و خال تجلیات متنوعه زلف جذبهٔ عشق باید حصول تجلیات متنوعه تو گرفتار عشق تو گردیدم۔

قوله باد اهرار دشمن اگر یار با من است	دائم مصاف را و نترسم ز کارزار

با من ست یار ما ست و ملتفت ما ست قوله

عشقت چو در سراچهٔ دل خانه گیر شد	زین در اگر بدر شوم آیم با ضطرار

سراچه سرائے خورد بمنکفش ضمیر شین بعشق قوله

گر سرو پیش قد تو سرمے کشد مرنج	عقل طویل را نبود هیچ اعتبار

سرو کنایه از عاشق آزاد پیش قد تو اے باذات تو سرمے کشد سرکشی کند و دعوے انا الحق میزند عقل طویل را نبود هیچ اعتبار قال علی رض اذا تم العقل نقص الکلام قوله

منصوبهٔ هوای تو حافظ کنون چو بخت	در ششدر غمت دلش افتاده مهر و ار

منصوبه بازی هفتم نرود و آن هفت اند ۵ گر شایم ده هزارت بار شاید هم زیا ✤ چون نشینی بر فراز تخت قصر ششدری ✤ چشم دارم هم تو منصوبه کن از لطف طویل ✤ گرچه فارد خانه گیری هشتم اندر ششدری ✤ کعبتین بخت چون در طاس ناید پنج شش ✤ پس چه سان نرد چون چرخ ایدل جانبری

اسامی بازیهادرین ابیات هستند۔ فارد۔ زیاد۔ ستا۔ هزاران۔ خانه گیر۔ طویل۔ منصوبه۔ دو چار هشت در و بار وے در و بر دو دو چار یعنی شش غزل

اے باد شکبو بگذر سوے آن نگار	بگشا گره ز زلف و بوے بمن بیار

زلف ای زلف بر بسته عبارت از جذبهٔ عشق بوے امید طمع و خوی بپرس ۵ یعنی احوال پرسی عاشقانه قوله

باز آ و بگو که اے مه نامهربان من	باز آ که عاشقان تو مردند ز انتظار

باز آ یعنے از ین استغنا باز آ قوله

کردی چو روزگار فراموش بنده را	زنهار عهد یار وفادار گوش دار

زنهار البته یار وفادار کنایه از خود گوش دار یاد دار و فراموش ممکن غزل

ای دل از شام فراق روز هجران غم مخور	شام هجران هم رسد روزے بپایان غم مخور

۵ این شعر با ذکر نرفت ۱۲

۵ این بیت با ذکر نرفت ۱۲ (مقطع) حافظ تو تا بکے غم مال جهان خوری
بیا بغم خور که جان نیست پایدار

پایان آخر هست تاریکی سار و شنائی در عقب بوجیان مع العسر یابلبل کنایه از خود جمعیت زیبایش و آرایش اخوان هوا های نفس و شیطان یوسف کنایه از تجلی محبوب چاه اختفا بیت احزان سوگخانه و نیز یعقوب خانه ساخته بود که در فراق یوسف از همه بریده و در انخانه خلوت گزیده و آنرا بیت الاحزان نام نموده یعقوب مراد سالک مهجور یوسف محبوب بشیر مژده دهنده و نام شخصی که مژده پیراهن یوسف به یعقوب آورده اینجا کنایه از مرشد یوسف گم گشته تجلی رو در نقاب شده کنعان کنایه از دل عاشق بدست غم مده غم مخور سمرقند نام شهری مشهور در اصل سمر کند چه سمر نام پادشاهی بانی آن کند ترکان شهر و ده را گویند و قیل جنة الدنیا اربعة السغد والسمرقند والری وغوطة الدمشق سلطان خراسان سنجر که ملک خراسان بود و هر که بادشاه خراسان بود غزل

بعد ازین هرگز نه بیند هیچ میخواره ای دگر	همچو من میخواره مشکل تو خماری دگر

خمار بادہ فروش یعنی مرشد قولہ

ساقیا داریم چندانی که مرا زدست وے	میخورم و باز میگویم یکبار دگر

ساقی حضرت حق دارم مرا یعنی اے ساقی وائے مصور وائے نافخ ارواح چندان نگهدار مرا که دیگر بمحبوب بمرشد خود پیوندم و جام محبت از دستش بنوشم و بعرض راز خود بگوشم یعنی پیش ازین یکبار باین دولت رسیدم مرة اخری میخواهد خرقه پشمینه عبای درویشان گمیسوی کنایه از اوصاف الهی معنی آنست که خرقه درویشی را ترک دهم و در زهد و فروتنی بگوشم و از روی ریا دوری گزینم و در زمین استعداد خود تخم اوصاف کمال در پاشم و تخلقوا باخلاق الله نمونه یکرنگ حدیث باشم کارگر انیست کاین مستی عزیزان میکنید یعنی اگر طاعت انیست که این ظاهر پرستان از روی ریا میکنند غزل

پروانه نمی شکیبد از دور	ور قصد کند بسوزدش نور

پروانه کریمیست مشهور عاشق شمع نمی شکیبد صبر نمیکند عاشق را در هر دو حال خرابی است که نه با او میتواند ماند و نه بی او اگر نه بیند مے سوزد و گر بیند میرد سوزم گرت نبینم میرم وگر نمائی هر کس بخیال خود گرفتار هر کسے بموجب کل حزب بما لدیهم فرحون چیزے که دارند فرحت کنند گانند عالمان بعلم و زاهدان بزهد و متقیان بتقوی و قس علی هذا القیاس صاحب نظران عاشقان بروی منظور شاهد و محبوب قضا حکم کردن عرض ظاهر کردن مستور پوشیدها و آندم آنوقت تو در بهشت باشی تو دیدار خود بعاشقان نمائی

۵ این غزل در نسخ موجودہ نیست ۱۲

۵ این غزل در شرح بایسنغری نیست ۱۲

هرگز نکنم نگاه در حور این بیت با بیت سابق بمضمون این بیت متحد است ۵ روز قیامت شود پله بمیزان نهند بخلق بجنت رود من نگرم سوے دوست ناب خالص سلسبیل نام چشمه ایست عینا فیها تسمے سلسبیلا و همچنین کافور و مزاجها کافورا غزل

چون صبح کرد عزم جهانگیری آشکار	آفاق را ز جمله زریفت شد شعار

شعار لباس اسلاق بفتح نشستگاه سلاطین در زمستان ایلاق نشستگاه ملوکان در تابستان طلیعه فوج را گویند که پیش از مقدمه بود کامگار خداوندا مر غزل

دیگر بشاخ سرو سهی بلبل صبور	گلبانگ نے دکه چشم بد از روی گل بدور

مراد از شاخ درجه سرو سهی نشستگاه بلبل مراد مقام عشق بلبل عاشق گلبانگ آواز بلبل بد دور باز ائده قوله

ای گل بشکر آنکه شگفتی بکام دل	با بلبلان بے دل شیدا مکن غرور

گل کنایه از محبوب شیدا دیوانه غرور تکبر قوله

از دست غیبت تو شکایت نمیکنم	تا نیست غیبتے ندهد لذتے حضور

غیبت جدائی شکایت نمیکنم چه الاراده ترک الاراده تا نیست غیبتے ندهد لذتی حضور تاثیر هجران نکشد نوش وصل را لذت نیابد قوله

گر دیگران بعیش و طرب خرم اند و شاد	ما را غم نگار بود مایه سرور

دیگران کنایه از ظاهر پرستان عیش و طرب کرو فر شاد بیغم غم نگار عشق محبوب سرور شادی قوله

زاهد اگر بحور و قصور ست امیدوار	ما را شراب خانه قصور ست و یار حور

قصور جمع قصر قوله

میخور بیانگ چنگ و مخور غصه کسے	گوید ترا که باده مخور گو هو الغفور

بیانگ چنگ علانیه و آشکارا و کسے اشاره بزاهد هو الغفور اوست بخشنده و بیامرزنده و رسازد بهوے وصل با سد وصل با نیش نوش باشد با غم بود سرور بموجب ان مع العسر یسرا و مع الطرح فرح نوش چیزے شیرین و آبجمات و تریاک قوله

حافظ شکایت از غم هجران چه میکنی	در هجر وصل باشد و در ظلمت ست نور

ظلمت تاریکی نور روشنی غزل

ه این غزل در نسخ موجوده نیست ۱۲

ل این بیت در نسخ موجوده نیست ۱۲

دلا چندم بریزی خون نمی دیده شرم دار آخر | تو نیز ای دیده خوانے کن مرا دل برآر آخر

یعنی اے دل تا کے مرا در غم واندوه داری واز دیده که مدام بتو نگرانست شرمے دار ای دیده تو نیز رحمے نما و مرا دل برآر یعنی بشاهد و ستان قوله

منم یارب که جانا نرا زعارض بوسه می چینم | دعای صبحدم دیدی که چون آمد بکار آخر

دیدی خطاب بدل آمد بکار آخر مستجاب گردید قوله

مراد دنیا و عقبے بمن بخشید روزی بخش | بگوشم قول چنگ اول بدستم زلف یار آخر

روزی بخش خدا چنگ نام ساز قول چنگ تلقین مرشد اول اشاره به نشأة الاولے زلف یار خد به آخر اشاره بنشأة الآخرة معنے آنست که حق تعالے از روے فضل وکرم مرادات دینی ودنیوی من ارزانی داشت که در دنیا قابلیت سماع حقائق ومعارف از مرشد عطا فرمود در آخرت نوید وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة دراد ونیز آن باشد که اول قابلیت سماع وحقائق ومعارف از مرشد عطا نمود و بآخر زلف یار که کنایه وصل است میسر ساخت قوله

چو باد از خرمن دونان ربودن خوشه تا چند | زهمت توشه برداروتخمے خود بکار آخر

دونان کنایه از ظاهر پرستان زهمت اشاره بان الله یحب المعالی الهمم وهمة الرجال تقلع الجبال معنے آنست که همچو باد که کام میکشاید واز خرمن فرومایگان خوشه می باید تا کے بظاهر پرستان تقلید بنمائی ومنتظر وقت ایشان آئی تا دست گرفته ترا بکار رسانند که ایشان از دون همتی خویش ونیمنے نجو دانند از همت وقصد خویش توشه بردار وجهدے کرده تخمے در زمین استعداد خود بکار قوله

نگارستان چین دانم نخواهد شد خراب آخر | بنوک کلک رنگ آمیز نقشے می نگار آخر

نگارستان نگارخانه چین شهریست که بتازی صین خوانند اطلبوا العلم ولو بالصین نگارستان چین مرتبه عشق حقیقی معنے آنست که مرتبه عشق حقیقی قابل فنا نیست وهر که بدان مقام رسد شایان آنست که در انقام درآمده از کلک رنگ آمیزی شعرے درخور انگیزد که بصفحه روزگار نقشے ماند وپس آینده عکس آن بستاند قوله

دلا در ملک شیخیری گر از اندوه نگریزی | دم صبحت بشارتها بیار دزان نگار آخر

ملک شیخیری اضافه بیانیه ونیز راه حاصل دم صبح وقت انقضای اندوه دم صبحت وقت صحبت معشوق قوله

بتے چون ما ه ذانوز دمی چون لعل میش آورد | تو گوئی تا بجم حافظ ز ساقی شرم دار آخر

بُت بضم اینجا پرستش کنند صورت از چوب و سنگ و مثله پیش آورند پیش آرند یعنے در پیش موجود دارندہ
شرم دار آخر یعنے پوش غزل

روی بنما و وجودِ خودم از یاد ببر	خرمنِ سوختگان را همه گو باد ببر

روے بنما خطاب بمحبوب حقیقی و مرشد وجود خودم از یاد ببر مرا از ین ہستی مستعار لایعقل ساز خرمن
وجود سوختگان عاشقان ہمہ گو باد ببر نیست و معدم باد قولہ

ما که دادیم دل و دیده بطوفان بلا	گو بیا سیل غم و خانه ز بنیاد ببر

طوفان بلا عشق کہ العشق تمام المحنۃ و البلا سیل غم کنایہ از عشق خانہ زبنیاد ببر و جود منطمس ساز قولہ

دوش میگفت بمژگان سیاهت بکشم	یارب از خاطرش اندیشهٔ بیداد ببر

مژگان سیاہ شدائد و بلیات عشق از خاطرش ضمیر شین بمعشوق قولہ سینہ گو شعلہ آتشکدہ
پارس باش پارس نام ولایتے و انجا شہر شیراز و سپاہان و کرمان و یزد معنے آنست گو سینہ پارہ آتش
باش در سوختگی حاصل آن کہ عاشق را غیر از سینہ سوزان حاصلے نہ دیدہ گو بہ برخ دجلہ بغداد ببر
یعنے دیدہ را بگو کہ در اشک فشانی غیرت دجلہ شو یعنی محب را غیر از دیدہ گریان کارے نہ۔ قولہ

زلف چون عنبر خامش که ببوئید هیهات	اے دل خام طمع این سخن از یاد ببر

زلف عنبر مراد وصل ببوئید حاصل نماید خام طمع اشارہ مالتراب و رب الارباب از یاد ببر فراموش کن
قولہ

سعی نابردہ درین راہ بجائے نرسی	مزد اگر میطلبی طاعتِ اُستاد ببر

سعی نابردہ بے ریاضت درین راہ اشارہ بعاشقی بجائے نرسی بمطلب نرسی یعنی بمعرفت وصل
مزد اگر میطلبی وصل حق اگر میخواہی طاعت اُستاد ببر در طاعت و پیروی محمد و پیرباش قولہ

دولت پیر مغان باد که باقی سهلست	دیگرے گو ببر و نام من از یاد ببر

کہ باقی سہلست کہ جان و مال اگر رفت مضائقہ نیست دیگرے گو ببر و نام من از یاد ببر اگر دیگرے نام مرا
از یاد ببرد و یاد میارد و گو میارد غزل

روی بنما و مرا گو که دل از جان برگیر	پیش شمع آتش پروانه بجان گو برگیر

دل از جان برگرفتن از جان نومید شدن معنی مصراع ثانی آنکہ پروانہ را بگو کہ پیش شمع آتش بجان برگیر
یعنے خود را بسوز قولہ

برلب تشنهٔ ما بین و مدار آب دریغ	برسر کشتهٔ خود آئی و زخاکش برگیر

ماحصل بیت آنست که ماهی جانم که بآب محبت تو خوگر گرفته بیرون کش و عندلیب روحم که برگل رخسارهٔ تو والهٔ شده حجاب میان میار که طاقت آن ندارد و مرغ دلم که در هوای تو پر و بال میزند بناوک نا امیدی مجروح چون حیاتش بقربت دار و بآتش فرقت مسوزاے در خوبی بے همتا بر خراب شده خود نظرے انداز و ای مایه دار حسن بکوتهٔ جمال کش و بمستمندان دیده های مراده که بهتر ازین مستحق در عالم کم یابی اے دستگیر از پا در آمده را از خاکش برگیر۔ قوله

چنگ بنواز و بساز ار نبود عود چه باک	آتش عشق در دلم عود و تنم مجمر گیر

عود نام چوبے ست خوشبو که مے سوزند و نام سازے قوله

ترک درویش مگیر از نبود سیم و زرش	در غمت سیم شمار اشک و رخش را زر گیر

درویش عاشق کنایت از خود قوله

در سماع آی و زسر خرقه برانداز برقص	ورنه در گوشه نشین دلق ریا در بر گیر

زسر خرقه برانداز هستی مستعار را محکن قوله

صوف برکش زسر و بادهٔ صافی درکش	سیم در باز و بر دسیمبرے در بر گیر

صوف برکش زسر لباس ظاهر آرائی را دور کن۔ بادهٔ صافی درکش عشق و محبت حقیقی که مبرا از ماسوا باشد حاصل نما سیم در باز ترک عبادت و زهد ریائی نما سیمبری در بر گیر مرشدی حاصل نما قوله

دوست گر یار شود جمله جهان دشمن باش	بخت گو پشت مکن روی زمین لشکر گیر

دوست گر یار شود یعنی عنایت دوست کار ست۔ جمله جهان دشمن باش از دشمنی غیر باکے نیست بخت گو پشت مکن اقبال بخت میباید قوله

میل رفتن مکن ایدوست دمے با ما باش	برلب جوے طرب جو و بکف ساغر گیر

برلب جوے کنایت از دنیا و وجود و جهان۔ جو طرب جو تماشا کن لب ساغر گیر یعنی در میخوشی در آو یا بگفتن سخنان عشق و محبت مشغول شو قوله

رفته گیر از برم این آتش و آب و چشمم	گونه ام زرد و لبم خشک و دهانم تر گیر

گونه ام زرد یعنی حالت من برین رسیده که رنگ من کهربا وار زرد گردیده لبم خشک لب من خشکی

پذیرفته کنارم تر گیر از کثرت گریه کنار من بمنزله جوے گردیده قوله

حافظ آراسته کن بزم و بگو واعظ را	که ببین مجلسم و ترک سر منبر گیر

بزم کنایه از وجود باعتبار جامعیت غزل

روز نوروز و مے و مطرب و معشوق و بهار	مستی و عشرت و آغوش و پریروے نگار

نوروز یعنے آن روز که آفتاب در نقطهٔ حمل آید بتازیش نیروز خوانند۔ من ابراهیم شاهی غزل

ساقیا ساغر شراب بیار	یک دو ساغر شراب ناب بیار

ناب هر چه بے آمیزش و خالص باشد قوله

داروے درد عشق یعنے مے	کوست درمان شیخ و شاب بیار

درمان علاج شیخ پیر شاب جوان درمان شیخ و شاب یعنے پیر را جوان باز دو جوان را چالاک قوله آفتاب ست و ماه باده و جام باده اشارت بآفتاب و ماه اشاره بجام درمیان مے آفتاب بیار یعنے جام را مالامال از باده ساز قوله

برزن این آتش مرا آبے	یعنے این آتشے چو آب بیار

آب برزدن فرو نشاندن آتش مراد عقل که سبب افروزش عالم است و نیز عشق که موجب سوختگی عاشق است آن آتش چو آب مشاهدهٔ روے دلدار و نیز عشق که بظاهر سوزنده و بباطن موجب بقا معنے آنست که اے ساقی برآتش عقل من که اشغال تمام دارد آبے برزن و تا بش ویرا از بس اشتعال برافگن یعنی عشق که فی الحقیقت سوزنده و غیر خود را ناچیز کننده و چون آلبست لطیف و اجزاے وجود در آینده و آتش عقل کشنده بیارو برآتش عقلم بریز که عقل با عشق کارے ندارد قوله

گل اگر رفت گو بہ شادی رو	بادهٔ ناب چون گلاب بیار

گل اگر رفت مراد از گل عقل و جوانی بادهٔ ناب عشق و محبت قوله

غلغل بلبل ار نماند رواست	قلقل شیشهٔ شراب بیار

یعنے قیل و قال علماے ظاهری نماند رواست بیان حقائق و معارف مرشد طریقه که بالاتر از وست بیار که سزاست قوله

وصل او جز بخواب نتوان دید	داروے کوست اصل خواب بیار

وصل او کنایه از مشاهدهٔ محبوب جز بخواب نتوان دید حصول آن جز بفناے صفات بشری نگردد

داروی یعنی شغلهای عشقی اصل خراب اصل فنای صفات بشری قوله

گرچه مستم بده دو جام دگر	تا بکلی شوم خراب بیار

گرچه مستم اگرچه شمه از عشق حصول نموده بده دو جام دگر یعنی از دیار عشق ارزانی دار تا بکلی شوم خراب بکلی نیست گردم در صفات و افعال و ذات قوله

یا صواب است و یا خطا خوردن	گر خطا هست دگر صواب بیار

صواب نیک قوله

یک دو رطل گران بجا فظ ده	گر گناه است دگر ثواب بیار

رطل پیمانه گران بزرگ ثواب مراد باعث اجر غزل

سرو بالا بلند و خوش رفتار	دلبر نازنین و گل رخسار

بالا قد نازنین متصف بناز دل ما برده بعیاری شوخی و چالاکی از برای خدا کاریکه بواسطه کنند از برای خدا گویند نگاهش ضمیر شین بر دل جادو ساحر سنبل زلف کنایه از جذبه عشق و حقائق مشک کنایه از پند و نصیحت عقل غزل

شب قدر است و طے شد نامه هجر	سلام فیه حتی مطلع الفجر

شب قدر کنایه از شب وصل طے شد پیچیده شد ای رفت نامه هجر زمان هجر یعنی مصرعه ثانی آنکه سلامتی باد در آن شب تا وقتیکه طلوع کند فجر قوله

الا در عاشقی ثابت قدم باش	که در این ره نباشد کار بے اجر

الا دانا و آگاه باش در این ره یعنی در عاشقی کار بے اجر محنت لا ینفع ان الله لا یضیع اجر المؤمنین ثمرها چینی حصول فائده ها کنی شجر مراد درخت محبت قوله

من از رندی نخواهم کرد توبه	ولو اَدّبتنی بالهجر والحجر

اگر ادب کنی تو مرا بجدائی و سنگ قوله

برآ اے صبح روشن دل خدارا	که بس تاریک می بینم شب هجر

صبح روشن دل کنایه از محبت یا صبح وصال خدارا بواسطه خدا قوله

وفا خواهی جفا کش باش حافظ	فان الربح والخسران فی التجر

بدرستیکه سود و زیان در تجارت است باین که تاجران اول محنت میکشند و زر خرج میکنند بعد ازان سود

۴ این در نسخ موجوده نیست ۱۲

۵ این در نسخ موجوده در دو نسخه ۱۲ هست

می نمایند جفای معشوق بمنزلهٔ زیان تجارت است و وفای معشوق بمنزلهٔ سود تجارت است غزل

صبا ز منزل جانان خبر دریغ مدار | وز و بعاشق مسکین خبر دریغ مدار
بشکر آنکه شگفتی بکام دل ای گل | نسیم وصل ز مرغ سحر دریغ مدار

شگفتی بکام دل بمقصود دل رسیدی خندان شدی گل محبوب نسیم وصل یعنی نوید وصل مرغ سحر عاشق قوله

حریف بزم تو بودم چو ماه نو بودی | کنون که ماه تمامی نظر دریغ مدار

چو ماه نو بودی یعنی در مبادی احوال ماه تمامی بدرجهٔ کمال هستی قوله

کنونکه چشمهٔ نوشست لعل شیرینت | سخن بگوی و ز طوطی شکر دریغ مدار

طوطی عاشق شکر کنایت از لب و مراد از لب لطف و بوسه که کنایه از وصل است قوله

جهان و هر چه در و هست سهل و مختصرست | ز اهل معرفت این مختصر دریغ مدار

هر چه در وهست یعنی از مشاهده و مکاشفه سهل آسان مختصر اندک قوله

مکارم تو بآفاق مے برد شاعر | از و وظیفه و زاد سفر دریغ مدار

مکارم بزرگیها بآفاق مے بر د شهرهٔ روزگار میاز د شاعر عاشق که مدح پرداز معشوق است زاد سفر توشه مراد لطف و فضل مسافران عاشقان که سالک مسالک عشق اند همت توجه سیر نشاط طی الارض مقدم پیش آمدن مقر جای قرار مراد محل قوله

چو ذکر خیر طلب میکنی سخن این است | که در بهای سخن سیم و زر دریغ مدار

ذکر خیر طلب میکنی طالب ذکر خیر هستی بهای سخن خریدن ذکر خیر سیم و زر کنایه از لطف و فضل قوله

غبار غم برود حال به شود حافظ | تو آب دیده ازین رهگذر دریغ مدار

غبار غم برود رفع غم شود حال به شود حال بسامان پذیرد آب دیده گریه انبعاث برای آنست که البکار تحصیل المرادات

غزل

عید است و موسم گل و یاران در انتظار | ساقی بردی یار بیین ماه و مے بیار

عید کنایه از وقت عشقبازی که میخواری است موسم گل بهار مراد جوانی یاران مراد حواس قوله

گر فوت شد سحور چه نقصان صبوح هست | از مے شوند روزه کشا طالبان یار

سحر طعام سحر گهی مراد بندگی و ریاضت مرتبهٔ زهد صبوح بفتح شراب که بامداد جهت خمار شکنی دوشینه خورند اینجا کنایه از مرشد عشق است روزه کشا روزه کشاینده معنی آنست که اگر اعمال مرتبهٔ زهد و پرهیزگاری

ه یعنی اگر فرصت نماز نیست دیر نشد

از دست رفت نقصانے ندارد کہ اعمال عشق کہ ازان بالاتر است و خوشتر سالک را عشق عیش می آرد وحالیا طالبان صادق و عارفان واثق زہد و صلاح را بعشق بدل نمایند و روزہ کہ کنایہ از دست باز داشتن تعلیم اینجا نست بدون وصال دوست نمی کشایند الدنیا یوم ولنا فیہا صوم قولہ

دل برگرفتہ بودم از ایام گل وے	کارے نکرد ہمت پاکان روزگار

دل برگرفتہ بودم یعنی رغبتے نداشتم ایام گل بہار کہ آوان میخواریست یعنی عشق قولہ

جز نقد جان بدست ندارم شراب کو	کان نیز بر کرشمہ ساقی کنم نثار

شراب مراد عشق و شاہد کرشمہ ساقی تجلی محبوب قولہ

دل در جہان مبند و ز مستی سوال کن	از فیض جام و قصہ جمشید کامگار

دل در جہان مبند و بلبستگی بدنیای فانی مکن ز مستی سوال کن طالب عشق باش و ز حال گردش فلک و دور روزگار از نیہا چہ می پرسی خود عیان است از فیض جام مراد از جام شراب از ذکر ظرف اراده مظروف و مراد از شراب عشق قصہ جمشید کامگار کہ آخر الامر بجز حسرت با خود نبرد و جمشید بادشاہی بود حکیم پیشہ کہ ریسمان و تافتن و خیاطت جامہ و تعیین نان لشکریان و انواع عطر پیدا آورد و شراب انگوری ساخته و شاہدرو نام داده و نیز جن و شیاطین مسخر داشت و سیصد سال در عہد او خلق را بیماری و درد و زحمت نبود فکیف معجزت بمعنے سلیمان آید چون بمقابلہ انگبین و اسپ و ستور و باد آصف و امثال آن واقع شود و سلیمان نیز مراد بود و چون بمقابلہ سدره منتہیٰ رسم شود سلندر مراد بود ۱۲ من ابراہیم شاہی۔ قولہ

خوش دولتیست خرم و خوش خسرو کریم	یارب ز چشم زخم زمانش نگاه دار

خوش خسرو کریم کنایہ از مرشد چشم زخم زمان حوادث و بلیات و آفات قولہ

زانجا کہ پرده پوشی لطف عمیم اوست	بر نقد ما بپوش کہ قلبے ست کم عیار

قلب دل دغل قولہ

ترسم کہ روز حشر عنان بر عنان رود	تسبیح شیخ و خرقہ رند شراب خوار

عنان بر عنان برابر و ہمسر قولہ

حافظ چو رفت روزہ گل نیز میرود	ناچار باده نوش کہ از دست رفت کار

روزہ ایام زہد گل ایام محبت یعنی آنست کہ اے حافظ ایام زہد و پرہیزگاری آخر شد ہنگام عشق محبت

پایان شده میرود باد عشق حقیقی بدست آرد از ذوق مشاهدت حظی بزرگ که عنان اختیار و مدار کار از دست نرفت ـ

غزل

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار	تشنهٔ دردم مرا با وصل و با هجران چه کار

کفر و ایمان در اصطلاح این طائفه لطف و قهرست چنانچه مذکورست ؎ نور و ظلمت بطن و ظهرت آمده ؎ کفر و ایمان لطف و قهرت آمده ؎ و نیز الکفر والاسلام مقامان من مراءاة العرش حجابان بین الله وعبده وکان الله ولا شیء معه لکن فیه الکفر والاسلام یعنی کفر و اسلام هر دو از امور نسبی ست و حق ورای نسبت پس هر دو حجاب بندهٔ کفر و ایمان چون حجاب راه حق اندای پسر ؎ رو بسان مغربی از کفر و ایمان در گذر ؎ قوله

کشتهٔ عشقم مرا از شحنهٔ دیوان چه غم	مفلس عورم مرا با زمرهٔ دیوان چه کار

عور برهنه زمره گروه قوله

چونکه اندر هر دو عالم یار می باید مرا	با بهشت و دوزخ و با حور و با رضوان چه کار

رضوان نام دربان بهشت قوله

هر که از خود شد مجرد در طریق عاشقی	از غم و درد ش چه آگاهی و با درمان چه کار

از خود شد مجرد خود پرستی گذاشت و از خود رفت قوله

صورت مردان چه خواهی سیرت مردان گزین	مرد عاشق پیشه را با صورت ایوان چه کار

صورت ایوان صورتی که در ایوان بر در و بام نگارند مراد لباس ظاهری و نقش و نگار محبوبان مجاز ـ قوله

حافظ گر عاشق و مستی و گر ره باز گو	عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار

دگر ره بار دیگر ـ

غزل

گفتم که چیست قدت گفتا که شرک عمر	گفتم دهان تنگت گفتا که تنگ شکر

عمر عمر شیرازی من ابرهیمشاهی تنگ بفتح خردار جام جم پیالهٔ جمشید که حکما ساخته بودند و راز هفت فلک در و معاینه و مشاهده کردی و آنرا جام جهان نما گفتند آئینهٔ سکندر چون سکندر سکندریه بنا کرد در حد فرنگ کنارهٔ دریا برای دفع شر فرنگیان مناره بنا کرد و آئینهٔ حکمت و طلسم ساخته ارسطو بر سر آن نهاد و دیدبانان نصب کرد تا خیر و شر استعداد آمدن فرنگیان مفهوم شود دیدبانان غفلت ما بخود راه دادند سپاه فرنگیان بمنافضهٔ اهل سکندر را غافل در گرفتند و اسکندریه را خراب کردند و آن آئینه را در میان دریا انداختند چون سکندر از گشت جهان مراجعت نمود اسکندریه را باز بنا کرد و ارسطو حکمتی ساخت آئینه غریق از دریا جهید

ـ این غزل در نسخهٔ مورخهٔ ۸۲۷ نیست ۱۲

دبر سر منارہ نشست پس فرنگیان باز غالب نشدند غزل

روم گر بود عمر بمیخانہ رسم بار دگر	بجز از خدمت رندان نکنم کار دگر

گر بود عمر اگر عمر وفا کند میخانہ آستانۂ پیر مقام عشق رندان عاشقان عارفان قولہ

خرم آن روز کہ با دیدۂ گریان بروم	تا زنم آب در میکدہ یکبار دگر

زنم آب آبپاشی کنم میکدہ ہمون مے خانہ قولہ

معرفت نیست درین قوم خدایا مددے	تا برم گوہر خود را بخریدار دگر

معرفت شناسائی کنایہ از مروت درین قوم اشارت بزاہدان ظاہر پرستان قولہ

یار اگر رفت و ز ما صحبت دیرین نشناخت	حاش للہ کہ روم من ز پئ یار دگر

یار کنایہ از پیر و محبوب حاش للہ دوری میجویم از درگاہ خدا یعنی معاذ اللہ روم من ز پئ یار دگر بلکہ البتہ پس او با ید رفت قولہ

گر مساعد شود م دائرۂ چرخ کبود	ہم بچرخ آورمش باز بپرگار دگر

مساعد یارندہ دائرۂ چرخ کبود فلک پرگار قلم آہنین کہ نقاشان میان دائرہ شبپرگار دگر گویند یعنی بتدبیر دگرای بجستجوے قولہ

راز سربستۂ ما بین کہ بدستان گفتند	ہر زمان با دف و نی بر سر بازار دگر

راز سربستۂ ما عشق پوشیدۂ ما بدستان بسرود اے آشکارا قولہ

عافیت میطلبد خاطرم ار بگذارند	غمزۂ شوخش و آن طرۂ طرار دگر

آن طرۂ طرار اشارہ بجذبۂ عشق قولہ

ہر دم از درد بنالم کہ فلک ہر ساعت	کندم قصد دل زار بآزار دگر

بآزار دگر بحادثہ و آفتے دیگر قولہ

باز گویم نہ درین واقعہ حافظ تنہاست	غرقہ گشتند درین بادیہ بسیار دگر

درین واقعہ مراد اندوہ تنہاست اے تنہا نیست تغزل

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر	ہر انچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

ناصح مشفق کنایہ از مرشد قولہ

زوصل روی جوانان تمتعی بردار	که در کمینگه عمرست مکر عالم پیر

زوصل روی جوانان از مشاهدهٔ محبوبان نیز خدمت عرفا و فقرا تمتعی بردار فیضی حاصل نما قوله

نعیم هر دو جهان پیش عاشقان وجوی	که آن متاع قلیل ست و این بهای کثیر

مدد وجو مقدار دو جو آن متاع قلیل اشاره به نعیم دو جهان و این بهای کثیر اشاره بمعشوق قوله

معاشری خوش و رودی بساز میخواهم	که در خویش بگویم بنالهٔ بم و زیر

معاشر یار و هم صحبت رود نام ساز مراد عاشقی بساز باستعداد کمال قوله

بران سرم که ننوشم مے و گنه نکنم	اگر موافق تدبیر من شود تقدیر

سر خیال مے عشقبازی قوله

چو قسمت ازلی بے حضور ما کردند	گر اندکے نه بوفق رضاست خرده مگیر

رضا خواهش قوله

بعزم توبه نهادم قدح ز کف صد بار	ولے کرشمهٔ ساقی نمیکند تقصیر

عزم قصد کرشمهٔ ساقی تجلی محبوب تقصیر کوتاهی قوله

چو لاله در قدحم ریز ساقیا مے ناب	که نقش خال نگارم نمیرود ز ضمیر

قدح کنایه از دل ساقی مرشد مے ناب عشق و تجلی محبوب قوله

نگفتمت که خدا کن ز زلف او ایدل	که میکنند دران حلقه با دو زر زنجیر

زلف جذبهٔ عشق و نیز متعلقات دنیوی قوله

بیار ساغر یاقوت و فیض در خوشاب	حسود گو کرم آصفی ببین و بمیر

ساغر دل خونین خوشاب تازه و روشن و ابدار آصف کنایه از حق تعالی و مرشد قوله

مے دو ساله و محبوب چارده ساله	همین بس ست مرا صحبت صغیر و کبیر

معنی آنست که شاهد نوخیز در برکشیدن و شراب نوشیدن همین بس است مرا صحبت صغیر و کبیر و معنی حقیقی آنکه مراد از مے دو ساله مجتی یا شد که از مجاز برآمده تخم سعادت در مزرعهٔ حقیقت کشته باشد و محبوب چارده ساله باعتبار مدت قرآن که در مدینه نازل شده و گر آنکه مخفی نماند که سالک را تا بقا بوجود خود است که وقت انانیت و زمان ظهور کثرت است و گاهی فنا از وجود خود و این دو قسم است

یکے فنا من وجہ کہ عبارت است از رفع شعور من وجہ بورود تجلی واحد القہاری و این مستلزم بقا باللہ و آن عبارت است از شعور بوجود حق من وجہ بواسطہ سریان تجلی مذکور در قلب سالک۔ دوم فنای تام کہ عبارت است از تلاشی و اضمحلال وجود سالک باستیلای تجلی مذکور و این مستلزم بقای تام است کہ عبارت است از تحقیق وجود و تلاشی وجود بکلیہ بس جملہ سہ مراتب شد ند یکے بقا بوجود خود بالکلیہ دوم فنا من وجہ سیوم فنا بوجود خود بکلیہ و بعضے سالکان باندک واردات کہ در مرتبۂ فنا من وجہ روے سید ہد سیراب مے شوند و قلق و بستگی ایشان مبدل میشود و بعضے بعد از ہر وارد ے نعرۂ ہل من مزید میزنند و تعطش بقدر مے متغیر نمیشود و این مقام برائے اہل کمال است مے محبت دو سال کنایہ از زمان مطلق و معشوق مراد معشوق حقیقی کہ شہود او ناظم را پس از خونخواری چاردہ سال حاصل شدہ میگوید محبت دو سالہ کہ در ہر دو زمان ہم در زمان بقا و وجود و ہم در زمان فنا من وجہ پایندہ ماند چنانچہ حالۂ بایزید بسطامی و معشوق حقیقی ہمین است مرا از کونین در مصاحبت و ملازمت کامل و اکمل و صغیر کنایہ از ے و کبیر معشوق قولہ

حدیث توبہ درین بزمگہ مگو واعظ	کہ ساقیان کمان ابروت نشندہ بہ تیر

ساقیان کمان ابرو معشوقان قولہ

چہ جاے گفتۂ خاجو و شعر سلمانست	اگہ شعر حافظ شیراز یہ زشعر ظہیر

خاجو نام شاعر سلمان نام صحابی کہ سلمان فارسی میگفتند و قال فی حقہ السلمان منا و نام شاعری کہ از کلام اوست ؎ چون محمد گفت السلمان منا اہل بیت ٭ شاید از وقت سخن با بشی تو ہم از اہل بیت ٭ و ظہیر نام شاعرے کہ ممدوح او قزل ارسلان است و او ملک الشعراء است ؎ دیوان ظہیر فاریابی ٭ در مکہ بدر دگر بیابی نظم آرا مستگی و شعر غزل

نیستی عشق را گر عاشقی ہمراہ گیر	پاے بر فرق خداوندی سریر و جاہ گیر

مہر آفتاب تر دامنی مجرمی و گنہگاری و معیوبی و ملوثی خرگاہ جنسے از خیمہ و قبیل مقام خوشی چہ بزبان پہلوی خرمکسر خوشی را گویند از لا یعنے از مقام فنا فتراک دو الہای زین کہ راستا و چپا آویختہ باشد شاہ عشق الا اللہ مراد مقام ہست و بقا غزل

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور	کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور

ف ۲ از ان سلمان ساوجی است نہ صحابی اصول الدوقم

خواجہ درین غزل دل غمدیدہ را تسکین میدہد و اشارہ بآن میکند اگر آیندہ را عسر پیش آید یقین بداند کہ بعد ازان یسر رو نماید کہ فان مع العسر یسرا پس از عسر چند روزہ کہ نسبت یسر است کہ نسبت ابدیہ چنان سد بستہ و گردش دوران برین نہج نشستہ کہ درین نشأ غم و الم روی راحت نبیند و بے زخم خار گل مراد نچیند یوسف گم گشتہ تجلی رود در نقاب گردد کنعان دل کلبۂ احزان دل غمگین یعنے آن تجلی کہ رود در نقاب گردد روزے از فضل نامتناہی باز بکنعان دل تو ورود نماید و دل تو کہ مسبب ہجران بمنزلہ بیت الاحزان است از مقدم آن تجلی گلستان گردد غم مخور قولہ

این دل غمدیدہ حالش بہ شود دل بدمکن	وین سر شوریدہ باز آید بسامان غم مخور

غمدیدہ پریشان حالش بہ شود جمعیت رو نماید دل بدمکن نومید مشو سامان آرستگی قولہ

ہان مشو نومید چون واقف نۂ از سر غیب	باشد اندر پردہ بازیہای پنہان غم مخور

ہان ہشیار باش اندر پردہ حجاب و مخفی قولہ

گر بہار عمر باشد باز بر طرف چمن	چتر گل بر سر کشای مرغ خوشخوان غم مخور

چتر گل مشاہدۂ تجلی حاصل کنی مرغ خوشخوان بلبل کنایہ از عاشق قولہ

دور گردون گر دو روزی بر مراد ما نگشت	دائما یکسان نماند کار دوران غم مخور

یعنے اگر بگردش گردون روزے چند بمراد خود نرسیدیم دائما یکسان نماند کار دوران یعنی مدام ہمچنین طور نخواہد ماند کعبۂ و بتخانہ اسلام کفر گرد کوے یار گرد ای عشق معشوقی حاصل ناظلمت کنایہ از ہجران قولہ

ای دل ار سیل فنا بنیاد ہستی بر کند	چون ترا نوح است کشتیبان طوفان غم مخور

سیل فنا اجل بنیاد ہستی بر کند بعدم کشد نوح مراد رسول و مرشد عشق قولہ

در بیابان گر بشوق کعبہ خواہی زد قدم	سرزنشہا گر کند خار مغیلان غم مخور

در بیابان سلوک و عشق کعبہ ذات حق سرزنشہا کند ملول شود خار مغیلان اندوہ و غم و شداید عشق قولہ

حال ما و فرقت جانان و ابرام رقیب	جملہ میداند خدا ے حال گردان غم مخور

فرقت جدائی ابرام ستوہ آوردن قولہ

ہر کہ سرگردان بعالم گشت و غمخواری نیافت	آخر الامر او بغمخواری سد ہان غم مخور

ہان ہشیار باش ماۂ عاشق اقبال تو اضافت بیائیہ مراد حالت و ہلال بدر ماہ شب چاردہم ہلال ماہ شب

۵ این بیت یافتہ شد ۱۲

۵ این بیت یافتہ شد ۱۲

روشنی کنایہ از وصال و مشاہدہ و چشمۂ آبحیات کنایہ از عشق با غبان کنایہ از سالک قولہ

حافظ در کنج فقر و خلوت شبہای تار	تا بود ورد تو دعا و درس قرآن غم مخور

شبہای تار شبان تاریک۔

غزل ردیف الزاء

ای سرو ناز حسن چہ خوش میروی بناز	عشاق را بناز تو ہر لحظہ صد نیاز

سرو ناز سروے کہ دو شاخۂ است برآمدہ باشد و شاخہا ازان متمائل شدہ و مراد از سرو ناز محبوب قولہ

فرخندہ باد طالع نازت کہ در ازل	بریدہ اند بر قد سروت قبای ناز

فرخندہ باد دعائیہ است۔ قولہ

آنرا کہ بوی عنبر زلف تو آرزوست	چون عود گو بر آتش سوزان بنہ بسوز

عود نام چوبی است خوشبو قولہ پروانہ را ز شمع بود سوز دل و لے یعنی این عجب است کہ در مصرع ثانی گوید منے شمع عارض تو دلم را بود گداز ۞ قولہ

از طعنۂ رقیب نگردد عیار من	چون زر اگر برندمرا در زیان کنار

نگردد عیار من خالصی من گم نگردد و محبت من منقضی نیاید کنار مقراض کہ بدان زر و نقرہ ببرند حاصل این مصرع آنست اگر مرا پارہ پارہ کنند قولہ

دل کز طواف کعبۂ کویت فتوح یافت	از شوق آن حریم ندارد سر حجاز

از طواف ای از شرف طواف کعبہ کوے اضافت بیانیہ مراد عشق حجاز مکہ قولہ

ہر دم بخون دیدہ چہ حاصل وضو چو نیست	بے طاق ابروی تو نماز مرا جواز

ماحصل بیت آنست سالکان طریق عشق گفتہ اند نماز عاشق نیاز عاشق است و آبے کہ طہارت ساز دخون دیدہ است و سرشک دیدہ بے وجود قبلہ صلوٰۃ جائز نیست بنابران گفت ہر دم بخون دیدہ الخ قولہ

صوفی کہ بے تو توبہ ز می کردہ بود دش	بشکست عہد چون در میخانہ دید باز

صوفی کنایہ از خود عہد پیمان میخانہ عشق حاصل این بیت آنست عاشقان را عنان اختیار ست و معشوق را قوت جاذبہ بمحکم ہر شب با خود قرار میدہد کہ فردا را این کنم آن کنم علی الصباح چون رودی معشوق را دید ہمہ پیمان ستارگان از فلک خاطر او محو کردند قولہ

چون باده مست بسر خم رفت کف زنان | حافظ که دوش از لب ساغر شنید راز

خم کنایه از محمد و شمر کف زنان جوشان لب ساغر از زبان مرشد یا از زبان عاشق کامل راز اسرار عشق۔

غزل بیا و کشتی ما در شط شراب انداز | غریو و ولوله در جان شیخ و شاب انداز

کشتی کنایه از دل جو شط دجله غریو و ولوله آشوب و شور قوله

مرا بکشتی باده درافکن اے ساقی | که گفته اند نکوئی کن و در آب انداز

کشتی باده پیاله شراب که بصورت کشتی سازند گفته اند یعنے مثلے است قدیم نکوئی کن توجہ نما در آب انداز یعنے در شراب قوله

ز کوے میکده برگشته ام ز راه خطا | مرا دگر ز کرم در ره صواب انداز

میکده عشق برگشته ام تکاسلے می ورزم ره صواب عشق قوله

بیار از آن مے گلرنگ مشکبو جامے | شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز

آن مے گلرنگ مشکبو محبت حقیقی قوله

اگرچه مست و خرابم تو نیز لطفے کن | نظر بر ین دل سرگشته خراب انداز

سرگشته شوریده قوله

به نیم شب اگرت آفتاب مے باید | ز روی دختر گلرنگ رز نقاب انداز

دختر گلرنگ رز کنایت از شراب رز و نقاب انداز بیرون آر قوله

مهل که روز وفاتم بخاک بسپارند | مرا ز میکده بر در خم شراب انداز

یعنے مگذار که بعد از مردن من مرا بخاک دفن کنند بلکه مرا ازین میکده دنیا در خم شراب انداز دلیل این غایت غلبه شوق است چنانچه عزیزی گفته ؎ بیا ساقی که من مردم کفن از برگ تاکم کن ✤ بآبے بده غسلم در میخانه خاکم کن ✤ قوله

گر از تو یک سر مو بر کشد دل حافظ | بگیر و در خم زلفش بپیچ و تاب انداز

یک سر مو بر کشد یک سر مو تقاضا کند قیل یکسر مو سر کشد سر مو سر کشی نماید دیو محن اضافه بیانیه نازک بمعنے تنها تیز نیز آید شهاب ستاره غزل

برنیاید از تمنائے لبت کامم هنوز | بر امید جام لعلت در آشامم هنوز

لعل کنایت از لب و لطف در داشام کشندهٔ رنج و محنتم قوله

روز اول رفت دنیم در سر زلفین تو | تا چه خواهد شد درین سودا سر انجام هنوز

سر زلف خیال عشق سودا خرید و فروخت خیال سر انجام آخر کار قوله

ساقیا یک جرعه ده زان آب گلگون کن مرا | در میان پختگان عشق او خامم هنوز

ساقی مرشد جرعه قطره آب گلگون[1] می محبت خام ضد پخته و مرد بے تجربه ناصادق قوله

از خطا گفتم بشویم موی ترا مشک ختن | مے زند هر لحظه تیرے مو برا ندامم هنوز

خطا ضد صواب ختن شهریست مشک خیز قوله

پرتو روی ترا در خلوتم دید آفتاب | میدود چون سایه هر دم بر لب بامم هنوز

پرتو روشنائی قوله

در قلم آورد حافظ قصهٔ لعل لبش | آب حیوان مے رود هر دم ز اقلامم هنوز

آب حیوان آب حیات غزل

حال خونین دلان که گوید باز | وز فلک خون جم که جوید باز

خونین دلان عاشقان و ز فلک خون جم که جوید باز کسے نیست که قصاص قتل عاشق ازین فلک خونریز کشد

قوله شرمش از نرگس مست اگر برو ید باز | نرگس مست پرستان باد

شرمش ضمیر شین بر نرگس که در مصرع آینده است بطریق اضمار قبل الذکر قوله

جز فلاطون خم نشین شراب | سر حکمت بما که گوید باز

فلاطون نام حکیمی رئیس حکما که خمها را بزمین دفن کرده بود و دران خمها نشسته اسرار عالم معلوم کرده بتلامذه خویش وامی نمود یعنی بجز شراب که مانند فلاطون خم نشین است سر حکمت بما که گوید و قصه نشستن افلاطون در خم آن ست که روزے در مجلس سکندر ارسطاطالیس خر دراسی ستود که فلان علم از من بما رسید درین قیاس فلاطون برآشفت و ازان انجمن بیرون رفت و در پے آن شد که چیزے بدست آرد تا بآن بر ارسطاطالیس غالب آید چون افلاطون در خم نشست و پے چرخ و انجم شد آنجا آهنگے شنید و بمناسبت آن آهنگ آوازے پدید آورد و ازکدوے تهی ساختن آنرا گاهے بنوعے می نواخت هر که از آدمی و دد و دام می شنید بیهوش مے شد و گاهے بنوعے مے نواخت که آن

[1] در نسخ صحیحه بجاے گلگون آتشگون آمده و همین صحیح است بشهادت دستور ۱۲ نظام

بیهوشان بهوش مے آمدند واین خبر شهرت گرفت ارسطو در اندیشه آنکه حقیقت این حال دریابد بعد از کوشش بسیار طریق بیهوش ساختن او معلوم گشت اما بهوش باز آوردن نتوانست بنابران بشاگردی افلاطون قبول نمود و معنی باطنی این بیت آن تواند بود که ازین سه باعی مفهوم میشود ۵ باپیر مغان دوش زبس حیرانی گفتم رمزے بمن بگو نهانی ؛ گفت آن بود آن حقیقت وحدانی ؛ اے جان پدر تا کجیش کے دانی قوله

بکشاید دلم چو غنچه اگر ؛	ساغر لاله گون ببوید باز

بکشاید دلم چو غنچه این دل بسته غنچه کردار شگفد اگر ساغر لاله گون ببوید اگر شراب عشق در کشد قوله

هر که چون لاله کاسه گردان شد	زین جفا رخ بخون بشوید باز

کاسه گردان نوشنده مے زین جفا اشارت بشدائد و بلیات عشق رخ بخون که روی خون آلوده شده معنے این بیت آنست هر که لاله وار جام گرفت و شراب عشق چشید از شدائد و بلیات که متعرض وقت او میشوند و رویش خون آلوده میسازند اعراض نماید ۵ خدائے ندارد زمقصود چنگ ؛ وگر بر سرش تیر بارند و سنگ ؛ العشق اوله حرق و اخره قتل قوله

بسکه در پرده چنگ گفت سخن	ببرش زلف تا نگوید باز

پرده نوای موسیقی مراد سر حقیقة چنگ عارف که اسرار عشق را فاش میسازد زلف جذبه یعنی بسکه در پرده و سر حقیقة عارف سالک در حالة جذبه سخن کرد بلند و تخم شوق در مزرعهٔ دل طالبان افگند جذبه اش را قطع ساز و از حالة محو بصحو آر تا افشاے راز نکند که خلاف سنت است قوله

گرد بیت الحرام خم حافظ	گر نمیرد بسر بپوید باز

بیت الحرام مکه بیت الحرام خم اضافة بیانیه بپوید دو د غزل

خیز در کاسهٔ رز آب طرب ناک انداز	پیش از اندم که شود کاسهٔ سر خاک انداز

کاسهٔ رز دل آب طرب ناک شراب مراد مے عشق خاک انداز خاک امداخته شده یعنی مملو از خاک یعنے آنست که اے شیدا خیز و در کاسهٔ رز که دل است آب طرب ناک که کنایه از عشق و محبت است بینداز پیش از انکه این سر مملو از خاک گردد که بعد ازین جز حسرت و ندامت نبری و درین بیت خطاب قلب است بقالب و نیز بموجب عجلوا بالصلوة قبل الفوت و عجلوا بالتوبة قبل الموت سرعت میباید خیز در کاسهٔ رز آب طرب ناک انداز که حقتعالی شمارا برای همین کار آفریده نه برای بازی کقوله تعالی افحسبتم انما خلقناکم عبثا قوله

عاقبت منزل ما وادی خاموشان است | حالیا غلغله در گنبد افلاک انداز

وادی خاموشان گورستان و این مصرعه بمضمون کریمه کل نفس ذائقة الموت حالیا الحال قوله

ملک این مزرعه دانی که ثباتی نکند | آتشی از جگر جام در افلاک انداز

این مزرعه اشاره بدنیا الدنیا مزرعة الآخرة ثباتی نکند قوامی ندارد آتشی از جگر جام در افلاک انداز آتش عشق از جام دل برافروز و این املاک اثیر سوز یا آنکه آتش شراب از جگر جام که مرشد باشد در دل خود برگیر۔ قوله

غسل در اشک زدم کاهل طریقت گویند | پاک شو اول و پس دیده بدان پاک انداز

ماحصل این بیت آنست که طالب باید که تنزیه و تقدیس را شعار خود سازد و از آلایش بشری بری گردد چنان گفته غسل در اشک زدم الخ قوله

بسر سبز تو ای سرو که چون خاک شوم | ناز از سر نه و سایه بر آن خاک انداز

بسر سبز باقسمیه اے سرو خطاب بمعشوق۔ قوله

دل ما را که ز مار سر زلف تو بجست | از لب خود بشفاخانهٔ تریاک انداز

سر زلف جذبهٔ محبت از لب خود از لطف و فضل خود تریاک باز زهر قوله

یارب آن زاهد خودبین که بجز عیب ندید | دود آهیش در آئینهٔ ادراک انداز

دود آهیش ضمیر شین بر آن زاهد خودبین در آئینهٔ ادراک انداز دلش را نابینا ساز تا جوهر او نبیند قوله

چشم آلوده نظر از رخ جانان دور است | بر رخ او نظر از آئینهٔ پاک انداز

چشم آلوده نظر نظر ملوث آئینه پاک دل مصفا قوله

چون گل از نکهت او جامه قبا کن حافظ | وان قبا در ره آن قامت چالاک انداز

نکهت بوے خوش جامهٔ وجود قبا چاک غزل

دراکه در دل خسته توان در آید باز | بیاکه در تن مرده روان در آید باز

توان توانائی روان جان فرقت جدائی قوله

غمی که چون پیه رنگ مصر دل بگرفت | ز خیل شادی روم رخت غم زداید باز

ز رنگ نام ولایت مصر نام شهر مصر دل اضافه تبیانیه خیل لشکر روم رخ اضافه تبیانیه قوله پیش آئینه دل هر نخجیر هر خیالی که در دل می آرم بجز خیال جمالت نمی نماید باز غیر از خیال جمال تو در ان متمکن نمی گردد۔

بدان مثل که شب آبستن آمده است بروز | ستاره می شمرم تا که شب چه زاید باز

آبستن حامله ستاره می شمرم شب بیداری می گذرانم چه زاید چه در پیش آرد قوله

ز خوف بادیه دل بدمکن به بند احرام | که مرد راه نیندیشد ارچه ناید باز

ز خوف بادیه از شدائد بادیه عشق دل بدمکن ملول مباش به بند احرام در آور عشق مرد راه عاشق کامل نیندیشد خوف نمیکند قوله

بیا که بلبل مطبوع خاطر حافظ | ببوی گلشن وصل تو می سراید باز

بلبل مطبوع خاطر حافظ خاطر مطبوع حافظ که بسبب بلبل بوی امید می سراید سرود میکند غزل

دلم ربوده لولی وشی ست شور انگیز | دروغ وعده و قتال وضع و رنگ آمیز

ربوده فریفته قتال قتل بسیار کننده رنگ آمیز حیله گر قوله

فدای پیرهن چاک ماهرویان باد | هزار جامه تقوی و خرقه پرهیز

چاک شگاف ماهرویان عرفاء قوله

فرشته عشق نداند که چیست قصه مخوان | بخواه جام گلابی بخاک آدم ریز

فرشته عشق نداند که چیست یعنی عشق ورزیدن کار ملائکه نیست گلاب انجا مراد شراب و معنی این مصرع آنکه عشق ورزیدن خاصه انسان است قوله

پیاله در کفنم بند تا سحر گه حشر | مگر ز دل ببرم هول روز رستاخیز

حشر برانگیختن و هلاک کردن رستاخیز قیامت قوله

بیا که هاتف میخانه دوش با من گفت | که در مقام رضا باش و از قضا مگریز

رضا بفتح راضی شدن و بکسر خوشنودی قضا حکم الهی قوله

غلام آن کلماتم که آتش انگیزد | نه آب سرد زند در سخن بر آتش تیز

معنی آنست که من غلام آن سخنانم که شوق دل بیاد خدا افزاید نه آنکه مانند آب آتش شوق را بنشاند غره غره بمعنی خود بینی بمجرد خود که طاعت و عبادات است شعبده بازی پیش آرد سپهر آسمان قوله

فقیر و خسته بدرگاهت آمدم رحمی | که جز ولای توام نیست هیچ دست آویز

دست آویز آنچه مردم بدو تعلق کنند و دلیل و حجت معنی آنست که ای ارحم الراحمین تو چنین و من مفلسی بر درگاه تو

هر دم بر آستانه مے نالم چنان اے شاه شاهان بلطف سوے گدا بین و هیچ درمیان میار چنان و چنین که ادعونی استجب لکم اے خواهان من نمی فهمی وهو معکم اینما کنتم ای عند لیب گلزار وفا ذکر وفی نمیدانم که با تو از کرکه ولے عاشق زار من و اے جویای من و مشتیاق و بیدار من نه کس واقف از رنج تو و نه کس موافق در کیش تو و نه کس در عالم خویش تو از نخبت قشم وجه الله در پیش تو که دلفگار و محزونی و در شوق لقا مجنونی تا خود را گم نکنی روح دل افزای جانان نه بینی قوله میان عاشق و معشوق هیچ حائل نیست و در بعضی نسخه این مصرعه چنین دیده شده قوله

نقاب و پرده ندارد نگار دلکش ما	تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

بموجب وجودك ذنب لایقاس لها ذنب غزل

روز عیش و طرب و عید صیام ست امروز	کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز

عید صیام عید الفطر مراد از ان انقطاع دوران به کام مقصود قوله

گر عروس فلکی رخ ننماے از مشرق	که مرا دیدنست آن ماه تمام ست امروز

دیدن ن

عروس فلک اضافه بیانیه و مهر و ماه مشرق جاے طلوع نمودن آفتاب و مابین المصرعین لفظا چکنم مقدر ست که مرا دیده یعنے مرا بمنزله چشم است - آن ماه تمام اشارت بمحبوب قوله

محتسب بهیده گو پند مده رندان را	کانکه با شاهد و مے نیست کدام ست امروز

محتسب واعظ و ناصح رندان عاشقان شاهد معشوق معنے این مصرع آنست هر کرا بینی مشغوف شاهد بازی و مشغول میخواری است زلف عشق قوله

صبحدم بلبل مست از چه سبب مے نالد	کارا و چون بهاران بنظام ست امروز

بلبل مست عاشق بهاران لفظ ان زائده چون رخت اندر بهاران برفشاند نظام آراستگی بهار نظام اضافه بیانیه قوله

گو بگویند خلایق که همین حافظ را	چشم بر روی نگار و لب جام ست امروز

نگار معشوق۔

غزل

زلفین سیه خم بخم اندر زده باز	وقت من شوریده بهم برزده باز

زلفین سیه تعینات کثرات اندر زده پریشان ساخته معنے مصراع ثانی آنکه مرا گرفتار غم و الم ساخته قوله

زان روے نکو چشم بدان دور که امروز	بر مه زده طعنه و بر خور زده باز

زان روے نکو روی معشوق زدۂ باز غالب آمدۂ قولہ

از غالیہ بر مہ زدۂ خوش شکر و قند | امروز ہمہ برگل و شکر زدۂ باز

از غالیہ و سمہ زدۂ بر گل و شکر غالیہ عطر است بغایت لطیف و سمہ دہنہ گل سفید شکر لب دلبا غالب آمدۂ

بر ساغر عیشم زدۂ سنگ و لیکن | با تو چہ توان گفت کہ ساغر زدۂ باز

بر ساغر عیشم زدۂ سنگ ساغر عیش مرا شکستۂ ساغر زدۂ مست و مخمور ہستی قولہ

من سر چو قلم بر سر سودای تو دارم | با آنکہ من سر زدۂ را سر زدۂ باز

من سر زدہ را من سر گشتہ و پریشان را سر زدۂ پریشان باختہ قولہ

از دود دل خستہ ام ایدوست حذر کن | کاتش زمن سوختہ اختر زدۂ باز

سوختہ اختر پریشان و بے نصیب قولہ

نقد سرۂ قلب کہ بالودہ ام از چشم | بر سکۂ رویم ہمہ بر زر زدۂ باز

سرہ بے عیب پالودہ ام صاف نمودہ ام سکہ بکسر سیم درم و لباس القاب شاہ قولہ

شہباز غمت راست کبوتر دل حافظ | ہشدار کہ بر صید کبوتر زدۂ باز

شہباز باز سپید زدۂ باز باز را بر کبوتر زدۂ غزل ۱۸

صبا زمقدم گل راح روح بخشد باز | بجاست بلبل خوشگوی تا کند آواز

صبا کنایہ از مرشد و وارد مقدم پیش آمدن گل مراد تجلیات راح راحت و شادی و تازگی روح جان

بلبل خوشگوے کنایہ از عاشق قولہ

چو غنچہ سر دہانش نہان کجا ماند | دل مرا کہ نسیم صبا ست محرم راز

سر دہان سر مخفی یعنے ہمچو غنچہ کہ سر گفتہ و سر رویش از اثر باد صبا ظاہر مے شود راز دلم کہ سر مخفی است

کجا نہان ماند کہ مرشد واقف آن گشتہ قولہ

بہیچ در نرود ام بعد ازین ز حضرت دوست | چو کعبہ یافتم آیم زبت پرستی باز

کعبہ روی محبوب و آستانۂ مرشد بت پرستی ہوا پرستی قولہ

تنم ز ہجر تو چشمم از جہان فرو میدوخت | نوید دولت وصل تو داد جانم باز

چشمم از جہان فرو میدوخت یعنی مے مرد نوید آگاہی داد جانم باز زندہ باخت قولہ

چہ حلقہا کہ زدم بر در دل از سر سوز | بہوے روز وصال تو در شبان دراز

چہ تعجبیہ و بمعنی بسیار حلقہ بر در زدن طلب فتح باب کردن از سر سوز از روی سوز و ش قولہ

ولا ما نال زشامے کہ صبح دردی اوست | کہ نیش و نوش ہم باشد و نشیب و فراز

شام کنایہ از ہجر صبح کنایہ از وصل نوش و نیش کنج و رنج قولہ

شبے چنین بسحر گہ ز بخت مے خواہم | کہ با تو شرح سر انجام خود کنم آغاز

سر انجام عاقبت کار قولہ

امید قد تو میدا شتم ز بخت بلند | نسیم زلف تو میخواستم ز عمر دراز

امید قد تو میدا شتم یعنے کہ سایہ بر من افگند از نسیم زلف جذبہ عشق قولہ

نہ این زمان من شوریدہ دل نہادم رو | بر آستان تو کاندر ازل نہادم باز

لہ باز نام مرغ شکاری است و بمعنی مکرر ہم آمدہ در بعضی نسخہ ہا بجای باز بالی ہم نوشتہ اند و بالی بمعنی مکرر ہم آمدہ اگر مرغ دیگری عوض آن باز بالی دیگر مرغ دیگری عوض آن دہ بالی ۱۲

این زمان الحال کاندر ازل بلکه در ازل قوله

غبار خاطر ما چشم خصم کور کند	تو رخ بخاک نه ای حافظ از مقام نیاز

غبار گرد برآمده مراد کدورت و اندوه تو رخ بخاک نه تو شفیع ما باش قوله

ز شوق مجلس آن ماه خرگهی حافظ	گرت چو شمع جفای رسد بسوز و بساز

خرگاه جنسی از خیمه و مقام خوشی چه بهلوی زبان خرگاه سخنوری بود و ماه خرگهی کنایه از معشوق غزل

عروس گل چو درآید ببزم گلشن باز	کجاست بلبل خوشگوی تا کند آواز

عروس گل مشاهدات تجلیات بزم گلشن دل بلبل خوشگوی عاشق قوله

دوتا شدم چو کمان از غم و نمیگویم	هنوز ترک کمان ابروان تیر انداز

دوتا خمدار و سرنگون کمان ابروان تیر انداز معشوق قوله

ز طرهٔ تو پریشانی دلم شد فاش	ز مشک نیست غریب آری گزو نماز

طره موی پیچیده که محبوبان بر دوش فرو گذارند غریب در اینجا بمعنی بعید غزل

منم غریب دیار تو ای غریب نواز	دمی بحال غریب دیار خود پرداز

غریب نواز معشوق که نوازندهٔ عاشق است غریب دیار خود کنایه از عاشق قوله

بهر کمند که خواهی بگیر و بازم بند	بشرط آنکه ز کارم نظر نگیری باز

بهر کمند اشاره بلطف و قهر و عشق و نوازش و گدازش قوله

خیال قد بلند تو میکند دل من	تو دست کوته من بین و آستین دراز

دست کوته نبی استعدادی قوله

گرم بجو خاک زمین خوار میکنی سهلست	خرام مکن و بر خاک سایه می انداز

سهلست بمعنی بیمی ندارم قوله

هزار دیده بروی تو ناظرند و تو خود	نظر بروی کسی بر نمی کنی از ناز

ناظر ندبیننده نظر نگریستن قوله

حدیث درد من اے مدعی نه امروزست	که حافظ از ازل آورند بود و شاهد باز

در کنایه از عشق غزل

منم که دیده بدیدار دوست کردم باز	چه شکر گویمت ای پادشاه بنده نواز

دیده بدیدار دوست کردم باز بمشاهده دوست معزز گردیدم پادشاه بنده نواز محبوب قوله

نیازمند بلا گو رخ از غبار مشوے	که کیمیاے مرادست خاک کوی نیاز

نیازمند بلا یعنی عاشق رخ از غبار مشوے ترک عجز و نیاز مکن قوله

بیک دو قطره که ایثار کردی ای خواجه	بسا که درخ دولت کنی کرشمه و ناز

بیک دو قطره باسبیبه و قطره کنایه از گریه قوله

من از نسیم سحر گه چه طرفه بر بندم	که سرو راست درین باغ نیست محرم راز

نسیم سحر گه دم و پسین طرفه اعجوبه سرو راست راستان طریقه یعنی من از دم و پسین خویش چه اعجوبه حاصل کنم که موجب جا یقین بودم چو از راست روان طریقه هیچ یکدرین باغ دنیا محرم این راز نیست

و هر یکے بین الخوف و الرجا راست و در بعضے نسخه مصرع اول چنین دیده شد که من از نسیم سخن چین کبوتر نبودم سخن چین مقلد که حالات سلف بمقال آورده به تقلید خود را بدان نام کرده یعنی من از نگفتار مقلدان چه اعجوبه حاصل کنم و چه امید بیهود داشته باشم که ایشان محمود العاقبت اند و از حسن خاتمه آگهی ندارند و در باغ دنیا محرم اسرار نه اند بین الخوف و الرجا اند قوله

اگرچه حسن تو از عشق غیر مستغنی است	من آن نیم که ازین عشقبازی آیم باز

یعنی اگرچه حسن تو محتاج عشق احدے نیست قوله

غرض کرشمهٔ حسن است ورنه حاجت نیست	جمال و دولت محمود را بزلف ایاز

محمود نام خداوندی مراد واجب الوجود به نسبت خداوندی و بندگی و الا محمود عاشق ایاز نام غلام سلطان محمود سبکتگین معنے آنست که اظهار اوصاف کمال خود است و دادن باز را رواج وگرنه واجب الوجود را با فرینش ممکن و نوازش انسان چه احتیاج و این تلمیح است بمضمون کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف و نیز چون طاؤسان ملاء اعلی بر بنای دولت خود مفتون اند که نحن نسبح بحمدک و از عزت این بے بصیرگان تجرید حیران اند که مالاتراب و رب الارباب چه نسبت مر این خاک ذلیل را با رب جلیل باید دانست که چون تفرد و استغنای محبوب با تذلل و فقر ایاز درخواست راجع بر ایاز نبود که آن عنایت محمود است وگرنه ایاز را چه برگ و ساز این نکته موافق جواب انی اعلم مالا تعلمون از غم تو یعنے از عشق تو شبان بفتح جمع شب برخلاف قیاس و بضم چیرانندهٔ گوسپندان و میشان اهل سعادت عاشقان کزین ره اشارت بملامت و سعادت در عشق غماز چغلخور قوله

طهارت ار نه بخون جگر کند عاشق	بقول مفتی عشقش درست نیست نماز

طهارت وضو مفتی عشق عاشق کامل قوله

ز مشکلات طریقت عنان متاب ای دل	که مرد راه نیندیشد از نشیب و فراز

مرد راه عاشق قوله

درین مقام مجازی پیالهٔ بر گیر	درین سرا چه بازیچه غیر عشق مباز

مقام مجازی دنیا پیالهٔ برگیر حصول عشق نما دریچه بازیچه نما قوله

غزل سرائی ناهید صرفه نبرد	دران مقام که حافظ برآورد آواز

ناهید ستارهٔ زهره که نام مطربهٔ فلک است صرفه نبرد غلبه نبرد یعنی جائی که حافظ بغزل سرائی برآواز برد او زهره که مشکوی جهانیان است غلبه نیارد غزل

مستم از بادهٔ شبانه هنوز	ساقی ما نرفت خانه هنوز

شبانه بفتح خماری و هرچه بران شب گذشته غمزه مرده چشم برهم زدن نماز و حرکه چشم ما نه هنوز یعنی ما هنوز توبه از عشق نکرده ایم جادوساحر غزل

هزار شکر که دیدم بکار خویشت باز	ز روی صدق و صفا گشته با دلم دمساز

بکام خویش موافق مطلب دمساز محب و موافق قوله

روندگان طریقت ره بلا سپرند	رفیق عشق چه غم دارد از نشیب و فراز

روندگان طریقت عاشقان ره بلا سپرند اختیار بلا کنند قوله

غم حبیب نهان نیز جستجوی رقیب	که نیست سینهٔ ارباب کینه محرم راز

غم حبیب عشق محبوب ارباب کینه رقبای گریه زار پرده ساز کن قوله

چه فتنه بود که مشاطهٔ قضا انگیخت	که کرد نرگس مستش سیه بسرمهٔ ناز

نرگس معروف و در اصطلاح نتیجه اعمال که موجب وحشت و سرور معنی مجاز آنست که چه غوغا بود که مشاطهٔ قضا و قدر انگیخت که چشم مست محبوبان را بسواد مایهٔ ناز آمیخت و میتواند که نرگس کنایه از دنیا باشد باعتبار شهلائی و آگاهی این نسبت بدو بس نه بیا یعنی چه فتنه بود که مشاطهٔ قضا انگیخت و ظاهر ساخت که دنیا را بچشم جانیان بدین زینت پرداخت و معنی حقیقی آن که چه آشوب بود که مشاطهٔ قضا ظاهر ساخت که نتایج اعمال عشق را قوتی بخشید که حمل اثقال بر او آسان و از ثواب عقاب چشم بر دوخته نگاهش جز بجمال جانان نیفتد و جه اه اینچه حکمت بود که مشاطهٔ محبت حکم بر قضا شورے پیدا کرد که نرگس مست ویرا بسرمه سیاه کرد ۵ کدام سرمه سیه کرد چشم یار مرا ۵ که چشم یار سیه کرد روزگار مرا ۵ و این فرقها تجلی اوست و تجلیات او انهایتے نه هر عاشقے از وعبارتے دیگر گوید هر عارفے از و نشانی دیگر دهد وجه مراد از نرگس عدمیت عشق راست و مراد از سرمهٔ ناز خلقت عشق یعنی شاه عشق که از بے نهایتی خود بیخود چنان که از غایت مستی خبر از هستی خود نداشت ناگاه مشاطهٔ قضا از خواب خلوتخانهٔ کنت کنزا مخفیا سر برکرد و نفخه فاحببت بگوش هوش فرو خواند و بندای ان اعرف در هوش آورد مسبر حقیقت محمدی

در دیدهٔ مستش عروس چشمش را بصد هزار ساز در آئینهٔ الانسان سری صفتی جلوه داد و بچشم محبت نگاه کرد عاشق و شیدای روی خود گشت چون از بے نہایتی جمال بے سکون و بیقرار گشت بزبان زاری و اتمام بیقراری در عین حضوری در نالش آمد یا لیت رب محمد لم یخلق محمدا چه بودی که نبودی عالم عدم بودی تا بچندین درد و غم مبتلا نشدی زیرا که خوبتر خرابتر بودی که نرگس مست تو بسرمهٔ ناز سیاه نگردانیدی تا چنین حالم سیاه نگشتی یعنے هر چند حسن در نظر خوبتر آید خراب تر میگردد و این نالهٔ از ملول نبود بلکه از غلبهٔ عشق بود و وجه دیگر مراد از نرگس ذات و مراد از سرمهٔ ناز صفات یعنی ذات در پردهٔ صفات پنهان ساخت پس حجاب صفات را حجاب نتوان گفت بلکه سرمهٔ ناز است مراد از نرگس بیخودی و مراد از سرمهٔ ناز خودی زیرا که مستی از هشیاری معلوم میشود گر فراق نبودی قدر وصال دانسته نشدے وجه دیگر از نرگس مست غلبهٔ عشق مراد است و مراد از سرمهٔ ناز اعراض معشوق است لطائف مشکی که چندین هزار جگر درین هوای او سوخته و عجائب گنجے که بسیار جان برامید او خراب گشته و شیرین شکری که صد هزار در آرزوے او تنگ شده آه این آتش است که در خرمن بیچارگان افروخته و این چه نمکے که بر کباب جگر سوختگان ریخته و این چه ناوکے که بر هدف دل بیدلان دوخته آه نه دستے دارم که بدامنش در آویزم و نه پائے که بسویش بگریزم باین سپاس باد اے شکر این مجلس مقصور است بدوست دوست در مجلس حاضر است قوله

به نیم بوسه دعاے بخرز اهل دلے	که کید دشمنت از جسم و جان دارد ناز

بوسه کنایه از استعداد قبول صوری و معنوی نیم بوسه کنایت از برخی از ان بود که کنایت از استعداد قبول کلام معنوی است و عبارت از وحی خفی و استعداد قبول کلام صوری را درخواست نکرده که تحصیل حاصل ست معنی آنست که قدرے و برخے استعداد قبول و کیفیت کلام معنوی که عبارت از وحی خفی است کرامت فرما و دعاے اهل دلے خریدنما که دعاے اهل دلے مگر دشمنت از تنت باز دارد و این نقش بخاطر مرشد میکارد یا بر توجه تشویش مے آرد اگر خاطرت تشفی ازین نبیند بر دیدهٔ شرح این بیت مے آرد و بوسه کرد و لبت الخ۔

غزل ردیف السین

اے صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس	بوسه زن بر خاک آن وادی و مشکین کن نفس

ساحل کناره ارس نام رودے که بر کناره تقلیس مے گذرد قوله

منزل سلمے که باد ش هر دم از ما صد سلام	بر صدای ساربانان بینی و بانگ جرس

سلمیٰ نام معشوقۂ عرب سار بانان شتربانان بانگ آواز جرس درا قولہ

منکہ قول ناصحا نرا خواندمی بانگِ رباب | گوشمالی خوردم از ہجران کہ اینم پند بس

رباب بضم نام ساز قولہ

عشرتِ شبگیر کن می نوش کاندر راہِ عشق | شبروانرا آشنائیہاست با میرِ عسس

شبگیر شب و آخر شب عسس آنکہ بشب گرد احراس را از دزدان ۔ قولہ

دل بر غبت می سپارد جان بچشمِ مستِ یار | گرچہ ہشیاران نہادند اختیار خود بکس

چشم مست یار تجلی ذاتی قولہ

طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند | در تحیر دست بر سر میزنند مسکین مگس

طوطیان عاشقان شکرستان عالم عشق و قرب کامرانی حظ و عیش مگس ناصح و زاہد قولہ

نامِ حافظ گر برآید بر زبانِ کلکِ دوست | از جنابِ حضرتِ شاہم بس است این ملتمس

بر زبان کلکِ دوست پیش ازین لفظ زہی شرف مقدر ست ملتمس بالتماس غزل

بوئے بہار آمد بنال ای بلبلِ مشکین نفس | گر پای بندی ہمچو من فریاد میکن در قفس

بہار کنایہ از مشاہدات و تجلیات و نیز معرفت گر پای بندی ہمچو من اگر مثل من عاشق ہستی روانی فی الفور چون حافظ دل خستہ را چرا حافظ دلخستہ را غزل

جانان ترا کہ گفت کہ احوال ما بپرس | بیگانہ گرد و قصۂ ہیچ آشنا بپرس

بیگانہ گرد بیگانہ باش قولہ

ہیچ آگہی ز عالمِ درویشیش نبود | آن کس کہ با تو گفت کہ درویش را بپرس

آگہی آشنائی قولہ

زانجا کہ لطف شاملِ و خلق کریم تست | جرم گذشتہ عفو کن و ما جرا بپرس

یعنے ازانجا کہ نیکو کاری شاملِ خوے کریم تست گناہے کہ کردہ ام عفو فرما و انچہ از ما بوقوع نیامدہ بآں منما و از کمال احسان مبرفوع القلم ساز سوال اگر کسے گوید کہ بعد از جریمہ عفو می باشد و جرمے کہ ہنوز نکردہ آنرا عفو چگونہ سزد جواب اگر کرمے بہ بندۂ خود فرماید عفوت لک ما تجری منک الذنوب این عفو نیست بلکہ غفر انست و بعد از وقوع آن کریمہ بایفاے وعدہ بحکم العادۃ دین و فاے عہد بر و لازم است و در خواست

این تمنا بموجب این کریمه که در شان آن سرور نزول یافته لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر هر منزلتی که ناصر و آنحضرت است اتباع او را درخواست و تمنای او کرده و نیز جرم بردوگونه است یکی ارتکاب منهی است دوم ترک امتثال امر مراد اینجا ثانی معنی آنست که گناه امری که امتثال آن نموده و بفعل آن مامور بوده ام عفو فرما و باجرای آن میرس قوله

خواهی نه رو شمنت شود احوال سر عشق	از شمع پرس قصه زیاد صبا مپرس

شمع عاشق که شمع وار در آتش عشق سوخته است و نیز معنی آنست ای جرم ناکرده عفو کرده اکنون عفو کن و از ماجرا که تمام معاصی گذشته پرسش مکن و مخجل مساز ان الله لطیف بعباده یغفر الذنوب جمیعا باد صبا مراد از زاهدان و متقلدان قوله

نقش حقوق صحبت و اخلاص بندگی	از لوح سینه پاک کن و نام ما مپرس

یعنی اگر می خواهی که چشم التفات برداری و حقوق صحبتی که با تو داشتم و نقوش بندگی که بر صفحه خاطرت می نگاشتم و خدماتی که از ما بوجود آمد و برلت ثبت شد و در نمود آید اول آنرا از لوح سینه پاک کن و هرگز بخاطرش میار که چه کرده است بنده را به بندگی کار است و در قبول مستحق و رگاه و نام ما را بخاطر مگذران که از فلان بوجود آمد قوله

طلب	از دلق پوش صومعه نقد وفا مجو	یعنی ز مفلسان سخن کیمیا مپرس	

از دلق پوش صومعه یعنی از زاهدان و عابدان نقد وفا اضافه بیانیه مفلسان اشاره بزاهدان و عابدان کیمیا مراد نقد وفا قوله

ما قصه سکندر و دارا نخوانده ایم	از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس

این بیت در جواب کسی است که بر خواجه اعتراض نموده بود که خواجه قصه جنگ نظم کرون نمیتواند چنانچه شخصی بر شیخ سعدی اعتراض کرد و شیخ در جواب آن گفته ؎ نداند که مارا سر جنگ نیست ؎ وگرنه مجال سخن تنگ نیست ؎ بعده یک دو حکایت بر جنگ آورده پس مراد خواجه آن بود که قصه سکندر و دارا کنایه ازان است یعنی ما تا گهرهای قیمتی از کان طبیعت برآریم و در صفت تیغ و تیر که آلات جنگ است دُرّ نگاریم هرگز خواهد که از حکایت ما محظوظ گردد از ما حکایت مهر و وفا پرسد لیکن در میان گفته شیخ و خواجه این قدر فرق است که شیخ چند حکایت در جنگ آورد اما خواجه مطلق بآن توجه ننمود و حکایت مهر و وفا هم نه بطرزی در کلام خواجه مذکور است که در و شائبه تکلف یافته شود لهذا گفتار خواجه را سان الغیب نامیده اند چنانچه مولوی جامی فرموده اگر کسی تکلفها در بیان مهر و وفا که شعار عاشقانست طلب دارد در کلام شیخ نجمد نگردد غزل

در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس	هر دو عالم را بدشمن ده که ما را دوست بس

ضمیر اندرون و اندیشه و آنچه در دل گیرند قوله

غافلست آنکو بشمشیر از تو می پیچد عنان	قند را لذت مگر نیکو نمیداند مگس

قند کنایه از ضرب معشوق ضرب الحبیب زیب مگر بمعنی تحقیق مگس کنایه از بوالهوس قوله

مرد ما نرا از عسس شب گر خیالی در سراست	من چنانم گر خیالم باز نشناسد عسس

عسس معروف اینجا کنایه از ناصح وزاده عسس شب گرد غزل

دارم از زلف سیاهت گله چندانکه مپرس	که چنان شد شدم از سر و سامانکه مپرس

زلف سیاه جذبه عشق و دنیا باعتبار حوادث و فتن و معنی آنست که من از زلف سیاه محبوب حقیقی که دنیا است چندان گله دارم که در تقریر نیاید چرا که از حرکات و چنان شد سر و سامانم که مپرس یعنی جای پرسش نه و زبان را قدرت پرسش نه قوله

کس بامید وفا ترک دل و دین نکناد	که چنانم من ازین کرده پشیمان که مپرس

یعنی هیچکس بر امید وفای او ترک دل و دین نکند و طالب او نشود که بس بیوفا است و پر دغا که من ازین کرده چنان پشیمانم که جای پرسیدن نیست و چندین نکوهش میکنم که جای نکوهیدن نه و معنی دوم آنست که هیچکس بامید وفای آن زلف او که جذبه عشق است ترک دل و دین نکند که من کردم چنان پشیمانم که مپرس یعنی جذبه عشق را مستحسن پنداشته بدان توسل جستم که شاید بمقصد رسم او خود مرا بخود گرفتار ساخت قوله

بیکی جرعه که آزار کسش در پی نیست	زحمتی میکشم از مردم نادان که مپرس

یعنی بجرعه عشق که نوشیدم و حال آنکه کسی را آزاری نداده ام - زحمت ملامت قوله

گوشه گیری و سلامت هوسم بود ولے	فتنه میکند آن نرگس فتان که مپرس

هوسم بود یعنی میخواستم نرگس فتان چشم فتنه انگیز قوله

زاهدا ز ما بسلامت بگذر کاین می لعل	دل و دین می برد از دست بدان سان که مپرس

کاین می لعل محبت و عشق بدان سان بدان روش در ین راه مرا عشق عربده جنگ جوی فلک فضا پیما

گفتمش زلف بخون که شکستی گفتا	حافظ این قصه دراز است بدین آن که مپرس

زلف دنیا از زلف شکستن زلف آرستن یعنی از محبوب حقیقی سوال کردم که دنیا را با چنین حوادث و شئون و فنون مهیج فتنه انگیخت جواب داد که مزین ساختی چون خواص او تو به بدو نرام است بعوام داد

(مقطع) حافظ این قصه دراز است بدین آن که مپرس

ای حافظ این قصه است دراز سوگند بقرآن که مپرس که بس غامض راز است غزل

در وعشقے کشیده ام که مپرس	زهر هجرے چشیده ام که مپرس

یعنے در عشق بموازنه کشیده ام که مبرا از تحریر است و زهر هجرے بقدرے چشیده ام که معرا از تقریر است۔ قوله

گشته ام در جهان و آخر کار	دلبرے برگزیده ام که مپرس

گشته ام سیر کرده ام دلبر آنکه دلهاے عشاق بحسن کرشمه برگزیده ام اختیار کرده ام قوله

آن چنان در هواے خاک درش	میرود آب دیده ام که مپرس

هواے دوستی دارد و میرود آب دیده ام گریه میکنم قوله

سوے من لب چه میگزی که مگو	لب لعلے گزیده ام که مپرس

لب چه میگزی حسرت و افسوس چه میکنی لب لعل لطفے و عنایتے قوله

بے تو در کلبهٔ گدائی خویش	رنجهاے کشیده ام که مپرس

کلبه خانه تنگ قوله

غزل

دلا رفیق سفر بخت نیک خواهت بس	نسیم روضهٔ شیراز پیک راهت بس

نسیم روضهٔ شیراز که مسکن حافظ بود۔ قوله

دگر ز منزل جانان گذر مکن درویش	که سیر معنوی و گنج خانقاهت بس

منزل جانان آستانهٔ مرشد گذر مکن بیرون مرو قوله

بصید مصطبه بنشین و ساغرے نوش	که این فتور جهان کسب مال و جاهت بس

مصطبه میخانه و آستانهٔ مرشد و عالم عشق کسب حاصل کردن قوله

دگر کمین بکشاید غمے بکشور دل	حریم درگه پیر مغان پناهت بس

یعنے اگر غمے متوجه کشور دل گردد قوله

زیادتی مطلب کار بر خود آسان کن	که شیشه مے لعل و بت چو ماهت بس

کار بر خود آسان کن مریز مشو شیشه مے لعل شراب از دگر ظرف و اراده منظر من مراد از شراب محبت جوهر کمال مرشد

قوله هواے مسکن مالوف و عهد یار قدیم	ز هر کران سفر کرده عذر خواهت بس

مسکن عالم اطلاق عهد یار قدیم یعنے عهد نشسته ام و در هواے آن عالم مرده ام که حب الوطن من الایمان است قالوا لهذا رهروان سفر کرده سلف عذر پوزش ای بسا نه قوله

لے در نقل نسخه هاے قدیمه مصحح است که مپرس که بس غامض راز است و بعضے نسخه هاے قدیمه مصحح است که در دام عشق گرفتار شده ام و زهر هجرے بقدرے چشیده ام که مپرس و لطف ظاهر است ۱۲ محمد نظام الدین گراموی۔

(قطع) بیت فلک زمردم نادان دریغ ذات حاجت ای حافظ
دعا بگو بنیم شب و در سجود گریان

فلک زمردم نادان دریغ ذات مراد	تو اهل دانش و فضلی همین گناهت بس

مردم نادان مقلد زمام بکسر میم نعل

گل عذارے ز گلستان جهان ما را بس	زین چمن سایهٔ آن سرو روان ما را بس

تا آخر طالب حق را باید که بطلبگاری آن مطلوب حقیقی از جمیع مطالب اعراض نماید و بمرشد کامل از خود نیست و با و هست شده باشد توجه کند که بدیده ارادت او دیگرے نیاید چنانچه گوید گل عذارے ز گلستان الخ یعنی ما را از صحبت آنان که دوستی ریا فزاید و نسبت به حدی گزینان گران اندکرانه گرفته بر طبل گران که پیالهٔ شراب است و از دل پر محبت مراد است توسل جوید چنانکه گوید قوله

من و هم صحبتی اهل ریا دورم باد	از گرانان جهان بر طبل گران ما را بس

بعد ازان حتے الوسع والامکان در اعمال رضیه و اخلاق مرضیه کوشد باز اینهمه را بذیل نسیان و فراموشی بپوشد و خود را رندکه همه ره بافتن مستحسن داند و گدا که هیچ ندارد بیند و از قصر فردوس که محل دیدار است قطع طمع کرده که بمناسبت خروج داخل آن از جمیع مال و منال عبارت از مقام طلب کم و کاست نگزیند یعنے همواره خود را ناقص بیند تا بسبب پندار کمال از ترقی باز نماند چنانچه گوید قوله

قصر فردوس بپاداش عمل می بخشند	ما کرندیم و گدا دیر مغان ما را بس

پس چون از وظیفهٔ اعمال فارغ آید گاه گاه بجهت از دیاد انتباه تفکر نماید و تفکر بر دو نوع است در آفاق و در انفس در آفاق آنست بدان ابتدا نماید و تامل و تدبیر را کار فرماید چنانکه میسر آید قوله

بنشین بر لب جوے و گذر عمر ببین	کین اشارت ز جهان گذران ما را بس

و هر گاه در اثناے آن تفکر گاهے سود مشهود گردد و گاهے زیان پس باید که آن سود را موازنه کند تا بداند که زیان این جهان زیاده است از سود و اشتغال بکار آن نامحمود چنانچه میفرماید قوله

نقد بازار جهان بنگر و آزار جهان	گر شمارا نه بس این سود و زیان ما را بس

بعد ازان تفکر در انفس کند که شهود مقصود در نیجا بغایت وضوح دست میدهد و بیقین میرسد که دوست با اوست و جستجوے او بهر نکوست تا باد راک دولت وصال از طلب زیادتی فارغ البال چنانچه گوید قوله

یار با ماست چه حاجت که زیاده طلبیم	دولت صحبت آن مونس جان ما را بس

این دولت عظمی را که یار با ماست غنیمت شمارد و همیشه خود را از فوت آن در هراس و او را بجان و دل در مقام

تضرع اینستد که او را بغیر خود اگرچه بهشت باشد نفرماید باعلو همت او ظاهر گردد و سبب مزید عنایت گردد چنانکه تضرع کنان این دولت را خواهان گشته گیر - قوله

از درخویش خدایا بهشتم مفرست	که سر کوی تو از کون و مکان ما را بس

وچون انیمه مراتب سلوک طی نموده بکمال رسد و مرتبهٔ تکمیل دریابد که باوجود اعتراف بعجز و قصور بار منت بر ذمهٔ خود نهد و سر رشتهٔ انصاف از کف ندهد و بر جمیع انچه نصیب شده باشد شکر نماید بر روی دل خود در زیادت نکشاید که لئن شکرتم لازیدنکم خصوصاً طبع چون آب که در مجاری کشف حقائق باشد و الهام دقائق که کمال بے آن صورت نبندد و بسهولت جاری گردد و کلام موزون بلطائف عشق مشحون که در اذهان قابلهٔ مسترشدان سرایت کند و در تکمیل ناقصان بدان حاجت باشد زیرا که این دو نعمت فوق جمیع نعمتهاست و منت آن زیاده از منتهایش باوجود این دو نعمت گله از مشرب قسمت بے انصافی باشد چنانکه انصاف داده باین زمان نغمه کشاده که قوله

حافظ از مشرب قسمت گله بے انصافی است	طبع چون آب و غزلهای روان ما را بس

مشرب جاے نوشیدن -

ردیف الشین

اگر رفیق شفیقے درست پیمان باش	حریف جرعه و گرما به گلستان باش

مصراع اول خطاب بمرشد و معشوق و معنے مصراع ثانی آنکه در هر جا مونس و رفیق ما باش - قوله

شکنج زلف پریشان بدست باد مده	مگو که خاطر عشاق گو پریشان باش

شکنج پیچا زلف پریشان عالم کثرات بدست باد مده پریشان ساز مگو که که خاطر عشاق گو پریشان باش یعنی این سخن را که خاطر عشاق گو پریشان باش مگو که موجب پریشانی خاطر عاشقان است قوله

گرت هواست که با خضر همنشین باشی	نهان ز چشم سکندر چو آب حیوان باش

گرت هواست اگر آرزو داری با خضر همنشین باشی که وصل محبوب میسر آید نهان ز چشم سکندر اے بعزلت و خلوت قوله

رموز عشق نوازی نه کار هر مرغیست	بیا و نوگل این بلبل خوش الحان باش

رموز عشق نوازی بیان نمودن سخنان عشق و معرفت نه کار هر مرغ است نه کار هر شاه و عاشق است

بلبل خوش الحان عاشق کامل قولہ

طریق خدمت و آئین بندگی کردن | خدایرا که رها کن بیاد سلطان باش

خدمت و بندگی زہد و پارسائی خدائے را بواسطۂ خدا قولہ

دگر بصید حرم تیغ بر مکش زنہار | از انچہ با دل ما کردۂ پشیمان باش

حرم کعبہ مراد کوے عاشق صید حرم مراد عاشق و ز انچہ بر دل ما کردۂ اشارہ برنج و شدائد پشیمان باش اے تدارک آن نما قولہ

تو شمع انجمنی یکزبان و یک دل شو | خیال کوشش پروانہ بین و خندان باش

پروانہ عاشق۔ قولہ

کمال دلبری و حسن در نظر بازیست | بشیوۂ نظر عاشقی نا ظر دوران باش

شیوۂ نظر عاشقی ناظر دوران عاشقان نایاب غزل

ای ہمہ شکل تو مطبوع و ہمہ جا تو خوش | جانم از خندہ زیبای شکر خای تو خوش

ہیچو گلبرگ تری ہست وجود تو لطیف | ہیچو سرو چمنی ہست سراپای تو خوش

گلبرگ تر برگ گل تر قولہ

ہم گلستان خیالم ز تو بر نقش و نگار | ہم مشامم دلم از زلف سمن سای تو خوش

خیال بکسر قوئے از قوائے انسانی گلستان خیال اضافۃ بیانیہ زلف سمن ساجذبۂ لطف حق و نیز جذبۂ عشق باید دانست کہ دل انسان دو مقام دارد یکے از برائے خطرات صالحہ و دوم برائے خطرات فاسدہ قال علیہ السلام ان فی قلب آدم لمتان لمۃ من الملک ولمۃ من الشیطان یعنے ہم خیال من کہ گلستان خیلات ست از تجلی تو پر نقش و نگار شدہ و ہم دل من از جذبۂ لطف تو خورسند گشتہ۔ قولہ

در رہ عشق کہ اندیشہ سیل فنا نیست گذار | میکنم خاطر خود را بتمنای تو خوش

رہ عشق یعنے عشق کہ العشق اولہ حرق و آخرہ قتل۔ قولہ

در بیابان فنا گرچہ ز ہر سو خطرست | می رود حافظ بیدل بتولای تو خوش

تولا دوستی

غزل

ای دل غلام شاہ نجف باش و شاہ باش | پیوستہ در حمایت لطف الٰہ باش

۴ نسخہ

(منطق) خموش حافظ و از جور یاران مگریز | کہ کس نگفت کہ بر دوست خوب حیران باش

شاہ نجف امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ قولہ

آنرا کہ دوستی علی نیست کافر است	گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش

دوستی آل محمد فرض ست وبغض قطعی ثابت ست قال اللہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا مراد از حبل اللہ قرآن واہل بیت ست اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ مراد اہل بیت قال ﷺ انا واہل بیتی شجرۃ فی الجنۃ واعضاءہا فی الدنیا فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا محبت سنت است کہ موافق کتاب وسنت باشد وہر محبتے کہ خارج از شرع وسنن ہدی باشد آن عداوت کبری باشد وحقیقت محبت طاعت آن محبوب وایثار محابات ومرضاتہ علی حجاب النفس ومرضاتہا وتہاب بآدابہ واخلاقہ محبت نہ آنست کہ شیعہ میدارند کہ در دوستی اہل بیت غلو کردہ اند بحدیکہ تبکیر وتضلیل صحابہ کو شیدہ اند چون ہیچ عمل ایشان واخلاق ایشان وفہم ایشان باخلاق وعمل وفہم اہل بیت نمیرسد چگونہ محبت باشد این محبت نیست بل بغض کمال ست واخرج الدارقطنی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیاتی من بعدی قوم یقال لہم الروافضۃ فان ادرکتم فاقتلوہم فانہم مشرکون قال قلت یارسول اللہ ما العلامۃ فیہم قال یفرطون بما لیس فیہم ولیطعنون علی السلف ولیسبون ابابکر وعمر قولہ

از خارجی ہزار بیک جو نمی خرند	گو کوہ تا بکوہ منافق پناہ باش

خارجی اہل الشام کذا فی الصواعق لامعاویۃ در نفحۃ قاف کوہ محیط بدنیا از زبرجد پانصد فرسنگ بالاے اوست آفتاب بروے تابد شعاع سبزی بر آب آید ومنعکس شود آسمان لاجوردی نماید والا رنگ آسمان کبود بلکہ در غایۃ صفا است

امروز زندہ ام بولاے تو یا علی	فردا بروح پاک امامان گواہ باش

ولا دوستی قولہ غزل

باغبان گر پنج روزے صحبت گل بایدش	بر جفاے خار ہجران صبر بلبل بایدش

باغ کنایہ از وجود باغبان سالک پنج روزے کنایہ از ایام حیوۃ گل محبوب معنے آنست کہ اے سالک اگر درین موسم زندگی طالب وصل محبوبے برین شدائد ہجران بلبل وش شکیبائی باید کوشید کہ بلبل در ایام خزان چون در باغ ہیچ گلے وبرگے نماند وبر شاخے کہ می نشیند جز از خار نمی بیند وبامید گل شگفتن تحمل می کند بر جفاے خار وسائر محن۔ قولہ

وقطع حافظ طریق بندگی شاہ میشکن
واندکہ در طریق چو مردان کہ او بنش

ایدل اندر بند زلفش از پریشانی منال	مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل باید ش

زلف دنیا باعتبار حوادث یعنے اے دل در بند دنیا از پریشانی نالش تمن و صابر باش و خاطر خود را بهر آزار مده که مرغ زیرک چون بدام ے افتد تحمل می باید ش که از تحمل کار بسته می کشاید - قولہ

تکیہ بر تقوی و دانش در طریقت کافریست	راهرو گر صد هنر دارد توکل باید ش

معنے آنست که سالک را باید که از هر چه که دارد خواه حقائق خواه مقامات خواه احوال خواه باقیات خواه صالحات خواه خوارق و کرامات - و چیکه سالک را ذرہ التفات بدینها نماند نشنیدہ که صفی اللہ و کلیم اللہ را گفته شد بر صفا و عصا یعنی آدم را بر مقام صفوة نظر افتاد و موسی را بر مکالمه نظر افتاد این را گفتند عصی آدم و آنرا گفتند ان الق عصاک موسی را گفتند تکیه بر مکالمه کردن بر افگن و آدم را گفتند که انکار مقام صفوت و خلافت معصیتیست و مینداز که تکیه بر عصا که او چوب بادام وغیره باشد منع می کنیم بلکه می گوئیم بر حسنات و خیرات و طاعات و عبادات و احوال و مقامات تکیه زدن ناخوش و نامحمود ست پس باید که تکیه بر اعمال و بر هر چه نظر افتد از دنیاے خود شمرد و از کتاب این از خردمندی نداند قولہ

رند عالم سوز را با مصلحت بینی چه کار	کار ملک ست آنکه تدبیر و تحمل باید ش

رند عالم سوز عاشق قولہ

ساقیا در گردش ساغر تعلل تا بچند	دور چون با عاشقان افتد تسلسل باید ش

ساقی مرشد گردش دادن ساغر پایه تعلل توقف دور گردش ساغر قولہ

کیست حافظ تا نوشد باده بے آواز چنگ	عاشق مسکین چرا چندین تحمل باید ش

باده محبت بے آواز چنگ بے تلقین مرشد - غزل

بدور لاله قدح گیر و بے ریا می باش	ببوے گل نفسے همدم صبا می باش

لاله معروف مراد مرشد گل معروف و اینجا لعل مراد ست که از عرق رسول علیه السلام ست و اینجا کنایه از محبوب حقیقی باد صبا که در سحر بوزد و گلها از و بشگفد کنایه از مرشد باید دانست که باعتبار خلاف اوصاف شی واحد را باسامی متعدده می نامند چنانچه خدا را باعتبار انتقام منتقم و بمغفرت غفور و قس علی هذا القیاس یعنے بدور مرشد قدح محبت بر گیر و این نصیحت را بجان و دل بپذیر و خوش وقت می باش و ریا را از صفحه خاطری تراش باسید مکاشفه استار و بوئیدن گل که عبارت از دریافت اسرار ست نفسے همدم صبا باش و لزوم صحبت مرشد اختیار کن و بیچ بخاطر متراش و هر چه فرماید اعتبار کن و بحکم او تقدم باش ابواب مشاهدات و تجلیات نمودار شود و نیز تا آخر بر طالب صادق لازم ست که از جهت قلت ثبات بدور لاله مینماید غفلت نگذارد بلکه قدح ذکر و فکر بدست دل گردد بدین هر دو امر بطرزے اشتغال نماید که مجال او در آئینه که نمودن کار خود به نیک و بد باشد

چهره بگشاید و با کسے که مانند وے از صبا را نحه معرفت از وے بمشام جانها رسد۔ قوله

نگویمت که همه سال می پرستی کن	سه ماه می خور و نه ماه پارسا می باش

و نمیگویم که همیشه در ریاضت و مجاهده اقتداده باش و بخدمت مرشد سر نهاده باش که این از جنس مستبعد و محال است و تکلیف مالا یطاق پس قدرے مدت که عبارت از سه ماه در سال ست یعنے رجب و شعبان و رمضان که اکثر از قدما در بدایت حال دریں سه ماه اعتکاف کرده اند بحجره که در جوار مسجد باشد و در مجاهده و ریاضت بخدمت مرشد بسر برد و باقی عمر بفراغت دار چنانچه خود گفته ؎ در دور باده یک دو قدح درکش و برو ۔ یعنے طمع مدار وصال دوام را ۔ و قیل چوں دوام اشتغال موجب ملالت ساعات شب و روز خود را بچهار قسم مقسوم سازد قسمے بتحصیل وجه معاش مصروف سازد تا در نظر ها مثل سائر الناس باشد و از ابنای جنس امتیاز نه پذیرد و بترک دنیا شهرت نگیرد زیرا که امتیاز مخل نیاز ست و شهرت موجب آفت و مضرت و قسمے در صحبت انام از خواص و عوام بانجام رساند تا افاده و استفاده روے نماید و تعلیم میسر آید و قسمے بجهت راحت تن معین کند تا بجمعیت در عبادت قیام تواند نمود و قسمے برائے آن مقرر نماید که از همه آخر بنوعے مشغولی نماید که اصلا شعور بما سوا نماند و مراد ازین تقسیم شبانروزی بچهار قسم نه آنست که دو دو پاس متصل صرف اشتغال نماید بلکه مقصود آنست که باین اشتغال بنوعے باید پرداخت که اگر اشتغال را که شب و روز ساعات آن جمع کرده شود باین مقدار رسد بدین سان رسد که در روضة الاحباب مذکور ست که در صحف ابراهیم ست که عاقل را مادام که بعقل خویش بود چهار ساعت می باید که دران مناجات با خدا کند و ساعتیکه تفکر در صنع او کند و ساعتے محاسبه نفس و ساعتے بحاجت نفس از مطعم و مشرب۔

چو سر سالک عشقت بمی حواله کند	بنوش و منتظر رحمت خدا می باش

و اگر مرشد کامل بعد از مراعات این اقسام ما در اول ابتلا و استعداد و استیعاب اوقات بیاد حق روے بر بندد و بیرا در استغراق حق تعالی بنحوی که می عبارت ازان ست ؎ از می همه آب لعل و زر فهم مکن ۔ هر چیز ترا ز خود ستاند مے نشست ۔ بگزیند آن می بنوشد و از قوت عمل بآن قسام که موافق استعداد دیگر است مخزوش چنانکه دیگران بآن طریقه از رحمت الهی بهره در خواهند گردید او نیز بدین رحمت خدا خواهد رسید

گر قوله

گرت هواست که چون جم بسر غیب رسی	بپای همدم جام جهان نمای باش

هر گاه که طریق طلب پوید باید که از آفات این راه سلامت جوید و عظیم ترین آفات هوس اطلاع بر مغیبات ست پس باید که آن هوس البته از خود دور کند و بر تقدیر که آن هوا در سر دے افتاده بود و نمیتوان ازان در گذشت

بتصفیهٔ قلب که بمنزلهٔ جام جهان نما است مشغول باید گشت و اینکه گفته شد که هوس اطلاع بر مغیبات اعظم آفات ست بجهة آنست که آفات دیگر در نظر طالب آفت می نماید پس ازان احتراز می نماید و بریں آفت که در رنگ منفعت ست کم کسے مطلع میتواند شد یا آنکه طالب خدا بعضے اوقات بهمان خورسندگشته از طلب مطلوب اصلی باز میماند و می شاید که از مشاهدهٔ عظم و اندوه جهان بسته دل گردد و بستگی دل سبب انسداد ابواب فیض میشود پس مناسب حال طالب آنست که عقدهٔ آن هوس از جان خود بکشاید چنانچه در بیت آئنده گوید قوله

چو غنچه گرچه فروبستگی ست کار جهان	تو همچو باد بهاری گره کشامی باش

اگرچه از جمیع پیران تا همه مریدان این عهد درمیان می آرده که آنچه مانع راه است دور می باید کرد و روے بمطلب حقیقی باید آورد لیکن کسے که باین عهد وفا نماید کم بنظر می آید چنانچه می گوید. قوله

وفا مجوی ز کس ور سخن نمی شنوی	بهر زه طالب سیمرغ و کیمیامی باش

سیمرغ نام جانورے ست که مقامش بکوه قاف ست ۵ ز عزلت شاه مرغان گشت سیمرغ ۵ یکے مرغست خوانندش بسیمرغ ۵ معنے آنست آرے باوجود سوختگی و فاے عهد باین مشکل ست و چون آشنائی و یگانگی حاصل گردد دل باین وفا و اصل گردد پس هر که بیگانه است از خدا اگرچه طاعت نماید از وے باید رمید و آنکه آشنا بخدا شد اگرچه معصیت از وے بظهور آید خدمت او باید گزید که ریا را العارفین خیر من اخلاص المریدین چنانچه گوید. قوله

مرید طاعت بیگانگان مشو حافظ	ولے معاشر رندان پارسامی باش

مرید طالب بیگانگان خداوران معاشر هم صحبت رندان پارسا عاشقان پاک عزل

باز آ و دل تنگ مرا مونس جان باش	وین سوخته را محرم اسرار نهان باش

مونس الفت دهنده قوله

زان باده که در مصطبهٔ عشق فروشند	ما را دو سه ساغر ده و گو رمضان باش

مصطبه شراب خانه. قوله

در خرقه چو آتش زدی ای عارف سالک	جهدے کن و در حلقهٔ رندان جهان باش

خرقه کنایه از وجود سالک آتش کنایه از شورش عشق یعنی چون در وجود خویش آتش عشق و محبت در زدی

کوشش کن وہمگی ہمت نما و در حلقۂ عارفان کامل و عاشقان واصل در آ یعنی چون از تضیض ظاہر پرستی بالاتر کہ جستی و از امید آن رستی جہدے کن و کوشش نما و در حلقۂ واصلان در آ کہ در حال سلوک مشاہدات و کوشش دون ہمتی ست و در مکاشفات کوشیدن پست فطرتی ست قولہ

آن یار کہ گفتا بتوام دل نگران ست	گومی رسم اکنون بسلامت نگران باش

بتوام دل نگران ست بمضمون انا عاشق ومحب لک۔ قولہ

خون شد دلم از حسرت آن لعل روان بخش	اے درج محبت بہمان مہر و نشان باش

درج محبت کنایہ از دل بہمان مہر و نشان باش یعنی بغیر مائل مشو قولہ

حافظ کہ ہوس میکندش جام جہان بین	گو در نظر آصف جمشید مکان باش

جام جہان بین کنایہ از جام شراب و دل مصفا آصف جمشید مکان کنایہ از مرشد غزل

ببرد از من قرار و طاقت و ہوش	بت سنگین دل سیمیں بنا گوش

ہوش عقل۔ قولہ

نگارے چابکے شنگے پری وش	ظریفے مہوشے ترکے قباپوش

چابک ظریف و چالاک و سختی کش شنگ راہزن و مکار و شوخ و خوب ظریف سبکروح و تیزدل قولہ

ز تاب آتش سودائے عشقش	بسان دیگ دائم میزنم جوش

بسان روش۔ قولہ

چو پیراہن شوم آسودہ خاطر	گرت ہمچون قبا گیرم در آغوش

آغوش کنار۔ قولہ

دل و دینم دل و دینم ببردہ است	ببرد و شش ببرد و شش ودوش

برسینہ دوش کتف۔ قولہ

دوا اے تو دوا اے تست حافظ	لب نوشش لب نوش لب نوش

نوش شیرین۔

غزل

بجد و جہد چو کاری نمیرود در پیش	بکردگار رہا کردہ ام مصالح خویش

کردگار بکسر اول یا دال موقوف بمعنی ہمہ از دست یعنے حق تعالی و بکسر دال کہ میخوانند خطاست زیرا چہ در مرکبات

اظہار اعراب نشاید قولہ

زسنگ تفرقہ خواہی کہ منحنی نشوی		مشو لبسان ترازو تو در پے کم و بیش	

سان مانند قولہ

بباد شاہی عالم فزو نیارد سر		اگر ز سر قناعت خبر شود درویش	

خبر آگاہ۔ قولہ

بدلربائی اگر خود سر آمدی چہ عجب		کہ نور حسن تو بود از اساس عالم بیش	

اساس بنیاد۔ قولہ

بنوش بادہ کہ قسام صنع قسمت کرد		در آفرینش از انواع نوشدارو نیش	

قسام قسمت کنندہ قولہ

ریا حلال شمارند و جام بادہ حرام		زہے طریقت و ملت زہی شریعت و کیش	

ریا شرک نہان ست کہ بیشتر خلق آنرا نشناسد از پوشیدگی و معنی ریا آن بود کہ خواہی ترا بسبب طاعت و زہد و عبادت منزلتے در خلق و جاہے و قبول بود چون دوستی جاہ غالب شد کار بدانجا رسد کہ بپارسی جاہ طلب کند و بیشتر خلق کارہا میکند از علم و عبادت برائے روے ریا می کند بخلق و نشان ریا آن بود کہ چون عبادتے کند گوید کہ من چنین کردم و اگر نگوید لیکن چون مردمان بدانند وے شاد شود و اگر شاد نشود این سخن سخت غریب بود چنانکہ اگر در حق وے تقصیرے کنند و حرمت وے نگاہ ندارند و باوے در معاملہ مسامحت نکنند و وے را پاے نخیزند و جاے بوے ندہند در باطن خود خشم بیند کہ اگر در سر این عبارت کردہ بود این عجب نکردی پس گوئی کہ منتی از عبادت خود بر مردمان میکند و آن را جزا می جوید و این اخلاص را باطل کند کہ از دیگران جزاے عمل خود چشم میدارد و این از ریا باشد کہ در خبر ست کہ الریا اخفی من دبیب النمل ریا پوشیدہ ترست از آواز مورچہ کہ در شب تاریک رود و ریا در طاعت بشرک نزدیک ترست و ہیچ بدتر بیماری ازین نیست کہ ہر عبادتیکہ مقصود ازان اعتقاد مردم بود آن عبادت نیست بل عبادت خلق ست و اگر اعتقاد مردم بود و پرستیدن حق ہر دو باشند مشترک بود حق تعالی گفت فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ یا مرائی آنرا نشان ست چون تنہا بود کاہل بود و چون مردم را بیند بنشاط بود و چون بروے ثنا گویند در عمل افزاید شرح

آن ریا کہ از رفتن مورچہ پوشیدہ ترست بدان کہ ریا لفظی ظاہرست چنانکہ کسے میان مردم نماز بشب کند وچون تنہا باشد نکند و پوشیدہ تر ازین آنست کہ ہر شب عادت دارد نماز لیکن چوں کسے حاضر بود بنشاط بود این نیز ریاست و ازین پوشیدہ تر آنست چنانچہ در نشاط بیفزاید و در حال ہیچ علامت ظاہر نباشد لیکن در میان دل پوشیدہ بود چون آتش در دہن واثر وے آن بود کہ چون مردمان بدانند کہ وی بدین صفت شاد شود و این شادی دلیل آنست کہ ریا در باطن پوشیدہ بودہ است و اگر این شادی را با آن کار مقابلہ بکند ہم آن بود کہ آن رگ پوشیدہ برخود بجنبد و تقاضا خفی کند یا سببے سازد کہ مردم آگاہ شود اگر صریح نگوید تعریضی گوید و اگر تعریض نگوید بشمائل خود را فروشد و نماید تا بدانند کہ شب بیدار بودہ است و باشد کہ ازین نیز پنہان بود و چنان بود کہ شاد نشود و باطلاع خلق بروے ہم باطن از ریا خالی نیست نشان آن بود کہ اگر کسے فرا رسد ابتدای اسلام نکند و بانشاط بحاجت وے قیام نکند یا در خرید و فروخت با وی مسامحت نکند و در باطن خود تعجبے بیند و انکارے کہ اگر آن عبادت پوشیدہ نکردہ بودی این تعجب نبودی و در جملہ بودن آن عبادت و نابودن نزدیک برابر بود ہنوز باطن از ریای خفی خالی نیست چہ اگر کسے ہزار دینار فرا کسے دہد تا خیرے ازوے بستاند کہ صد ہزار دینار ارزد بر ہیچ منت نہد بر کس و ہیچ حرمت ننوشد چون خدا یتعالیٰ را عبادتے کرد تا بدان سعادت ابد رسد و در مقابلہ آن جزا یابد کسے حرمت نیوشد پس ریای خفی تر ازین است و کسانے کہ از خلق گریختہ اند و بعبادت مشغول شدہ اند می گویند ملامت ازین سبب اختیار کردہ اند ریائیکہ عمل را باطل کند بدان کہ ریا در اول عبادت بود یا بعد از فراغ یا در میان اما آنکہ در اول بود این عبادت را باطل کند کہ اخلاص در نیت شرط ست و اخلاص بدین باطل شود و انچہ در میان نماز در آید اگر اصل عبادت را مغلوب کند نماز باطل شود چنانچہ نظارہ فرا رسد اگر مردم نہ دیدندی نماز ببریدی از شرم الیشان نماز تمام کند این نماز باطل کند کہ نیت عبادت ہر کہ شد اما اگر اصل نیت برجا بود لیکن از نظر مردم نماز نیکو گذارد درست ست کہ نماز باطل نشود اما اگر نماز باخلاص کند بعدہ در خاطر ریا آید و اظہار کند نماز گذشتہ باطل نشود لیکن بدین نیت معاتب شود ۱۲ من کیمیای سعادت کیش مذہب غزل

یا یار بیوفا نتوان گفت حال خویش	آن آن بود کہ دم نکشم از قیل و قال خویش

دم نکشم خاموش شوم قیل و قال شرح بیان کردن یک رہ یک مرتبہ آنرا کہ ہست طالع این کار گو بکوش کیکہ اظہار حقیقت پیش محبوب می تواند گو کمن مارا نبود بخت گر فتیم قال خویش یعنی

+ (المقطع) وان تنگ تو نخواہد او جان حافظ تو بجان او نخواہد ارزید

ف (المقطع) وان تنگ تو نخواہد او جان حافظ تو بجان او نخواہد ارزید

دریافتیم که ما قابلیت آن نداریم مجوا ز لبش مراد طلب بوسه از لب او منما از زوال خویش از نومیدی خود ز عشق منت کے خبر شود واز حقیقت عشق ما کے واقف شوی شعر مسا رشرمنده خصال کنایه از بیوفائی نقش خیال وصورت درود بنم از ایزد رحمة بود واز ملائک استغفار واز مومنان دعا واز بهائم و طیور تسبیح ضلال گمراه شدن وهلاک شدن ومتغیر شدن وگم کردن وپنهان وگمراه شدن وگمراهی وبمعنی عشق ومحبت نیز مجال قدرت ـ غزل

چو جام لعل تو لبنشم کجا بساند هوش	چو چشم مست تو بینم مرا که دارد گوش

گوش داشتن منتظر شدن ونگه کردن ومحافظت کردن ودیدن کذا فی العبارات قوله

منم غلام تو ورزانکه از من آزادی	مرا بکوزه فروش شرابخانه فروش

ورزانکه از من آزادی از فکر ما غمے نداری وهیچ غم واندیشهٔ ما نداری قوله

ببوے آنکه زمیخانه کوزهٔ یابم	روم ببوے خرابا تیان کشم بر دوش

ببوے آنکه بامید آنکه خرابا تیان ساکنان خرابات که عالم فناست مراد عاشقان الهی قوله

مرا بگوے که خاموش باش و دم درکش	که در چمن نتوان یافت مرغ را خاموش

چمن بفتحتین صحن باغ یا رستنیها واراضی میان باغ وبستان ودرختان چنانکه از هر دو طرف درختان باشند ونشستنگاه گرد بر گرد درختان باشد سعدی کوے میخواران خادم کوے میخواران کنایه از خود آب زند آبپاشی کند وخدمت کند باده نوش عاشق کنایه از مرشد قوله

شراب بخته بجانان دل فسرده دهند	که باده آتش تیزست وتخمگان در جوش

یعنی باید که شراب بخته بجانان فسرده دل دهند چرا که قوله

اگر بشتاب تو جویم کدام صبر وقرار	وگر حدیث تو گویم کدام طاقت وهوش

طاقت توانائی قوله

نعیم روضهٔ جنت بذوق آن نرسد	که یار نوش کند باده و تو گوئی نوش

نعیم نعمت رضوان بکسر خوشنودی ونام خازن بهشت ـ غزل

خوشا شیراز وضع بیمثالش	خداوندا نگهدار از زوالش

خوشا بس خوش قوله

زر کنابا د ما صد لوحش الله	که عمر خضر می بخشد زلالش

رکنابا د بضم تفرجگاهے در شیراز که چشمهٔ الله اکبر آنجا جاری ست وآن را رکنے گویند لوحش الله در اصل لا اوحش الله است یعنی از رکنابا د ما ے از عابران او که عمر خضر می بخشد زلال او واهل شیراز را ایں دعا است

ارتطلع همراه خلعت سلطان عشق سیدارند خوش باش نوش

که صد بار لا اوحش اللہ یعنی در وحشت نیندازد خدا اہل او را یعنی ہر کرا بر کنا با دما گذر افتد و آب او نوش کند جدائی از و نخواہد بلکہ از جدائیش کاہد۔ قولہ

مسیان جعفر آباد و مصلے		عبیر آمیز مے آید شمالش	

جعفر آباد موضعے ست قریب بشیراز مصلے عید گاہی ست در شیراز۔ قولہ

عجب ازان لولی شنگول سرمست		چہ داری آگہی چونست حالش	

لولی طائفہ رقاصان شنگول شوخ و ظریف آگہی خبر۔ قولہ

کہ نام قند مصری برد آنجا		کہ شیرینان نداوند انفعالش	

شیرینان معشوقان انفعال شرمندگی۔ قولہ

مکن بیدار ازیں خوابم خدارا		کہ دارم عشرتے خوش با خیالش	

خدارا بواسطۂ خدا۔ غزل

دلم رمیدہ شد و غافلم من درویش	سرگشتہ	کہ آں شکاری دلخستہ را چہ آمد بپیش	

رمیدہ متنفر شکاری دلخستہ دل۔ قولہ

چو بید بر سر ایماں خویش می لرزم		کہ دل بدست کمان ابرویست کافر کیش	

بید نام درختے کمان ابرو معشوق کیش مذہب۔ قولہ

خیال حوصلۂ بحر می پزم ہیہات		چہا ست بر سر ایں قطرۂ محال اندیش	

ایں قطرۂ محال اندیش کنایہ از دل شاد کامی خوشوقتی و فرحت قولہ

بنازم آں مژۂ شوخ عافیت کش را		کہ موج میزندش آب نوش بر سر نیش	

مژۂ شوخ عافیت کش عشق صوری کہ حاجبات است قولہ

ز آستین طبیباں ہزار خون بچکد		گرم بہ تجربہ دستے نہند بر دل خویش	

بتجربہ آرزوے امتحان۔ قولہ

نہ عمر خضر بماند نہ ملک اسکندر		نزاع بر سر دنیای دوں مکن درویش	

نزاع کینہ و جنگ۔ قولہ

بداں کمر نرسد دست ہر گدا حافظ		خزینۂ بکف آور ز گنج قاروں بیش	

دست بکمر رسیدن کنایہ از وصل۔ غزل

دوش با من گفت پنہاں کاروانی تیز ہوش		کز شما پنہاں نشاید داشت ازمی فروش	

له شمال بادیکه از طرف قطب وزد ۱۲ اقلیم

(قطعه) چرا حافظ چو می نوشد بجز غم نکردی غم را یارم و صاحب

دوش آوان گذشته کاروان تیز هوش مرشد مے فروش حقیقت محمدی معنی آنست که شب گذشته مرشد کامل بمن پنهان فرمود که از شما نهان نباید داشت راز حقیقت محمدی ﷺ که مرشد بمن تلقین نمود گفت۔ قوله

گفت آسان گیر بر خود کارها گزروی طبع	سخت میگیرد خدا بر مردمان سخت کوش

یعنی آسان گیر بر خود کارهاے سخت نگیرد و بیش نیارد خدا تعالی و شوار بها کز طبع جهانیان چنان اقتضا می کند که سخت گیران را سختی پیش میرسد و بحکم کلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیته و جمیع اعضا رعیت اند چه هر ملک که بر رعیت سخت میگیرد خدا نیز بر و سخت میگیرد پس اعضا را بحد تنگ نباید داشت ما جعل علیکم فی الدین من حرج ملة ابیکم چنانچه یهود و مضاری بر خود سنگ تنگ گرفتند و وراے ممنوعات از اشیاء آخر خود بخود بر وجه بودم مختصر پذیرفت از بهر رعایت قافیه باختیار گرفته است حق سبحانه نیز بر ایشان سخت گرفت و لزوم آن لازمات چون بر سر پذیرفت کما اخبرنا عن اصدق الصادقین رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ و نیز معنی آنست بر نفس مجاهده بقدر شرع باید داشت و ازین بیشتر نباید که منع ست ولیکن میفزاے بر مصطفے که اعضا را بتو حق ست۔

وانگهم در داد جامی کز فروغش بر فلک	زهره در رقص آید و بربط زنان میگیفت نوش

فروع زوشنی قوله

تا نگردی آشنا زین پرده رمزی نشنوی	گوش نامحرم نباشد جاے پیغام سروش

تا نگردی آشنا تا آشناے عشق نشوی زین پرده رمزے نشنوی اسرار عشق را واقف نشنوی سروش بضم جبرئیل و هر فرشته۔ قوله

در حریم عشق نتوان زد دم از گفت و شنید	زانکه انجا جمله اعضا چشم باید بود و گوش

حریم عشق اضافة بیانیه۔ قوله

ساقیا مے ده که رندیهاے حافظ عفو کرد	خسرو صاحبقران جرم بخش عیب پوش

جرم بضم گناه صاحبقران یعنے آن مولودے که مسقط سعد با مسقط راست او بوقت قران عظمی باشد و بر برج قران مطالع بود و نیز صاحب شصت سال و در سال ولادت او دو ستاره قرین باشند۔ غزل

در عهد بادشاه خطا بخش و جرم پوش	حافظ قرابه کش شد و مفتی پیاله نوش

فرا به آوند شراب مانند صراحی و مشله۔ قوله

صوفی ز کنج صومعه در پای خم نشست	تا دید محتسب که صبو میکشد بدوش

صوفی مراد خود صومعه کنایه از زهد و پارسائی محتسب کنایه از مرشد قوله

احوال شیخ و قاضی و شرب الیهود شان	کردم سوال صبحدم از پیر می فروش

یهود قومے ست که بشرب الخمر حرص تمام دارند اینجا کنایه از حرص بر حرام که عبارت از فیض الفتوحات بلا استحقاق و اخذ الرشوة عن الظاهر و تعزیة عن المظلوم و هر دو فعلے ست شنیع و شوم معنی آن ست احوال شیخ و قاضی که بر سجاده مسند شریعت نشست دارد و افعال شنیع بوجودی آرند از مرشد عشق پرسیدم دران هنگام که او در بیان حقائق بود پس فرمود۔ قوله

گفتا منگفتنی ست سخن گرچه محرمی	در کش زبان و پرده نگهدار و می بنوش

زبان را نگهدار و پرده هر که و مه را بدار۔ قوله

تا چند همچو شمع زبان آوری کنم	پروانهٔ مراد رسید ای محب خموش

زبان آوری کنم اظهار عشق خود کنم۔ قوله

اے پادشاه صورت معنی که مثل تو	نادیده هیچ دیده و نشنیده هیچ گوش

صورت معنی ظاهری و باطنی قوله

چنداں بماں که خرقه ازرق کند قبول	بخت جوانت از فلک پیر زنده پوش

بمال باش ازرق کبود بادشاهان ولایت را رسمے ست که خرقهٔ کبود پوشیده بر مسند بادشاهی نشینند وچوں بکمال پیری میرسند آں خرقهٔ کبود بخلعت رها کنند و زنده پوشیده در گوشه شوند این رسم عباسیه بود خواجه از بهر غرض ما یا ایں معنی میکند معنے بیت آنست که پادشاه عمر را دعا میکند که چنداں بماں که فلک کبود پوش تر اولی عمر خود سازد و تصرفات خویش را تبو پردازد و چنداں که سعادت و نحوست فلک در تحت و تصرف تو دارند۔

غزل

سحر شکست صبا زلف عنبر افشانش	بهر شکسته که پیوست تازه شد جانش

سحر آخر شب مراد پایان عدم از روے نیستی نسبت بشب کرد صبا مراد قضا و قدر زلف دنیا باعتبار حوادث و ظلام و نیز زلف حجاب اوست دنیا نیز حجاب ذالست معنی آنست که در پایان عدم چوں می آمدیم بود سحیک را

(مقطع) دی شیخ با چراغ همی گشت گرد دلم بر سیدم از و گفتا تو گمشدی

توجہ بوجود بنود قضاء و قدر دنیا را زینتے داد ہ بنظر موجودات نمود کہ ہریکے از خوبی وے نازگی یافت و بکمال توجہ بدو شتافت و گروہے بناز و نعمت و گروہے بمقامات و عبادات و برخے بفضائل و کمالات و برخے بمشاہدات تجلیات و ایں ہمہ از نتائج آں وقت ست کہ بر بندگاں می تابد و ہر یکے فراخور استعداد مقامے می یابد۔ قولہ

کجاست ہم نفسے تا کہ شرح قصہ دہم		کہ دل چہ می کشد از روزگار ہجرانش	

یعنی ہم نفسی و ہم رازی کجاست تا شرح قصہ دہم کہ دل از روزگار دوری محبوب حقیقی چہ می کشد از محنت و الم قولہ

زمانہ از ورق گل مثال روی تو ساخت		ولے ز شرم تو در غنچہ کرد پنہانش	

گل مراد انسان یعنے آنست کہ زمانہ محبوب مجازی یا دگار روے تو ساخت خلق آدم علی صورتہ و نقشے نیکو پرداخت ولیکن چوں نیکو نگاہ کرد از ان فعل خجالت و انفعال آورد و در قعر کہ شبکل غنچہ است در آورد۔ قولہ

بدیں شکستہ بیت الحزن کہ می آرد		نشان یوسف دل از چہ زنخدانش	

شکستہ بیت الحزن یعقوب ع۔ قولہ

جمال کعبہ مگر عذر رہروان خواہد		کہ جان زندہ دلاں سوخت در بیابانش	

جمال کعبہ جمال صاحب کعبہ کہ محبوب حقیقی ست یعنے صاحب کعبہ بکلم من قتلتہ فانا دیتہ مگر عذر سالکاں راہ خود خواہد کہ حال خستہ دلان دریں بیاباں نکاہد۔ قولہ

سحر بطرف چمن می شنیدم از بلبل		نوائے حافظ خوش لہجہ غزلخوانش	

لہجہ آواز

غزل

سحر ز ہاتف غیبم رسید مژدہ بگوش		کہ دور شاہ شجاع ست می دلیر بنوش	

شاہ شجاع کنایہ از روح مے مستی و عشق یعنے آخر شب کہ ہنگام نزول رب بر آسمان دنیاست ندائے رسید بگوش مے دلیر بنوش یعنے مرتبۂ روح رسیدہ و ریاضت تمام گردیدہ پاکی و نہ پاکی بتو مقرر نمیکند من ادرکہ العنایۃ لا یضرہ الجنایۃ پس در عشق درائے و ہیچ ملاحظہ مما و ازمن و تو در گذشتہ و در حفظ حق نشستہ چنانچہ خود در بیت آیندہ می گوید۔ قولہ

شد آنکہ زاہل نظر بر کنارہ می رفتم		ہزار گونہ سخن بر دہاں و لب خاموش	

یعنی آں وقت رفت کہ گرفتار ما و تو بودم و اخفا، لازم و واجب بود لب خاموش ہیچ اظہار حق نمودم
قولہ شراب خانگی و ترس محتسب کردن آنوقت رفت کہ شراب از غایت ترس در خانہ می نوشیدم واز
یار محتسب ترسیدم بروے شاہد نوشیم بانگ نوشانوش الحال روے بروے مرشدے مینوشم۔ قولہ

بصوت چنگ بگوئیم آں حکایتہا	کہ از نہفتن او دیگ سینہ میزد جوش

بصوت چنگ با اہل دلفتارہ۔ قولہ

ز کوے میکدہ دوشش بدوش می برند	امام شہر کہ سجادہ میکشید بدوش

امام شہر کنایہ از خود کہ سجادہ میکشید بدوش از غایت زہد و صلاح مصلا از دوش نمی افتاد۔ قولہ

دلا دلالت خیرت کنم براہ نجات	مکن بفسق مباہات و زہد ہم مفروش

دلالت رہنمائی مباہات فخر زہد ہم مفروش ترک ریا کن قولہ

بجز ثنائے جلالش مساز ورد ضمیر	کہ ہست گوش دلش محرم پیام سروش

سروش جبرئیل و ہر فرشتہ قولہ رموز مصلحت ملک خسروان دانند۔ رموز مصلحت ملک اسرار و معارف عشق خسروان عاشقاں گدائے گوشہ نشینی تو حافظا خاموش مفلس بے استعدادے کجا تو و کجا اسرار عشق۔ غزل

شراب تلخ میخواہم کہ مرد افگن بود زورش	کہ تا یکدم برآسایم من از دنیا و از شورش

مراد از شراب باعتبار آنکہ ہر چیز تر از تو ستاندمی تست نصیحت مؤثر داشتہ و تلخ ازاں گفتہ کہ دراں نصیحت بکلمۃ الحق کہ بموجب الحق مر تلخی دارد و مرد افگن شنوندہ سخت دل را برافگند و صفات مذکورہ اگرچہ در نصیحت ہر ناصحے مندرج ست لیکن ظہور اثر ایں صفات براں موقوف ست کہ بزبان ناصحے عامل برآید تا مؤثر شود پس میفرماید کہ ناصحے میخواہم کہ نصیحتے مؤثر کند کہ مرا یکبار از دنیا و شر شور راند بنا براں گوید۔ قولہ

بیاور مے کہ نتواں شد ز مکر آسماں ایمن	بلعب زہرہ جنگی و مریخ سلحشورش

مے عشق مکر دغا و فریب لعب بازی زہرہ ستارہ مطربہ فلک مریخ ستارہ خونیز سلحشور دلاور و ضمیر شین سلحشورش ضمیر آسمان یعنے اے دل شراب عشق و محبت بدست آر و بنوش کہ بے او ایمن نتواں شد از مکر آسماں غدار مکرے کہ میکند بلعب زہرہ جنگی و مریخ خونخوار طفل واز حلوائے اسایش بمردم مید ہد پس گریہ کناں بظلم و تعدی از دست شاں میکشد و ہموارہ کارش اینست و مدارش بریں آئین ست

واز مکر او ایمن نتوان بود مگر بعشق و عشق هر جا که علم خود نشاند مکر آسمان را تسلط نماید۔ قوله

سماط دهر دون پرور ندارد شهد آسایش را	مذاق حرص و آز ما دل الشوا تلخ و زشورش
کمند صید بهرامی بیفکن جام جم بردار	که من همیودم این صحرا نه بهرام است و نه گورش

سماط سفرهٔ یعنی بر سفرهٔ دهر دون پرور شهد آسایش نیست و جز تلخی و شوری مشهود نه مذاق حرص و آز و شورش بشوی و توجه بدان مجوی و کمند بهرام که تمنیات بشریت ست بیفکن و فریب آن مخور و جام محبت از مرشد گیر که من همیودم این صحرا یعنی گیتی که نه بهرام[1] ماند نه گور و نه کمند او و نه شور جز عاشقی و معشوق بقا نیافت و هر که در این راه کشته شد بقای ابدی یافت وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ قوله

نظر کردن بدر ویشان منافی بزرگی نیست	سلیمان با چنان حشمت نظر ها بود با مورش

منافی دور کننده حشمت دبدبه۔ قوله

شراب لعل مینوشم من از جام زمرد گون	که زاهد افعی و قیست میسازم بدین کورش

افعی مار ست که بنظر کشد فاما چون نظر بر زمرد افتد دیده اش بطرقد ۱۲ من ابراهیم شاهی۔ غزل

صوفی گلی بچین و مرقع بخار بخش	وین زهد خشک را بمی خوشگوار بخش

گل کنایه از عشق مرقع زهد زهد خشک طاعت و عبادت بی عشق و محبت خوشگوار هاضم و شیرین قوله

طامات و شطح در ره آهنگ چنگ نه	تسبیح و طیلسان بمی و نگسار بخش

طامات وعظ و نصیحت و سخنان از چپ و راست شطح سخن بیباکانه چنگ مرشد طیلسان بفتح چادری که خطیب و اهل عرب بر سر میکشند نگسار غم شکننده۔ قوله

زهد گران که ساقی و شاهد نمی خرند	در حلقهٔ چمن به نسیم بهار بخش

زهد گران زهد دریای بسیار چمن کنایه از مجلس مرشد۔ قوله

ما را هم شراب لعل زدای میر عاشقان	خون مرا بگاه زنخدان یار بخش

[1] بهرام نام پادشاهی که بشکار گور مشغول بود و در چاهی افتاد و هلاک شد

(رقعهٔ کران ابرو و جان بخشیدن سر انگشت حافظ)

شراب لعل محبت میر عاشقاں مرشد قولہ

یارب بوقتِ گل گنہِ بندہ عفو کن	ویں ماجرا بسرو لب جویبار بخش

وقت گل روز قیامت کہ اینہمہ گلہاے مصنوعات خواہند شگفت عفو آمرزیدن سرو لب جویبار کنایہ ازمحمدؐ و مرشد بسرو لب جویبار بخش کہ سزاوار اوست۔ غزل۔

فکرِ بلبل ہمہ آنست کہ گل شد یارش	گل در اندیشہ کہ چوں عشوہ کند در کارش

بلبل معروف اینجا مراد از سالک کہ در بدایت حال از غلبۂ عشق و محبت بحکم من عرف اللہ طال لسانہ چوں بلبل دراز زبانہا میکند و در نہایت حال بحکم من عرف اللہ کل لسانہ از گفت و گو گنگ میگردد گل محبوب حقیقی یعنی خواجہ از روے ولولہ بحضرت صمدیت عرض میکند کہ ہمگی ہمت عاشق شوریدہ آں بود کہ چوں بجلوۂ جمال محبوب واصل گشتہ ام ساعۃً فساعۃً آنا فآنا گلہاے خواہند شگفت و محبوب را ایں خیال کہ عیار او بچہ رنگ باید آشفت تا جوہر حقیقتش ظاہر گردد و سنت اللہ بر اں جاری ست کہ طالباں را با متحان بمختہاے گوناگوں مسلط میگرداند تا از خویش و بیگانہ امتیاز نماید و زباں طاعنان ایشاں مقطوع شود از ایشاں می شاید ایں قسم گستاخیہا ہنگام استمالت بوقوع می آید و از ایشاں میشاید کما قال موسیٰ اِنْ ھِیَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ اعتراض کس را نمیشاید معہذا ایں آموزش است از محبوب از بہر حصول مطلوب چنانچہ بعد ازیں خود گوید قولہ بلبل از فیضِ من آموخت خرف پارہ سفال مراد عاشق بوالہوس قولہ

بلبل از فیضِ من آموخت سخن ورنہ نبود	اینہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش

معنے آنست کہ گل در جواب بلبل گوید و تسکین دلش می جوید کہ بلبل اینہمہ راز دانی و خوش الحانی کہ ہنگام ولولۂ محبت دارد از فیض ما بر زبان می آرد و گرنہ بلبل پیش از عشق گنجشکے بود و ازیں خوشگوئیہا در منقارش ہیچ نبود۔ قولہ

اگر از وسوسۂ نفس و ہوا دور شوی	بیشکے راہ بری در حرمِ دیدارش

نفس شیخ شرف الدین گفتہ کہ نفس عبادی ست مودع اندر قلب چنانچہ روح و امارہ و لوامہ و ملہمہ و مطمئنہ صفات ویست و عن ابن عباس فی جسد ابن آدم نفس و روح بینہما مثل شعاع الشمس فالنفس التی لہا العقل و التمیز و الروح التی لہا النفس و التحرک فاذا نام العبد قبض اللہ نفسہ و لم یقبض روحہ و عن علیؓ

یخرج الروح عند النوم وبقی شعاعه فی الجسد وقیل چوں آدم صفی را بر تخت نشاندند و ملائکہ را امر اسجدوا لآدم در رسید فسجد الملائکة کلهم اجمعون الا ابلیس حق سبحانہ تعالے تازیانۂ قہر بر ابلیس زد از وے نور آتشے پیدا شد نام او خناس است متعجب ماند گفت کہ دریں زیر حکمت ست او را توفیق سجدہ نداد مخالف ما خواہد آمد آدم مدہوش شد بجبریل عرم فرمان رسید کہ در شام آدم تف زن تا قدرت ما بینند چوں تف در دماغ آدم رسید حق تعالے آدم را دو قسم کرد یک قسم در سر جا گرفت دوم قسم در چشم فرود آمد قسم اول را عقل نام کردند و قسم دوم را نفس اکنوں بداں کہ لفظ نفس را بر دو معنی اطلاق کنند گاہے نفس آتشی گویند و بداں ذات و حقیقت آں چیز مراد ست چنانچہ گویند فلاں چیز بنفس خود قائم ست و گاہے اطلاق نفس کنند و مراد ازاں نفس ناطقۂ انسانی باشد کہ عبارت ست از مجموع خلاصہ اجزائے ترکیب بدن کہ آنرا روح حیوانی طبعی گویند و نورے کہ بر و قابض شود از روح علوی انسانی و بداں مورد فجور و تقوی گردد چنانچہ نص کلام مجید ست ونفس وما سوّٰها فالهمها فجورها وتقوٰها در تعریف ایں نفس ست ہر چند معرفت او بجمیع اوصاف متعذر ست چہ او صفت بوقلموں دارد و مبدم برنگے دیگر نماید و ساعت بساعت بشکل دیگر آغاز کند و در ارتباط و اشتراط معرفت الٰہی بمعرفت او اشارت ست بدانکہ شناختن او بجمیع اوصاف و رسیدن بکنہ معرفتش مقدور ہیچ آفریدہ نیست ہمچنانکہ رسیدن بکنہ معرفت الٰہی و ہمچنانکہ معرفت او کماہی متعذر ست ضبط احوال او کما ینبغی متعسر امارہ و لوامہ و ملہمہ و مطمئنہ اسامی اوست بحسب مراتب مختلفہ و اوصاف متقابلہ در ہر مرتبہ بصفتے و صفے دیگر از ینجاست النفس ستة الاول النفس الامارة ہی عبارة عن البخل والحرص والجهل والكبر والشهوة والحسد والغضب والثانی النفس اللوامة ہی عبارة عن القهر والمكر والعجب والثالث النفس الملهمة ہی عبارة عن السخاوة والقناعة والعلم والتواضع والتوبة والتحمل والرابع النفس المطمئنة ہی عبارة عن التوكل والتدبر والعبادة والشكر والرضا والخامس النفس الراضية ہی عبارة عن الكرامة والاخلاص والورع والرضا والذكر والوفا والسادس النفس المرضية ہی عبارة عن القرب والتفكر حرم کعبہ و خانہ و محل معنی آنست کہ اگر از وسوسۂ نفس و ہوا دور شوی بے شک و بے شبہ در حرم دیدار گل کہ عبارت از محبوب حقیقی ست راہ بری یعنے اگر خویشے را از عقبات بگذرانی از واصلان شوی طرفہ بضم چیزے نوکہ بچشم خویش آید ہ غزل

کنار آب و پاے بید و طبع شعر و یار خوش	معاشر دلبر شیرین و ساقی گلعذار خوش

کنار بکسر جدائی کنار آب چشمۂ عشق پاے بید سایۂ بید کنایہ از سایۂ مرشد طبع شعر طبع دانا سعاشر ہم صحبت۔ قولہ

الاے دولت طالع کہ قدر وقت میدانی	گوارا بادت ایں عشرت کہ داری روزگاری خوش

گوارا باد صفت قولہ

شب صحبت غنیمت دان و داد خوشدلی در باب	کہ مہتابے دل افروزست و طرف لالہ زاری خوش

داد خوشدلی در باب عیش و عشرت کن مستاب مشاہدہ۔ قولہ

عروس طبع را زیور ز فکر مکرے بندم	بود کز نقش یارم بدست افتد نگاری خوش

عروس زن نو گنجد او مرد نو گنجد را نیز نامند فکر مکر مکر تازہ قولہ

چمد در کاسۂ چشمیست ساقی را بنام ایزد	کہ مستی میکند با عقل و می آرد خماری خوش

ساقی معشوق بمستی می کند با عقل زیردار دعقل را۔ قولہ

بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بہ میخانہ	کہ شنگولان سر مستت بیاموزند کاری خوش

شنگولان ظریفان و رعنایان و مرشدان لمعنی بیت آنست کہ روح بنفس خطاب میکند و با دل میگوید بعد عشق و محبت کہ عمر بغفلت رفت و بوے از حقیقت بمشام نرفت از ظاہر پرستی بالاترک آمدہ بمقام عشق و محبت با من بیا تا مرشداں کامل کار و بار عشق آموزند۔ غزل

من خرابم ز غم یار خرابانی خویش	میزند غمزۂ او ناوک غم بر دل ریش
گر چلیپاے سر زلف زہم بگشایند	بس مسلمان کہ شود فتنۂ آں کافر کیش

چلیپا زنار مراد طبائع سر زلف دنیا کہ حجاب مولی ست چلیپاے سر زلف اضافت بیانیہ فتنۂ عاشق آں کافر کیش زلف باعتبار پوشش روے محبوب بکافر کیشے یعنے اگر محبوب حقیقی دنیا را در پیش بے چشم طالبان خود افشاند بسا طالب حق کہ از وے معرض گشتہ بحق پرداختہ انداز حق پرستی باز نماند و باز طلب وجویاے او گردند لیکن حفظ خویش شامل حال ایشاں میساز و دنیا را بچشم ایشاں خوار و حقیر می انداز د۔ قولہ

آخر اے پادشہ حسن و ملاحت چہ شود	گر لب لعل تو ریزد نمکے بر دل ریش

ملاحت نرمی و صفائی رنگ را گویند اما بشرطیکہ نمکینی در وی بود و مائل بسبزی باشد و نیز ملاحت آنرا گویند کہ حسن معنوی در اصل ہمین ست در ہر صورت کہ ہست رہایندگی خاصہ ملاحت ست و غیر ملاحت مالک دلہا

نمیتواند شد۔

غزل

مجمع خوبی و لطف ست رخ ہمچو مہش | لیکنش مہر و وفا نیست خدایا بدہش

ضمیر شین در ہر دو مصرعہ بمحبوب قولہ

دلبرم شاہد و طفلست بیاری رونے | بکشد زارم و در شرع نیامد گنہش

شاہد و طفل باعتبار اصحاب الجنۃ جرد مرد بکشد زارم بخواری بکشد مرا در شرع نیامد گنہش کہ بر طفلاں قصاص نیست۔

قولہ

چاردہ سالہ بتے چابک و شیریں دارم | کہ بجان حلقہ بگوش ست مہ چاردہش

حلقہ بگوش فرمانبردار۔ قولہ

بوے شیر از لب ہمچوں شکرش می آید | گرچہ خون میچکد از شیوہ چشم سیہش

بوے شیر کنایہ از لطف و رحمۃ ان اللہ غفور رحیم خون میچکد شدید العقاب شیوہ چشم سیہش صفت قہاری

در پئے آں گل خنداں دل ما دریاب | خود کجا شد کہ ندیدیم دریں چند گہش

گل خنداں محبوب دریاب اے مدد و معونت کن و تدارک کن دریں چند گہش چند گہ مدت و ضمیر شین بدل۔ قولہ

جاں بشکرانہ کنم صرف گر آں دانۂ دُر | صدف دیدۂ حافظ شود آرا مگہش

گر آں دانۂ دُر دانۂ دُر قیمتی کنایہ از محبوب حقیقی صدف گوش ماہی۔ غزل

ما آزمودہ ایم دریں شہر بخت خویش | بیروں کشیدہ باید ازیں ورطہ رخت خویش

دریں شہر اشارہ بدنیا زیں ورطہ سختی و دشواری معنی آنست کہ ما در عالم ہستی بخت خویش را بآزمایش در افتادہ ایم و طالع خود را نیکو شناختہ ایم کہ ما را دریں جہاں بودن سزاوار نیست و گذشتن ازاں بر عاقل دشوار کہ عالم ہستی گرداب حوادثات ست پس رخت خود را ازیں گرداب باید کشید و بعالم نیستی باید رسانید۔ قولہ

از بسکہ دست میگزم و آہ می کشم | آتش زدم چو گل بتن لخت لخت خویش

آہ کشیدن لازمۂ غم ست یعنی غم میخورم دست می گزم حسرت می خورم و دست گزیدن لازمۂ حسرت ست آتش زدم ے سوزم لخت لخت پارہ پارہ۔ قولہ

اے دل صبور باش کہ آں یار تند خوے | بسیار تند خوے نشیند ز بخت خویش

بسیار تند خوے یعنی تند خوے بحد تند خوے نہ بیند۔ قولہ

خواہی کہ سخت و سست جہان بر تو بگذرد | بگذر ز عہد سست و سخنہاے سخت خویش

سخت و سست نیک و بد قولہ

اے حافظ ار مراد میسر شدے مدام | جمشید نیز دور نماندی ز رخت خویش

رخت اسباب غزل

ہاتفے از گوشۂ میخانہ دوش | گفت بخشید گنہ مے بنوش

عفو الٰہی بکند کار خویش | مژدۂ رحمت برساند سروش

عفو الٰہی صفت عفو الٰہی ان اللہ عفو غفور۔ مژدہ بفتح و کسر میم خبر خوش و شادی۔ قولہ

لطف خدا بیشتر از جرم ماست | نکتۂ سربستہ چہ گوئی خموش

جرم بضم گناہ و ایں مصرع بمضمون آنست کہ سبقت رحمتی علی غضبی سربستہ مخفی و مدقق۔ قولہ

ایں خرد خام بمیخانہ بر | تا مے لعل آوردش خون بجوش

ایں خرد خام عقل معاش مے خانہ عالم عشق مے لعل عشق آوردش ضمیر شین بخرد آوردش خون بجوش بہ بیخودی رساند و بعقل معاد رساند۔ قولہ

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند | ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

وصالش ضمیر شین بحق کوشش ریاضت بکوش در عبادت بسر بر۔ قولہ

داور دیں شاہ شجاع آنکہ کرد | روح قدس حلقۂ امرش بگوش

شاہ شجاع کنایہ از محمد و مرشد روح قدس جبریل حلقۂ امرش بگوش تابع فرمان او قولہ

اے ملک العرش مرادش بدہ | وز خطر چشم بدش دار گوش

ملک العرش حق تعالی واللہ ذو العرش المجید مرادش ضمیر شین بشاہ شجاع خطر آسیب چشم بدش ضمیر شین بشاہ شجاع دار گوش یعنے نگاہدار۔ قولہ۔

رندی حافظ نہ گناہیست صعب | با کرم بادشہ عیب پوش

رندی عشق

غزل

یارب آن نوگل خندان کہ سپردے بمنش | می سپارم بتو از چشم حسود چمنش

نوگل خنداں کنایہ از مرشد چمنش ضمیر شین براں نوگل خنداں یعنی بتوی سپارم تا صحیح و سالم داری۔ قولہ

گر بسر منزل سلمی رسی اے پیک صبا	چشمدارم کہ سلامے برسانی زمنش

سلمی نام معشوقہ بعرب مراد محبوب حقیقی و پیک صبا اضافہ بیانیہ کنایہ از قاصد مراد مرشد چشم دارم توقعے دارم۔ قولہ

در مقامے کہ بیاد لب او مے نوشند	سفلہ آں مست کہ باشد خبر از خویشتنش

سفلہ کمینہ کہ باشد خبر از خویشتنش یعنے باخود باشد اے فانی نمیگردد۔ قولہ

ہمرہ اوست دلم باد بہر جا کہ رود	ہمت اہل کرم بدرقۂ جاں وتنش

ہمت توجہ اہل کرم عرفا بدرقہ رہبر۔ قولہ

باد ب نافہ کشائی کن ازاں زلف سیاہ	جاے دلہاے غریبست بہم برمزنش

باد ب یعنی بحفظ مراتب نافہ کشائی کن بیان اسرار نما زاں زلف سیاہ ازاں جذبہ عشق عزیزاں عاشقاں بہم برمزنش بنظر تحقیر مبین۔ قولہ

چوں دلم حق وفا با خط وخالش دارد	محترم دار دراں طرۂ عنبر شکنش

دراں طرۂ عنبر شکن یعنی دراں محبت وعشق وضمیر شین شکنش بدل۔ قولہ

عرض و مال از دل میخانہ نشاید اندوخت	ہر کہ ایں آب خورد رخت بدریا فگنش

عرض اظہار کردن مال طاعت وعبادت میخانہ عشق ایں آب خورد اظہار کند رخت اسباب خانہ قولہ

ہر کہ ترسد زملال اندہ عشقش نہ حلال	سر و قدمش یا لب ماوہ ہنش

اندوہ عشقش نہ حلال دعوی عشق اور احرام ست زیرا کہ العشق تمام المحنۃ والبلاء۔ قولہ

شعر حافظ ہمہ بیت الغزل معرفتست	آفریں بر نفس دلکش ولطف سخنش

دلکش آنکہ دل بسویش مائل بود

غزل۔ ردیف الصاد

از رقیبت دلم نیافت خلاص	مثل الفاص لایحب القاص

رقیب کنایہ از شیطان وزاہد ظاہر پرست قاص اسم فاعل ست از قص یقص قصا کہ بمعنی چیدن بود مراد آنست کہ ہم پیشہ ہم پیشہ را دوست نمیدارد۔ قولہ

محتسب خم شکست و بندہ سرش | سن بالسن والجروح قصاص

خم شکست ایذا رسانید و ذم کرد بندہ سرش بندہ سر او شکست یعنی من ہم او را لبغم انداختم سن بالسن والجروح قصاص مقتبس بکریمہ الانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص ہمچو عیسیٰ ست یعنی زندگی بخش کہ یحیی الموتی بخواص بمعجزہ۔ قولہ

مطرب مارہے بزد کہ بچرخ | مشتری ہمچو زہرہ شد رقاص

مطرب مرشد بزور ہے یعنی ایں چنیں سرودے گفت چرہ بمعنی سرود ست و مراد از سرود کلمات عشق و محبت مشتری ستارہ کہ قاضی فلک ست و قاضی اناہل شریعت ست اینجا کنایہ از زاہد کہ متشرع ست و زہرہ ستارہ الیست مطربۂ فلک و سرود از لوازمۂ عاشق ست رقاص رقصاں۔ قولہ

لولو از بحر کے بروں آرد | ترک سرتا نمی کند غواص

لولو کنایہ از وصل محبوب بحر دریائے عشق کے بروں آرد کے بدست آرد غواص غوطہ خور اینجا مراد عاشق کہ غواص دریائے عشق ست خصلت الخصل غلبہ کردن تیر انداختن من تاج المصادر خصلت از عشق جوئے یعنی غلبہ از عشق حاصل نما یعنی غلبۂ عشق پیدا کن عقل از مے عقل آنست کہ ازے حاصل گردد۔ قولہ

نقدے از عشق جوئی نہ از عقل | تا کہ خالص شوی چو زر خلاص

خلاص بکسر زرے کہ از آتش آید و غش جملہ از وے رود۔ غزل

نیست کس را کہ کند سر ز لف تو خلاص | میکشی عاشق مسکین و ترسی نہ قصاص

سر زلف جذبۂ عشق و تعلقات دنیا قصاص عوض قولہ

عاشق سوختہ دل تا بہ بیابان فنا | نرود در حرم دل نشود خاص الخاص

تا بہ بیابان فنا نرود تا فانی نگردد در حرم جاں نشود بجناب معشوق نشود خاص الخاص برگزیدہ۔ قولہ

ہوا داری آں شمع چو پروانہ بسوزد | تا نسوزی نشوی از خطر عشق خلاص

ہوا داری و دوستداری بسوز اے بسوزش تا نسوزی تا فانی نشوی قولہ

ناوک غمزۂ او دست ببرد از رستم | حاجب ابرو او برد گرو از وقاص

دست ببرد غالب آمد رستم بضم نام پہلوان ایران زمین کہ ولایت زابلستان بوجہ داشت و او را

پیلتن وتہمتن ورستم نیز گفتندے واو زور ہشتاد پیل داشت ؎ خدائے جہاں تاجہاں آفرید
چو رستم سوارے نیامد پدید ؎ کجا زور دارد ہشتاد پیل ؎ چو خواہد کہ بندد لب رود نیل ؎ ششصد وشصت
وشش سال عمر داشت چنانچہ مادرش در مرثیۂ او گفتہ ؎ ایا ششصد وشصت وشش سالہ مرد ؎ جہانت
بخوردی جہانت بخورد ؎ عاقبت الامر شغاد برادر خورد او اقطاع کابل را بوجہ ازو درخواست وے
قبول نکرد شغاد باضابطہ کابل کار بمطے دیگر ساختہ وبر رستم آمد وشکایت خسرو باز نمود کہ ہرابدہا میگوید
وچوں بتو مفاخرت کنم میان جمع زبان باستخفاف تو می کشاید ورستم برسم شکار با سیصد سوار
از نیم روز عزیمت کرد وچوں قریب کابل رسیدہ شغاد چناں باز نمود کہ چوں خبر تو خواہد شنید بہمہ حال
تحاشی خواہد نمود من بمسارعت بردم وبحسن کفایت او را بیارم تا عرض فوت نشود پس باستعجال تمام بر خسرو
آمد واز قدوم رستم خبر داد پیش ازاں در اثنای راہ چاہہا کافتہ ودرمیان سیخہا وخنجرہا ایستادہ داشتہ
وسرہائے آنرا بچوبہائے تنک خس پوش کردہ کہ فراز آں آدمی باآہستگی گذارد پس شغاد با خسرو خواجہ خود
باستقبال رستم آمدہ حاشیہ رستم پیادہ بردوش نہادہ پیش سر اسپ رستم رواں شدہ چوں براں
چاہہا رسید آہستہ آہستہ درگذشتہ رستم بارخش درچاہ افتاد وباسپ مجروح شد شغاد وخسرو تیغ در
سواراں رستم نہادند وہمہ علف تیغ گردانیدہ رستم بہزار حیلہ خود را برلب چاہ انداختہ شغاد بکشتن سواراں نزدیک
چاہ رستم رسیدہ درختے بود پنہاں بزیر آں استادہ شدہ تا حال رستم بہ بیند چوں رستم دیدش گفت
اے بدبخت نیک نکردی ترا بعد ازیں تمتعے نخواہد بود وایدون ہرچہ چنین کردی کمان من زہ کردہ باچند
چوبہ تیر پیش من بدار تا دریں چند دمے کہ باقی ست اگر جانورے قصد کند دفع او تواند کرد شغاد چناں
کرد رستم چوں کمان وتیر یافت گفت کہ اکنوں مکافات کردۂ خویش محل نگذارد شغاد چوں چناں
دید تنۂ درخت را پناہ خود ساختہ رستم تیر دراں درخت زد چنانکہ از و گذشتہ واز سینۂ شغاد گذشتہ
بر زمیں نشستہ رستم شکر حق بجا آورد کہ بارے ہم بجیات خود قصاص قاتل خود کردم وجان بحق تسلیم نمود
فرامرز بن رستم بکینۂ آں لشکر ومنابطہ کابل را باخیل خانہ در چاہ کشتہ وخاک کابل را زیر وزبر کردہ
ورستم را بتابوت نہادہ در نیمروز بر دہمن ابراہیم شاہی وقاصص گردن شکنندہ ونام شخصے کہ سعد لیسر او
از عشرہ مبشرہ است واو تیر اکیان گراں وتیر اندازان ست معنی بیت اظہر ست۔

قولہ

جان نہادم بمیان شمع صفت از سر شوق | کردم ایثار تن خویش بروے اخلاص

شمع صفت شمع وار ایثار مراد فنا۔ قولہ

کیمیا ے غم عشق تو تنِ خاکی ما | زر خالص کند ار چند بود بیحد رصاص

رصاص ارزیزہ۔ قولہ

قیمت درگرانمایہ چہ دانند عوام | حافظا گوہر یک دانہ مدہ جز بخواص

قیمت مراد قدر گوہر یکدانہ سخن عشق مدہ بیان کن خواص عاشقاں۔

غزل۔ ردیف صاد مہملہ

بیا کہ می شنوم بوے جاں ازاں عارض | کہ یافتم دلِ خود را نشان ازاں عارض

عارض ابر سایہ افگن و دندان پشک و آفتے کہ پیش آید از دنیا وی واز بیماری و شکستگی کہ مردم را افتد و آنکہ لشکر را عرض کند و دوال لگام ہر پیشانی و گیسوی ریش و فارسیاں بمعنی رخسارہ استعمال کردہ اند انشراح رواں شدن در رفتن بر بہنہ شدن و کشادہ دل شدن و فراخ شدن ۱۲ من تاج المصادر۔ قولہ

بگل بماندہ قد سرو ناز ازاں قامت | خجل شدہ است گل گلستاں ازاں عارض

خجل شرمندہ۔ قولہ

ز مہر روے تو خورشید گشتہ غرق عرق | نزار ماندہ مہ آسماں ازاں عارض

نزار لاغر۔ قولہ

بشرم رفتہ تن یاسمن ازاں اندام | بخون نشستہ گل ارغواں ازاں عارض

ارغواں نام گلے ست سرخ و قیل گیاہے ست سرخ۔ غزل

حسن و جمال تو جہاں جملہ گرفت طول و عرض | شمس فلک خجل شدہ از رخ خوب ماہ ارض

عرض پہنا خجل شرمندہ۔ قولہ

دیدن حسن روے تو بر ہمہ خلق واجبست | سجدۂ درگہ تو شد بر ہمہ شاہ ارض فرض

فرض فرمودۂ حق وہبہ ما اعطانی قرضا ولا فرضا۔ قولہ

از رخ تست مقتبس خور ز چہارم آسماں | ہمچو زمین مقتبس ماندہ بزیر بار قرض

(مقطع) از نظر و لکش حافظ کلید و آب حیات و نیز گفتہ شدہ جاناں بخواں عارض را

مقتبس بالضم یکم وفتح سوم روشنی گیرنده واخذ کننده از چیزے خور آفتاب قرض دام۔ قولہ

گر لب روح پرورت گل شکرے بخشدم		کے تن دردمند من رستہ شود ازیں مرض	

مرض بیماری۔ قولہ

بوسہ بخاک پاے او دست کجا دہد ترا		قصہ شوق حافظا خود کہ رساندش بعرض	

دست کجا دہد کجا میسر آید۔ غزل

سواد دیدہ من شد ترا آب چشم بیاض		بنور چند نگار از من کنی اعراض	

سواد سیاہی بیاض سفیدی اعراض روے گردانیدن مضی ما مضے گذشت انچہ گذشت فیاض فیضرسان

غزل۔ ردیف الطاء

ز گرد چشمۂ نوشت دمیدہ سبزۂ خط		کہ کرد خضر پر آب حیات راہ غلط	

چشمۂ نوش دہن معشوق خضر کنایہ از سبزہ آبحیات اشارہ بچشمۂ نوش حیات تازگی آب رونق وجاہ وفیض وعطا ورداح ورحمت شط دجلہ مصیبت ماتم نمط بفتحتین جامہ ایست کبود کتانی۔ غزل۔

گرد عذار یار من تا کہ گرفت دور خط		ماہ ز مہر روے او راست فتاد در غلط	

غذار رخسارہ معنے آنست کہ گرد رخسارۂ محبوب من تا خط عارضش برائے تسخیر عالمیان حلقہ برکشیدہ وعاشقان را در اطاعت آورید باد ور عارضش خط غلامی نوشتہ عالمیان را بہ بندگی آورید وطنش را زینتے دیگر بخشیدہ ماہ کہ از مہر اقتباس انوار او مقتبس نور ست در غلط افتادہ ورخسارۂ یار را مہر سپہر تصور نمودہ در اقتباس نور او چشم کشادہ۔ قولہ

از ہوس لبش کہ آں ز آب حیات خوشتر است		گشتہ روان ز دیدہ ام چشمۂ آب ہمچو شط	

شط دجلہ۔ قولہ

کہ ہوات میدہم ذرہ مثال جان و دل		گاہ باب میکشم آتش عطش ہمچو بط	

ہوا عشق بط جانور سیست آبی معنے آنست گاہ جان و دل ذرہ مثال در ہوائے تو میدہم و گاہ آتش عشق را باب اشک می کشم ہمچو بط کہ آتش خود را میکشد بشناوری یعنے چنداں می گریم کہ در آب اشک شناوری مے کنم۔ قولہ

موے کشادہ کردہ خمے تا بچمن در آمدی		شد رخ گل چو زعفران مشک و گلاب شد سقط	

سقط بفتحتین خطا از قول وفعل وبیفتادن۔ قولہ

خال سیاہ رابر آں عارض سیمرنگ بین	راست زمشک ماندآں برخ ماہ یک نقط

ماندائے مانندہ است۔ غزل ردیف الظاء

زچشم بدرخ خوب ترا خدا حافظ	کہ کرد جملہ نکوئی بجاں ما حافظ
بیا کہ نوبت صلحست ودوستی وصفا	کہ با تو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ

ماجرا قصہ گذشتہ وگفتگو۔ قولہ

اگرچہ خون دلت خورد لعل اوبستاں	بکام دل زلبش بوسہ خونبہا حافظ

خون دل خوردن دررنج واندوہ انداختن لعل لب بکام دل موافق مقصد۔ قولہ

چہ ذوق یافت دل من زوصل آنمحبوب	مراست تحفہ جانبخش غمزدا حافظ

ذوق بفتح چشیدن وآزمودن وکشیدن زہ کمان غمزدا دورسازندہ غم۔

غزل۔ ردیف العین

بامداداں کہ زخلوتکدہ کاخ ابداع	شمع خاور فگند برہمہ اطراف شعاع

کاخ ابداع یعنی آسمان کہ بگردش او ہردم چیزے نوظاہر میگردد خاور خورشید اطراف جمع طرف شعاع روشنی۔ قولہ

برکشد آئنہ از جیب اُفق چرخ زناں	بنماید رخ گیتی بہزاران انواع

اُفق کنارہ۔ قولہ

درزوایائے طربخانہ بجوشید فلک	ارغنون سازکند زہرہ بآہنگ سماع

زوایا گوشہا ارغنون بفتح از سازہای ساختہ افلاطون کہ رومیاں دارند سازکند بنوازد زہرہ نام ستارہ مطربہ فلک آہنگ قصد۔ قولہ

چنگ درغلغلہ آید کہ کجا شد منکر	جام درقہقہہ آید کہ کجا شد مناع

چنگ عاشق وعارف ومرشد غلغلہ شور جام کنایہ از رندلا ابالی کہ خون جام اندوشش بے محبت پیرست قہقہہ خندہ بآواز بخت مناع منع کنندہ۔ قولہ

وضع دوران بنگر ساغر عشرت برگیر	کہ بہر حال ہمین ست بہین اوضاع

(سقط) آب حیات حافظ گفتہ خیال رنگ و بو کس ہمہ اوراق شعر او سراسر سقط نیست

(سقط) بیا بخوان غزل خوب وطرفہ در سوز کہ شرمساست فرح بخش وجانفزا حافظ

ومنع روش اوضاع جمع وضع یعنی وضع زمانہ ہمین وتغیر وتبدل اورانگاہ کن وبفراغ خاطر منشین کہ بیک رنگ نمیگذارد وفراغ خاطر رانمی سزد پس ساغر عشرت برکش وبقسمت راضی باش وانچہ از دست برآید تقصیر مکن وکار امروز بفردا مکن وبہرحال بہتریں اوضاع ہمیں تصور کن۔ **قولہ**

طرۂ شاہد دنیا ہمہ مکرست وفریب		عارفاں بر سر ایں قحبہ بخوبند نزاع	

طرۂ شاہد دنیا آرایش تعلقات دنیوی **قحبہ دنیا** ودر بعضے نسخہ بجاے قحبہ رشتہ دیدہ شدہ ورشتہ اشارہ بطرۂ شاہد دنیا نزاع کینہ وجنگ۔ **قولہ**

عمر خسرو طلب از نفع جہاں مے طلبی		کہ وجودیست عطا بخش وکریمی نقاع	

نقاع سیر وردن ومہمانی عروسی۔ **قولہ**

مظہر لطف ازل روشنی چشم امل		جامع علم وعمل جان جہاں شاہ شجاع	

امل امید۔ **قولہ**

حافظ ار بادہ خوری با صنم گلرخ خور		کہ ازیں بہ بود در وجہان ہیچ متاع	

متاع رخت وبرخورداری۔

غزل

بفر دولت گیتی فروز شاہ شجاع		کہ ہست در نظر من جہاں کمینہ متاع	

ہاتمیہ فر بزرگی وشکوہ **گیتی فروز** روشن کنندۂ عالم **کمینہ** کمتریں۔ **قولہ**

بیارے کہ چو خورشید مشعل افروزد		رسد بکلبۂ درویش نیز فیض شعاع	

مشعل افروز روشن گردد **کلبہ** خانۂ تنگ۔ **قولہ**

صراحیے وحریفی خوشم زد دنیا بس		کہ غیر ازیں ہمہ اسباب تفرقہ است صداع	

صداع دردسر۔ **قولہ**

بعاشقاں نظرے کن بشکرایں نعمت		کہ من غلام مطیعم تو بادشاہ مطاع	

مطیع فرماں بردار **مطاع** فرماں روا۔ **قولہ**

ہنر نمیخرد ایام وغیر ازیں ہنرم نیست		کجا روم بتجارت بایں کساد متاع	

غیر ازیں اشارہ بہنر **کساد متاع** کم بہا **سادہ** مردم بے اندیشہ ونادان۔ **قولہ**

بس ست زرد شبانہ مے مغانہ بیار		حریف بادہ رسید اے رفیق توبہ وداع	

رفیق تو بہ اضافۂ بیانیہ وداع لے الوداع۔ غزل

قسم بحشمت جاہ وجلال شاہ شجاع		کہ نیست باکسم از بہر مال وجاہ نزاع	

قسم سوگند شاہ شجاع نام شاہ خواجہ محمد ومرشد نزاع کینہ وجنگ۔ قولہ

برو ادیب ونصیحت مگو کہ دیگر تو		نہ بینیم پس ازین ہیچ گہ بکنج بقاع	

ادیب ادب کنندہ۔ قولہ

ببیں کہ رقص کناں میرود بنالۂ چنگ		کسے کہ اذن نمیداد ی استماع سماع	

رقص بیوبہ رفتن شتر و پائے کوفتن نالہ زاری کردن بآواز بلند استماع شنیدن۔ قولہ

خدایرا بمیم شست وشوے خرقہ کنید		کہ من نمیشنوم بوے خیر ازین اوضاع	

خدائے را بواسطۂ خدا خرقہ کنایہ از وجود۔ قولہ

بفیض جرعۂ جام تو تشنہ ایم ولے		نمیکنیم دلیری نمیدہیم صداع	

فیض عطا تشنہ محتاج صداع دردسر۔ قولہ

ز زہد حافظ وطامات او ملول شدم		بساز رود وغزل گوے برقص وسماع	

زہد بر دو نوع ست ظاہری و باطنی ظاہری تقلیل طعام ولباس وگفتار وصحت خلق وکثرت صوم وصلوۃ ودرود واوراد اما خالی از عشق و باطنی آنست کہ در عشق معشوق از ما سوائے او پرہیزیدن وباد آرام گرفتن قال ابن عباس الزہد ثلثۃ احرف فالزاء زہد للمعاد والہاء ہدی للدین والدال دوام علی طاعۃ اللہ وقال بعض الحکماء الزاء ترک الزینۃ والہاء ترک الہوا والدال ترک الدنیا وقیل الزہد علی خمسۃ اشیاء الثقۃ باللہ والتبری من الخلق والاخلاص فی العمل واحتمال الظلم والقناعۃ بما فی اللہ واصل الزہد اجتناب عن المحارم کبیرہا وصغیرہا واداء جمیع الفرائض یسیرہا وعسیرہا وترک الدنیا علی الہنا قلیلہا وکثیرہا وسئل ابراہیم بن ادہم بم وجدت الزہد قال ثلثۃ اشیاء رأیت القبر موحشا ولیس لی مونس ورأیت طریقا طویلا ولیس معی زاد ورأیت الجبار قاضیا ولیس معی حجۃ طامات سخن از چپ وراست وبیہودہ نوا آوازیکہ بر اصول سرود باشد وپردہ راہم گویند رود تار ابریشم سماع سرود۔ قولہ

در وفاے مہر تو مشہور خوبانم چو شمع		شب نشینیں کوے سربازان ندانم چو شمع	
بے جمال عالم آرائے تو روز من شب ست		باکمال عشق تو در عین نقصانم چو شمع	

نقصان کم کردن و یا موے بر کندن۔ قولہ

اگر کمیت اشک گلگونم نبودے تند رو	کے شدے پیدا کہ گیتی راز پنہانم چو شمع

کمیت خمروے کہ بسیاہی زند واسپے کہ قش و دنبال دارد۔ قولہ

درمیان آب و آتش ہمچناں گرم روست	این دل زار و نزار و اشکبارانم چو شمع

گرم رو سخت شتاب زار نالہ اندوہ زدگاں با گریہ و دم سرد نزار بکسر سخت لاغر احتراز پرہیز قولہ

سر فرازم کن شبے از وصل خود اے ماہ رو	تا منور گردد از دیدارت ایوانم چو شمع

دیدار روے پیدا و ظاہر خاقانی ؎ اگر ہست خود جاے گفتار نیست ؛ ولیکن شنیدن چو دیدار نیست

و نیز بمعنی دید مولوی ؎ این سبہا بر نظرہا پردہاست ؛ کہ نہ ہر دیدار منعش راسزاست

غزل۔ ردیف الغین المعجمہ

سحر ببوے گلستاں ہمی شدم در باغ	کہ تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ

باغ کنایہ از محفل دماغ بکسر بمعنے مغز و عجب و تکبر کنم علاج دماغ خورسندی بہر سانم۔ قولہ

بچہرۂ گل سوری نگاہ مے کردم	کہ بود در شب تاری بروشنی چو چراغ

سوری نام محلے ست کہ بہ پیکان تشبیہ کنند گل سوری معشوق چراغ بکسر معروف۔ قولہ

چناں بحسن و جوانی خویشتن مغرور	کہ داشت از دل بلبل ہزار گونہ فراغ

فراغ فرصت و خوشی دل۔ قولہ

کشادہ نرگس عنا بحسرت آب از چشم	نہادہ لالہ حمرا بجان و دل صد داغ

نرگس عاشق۔ قولہ

زباں کشیدہ چو تیغ بسر زنش سوسن	دہاں کشادہ شقائق چو مردماں انفاغ

سوسن نام گل دہاں کشادہ خنداں شقائق لالہ انفاغ خمیازہ گرندہ۔ قولہ

یکے چو بادہ پرستاں صراحی اندر دست	یکے چو ساقی مستان بکف گرفتہ ایاغ

ایاغ پیالہ۔ قولہ

نشاط عیش و جوانی چو گل غنیمت دان	کہ حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

بر رسول غیر بلاغ و ما علی الرسول الا البلاغ۔ غزل

ردیف الفاء

طالع اگر مدد کند دامنش آورم بکف	گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف

طرب خوش وقتی شرف بزرگی۔ قولہ

طرف کرم زکس نہ بست ایں دل بینوا امید من	گرچہ صبا ہمی برد قصۂ من زہر طرف

طرف کرم زکس نہ بست امید کرم از کس نداشت۔ قولہ

از خم ابروے تو ام ہیچ کشایشے نشد	وہ کہ درین خیال کج عمر عزیز شد تلف

خم کجی خیال کج اشارہ بحصول کشایش از حسن ابرو تلف ضائع۔ قولہ

ابروے دوست کے شود دست خوش ضعیف من	کش نہ زدست زین کمان تیر مراد بر ہدف

ابرو مراد صفات کہ حجاب ذات ست چنانچہ ابرو حاجب چشم ست و مراد آن باشد کہ مدتے با سمای صفات مشغول شدم چنانچہ وضع زاہدان ست و مرا کشایش نشد و ازیں لازم می آید کہ مشغولے تمایم باسم ذات تا کشایش دست دہد کہ طریقۂ عاشقاں ست دست خوش طاقت و توانائی و سخرہ و دست مال وزبوں۔ قولہ

چند بناز پرورم مہر بتاں سنگدل	یا دپدر نمیکنند ایں پسران ناخلف

بتان سنگدل و پسران ناخلف کنایہ از محبوباں مجاز کہ بے پروائی و بے نیازی طریقۂ ایشان ست و ایشاں را پسر و خود را پدر ازاں گفتہ کہ ظہور خوبی خوباں از عشاق شود ۵ بے تقاضائے نظر حسن تو افزوں نشود ۵ پس عاشقاں مربی حسن ایشاں بود و نیز ۵ عاشق پاک نظر پیر و پدر ہر سہ یکے ست ۵ یعنے آنست کہ چند عشق و محبت خوباں مجاز را پرورش دہم و خود را و جمالۂ ایشاں نہم کہ ایشاں یادمی کنند و از ناخلفی خدمات ما را بخاطر نمی نہند پس ازیں ناخلفاں قطع نمودہ توجہ دل بمحبوب حقیقی آریم و تخم محبت او در مزرع دل کاریم و نیز بتاں سنگدل و پسران ناخلف کنایہ از ہوا و نفس ست خطاب بروح ست کہ روح در دل آگاہی ما خود گوید کہ نفس و ہوا کہ بحکم ایزدی بحکم من بودہ اند و در تن انسان در آمدہ باغی گشتہ اند حالا کہ نصرت ایزدی قرین حالم گشتہ و دل از خوف متالم شدہ چند ایشاں را پرورش دہم و خوف عاقبت یکسو نہم کہ ایں پسران ناخلف رو بمتبوع خود نمی کنند و از کردار فاسد خود باز نمی گردند و نمیدانند کہ از فساد اینہا فتنہ در نہاد من ست و کردار ایشاں بلاے جان و تن ست۔ قولہ

من بخیال زاہدے گوشہ نشین و طرفہ آنکہ	مغبچۂ زہر طرف میزندم بچنگ و دف

۵ سنگدل بتخت دل بلہم ناخلف نرزند و دل شاد نیستند

طرفہ بنعم چیزے نو کہ بچشم خوش آید میزندم مے زند برائے من۔ قولہ

بے خبر اند زاہداں نقش بخوان ولا تقل	مست ریاست محتسب بادہ بنوش ولا تخف

لا تقل بگو لا تخف مترس۔ قولہ

صوفی شہر بیں کہ چوں لقمہ شبیہ مے خورد	پارہ دمش دراز باد ایں حیوان خوش علف

پارہ دم دوائے کہ زیر دم اسپ بود خوش علف خلیع الغذار۔ قولہ

من بکدام دل خوشی می خورم و طرب کنم	کز پس و پیش خاطرم لشکر غم کشیدہ صف

صف بفتح واں رستہ۔ قولہ

حافظ اگر قدم زنی در رہ خاندان عشق	بدرقۂ رہت شود ہمت شحنۂ نجف

خاندان خیل خانہ و دودمان بدرقہ راہبر شحنۂ نجف علی مرتضی رضی اللہ تعالے عنہ

غزل۔ بردیف القاف

زبان خامہ ندارد سر بیان فراق	وگرنہ شرح دہم با تو داستان فراق

خامہ قلم ندارد سر بیان فراق زیرا کہ بیرون از احاطۂ تقریر ست شرح دہم بیان کنم۔ قولہ

رفیق خیل خیالیم و ہمرکاب شکیب	قرین محنت و اندوہ و ہمعنان فراق

رفیق یار و ہمراہ خیل اسپان و گروہ ہمرکاب ہمدست شکیب صبر قرین نزدیک۔ قولہ

چگونہ باز نہم بال در ہوائے وصال	کہ رخت مرغ دلم پر در آستان فراق

باز نہم کشادہ بال بازو۔ قولہ

فراق و ہجر کہ آورد در جہاں یا رب	کہ روئے ہجر سیہ باد و خانمان فراق

جہاں بکسر اول بمعنے روزگار مصحح ست از بندگی او حدی۔ قولہ

در ریغ مدت عمرم کہ بر امید وصال	بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق

بسر رسید آخر شد نیامد بسر بانتہا نرسید۔ قولہ

سرے کہ بر سر گردوں بفخر مے سودم	بر آستاں کہ نہادم بر استانِ فراق

گردوں فلک بر آستاں اول قسم راستاں معنی آن ست کہ سرے کہ بر سر گردوں بفخر و اتحاد بیگانگی کہ در عالم اطلاق بآن دولت عظمی فائز گشتہ بودم سوگند راستاں کہ بر آستانۂ فراق نہادم یعنے از جمع بتفرق آمدم دستے تو اند

کہ ازیں اتحاد عالم ارواح مراد بود کہ دراینجا درمشاہدہ بودند و فراق عالم دنیا بود کہ مقام فراق ست و میتواند بود کہ مراد آں باشد کہ سرے کہ بر سر گردوں بفخر و اتحادمی سودم یعنے بکشف و شہود بمرتبۂ اطلاق رسیدیم سوگند راستاں کہ بر آستاں فراق نہادہ ام یعنے ازاں مرتبہ تنزل کردہ ام خواہ ایں معنی از راہ کسر نفس باشد و خواہ ازاں راہ کہ عارفاں را بعضے اوقات از حال کمال کہ داشتہ باشد تنزل روے میدہد۔

کنوں چہ چارہ کہ در بحر غم بگردابے		فتادہ زورق صبرم زبادبان فراق

چارہ علاج گرداب جاے غرق شدن کشتی زورق کشتی خورد بادبان برق کشتی۔ قولہ

بسے نماند کہ کشتی عمر غرقہ شود		ز موج شوق تو در بحر بیکران فراق

کشتی عمر اضافۃ بیانیہ۔ قولہ

فلک چو دید سرم را اسیر چنبر عشق		بہ بست گردن صبرم بریسمان فراق

چنبر حلقہ اش و دف وجز آں۔

غزل

مباد کس چو من خستہ مبتلاے فراق		کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلاے فراق

خستہ مجروح مبتلا گرفتار۔ قولہ

غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگرداں		کشیدہ محنت و ایام و دردہاے فراق

سرگرداں پریشان۔

غزل

مقام امن و مے بیغش و رفیق شفیق		گرت مدام میسر شود زہے توفیق

غش بفتح آب تیرہ بکسر خیانت التوفیق سزاوار گردانیدن وقیل التوفیق اعانۃ من اللہ لعبد علی فعل ما ینبغی آنست کہ منزل شریفے و مے کہ در و غش نباشد و یار موافق کہ گرد خبث و غبار نفاق بر دامن طبائع سلیم الیشاں نہ نشستہ باشد اگر مدام میسر آید ایں حیات معہود در قدم آنچناں دوستاں بپایاں رسانم چوں خواجہ در اثنائے سلوک در بادیۂ طلب پیش آمدہا دید بغایت صعب ہر طرف کہ رو آورد بجز از حیرت چیزے دیگر نیفزود و بجز عشق رفیق وے کسے نشد بنا براں گفت تمامی کرد۔ الخ۔

جہاں و کار جہاں جملہ ہیچ در ہیچ ست		ہزار بار من ایں نکتہ کردہ ام تحقیق

یعنی دنیا و ما فیہا در نظر عاقل در نیاید چہ آنچہ دریں عالم ست و سبب قید شدہ ہمہ بباد بے نیازی بدر خواہد شد پس باید کہ آنچناں زندگی با خلق کند کہ عالم را نفع رسد نہ ضرر۔ قولہ

کجاست اہل دلے تا کند دلالت خیر	کہ ما بدوست نبردیم رہ بہیچ طریق

دلالت رہنمائی نبردیم رہ نرسیدیم طریق روش قولہ

بیا کہ توبہ بلعل نگار و خندۂ جام	حکایتیست کہ عقلش نمیکند تصدیق

خندۂ جام جام پرازے تصدیق راست ایں بیت درجواب آنست کہ خواجہ را بعضے از اہل انکار تہم کردہ باشند بامرے کہ مخالف شرع ست۔ قولہ

اگرچہ موے میانت بچوں منی نرسد	خوش ست خاطرم از فکر ایں خیال دقیق

دقیق باریک ایں خیال دقیق اشارہ بموے میاں۔ قولہ

اگر بر نگ عقیق ست اشک من چہ عجب	کہ مہر خاتم چشم منست ہمچو عقیق

عقیق کوہے ست بہ یمن کہ ازاں عقیق سنگے ست چوں در انگشتری کنند اندوہ از دل ببرد قال مختموا بالعقیق فانہ مبارکۃ مہر نقش نگیں اینجا کنایہ از چشم سرخ دوست کہ خیال آں در چشم عاشق جا گرفتہ خاتم بکسر التا، آخر ہر چیز و بفتح مہر و بفتح و کسر انگشتری ۱۲ من ابراہیم شاہی خاتم چشم اضافۃ بیانیہ و چشم خاتم مناسبتے دارد عقیق چشم سرخ محبوب معنے آنست کہ اثر عشق و حرارت عاشقی در بشرۂ خواجہ ظاہر بود علامات و آثار آں در سر و چشم خواجہ معلوم و مشاہدہ اہل مردم را در حیرت می انداخت حضرت نیز بنا بر رفع تعجب خلق گفتہ کہ اگر اشک من سرخ رنگ ست بر نگ عقیق عجب نیست کہ چناں چشم سرخ محبوب در خاتم چشم من نقش میگیرد۔ قولہ

حلاوتیکہ ترا در چہ زنخدانست	بکنہ او نرسد صد ہزار فکر عمیق

کنہ غور قولہ نجندہ گفت کہ حافظ غلام طبع توام چہ محبوب حافظ تعریف خواجہ کردہ و خواجہ آنرا بر طایبہ حمل کردہ میگوید ببین کہ تا بچہ حد دم ہمی کند تحمیق چہ تحمیق احمق گردانیدن۔ غزل۔ ردیف الکاف

اے دل ریش مرا بر لب تو حق نمک	حق نگہدار کہ من میروم اللہ معک

اے خطاب بمحبوب حق نمک اشارہ از دشنام و سخت اللہ معک خدا با تو۔ قولہ

در خلوص محبت ارہمت شکے تجربہ کن	کس عیار زر خالص نشناسد چو محک

خلوص دوستی و اعتقاد و ایں بیت بمضمون البلاء للولاء کالذہب المذہب۔ قولہ

بکشا پستہ خنداں و شکر ریزی کن	خلق را از دہن خویش مینداز بشک

پستہ میوہ ایست مشہور پستہ خنداں کنایہ از دہن شکر ریزی کن بسخن کوئی در آنگفتہ بودی کہ شوم مست و

و و بوسست وعده از حد بشد دمانه و و دیدیم و نه یک معنی این بیت دراں بیت که سه سه بوسه کرد و و لبست کرده و خلیفه من ؛ اگر او انکنی قرضدار من باشی ؛ واضح خواهد شد و و بوسه کمال صوری و معنوی۔ قوله

چرخ برهم زنم ار غیر مرادم گردد		من نه آنم که زبونی کشم از چرخ فلک	

چرخ برهم زنم چرخ را بزیر و زبر سازم ار غیر مرادم گردد اگر برمراد من نگردد و مرا برادر نسازد زبونی کشم و له و عاجزی کشم قوله

چونکه بر حافظ خویشش نگذاری بارے		اے رقیب از نظرم یکدو قدم دور ترک	

یعنے اے رقیب چوں بر حافظ خویش آں محبوب راہی گذاری و ہموارہ بفیلسوفی و فتنہ انگیزی سندی در راہش مے آری تو ہم بقرب او راہ نیافتہ و یک دو قدم دور ترک نشتافتہ ۔ غزل

اے کہ شور افگندۂ در بزم شاہان از نمک		داد مستان از لبت درخندۂ بستان از نمک	

دریں مصرعہ آخر تقلیب ست تقدیر کلام چنین ست کو لبت درخندہ بستان داد مستان از نمک معنی آنست کہ اے آنکہ در مذاق شاہان حقیقۃ و مجاز شورے انداختۂ و ہمہ را متوجہ بخود ساختۂ لب خود را فرا تا داد مستان بباد دادہ کہ از ملاحت تو شورے در نہاد شاں افتادہ بستاند تا مر ایشاں را راحتے رو دہد و پریشانی رخت بندد و ایں التماس بجناب محمدی ست و نیز درشان مرشد سزد کہ اے آنکہ در مجالس سالکان شور انداختۂ و ہمہ را متوجہ بخود ساختۂ گو لبت را کہ بیان حقائق و معارف فرماید و شوریدگاں را ازیں سوزش وارہاند۔

می برد آب گہر لعلت بدریا شی و لطف		میکند نرخ شکر یاقوت ارزان از نمک	

یاقوت لب شیریں تو شکر را پیش خود ارزاں از نمک میسازد اے بے قدر و قیمت۔ قوله

شور مے بینم ازاں جادوے چشمت در شراب		ذوق مے تا بم دراں چاہ زنخداں از نمک	

جادوے چشم در شراب کنایہ از ناز از نمک از لطافت ست قوله

گر نباتت میرباید جان بشیرینی و لطف		قند شور انگیز لعلت میدہد جان از نمک	

قند شور انگیز لعل اضافۃ بیانیہ اے لب آں اشارہ بجان ربائی از نمک از روے دشنام و زجر نمک میریز سخن عتاب و دشنام بگو۔ غزل

اے خضر پے خجستہ چہ نامی فدیت لک		دیگر سیاہ چردہ ندیدم بدیں نمک	

این غزل در نعت حضرت ست پے خجستہ مبارک قدم فدیت لک فدا کردم خود را برائے تو سیاہ چردہ آدم سبز رنگ ۔ قوله

(مقطع) آب حیواں تاریکی ست ما گرد ما مگرد ایں جا سکندر نمی رسد ظلمات را بخضر ما

خوباں سمرقند کہ بردرت آیند جملگی		وانگاہ خاک پائے تو بوسند یک بیک	

خوباں سمرقند وسزاوار خوبان آنست۔ قولہ

آدم زحسن روئے تو گر بہرہ داشتی		از دیدنش بسجدہ نپردا نشتی ملک	

گر بہرہ داشتی حصہ ونصیب داشتی۔ قولہ

صورتگرانِ چین اگر آں چہرہ بنگرند		نقش نگارخانۂ چین را کشند حک	

کشند حک تراشیدہ سازند۔ قولہ

وردِ دوستی حافظ اگر نیستت یقین		زر خالص ست وباک نمیدارد از محک	

زر خالص اشارت بدوستی۔ غزل

اگر شراب خوری جرعۂ فشاں برخاک		ازاں گنہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک	

اشکال ایں بیت آنست نفع رسانیدن بگناہ موجب چنین نمیشود کہ گفتہ اند دریں گناہ نفعے بغیر میرسد پس دراں گناہ باکے نیست جوابش آنست کہ معنی بیت چنین ست کہ اگر شراب معنوی خوری ومست اسرار مشاہدہ گردی باید کہ طالبان راہ را ہم نظرے کنی وبرایشاں جرعۂ آں شراب فشانی وتوجہ بادیگراں اگرچہ بہ بے نہایتی راہ حق گناہے ست اما چوں دریں گناہ نفع بغیر ست دراں توجہ باکے نیست از برائے آنکہ ایں توجہ ہم بغیر ہرگاہ برائے حق ست موجب مزید قربت خواہد شد ونیز مرشد از کمال خواہش بدخوئی عرض میکند کہ چوں ترا مشاہدۂ حق بدست آید طالبان خویش را ازاں ذوقے بخشی کہ بوسیلۂ آں مرتبہ حاصل شود اگرچہ عارفان عارف را بتلقین مشغول شدن دوری از وصال ست بحکم حسنات الابرار سیآت المقربین موجب خسران ست بایں معنے خواجہ گوید کہ ازاں گناہ کہ بدیگرے نفع رسد چہ باک کہ ایں فعل اتباع آں سروراں ست قال لکل شئ فترۃ من کانت فترتہ لسنتی فقد اہتدی یعنی از تلقین مستر شدان اگرچہ فتورے در مشاہدات شود اما چوں تلقین ہدایت بدیگراں ست وسنت ست باک ندارد۔ قولہ

مخور دریغ وبخورے بشاہد ودف وچنگ		کہ بیدریغ زند روزگار تیغ ہلاک	

بیدریغ بے وسواس۔ قولہ

بخاکپائے تو اے سروناز پرورمن		کہ روز واقعہ پاوا گیرد از سر خاک	

باقسم روز واقعہ روز مرگ معنی آنست کہ مرا سوگند بخاک پائے تو اے سرو ناز پرور من کہ روز مرگ من پاکو خود از خاک من وا گیرد واز لطف خویشم بلقائے خود ببذیرائی دم واپسیں لقائے خود میسر گرداں کہ روز خود بداں افطار نمایم وجائز کہ از امانت ست باامانت واز شرم کہ عقل عقلاء از اسرار بے خبر معذور اند۔ قولہ۔

مهندس فلکی شاهراه شش جهتی | چنان بسست که ره نیست زیر دام مغاک

مهندس اندازه کننده یعنی مهندس فلکی که عقل ست راه دیر شش جهتی چنان بسته که در و راه برآمدن نیست اے طالب بگفتار او فریب مخور واز طلب مایست یعنے عقل مے گوید که تو اسیر شش جهتی وخداوند پاک از جهته بیرون ست پس یافت تو او را از دائرهٔ امکان نیز بیرون ۔ قوله

چه دوزخی چه بهشتی چه آدمی چه ملک | بمذهب همه کفر طریقت ست امساک

امساک بجنل قوله

بزن براوج فلک حالیا سرادق عشق | که خود برد اجلت ناگهان به تیره مغاک

اوج بلندی حالیا الحال سرادق چشمه ۔ قوله

فریب دختر رز طرفه مے زند ره عقل | مباد تا بقیامت خراب طارم تاک

دختر رز شراب انگوری طرفه نادر خراب ویران طارم خانهٔ چوبین وبام تاک درخت انگور ۔ قوله ۔

براه میکده حافظ خوش از جهان رفتی | دعاے اہل دلت باد مونس دل پاک

میکده عاشق پاک تمام و پاکیزه ۔ غزل

هزار دشمنم ار می کنند قصد چه باک | گرم تو دوستے از دشمنان ندارم باک

باک ترس ۔ قوله

مرا امید وصال تو زنده میدارد | وگرنه صد رهم از هجر تست بیم هلاک

صد ره صد مرتبه ۔ قوله

نفس نفس اگر از باد نشنوم بویت | زمان زمان کنم از غم چو گل گریبان چاک

نفس نفس دمبدم زمان زمان وقت وقت ساعت ساعت چاک شگاف ۔ قوله

رود بخواب دو چشمم از خیال تو هیهات | بود صبور دل اندر فراق تو حاشاک

صبور صبر کننده حاشاک کاف زائده ۔ قوله

اگر تو زخم زنی به که دیگرے مرهم | وگر تو زهر دهی به که دیگرے تریاک

تریاک پادزهر ۔ قوله

بضرب سیفک قتلی حیاتنا ابدا | لان روحی قد طاب ان یکون فداک

بزدن شمشیر تو کشته شدن من زندگانی ماست تا ابد پس بدرستی که جان من تحقیق خوش شده باینکه باشد فدائے تو ۔ قوله

عنان نه پیچم اگر می زنی بشمشیرم | سپر کنم سر و دستت ندام از فتراک

۵ دیگر بست نگران اور اسیر لا فنا شده ۱۲

عنان

شمشیر ستم ناخن چون بصورت ناخن شیر ست شمشیر نام کردند فتراک دوالی زین که راستا و چپا پس کوبه زین آویخته باشد۔ قولہ

ترا چنانکه توئی هر نظر کجا بیند	بقدر بینش خود هر کسے کند ادراک

بینش بینائی ادراک در لغت در رسیدن یعنی دریافت غور و حقیقت لا تدرکه الابصار و هو یدرک الابصار و هو اللطیف الخبیر۔

بچشم خلق عزیز انگهے شوی حافظ	که بر درش نهی روے مسکنت بر خاک

مسکنت بیچارگی و عاجزی۔ غزل ردیف اللام

اگر بکوے تو باشد مرا مجال دخول	رسد بدولت وصل تو کارما بوصول

دخول در آمدن و وصول پیوستگی۔ قولہ

قرار برده زمن آن دو سنبل رعنا	خراب کرده مرا آن دو نرگس مکحول

رعنا نام گلے ست زرد رنگ و زلے ست و خود آرائے و نادان فراغ فراغت دو جادو چشم مکحول سرمه زنگ قولہ

دل از جواهر مهر تو صیقلے دارد	بود ز زنگ حوادث هر آئنه مصقول

مهر عشق و محبت۔ مصقول صیقل کرده شده ازیں موت مرگ صوری و هم۔ قولہ

من شکسته بدحال زندگی یابم	دراں زماں که به تیغ غمت شوم مقتول

تیغ غم تیغ عشق مقتول کشته شده مصرع اول ایں بیت بمضمون ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء مراد فی سبیل الله عشق خدا که موجب وصول حق ست۔ قولہ

چه جرم کرده ام اے جان و دل بحضرت تو	که طاعت من بهیچ نمی شود مقبول

جرم گناه مقبول قبول کرده شده۔ قولہ

چو بر درِ تو من بینوائے بے زر و زور	بهیچ باب ندارم ره خروج و دخول

بینوا مفلس بهیچ باب بهیچ نوع خروج بیرون آمدن دخول داخل شدن۔ قولہ

بدرد عشق بساز و خموش شو حافظ	رموز عشق مکن فاش پیش اهل عقول

عقول جمع عقل غزل

اے رخت چون خلد و لعلت سلسبیل	سلسبیلت کرد جان و دل سبیل

خلد بهشت سلسبیل نام چشمه ایست در بهشت آب او سفید بغایت و خنک و شیریں و لطیف کما قال الله عینا فیها تسمی سلسبیلا۔ قولہ

سبز پوشاں خطت بر گرد لب | همچو رایند گرد سلسبیل

سبز پوشاں خط اضافۃ بیانیہ مراد تعینات کثرت لب تجلی اسم متکلم مراد ذات۔ قولہ

ناوک چشم تو در هر گوشۂ | همچو من افتاده دارد صد قتیل

ناوک بمعنے تیر نیز مے آمد ایں جا ہمیں معنی ناوک چشم تجلی ذاتی تمہاری مراد تعینات اسم افضل قتیل کشتہ۔ قولہ

بے مے و مطرب بفردوسم مخواں | راحتی فی الراح لا فی السلسبیل

راحت من در شراب ست نہ در سلسبیل ست۔ قولہ

یارب این آتش کہ بر جان من ست | سرد کن زاں سان کہ کردی بر خلیل

ایں آتش عشق زاں سان روش خلیل ابراہیم علیہ السلام قولہ

پاے مالنگ ست و منزل دور دست | بس دراز ست دست ما کوتاہ و خرما بر نخیل

پاے مالنگ ست طاقت رفتار نہ منزل دور دست مکان بس بعید دست ما کوتاہ استعداد ما ناقص خرما حصول مراد نخیل مراد محل خطر۔ قولہ

شاہ عالم بت و غرو مال | باد و هر چیزے کہ خواہد زیں قبیل

شاہ عالم کنایہ از مرشد قبیل نوع۔ قولہ

کس نداند گفت شعرے زیں نمط | کس نیارد سفت دُرے زیں قبیل

زیں قبیل ایں قسم۔ قولہ

حافظ از سر پنجۂ عشق نگار | همچو مورا فتاده زیر پاے پیل

عزل

اے بردہ دلم را تو بدیں شکل و شمائل | پروائے سنت نیست جہانے بتو مائل

بردہ لے فریفتہ بدیں شکل و شمائل بدیں طرز و شیوہ مائل عاشق سوال اگر کسے گوید قافیہ بیت دوم ایں غزل و بیت آخر ایں غزل با قافیہ جملہ ابیات دیگر چگونہ صورت بندد جواب الف کہ دریں قوافی آمدہ است حرف تاسیس ست و تاسیس الفے ست کہ میان او و روے یک حرف متحرک واسطہ باشد چوں شامل و کامل چنانچہ کمال اسمعیل صفاہانی گفتہ ؎ اے آنکہ لاف میزنی از دل عاشق ست ؎ طوبیٰ لک از زبان تو با دل موافق ست ؎ و شعراے عجم بر خلاف فصحاے عرب تاسیس را واجب نمیدارند بلکہ مستحسن پندارند چوں سلمان گوید ؎ رفتند رفیقاں و رسیدند بمنزل ؎ در خواب و غرورے تو ہنوز اے دل غافل ؎ نظام الدین گنجوی رح ؎ ہمہ سختی از بستگی لازم ست ؎

چوں در شکنی خانہ بر ہم زم ست۔ قولہ

وصفِ لبِ لعل تو چہ گویم بر قیباں	نیکو نبود معنی نازک بر جاہل ؛

لب لعل ہماں لب مراد لطف و نیز ذات معنی نازک وصف لب جاہل کنایہ از رقیب۔ قولہ

ہر روز چو سنت زدگر روز فزون ست	مہ را نتواں کرد بروے تو مقابل

زیرا کہ ماہ بعد از بدر کاستے دارد۔ قولہ

دل بردی و جان میدہمت غم چہ فرستی	چوں نیک رفیقیم چہ حاجت بمحاصل

نیک رفیقیم اے نیک غریبیم محاصل طلب کردن۔ غزل

بہ سحر چشم تو اے لعبت حجستہ خصال	بمہر خط تو اے آیت ہمایوں فال

تمامی باکہ دریں غزل ست قسمیہ ہست لعبت حجستہ خصال معشوق آیت ہمایوں فال محبوب قولہ

بنوش لعل تو اے آب زندگانی من	بہ تو بیا ے برنگ و بوے تو اے نوبہار حسن و جمال

نوش تریاک و شیریں تو تیاسہ۔ قولہ

بگرد راہ تو یعنے بسایۂ امید	بخاک پاے تو یعنے بر شک آب زلال

زلال شیریں۔ قولہ

بطیب خلق تو و نفحۂ شمامۂ گل	ببوے زلف تو و نکہت نسیم شمال

نفحہ باد خوشبو۔ قولہ

باں عقیق کہ ما را ست مہر خاتم چشم	باں گہر کہ شمار ست در لسان مقال

خاتم انگشتری لسان زبان مقال گفتار۔ قولہ

باں صحیفۂ عارض کہ گلشن چشم	باں حدیقہ بینش کہ شد مقال خیال

صحیفہ معحف و تختہ و نامہ عارض رخسارہ گلشن گلزار بینش بینائی۔ قولہ

بسر و ماہ نمایت باقتاب بلند	باستان رفیعت باسمان جلال

رفیع بلند جلال بزرگی۔ قولہ

کہ در رضاے تو حافظ گر التفات کند	بعمر باز نماند چہ جاے مال و منال

کہ در رضاے تو حافظ ایں بیت جواب قسم ابیات بالاست بعمر باز نماند اے عمر فدا کند۔ غزل

بعہد گل شدم از توبہ و شراب خجل	کہ کس مباد ز کردار ناصواب خجل

عہد گل موسم بہار کنایہ از مشاہدات و تجلیات و چوں بمشاہدات تجلیات رسیدم

حافظ چو پا در حرم عشق نہادی ۔ تو در امن او دست زدن واز ہمہ مسل +

لہ آنانکہ بنی سگند آن چشم سیہ را کہ افگند ایں فتنہ بدوران مرواریدکہ غلطاست در دنداں اے سوختہ جاں آں چشم سیہ را کہ خیال آں چشم سیہ را بہشت گفتہ و سوختہ جاں حافظ بینش کہ کنایہ از چشم خود و کریہ و سیہ نہایت واقعات بلند

در وقت زہد و پرہیزگاری کہ از عشق تائب بودم ازاں توبہ بخجالت کشیدم چرا کہ آن وقت نیز صرف عشق نکردم و آن عزیز وقت را در بطالت بسر بردم و آں خجالت من بمرتبہ شد کہ کس از کردار ناصواب آنچناں خجل نگردد۔ قولہ

صلاح من ہمہ جام مے است و من ز بن بخت		نیم ز شاہد و ساقی بہیچ باب خجل	

صلاح نیک اندیشی باب نوع و روش۔ قولہ

ز خون کہ رفت شب دوش از سراچہ چشم		شدیم در نظر رہروان خواب خجل	

سراچہ پردہ اینجا کنایہ از پلکہا چشم رہروان خواب اضافۃ بیانیہ و رہروان مسافر چنانچہ مسافر در شب نزول کند ہمچناں در شب خواب در چشم فرو می آید معنے آنست کہ از کثرت دموع خونیکہ در سراچہ عیون جاری شد و خواب را مجال نداد و در روے آن مسافراں کہ شب اینجا نزول میکردند شرمندگی روے داد۔ قولہ

تو خوبروی تری ز آفتاب شکر خدا		کہ نیستم ز تو در روے آفتاب خجل	

چرا کہ از دو بہتری را ے بینم قولہ۔ رواست نرگس مست از فگند سر در پیش۔ نرگس مست کنایہ از سالک طال اللسان کہ شد ز شیوۂ آں چشم پر عتاب خجل کہ ہر چند گرد شیوہ اش محال نشد۔ قولہ

بزیر لب ز چہ رو جام زہر خندہ زند		اگر نہ از لب لعل تو شد شراب خجل	

زہر خندہ خندہ کہ برائے دفع خجالت کنند معنے ایں بیت آنست کہ زہر خندگی شراب و جام از انست کہ از لب لعل تو شراب شرمندہ گردید قولہ

بود کہ یار نپرسد گنہ ز خلق کریم		کہ از سوال ملولیم و از جواب خجل	

کریم نیک۔ قولہ

رخ از جناب تو عمریست تا نتافتہ ام		نیم بیاری توفیق زیں جناب خجل	

تا ہرگز توفیق الا عانۃ من اللہ۔ قولہ

ازاں نہفتہ رخ خویش در نقاب صدف		کہ شد ز نظم تو خوشش لؤلؤ خوشاب خجل	

صدف گوشہ ہاے۔ قولہ

حجاب ظلمت ازاں بست آب خضر کہ گشت		ز نظم حافظ و ایں طبع ہمچو آب خجل	

حجاب پردہ ظلمت تاریکی قبلہ ابرو یتو کہ مشاہدۂ تجلی بیدا دظلم چشم تجلی قہاری خوش آں شہید کہ از دست تو شود مقتول بموجب من بصہ قتلہ و من قتلہ فانا دیتہ آیت آثار و لایت کشور و آں ہفتم حصہ ربع مسکون و تمام ربع مسکون ہفت اقلیم ست مقسوم بعدد ہفت ستارہ یکیم منسوب بزحل

وآن ہند است دوم بمشتری وآن چین است سوم بمریخ وآن ترکستان است چہارم بآفتاب وآن خراسان است پنجم بزہرہ وآن ماوراء النہر است ششم بعطارد وآن روم است ہفتم بقمر وآن بلخ است خراج حاصل قولہ

غزل

خوش خبر دادی اے نسیم شمال	کہ بما میرود ز مان وصال

نسیم شمال بادے کہ از دست چپ وزد ومراد از ان مشیر و دیعنے میرسد زمان وقت وصال پیوستن مراد ملاقات قولہ

ما لسلمی ومن بذی سلم	این حیرانتا وکیف الحال

یعنے چیست مر سلمے را کہ نام معشوقہ است وکیست در موضع موسوم بذی سلم از جہۃ آنکہ سلم یعنی درخت کنار دروے بسیار است وکجا اند ہمسائیگان وچگونہ است حال ایشان۔ قولہ

قصتہ الشوق لا انفصام لہا	وصمت ہہنا لسان مقال

قصۂ عشق نیست انقطاع مر آن را بس خاموش شد اینجا گفت وگو قولہ

عرصۂ بزمگاہ خالی ماند	از حریفان ورطل مالامال

رطل پیمانہ قولہ

سایہ افگند حالیا شب ہجر	تا چہ بازند شبروان خیال

شبروان خیال اضافہ بیانیہ شبروان دزدان اگویند بشیر ظہور خیال در شب است معنے آنست یعنی اکنون شب ہجر سایہ افگندہ وخانۂ دلم را بظلمات گوناگون آگندہ تا دزدان خیال چہ بازی نمایند وباو ورد سازند قولہ عفت الدار بعد عافیۃ منہدم شد خانہ بعد از منہدم شدن یعنی خوب منہدم شد فاسئلوا حالہا عن الاطلال پس پرسید شما حال آنخانہ را از آثار سرا ہاے کہنہ قولہ

ترک ما سوے کس نمے نگرد	آہ ازین کبریا وجاہ وجلال

ترک معشوق نمی نگرد از غایت تکبر آہ افسوس کبریا تکبر جاہ مرتبہ جلال بزرگی قولہ

فی جمال الکمال نلت منی	صرف اللہ عنک عین کمال

یعنی در جمال وکمال تو یافتم آرزو ہارا اے ترا در جمال وکمال دیدم بگرداند خدا از تو چشم زخم را کہ در وقت کمال عارض مے شود قولہ یا بریدا لحی احاک اللہ اے قاصد مرغ از نگاہ دارد ترا اللہ تعالے

مرحبا مرحبا تعال تعال خوش آمدی خوش آمدی بیا بیا غزل

دارای جهان نصرت دین خسرو کامل	یحیی بن مظفر ملک عالم و عادل

دارای شاه ایران بن بهمن شاه که اردشیر نیز نام داشت و او را داراب و دارای اکبر نیز میگفتند و دارای اصغر پسر او ست و مادر دارا همانا بود دختر بهمن که بفتوی علمای آذر پرست دختر خود را بجای خود در آورده بود و او را داراب ازان گویند که مادرش را بهمن وقت مردن پادشاهی داده بود و او اشتیاق پادشاهی بسیار داشت ازان جهت حملی که از بهمن داشت متوازی میداشت و تولد هم باخفا شد پسر را در صندوق نهاده و جواهر فاخر دران داشت و چندی بیاز وی مومیا بسته صندوق بر و آب انداخت و جواری را بتواری جاسوس کرد تا حالش بچه انجامد صندوق بر گاذرگاه رسید گاذری او را واکرده چون بچه دولتمند دید بجای بسیار و پسر او فوت شده بود و شیر زن باقی بود او را بخانه برده بزن سپرد و پرورد و چون در آب او را یافته بود داراب نام نهاد و چون سی ساله شد حق تعالی او را بشاهی رسانید و او را دارای اکبر خواندند و پسرش که بجنگ سکندر کشته شد دارای اصغر گفتند و دارای اکبر فیلقوس قیصر روم را دستگیر کرده و هر ساله هزار بیضه زرین هر یکی بوزن چهل مثقال بر و خراج نهاده و دوازده سال ملک مانده بود بعدهٔ دارای اصغر ولی عهد شد من ابراهیم شاهی و نیز دارا دارنده نصرت یاری قوله

تعظیم تو بر جان و خرد واجب و لازم	انعام تو بر کون و مکان فائض و شامل

فائض ریزنده شامل در گیرنده قوله

روز ازل از کلک تو یک قطره سیاهی	بر روی مه افتاد که شد حل مسائل

تو خطاب به یحیی بن مظفر یعنی روز ازل از کلک تو یک نقطه سیاهی بر روی مه افتاد که او را قضا و قدر این شرافت دست داد که تاریخ جمله مهمات عالم شده و حل چندین مسائل فقهی ازو گشته چون عدت زن شوهر مرده و صوم و حج و زکوة وغیره قوله

خورشید چو آن هندو سیه دید دل گفت	اے کاش که من بودمی آن هندهٔ مقبل

هندو خال و معروف و بنده و دز د مقبل نیک بخت باعتبار آنکه بر روی جا یافته قوله

شاها فلک از بزم تو در رقص و سماعست	دست طرب از دامن این سلسله گسل

بزم مجلس شراب و جشن طرب شادی و فرح زمزمه سرود قوله

حافظا عشق و صبوری نه چنین است و چنان ۔ نالهٔ عاشقان نوش است بنال ۔

خال

اے آنکہ در اسلام پناہ توکشتہ
بر سرو جہان سروری جان و دل
اے نوش جہانبخش کہ در گفت
شکر کردن بدخواہ کرفتار سلاسل

چون دور فلک یکسرہ بر منہج عدلست	خوش باش کہ ظالم نبرد راہ بمنزل

یکسرہ سراسر منہج روش منہج عدلست ہر یکے را بجزائے خود میرساند منزل مقصود قولہ

حافظ قلم شاہ جہان مقسم رزقست	از بہر معیشت مکن اندیشۂ باطل

شاہ جہان اللہ تعالی مقسم قسمت کنندہ معیشت تحصیل قوت باطل بیہودہ و این بیت مفید معنے توکل است وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا قَالَ ع من شق شد قی ضمن رزقی و این وساوس از راہ فقر محض شیطانیست قال ان الشیطان یعدکم الفقر چون حال اینست دل را از اندیشہ مالا یعنی نگاہ باید داشت و نظر بحق باید گماشت قال ع ارزق العوام فی تعینھم و زرق الخواص فی لعینھم ع اینہمہ جد و جہد حاجت نیست ٭ آنچہ روزیست میرساند غزل

رہروان را عشق بس باشد دلیل	آب چشم اندر رہش باشد سبیل

رہروان عاشقان دلیل راہنما سبیل وقف قولہ

اختیاری نیست بدنامی ما	ضلنی فی العشق من یہدی السبیل

گمراہ کردم را در عشق کسیکہ ہدایت میکند راہ را یعنی مرشدے کہ مراد ظاہر پرستی شرائع مے آموخت چون مرا شایان عشق دید درون مرا آتش عشق روشن ساخت کہ نزد شما ضلالتست و نزد ما عین ہدایت قولہ

موج اشک ما کے آرد در حساب	آنکہ کشتی را ند بر خون قتیل

این گریہ ما را کے وقعے و اعتبارے دارد قتیل عاشق قولہ

آتش عشق بتان در خود بزن	ورنہ از آتش گذر کن چون خلیل

یعنے عشق معشوقان حصول کن یا آتش تجلیات در دل خود روشن ساز۔ قولہ

یا بنہ بر خود کہ مقصد گم کنی	یا منہ یا اندرین رہ منزلے دلیل

یعنے در سلوک عشق ہستی خود را پیش مبار و این نکتہ را گوش دار کہ از سبب این مانع بمقصد نرسی و مقصود گم کنی و اگر این حالت نداشتہ باشی و خویش را میسر اشتی در راہ عشق قدم منہ حاشا و کلا از جادۂ شریعت تجاوز منما کہ سر بسر وبالست و موجب فساد و ضلال و نیز آنست کہ بخاطر خود بگذرانی کہ درین راہ بے رفیقی مباد ا مقصد گم کنی بے ہادی دو مساز کہ مرد رہے و مرد راہ نیندیشد از نشیب و فراز و بے دلیل قدم درین راہ منہ و عاقبت اندیشی و بیش و پس بنی از دست مدہ کہ مدار شریعت از دست مدہ

واگر پاکی بخاطر داشته باشی خلاف شریعت سر موند انستی معنی الرفیق ثم الطریق را بخاطر نهی اتباع سلف قولاً وفعلاً از دست ندهی۔ قولہ

یار سوم پیلبانان یاد گیر	یا مدہ ہندوستان را یاد پیل

باید دانست کہ پیل چون بخواب میرود زاد و بوم خود را بخواب می بیند در بیداری بدستی پیش گیرد تا ہمدران مے میرد پس سوم پیلبانان آنست کہ یکدم از و غافل نمیشوند و او را بمراد خود خفتن نمیدہند اگر میرود زود معالجہ میکنند یعنی چون عشق را بخود راہ دادی از و زمانے غافل مباش و ہمگی ہمت بدو گمار و در شدائد صابر باش مبادا وطن یاد کردہ باز از دل خیزد و ہستی تو بکمال نارسیدہ مستدرک گردد اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَنُزُوْلِ الْبَلَآءِ عَلَی الْفَوْرِ قولہ

حسن این نظم از بیان مستغنیست	بر فروغ خور کسے جوید دلیل

خور آفتاب قولہ

معجزہ ہست این شعر یا سحر حلال	ہاتف آورد این سخن یا جبرئیل

معجزہ آنچہ خلق را بدان عاجز کنند سحر حلال فصیح ہاتف فرشتہ آواز دہندہ مراد القائی غیبی و الہام جبرئیل وحی منزل قولہ

آفرین بر کلک نقاشے کہ داد	بکر معنی را چنین حسن جمیل

آفرین بمعنی تحسین نقاش نقش کشندہ یعنی شاعر بکر معنی اضافۃ بیانیہ مراد شعر نادر کہ الماس دیدہ خاطر ہیچ سخنوری ندیدہ حسن فصاحت و بلاغت جمیل نیک بدل عوض بدیل شریک و نام خاقانی قال و قیل سخن لا ینفع غزل

ساقی بیار بادہ کہ آمد زمان گل	تا بشکنیم توبہ کہ کردم میان گل

بادہ شراب محبت زمان گل آوان شروع ہدایت تجلیات تا بشکنیم توبہ کہ کردم میانِ گل توبہ کہ قبل ازین کردہ بودم در ہنگام مشاہدات آنرا بشکنم قولہ

کوری خار نعرہ زنان تا چمن رویم	چون بلبلان نزول کنیم آشیان گل

کوری خار بر آے کور کردن رقیب آشیان خانۂ مرغان قولہ

در صحن بوستان قدح بادہ نوش کن	کایات خوشدلی ہمہ از مدنشانِ گل

ہ باقی اشعار یاد نشد ۱۲

دگر در میان

بر سبیل افنان

صحن بوستان مجلس مرشد کایات خوشدلی همه آمدنشان گل یعنی حصول عشق مایه همه فرحتها است قوله

گل در چمن رسید مشو ایمن ز فراغ	یار و شراب خواه و سرا بوستان گل

گل جوانی چمن بدن مشو ایمن از فراغ وقت از دست مده یار محبوب و مرشد شراب عشق سرا بوستان بوستان سرای و مجلس مرشد و استان پیر قوله

حافظ وصال گل طلبی همچو بلبلان	جان کن فدای خاک رهِ باغبان گل

حافظ وصال گل طلبی اگر میخواهی که بوصل محبوب رسی بلبلان عاشقان کامل باغبان مرشد عمل

شمّت نسیم روح و داد و شمت برق وصال	بیا که بوی ترا میرم ای نسیم شمال

بوئیدم من بوی خوش دوستی و نشان کردم من برق وصال را یعنی دیدم مشاهدهٔ تجلیات را بیا که بوی ترا می برم و طالب و جویای تو ام ای نسیم شمال و ای مرشد باکمال قوله

احاد یا بجمال الحبیب قف وانزل	که نیست صبر جمیلم در اشتیاق جمال

الف ندائیه حاوی سرود گوینده ای راننده و با بجمال زائده جمال جمع جمل و جمل شتر معنی آنست ای حدا کننده مر شتران حبیب را استاده شو و نزول کن که نیست مرا صبر جمیل در اشتیاق آن جمال رعنا سوال اطلاق لفظ حبیب و محبوب بحق تعالی در شرع نیامده جواب آنست که این اطلاق از راه وصفیت است نه علمیت قاضی بیضا میگوید وقتیکه ذات حق متصف باشد بصفتی پس اطلاق لفظی که دال بران صفت بود جائز است جواب دوم آنکه اطلاق یک اسم در شرع صحیح اطلاق مرادف اوست و اطلاق اسم ودود واقع شده پس اطلاق لفظ محب و محبوب نیز صحیح باشد قوله

شکایت شب هجران فروگذارید یک	بشکر آنکه برافگند پرده روز وصال

برافگند پرده روز وصال روز وصال پرده از میان برداشت قوله

بیا که پرده گلریز هفت پرده چشم	کشیده ایم بتحریر کارگاه خیال

چشم را چند طبقه است اول صلبی دیگر شیمی دیگر شبکی دیگر زجاجی - دیگر جلدی - دیگر بیضی - دیگر عنکبوتی - دیگر عنبی - دیگر قرنی - و این مجموع را حدقه گویند و گرد حدقه گوشتی است سپید و چرب آنرا ملتحمه گویند و قیل هفت پرده اول صلبی دوم شیمی سوم شبکی چهارم عنکبوتی پنجم عنبی ششم قرنی هفتم ملتحمه - و این را گلریز گویند اگرچه در گلریزی همه شریک اند لیکن این را ازان گویند که نمود

بدوست کقولہ تعالے انا زینا السماء الدنیا بزینۃ الکواکب اگرچہ کواکب ہشتم فلک اند اما بسبب نمودار ی بآسمان دنیا کہ آسمان اول است نسبت کنند کارگاہ کارخانہ معنے آنست کہ اے یار بیا کہ پردۂ گلریزکہ از پرہاے چشم است بتحریر کارگاہ خیال برکشیدایم وہمیشہ در تصور خیال میکوشیم تا ترا دیدایم

قولہ

بجز خیال رہان تو نیست در دل تنگ	کہ کس مباد چو من والہ خیال محال

والہ آشفتہ محال مشکل قولہ

ملال مصلحتے مینمایم از جانان	کہ کس بہیچ نماند ز جان خود بملال

مصلحتے برائے مصلحت جان خود اے معشوق کہ بجاے جانان است قولہ

قتیل عشق تو شد حافظ غریب و بے	بخاک ما گذرے کن کہ خون بات حلال

قتیل کشتہ غزل

ہر نکتہ کہ گفتم در وصف آن شمائل	ہر کو شنید گفتا للہ در قائل ؂

در بفتح والشد نیکوئی خواجہ میگوید در ستایش قول خود کہ من آن سرو گلزار را بغایت تعریف کردہ ام و ہر چیز کہ آن عارض و قامت او توصیف کردہ ام بیان واقعست ہر کہ شنید گفت مرخدایرا است نیکوئی گوئیدہ۔ قولہ

گفتم کہ کے بخشی بر جان ناتوانم	گفت آن دمے کہ نبود جان در میان حائل

گفتم یعنے مر آن معشوق را گفتم آن دمے آن وقت قولہ

تحصیل عشق و رندی آسان نمود اوّل	جانم بسوخت آخر در کسب این فضائل

رفتن طریق عشق و محبت ورزیدن شیوۂ صدق و مودت اگرچہ آسان نما است اما بپایان رسانیدن این امور در غایت صعوبت است و اشکال قولہ

حلاّج بر سر دار این نکتہ خوش سراید	از شافعی مپرسید امثال این مسائل

حلاج منصور حلاج این نکتہ سخن عشق شافعی نام امام شرعیت امثال مانند ہا این مسائل سخنان عشق یعنے اہل حال دیگر اند و اہل قال دیگر اند اہل قال کہ از حال مے لافند ہمہ شبہ و تہمات مے بافند و ہر سخنے از اہل آن باید پرسید چنانچہ سخن حکمت از حکیمان و سخن فقہ از فقیہان و سخن نجم از نجومیان ہمچنین سخن عشق از عاشقان۔ قولہ

در عین گوشه گیری بودم چو چشم مستت	اکنون شدم چو مستان بر روی تو مائل

عین کمال چشم مستت خطاب بمحبوب مستان عاشق قوله

از آب دیده صد ره طوفان نوح دیدم	وز لوح سینه نقشت هرگز نگشت زائل

یعنی بدل و هوش و گوش و بچشم آنچنان مشغوف جمال جهان افروز توام که روز از شب و شب از روز نمیدانم بالفرض اگر عالم را آب ببرد بخدا که خبرم شود زیاده ازین چه تواند بود که از آب دیده صد طوفان نوح قوله

دل داده بیاری عاشق کشی نگاری	مرضیة السجایا محمودة الخصائل

مرضیة السجایا یعنی کو عادتها قوله

در دا که بر در خود بارم نداد دلبر	چندانکه از جوانب انگیختم وسائل

در دا افسوس قوله

ای دوست دست حافظ تعویذ چشم زخم است	یارب بهنیم آنرا در گردنت حمائل

آن را دست حافظ را غزل

هر کس که ندارد بجهان مهر تو در دل	حقا که بود طاعت او ضائع و باطل

مهر عشق حقا سوگند بحق باطل بیهوده قوله

گشتیم جهان را که به بینیم و ندیدیم	همچون تو کسی زیبا در شکل و شمائل

شکل صورت شمائل خصلتها قوله

ای زاهد خود بین ز در صومعه بگذر	آن دلبر من بین که بود میر قبائل

خود بین خود پرست ز در صومعه بگذر ترک زهد نما دلبر آنکه دلهای عشاقان بحسن و کرشمه برد۔

غزل ردیف المیم

الم یات للاحباب ان یترحم	وللناقضین العهد ان یتندم

آیا نرسیده است مر دوستانرا آنکه رحم کنند و شفقت کنند بادوستان و نرسیده است مر پیمان شکنندگان را که از شکستن عهد پشیمان شوند قوله

الم یاتهم انباء من فات عهدهم	وفی صدره نارا لاسی یتضرم

آیا نیامد ایشانرا اخبار کسی که فوت کرد عهد دوستان را و شکست پیمان ایشانرا و حال آنکه در سینهٔ او

آتش اندوه و پشیمانی بنقض عهد زبانه میزند یعنی از روی قرآن و احادیث نرسیده است بایشان قصه عهد شکنی جان ست حال ناقصان - قوله

فیا لیت قومی یعلمون بما جری	علی جریح منهم فیعفوا ویرحموا

پس ای کاشکی قوم من میدانند باینچه رفته است از ایشان بر جریح از ظلم و تعدی خود پس ببخشند و رحم کنند قوله

قوله حکی الدمع منی والجوارح اضمرت	فیا عجبا من صامت تیکلم

حکایت کرد یعنی آشکارا کرد راز من اشک من و حال آنکه اعضا و جوارح من پوشیده داشته بود ندای فعلی عجبی از خاموشی که سخن نمیگوید و افشاء راز صاحب خود میکند قوله

اتی موسم البروز واحضرت الربی	ویرق خمر والندامی ترنم

ربی جمع ربوه بمعنی تل ترنم در اصل ترنموا این قسم قافیه در اشعار عرب شائع است آمد موسم بهار و سبز شد تلها و تنگ و صاف شد شراب و یاران هم قدح می سرایند - قوله

ایا من فاق کل السلاطین سطوة	ترحم جزاک الله والخیر یغنم

ای آنکه غالب آمده بر همه سلاطین از روی سطوة رحم کن جزا دهد ترا خدا و خیر را غنیمت دانند - قوله

بنی عم جودوا علینا بجرعة	وللفضل اسباب بها یتوسم

یعنی ای عم زادها سخاوت کنید بر ما به بخشش یک جرعه و مربزرگی راست سببها که بدان دیده میشود و فضل و نشان داده میشود غنای برادران خداوند فضل و توانگری بر فقیران جود و کرم کنید و ببخشش در آئید - که فضل عبارت از جود است و کرم بجمع دینار و درم قوله

شهور بها الافنا ویقتضی الغنا	وفی شانه عیش الربیع المحرم

شهور جمع شهر و این شهور خبر مبتدای محذوف ای هذا شهور یعنی این ماهها بسبب تاثیر آن دل تقاضای سرود میکند یا بی نیازی و توانگری مطلب زیرا که نتیجه آن عیش و جیش بود و در سامان که فقر و لی نداریم و دست قدرت هیچ نداریم عیش بهار است حرام و دل در پای دام - قوله

الکل من الخلان ذخر ومنة	وللحافظ المسکین فقر ومغرم

یعنی هر یکی را از دوستان ذخیرها ست که هنگام عسرت بکار آید و خیرات و صدقاتست که در انجمان بهجت افزاید و مر حافظ مسکین و فقیر را تاوانیست که باعث اضطرار است و فقر اختیاری سر بسر تاوانیست

* وزن اکثر ابیات این غزل در اصل صحیح نیست و در نسخه ۱۲

که باعث شکرگزاری و موجب سوائی و خواری غزل

اگر برخیزد از دستم که با دلدار بنشینم | ز جام خضر می نوشم ز باغ وصل گل چینم

برخیزد از دستم میسرم آید قوله

مگر دیوانه خواهم شد درین سودا که شب تا روز | سخن با ماه میگویم پری در خواب می بینم

مگر تحقیق شب رحلت وقت مرگ قوله

نه هر کو نقش نظمی زد کلامش دلپذیر افتد | تدرو طرفه میگیرم که چالاکست شاهینم آید

نه هر کو یعنی نه هر شاعری که او نقش نظمی زد شعری گفت کلامش دلپذیر افتد سخنش مقبول باشد تدرو طرفه مراد مضمون نادر و معانی باریک شاهین طائر شکاری مراد طبیعت قوله

وگر باور نمیداری ز من صورتگر چین پرس | که مانی نسخه میخواند ز نوک کلک مشکینم

صورتگر نقاش مانی نام نقاش رومی که بدروغ دعوی پیغمبری کرده و نقاشی را معجزه ساخته در عهد شاه بهرام هرمز شاه بود و هم بدست او کشته شد ۱۲ من ابراهیم شاهی قوله

رموز عشق و سرمستی ز من بشنو نه از حافظ | که با جام و قدح هر شب حریف ماه پروینم

پروین ثریا غزل

اینچه شوریست که در دور قمر می بینم | همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

این غزل در نکایت مانه و علامت قیامت گفته دور قمر این دو اخیر از دار همه ستارگان سیاره است و دور هر هفت هزار سال است هزار تنها عمل آن ستاره و شش هزار دیگر بشارکت شش ستاره و آدم ۴ هم در دور قمری است قوله

دختر از اهمه جنگست و جدل با مادر | پسر از اهمه بدخواه پدر می بینم

جدل خصومت قوله

ابلهان را همه شربت ز گلاب و قندست | قوت دانا همه از خون جگر می بینم

خون جگر محنت و مشقت غزل

آنکه او فکر دل شاد نکرده است منم | وانکه این عمکده آباد نکرده است منم

این عمکده دنیا و دل بدان دم بخود کرده یعنی خوش فرهاد نام عاشق شیرین پس ز انو نشستن

نسخه ۴ ابلهان را همه شربت ز گلاب و قندست قوت دانا همه از خون جگر می بینم

مراقبه کردن و باد ب نشستن هادی هدایت کنند و مرشد ارشاد کنند و ساحت پیرامون خانه طرح انداختن از جاے دور و نیز انچه نقاشان براے رنگ آمیزی غزل

آنکه پامال جفا کرد چو خاک راهم	خاک میبوسم و عذر قدمش میخواهم

یعنے هر چند آن ترک جفاکیش با دل ریش جور و ستم کند او را راحت میدانم از جور او شکایت نمیکنم بکوری رقیبان مباهات کنان میگویم آنکه پامال الخ در پیش آن ماه هستم کیش خود میگویم که ای سرو بوستان لطافت قوله

من نه آنم که بجور از تو بنالم حاشا	چاکر معتقد و بنده دولتخواهم

همیشه اندیشه من این است که چگونه خدمت شایسته کنم که مقبول طبع شریف تو باشد قوله

بسته ام در خم گیسوی تو امید دراز	آن مباد اکه کند دست طلب کوتاهم

در ضمیر من غیر از این نیست که بغیر از جناب تو مسکنے و ماوے ندارم عرضداشتے میکنم بدین مضمون که قوله

ذره خاکم و در کوی تو ام وقت خوش است	ترسم ای دوست که بادے ببرد ناگاهم

اے زاهد خود بین که کار تو بجز تحقیر درمندان نیست اگر خواهی که عظمت رندان خرابات مشاهده کنی قوله

با من راه نشین خیز و سوے مصطبه آیے	تا به بینی که در افلاک چه صاحب جاهم

مصطبه شراب خانه لغت بغدادیست عرصه افلاک اضافه بیانیه قوله

خوشتم آمد که سحر خسرو خاور می گفت	با همه بادشهی بنده توران شاهم

شاهم بدرجه کمالم بدانکه تقدیر خیر و شر همه بقدرت حق است پس بهترین طریقه اینست که خوش و برین که معتقد تو نیستم اعتراض من اعتقاد من اینست که میگویم قوله

صوفی صومعه عالم قدسم لیکن	حالیا دیر مغانست حوالت گاهم
پیر میخانه سحر جام جهان بینم داد	واندران آینه از حسن تو کرد آگاهم

جام جهان بین دل مصفا یا شراب از جهت ذکر ظرف و اراده مظروف اندران آینه اشاره بجام جهان بین از حسن تو کرد آگاهم باعتبار لا یسعنی ارضی و لا سمائی و لکن یسعنی قلب عبدی المؤمن پس ازین حال دیر دور آنماه دلفریب قباے حسن و ناز میخرامید و از غروری که داشت بفقیران نگاه نمیکرد گفتم اے شاه قوله

مست بگذشتی و از حافظت اندیشه نکرد	آه اگر دامن حسن تو بگیرد آهم
بمژگان سیه کردی هزاران خسته در دینم	بیا کز چشم بیمارت هزاران در دبر چینم

غزل

مژگان سیه کنایه از ظلمت تقصیرات چشم بیمار صفت چشم معشوق باعتبار کم نگاهی چه بیمار را خاصه است که بهر سو نگاه نمیکند و این صفت حوران است که هن قاصرات الطرف و مراد از چشم بینائی حق چون سالک بکمال رسد این صفت در و پدید آمده بود قال ع اذا اراد الله بعبد خیرا بصره بعیوب نفسه معنی آنست که خداوند السبب تقصیر که از من بوجود آید اشاره بهلاک من در رسید که گفتی من عمل صالحا فلنفسه و من اساء فعلیها و ما انا بظلام للعبید بیا که از بینائی و اطلاع تو آن تقصیرات که مظهر عدم رضای تست در خنه کرده است در دنیم و شوک آلام از رهگذار خود برچینم و توجه خویش را ازان در کشم و خلیده را از پا برکشم و نیز مژگان سیه کنایه از عشق مجازی بود و چشم کنایه از عشق حقیقی شود و بیماری چشم تعریف او بود معنی آنست که ای محبوب حقیقی بمژگان سیاه خود که عشق مجاز است هزاران خنه در شما آورده لباس دینداری که بر تنم بود و از محبت مجازی پاره کردی بیا که از عشق حقیقی تو هزاران رسوا و اندوه اختیار کنم و از مرتبهٔ مجاز بپایهٔ حقیقت روم شکر قرب چشم ذات و تجلی مے شراب کنایه از مستی حرمان نصیبی آن اشاره بشکر این اشارت بے ـ قوله

الا ای همنشین دل که یارانت بسفت از یاد	مرا روزی مباد آنم که بے یادِ تو بنشینم

همنشین دل کنایه از محبوب حقیقی یاران کنایه از دوستان تصدیقی که در عالم عدم یار و مصاحب بودند برفت از یاد خطاب بحضرت حق است و اگرچه فراموشی بدو جائز نبود اما از کمال استمالت چنین زبان مے آرد و از زبان عارفان در مقام استمالت حق تعالی بوجودے آید دیگر از تقلید نے شاید اے آنکه در دل ما جا کرده و همنشین دل گشته و یاران قدیم خود را بفراموشی آورده مرا مباد آن روزے که بے یاد تو برآیم که حیات عارفان یاد حق است کل نفس یخرج بغیر ذکر الله فهو میت آلهی بیاد خودم ثابت دار و نیز دل بمعنی سر بود معنی آنست که اے بنده محرم راز وای مونس دم شاید که یارانِ قدیم خود را فراموش کرده و ما دوستان را بفراموشی آورده پس از روی شفقت مے فرماید و دل بندگان را بخود میر باید که مرا روزی مباد که بے یاد تو بنشینم و فراموشیت گزینم که اگر یک لمحه حق در یاد بنده نباشد هر آئینه حرف صورتش از لوح هستی بتراشد قوله

جهان پیر است بے بنیاد ازین فرهاد کش فریاد	که کرد افسون و نیرنگش ملول از جان شیرینم

نیرنگ مکر قوله

اگر بر جای من غیری گزیند دوست حاکم اوست	حرامم باد گر من جان بجای دوست بگزینم

اشکال آنست که غیرت عاشقی تقاضا مے کند که اگر دست دیگرے را بر عاشق گزیند بران عاشق گران آید جواب آنست که این غیرت ہوسنا کانست و غیرت عارفان آنست که معشوق اگرچه دیگرے را برگزیند رواست که فیض او ہمه عام است اما عاشق را باید که نظر بران غیر که برگزیده است نیندازد و چون نظر بر غیر انداخت عاشق نیست عاشق آنست که غیر را در دل و چشم گنجایش نباشد قوله

زتاب آتش دوری شدم غرق عرق چون گل	بیارای باد شبگیری نسیمے زان عرق چینم

عرق خوے باد شبگیر باد صبا که ایصال آنچه طیبه بدو نسبت دہند و سبب شگفتگی ریاحین گلزار شود اینجا کنایه از مرشد عرق چین مرکب نام عطر یست از عطریات خاصیت او عرق چینی است اینجا کنایه از محبوب معنی آنست که از تاب آتش جدائی چو گل غرق عرق شدم و پژمرده ورق ورق شدم اے مرشد طریقه و اے ہادی حقیقت نسیمے ازان محبوب حقیقی بیار و این غریق را ازین ورطه برآر اے بیان حقائق و معارف و طریق مشاہده بنماوے تواند که این بیت جوابیست به بیت بالا که کلام قدسی است قوله

صباح الخیر زد بلبل کجائی ساقیا برخیز	که غوغا میکند در سر خیال جنگ و دشمنم

صباح الخیر کلمه ایست که ہنگام طلوع صبح معاشران بساقی مے گویند و ساغر صبوحی ازو می جویند اینجا کنایه از ولوله محبت سر زد بلبل عبارت از دل سالک ساقی کنایه از مرشد غوغا بمعنے شور بود و خروش جنگ و دشمن کنایه از عہد الست معنی چنین باشد یعنی ولوله عشق از عہد الست بر یکم قالوا بلے در سرم شور و غوغا میکند پرده پندار و عقده عفت خونخوار از پیش بصیرتم برخواست و عہدے که روز میثاق بحضرت حق بسته ام از سر ہنگام آراست ـ

غزل

بیا تا گل برافشانیم و مے در ساغر اندازیم	فلک را سقف بشگافیم و طرحے نو دراندازیم
شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم	نسیم عطر گردانرا ز مشک اندر مجمر اندازیم

ارغوانی سرخ عطر بکسر بوے خوش و نیز قسمے از خوشبوی مجمر عود سوز قوله

بیا جانا منور کن بروبت مجلس ما را	که در پیشت غزلخوانیم و در پایت سر اندازیم

بروبت تا بمعنے خود قوله

یکے از عشق می لافد دگر طامات می بافد	بیا کاین داوریہا را بپیش داور اندازیم

طامات سخنان از چپ و راست داوریہا حکومت و قضیه داور حق تعالے قوله

چو در دستست رودی خوش بزن مطرب سرودی خوش	که دست افشان غزلخوانیم و پاکوبان سرانداریم

پاکوبان رقص کنان قوله

صبا خاک وجود ما بآن عالیجناب انداز	بود کان شاه خوبان از نظر بر منظر اندازیم

صبا باد شرقی اکثر اوقات بشیراز وزد بغایت لطیف و موافق طبع خلائق بهت ۱۲ امن ابراهیم شاهی منظر جای نظر انداختن قوله

بهشت عدن اگر خواهی بیا با ما بمیخانه	که از پای خمت یکسر بحوض کوثر اندازیم

عدن نام بهشتی از درّ ابیض قال ع ان الجنة ثمانیة اولها دار الجلال وهی من لولو ابیض و ثانیها دار السلام وهی من یاقوت احمر و ثالثها جنة الماوی وهی من زبرجد اخضر و رابعها جنة الخلد وهی من ذهب اصفر و خامسها جنة النعیم وهی من فضة و سادسها جنة الفردوس وهی من ذهب احمر و سابعها من یاقوت احمر و ثامنها جنات عدن وهی من درة بیضاء وهی مشرفة علی الجنان کلها کوثر نام جویست در بهشت انا اعطیناک الکوثر۔ غزل

بگذار تا بشارع میخانه بگذریم	کز بهر جرعه همه محتاج این دریم

شارع شاهراه شارع میخانه اضافه بیانیه قوله

روز نخست چون دم عشق زدیم و عشق	شرط آن بود که جز ره این شیوه نسپریم

روز نخست روز الست این شیوه عشق قوله

جائیکه بخت مست جم میرود بباد	گر غم خوریم و خوش نبود به که مے خوریم

جم بفتح اگر با خاتم و نگین و بلقیس و ماهی و امثال آن افتد سلیمان مراد بود و اگر بمقابل آئینه و سد و امثال آن بود اسکندر مراد بود و اگر مقابل پیاله و شراب بود جمشید بود و چون ازین چیزهای مسطوره هیچ چیز نبود و هر چه مقتضای محل بود همان مراد بود اما در بیجا سلیمان مراد است مسند جای سند و فرش که بگسترانند گویند که مسند سلیمان است فرسخ در سه فرسخ بگستردند قوله

تا بو که دست در کمر او توان زدن	در خون دل نشسته چو یاقوت احمریم

تا بو یعنی باشد دست در کمر او توان زدن اے بوصال او رسیدن یاقوت جواهریست سرخ و نیز زرد و کبود از همه سرخ نیکوتر و همه جواهر بشکند و بگذارد مگر یاقوت رمانی هر که با خود دارد از طاعون ایمن بود و نام خطے و باستعاره لب معشوق بود ۱۲ امن ابراهیم شاهی قوله

بیا تا گل برافشانیم و می در ساغر اندازیم

چون صوفیان

شوریدگان بحالت و رقصند و سماع | ما نیز هم بشعبده دستے بر آوریم

شوریدگان دیوانگان عاشقان شعبده بازی رقص قوله

قدر لعل از جرعهٔ تو خاک زمین در و لعل یافت | بیچاره ما که پیش تو از خاک کمتریم

خاک زمین کنایه از سالک در و لعل یافت بمرتبه رسید که مخرج لعل و دُر گردید قوله

مقام ما و نوشخند

زان پیشتر که عمر گرانمایه بگذرد | بگذار تا قیامت روے تو بنگریم

گرانمایه قیمتی و بیش بها و نفیس قوله

حافظ چو ره بکنگرهٔ کاخ وصل نیست | با خاک آستانهٔ این در بسر بریم

کاخ کشک غزل

دل بارها گفته ام و بار دگر مے گویم | که من گم شده این ره بخود مے نه پویم

بارها یعنی بسیار این ره اشاره بشعر نه بخود می پویم نه بهواے نفسانی میگویم قوله

همان در پس آئینه طوطی صفتم داشته اند | آنچه اُستاد ازل گفت بگو مے گویم

مراد از آئینه دل مصفا استاد ازل حق تعالے گفت الهام نمود درین بیت تقلیب است تقدیر کلام چنین است که طوطی صفت مرا داشته اند در پس آئینه آنچه اُستاد ازل گفت بگو مے گویم یعنی من از کسوت اختیار برآمده ام و مرا بهیچ نوع اختیار نیست اختیار از ان حق است و این بیت حافظ در ستایش خود فرموده کما قال انا سید ولد آدم ولا فخر و آیه ما کان لبشر ان یکلمه الله الا من وحی او من وراء حجاب شاهد این حال است یعنی من بحکم الشعراء تلامیذ الرحمن هر چه میگویم از الهام حق است نه چون شعراے عوام که گفتار شان محض آموزش نفس و شیطان کما قال الله والشعراء یتبعهم الغاوون الم تر انهم فی کل وادیهیمون و نیز در پس بمعنے مقابل و پس چه نغز نفرین گرفتند پیش ۴ و رسم است که چون طوطی را آموزانند مقابل طوطی آئینه برارند و آموزانند پس آئینه نشسته آواز کند طوطی عکس خود را در آئینه می بیند و آن آواز از و پندارد و در سخن آید — قوله

من اگر خارم اگر گل چمن آرائی هست | که از ان دست که می پرورد م میپرورم

خار بد گل نیک چمن آرا باغبان مراد خدا از ان دست بنوعے و روشے قوله

دوستان عیب من بیدل حیران مکنید | گوهرے دارم و صاحب نظرے مے جویم

گوہر مراد دلِ صفا۔ قولہ

گرچہ بادلق ملمع مے گلگون عیبست	مکنم عیب کزو رنگ ریا مے شویم

دلق ملمع ہستی مستعار مکنم نکنید مرا رنگ ریا ہستی مستعار قولہ

خندہ و گریۂ عشاق زجای دگرست	مے سرایم بشب و وقتِ سحرے مویم

زجاے دگرست بسبب عشق است قولہ

حافظم گفت کہ خاکِ درِ میخانہ ببوے	گو مکن عیب کہ من مشکِ ختن می بویم

میخانہ عالم عشق من مشکِ ختن می بویم معاینۂ تجلی حق مینمایم غزل

بشریٰ اذا السلامۃ حلت بذی سلم	للہ حمد معترف غایت النعم

بشارت است وقتیکہ سلامہ حلول کرد در ذی سلم کہ موضعے است کہ در وے سلم یعنے کنار بسیار است مر خدایرا است سپاس و ستایش کسے کہ اعتراف نمایندہ بود نہایت نعمتہا را کہ بوے رسیدہ باشد یعنے آن حلول سلامۃ در ذی سلم بمنزلۂ حصول نعمتہا است قولہ

پیمان شکن ہر آینہ گردد شکستہ دل	ان العہود عند ملیک النہی ذمم

پیمان شکن عہد شکن عہود عہد ہا ملیک خداوند نہی خرد ذمم ذمہ یعنی عہد شکن البتہ شکستہ دل شود چہ عہد و پیمان نزد خداوند عقل ذمہ و رعایت ہمان نزد ارباب خرد لازم قولہ

در نیل غم فتاد و سپہرش بطعنہ گفت	الآن قد ندمت و ما ینفع الندم

نیل بکسر رود یست از کشور زنگبار بمصر بگذرد چون فرعون از عہد حق برگشت و با لشکر خویش در نیل غرق شد بصد خواری معنے آنست کہ آن عہد شکن در نیل غم افتاد سپہرش بطعنہ این ندا داد کہ اکنون پشیمان شدی و حال آنکہ نفع نمیکند پشیمانی این مضمون تلمیح است بکریمہ الآن وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین قولہ

ساقی بیا کہ دور گلست و زمان عیش	پیش آر جام و ہیچ مخور غم ز بیش و کم

ساقی کنایہ از مرشد و روح و دل و خود قولہ

بشنو ز جام بادہ کہ این زال نوعروس	بسیار کشت شوہر چون کیقباد و جم

زال نوعروس دنیا زال بطوالت ایام و عروس باعتبار آرایش کیقباد نام شاہے ایران زمین

جم جمشید و کراو بالامر قوم شد قوله

حافظ بگنج میکده دارد قرار گاه	کالطیر فی الحدیقة والیلیث فی الاجم

مانند مرغ در باغ و شیر در بیشه غزل

نے تولے سرو روان با گل و گلشن جنم	زلف سنبل چه کنم عارض سوسن چه کنم
آه کز طعنه بدخواه ندیدم رویت	نیست چون آئینه ام روے زآهن چه کنم

یعنی چون بے روی تو آئینه من نیست آئینه آهن چه کار آید قوله

شاه ترکان چو پسندید و بجا هم انداخت	دستگیر ارنشود لطف تهمتن چه کنم

شاه ترکان افراسیاب تهمتن رستم مراد مرشد در اینجا این قصه بر سبیل اجمال چنین است که بیژن را که در خدمت افراسیاب بود اتفاقاً با دخترش منیژه واقع شد شبی هر دو را در خلوت یافتند این خبر با فراسیاب رسانیدند افراسیاب بیژن را گرفته در چاه محبوس کرد اقارب بیژن این خبر بر رستم رسانیدند رستم با لشکر خویش از شهر خود برآمد در شهر افراسیاب رفت که بیژن را اسیر کرده بودند مشعلها در آمد و بیژن را برآورده همراه خود برد معنے آنست که چون مراحضرت حق باقتضای حکمت بالغه دانسته در چاه دنیا انداخت اگر مرشد کامل دستگیری نکند و ازین چاه زندان رهائی ندهد که خلاص تواند ساخت اگر سائلی سوال کند مرشد را با تهمتن که بمانعت افراسیاب بیژن را از چاه زندان خلاص ساخته چه مشابهت دارد و بر قبول آن که توجه گمارد که مرشد در کمال اطاعت حق بود هر چه کند بارادهٔ او کند گوئیم این تشبیه من بعض الوجوه است نه من کل الوجوه و اینچنین در کلام فصحا کثیر الوقوع است پس تشبیه مرشد به تهمتن محض در ستگاری بود و موافقت و مخالفت منظور نشود و معهذا ارباب قرب را منزلے است که چنین و چنان کنند و در بعضے تقدیرات مرضی حق را فهمیده مخالف آن شوند حق سبحانه نیز مرضیات ایشان را فهمیده رقوم لوح محفوظ را محو میگرداند و بطوری که ارادهٔ ایشان است بثبت میرساند کقوله یمحوا الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب بگوش هوش بشنو ای مقبول اولوالالباب و میتواند که شاه ترکان کنایه از صفات قهریه حق بود و تهمتن کنایه از صفات لطفیه کما جاء فی الحدیث القدسی سبقت رحمتی علی غضبی و فی الحدیث النبوی صلعم اللهم انی اعوذ بک منک ای اعوذ بلطفک من قهرک و میتواند که مراد از شاه ترکان نفس باشد معنے آنست که چون نفس مراد در چاه هوا و هوس انداخت اگر لطف روح

مانند رستم که بیژن را از چاه برآورد دستگیر نگردد حال من چون شود و قصهٔ رستم و بیژن در بیت شاه ترکان سخن مدعیان مے شنود مذکور شد قوله

برو ای زاهد و بر دردکشان خرده مگیر	کار فرمای قدر میکند این من چه کنم

دردکشان عاشقان خرده مگیر عیب مکن کار فرماے قدر حقتعالی این اشاره بدردکشی قوله

مدد ے گر بچراغے نکند آتش طور	چارهٔ تیرهٔ شب وادی ایمن چه کنم

چراغ روشنی آتش طور تجلی وادی ایمن نام بیابانے در بیت المقدس قوله

برق غیرت که چنین میجهد از پردهٔ غیب	تو بفرما که من سوخته خرمن چه کنم

باید دانست که چون غیرت دامنگیر عاشق است و نمیخواهد که معشوق بدیگرے ملتفت شود معشوق راهم غیرت میشود و نمیخواهد که عاشق او بدیگرے نگرد چنانچه نقل است که چون در دعاشقی دامنگیر وقت ابراهیم ادهم گردید ترک دنیا نموده طالب محبوب خود گردید روزے در کنج نشسته مشغول محبوب خود بود که پسرش خود بود چون بسلطنت رسید روزے بآرزوے تمام نزد پدر آمد و سلام کرد ابراهیم گفت تو بر کدام دینی گفت بر دین محمدی گفت الحمد لله گفت قرآن دانی گفت بلے گفت الحمد لله ابراهیم خواست که برود پسرش نگذاشت محبت در دل ابراهیم اثر کرد همین آواز آمد که یا ابراهیم تدعی محبتنا و تحب غیرنا ابراهیم از غایت محبت گفت الهی اغثنا یا این را بردار یا مارا بحر در این سخن پسرش بیفتاد همانجا جان بداد زهے غیرت معشوق که با عاشقان خود چنین میکند ازینجاست ؎ برق غیرت که چنین میجهد قوله

حافظا خلد برین خانهٔ موروثی تست	اندرین منزل ویرانه نشیمن چکنم

موروثی اباعن جد منزل ویرانه دنیا نشیمن نشست غزل

باز آئی ساقیا که هوا خواه خدمتم	مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم
آرے که فیض جام سعادت فروغ تست	بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم

یعنے هدایت نمودن خاصهٔ جام سعادت فروغ تست پس میخواهم که مرا ازین ظلمات حیرت که دنیا و عالم کثرت است برآری و بمقام سراسر نور که عالم قرب و وحدت است رسانی- قوله

هر چند غرق بحر گناهم ز شرم حبت	تا آشنای عشق شدم زاهل رحمتم

تا آشنای عشق شدم لیکن ازان وقتے که آشنای عشق شدم قوله

عیبم مکن برندی و بدنامی اے فقیہ | کاین بود سر نوشت ز ایوان فطرتم

فقیہ انشمند سر نوشت حکم ازلی قولہ

مے خور کہ عاشقی نہ بکسبست و اختیار | این موہبت رسید ز دیوان فطرتم

کسب سعی موہبت بخشش دیوان فطرۃ روز ازل قولہ

من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش | در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم

ہوا خواہ دوستدار و طالب غربت مسافرت قولہ

دورم بصورت از درِ دولتسرای دوست | لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم

بصورت باعتبار جسم یا بسبب جسم قولہ

گردم زنے ز طرۂ مشکین آن نگار | فکرے کن اے صبا ز مکافات غیرتم

گردم زنے اگر دعوی عشق او کنی و طالب او باشی طرۂ مشکین جذبۂ عشق صبا مراد علما و زاہد مکافات بدلہ یعنی اے صبا اگر میخواہی کہ میان طرۂ مشکین او عشق کنی از مکافات غیرت من فکرے کن قولہ

دریا و کوہ در رہ من خستۂ ضعیف | اے خضر تے خجستہ مدد کن بہمتم

ضعیف ناتوان تے خجستہ مبارک قدم ہمت توجہ غزل

بگیر ازین کہ بشد دین و دانش از دستم | بیا بگو کہ ز عشقت چہ طرف بربستم

دانش علم ظہیر ۵ مراز دانش من نیست بہرۂ چہ عجب ؎ ز رنگ خویش نباشد نصیب حنا را قولہ

اگرچہ خرمن عمرم غم تو داد بباد | بخاک پاے عزیزت کہ عہد نشکستم

غم کنایہ از عشق بخاک پاے تو باے قسمیہ عہد نشکستم خللے در عہد نیاورام قولہ

چو ذرہ گرچہ فقیرم بہ بین بدولت عشق | کہ در ہواے رخت چون بمہر پیوستم

ببین بدولت عشق بدولت عشق کہ دارم نظر کن ہوا مجست و آرزو چون چگونہ قولہ

بیار بادہ کہ عمریست تا من از سر مہر | بکنج عافیت از بہر عیش ننشستم

عمریست مدتیست کنج گوشہ از دست عشق یعنی بسبب و بطفیل عشق قولہ

اگر ز مردم ہشیاری اے نصیحت گو | سخن بخاک میفگن چرا کہ من مستم

نصیحت تو با من بمنزلہ بخاک انداختن است چہ مست را نصیحت سودے ندہد غزل

بعزم توبه سحر گفتم استخاره کنم | بهار توبه شکن میرسد چه چاره کنم

عزم قصد استخاره طلب خیر و نیز معروف قوله

بدور لاله دماغ مرا علاج کنید | گر از میانهٔ بزم طرب کناره کنم

بزم طرب مجلس میخواری قوله

زروی دوست مرا چون گل مراد شگفت | حوالهٔ سر دشمن بسنگ خاره کنم

زروی دوست بسبب مشاهدهٔ دوست چون گل مراد شگفت حصول مراد گردید خارهٔ شکست قوله

بتخت گل بنشانم بتی چو سلطانی | ز سنبل و سمنش ساز طوق و یاره کنم

تخت گل دل سالک طوق انچه در گردن افگنند از زر و نقره یاره دست و بخن یعنی بر تخت گل محبوبی نشانم همچون بادشهان و زیورهایش از گل پوشانم و معنی حقیقی آنست که دل از محبت مجازی گل و از شگفته و از جمال خویش هیچ نهفته محبوب حقیقی را سلطان وار بران بنشانم و از تسبیح و تهلیلش محلے گردانم و قول سبحانک لا اله الا انت بر زبان رانم قوله

گدای میکده ام لیک وقت مستی بین | که ناز بر فلک و حکم بر ستاره کنم

ستاره ستارگان قوله

نه قاضیم نه مشایخ نه محتسب نه فقیه | مرا چه کار که منع شراب خواره کنم

مدرس

مشایخ صاحب مسیخه منع باز داشتن اشکال این بیت آنست که امر معروف و نهی منکر بر هر کس بقدر او واجب است ۵ گرت نهی منکر بر آید ز دست * نشاید چو بے دست و پایان نشست ۵ و گر دست قدرت نداری بگو ۵ که پاکیزه گردد بآندرز خوے ۵ چو دست و زبان را نماند مجال ۵ بهمت نمایند مردی رجال ۵ قال الله وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ و نهی منکر از دولتمندان بدست باید و از علما بزبان و از فقرا بدل باینکه آنرا مکروه دارند و از ته دل خواهند که آن منکر برطرف شود جوابش آنست که منع کردن شهر ابخواره یعنی باز داشتن او از شراب خوردن دران متصور است که کسے بدست آزار رساند و یا شخصے بزبان گوید گفته او مجمل خوف آن بود که اگر گفتهٔ او را قبول نخواهم کرد بدست آزار خواهد رسانید چنانچه حال قاضی و مشایخ و فقیه است و هر گاه من از ایشان نیم پس بر من باز داشتن آن شراب خوار از خوردن فرض نیست یعنی واجب بر من کراهت قلبی و آنرا بجای آرم قال ع من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده و ان لم یستطع فبلسانه و ان

لم یستطع فبقلبه وفی ذلک العوام تمغا بفتح نشان و داغے کہ بر ران اسپ نہند ساز استعداد برگ اسباب خانہ معاش زندگی و قوت قولہ

مرا کہ نیست رہ و رسم لقمہ پرہیزی	ہمان بہ است کہ میخانہ را اجارہ کنم

ہمان بہ است بہتر ہمانست قولہ

زبادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ	ببانگ بربط و نے رازش آشکارہ کنم

ببانگ بربط و نے بطریق علانیہ و اشتہار غزل

بہ تیغم گر کشد دستش نگیرم کمان ابروے مارا گو مزن تیر	وگر تیرم زند منت پذیرم کہ پیش دست و باز و یت بمیرم

کمان ابرو معشوق قولہ

غم گیتی چو از پایم در آورد	بجز ساغر نباشد دستگیرم

از پایم در آورد عاجز و پریشان ساخت دستگیر ممد و معاون نفیر آواز عرش تختے است از جوہر سبز و او را چہار صد ہزار رکن و میان ہر رکن ہشتاد ہزار سالہ راہ قولہ

برآے اے آفتاب صبح امید	کہ در دست شب ہجران اسیرم

آفتاب صبح امید معشوق قولہ

بفریادم رس اے پیر خرابات	بیک جرعہ جوانم کن کہ پیرم

پیر خرابات مرشد قولہ

چو طفلان تا کے این زاہد فریبے	بسیب بوستان و شہد و شیرم

سیب بوستان کنایہ از زہد شہد و شیر صلاح و تقوی یعنی بسیب بوستان و شہد و شیر مرا مانند طفلان تا کے زاہد فریبے دہی و بچیز ہاے محقر مرا از خود و ابشکنی ای مرا تا کے بمثل زاہدان طفل فریب از خود بغیرے اندازی و مجاز را در پیش نظر جلوہ گر سازی بذکر غیر مبر یاد خود مرا از ضمیر۔ قولہ

بسوزاین خرقۂ تقوئے چو حافظ	کہ گر آتش شوم در وے نگیرم

نگیرم اثر نکنم غزل

بروای طبیب از سر کہ ز سر خبر ندارم	بخودم دمے رہا کن کہ ز خود خبر ندارم

بعیادتم قدم نه که زبیخودی شوم به | مے ناب نوش و هم دمه که غم دگر ندارم

عیادت رفتن بیمار پرسی نوش شیرین و آب حیات و تریاک ناب خالص بی آمیزش قوله

زر ذهب کنند زیور برت کشند در بر | من بینوای مضطر چه کنم که زر ندارم

ذهب زر زیور پیرایه بینوا مفلس مضطر بیقرار غزل

تو همچو صبح و من شمع خلوت سحرم | تبسمے کن و جان بین که خون همی سپرم

التبسم دندان سپید کردن و نیز قسمے از اقسام خنده قوله

چنین که در دل من داغ زلف سرکش تست | بنفشه زار شود تربتم چو در گذرم

بنفشه نام گل تربت گور درگذرم بیرم قوله

برستان امیدت کشاده ام در چشم | که یک نظر فگنی چون فگندی از نظرم

یعنے منتظریم و امید آن داریم یکمنظر یک نگه فگندی از نظرم هیچ نگاهے بحال من نمیکنی قوله

چه شکر گویمت ای خیل غم عفاک الله | که روز بیکسی آخر نمیروی ز سرم

خیل سپاه عفاک الله نگاهدارد ترا الله تعالے نرگس مست چشم مست تنگنا و تنگچه و تنگی هر چیزے و راه تنگ غزل

تا سایه مبارکت افتاد بر سرم | دولت غلام من شد و اقبال چاکرم
بیدار در زمانه ندیدی کسے مرا | در خواب اگر خیال تو گشتی مصورم

مصور خیال کرده شده قوله

من عمر در غم تو بپایان برم ولے | باور مکن که بے تو زمانی بسر برم

باور اعتبار قوله

گفتی بیار رخت اقامت بکوی ما | من خود بجان تو که ازین کو نگذرم

اقامت ایستادن بجان تو قسم بجان تو - غزل

چرا نه در طلب عزم دیار خود باشم | چرا نه خاک کف پای یار خود باشم

عزم قصد دیار ولایت قوله

غم غریبی و غربت چو برنمے تابم | بشهر خود روم و شهریار خود باشم

غریبی مسافرت چو برنمے تابم تحمل نمیتوانم کرد شهریار بادشاه روزگار که بقصر عزیزترین از بادشاهان بود و نیز شهریار قوله

ز محرمان سراپردهٔ وصال شوم	ز بندگان خداوندگار خود باشم

سراپرده سراچهٔ بادشاهان قوله

همیشه پیشهٔ من عاشقی و رندی بود	وگر بکوشم و مشغول کار خود باشم

پیشه کسب و هنر و طریق قوله

چو کار عمر نه پیداست باز آن اولی	که روز واقعه پیش نگار خود باشم

روز واقعه روز مرگ قوله

ز دست بخت گران خواب و کار بی سامان	اگر کنم گلهٔ راز دار خود باشم

گران خواب خفته راز دار خود باشم با کسے نگویم قوله

بود که لطف ازل رهنمون شود حافظ	وگرنه تا بابد شرمسار خود باشم

شرمسار شرمنده غزل

چل سال رفت پیش که من لاف میزنم	کز ساکنان دیر مغان کمترین منم

درین بیت اظهار محبت میکند که محبت یا امروز نیست بلکه ازلیه است قوله

هرگز بمین عاطفت پیر مے فروش	ساغر تهی نشد ز مے صاف و شنم

یمن فرخندگی عاطفت مهربانی ساغر دل مے محبت و عشق یعنی ازلی شکر این تا توانم کرد که هرگز قوله

از یمن عشق و دولت رندان پاکباز	پیوسته صدر مصطبها بود مسکنم

رندان عاشقان صدر پیشگاه مصطبه شرابخانه مسکن جاے سکونت یعنی از بسکه عین محبت و محض موت بودم لاجرم هر کجا که صاحب سلوک جمع میشدند مرا تعظیم میکردند و بلند تر از همه نشاندند- قوله

در شان من بدرد کشی ظن بد مبر	کالوده گشت خرقه ولی پاکدامنم

در دکشی میخواری و طریقهٔ ملامتیه و محبت مجازی خرقه ظاهر قوله

شهباز دست پادشهم یارب از چه جاست	کز یاد برده اند هوای نشیمنم

شهباز باز سپید پادشه حقتعالی هوا محبت و آرزو نشیمن آشیان مرغان و جای نشستن و آن مقام که

همیشه آنجا باشند یعنی من مرغ دست پرور جناب حقم اما تعجب آنست که مسکن اصلی خود را چرا فراموش کرده ام اینچه غفلت و بیخبری است که بر من مستولی گشته قوله

حیف است بلبلی چو منی اندرین چمن	با این لسان عذب که خامش چو سوسنم

بلبلی چو منی چون من بلبلی اندرین چمن دنیا و وجود عذب شیرین یعنی هر دم مرا حسرت و اشتیاق زیاده میشود بجانب اصلی که مکان و محل نیست مرغ روحم که مشتاق جانانست میخواهد که درین گلستان باشد من میگویم که حیف است ـ قوله

آب و هوای پارس عجب سفله پرور است	کو همرهی که خیمه ازین خاک برکنم

پارس این وجود دنیای فانی همدم محب و موافق قوله

تو ران شه نخسته که در من یزید فضل	شد منت مواهب او طوق گردنم

من یزید بازار در عرب رسمی است که چون شخصی چیزی بفروشد و شخصی قیمتش مقرر کند و صاحب کالا بران قیمت قرار گیرد گویند من یزید قوله

حافظ بزیر خرقه قدح تا بکی کشی	در بزم خواجه پرده ز کارت برافکنم

پرده ز کارت برافکنم کارت آشکارا کنم غزل

حجاب چهره جان می شود غبار تنم	خوشا دمی که ازین چهره پرده برفکنم

یعنی بموجب وجودك ذنب ولا یقاس لها ذنب همین جسم ست که میان عاشق و معشوق حائل است و دوست را بدوست رسیدن نمی دهد وقتیکه طائر روح عاشق از قفص عنصری بپرید بدوست رسید و درین تمنا مرگ است بموجب فتمنوا الموت ان کنتم صادقین و نیز خود گفته است ۵ میان عاشق و معشوق هیچ حائل نیست + تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز قوله

چنین قفص نه سزای من خوش الحان است	روم بگلشن رضوان که مرغ آن چمنم

چنین قفص کنایه از وجود عنصری گلشن رضوان عالم وحدت و اطلاق قوله

عیان نشد که چرا آمدم کجا بودم	درین مغ و دردکه غافل ز کار خویشتنم

در بیان تحیر میگوید که چندانکه رعنائی و زیبائی من خوبتر می بینی حیرانی و سرگردانی من در کار خویش افزونتر می دان که نه مرا از نفس من بنیاد خود خبری و نه از آثار و مبدا و معاد اثری ـ نقلست وقتی قصد حمام

کردم و بجام رفتم آنجا صورتے دیدم با قامتے تمام بر در آن حمام نقش کردہ با خود گفتم صورت بدین رعنائی و شخصے بدین زیبائی را لیقین است کہ برائے مصلحتے نگاشتہ اند و ہر آئینہ بجہت نمش داشتہ اند این حکایت را از ہر نوع گرہ می بستم کہ صوت نہ بان جمال بر کشاد و گفت ای غافل اگر شکلے دارم اما در کار خود مشکلے دارم ہر چند کہ رنگ و بوے زیباست مرا ؛ چون لالہ رخ و چو سرو بالاست مرا ؛ معلوم نشد کہ بر در خانہ خلق ؛ نقاشم من از بہر چہ آراستہ مرا ؛ بر در حمام بر ہنہ شدم ہمہ خلق بر من میگذرند شب و روز قایم منم زر و سیم دیگران منبر مدتے شد کہ رو بدیوار آوردہ ام و حیران ماندہ ام و ہیچ در نمے یابم کہ آمیختن این رنگ چرا و انگیختن این نقش چہ ؛ مبادا کہ ناگاہ خالم کنند ؛ وزین روی دیوار پالم کنند ؛ نہ از بود خود ہیچ سودے مرا ؛ نہ اندر حقیقت وجودے مرا ؛ شب و روز در محنت و اندوہم ؛ ز ہر نوع خود را دمے میدہم ؛ ندانم کیم من درین رہگذر ؛ نہ از آمدن نہ ز رفتن خبر ؛ اگر نیستم چیست این رنگ و بوے ؛ وگر ہستم آخر چہ چیزم بگوے ؛ درین خاکدان بادپیمودہ ام ؛ ہمہ عمر جز نقش نمودہ ام ؛ از جملہ حقائق عشق یکی اینست کہ محقق وجود خود را بعینہ چون نقش بر دیوار بیند و از وجود و اوصاف خویش اصلا خبرے و اثرے ندارد کذا النہایۃ ھو الرجوع الی البدایۃ چنانچہ در بدایت بخانہ نابود خویش متمکن بود در نہایت کار نازیبا بود خود در فتن است از نیجاست کہ عیان نشد الخ قولہ

چگونہ طوف کنم در فضاے عالم قدس	چو در سراچہ ترکیب تختہ بند تنم

طوف سیر فضا میدان سراچہ سرا آخور سراچہ ترکیب دنیا تختہ بند مقید قولہ

مرا کہ منزل حورست مسکن و ماوے	چرا بکوے خرابا تیان بود وطنم

منظر جاے نظر و محل منزل جاے فرود آمدن چرا مرکب از چہ و را خرابا تیان اہل دنیا قولہ

اگر ز خون دلم بوے عشق مے آید	عجب مدار کہ ہمدرد نافۂ ختنم

نافہ معروف ختن ولایتے است مشکخیز از ترکستان منسوب بخوبرویان۔ قولہ

طراز پیرہن زر کشتم مبین چون شمع	کہ سوزہاست نہانی درون پیرہنم

طراز نقش و نگار قولہ

بیا و ہستی حافظ ز پیش او بردار	کہ با وجود تو کس نشنود ز من کہ منم

او کنایہ بحافظ غزل

حاشا کہ من بموسم گل ترک مے کنم	من لاف عشق میزنم این کار کے کنم

حاشا دور باد سالک گفته اگر ناز و نعیم عالم را همه بیکبار بر محب عرضه کند اگر کام جانش بجرعه ازان شراب ناب شیرین شده بجوے نخواهد خرید و بیشک این کیفیت را ترجیح خواهد نهاد بر دنیا و مافیها چنانکه گوید حاشا الخ قوله

مطرب کجاست تا همه محصول زهد و علم	در کار چنگ و بربط و آوازنے کنم

وازین هر سه نے که محب کرده است معلوم میشود که نزد او مقصود اصلی کلی آن کیفیت است و بس باقی بطفیل آن کیفیت گفته مطرب کجاست الخ قوله

از قال و قیل مدرسه حالی دلم گرفت	یک چند نیز خدمت معشوق و میکنم

از قیل و قال گفتگو مدرسه جای تعلیم علم حالی بحال دلم گرفت ملول شد قوله

کو پیک صبح تا گله های شب فراق	با آن خجسته طالع فرخنده پے کنم

عاشق را خاصیتے است که با در و دیوار راز گوید اگرچه کتمان عشق لازم است اما او نمیتوان کرد بنابران با صبا میگوید کو پیک صبح تا گله های شب دراز + خجسته مبارک قوله

از نامه سیاه نترسم که روز حشر	با فیض فضل او صد ازین نامه طے کنم

روزے رسول ع با اصحاب در کوهپایه مدینه مے گذشت زنے سوگند داد که بخانه وے نزول فرمایند چون در آمدند دید که آتشے افروخته بود و اولاد او گرد آتش بازی میکردند و گفت یا نبی الله الله ارحم بعباده ام انا با و اولادی فرمود بل الله ارحم الراحمین قالت اتراني یا رسول الله احب ان القی ولدی فی النار فکیف یلقی الله عبده فیها و هو ارحم الراحمین پس رسول ع گفت هکذا اوحی ازینجا است از نامه سیاه الخ و عاقل باید که بر فنای دنیا و بیمهری دهر مطلع شود و با دوستان بمدارا زندگانی کند و این نکته گوش کند که قوله

کے بود در زمانه وفا جام مے بیار	تا من حکایتے ز جم و کاؤس کے کنم

کاؤس کے کیکاؤس نام بادشاهے و قیل نمرود را گویند و قیل فرعون را قوله

این جان عاریت که بجانان سپرد دوست	روزے رخش ببینم و تسلیم وے کنم

تسلیم سپردن غزل

حالیا مصلحت خویش درآن مے بینم	که کشم رخت بمیخانه و خوش بنشینم

وقت

حالیا الحال مصلحت نیک اندیشی قوله

جام مے گیرم وازاہل ریا دور شوم | یعنی از اہل جہان پاکدلی بگزینم

جام مے گیرم در عشق مشغول شوم وازاہل ریا دور شوم از صحبت مرائیان دور شوم اہل دل کسے کہ اطلاع بر غیبیات دارد کنایہ از مرشد کامل قوله

بسکہ در خرقہ سالوس دم لاف صلاح | شرمسار رخ ساقی وے رنگینم

ساقی محبوب حقیقی مے رنگین شراب عشق ومحبت قوله

سر بآزادگی از حلق برآرم چو سرو | گر دہد دست کہ دامن ز جہان برچینم

گر دہد دست اگر میسر آید وحاصل گردد دامن ز جہان برچینم اعراض از جہان کنم قوله

دل وجانم بخیال سر زلف تو بسوخت | ورگوا بایدت اینک نفس مسکینم

سر زلف اشارت بجذبہ عشق محبت گواشاہد نفس مسکین کلمات عشق انگیز قوله

بر دلم گرد ستمہاست خدارا مپسند | کہ مکدر شود آئینہ مہر آئینم

مکدر تیرہ آئینہ دل مصفا مہر آئین چون آفتاب قوله

سینہ تنگ من و بار غم او ہیہات | مرد این بار گران نیست دل مسکینم

مرد لائق برداشتن بار گران غم عشق وغم ہجر قوله

بندہ آصف عہدم دلم آزردہ مکن | کہ اگر دم زنم از چرخ بخواہد کینم

دم زنم بگویم بخواہد کینم عوض کین من بکند غزل

خورم آن روز کزین منزل ویران بروم | راحت جان طلبم وز پی جانان بروم

سالکے را کہ نفس امارہ اش بصفت اطمینان متصف شد وروح او از عالم بالا کششے پیدا آمد زبان حال او بدین ترانہ مترنم میشود خورم آن روز الخ قوله

دلم از وحشت زندان سکندر بگرفت | رخت بر بندم وتا ملک سلیمان بروم

زندان سکندر کنایہ از شہر شیراز کہ در زمان سکندر زندانخانہ بود ونیز گویند سکندر در آنجا مدفون است وملک سلیمان کنایہ از شہر یزد کہ یزد در عہد خواجہ نسبت بلاد دیگر ان کمال رفاہیت بود اہالی آن شہر خواہان قدوم حضرت بودند وخواجہ نیز آرزوے سکونت آن داشتند وہموارہ حاکم آنرا مے ستودند

چنانکه گفته ۵ اے صبا با ساکنان شهر یزد از من بگوے ۵ کاے سزاے حق شناسان کوے میدان شما
وے تواند که سکندر اراده از حاکم خود کرده که اخلاق او خواجه را بتنگ آورده و سلیمان کنایه از حاکم شهر میگیرد
میکند که متحلی با نصاف بود و دست جود و کرم مے کشود و خلوص اعتقاد در شان اهل الله مینمود چنانچه خود
گوید ۵ سخنگوئی و خوشخوانی نمی ورزند در شیراز ۵ بیا حافظ که ما خود را بملک دیگر اندازیم ۵ و زندان سکندر
بحکم الدنیا سجن المؤمن عبارت از دنیا بود و ملک سلیمان کنایه از ملک حقیقة شود و در مجاز هم اگرچه
حقیقت پرستی اما چون تقیید دارد مقاماتش منحصرست نسبتے بزندان میدارد و حقیقة ملکی هست بے پایان
در جهاتش نگنجد و مقاماتش بتحریر و تقریر نسنجد بملک سلیمان نسبت کرد و سکندر هر چند که عالم
کبیر بود گروهے به پیغمبر لیش مے ستود اما نزد سلیمان چه وزن مینمود همچنان مجاز در جنب حقیقة هیچ قدر ندارد
اگرچه در مقام خود نموداری مے آرد و نیز میگوید چند درین محنت آباد دنیا بنشینیم وقت آن شد که بحکم کل شئ
هالک الا وجهه الحکم و الیه ترجعون از ینمقام ادنے بعالم بالا رجوع کنیم قوله

گرچه دانم که بجاے نبرد راه غریب	من ببوے خوش آن زلف پریشان بروم

بوے امید و توقع محبت میگوید که از وطن اصلی که جدا شده ام بمنزله آن مسافرم که ناگاه بشهر غربت
در آمده باشد و ورا هیچ نداند و در چار سوے شهر منتظر باشد که از کجا آشناے رسد تا دست گیرد
و راهنما شود با وجود اینهمه میگوید که درین سفر گرچه دانم بجاے الخ قوله

چون صبا با دل بیمار و تن بیطاقت	بهواداری آن سرو خرامان بروم

میگوید اشتیاق وصل جانان نه بمرتبه ایست که بتقریر آید با وجود اینهمه ضعف بدن که در هجران روے
جانان مرا است میخواهم که چون صبا الخ قوله

در ره او چو قلم گر بسرم باید رفت	با دل زخم کش و دیده گریان بروم

یعنے چرا نروم همیشه در هواے کوے جانان امید روے جانان که مشاهده با کمال او میسر گردد هر چند
همچو قلم الخ زخم کش مجروح آرے یکچند در کوے زهد و ورع مے بودم باز هواے کوے زندان خمارخانه
محبت آتش شوق در دل و جان ناتوانم افگند با خود گفتم که قوله

نذر کردم که اگر غم بسر آید روزے	تا در میکده شادان و غزلخوان بروم

بسر آید آخر شود میکده عشق شادان شادی کننده غزلخوان سرود گوینده قوله

تازیان را چو غم حال گرانباران نیست | پارسایان مدد ی تا خوش و آسان بروم

تازیان عربیان وعربی گویان مراد سلف که آسوده اند در جوار قرب حق وقرب حق را بعرب بازان گفته که بیت الله در ملک عرب بوده پارسایان کنایه از مرشدان دین معنی آنست سلف را چون غم حال گرانباران نیست که از کشاکش دوران رستند و بجوار قرب مع لا پیوسته ای مرشدان دین مددے فرما تا شادان دران راه درآیم وچون اهل تحقیق گفته اند که بے پیر مرد اگرچه سکندر زمانی این راهے است که بدلیل توان رفت سالک گاه رفتن شاره بدین طریق کرده که قوله

ور چو حافظ نبرم ره زبیابان بیرون | همره کوکبهٔ آصف دوران بروم

کوکبه فوج دوران زمانه آصف دوران مرشد غزل

خیال روی تو گر بگذرد بگلشن چشم | دل از پے نظر آید بسوی روشن چشم

گلشن چشم اضافه بیانیه النظر نگریستن قوله

بیا که لعل و گهر در نثار مقدم تو | ز کنج خانهٔ دل میکشم بمخزن چشم

لعل و گهر اشاره باشکهای سرخ وسفید مقدم پیش آمدن کنج گوشه خانهٔ دل اضافه بیانیه مخزن جاے خزانه مخزن چشم اضافه بیانیه قوله

سزای تکیه گهت منظرے نمی بینم | منم ز عالم و این گوشهٔ معین چشم

سزاے لائق گوشهٔ معین چشم اضافه بیانیه قوله

سحر سرشک روانم سر خرابی داشت | اگر نه خون جگر میگرفت دامن چشم

سحر بامداد سرشک اشک قوله

نخست روز که دیدم رخ تو دل میگفت | اگر رسد خللے خون من بگردن چشم

نخست روز روز ازل قوله

بیوے مژدهٔ وصل تو تا سحر همه شب | براه بادنهم شمع روشن چشم

منتظر باشم قوله

بمردمی که دل دردمند حافظ را | مزن بناوک دلدوز مردم افگن چشم

بمردمی قسم مروت و آدمی ناوک دلدوز چشم باصطلاح شان کنایه است از مواخذه باطلاع تقصیرات

از سالک معنے آنست کہ سوگند آدمیت و مردمی کہ در دوستان باشد و بادنے تقصیرے کہ از یکے بوجود آید دیگرے را دلش بخراشد دل دردمند حافظ را بناوک دلدوز مردم افگن کہ عبارت از چشم است مزن اے باطلاع تقصیرے کہ از و با قتضای بشریت ظاہر شود در مواخذہ میفگن لَسَبَقَتْ رَحْمَتِی عَلٰی غَضَبِی را کار فرما ناوک چشم را این اشارت منما غزل

خیز تا از در میخانہ کشادی طلبیم | بر در دوست نشینیم و مرادی طلبیم

میخانہ ۵ عالم عشق اے پسر میخانہ ایست ۵ کز شرابش عقل کل دیوانہ ایست ۵ کشاد کشایش کار

قولہ زاد راہِ حرم دوست نداریم مگر | بگدائی ز در میکدہ زادے طلبیم

زاد توشہ میکدہ ہمان خانہ قولہ

لذتِ داغ غمت بر دل ما باد حرام | اگر از جور غم عشق تو دادے طلبیم

غم کنایہ از خوش جور غم عشق شد اند عشق داد انصاف قولہ

اشک آلودہ ما گرچہ روانست ولے | بر رسالت سوے او پاک نہادی طلبیم

رسالت پیغام فرستادن پاک نہاد نیک ذات قولہ

تا بود نسخۂ عطرے دل سودا زدہ را | از خطِ غالیہ سای تو سوادے طلبیم

عطر بکسر بوے خوش سودا زدہ دیوانہ غالیہ عطریست بغایت لطیف قولہ

چون غمت را نتوان یافت مگر در دلِ شاد | ما بامید غمت خاطر شادی طلبیم

شاد بے غم قولہ

بر در مدرسہ تا چند نشینی حافظ | خیز تا از در میخانہ کشادے طلبیم

مدرسہ جاے تعلیم علم غزل

خیال روے تو در کارگاہ دیدہ کشیدیم | بصورت تو نگارے ندیدیم و نہ شنیدیم

کارگاہ جاے کار خرامان خرامندہ زادی برمیدیم سرگشتہ عالم شدم غنچہ گل ناشگفتہ ظلمت تاریک آبحیات کنایہ از مشاہدہ ہواے آن زو چراغ روشنی غزل

خیز تا خرقۂ صوفی بخرابات بریم | دلق طامات بباز خرافات بریم

صوفی اینجا کنایہ از صوفی مرائیست کہ بجز لباس چیزے ندارد خرابات عالم فنا کہ عشق است

۵ این غزل در بعض نسخ موجود نیست ۱۲

ونیز توحید کہ نسبت اضافت در آنجا گذر نیست نشانے دادہ اند از خرابات کہ التوحید اسقاط الاضافات دلق طامات وجود فانی واعمال ریائی وقیل وقال لایعنی بازار خرافات میخانہ خرافات سخنان بیہودہ وپریشان قولہ

تا ہمہ خلوتیان جام صبوحی گیرند	چنگ صبحے بدر پیر مناجات بریم

خلوتیان خلوت نشینان مراد زاہدان صبوحی شرابے کہ بامداد خورند قولہ

ورنہد در رہ ما خار ملامت زاہد	از گلستانش بزندان مکافات بریم

مکافات بدلہ وعوض تان ضمیر جمع حاضر عمرتان بادا قولہ

قدر وقت از نشناسد دل وکارے نکند	بس خجالت کہ ازین حاصل اوقات بریم

خجالت شرمندگی اوقات وقتہا قولہ

فتنہ می بارد ازین سقف مقرنس برخیز	تا بمیخانہ پناہ از ہمہ آفات بریم

طاق

فتنہ حادثہ سقف فلک مقرنس بنائے مدور کہ بر بزرگان بندوسقف مقرنس کنایہ از آسمانست۔

قولہ سوی رندان قلندر بر ہ آور دسفر	دلق پشمینہ وسجادہ بطامات بریم

طامات سخنان بیہودہ از چپ وراست۔ قولہ

با تو آن عہد کہ در وادی ایمن بستیم	ہمچو موسے ارنی گوے بمیقات بریم

وادی ایمن نام بیابانے قولہ

در بیابان فنا گم شدن آخر تا چند	رہ بپرسیم مگر قدے بہمات بریم

بیابان فنا عشق وسلوک گم شدن ہادی رفتن رہ بپرسیم مرشدی طلبیم پے بمہمات بریم بمقصد فائز گردیم۔

قولہ

خاک کوے تو بصحرائے قیامت فردا	ہمہ بر فرق سر از بہر مباہات بریم

مباہات بایکدگر فخر کردن قولہ

حافظ آب رخ خود بر در ہر سفلہ مریز	حاجت آن بہ کہ بر قاضی حاجات بریم

سفلہ کنایہ از درویش مقلد قاضی حاجات برآرندۂ حاجات حق تعالے اغزل

در خرابات مغان گر گذرافتد بازم	حاصل خرقہ وسجادہ بے درباز م

خرابات مغان کنایه از مقام عشق و توحید حاصل خرقه و سجاده زهد و صلاح قوله

حلقهٔ توبه چو زهاد بگرامروز زنم	خازن میکده فردا نکند دربازم

یعنی اگر چون زاهدان امروز گرفتار زهد مانم و از حصول عشق خالی باشم خازن میکده اضافه بیانیه مراد عشق و حقتعالی فردا قیامت نکند در بازم بازندهد مرا قوله

ور چو پروانه دهد دست فراغ البالی	جز بدان عارض شمعی نبود پروازم

دهد دست میسر آید کام مقصود قوله

صحبت حور نخواهم که بود عین قصور	با خیال تو چرا باد گرے پردازم

و در بعضے کتب ذکر یافته که اگر در وقت استغراق حور و بهشت را در نظر نیارد جایز باشد و چون از ان استغراق باز آید انچه حقتعالی ستایش آن نموده متقرر دارد همچنین گفته کمال خجندی ؎ گرچه پرهیز از بهشت و حور در شرعست و ور ❊ در روایت دیده ام فتوے و تقوے دیگر است ❊ یعنی چون در استغراق باشد نظر بر حور بهشت کند فتوی است اما تقوے دیگر است قوله

سر سودای تو در سینه بماندی پنهان	چشم تر دامن اگر فاش نکردی رازم

سر خیال عشق محبت تر دامن گنهکار و معیوب و ملوث در چیزے فاش آشکار قوله

ماجرای دل سرگشته نگویم باکس	زانکه جز تیغ غمت نیست کسی دمسازم

ماجرا قصهٔ گذشته دمساز محب و موافق قوله

مرغ سان از قفس خاک هوایے گشتم	بامیدے که مگر صید کند شهبازم

سان مانند قفص وجود بهوای بامیدے شهباز باز سفید کنایه از حقتعالی و نیز عاشق و عارف کامل قوله

گر بهر موے سرے بر تن حافظ باشد	همچو زلفت همه را در قدمت اندازم

؎ جان خواهم از خدا نه یکے بلکه صد هزار ❊ تا صد هزار بار بمیرم برای یار ❊ غزل

دیده دریا کنم و صبر بصحرا فگنم	وانـدرین کار دل خویش بدریا فگنم

وانـدرین کار کنایه از اشکباری قوله

خرده ام تیر فلک باده بدہ تا سرمست	عقده در بند کمر ترکش جوزا فگنم

معنے آنست که ای مرشد از گردش سپهر کجرفتار خسته ام باده محبت بده تا سرمست گشته در بند کمر ترکش جوزا

؎ از سین وصاد و هجر و نون و میم

عقد زنگنم تا صاحبش کہ عطارد دست از تصرف باز ماند و دلتنگی و مضرتے بکس نرساند قولہ

جرعۂ جام برین بحر روان افشانم | غلغل چنگ درین گنبد مینا فگنم

بحر روان فلک و نیز دل غلغل شور و غوغا گنبد مینا آسمان قولہ

مایۂ خوشدلی آنجاست کہ دلدار آنجاست | میکنم جہد کہ خود را مگر آنجا فگنم

مگر بمعنے شک استعمال کنند و بمعنے یقین و تمنے قولہ

بند برقع بکشا اے مہ خورشید لقا | تا چو زلفت سر سودا زدہ در پا فگنم

سودا زدہ یعنی دیوانہ سودہ نیک کہنہ قولہ

حافظا تکیہ برایام چو سہوست و خطا | من چرا عشرت امروز بفردا فگنم

فردا روز آیندہ غزل

دی شب بسیل اشک رہ خواب میزدم | نقشے بیاد روے تو در آب میزدم

رہ خواب میزدم رفع خواب و نوم قولہ

ابروے یار در نظرم خرقہ را بسوخت | جامے بیاد گوشۂ محراب میزدم

خرقہ را بسوخت وجود فنا کرد قولہ

روے نگار در نظرم جلوہ مے نمود | وز دور بوسہ برخ مہتاب میزدم

مہتاب کنایہ از معشوق قولہ

ہر مرغ فکر کز سر شاخ طرب بجست | بازش ز طرۂ تو بمضراب میزدم

ہر مرغ فکر مضمون طرہ موے پیچیدہ کہ محبوبان بر دوش میگذارند مضراب بکسر زخمہ و حلقۂ چوب کہ کبوتران را بدان گیرند و تیر گز قولہ

نقش خیال روی تو تا وقت صبحدم | بر کارگاہ دیدۂ بیخواب میزدم

کارگاہ کارخانہ۔ قولہ

ساقی بصوت این غزلم کاسہ میگرفت | میگفتم این سرود و مے ناب میزدم

ناب بے آمیزش و خالص قولہ

خوش بود وقت حافظ و فال مراد کام | بر نام عمرو دولت اجاب میزدم

احباب دوستان غزل

دوستان وقت گل آن به که بعشرت کوشیم	سخن پیر مغانست بجان مے نوشیم

وقت گل ایام بہار کنایہ از ایام جوانی عشرت عشق و محبت پیر مغان عارف کامل سخن پیر مغان اشارہ بمضمون مصرع اول قولہ

نیست در کس کرم و وقت طرب میگذرد	چارہ آنست کہ سجادہ بمے بفروشیم

نیست در کس کرم ہیچکس توجہے نمیکند وقت طرب میگذرد وقت حصول معرفت از دست میرود طرب شادی و فرح چارہ علاج سجادہ کنایہ از زہد و پارسائی مے عشق و محبت قولہ

خوش ہوائیست فرح بخش خدایا بفرست	نازنینے کہ برویش مے گلگون نوشیم

خوش ہوا کنایہ از دنیا و جوانی نازنینے معشوقے کنایہ از مرشد کہ برویش مے گلگون نوشیم کہ در پیش او حصول عشق نمائیم قولہ

گل بجوش آمد و از مے نزدمیش آبے	لاجرم از آتش حرمان ہوس مے جوشیم

گل کنایہ از دل و موسم جوانی حرمان بے نصیبی قولہ

ارغنون ساز فلک رہزن اہل ہنرست	چون ازین غصہ ننالیم و چرا نخروشیم

ارغنون نام سازے ساختۂ افلاطون ارغنون ساز فلک اضافت بیانیہ رہزن راہ زننده مراد در پے آزار۔

غزل

دوش بیماری چشم تو ببرد از دستم	لیکن از لطف لبت صورت جانے بستم

بیماری چشم کم التفاتی چہ چشم بیمار را خاصہ ایست کہ بہیچ یک نمیگراید و این صفت حوران است کہ ھنّ قاصرات الطرف لم یطمثھن انس قبلھم و لا جآنّ لطف پاکیزگی و مہربانی لب مراد لطف ۵ لب کہ شیرین جوے شد لطف خداست ۵ باغ جانرا از آب او نشو و نماست ۵ ببرد از دستم اے بیقرار ساخت مرا صورت جانے بستم یعنے چشمداشت حیات مینمودم قولہ

عشق من با خط مشکین تو امر و زہی نیست	دیرگاہست کزین جام ہلاہل مستم	ہلاہلی

خط مشکین عالم صفات دیرگاہی است مدت ہلاہل زہرے سخت کہ در زمان بکشد جام ہلاہل کنایہ از عشق قولہ

حافظ این حال عجب با کہ توان گفت کہ ما

عافیت چشم مدار از من میخانه نشین | که دم از خدمت رندان زده ام تا هستم

عافیت چشم مدار یعنی امید عافیت که تندرستی و زهد است میخانه نشین عاشق رندان عارفان و عاشقان قوله

بعد از نیم چه غم از تیر دل اندوز حسود | که بمحبوب کمان ابروی خود پیوستم

تیر دل اندوز حسود طعنهٔ حاسد که بمحبوب کمان ابروی خود پیوستم چون بمحبوب خود واصل شده ام قوله

در ره عشق از نفسوی فنا صد خطر است | تا نگوئی که چو عمرم بسر آمد رستم

خطر ترس عمرم بسر آمد مردم و فانی شدم رستم خلاص شدم قوله

بوسه بر درج عقیق تو حلالست مرا | که بافسون جهان مهر ترا نشکستم

بوسه حصول ذوق و درج عقیق دهن مراد از دهن سر مخفی ؎ عارفان کین گوهر جان سفته اند
سر مخفی را دهانش گفته اند ✦ معنی آنست که حصول نمودن ذوق از سر مخفی تو سزاوار ماست که عاشقانم
چرا که بمکر و فریب جانیان مهر ترا نشکسته ایم و عهدی که با تو بسته ام متخلل نساخته ام قوله

دل ما آن مه لشکریم غارت جان کرد و برفت | آه اگر عاطفت شاه نگیرد دستم

لشکری غارت گر دستم پرور و محبوب آن مه لشکری ازان گفته که غارت گری و ستم پروری پیشهٔ
محبوبان و هم شیوهٔ لشکریان گردد و قتیکه هر دو یکجا جمع شود آفت بر آفت بهم رسد یعنی شخصی که هم محبوب
بود و هم لشکری بود آفت بر آفت افزاید و در بازار محبوبان روشنی دیگر پدید آید شاه کنایه از مرشد
معنی آنست که آن محبوب لشکری برفت و دل ما را غارت کرد و رفت یعنی هر چه در دل سوای محبتش بود
رفت و خود را از نظرگاه لعنت آه اگر مرشد دستم نگیرد و مرا بقبولیت خویش نپذیرد قوله

رتبت دانش حافظ بفلک رشک بود | کرد غمخواری بالای بلندت بستم

رتبت مرتبه بفلک برشده بود یعنی بر فلک رفته بود لفظ برزائده آید خصوصاً در جائیکه ماقبلش
دریا بر بود ؎ بدریا در منافع بیشمارست ✦ یعنی در دریا نفع بسیار است ؎ بمادر برگشت خود میگزید غزل

دوش سودای رخش گفتم زسر بیرون کنم | گفت کو زنجیر تا تدبیر این مجنون کنم

دوش شب گذشته سودا عشق گفت اشاره بمعشوق این محبوبان کنایه از قائل قول مصرع اول است
از انکه میخواهد که ازین نعمته عظمی کناره گیرد قوله

قامتش رسم و گفتم سر کشید از من بخشم | دوستان این دوستی در رنجدنگارم چون کنم

از راست

زین دست ازین قسم قوله

نکته ناسنجیده گفتم دلبرا معذور دار	عشوه را فرمای تا من طبع را موزون کنم

نکته ناسنجیده اشاره با آنکه قامتش را سرو گفتم دلبرا معذور دار جانمن مواخذه مکن عشوه را فرماے توجهے بر ما گمار ونظرے در کار ما کن قوله

زرد روئی میکشم زان طبع نازک بیگناه	ساقیا جامی بده تا چهره را گلگون کنم

زرد روئی میکشم ازانکه مبادا ازین بیهوده گوئی ملول شود ساقی کنایه از حق بموجب وسقاهم ربهم شرابا طهورا جامے بده شوق ومحبت عطا نما قوله

اے نسیم حضرت سلمے خدارا تا بکے	ربع را برهم زنم اطلال را جیحون کنم

سلمے نام معشوقه خدارا بواسطه خدا ربع بفتح منزل اطلال نشان سراہاے کهنه جیحون نام جوئے قوله

منکه ره بردم بگنج حسن بے پایان دوست	صد گدائی همچو خود را بعد ازین قارون کنم

گنج مشاهده غزل

در خرابات مغان نور خدا مے بینم	وین عجب بین که چه نوری ز کجا مے بینم

بدان که محقق را همه جا شهود ست چه در مسجد وکنشت وچه در خرابات والتفات ایشان مظاهر حسینه ازینجاست چنانچه مغربی گوید ۵ منکه در صورت خوبان همه او می بینم ۵ تو مپندار که من روے نکوے بینم مغربی ایچه تواش میطلبی در خلوت ۵ من عیان بر سر هر کوچه وکوے بینم قوله

جلوه بر من مفروش ای ملک الحاج که تو	خانه می بینی ومن خانه خدا مے بینم

جلوه بر من مفروش اظهار عظمت وبزرگی خود بر ما کن ملک الحاج سرور حاجیان خانه می بینی نظر تو بخانه کعبه است خانه را مے بینی من خانه خدا مے بینم نظر من بحقیقة اصلی است قوله

خواهم از زلف بتان نافه کشائی کردن	فکر درست همانا که خطا مے بینم

زلف بتان عشق معشوقان نافه کشائی کردن حصول حقائق ومعارف نمودن خطا ضد ثواب قوله

کیست در دی کش این میکده یارب که درش	قبلهٔ حاجت ومحراب دعا مے بینم

در دکش در دکشنده قوله

هر دم از روی تو نقشے زده ام راه خیال | با که گویم که درین پرده چها مے بینم

هر دم نقشے از روے تو زده مر منصب مرتبه قوله

نیست در دائرهٔ نقطه خلاف از کم و بیش | که من این مسئله بیچون و چرا مے بینم

دائره حلقه اینجا کنایه از فلک ست زیرا که محیط عالم و عالمیان بود معنے آنست که در دائرهٔ فلک هر چه هست از کم و بیش بر هر چه تقدیر ست این خلاف که بین الانام واقعست خلاف تقریر است که جز گفت و شنودے بیش نه و مردم را جز قیل و قالے بیش نه و بطور نسخهٔ دیگر که بجاے لفظ نقطه خلاف نقش خیال بود - معنے آنست که در دائرهٔ دنیا هر چه موجود است از کم و بیش جز نقش خیال اے صورت خیالی و اینمعنے اگر چه بظاهر شرع مخالف مینماید لیکن بمذهب عرفا درست مے آید ؎ غیر نقش غیر در جهان نگذاشت لاجرم عین جمله اشیا شد قوله

کس ندیدست ز مشک ختن و نافهٔ چین | آنچه من هر سحر از باد صبا مے بینم

هیچکس رائح روح پرور معرفت از عاشقان و عارفان حصول ننمود باد صبا مرشد و جذبهٔ معشوق ؎ نامه و قاصد گر باد صبا و نوبهار ؛ جذب معشوقست کان جاذب تر آمد از کمند ؛ غزل

دیدار شد میسر و بوس و کنار هم | از بخت شکر دارم و از روزگار هم
اے دل بشارتے دهمت محتسب نماند | وز مے جهان پرست و بت میگسار هم

محتسب عقل معاش که مانع عشق است و نیز حجاب نفسانی و بشریه قوله

تا عیب کس نگوئی و مستی مے کنیم | لعل بتان خوش ست دمے خوشگوار هم

لعل بتان لبان معشوق قوله

آن شد که چشم بدنگران بود از کمین | خصم از میان برفت و سر شک از کنار هم

آن شد آن وقت رفت قوله

خاطر بدست تفرقه دادن نه زیرکیست | مجموعهٔ بخواه و صراحی بیار هم

خاطر بدست تفرقه دادن گرفتار عالم کثرت ماندن مجموعهٔ عالم وحدة که مقام جمع الجمع است صراحی دل مملو از عشق قوله

بر خاکیان عشق فشان جرعهٔ لبش | تا خاک لعل گون شود و مشکبار هم

خاکیان عشق عاشقان جرعه قطره لب مراد لطف و ازان عشق مراد است خاک وجود ناقص ایشان که بمنزله خاک است لعلگون سرخ مشکبار خوشبو قوله

چون کائنات جمله بیوے تو زنده اند	اے آفتاب سایه زمن بر مدار هم

کائنات جمله موجودات سایه زمن بر مدار مرا نیز محروم مدار قوله

چون آبروے لاله و گل فیض حسن تست	اے ابر لطف بر من خاکی ببار هم

لاله و گل عاشقان و عارفان قوله

برهان ملک و دین که زدست وزارتش	ایام کان همین شد و دریا یسار هم

ایام روزها که عبارت از ایام وزارت او بود معنے آنست که برهان ملک و دین که از دست وزارت ایام را این بزرگی بسر آمد که کان که معدن زر و سیم و سائر جواهر است بدست راستش در آمد و دریا که معدن درر و لآلے است بدست چپش در آمد یعنی اهل ایام او بهر دو دست کرم و سخاے ورزند و از غایت اندیشه هیچ نے ترسند و این از کمال مداحی اوست یعنی اے طالب عنا سخاے او اهل زمان را این اثر میدهد که سخا و کرم بهر دو دست میکنند و در افلاس نمیرسد قوله

گوے زمین ربوده چوگان عدل تست	وین برکشیده گنبد نیلی حصار هم

گوی زمین اضافت بیانیه ربوده برده شده ای بقید و نبد برکشیده بلندی گنبد نیلی حصار فلک قوله

عزم سبک عنان تو در جنبش آورد	این پایدار مرکز عالی مدار هم

عزم قصد قوله

تا از نتیجه فلک و طور دور اوست	تبدیل سال و ماه و خزان و بهار هم

طور طریق و روش قوله

خالی مباد کاخ جلالت ز سروران	وز ساقیان سرو قد و گلعذار هم

کاخ کشک گلعذار گلرخسار قوله

اهل نظر اسیر تو اند از خدا بترس	وز انتقام آصف جم اقتدار هم

انتقام کینه کشیدن خسرو نام پسر سیاوش جم حق تعالے اقتدار مرتبه غزل

در دم از یار است درمان نیز هم	دل فداے او شد و جان نیز هم

حافظ کدورتهاے قدیمه بین گوینده و ممدوح را بیش کشف تو شد مجمل بوشیده مباد هم

عاشق گفته که من هیچ چیز را با غیر استاد نکرده ام هر چه از نیکی و بدی که بر من آمده با او نسبت کرده ام دل و سر و جان و زر و مال هر چه که دارم همه اطفیل او گردانیده ام و میگویم که در دم از یار الخ قوله

اینکه میگویند آن بهتر ز حسن	یار ما این دارد و آن نیز هم

چون اشاره بمشار الیه واحد قریب کنند این گویند و دیگر بمشار الیه بعید کنند آن گویند ۵ آدمی زاده طرفه معجونیست ۵ کز فرشته سرشته و ز حیوان ۵ گر کند میل این شود به ازین ۵ ور کند میل آن شود بدتر ازان ۵ باید دانست که چنانچه اشاره بمشار الیه محسوس در خارج کنند همچنین گاهے باشد که اشاره بمشار الیه معقول متصور در ذهن کنند اینکه میگویند الخ یعنے اینکه مردم میگویند که آن یعنے ملاحت و داد از حسن بهتر است یار ما هر دو دارد چون امر معقول نسبت با مر محسوس یک گونه بعدے دارد لهذا بلفظ آن که موضوع برائے بعید است اشاره کرد و هم او میفرماید ۵ مارا ے تو آفتاب دیدم ۵ خوبست ولیکه آن ندارد ۵ قوله

چون سر آمد دولت شبهای وصل	بگذر و ایام هجران نیز هم

سر آمد آخر آمد بگذر و یعنے خوش باش که بگذرد قوله

خون ما آن نرگس مستانه ریخت	وان سر زلف پریشان نیز هم

نرگس مستانه تجلی قهاری سر زلف مشکلات طریقت قوله

اعتمادے نیست بر کار جهان	بلکه بر گردون گردان نیز هم

گردون آسمان گردان گردش کننده قوله

داستان پرده میگوئی ولے	گفته خواهد شد بدستان نیز هم

داستان در پرده یعنے سخن در پرده بدستان اے آشکارا و بے پرده و آن داستان است که در بیت آینده مے آید قوله

هر دو عالم یک فروغ روی اوست	گفتمت پیدا و پنهان نیز هم

فروغ روشنی قوله

عاشق از مفتی نترسد مے بیار	بلکه از بر غوے کهنه نیز هم

سلطان بر غوے شحنه کهنه در ینه غزل

در نهانخانهٔ عشرت صنمے خوش دارم	که ز زلف و رخ او نعل در آتش دارم

له گفته اند که ملاحت منشاء بروت و داد است نه حسن مصاحت میگویم هر طائفه و زبانی گر منشاء آن خوب بهانیست نسبت بدیگر بانی که میگویند الخ ۱۲ منه
وآصف ملک سلیمان نیز هم

نعل در آتش مضطرب و بیقرار قوله

عاشق و رندم و میخواره بآواز بلند | اینهمه منصب ازان شوخ پریوش دارم

پریوش مانند پری قوله

گر بکاشانهٔ رندان قدمے خواهی زد | نقل شیرشکرین و مے بیغش دارم

نقل بضم میوهای نمکین که میخواران بوقت میخواری پیش میدارند. بیغش خالص قوله

ور تو زین دست مرا بے سر و سامان دانی | من بآه سحرت نسلف مشوش دارم

زین دست یعنی ازین قسم مشوش پریشان قوله

ور چنین جلوه نماید خط زنگاری دوست | من برخ زرد بخون نابه منقش دارم

خونابه اشک خون آلود قوله

حافظا چون غم و شادی جهان در گذراست | بهتر آنست که من خاطر خود خوش دارم

در گذراست گذرنده است غزل

ذرّه سان من در هوای مهر خسار توام | نیست یکساعت قرار از شوق دیدار توام

سان مانند هوا آزرو باور اعتبار برسرانم بقصد آنم رونتابم ازان برنگردانم نیایم گرشود سر در سر کار توام اگرچه درین کار بمیرم غزل

روزگاری شد که در میخانه خدمت میکنم | در لباس فقر کار اهل دولت میکنم

میخانه عالم عشق و نیز آستانهٔ مرشد قوله

تا مگر در دام وصل آرم تدرو خوشخرام | در کمینم انتظار وقت فرصت میکنم

تدرو بفتحتین پرنده ایست آتش خوار و خوش رفتار که بکوه بود آنرا کبک گویند خوشخرام خوش رفتار قوله

واعظا گر بوی حق نشنید بشنو این سخن | در حضورش نیز میگویم نه غیبت میکنم

در حضورش روبرو اوغیبت عقب قوله

چون صبا افتان و خیزان میروم تا کوی دوست | وز رفیقان راه استمداد همت میکنم

رفیقان یاران استمداد طلب مدد کردن همت توجه قوله

خاک کویت بر نتابد رحمت ما بیش ازین | لطفها کردی بتا تخفیف زحمت میکنم

خاک کویت دنیا بعد لطفها کردی مقدر است که ازین آفرید یا بسوی خود م باز طلبید معنے آنست که دنیا تحمل ما نمیکند و ما را توقف در نیجا نے سزد و لطفها کردی که مرا ازین خاکدان برائے حصول عرفان بوجود آوردی اکنون که بعرفان رسیدم دلم ازین مقام برخاست و زحمت وجود خود را ازین مقام تخفیف میکنم و توجه بآن مقام میکنم و نیز آنست که دنیا تحمل من نمیکند و ما را توقف نمی سزد لطفها کردی که بسوے خود طلبیدی حکم ترا اجابت کردم و زحمت وجود خود را ازین مقام تخفیف میدهم و ارباب قرب را زمان رحلتِ خویش معلوم میشود و نیز خاک کویت عبارت از وجود باشد بحکم خلق الانسان ضعیفا زحمت پیچ و تاب عشق است معنے آنست که اے خالق جان وجود من که از پیری ضعیف شده زحمت و شدائد عشق نمیتواند کشید لطفها کردی که مرا چون طوطی درین نفس آوردی تا مقدمات بلند بدست آرم اکنون زحمت وے را تخفیف میکنم و توجه بمقام دیگرے نهم قوله

از یمین عرش آمین میکند روح الامین	چون دعاے پادشاه ملک و ملت میکنم

یمین دست راست روح الامین جبریل ۴ قوله

خسرو ا امید جاه و مال دارم زین قبیل	التماس آستان بوسی حضرت میکنم

زین قبیل ازین واسطه التماس درخواست ۵ غزل

روز عید است من امروز دران تدبیرم	که دهم حاصل سی روزه و ساغر گیرم

روز عید مکاشفات انوار حاصل سی روزه زهد و صلاح ساغر گیرم بعشق ورزی مشغول گردم قوله

من بخلوت ننشینم پس ازین و بمثل	زاهد صومعه بر پای نهد زنجیرم

بمثل فے المثل و بالفرض قوله

پند پیرانه دهد واعظ شهرم لیکن	من نه آنم که دگر پند کسے بپذیرم

بپذیرم قبول کنم قوله

می پذیرم مئی و سجاده تقوی بدوش	آه اگر خلق شود آگه ازین تزویرم

مے پذیرم مے نوشی میکنم سجاده تقوی بردوش بظاهر در لباس زهد تزویر مکر و ریا و دروغ غزل

ز دست کوته خود زیر بارم	که از بالا بلندان شرمسارم

ز دست کوته یعنی از بے استعدادی و یا بسبب زهد زیر بارم گرفتار عجزم بالا بلندان معشوقان

۴ حافظ در مخمسے در رد سے گوید کہ جبریل بجز این نیست کہ چون کہ چون با ما نفس نمیزند

۵ گوید حافظ سخن پیر نیوش سالخورده نیم امروز بدا ز صد پیرم

نزدیکست که ازین غصه این فلک نیلگون من سرگشته زبون دیوانه ومجنون کردم قوله

مگر زنجیر موئے گیردم دست	وگرنه سر بشیدائی برآرم

زنجیر موے معشوقی گیردم دست دستگیری کند شیدائی دیوانگی قوله

زچشم من بپرس اوضاع گردون	که شب تا روز اختر مے شمارم

اوضاع جمع وضع بمعنے روش وطریقه اختر شمردن کنایه از بیدار بودن که همه شب بیداری اختر شمرد

قوله باین شکرانه مے بوسم لب جام	که کرد آگه زدورِ روزگارم

آگه واقف وخبردار قوله

مکن عیبم زخون خوردن درین دشت	که کار آموز آهوے تتارم

تتار وتاتار ولایتے است مشکخیز قوله

اگر گفتم دعاے مے فروشان	چه باشد شکر نعمت مے گذارم

مے فروشان عاشقان چه باشد جاے تعجب نیست غزل

زلف برباد مده تا ندهی بربادم	ناز بنیاد مکن تا نکنی بنیادم

عالم کثرات برما پریشان مساز وحجاب راه مگردان + تا نکنی بنیادم خراب نسازی مرا قوله

رُخ برافروز که فارغ کنی از برگ گلم	قد برافراز که از سرو کنی آزادم

رُخ برافروز جمال خود بنما برگ گل محبوب مجاز قوله

مے مخور با دگران تا نخورم خون جگر	سر مکش تا نکشد سر بفلک فریادم

تا نخورم خون جگر تا مبتلاے غم وغصه نشوم جمع مجلس تا نروی از یادم تا فراموش نکنم من ترا

حافظ از جور تو حاشا که بنالد روزے	من لزان روز که در بند تو ام آزادم

غزل

دوشینه در عالم شراب آنچنان مست وخراب بودم که ذره از خود خبر نداشتم ودر کوچه نمیدانم با منکران کوے خرابات میگفتم اے زاهدان راه عفت وصلاح واے افسردگان خانقه هشیاری قوله

سرم خوش ست ببانگِ بلند میگویم	که من نسیم حیات از پیاله مے جویم

واز ین نوع اسرار بیان میکردم شاید که از گلستان انک لعلے خلق عظیم بوے بمشام جان ایشان رسد

زلفت

سه این بیان در شرح مرده نیز نقل کرده

با دل خود گفتم چه سود ازین بیان که پیش ازین اهل یقین چنین گفته اند که قوله

عبوس زهد بوجه خمار ننشیند | مرید همت دردی کشان خوشخویم

یعنی ترشروئی که بر چهرهٔ زاهدان بسبب نخوت میشود چه خمار آنچیزی که زندان قدری شراب بآن دفع خمار نوشند و آن چیز محقر باشد اهل همتش اعتبار نکنند دردکشان مرشدان زمانه چه صاف سلف خورده اند پس معنی آنست که ترشروئی و خودی که زاهدان را رو میدهد بوجه دفع خمار که رندان را میباشد نمی نشاند و آنچه متاع اوست پیش همت ایشان محقر مینماید مرید دردکشان راه عشق کشاده پیشانی اند پس پیروزی آنست که بحکم فابتغوا الیه الوسیلة دست در دامن پیر زنی و درین راه بخود نروی چرا که

قوله اگر نه پیر مغان در برم بگشاید | کدام ره بزنم چاره از کجا جویم

پیر مغان مرشد کامل و چون سالک را بجز اظهار عجز و نیاز و شکستگی و دردمندی با پیر خود که محبوب است چاره نیست بنا بران گوید قوله

ز شوق نرگس مست و بلند بالائی | چو لاله با قدح افتاده بر لب جویم

یعنی من موحدم و موحد را با مسجد یا کنشت چه تفاوت زیرا که استغراق او همه آن مقام است گوید قوله

تو خانقاه و خرابات در میانه مبین | خدا گواست بهر جا که هست با اویم

به مقلد گوید که اے مقلد ازین اعتراض چه برخیزد و از خودبینی چه کشاید سالک که آئینهٔ دل از غبار تقلید پاک کرده از روے شفقت بطالب سرگشته گوید که قوله

غبار راه طلب کیمیای بهروزیست | غلام دولت آنخاک عنبرین مویم

و نیز بیان شوق میکند و از مسکنت و ارادت خود خبر میدهد قوله

شدم فسانه بسرگشتگی و ابروی دوست | کشیده در خم چوگان خویش چون گویم

گفتم اے اهل ملامت با ملامت زدگان کوے ندامت چه فائده از اعتراض قوله

مکن درین چمنم سرزنش بخودروئی | چنانکه پرورشم میدهند میرویم

و باز بر سر سخن خود میرود که از جرعهٔ شراب ازل مست شده بود میگوید اے ساقی لطف نما و باقی قوله

بیار مے که بفتوای حافظ از دل پاک | غبار زرق بفیض قدح فرو شویم

غزل

صنما با غمِ عشق تو چه تدبیر کنم | تا بکے در غمِ تو نالۂ شبگیر کنم

شبگیر شب و سحرگاه قوله

با سرِ زلفِ تو مجموع پریشانی خویش | کو مجالے که یکایک همه تقریر کنم

سر زلف جذبهٔ عشق مجموع جمله مجال قدرت تقریر مقرر کردن قوله

انچه در مدتِ هجر تو کشیدم هیهات | در دو صد نامه محالست که تحریر کنم

تحریر نبشتن قوله

آنزمان کار زوی دیدن حالم باشد | در نظر نقش رخ خواب تو تصویر کنم

تصویر صورت کردن قوله

گر بدانم که وصالِ تو بدین دست دهد | دل و دین را همه در بازم و توفیر کنم

دست دهد میسر شود قوله

رندیک رنگم و با شاهد و مے هم صحبت | نتوانم که دگر حیله و تزویر کنم

تزویر سخن دروغ غزل

سالها پیروی مذهب رندان کردم | تا بفتوای خرد حرص بزندان کردم

مذهب رندان عشق قوله

من بهر منزل عنقا نه بخود بردم راه | قطع این مرحله با مرغ سلیمان کردم

عنقا کنه حق این مرحله منزل عشق مرغ سلیمان مرشد قوله

سایه بر دل ریشم فگن ای گنج مراد | که من این خانه بسودای تو ویران کردم

گنج مراد معشوق قوله

نقش مستوری و مستی نه بدست من و تست | انچه استاد ازل گفت بکن آن کردم

مستوری زهد مستی عشق استاد ازل حق تعالے قوله

توبه کردم که نه بوسم لب ساقی و کنون | میگزم لب که چرا گوش بنادان کردم

میگزم لب افسوس میکنم و پشیمانی مے خورم قوله

دارا ز لطف ازل منزل فردوس طمع | گر چه دربانی میخانه فراوان کردم

نسخهٔ اسکان خلاص از نظم او حافظ

میخانہ عشق قولہ

اینکہ پیرانہ سرم صحبت یوسف بنواخت | اجر صبر یست کہ در کلبہ احزان کردم

یوسف معشوق۔ غزل

صوفی بیا کہ خرقۂ سالوس برکشیم | وین دلق زرق را خط بطلان بسر کشیم

سالوس مکر و ریا خرقۂ سالوس اضافۃ بیانیہ زرق فریب و نفاق دلق زرق اضافۃ بیانیہ بطلان باطل کردن

قولہ

نذر و فتوح صومعہ در وجہ می دہیم | دلق ریا بآب خرابات برکشیم

آب خرابات شراب قولہ

کاری کنیم ورنہ خجالت برآورد | روزی کہ نقد جان بجہان دگر کشیم

کاری کنیم عشق حاصل نمایم خجالت برآورد شرمندگی ثمرہ دہد نقد جان بجہان دگر کشیم بمیرم قولہ

بیرون جہیم سر خوش و از بزم مدعی | غارت کنیم بادہ و شاہد ببر کشیم

سر خوش خوش و مست بزم مجلس شراب و جشن قولہ

سر قضا کہ در تتق غیب منزویست | مستانہ وش نقاب ز رخسار برکشیم

تتق پردہ منزوی گوشہ نشین نقاب پردہ قولہ

کو عشوۂ ز ابروی تو تا چو ماہ نو | گوئی سپہر در خم چوگان زر کشیم

چوگان زر اشارہ بماہ نو قولہ

فردا اگر نہ روضۂ رضوان بما دہند | غلمان ز غرفہ حور ز جنت بدر کشیم

فردا قیامت روضۂ رضوان بہشت غلمان غلامان بہشت حور قسمے از زنان قولہ

حافظ نہ حد ماست چنین لافہا زدن | پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم

چنین لافہا اشارہ بمضمون بیت ماسبق پا از گلیم خویش چرا بیشتر بکشیم سخن بمقدار خود باید گفت

غزل

صلاح از ما چہ میجوئی کہ رندان را صلا گفتم | بدور نرگس مستت سلامت را دعا گفتم

صلا آوازے کہ برائے طعام کنند و مراد از نرگس مست و از چشم ذات کہ ہست چشم اینجا بمعنے نقد ذات کہ عیان بینند وجود کائنات یعنے آنست کہ اصلاح کار ما چہ طلبی اری کہ من رندانرا پیش خود خواندہ ام و بایشان اُلفتے پیدا کردہ ام و رندان ہر چہ مے یابند در مے یابند و در عشق ذات تو

صلح جنگ و سلامت طلبی چون حافظ ❊ ہر چہ کردم ہمہ از دولت قرآن کردم

ستانرا لنسا

سلامت را دعا گفتم و وداع نمودم و اصلاح کار دنیوی برای سلامتیست قوله

من از چشم خوش ساقی خراب افتاده ام لیکن | بلای کز حبیب آید نهادش مرحبا گفتم

مرحبا خوش آمدی قوله

قدت گفتم که شمشاد است پیش نخلت بار آورد | که این نسبت چرا کردیم و این بهتان چرا گفتم

بهتان دروغ و تهمت هذا بهتان عظیم قوله

اگر بر من نبخشائی پشیمانی خوری آخر | بخاطر دار این معنی که در خدمت کجا گفتم

کجا معروف بمعنی کدام و هر کدام مقام و بمعنی که و جا بجا و چه قوله

جگر چون نافه ام خون گشت و بر نیم نمیباشد | جزای آنکه بازنفش سخن از چین خطا گفتم

خطا ضد ثواب غزل

عشقبازی و جوانی و شراب لعل فام | مجلس انس و حریف همدم و شرب مدام

فام بمعنی رنگ همدم محب و موافق مدام همیشه قوله

باده گلرنگ و تلخ و غنج خوشخوار و سبک | نقلی از لعل نگار و نقلی از یاقوت جام

گلرنگ سرخ خوشخوار خوش خورنده و خوش مزه قوله

ساقی شکر دهان و مطرب شیرین دهن | همنشین نیک کردار و حریف نیکنام

ساقی نوشاننده کردار فعل قوله

شاهدی در لطف و پاکی رشک آب زندگی | دلبری در حسن و خوبی غیرت ماه تمام

ماه تمام بدر قوله

بزمگاهی دلنشین چون قصر فردوس برین | گلشنی پیرایه اش چون روضه دار السلام

روضه دار السلام بهشت قوله

صف نشینان نیکخواه و پیشکاران باادب | دوستداران صاحب سر و حریفان دوستکام

دوستکام آنکه کارهایش برحسب مطلوب و مراد دل دوستانش بود قوله

غمزه ساقی بیغمای خرد آهخته تیغ | زلف دلبر از برای صید دل گسترده دام

غمزه مژه چشم بر هم زدن ناز و حرکت چشم آهخته تیغ کشیده تیغ قوله

نوآوری گفتن اسرار حافظ و لے باید در گرفت
صواب نمودن و نگاه داشتن اسرار حکمت را صواب گفت

نکتہ دانی بذلہ گو چون حافظ شیریں سخن | بخشش آموزی جہان افروز چون حاجی قوام

بذلہ بکسر و بفتح لطیفہ حاجی قوام نام ممدوح خواجہ غزل

عمریست تا من در طلب ہر روزگارے میزنم | دست شفاعت ہر زمان دیکنامی میزنم

گام قدم نیکنامی عاشقی دعائی تا برلے آنکہ قولہ

او رنگ کو گلچہر کو نقش وفا و مہر کو | حالے من اندر عاشقی داد تمامی میزنم

او رنگ تخت و نام عاشق گلچہرہ نام معشوقہ او رنگ و وفا نام عاشق مہر و مہر نام معشوقہ کو وفا حال الحال قولہ

دائم سر آید قصہ ام چندان نماید غصہ ام | زین آہ خون افشان کہ من ہر صبح و شامی میزنم

سر آید آخر آید قولہ

تا بو کہ یابم آگہی زان سایۂ سرو سہی | گلبانگ عشق از ہر طرف بر خوشخرامی میزنم

گلبانگ آواز بلبل خوشخرامی عاشق قولہ

ہر چند آن آرام دل دائم نہ بخشد کام دل | نقشے خیالی میکشم فالے دوامی میزنم

کام دل مقصد قولہ

با آنکہ از خود غائبم وز می چو حافظ تائبم | در مجلس روحانیان گہ گاہ جامی میزنم

غزل عاشق روے جوانے خوش و نو خاستہ ام | وز خدا شادی این غم بدعا خواستہ ام

این غم اشارہ بعشق۔ قولہ

عاشق و رند و نظر بازم و میگویم فاش | تا بدانی کہ بچندین ہنر آراستہ ام

فاش ظاہر قولہ

شرم ام از خرقۂ آلودۂ خود مے آید | کہ بہر پارہ دو صد شعبدہ بیراستہ ام

خرقۂ آلودہ وجود بمعصیت پارہ اعمال شعبدہ مکر و فریب قولہ

خوش بسوز از غمش ای شمع کہ امشب من نیز | بہمین کار میان بستہ و برخاستہ ام

اے شمع عاشق میان بستہ مستعد قولہ

با چنین حیرتم از دست بشد صرفۂ کار | بر غم افزودہ ام آنچہ از دل و جان کاستہ ام

کاستہ ام کم کردہ قولہ

ہمچو حافظ بخرابات روم جامہ قبا | بو کہ در بر کشد آن دلبر نو خاستہ ام

غزل غم زمانہ کہ ہیچش گران نمے بینم | دواش جز نے ارغوان نمے بینم

گران کنارہ یعنی انتہائے ارغوان محبت خالص از غیر بترک باز آمدہ دران یعنے در ترک محبت قولہ

درین خمار کسم جرعۂ نمے بخشد | بہ بین کہ اہل دلے در جہان نمے بینم

درین خمار بر نج و محنت و عشق قولہ

ز آفتاب قدح ارتفاع عیش بگیر | چرا که طالع وقت آنچنان نمی بینم

ارتفاع بلند شدن ارتفاع عیش بگیر کمال عیش حاصل کن قوله

نشان مهر وفا نیست کز دلم بستم | زمن مپرس که خود در میان نمی بینم

نشان کنایه از فارغی از غیر قوله

برین دو دیدهٔ حیران من هزار افسوس | که باد و آئینه رویش عیان نمی بینم

دو آئینه کنایه از دیده قوله

قد تو تا بشد از جویبار دیدهٔ من | بجای سرو جز آب روان نمی بینم

جویبار دیده اضافه بیانیه قوله

من و سفینهٔ حافظ که اندرین دریا | بضاعتِ سخن در فشان نمی بینم

سفینه کشتی اندرین دریا دنیا و عشق بضاعت رخت غزل

فاش میگویم و از گفتهٔ خود دل شادم | بندهٔ عشقم و از هر دو جهان آزادم

عمرے در عالم علوی و سفلی سائر و دائر بودم و مدتے در عالم ظلمانی و نورانی شبے بروز آوردم و روزے بشبے بسر بردم تا گاہے روے مقصود اصلی ندیدم و هر ظلمت و نورا حجاب چهرهٔ مطلوب یافتم بالضرورت دست از هر دو برداشتم و چون از نارسائی خود سفر سرگردان شده ام و به تنهائی افتادم قدر عنای خود را در عالم بیرنگی برافراختم و بهیچ الف قامت خود قناعت کرده ام و بیاسودم لاجرم گویم فاش میگویم الخ و قیل سالک میگوید که من نسخه را در لباس نمی بینم بیانگ بلند میگویم فاش الخ قوله

طائر گلشن قدسم چه دهم شرح فراق | کین دو روزه حادثه چون افتادم

طائر پرنده گلشن قدس یعنے از من چه می پرسی که دران آب و هوا چگونه نشو و نما داشتم و مرغ روح من دران گلستان بچه کیفیت طیران میکرد مرا زبان تقریر جدائی نیست مجلش اینست که میگویم طائر گلشن قدسم الخ قوله

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود | آدم آورد بدین دیر خراب آبادم

از حالت اصلی خود خبر میدهد که طینت من مانند فرشته از پاکی بود و بری از کدورات بشری مسکن ما و تو آدم صفی سبب شد که بدین خرابه افتادم میگویم که من ملک بودم۔ قوله

سایهٔ طوبی و دلجوئی حور و لب حوض | بهوای سر کوی تو برفت از یادم

طوبی اسم شجرۃ فی الجنۃ وفارسیان بمعنی خوبی استعمال کردہ اند یعنے آنچنان معرفت کرامت کرد کہ کوی دوست را شناختم واز بوی دوست مست و بیہوش شدم و ہر چہ غیر از دوست ہمہ را فراموش کردم وحالا در زبانم انیست کہ تکرار میکنم سایۂ طوبی الخ قولہ

نیست بر لوح دلم جز الف قامت دوست	چکنم حرف دگر یاد نداد استادم

یعنے چون دوست را شناختم و در دریای عشق او مستغرق شدم آنچنان کہ بوجود خودم شعور نماند و چون بخود آمدم طالبان کوی دوست از من پرسیدند در جواب گفتم کہ نیست بر لوح دلم الخ قولہ

کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت	یارب از مادر گیتی بچہ طالع زادم

طالب ابتعجب شدہ در خلقت انسان کہ ہیچ دانا بحقیقت او مطلع نشدہ با وجود اینہمہ تقدیس ملائک مامور شد بسجدۂ آدم پس جای تعجب شد کہ چگونہ مخلوقست کہ چندین تکریم شد گوید کوکب بخت مرا ہیچ منجم الخ - قولہ

تا شدم حلقہ بگوش در میخانۂ عشق	ہر دم آید غمی از نو بمبارکبادم

نیازمندان کوی عشق کہ غم واندوہ محبوب مطلق را بشارتست بغم دوست مباہات میکنند تا شدم حلقہ الخ قولہ

میخورد خون دلم مردمک دیدہ سزاست	کہ چرا دل بجگر گوشۂ مردم دادم

عاشق را حالست و میلست کہ صد ہزاران جور و جفای محبوب را بآن تحمل میکند و سعادات جملہ سبب آن میل صورت بندگاہ بہ بشریت بیطاقتی روی میدہد آن بیطاقتی را بخود اسناد میکند و آن دل از خود میداند چنانکہ میخورد خون الخ + باصل اباعن جد قولہ

پاک کن چہرۂ حافظ بسر زلف از اشک	ورنہ این سیل دمادم ببرد بنیادم

محب را دعا اینست کہ مدت مدید است کہ مانند نو بہار در آرزوی رخسار آن گلعذار چشم خون افشان مرا بغیر از گریہ کاری نیست امروز از نماہ مہر فروز از سر صدق التماس میکنم کہ اے دلبر پری پیکر از روی لطف نہ از سر قہر پاک کن چہرۂ حافظ الخ قولہ غزل

فتوی پیر مغان دارم و قولیست قدیم	کہ حرام ست مے آنجا کہ نہ یار ست ندیم

یعنے ہر علمے کہ موجب بیخودی باشد از ذکر و فکر و سائر عبادات بدنی و مالی درست نبود در جای کہ یار حاضر نباشد و حضور یار کنایہ از انست کہ دل حاضر بود یعنی کہ ہر عمل کہ کردہ ضمایر او دران عمل مراد باشد چنانچہ خود فرمود ۵ غرض ز مسجد و میخانہ ام وصال شماست + جز این خیال ندارم خدا گواہ منست + قولہ

دل گر این قوم بدست آرد و فرصت دریابد

چاک خواهم زدن این دلق ریائی چه کنم | روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم

این دلق ریائی وجود مستعار روح بدانکه وجه تسمیهٔ روح آنست که از عالم امر است وخطاب وعتاب بر وی است او از روی ربوبیت مظهر ذات الٰهی است ومظهر صفات نامتناهی و سزاوار خلافت حق مرو را است وکنه حقیقت وی معلوم نیست که وَیَسْئَلُونَکَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی ناجنس کنایه از نفس است قوله

مگرش صحبت دیرین من زیاد برفت | اے نسیم سحری یاد دهش عهد قدیم

نسیم سحری مرشد وارد قوله

تا مگر جرعه فشاند لب جانبان بر من | سالها زان شده ام بر در میخانه مقیم

برای آنکه لطفے بنماید وسخنے با ما گوید زان شده بدان سبب قوله

غنچه گو تنگدل از کار فرو بسته مباش | کز دم صبح مدیابی دم انفاس نسیم

غنچه عاشق دلخسته صبح فضل حق نسیم مرشد قوله

فکر بهبود خود اے دل زدگی کن در دعاشق نشود به زمداوای حکیم

مداوا علاج درد عاشق نشود به زمداوای حکیم بمضمون این بیت ؎ لقد لسعت حیة الهوی کبدی ؛ فلا طبیب لها ولا راقی قوله

گوهر معرفت اندوز که با خود ببری | که نصیب دگران هست نصاب زر وسیم

نصاب آنقدر که مال زکوٰة بر و واجب آید قوله

دام سخت است مگر یار شود لطف خدا | ورنه آدم نبرد صرفه ز شیطان رجیم

سخت دشوار صرفه غلبه رجیم رانده آدم نبرد صرفه ز شیطان رجیم آدم فریب شیطان نخورد قوله

بعد صد سال اگر بر سر خاکم گذری | سر برآرد ز گلم رقص کنان عظم رمیم

اگر بر خاکم گذری اگر بر قبر من گذر کنی عظم رمیم استخوان بوسیده قوله

ظاهرا دلبر از ما بصد امید گرفت اول دل | غالبا عهد فراموش نکند خلق کریم

اول ابتداء غالبا البته غزل

کو فرصتے که خدمت پیر مغان کنم | وز سنبل و بنفشه بر او دکان کنم

این حافظ را نسیم وقت است بروی گل بیاش تا بوی گل بیابی از دولت لطف سخن وطبع سلیم

فرصت فراغت وقت پیر مغان مرشد جوان کهنم روز افزون کنم میخانه عالم عشق بگوش گفت با آهستگی گفت دی روزگذشته آن بخیل کنایه از منکر فرار گریز غزل

گرچه ما بندگان بادشهیم | پادشاهان ملک صحبگهیم

گرچه یعنی بظاهر پادشاهان یعنی بباطن قوله

گنج در آستین و کیسه تهی | جام گیتی نما و خاک رهیم

اسرار و حقائق در دل مخفی و بظاهر همچو خاک رهیم متواضعیم قوله

هوشیار حضور و مست غرور | بحر توحید و غرقه گنهیم

غرقه گنهیم گرفتار این وجود مستعاریم وجود کل ذنب لایقاس بذنب قوله

شاهد بخت چون کرشمه کند | ماش آئینه رخ چو مهیم

ماش ما اورا قوله

شاه بیدار بخت را هر شب | مانگهبان افسر و کلهیم

افسر تاج قوله

رنگ تزویر پیش ما نبود | شیر شرزه خیم و افعی تهیم

تزویر دروغ قوله

شاه منصور واقف است که ما | روی همت بهر کجا که نهیم

همت قصد دل و توجه قوله

دشمنان را ز خون کفن سازیم | دوستان را قبای فتح دهیم

ز خون کفن سازیم هلاک کنیم قبای فتح دهیم سرفرازیم قوله

گو غنیمت شمار همت ما | که تو در خواب و ما بدیده گهیم

سخت ن
سخت ن

گو غنیمت خطاب بطالب همت ما توجه ما همة الرجال تقلع الجبال در خواب گرفتار غفلت ما بدیده گهیم در حضوریت قوله

دام حافظ بگو که باز دهند | گردهٔ اعتراف ما گوهیم

دام قرض اعتراف اقرار غزل

گر دست رسد بر سر زلفین تو نازم | چون گوئی چه سرها که بچوگان تو بازم
پروانهٔ راحت بده ای شمع که امشب | از آتش دل پیش تو چون شمع گدازم

پروانه معروف قوله

آنم که بیک خنده دهم جان چو صراحی | مستان تو خواهم که گذارند نمازم

آنم آنوقت بیک خنده بیک تجلی چو صراحی چون منصور قوله

چون نیست نماز من آلوده نمازے | در میکده نسان کم نشود سوز و گدازم

اشکال درین بیت آنست که هر گاه نماز خواجه پاک و قابل قبول آلهی نیست کم نشدن سوز و گداز در میکده چه فائده دارد و جوابش آنست که چون طاعت ظاهری من قابل قبول نے نماید سوز و گداز باطن که در میکده یعنی خانقاه پیر خود دارم نے گذارم بارے آن سوز و گداز جبر نقصان آن طاعت کند همچنین اشکال درین بیت هم راه دارد و حاش لله که نیم معتقد خویش الخ قوله

گر خلوت ما را شبے از رخ بفروزی | چون صبح دمد آفاق جهان سر بفرازم

از رخ بفروزی بنور جمال خود روشن کنی قوله

محمود بود عاقبت کار درین راه | ور سر برود در سر سودائے ایازم

محمود ستوده غزل

گر چه از آتش دل چون خم می در جوشم | مهر بر لب زده خون میخورم و خاموشم

محب در جدائی میگوید که من در وادی محبت کوه صدق و مودتم از جور رقیب و از جفای حبیب شکایت نمیکنم صمت و سکوت شعار و صبر و تحمل حصار منست گر چه از آتش دل الخ قوله

من کے آزاد شوم از غم دل چون هر دم | هندوے زلف بتے حلقه کند در گوشم

هندوے زلف بتے زلف معشوق قوله

حاش لله که نیم معتقد طاعت خویش | اینقدر هست که گه گه قدحے می نوشم

طاعت خویش طاعت ظاهری خویش که گه گه قدحے مینوشم دوائے اشتغال را بجهة تحقیر گاه گاه گفته قوله

هست امیدم که علی رغم عدو روز جزا | فیض عفوش ننهد بار گنه بر دوشم

علی الرغم بر صد روز جزا قیامت قوله

پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت | ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

سه یعنی خانقاه پیر خود دارم نے گذارم بارے آن سوز و گداز جبر نقصان آن طاعت کند همچنین اشکال درین بیت هم راه دارد و حاش لله که نیم معتقد خویش الخ قوله

سالک فنای دنیا و بقای آخرت معلوم نموده که اسباب معیشت و فراغت همه بباد خواهد شد همچنانکه پیشینیان نماند من نیز نمانم عجب حالت ست نمیدانم مرا چه میشود پدرم روضهٔ الخ پدرم آدم قوله

من نخواهم که بنوشم بجز از راوق خم	چکنم گر سخن پیر مغان ننیوشم

راوق خم پالودهٔ خم قوله

گر ازین دست زند مطرب مجلس رهٔ عشق	شعر حافظ ببر و وقت سماع از هوشم

ازین دست ازین نوع زند بیان کند رهٔ عشق باب عشق سماع شنیدن غزل

گر من از سر زنش مدعیان اندیشم	شیوهٔ رندی و مستی نرود از پیشم

مدعیان زاهدان ظاهر بست شیوه طریقه رندی قطع نظر از اعمال نرود از پیشم پیش نتوانم برقوله

شاه شوریده سران خوان من بی سامان را	زانکه در کم خردی از همه عالم بیشم

شوریده سران عاشقان قوله

بر جبین نقش کن از خون دل من خالے	تا بدانند که قربان تو کافر کیشم

کیش طریقه قوله

دامن از شحهٔ خون دل ما در هم چین	که اثر در تو کند گر بخراشی ریشم

رشحه چکیدگی قوله

اعتقادے بنما و بگذر بهر خدا	تا ندانی که درین خرقه چه نادرویشم

یعنے اعتقادے کن و از ما بگذر و خرقه سرما مدر تا از درویشی ما اعتقاد تو فاسد نشود و باعراض و انکار پیش نیائی که آن موجب بلا کی است ۵ با درد کشان هر که درافتاد برافتاد قوله

من اگر رندم و گر شیخ چه کارم باکس	حافظ راز خود و عارف وقت خویشم

حافظ نگاه دارنده غزل

گرچه افتاد زر لفش گرهے در کارم	همچنان چشم کشاد از کرمش میدارم

زلف دنیا و جذبه گره بستگی چشم امید کشاد کشایش قوله

بطرب حمل مکن سرخی رویم که چو جام	خون دل عکس برون میدهد از رخسارم

بطرب حمل مکن محمول بخوشوقتی من قوله

منم آن شاعر ساحر کہ بافسون سخن | از نے کلک ہمہ شہد و شکرے بارم

نے کلک اضافۃ بیانیہ قولہ

پردۂ مطرب ہم از دست برون خواہد برد | آہ اگر زانکہ دران پردہ نباشد بارم

پردۂ مطرب سرود مطرب مراد سخنان عشق کہ مرشد بیان فرماید بار در دخل قولہ

بصد امید نہادیم درین بادیہ پائے | اے دلیل دل گم گشتہ فرو مگذارم

درین بادیہ اشارہ بعشق دلیل راہنما قولہ

چون منش در نگذرد باد نے یارم دید | با کہ گویم کہ بگوید سخنے با یارم

گذر باد در نگذرد باد نے یارم نے توانم قولہ

دیدۂ بخت بافسانۂ او شد در خواب | کو نسیمے ز عنایت کہ کند بیدارم

خواب محو بیدارم صحو۔ غزل

گر ازین منزل غربت بسوئے خانہ روم | نذر کردم کہ ہم از راہ بمیخانہ روم

منزل غربت دنیا خانہ مراد عالم اطلاق میخانہ عشق قولہ

زین سفر گر بسلامت بوطن باز رسم | دگر آنجا کہ روم عاقل و فرزانہ روم

آنجا اشارہ بمنزل غربت عاقل و فرزانہ روم یعنے ہرگز نروم قولہ

تا بگویم کہ چہ کشفم شد ازین سیر سلوک | بر در میکدہ با بربط و پیمانہ روم

کشف ظہور قولہ

بعد ازین دست من و زلف چو زنجیر نگار | تا بکے از پئے کارم دل دیوانہ روم

کام مقصد و مراد قولہ

آشنایان رہ عشق گرم خون بخورند | ناکسم گر بشکایت بر بیگانہ روم

ناکس کمینہ۔ قولہ

خرم آنم کہ چو حافظ بتولائے وزیر | سر خوش از میکدہ با دست بکاشانہ روم

کاشانہ خانہ غزل

گر دست دہد خاک کف پائے نگارم | در لوح بصر نقش نگارے نبگارم

دوش میگفت کہ حافظ ہمہ دولت دریاست
بجز از خاک درت ہاک بگردو آرم

بر لوح بصر خط عبارت بنگارم

دست دہد بدست آید میسر شود ولوح بصر چشم بنگارم نقش کنم قولہ

پروانۂ او گر برسد در طلب جان	چون شمع ہماندم بدمے جان بسپارم

بدمے فی الفور قولہ

دامن مفشان بر من خاکی کہ پس از مرگ	زین در نتواند کہ برد باد غبارم

زین در از در تو قولہ

از بوے کنار تو شدم غرقۂ امید	از موج سرشکم کہ رساند بکنارم

بوے امید کنار کنارہ قولہ

گر قلب دلم را نہند دست عیاری	من نقد روان در دمش از دیدہ ببارم

قلب دل دل و غل عیاری خالصی ای مرتبہ روان رائج نقد روان زر و سیم کنایہ از اشک قولہ

امروز مکش سر ز وفاے من و اندیش	زان شب کہ من از غم بفلک دست برآرم

بدعا بفلک دست برآرم دست بدعا بر آرم قولہ

زلفین سیاہ تو بدلداری عشاق	دارند قرارے و ببرند قرارم

قرار عہد غزل

مزن بر دل ز نوک غمزہ تیرم	کہ پیش چشم بیمارت بمیرم

غمزہ نگاہ خشم چشم بیمار چشم معشوق کہ بیماری صفت ایشان است و آن کم التفاتی و این خاصۂ حوران است کہ ھُنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ قولہ

نصاب حسن در حد کمال است	زکاتم دہ کہ مسکین و فقیرم

نصاب آن قدر مال کہ زکوٰۃ بر او لازم آید زکوٰۃ سہ قسم است زکوٰۃ اغنیا۔ زکوٰۃ فقیران۔ زکوٰۃ معشوقان۔ زکوٰۃ اغنیا بر مذہب فقہا ان از دو صد درم بعد از گذشتن سال پنج درم و بر مذہب فقیران در حال دویست درم باید داد و جان بشکرانہ بر سر آن باید نہاد قاضی ہمدانی در تمہیدات آورد کہ الزکوٰۃ قنطرۃ الاسلام طائفہ کہ مال دارند خود زکوٰۃ بر ایشان واجب آید اما نمیدانم کہ اَلصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ باید دانست کہ ایشان را علم آخرتی باشد لا کنز انفع من العلم ازان کنز علم و رزق کہ ایشان را دہند و من رزقناہ منا رزقا حسنا قرابنیان و محبتیان و مریدان را ازان زکوٰتے

ونصیبے دہند کہ العلم لا یحل منعہ آن بر قدر حوصلہ خلق نثار کنند واین آیۃ کار بندند کہ ومما رزقناھم ینفقون خلق را از معرفت کسب کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف نصیبے دہند مریم صحتیا زا اما عموم خلق را از دعاے ایشان وبرکت ایشان از بلاہا ورنجہا خلاصی بود ودر روز قیامت نیز زکوٰۃ رحمت خدا ایثار کنند ہر یک ہفتاد ہزار محجوب ومستحق عقوبت را از اہل بہشت گرداند وکنز کنت کنزا مخفیا مراد گنج رحمت است کہ کتب ربکم علے نفسہ الرحمۃ وزکوٰۃ معشوقان مشاہدۂ جمال خود از عاشقان باز نہ داشتن ولطف ورحم بر حال مشتاقان نمودن قولہ

مبادا جز حساب مطرب ومے	اگر نقشے کشد کلک دبیرم

نقشے کشد سخنے نویسد کلک قلم قولہ

چنان پر شد فضاے سینہ از دوست	کہ فکر خویش گم شد از ضمیرم

فضاے زمین فراخ وکشادہ ضمیر اندرون دل واندیشہ وانچہ در دل گیرند قولہ

دران غوغا کہ کس کس را نپرسد	من از پیر مغان منت پذیرم

غوغا فریادہاے بسیار کہ از مردمان کثیر بگوش رسد ودران غوغا اشارہ بقیامت پیر مغان مرشد قولہ

قرارے کردہ ام بامے فروشان	کہ روز غم بخمر ساغر نگیرم

ساغر کنایہ از شراب از ذکر ظرف وارادۂ مظروف قولہ

چو طفلان تا کے زین زاہد فریبی	بسیب بوستان وشہد وشیرم

یعنے بسیب بوستان وشہد وشیر مرا چنانکہ زہد زاہدان را ہمچو طفلان تا کے کنی زاہد فریبی وچیزہاے محقر مرا از خود اور بشکنے لے مرا تا کے ہمچو زاہدان طفل از خود بغیر اندازی ومجاز را در پیش نظر جلوہ گر سازی بذکر غیر مرا یاد خود مبر ز ضمیر قولہ

من آن مرغم کہ ہر شام وسحرگاہ	ز بام عرش مے آید صفیرم

صفیر آواز قولہ

من آنم بر گرفتم دل ز حافظ	کہ ساقی گشت یار ناگزیرم

بر گرفتم قطع نمودم غزل

من کہ باشم کہ بران خاطر عاطر گذرم	لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

عاطر خوشبو خاطر عاطر کنایہ از خاطر معشوق قولہ

دلبرا بندہ نوازیت کہ آموخت بگو | کہ من این ظن بر قیسیان تو ہرگز نبرم

بندہ نوازیت بندہ نوازی تر ظن گمان این ظن اشارہ بہ بندہ نوازیت قولہ

ہمتم بدرقۂ راہ کن اے طائر قدس | کہ دراز ست رہ مقصد و من نو سفرم

ہمت توجہ ہمۃ الرجال بقلع یجاب بدرقہ راہبر ہمتم بدرقۂ راہ کن توجہ خود را رہبر راہ کن اے طائر قدس محبوب قولہ

اے نسیم سحری بندگی ما برسان | کہ فراموش مکن وقت دعای سحرم

نسیم سحری مرشد وارد قولہ

خرم آن روز کزین مرحلہ بربندم رخت | در سر کوے تو پرسند رفیقان خبرم

این مرحلہ دنیا بربندم رخت سفر کنم قولہ

راہ خلوتگہ خاصم بنما تا پس ازین | نے خورم با تو و دیگر غم دنیا نخورم

خلوتگہ خاص کنایہ از قرب حقیقی پس ازین من بعد غزل

مرحبا طائر فرخ رخ و فرخندہ پیام | خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام

طائر فرخ قاصد و وارد قولہ

یارب این قافلہ را لطف ازل بدرقہ باد | کہ ازو خصم بدام آمد و معشوق بدام

بدرقہ رہبر ما قولہ

ما جرائے من و معشوق مرا پایان نیست | ہر چہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام

ما جرائے قصہ قولہ

زلف دلدار چو زنار ہمے فرماید | بروائے شیخ کہ شد برتنم این خرقہ حرام

زلف کنایہ از جذبہ است ۵ زلف نام جذبۂ ذات حق است زنار کنایہ از یک رنگی قولہ

مرغ تقوی کہ ہمین زد زسر سدرہ صفیر | عاقبت دانۂ خال تو فگندش بدام

صفیر آواز مرغ تقوے کہ ہمیز زد زسر سدرہ صفیر غلغلہ تقوی من کہ بعالم بالا اشتہار داشت قولہ

چشم خونبار مرا خواب نہ در خور باشد | من کہ مقلۃ دمع فہو کیف ینام

حافظا شاید اگر روے طلب گوہر وصل | دیدہ دریا کنی از اشک و رخ خارا خرم

مرغ تقوی ۱۲ زردہ

یعنے کسیکہ مرا دراست مقلۂ اشک یعنی اشک بمنزلہ پیغولہ چشم بودہ باشد یعنی مانند پیغولہ چشم از چشم او جدا نگردد پس چگونہ خواب کند کہ میان خواب و اشک تضاد است و در بعضے نسخہ چنین است من لہ یقبل داء عجبا کیف ینام یعنے کسیکہ از بہر او اقبال کند و پیش آید در وعجب دارم چگونہ خواب کند و میتواند کہ یقبل ماخوذ از قبل بمعنے کشتن باشد یعنی کسیکہ قتل کند و بکشد او را در وچگونہ خواب کند قولہ

تو ترحم نکنی بر من بیدل دانم	ذاک دعواک و ہا انت و تلک الایام

یعنی این دعوی تست ہشیار باش تو ہستی و آن روزہا دان روزہا من برای تو بیدل شدہ ام و مسکنت گزیدم و تو رحم نکردی پس دعوی این حال دعوے تست یعنی بر تست و سورۂ آل عمران واقع شدہ کہ تلک الایام نداولہا بین الناس یعنے این از کارہا کہ مدار زندگانی بر آنست میگردانیم اینہا میان مردمان روزی بدولت و عشرت بگذارد و روزی بنکبت و عسرت قولہ

گل ز حد برد تنعم ز کرم رخ بنمائے	سرو مینازد و خوش نیست خدا را بجرام

گل و سرو کنایہ از محبوبان مجازی قولہ

حافظ ار میل بابروے تو دارد شاید	جائے در گوشۂ محراب کنند اہل حرام

کلام قدیم

میل محبت حرام حرمت داشتہ شدہ اہل حرام بزرگان غزل

مرا مے بینی و ہر دم زیادت میکنی دردم	ترا مے بینم و ہر ساعت زیادت میشود دردم
بسا مانم نمی پرسی نمیدانم چہ سر داری	بدرمانم نمیکوشی نمیدانی مگر دردم

چہ سر داری چہ خیال داری قولہ

نہ راہست اینکہ بگذاری مرا جانا و بگریزی	گذارے آرد و بازم پرسی تا خاک رہت گردم

نہ راہست اینکہ این طریق و روش نیست قولہ

ندارم دست تا دامن بگیرم در خاک اوفتم ہم	چو بر خاکم گذار آری بگیرد دامنت گردم

ندارم دست از دامن ترک تو نکنم قولہ

فرو رفت از غم عشقت دمادم میدہی تا کے	دمار از من بر آوردی نمی گوئی بر آورد دم

دم میدہی فریب میدہی دمار ہلاکی غزل

من دوستدار روے خوش و موی دلکشم	مدہوش چشم مست و می صاف بیغشم

فرمودن سیاوش با جاماسپ بزرگ و خصم جان سیاوش بود چون بزرگی بیند از خصم رہائی نیابد

غش آب تیره قوله

در عاشقی گزیر نباشد ز سوز و ساز	استاده ام چو شمع مترسان ز آتشم

گزیر چاره قوله

من آدم بهشتیم اما درین سفر	حالے اسیر عشق جوانان مهوشم

من آدم بهشتیم یعنے من آدم که مکان من بهشت بوده درین سفر کنایه از دنیا جوانان مهوش کنایه از معشوقان - قوله

بخت ار مدد کند که کشم رخت این دیار	گیسوی حور گرد فشاند ز مفرشم

کشم رخت زین دیار اے بیرم مفرش بستر قوله

از بسکه چشم مست درین شهر دیده ام	حقا که مے نمیخورم اکنون و سرخوشم

چشم مست چشم معشوق کنایه از چشم مرشدان و عارفان درین شهر کنایه از شیراز حقا سوگند بحق سرخوش مست - قوله

شهریست پر ز شیفته و خوبان ز شش جهت	چیزیم نیست ورنه خریدار هر ششم

هر شش هر شش جهت قوله

گفتی ز سر عهد ازل نکته بگوے	آنگه بگویمت که دو پیمانه در کشم

اشکال آنست که درمیان گفتن نکته از سر عهد ازل و دو پیمانه کشیدن مناسبت نیست تا ثانی را شرط اول سازد جوابش آنکه چون افشای راز ممنوعست لاجرم میگوید که این نکته وقتے بگویم که هر دو جهان را فراموش کنم نه از عذاب این جهان ترسم و نه از عذاب آنجهان اندیشه نمایم و این از من ممکن نیست قوله

حسن عروس طبع مرا جلوه آرزوست	آئینه ندارم ازان آه مے کشم

آئینه دل مصفا و صاحبدل یعنے هیچ صاحبدلے و همدردی ندارم که عروس طبع خود را بر و جلوه نمایم قوله

حافظ ز تاب فطرت بیحاصلی مسوز	ساقی کجاست تا ز ندآبے بر آتشم

تاب پیچش فطرت بکسر آفرینش و آغاز کارها و نیز زیرکی که متعلق بروح است غزل

تا پیش خاکپاے تو صد رو نهاده ایم	روے ورياے خلق بیکسو نهاده ایم
طاق و رواق مدرسه و قیل و قال فضل	زینها بخاک کوے تو بار و نهاده ایم

طاق نوعے از جامہا و جامہ یکتا و طیلسان رواق بکسر پیشگاہ خانہ مدرسہ جاے درس قیل و قال گفتگو بحث قولہ

	نہادہ ایم بار جہان بر دل ضعیف	وین کار و بار بستہ بیکسو نہادہ ایم	

بار جہان غم عشق کار و بار تعلقات دنیوی قولہ

	ما ملک عافیت نہ بلشکر خریدہ ایم	ما تخت سلطنت نہ ببازو نہادہ ایم	

نہ بلشکر خریدہ ایم بل دادۂ خدا است قولہ

	در گوشۂ امید چو نظارگان ماہ	چشم طلب بر آن خم ابرو نہادہ ایم	

نظارگان بینندگان۔ قولہ

	ہشیار و عاقلیم کہ بر دست و پا بدل	زنجیر و بند زان خم گیسو نہادہ ایم	

گیسو موے بافتہ قولہ

	بوی زلف تو سرو دا ے از ملال	ہمچون بنفشہ بر سر زانو نہادہ ایم	

سودا ے دیوانہ بوے امید و محبت و طمع و خوے ملال ستوہ آمدن۔ بنفشہ گلے است و نیز گیاہے است کہ در آب روید و سبز و کبود بود و اندکے بسیاہی زند بر کوع و سجود ش نسبت میکنند خم گیسوئے جذبۂ عشق قولہ

	ناموس چند سالۂ اجداد نیکنام	در راہ جام و ساقی مسرو نہادہ ایم	

ناموس بانگ و آوازہ قولہ

	ہم جان بدان دو نرگس جادو سپردہ ایم	ہم دل بسان دو سنبل ہندو نہادہ ایم	

دو سنبل ہندو زلف غزل

	من نہ آن رندم کہ ترک شاہد و ساغر کنم	محتسب داند کہ من این کارہا کمتر کنم	

محتسب مرشد قولہ

	چون صبا مجموعۂ گل را بآب لطف شست	کج دلم خوان گر نظر بر صفحۂ دفتر کنم	

مجموعۂ گل اضافۂ تبیانیہ مراد دل بآب لطف شست از تیر گیہا مصفا ساخت صفحہ یکروی و یکسوی کردن و یکروی ورق قولہ

صفحہ شکر حافظ دل سرگشتہ ات کجاست بنور طلعتہاے آن خم گیسو نہادہ ایم

منکه دارم در گدائی گنج سلطانی بدست | کے طمع در گردش گردون دون پرور کنم

در گدائی در عشق مجازی گنج سلطانی مشاہدہ محبوب حقیقی قولہ

لالہ ساغر گیر و نرگس مست بر بامان فتق | داوری دارم بسے یارب کرا داور کنم

لالہ کنایہ از عاشق نرگس عاشق داوری خصومت و گفتگو قولہ

باز کش یکدم عنان اے ترک شہر آشوب من | تا ز اشک و چہر راہت بر زر و گوہر کنم

عنان آن دوال کہ سوار بدست گیرد آشوب شور و غوغا قولہ

منکہ امروزم بہشت نقد حاصل میشود | وعدۂ فردائے زاہد را چرا باور کنم

بنقد فی الحال فردا قیامت باور اعتبار قولہ

عشق دردانہ ست و من غواص دریا میکدہ | سر فرو برم در آنجا تا کجا سر بر کنم

دردانہ بمنزلہ دانۂ در غواص غوطہ خور سر فرو بردم غوطہ خوردم در آنجا در میکدہ قولہ

عاشقانرا گر در آتش مے پسندد لطف دوست | تنگ چشمم گر نظر بر چشمۂ کوثر کنم

تنگ چشم بخیل و حریص و معشوق بدین کہ ہیچکس را در چشم نمے آرد و بچشمے تنگ در و این صفت حور است کہ ہمن قاصرات الطرف چشمۂ کوثر حوضے ست کہ حق تعالے بمحمد عطا کردہ کقولہ انا اعطیناک الکوثر بیدل نام درختے کہ ثمر ندارد خاکپاے پادشاہ از دست او بر سر کنم یعنے از دست عجز پیش پادشاہ فریاد کنم قولہ

گوشۂ محراب ابروی تو میخواہم زبخت | تا در آنجا ہمچو مجنون درس عشق ازبر کنم

از بر یاد اگر خود ہفت سبع از بر بخوانی غزل

ما بر آریم شبے دست دعاے بکنیم | غم ہجران ترا چارہ زجاے بکنیم
آنکہ بیجرم بر نجید و بہ تیغم زد و رفت | باز کش آرید خدارا کہ صفاے بکنیم

جرم بضم گناہ۔ قولہ

در رہ نفس کز و سینۂ ما تنگدہ شد | تیر آہے بکشائیم و غزاے بکنیم

غزا جنگ با کفار قولہ

مدد از خاطر رندان طلب ایدل ورنہ | کار صعبیست مبادا کہ خطاے بکنیم

صعب سخت قولہ

خشک شد بیخ طرب اہ خرابات کجاست	تا دران آب و ہوا نشو و نمائے بکنیم

نشو و نما افزایش ظہور قولہ

سایۂ طائر کم حوصلہ کارے نکند	طلب سایۂ سیمون ہمائے بکنیم

سایہ توجہ طائر کم حوصلہ زاہدان و مقلدان سیمرغ نام جانوریست معروف کہ مقامش بکوہ قافست
ع زعزلت شاہ مرغان گشت سیمرغ ہمیکے مرغست خوانندش بسیمرغ ۞ و مراد او سیمرغ عارف
کامل و عاشق واصل ہمائے نام جانور کہ بر ہر کہ سایہ اش افتد پادشاہ شود قولہ

دلم از پردہ بشد حافظ خوش لہجہ کجاست	تا بقول و غزلش ساز و نوائے بکنیم

لہجہ آواز نوا سرود غزل

ما نگوئیم بد و میل بناحق نکنیم	جامۂ کس سیہ و دلق خود ازرق بکنیم

دلق جبہ ازرق کبود قولہ

رقم مغلطہ بر دفتر دانش نکشیم	سر حق با ورق شعبدہ ملحق نکنیم

شعبدہ بازی ملحق پیوستہ قولہ

آسمان کشتی ارباب ہنر می شکند	تکیہ آن بہ کہ برین بحر معلق نکنیم

آسمان فلک کہ مانند آس در گردش است ارباب ہنر عاشقان بحر معلق آسمان قولہ

شاہ گر جرعۂ رندان بجرمت نوشد	التفاتے بمے صاف مروق نکنیم

شاہ مرشد نہ بجرمت نوشد دیگران را محروم دارد مروق خالص قولہ

حافظ از خصم خطا گفت نگیریم برو	ور بحق گفت جدل با سخن حق نکنیم

نگیریم برو مواخذہ او نے کنیم غزل

من ترک شاہد و مے و ساغر نمیکنم	صد بار توبہ کردم و دیگر نمے کنم

یکرنگی و یک جہتی خود را بیان میکند کہ اے زاہدان کوے صلاح من ترک شاہد لالہ رو من کہ افتادہ
کوے محبتم۔ قولہ

باغ بہشت و سایۂ طوبے و قصر حور	با خاک کوے دوست برابر نمیکنم

بریں اختصار کردہ حاجت تطویل نیست قولہ

حدیث

تلقین و درس اہل نظر یک اشارتست — کردم اشارتے و مکرر نمے کنم
پیر مغان حکایت معقول میکند — معذورم ار محال تو باور نمیکنم

پیر مغان مراد مرشد کہ نصیحت او حیات من ست قولہ

زاہد بطعنہ گفت برو ترک عشق کن — محتاج جنگ نیست برادر نمیکنم

محتاج جنگ نیست جنگ در کار نیست برادر نمیکنم اے برادر ترک عشق نمیکنم قولہ

ہرگز نمے شود ز سر خود خبر مرا — تا در میان میکدہ سر بر نمیکنم

از مے محبت آنچنان مستم کہ از عالم خبر ندارم قولہ

شیخم بہ طنز گفت کہ مست است می مخور — گفتم مگو کہ گوش بہ ہر خر نمیکنم

طنز خندہ و مسخرگی قولہ

این تقویم بس است کہ چون ما ہلان شہر — نا روکرشمہ بر سر منبر نمیکنم

این تقویم بسست الخ یعنے در عالم رندی مے کوشم و ہمچون نا اہلان شہید و ترہات نمی فروشم قولہ

حافظ جناب پیر مغان با من وفاست — من ترک خاکبوسی این در نمیکنم

پیر مغان مرشد اینجا اشارہ بآستانہ مرشد۔ غزل

مرا عہدیست با جانان کہ تا جان در بدن دارم — ہوادارانِ کویش را چو جانِ خویشتن دارم

از استحکام قول خود کہ با محبوب بود خبر میدہد کہ من غریق بحر ہجران تا زندہ ام او را و محبان او را بل سگان کوے او را دوست دارم قولہ

صفائے خلعتِ خاطر ازان شمع چگل جویم — فروغ چشم و نور دل ازان نامِ ختن دارم

چگل بکسر تین شہریست از زمین ترکستان منسوب بخوبرویان و ختن نام ولایتیست مشکخیز منسوب بمشکمویان۔ حاصل این بیت آنست کہ آنچہ تمنائے دل حزین است ازان خورشیدان فرو میطلبم و بغیر از دو ہیچ آفریدہ التجا نمیکنم قولہ

الا اے پیر فرزانہ مکن عیبم بمیخانہ — کہ من در ترک پیمانہ دل پیمان شکن دارم

فرزانہ دانا حاصل آنست کہ من کہ از مے محبت مستم خود را بکمند ارادت بستہ ام از ننگ و ناموس

رسته ام ترک میخواری از ما صوبت نه بند دقوله

شراب خوشگوارم هست یار خوش نگارم هست | ندارد میچکس یارے چنین یارے که من دارم

خوشگوار هاضم وشیرین حاصل آنست از جان و دل شکر بار تعالی میگویم که آن یار بے آرام ما آنچنان رام است که بغیر از مرحمت کارے ندارم و اسباب عیش و نشاط همه مهیا است میگویم ایدوستان یکدل شراب خوشگوارم

قوله بکام آرزوی دل چو دارم خلوتی حاصل | چه فکر از خبث بدگویان میان انجمن دارم

بدگویان مراد زاهدان و رقیبان خبث مراد حسد قوله

مرا در خانه سروے هست کاندر سایه قدش | فراغ از سرو بستانی و شمشاد چمن دارم

من مسکین دل بآن زهره جبین سپرده ام از تماشای لاله نسرین چشم بسته ام میان محبان کوی لوت مباهات میکنم و میگویم مرا در خانه گوید روزے رابعه در فصل بهار در خانه رفت و بیرون نیامد خادمه گفت یا سیدتی بیرون آئی تا آثار صنایع بینی رابعه گفت تو درون در آئی تا صانع را ببینی شغلنی مشاهدة الصانع عن مطالعة الصنع قوله

خدارا ای رقیب امشب زمانی دیده بر هم نه | که من با لعل خاموش نهانی یک سخن دارم

خدارا بواسطه بر هم نه بر بندید یعنے هر صباح در بوستان وصل آنماه از سر سوز و درد مانند بلبل فغان و فغانم و مے گویم خدارا ای رقیب الخ - قوله

گرم صد لشکر خوبان بقصد دل کمین سازد | بحمد الله و المنة بت لشکر شکن دارم

هر غمے که بجان این ناتوان متوجه ازان دلبر استمداد همت میکنم و میگویم گرم صد لشکر الخ بحمد الله لشکر مرخدائے را - غزل

ما حاصل خود بر در میخانه نهادیم | محصول دعا در ره جانانه نهادیم
این کشتی سرگشته بگرداب افتاد | جان در سر این گوهر یکدانه نهادیم

کشتی سرگشته وجود پریشان گرداب عشق سر خیال گوهر یکدانه محبوب قوله

در خرمن صد عاقل و زاهد زند آتش | این داغ که ما بر دل دیوانه نهادیم

خرمن بکسر تودهٔ غله مالیده وغیر آن باکاه قوله

سلطان ازل گنج غم عشق بما داد | تا روے درین منزل ویرانه نهادیم

بندی شهره شدیم ما طایفه بین الوری ما
چه غم دارم چو هست در ما الدین الدین حسن دارم

سلطان ازل حق تعالے قولہ

المنۃ للہ کہ چو ما بیدل و دین شد	آنرا کہ خرد پرور و فرزانہ نہادیم

اشکال این بیت آنست در محلے کہ عاقلے دین بگذارد و بیدین شود شکر گفتن نامناسب جوابش آنکہ خواجہ در جاے دیگر فرمودہ ؎ گرد دیوانگان عشق مگرد ٭ کہ بعقل عقیلہ مشہورے ٭ خواجہ با عاقل گفتہ کہ عقل داری و ما دیوانگان عشقیم صحبت ما تو راست نمی آید و چون دید کہ آن شخص ہمرنگ خواجہ شد و دل مشتغل بفکر آب و گل گذاشت و دین ریاے ہا کرد و بعشق حقیقی اشتغال نمود شکر گفت قولہ

قانع بخیالے ز تو بودیم چو حافظ	یارب چو گدا ہمت بیگانہ نہادیم

خیال کنایت از نحو تجلیات یعنے دون ہمتی کردیم کہ بخیالے از تو خورسند شدم کہ تقاضاے ہمت نبود بتجلیات راضی شدن غزل

ما بیخیان و مست و دل از دست دادہ ایم	ہمراز عشق و ہم نفس جام بادہ ایم

دل از دست دادہ ایم بقرار و آشفتہ ایم قولہ

بر ما بسے کمان ملامت کشیدہ اند	تا کار خود بر ابروے جانان نہادہ ایم

ازان روزے کہ شیفتہ ابروی جانان شدہ ایم قولہ

اے گل تو دوش جام صبوحی کشیدۂ	ما آن شقایقیم کہ با داغ زادہ ایم

گل کنایہ از عاشق داغ صبوحی کشیدۂ داغ شراب عشق بوقت صبح نوشیدۂ شقایق لالہ مراد عاشق کہ با داغ زادہ ایم عشق ازلی داریم قولہ

چون لالہ ام مبین و قدح درمیان کار	این داغ بین کہ بر دل خونین نہادہ ایم

لالہ وار بقدح نوشی ظاہری من نگاہ مکن قولہ

کار از تو میرود مددے اے دلیل راہ	انصاف میدہیم کہ از رہ فتادہ ایم

کار از تو میرود یعنے کار بوقوف بتوجہ تست دلیل راہبر انصاف میدہیم از روے انصاف میگوئیم از راہ افتادہ ایم از راہ دور افتادہ ایم و از ہمراہان باز پس ماندہ سادہ طمع مراد مشاہدۂ حسن صورت ارچہ معتقد روے سادہ ایم اگرچہ بظاہر شاہد پرستیم ۔

قولہ

لہ این غزل در نسخ موجودہ نیست ۱۲

گفتی که حافظا نبهمه رنگ و خیال چیست | نقش غلط مبین که همان لوح ساده ایم

رنگ و خیال کنایه از رنگهای ساده بی نقش و بی ریش ای حافظا اینهمه رنگهای خیالات که از مخیله تو بظهور می آید و تراحال بحال میماند چیست در جواب میگوید که دل من لوحی است ساده آئینه دار از نقوش آزاد هر چه نمائی همان نقش برآرد چنانچه بالا رفت در پس آئینه طوطی صفتم الخ

غزل

ما زیاران چشم یاری داشتیم | خود غلط بود انچه ما پنداشتیم

چشم امید قوله

تا درخت دوستی کے بر دهد | حالیا رفتیم تخمی کاشتیم

تا برای آنکه و باید دید تا حالیا الحال درین بیت بمعنی مصراع آخر اول است و مصراع اول آخر قوله

گلبن جنت نه خود شد دلفریب | مادم همت بر و بگماشتیم

گلبن درخت گل همت قصد دل حسن معشوق بواسطه ظهور اوست اگر ظهور نمی شد دلفریبی نمی ظهور نمی یافت ما در مرتبه اعیان بزبان استعداد تقاضا کردیم واجب الوجود کردیم تا از خزائن جود وجود بر ممکنات منبسط گردانید دلفریبی ظاهر شد - مادم اشارت برین دارد وجه دیگر هر چند عشق غالب تر معشوق و طلب بیش می شود و دلفریبی بظهور می آید انکار بی یکدگر نیست یعنی ظهور نور عین بمقتضای عین ثابته است قوله

مادم

نکته ها رفت و شکایت کس ندید | جانب حرمت فرو نگذاشتیم

فرو نگذاشتیم نگهداشتیم قوله

گفتگو آئین درویشی نبود | ورنه با تو ما جراها داشتیم

ما جراها گفتگوها قوله

گفت خود دادی بما دل حافظا | ما محصل بر کسے نگماشتیم

محصل تحصیلدار غزل

ما بدین در نه پے حشمت و جاه آمده ایم | از پے حادثه اینجا به پناه آمده ایم

شے واسطه بدست قوله

رهرو منزل عشقیم و ز سر حد ادب | تا با قلیم وجود اینهمه راه آمده ایم

رہرو سالک قولہ

سبزۂ خط تو دیدیم و ز بستانِ بہشت | بطلبگاریِ این مہر گیاہ آمدہ ایم

سبزۂ خط کنایہ از صفات بہشت ہستی اینمہر گیاہ اشارہ بسبزۂ خط و مہر گیاہ نام گیاہے ست کہ خاصیت او آنست بر ہر کہ باشد میان خلق محبوب و موقر و معظم باشد قولہ

اینچنین گنج کہ شد خازنِ او روح امین | بگدائی بدرِ خانۂ شاہ آمدہ ایم

روح امین جبرئیل قولہ

لنگر حلم تو اے کشتی توفیق کجاست | کہ درین بحر کرم غرق گناہ آمدہ ایم

لنگر کاف فارسی سنگ کشتی و معروف حلم بردباری غزل

مژدۂ وصل تو کو کز سرِ جان برخیزم | طائرِ قدسم و از دامِ جہان برخیزم

از سرِ جان برخیزم فدا کنم از دامِ جہان برخیزم تارکِ جہان باشم قولہ

بولاے تو کہ گر بندۂ خویشم خوانی | از سرِ خواجگی کون و مکان برخیزم

بولاے تو سوگند بدستی تو کون و مکان دنیا قولہ

یارب از ابرِ ہدایت برسان بارانے | پیشتر زانکہ چو گردی ز میان برخیزم

ابر ہدایت لطف و کرم بارانے فیض قولہ

گرچہ پیرم تو شبے دست درآغوشم کن | تا سحرگہ ز کنارِ تو جوان برخیزم

دست درآغوشم کن اے در بر گیر قولہ

بر سرِ تربتِ من چنگ و مغنی بنشین | تا ببویت ز لحد دست فشان برخیزم

دست فشان رقص کنان غزل

مہل کہ در غمِ ہجر تو از جان برویم | بیا کہ عیشِ تو از خویش ہمی زمان برویم

مہل مگذار زمان ساعت۔ قولہ

مگو کہ حافظ ازین در برو برای خدا | کہ ہر چہ رائے تو باشد جز این بمان برویم

رائے فکر و عقل غزل

نماز شام غریبان چو گریہ آغازم | بمویہاے غریبانہ قصہ پردازم

اہل دیار بہر کار در روز مشغول میباشد وچون روز باتمام میرسد و تاریکی شام پیدا میشود ناچار تنگدل شده در زاویه غریبی گوشهٔ نامرادی می نشیند او را بجز از شام رفیقے وہمکلامے نیست بنابران شاعران شام را بغریبان نسبت نموده فرمود مو بیا گر ہا غریبانه مانند غریبان قوله

بیا دیار و دیار آنچنان بگریم زار | که از جهان رہ و رسم سفر بر اندازم

عالم را پر آب گردانم تا ہیچکس اختیار سفر نکند قوله

من از دیار حبیبم نه از بلا در قیب | مهینا بر فیقان خود رسان بازم

مهینا یا بار یتعالے قوله

خدایرا مدد ے ای دلیل راه که من | بکوے میکده دیگر علم بر افرازم

بر افرازم بلند کنم قوله

خرد ز پیری من کے حساب بر گیرد | که باز با صنمے طفل عشق کے بازم

کے حساب بر گیرد روا دارد و منظور کند۔ قوله

بجز صبا و شمالم نمے شناسد کس | عزیز من که بجز باد نیست دمسازم

دمساز ہمدم و محب قوله

سر شکم آمد و عیبم بگفت روی بر روے | شکایت از که کنم خانگی ست غمازم

بگفت روی بروی اے ظاہر و آشکار ساخت خانگیست غمازم ساکن خانه نست قوله

ز چنگ زہره شنیدم که صبحدم میگفت | مرید حافظ خوش لہجه خوش آوازم

زہره نام ستاره مطربهٔ فلک لہجه آواز غزل

ہر چند پیر خسته دل و ناتوان شدم | ہر گه که یاد روی تو کردم جوان شدم

خسته مجروح قوله

شکر خدا که ہر چه طلب کردم از خدا | بر منتهای مطلب خود کامران شدم

کامران صاحب مقصد قوله

در شاہراه دولت سرمد بتخت بخت | با جام مے بکام دل دوستان شدم

شاہراه راه فراخ سرمد ہمیشه قوله

ای گلبن جوان بدولت بخور که من | در سایهٔ تو بلبل باغ جنان شدم

بلبل باغ جنان شدم خوشگوئی حاصل کردم قوله

من پیر سال و ماه نیم یار بیوفاست | از من چو عمر میگذرد پیرازان شدم

یعنی من بسبب مرور سال و ماه ضعیف نشده ام بلکه این ضعف من بسبب بیوفائی آن یار گلعذار است و آن نگار شیرین کار بمنزلهٔ عمر من است هرگاه که او از من گریزان است پیری بمن داده تحت زیر فوق زبر قوله زان روز بر دلم درِ معنی گشاده شد باب الفیوض و الفتوح ازان روز بر من مفتوح شد کز ساکنان درگهِ پیر مغان شدم که التجا بجناب مرشد آورده ام قوله

دوشم نوید داد بشارت که حافظا | باز آ که من بعفو گناهت ضمان شدم

نوید مژده از وعد الله حق و قال الله لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا غزل

همان که قصهٔ آن شوخ بیوفا گویم | که باز چون نرسد باز ابتدا گویم

آن شوخ بیوفا کنایه از معشوق خداے را بواسطهٔ خدا رفیق مصلحتے رفیقے که شریک مصلحت باشد چو کار من نکشاید چون حصول کار من نشود۔

ردیف النون

غزل

افسر سلطان گل پیدا شد از تخت چمن | مقدمش یارب مبارک باد بر سرو و سمن

افسر تاج سلطان گل مشاهدات تجلیات چمن دل مقدم پیش آمدن سرو و سمن عاشقان و سالکان قوله

تا ابد معمور باد اینخانه کز خاک درش | هر نفس با بوی رحمت می وزد باد یمن

معمور آباد ان اینخانه دنیا خاکدر انسان کامل باد یمن مراد حقایق و معارف درین بیت تلمیح است بحدیث که اشاره بحضرت اویس است قال ع انی لاجد نفس الرحمن من جانب الیمن معنے این بیت آنست که تا ابد اینخانهٔ دنیا معمور باد که از اهل الله که بخلقت از خاکند هر دم سخنان معارف و حقایق شنوده می شود که باد از حق میدهد سوال این بیت ستایش دنیا است و ستودن دنیا از اهل الله بس نازیبا که الدنیا جیفة و طالبها کلاب جواب آنست که همین دنیا که حقیقتش مسطور شد در حق

این غزل را در نسخهٔ موجودهٔ ما ۱۳۰

نسخهٔ من مورخهٔ ۹۳۰

کسانیکه حقیقتش شناخته وبآن نپرداخته الدنیا مزرعة الآخرة است ومتاعے بس فاخر اہل اللہ را ہمین دنیا مؤدا لطاف الٰہی ومظہر مشاہدات نامتناہی واہل دنیا بالعکس آن چون دریاے نیل کہ بقبطیان خون بود وسبطیان آب خواجہ انصار گوید دنیا خاکدانیست کہ عاقلان در وکشت کنند نہ میدانیست کہ جاہلان در وگشت کنند قولہ

خاتم جم را بشارت دہ بحسن خاتمہ	کاسم اعظم کرد ازو کوتاہ دست اہرمن

خاتم جم کنایہ از دل اسم اعظم مرشد کامل اہرمن نفس وشیطان قولہ

شوکت پورشنگ وتیغ عالمگیر او	در ہمہ شہنا ہا شد داستان انجمن

پورشنگ افراسیاب کہ پسر پشنگ بود ونام پسر مبارز ے کہ نام پسر اورویین بود معنی این بیت در شرح بیت ۵ شاہ ترکان سخن مدعیان مے شنود ۔ بالا مذکور شد ومیتواند بود کہ مراد آن بود کہ شوکت بعضے اولیا وتیغ عالمگیر ایشان کہ آن تیغ را بر نفس زدہ عالم دل مسخر کردہ اند در جمیع کتب سیر اولیا کہ بمنزلۂ شہنا ہاے پادشاہان است داستانے کہ بذکر آن آرایش انجمن سخن دادہ اند قولہ

خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین	شہسوار ے خوش بمیدان آمدہ گوئی بزن

خنگ اسپ چوگانی اسپے کہ در گوے وچوگان باختن موافق مزاج بود چرخ فلک خنگ چوگانی اضافۂ بیانیہ خنگ چوگانی چرخت رام شد در زیر زین یعنے گردش آسمانی بر مراد تو گردیدہ وترا بتو آوردہ شہسوار عاشق والف ندائیہ محذوف میدان میدان سلوک وعشق گوے بزن ط میدان عشق نما قولہ

جویبار ملک را آب از سر شمشیر تست	تو درخت عدل بنشان بیخ بد خواہان بکن

جویبار جوے بزرگ باکثرت جویہا خورد باشد جویبار ملک کنایہ از وجود ونیز سلوک آب تری وتازگی شمشیر مراد ریاضت وجود بموجب اقتلوا انفسکم بسیوف الجاہدات پس درخت عدل بنشان یعنے خصائل نامرضیہ را بر صفات مرضیہ غلبہ مدہ بدخواہان نفس وشیطان قولہ

بعد ازین نشگفت اگر بانگہت خلق خوشت	خیزد از صحراے ارجنگ نافۂ مشک ختن

بعد ازین نشگفت اگر کنایتے حاصل شد نگہت بوے خلق خوش زہد وصلاح ارجنگ نام مسکن فریدون والی ایران زمین چون فریدون ولایت را میان پسران قسمت کردہ یاے مغرب تابع

ومضافات آن بتور پسر بزرگ داد وزمین ترک وچین ومضافات آن در اقطاع سلم آورده میانه جهان وسرزمین مکین را اهواز وطبرستان ومشیر حدود شام بایرج داد چون تور وسلم در اقطاعهای خویش قوی شدند بکینه آنکه فریدون ایشان را باطراف مملکت ولایت داد وتختگاه برآپسر خورد که ایرج است داده باپدر باغی شده وخروج کرده ایرج سلامت قلب داشت بران بدبختان رفته وگفته درست ولایت مرا خطائی نیست غلطی فریدون ست اکنون بر شما آمده ام هرجا که بدارید بمانم دوسه روزان زنیهارخواران مهمانی کرده آخر الامر در حالت شراب سر بریده بر پدر خویش فرستاد فریدون جزع وفزع بسیار کرده ایرج پسر نداشت فریدون منوچهر پسر دختر ایرج را پرورده چون بزرگ شده شایستگی تاج وتخت داشت تاج وتخت ایران بدو داده بانتقام ایرج پسر داد منوچهر سلم وتور را در جنگ کشته وسر ایشان برجد فرستاده بنیاد مخالفت ایران وتوران همین است ونیز نام پادشاه که یکی از سران لشکر کیخسرو شاه بن سیاوش بود صحرای ایرج بیابان سلوک وعشق مشک ختن معرفت قوله

گوشه گیران انتظار جلوه خوش میکشند	برشکن طرف کلاه وبرقع از رخ برفکن

گوشه گیران زاهدان غزلت نشین برشکن طرف کلاه بساز وآراستگی تمام برقع از رخ برفکن جمال خود بنما قوله

اے صبا برساقی بزم اتابک عرضه دار	تا ازان جام زرافشان جرعه بخشد بر من

اتابک ادب آموز کودکان پادشاهان شیراز را اتابک بسبب آن گویند که سعد زنگی اتابک سلطان سنجر بود شبے در حالت مستی سعد زنگی وسه نفر دیگر را بادشاهی داده بود بعد وفات سلطان ایشان اتابکی بر خویش مستقیم داشته وبرادر سنجر را بادشاه مے گفتند قوله

مشورت با عقل کردم گفت حافظ می بنوش	ساقیا می ده بقول مستشار موتمن

مشورت با یکدیگر اندیشیدن مستشار کسے که او را بمشورت در پذیرند موتمن کسے را که امینش گیرند یعنے در عشق ورزی مشورت با عقل کردم وتوبه خویش را باو آوردم گفت اے حافظ باده نوش پس اے مرشد در بیان حقائق ومعارف میکوش که من بدستوری مستشار موتمن از تو طلب اینمعنی میکنم که عقل خورده بینم چنین حکم کرد سوال عقل وعشق هر دو متضاد است اینچنین مشورت از عقل نخیزد جواب عقل ناقص بسبب عدم وقوف او بر خوبیهای عشق ومحض نظر گماشتن بر خرابی او که در بدایت بود منکر عشق میشود

اما عقل کامل ہر چند در بدایت خرابی می بیند اما بسبب ثیز بینی مے داند کہ درین خرابی سر بیت و درین رنج گنج این اشارت بدانست رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر غزل

اے نور چشم من سخنے ہست گوش کن	چون ساغرت پرست بنوشان و نوش کن

سالک طریق یقین نصیحتے میکند چون خرمن حسن و جمالت در اوج کمال است خوشہ چینان دانہ خال را محروم مکن و لب تشنگان بادیہ طلب را بشیرینی از زلال وصال خود سیراب ساز و این سخن نصیحت و پند پیر را باخلاص تمام بشنو کہ طریقہ وصال جانان بغیر ازین نیست قولہ

پیران سخن بتجربہ گفتند گفتمت	ہان اے پسر کہ پیر شوی پند گوش کن

بتجربہ آزمودہ ہان ہشیار شو قولہ

بر مہوشمند سلسلہ نہاد دست عشق	خواہی کہ زلف یار کشی ترک ہوش کن

حاصل این بیت آنست کہ حصول عشق مرذوی العقول اولے الالباب را نوعے از محالات ست تا آنکہ ترک این عقل معاش کہ دامنگیر وقت سالکست ننماید وصول بمقام عشق معلوم قولہ

تسبیح و خرقہ لذت مستی نبخشدت	ہمت درین عمل طلب از می فروش کن

تسبیح و خرقہ زہد و پارسائی کہ لازمہ ہستی است ہمت توجہ درین عمل طلب عشق میفروش عاشق و مرشد قولہ

با دوستان مضایقہ با عمر و مال نیست	صد جان فدای یار نصیحت نیوش کن

مضایقہ تنگ گرفتن مراد باز داشتن نیوش شنوندہ حاصل این بیت آنست در راہ دوست بدنیا و ما فیہا نظر نباید کرد و ہمہ باید باخت زیرا کہ جان و دل و سر و تن و زر و مال ہمہ طفیل سگان اوست قولہ

در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسے ست	ہشدار و گوش دل بہ پیام سروش کن

اہرمن دیو سروش جبرئیل و ہر فرشتہ۔ حاصل آنست طریق عشق و محبت بغایت خطیر و مخوف و قطاع الطریق و شیاطین بسیار است باید کہ علامت آن بشناسی و از خار و خسے در نہراسی قولہ

برگ نوا تبہ شد و ساز طرب نماند	ای چنگ نالہ برکش و ای دف خروش کن

برگ نوا اسباب شادی طرب شادی قولہ

ساقی کہ جامت از می صافی تہی مباد	چشم عنایتے بمن دردنوش کن

دردنوش عاشق قولہ

سرمست در قبای زرافشان چو بگذری | یک بوسه نذر حافظ پشمینه پوش کن

نذر بر خود واجب کردن غزل

اے شام ز کوے ما سفر کن | وے صبح بجال ما نظر کن

شام ضد صبح و مراد ایام ہجر و حجاب کثرات صبح ضد شام مراد وصل و عالم وحدت ظلمت شب کنایہ از شدائد شب ہجر شب ظلمت شب ہجر سحر کن بسحر وصل مبدل کن خود را بتیغ او سپر کن این شدائد ہجران ما را مندفع ساز ناوک آلہ چوبین خالی میان آن تیر ناوک داشتہ اند از زند بمعنے تیر نیز استعمال کنند دم در کش خموش باش و سخن مگو ہلا ہشیار شو۔ غزل

اے ماہ رخے منظر تو نو بہار حسن | خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن

منظر جاے نظر و محل مرکز جاے قرار و نیز باید دانست کہ پرکار را دو قلم است یکی ثابت و یکی گردندہ گردندہ را مرکز گویند و ثابت را مدار مدار در اصطلاح منجمان آن را گویند کہ درمیان دو قطبین مرکز موہوم کنند۔ قولہ

در چشم پر خمار تو پنہان فسون سحر | در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن

فسون منتر زلف بیقرار اشارت بتغیرات سلسلہ موجودات کہ ہر ساعتے بنوعے دگر است قولہ

خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری | فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن

خرم خوش فرخ مبارک لطافت پاکیزگی و موزونی و سبکی حرکات و صفائی رنگ۔ قولہ

حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست | دیار نیست غیر تو اندر دیار حسن

دیار شریک غزل

اے خسرو خوبان نظری سوی گدا کن | میلے بمن سوختۂ بے سر و پا کن

دارد دل درویش تمنای نگارے | زان چشم سیہ مست بیک غمزہ ادا کن

درویش مفلس تمنا آرزو بار بارندہ قولہ

گر لاف زند ماہ کہ مانم بجمالت | بنمائے رخ خویش و مہ انگشت نما کن

مانم مانند ستم انگشت نمارد و معیوب و در غایۂ شہرت قولہ

اے سرو جہان از چمن و باغ زمانی | بخرام درین بزم و دو صد جامہ قبا کن

چمان چمندہ و خرامان قبا چاک قولہ

با دل شدگان جور و جفا تا بکے آخر	آهنگِ فا ترکِ جفا بهرِ خدا کن

دل شدگان عاشقان غزل

اے بادِ پردہ آن گلِ نورستہ باز کن	گوہر فروز لالہ رخ و غنچہ باز کن

گل نورستہ محبوب باز کشاد ساز کن جام مرصع کنایہ از شراب از ذکر ظرف و ارادہ مظروف مراد عشق پیر کار مرشد در فراز کن در بہ بند ترانہ سرود و مراد شعر و سخن۔
یارب ز کنج عافیتش بے نیاز کن ہم در عافیت مسرور دار و توفیق عشق مدہ تا در حسد بمیرد۔

غزل

اے کبست آبِ حیات و اے قدت سرو چمن	اے رخت خورشید خاور وے خطت مشک ختن
بوسہ میخواہم ز تو لب را بدندان میگزی	میکنی جانم جراحت باز دیگر جانِ من

لب بدندان گزیدن حسرت و افسوس کردن جراحت مجروح قولہ

مرد حافظ در غمت در گردنِ تو خونِ من	داد من بستاند از تو روزِ محشر ذوالمنن

ذوالمنن حق تعالے کہ صاحب منتہاست غزل

بالا بلند عشوہ گرو سرو ناز من	بگذشت در فراق تو عمرِ دراز من

بالا قد سرو ناز معشے است از سرو عمر دراز عمر تمام قولہ

دیدی دلا کہ آخر پیری و زہد و علم	با من چہ کرد دیدۂ معشوق باز من

معشوق باز شاہد قولہ

گفتم بدلق زرق بپوشم نشانِ عشق	غماز بود اشک عیان کرد رازِ من

غماز چغلخور عیان ظاہر قولہ نقشے بر آب میزند اگر یہ حالیا ؛ نقشے بر آب میزنم شست و شو میکنم و نیز نقش بر آب زدن کار لاینفع کردن حالیا الحال تا کے شود قرینِ حقیقت مجاز من مجاز من بحقیقت مبدل شود قولہ

میترسم از خرابیِ ایمان کہ مے برد	محراب ابروی تو حضورِ نمازِ من

ایمان در یافت حق قولہ

از آب دیدہ بر سرِ آتش نشستہ ام	کو فاش کرد در ہمہ آفاق رازِ من

مسمون حسن بوسہ صدر بیت ۲ بیت ۳ بیت ۴ بیت ۵ بیت ۶ بیت ۷ بیت ۸ بیت ۹ بیت ۱۰ بیت ۱۱ بیت ۱۲ بیت ۱۳ بیت ۱۴ بیت ۱۵ بیت ۱۶ بیت ۱۷ بیت ۱۸ بیت ۱۹ بیت ۲۰ بیت ۲۱ بیت ۲۲ بیت ۲۳ بیت ۲۴ بیت ۲۵ بیت ۲۶ بیت ۲۷ بیت ۲۸ بیت ۲۹ بیت ۳۰ بیت ۳۱ بیت ۳۲ بیت ۳۳ بیت ۳۴ بیت ۳۵ بیت ۳۶ بیت ۳۷ بیت ۳۸ بیت ۳۹ بیت ۴۰ بیت ۴۱ بیت ۴۲ بیت ۴۳ بیت ۴۴ بیت ۴۵ بیت ۴۶ بیت ۴۷ بیت ۴۸ بیت ۴۹ بیت ۵۰ بیت ۵۱ بیت ۵۲ بیت ۵۳ بیت ۵۴ بیت ۵۵ بیت ۵۶ بیت ۵۷ بیت ۵۸ بیت ۵۹ بیت ۶۰ بیت ۶۱ بیت ۶۲ بیت ۶۳ بیت ۶۴ بیت ۶۵ بیت ۶۶ بیت ۶۷ بیت ۶۸ بیت ۶۹ بیت ۷۰ بیت ۷۱ بیت ۷۲ بیت ۷۳ بیت ۷۴ بیت ۷۵ بیت ۷۶ بیت ۷۷ بیت ۷۸ بیت ۷۹ بیت ۸۰ بیت ۸۱ بیت ۸۲ بیت ۸۳ بیت ۸۴ بیت ۸۵ بیت ۸۶ بیت ۸۷ بیت ۸۸ بیت ۸۹ بیت ۹۰ بیت ۹۱ بیت ۹۲ بیت ۹۳ بیت ۹۴ بیت ۹۵ بیت ۹۶ بیت ۹۷ بیت ۹۸ بیت ۹۹ بیت ۱۰۰ بیت ۱۰۱ بیت ۱۰۲ بیت ۱۰۳ بیت ۱۰۴ بیت ۱۰۵ بیت ۱۰۶ بیت ۱۰۷ بیت ۱۰۸ بیت ۱۰۹ بیت ۱۱۰ بیت ۱۱۱ بیت ۱۱۲ بیت ۱۱۳ بیت ۱۱۴ بیت ۱۱۵ بیت ۱۱۶ بیت ۱۱۷ بیت ۱۱۸ بیت ۱۱۹ بیت ۱۲۰ بیت ۱۲۱ بیت ۱۲۲ بیت ۱۲۳ بیت ۱۲۴ بیت ۱۲۵ بیت ۱۲۶ بیت ۱۲۷ بیت ۱۲۸ بیت ۱۲۹ بیت ۱۳۰ بیت ۱۳۱ بیت ۱۳۲ بیت ۱۳۳ بیت ۱۳۴ بیت ۱۳۵ بیت ۱۳۶ بیت ۱۳۷ بیت ۱۳۸ بیت ۱۳۹ بیت ۱۴۰ بیت ۱۴۱ بیت ۱۴۲ بیت ۱۴۳ بیت ۱۴۴ بیت ۱۴۵ بیت ۱۴۶ بیت ۱۴۷ بیت ۱۴۸ بیت ۱۴۹ بیت ۱۵۰ بیت ۱۵۱ بیت ۱۵۲ بیت ۱۵۳ بیت ۱۵۴ بیت ۱۵۵ بیت ۱۵۶ بیت ۱۵۷ بیت ۱۵۸ بیت ۱۵۹ بیت ۱۶۰ بیت ۱۶۱ بیت ۱۶۲ بیت ۱۶۳ بیت ۱۶۴ بیت ۱۶۵ بیت ۱۶۶ بیت ۱۶۷ بیت ۱۶۸ بیت ۱۶۹ بیت ۱۷۰ بیت ۱۷۱ بیت ۱۷۲ بیت ۱۷۳ بیت ۱۷۴ بیت ۱۷۵ بیت ۱۷۶ بیت ۱۷۷ بیت ۱۷۸ بیت ۱۷۹ بیت ۱۸۰ بیت ۱۸۱ بیت ۱۸۲ بیت ۱۸۳ بیت ۱۸۴ بیت ۱۸۵ بیت ۱۸۶ بیت ۱۸۷ بیت ۱۸۸ بیت ۱۸۹ بیت ۱۹۰ بیت ۱۹۱ بیت ۱۹۲ بیت ۱۹۳ بیت ۱۹۴ بیت ۱۹۵ بیت ۱۹۶ بیت ۱۹۷ بیت ۱۹۸ بیت ۱۹۹ بیت ۲۰۰ بیت ۲۰۱ بیت ۲۰۲ بیت ۲۰۳ بیت ۲۰۴ بیت ۲۰۵ بیت ۲۰۶ بیت ۲۰۷ بیت ۲۰۸ بیت ۲۰۹ بیت ۲۱۰ بیت ۲۱۱ بیت ۲۱۲ بیت ۲۱۳ بیت ۲۱۴ بیت ۲۱۵ بیت ۲۱۶ بیت ۲۱۷ بیت ۲۱۸ بیت ۲۱۹ بیت ۲۲۰ بیت ۲۲۱ بیت ۲۲۲ بیت ۲۲۳ بیت ۲۲۴ بیت ۲۲۵ بیت ۲۲۶ بیت ۲۲۷ بیت ۲۲۸ بیت ۲۲۹ بیت ۲۳۰ بیت ۲۳۱ بیت ۲۳۲ بیت ۲۳۳ بیت ۲۳۴ بیت ۲۳۵ بیت ۲۳۶ بیت ۲۳۷ بیت ۲۳۸ بیت ۲۳۹ بیت ۲۴۰ بیت ۲۴۱ بیت ۲۴۲ بیت ۲۴۳ بیت ۲۴۴ بیت ۲۴۵ بیت ۲۴۶ بیت ۲۴۷ بیت ۲۴۸ بیت ۲۴۹ بیت ۲۵۰ بیت ۲۵۱ بیت ۲۵۲ بیت ۲۵۳ بیت ۲۵۴ بیت ۲۵۵ بیت ۲۵۶ بیت ۲۵۷ بیت ۲۵۸ بیت ۲۵۹ بیت ۲۶۰ بیت ۲۶۱ بیت ۲۶۲ بیت ۲۶۳ بیت ۲۶۴ بیت ۲۶۵ بیت ۲۶۶ بیت ۲۶۷ بیت ۲۶۸ بیت ۲۶۹ بیت ۲۷۰ بیت ۲۷۱ بیت ۲۷۲ بیت ۲۷۳ بیت ۲۷۴ بیت ۲۷۵ بیت ۲۷۶ بیت ۲۷۷ بیت ۲۷۸ بیت ۲۷۹ بیت ۲۸۰ بیت ۲۸۱ بیت ۲۸۲ بیت ۲۸۳ بیت ۲۸۴ بیت ۲۸۵ بیت ۲۸۶ بیت ۲۸۷ بیت ۲۸۸ بیت ۲۸۹ بیت ۲۹۰ بیت ۲۹۱ بیت ۲۹۲ بیت ۲۹۳ بیت ۲۹۴ بیت ۲۹۵ بیت ۲۹۶ بیت ۲۹۷ بیت ۲۹۸ بیت ۲۹۹ بیت ۳۰۰ بیت ۳۰۱ بیت ۳۰۲ بیت ۳۰۳ بیت ۳۰۴ بیت ۳۰۵ بیت ۳۰۶ بیت ۳۰۷ بیت ۳۰۸ بیت ۳۰۹ بیت ۳۱۰ بیت ۳۱۱ بیت ۳۱۲ بیت ۳۱۳ بیت ۳۱۴ بیت ۳۱۵ بیت ۳۱۶ بیت ۳۱۷ بیت ۳۱۸ بیت ۳۱۹ بیت ۳۲۰ بیت ۳۲۱ بیت ۳۲۲ بیت ۳۲۳ بیت ۳۲۴ بیت ۳۲۵ بیت ۳۲۶ بیت ۳۲۷ بیت ۳۲۸ بیت ۳۲۹ بیت ۳۳۰ بیت ۳۳۱ بیت ۳۳۲ بیت ۳۳۳ بیت ۳۳۴ بیت ۳۳۵ بیت ۳۳۶ بیت ۳۳۷ بیت ۳۳۸ بیت ۳۳۹ بیت ۳۴۰ بیت ۳۴۱ بیت ۳۴۲ بیت ۳۴۳ بیت ۳۴۴ بیت ۳۴۵ بیت ۳۴۶ بیت ۳۴۷ بیت ۳۴۸ بیت ۳۴۹ بیت ۳۵۰ بیت ۳۵۱ بیت ۳۵۲ بیت ۳۵۳ بیت ۳۵۴ بیت ۳۵۵ بیت ۳۵۶ بیت ۳۵۷ بیت ۳۵۸ بیت ۳۵۹ بیت ۳۶۰ بیت ۳۶۱ بیت ۳۶۲ بیت ۳۶۳ بیت ۳۶۴ بیت ۳۶۵ بیت ۳۶۶ بیت ۳۶۷ بیت ۳۶۸ بیت ۳۶۹ بیت ۳۷۰ بیت ۳۷۱ بیت ۳۷۲ بیت ۳۷۳ بیت ۳۷۴ بیت ۳۷۵ بیت ۳۷۶ بیت ۳۷۷ بیت ۳۷۸ بیت ۳۷۹ بیت ۳۸۰ بیت ۳۸۱ بیت ۳۸۲ بیت ۳۸۳ بیت ۳۸۴ بیت ۳۸۵ بیت ۳۸۶ بیت ۳۸۷ بیت ۳۸۸ بیت ۳۸۹ بیت ۳۹۰ بیت ۳۹۱ بیت ۳۹۲ بیت ۳۹۳ بیت ۳۹۴ بیت ۳۹۵ بیت ۳۹۶ بیت ۳۹۷ بیت ۳۹۸ بیت ۳۹۹ بیت ۴۰۰ بیت ۴۰۱ بیت ۴۰۲ بیت ۴۰۳ بیت ۴۰۴ بیت ۴۰۵ بیت ۴۰۶ بیت ۴۰۷ بیت ۴۰۸ بیت ۴۰۹ بیت ۴۱۰ بیت ۴۱۱ بیت ۴۱۲ بیت ۴۱۳ بیت ۴۱۴ بیت ۴۱۵ بیت ۴۱۶ بیت ۴۱۷ بیت ۴۱۸ بیت ۴۱۹ بیت ۴۲۰ بیت ۴۲۱ بیت ۴۲۲ بیت ۴۲۳ بیت ۴۲۴ بیت ۴۲۵ بیت ۴۲۶ بیت ۴۲۷ بیت ۴۲۸ بیت ۴۲۹ بیت ۴۳۰ بیت ۴۳۱ بیت ۴۳۲ بیت ۴۳۳ بیت ۴۳۴ بیت ۴۳۵ بیت ۴۳۶ بیت ۴۳۷ بیت ۴۳۸ بیت ۴۳۹ بیت ۴۴۰ بیت ۴۴۱ بیت ۴۴۲ بیت ۴۴۳ بیت ۴۴۴ بیت ۴۴۵ بیت ۴۴۶ بیت ۴۴۷ بیت ۴۴۸ بیت ۴۴۹ بیت ۴۵۰ بیت ۴۵۱ بیت ۴۵۲ بیت ۴۵۳ بیت ۴۵۴ بیت ۴۵۵ بیت ۴۵۶ بیت ۴۵۷ بیت ۴۵۸ بیت ۴۵۹ بیت ۴۶۰ بیت ۴۶۱ بیت ۴۶۲ بیت ۴۶۳ بیت ۴۶۴ بیت ۴۶۵ بیت ۴۶۶ بیت ۴۶۷ بیت ۴۶۸ بیت ۴۶۹ بیت ۴۷۰ بیت ۴۷۱ بیت ۴۷۲ بیت ۴۷۳ بیت ۴۷۴ بیت ۴۷۵ بیت ۴۷۶ بیت ۴۷۷ بیت ۴۷۸ بیت ۴۷۹ بیت ۴۸۰ بیت ۴۸۱ بیت ۴۸۲ بیت ۴۸۳ بیت ۴۸۴ بیت ۴۸۵ بیت ۴۸۶ بیت ۴۸۷ بیت ۴۸۸ بیت ۴۸۹ بیت ۴۹۰ بیت ۴۹۱ بیت ۴۹۲ بیت ۴۹۳ بیت ۴۹۴ بیت ۴۹۵ بیت ۴۹۶ بیت ۴۹۷ بیت ۴۹۸ بیت ۴۹۹ بیت ۵۰۰ بیت ۵۰۱ بیت ۵۰۲ بیت ۵۰۳ بیت ۵۰۴ بیت ۵۰۵ بیت ۵۰۶ بیت ۵۰۷ بیت ۵۰۸ بیت ۵۰۹ بیت ۵۱۰ بیت ۵۱۱ بیت ۵۱۲ بیت ۵۱۳ بیت ۵۱۴ بیت ۵۱۵ بیت ۵۱۶ بیت ۵۱۷ بیت ۵۱۸ بیت ۵۱۹ بیت ۵۲۰ بیت ۵۲۱ بیت ۵۲۲ بیت ۵۲۳ بیت ۵۲۴ بیت ۵۲۵ بیت ۵۲۶ بیت ۵۲۷ بیت ۵۲۸ بیت ۵۲۹ بیت ۵۳۰ بیت ۵۳۱ بیت ۵۳۲ بیت ۵۳۳ بیت ۵۳۴ بیت ۵۳۵ بیت ۵۳۶ بیت ۵۳۷ بیت ۵۳۸ بیت ۵۳۹ بیت ۵۴۰ بیت ۵۴۱ بیت ۵۴۲ بیت ۵۴۳ بیت ۵۴۴ بیت ۵۴۵ بیت ۵۴۶ بیت ۵۴۷ بیت ۵۴۸ بیت ۵۴۹ بیت ۵۵۰ بیت ۵۵۱ بیت ۵۵۲ بیت ۵۵۳ بیت ۵۵۴ بیت ۵۵۵ بیت ۵۵۶ بیت ۵۵۷ بیت ۵۵۸ بیت ۵۵۹ بیت ۵۶۰ بیت ۵۶۱ بیت ۵۶۲ بیت ۵۶۳ بیت ۵۶۴ بیت ۵۶۵ بیت ۵۶۶ بیت ۵۶۷ بیت ۵۶۸ بیت ۵۶۹ بیت ۵۷۰ بیت ۵۷۱ بیت ۵۷۲ بیت ۵۷۳ بیت ۵۷۴ بیت ۵۷۵ بیت ۵۷۶ بیت ۵۷۷ بیت ۵۷۸ بیت ۵۷۹ بیت ۵۸۰ بیت ۵۸۱ بیت ۵۸۲ بیت ۵۸۳ بیت ۵۸۴ بیت ۵۸۵ بیت ۵۸۶ بیت ۵۸۷ بیت ۵۸۸ بیت ۵۸۹ بیت ۵۹۰ بیت ۵۹۱ بیت ۵۹۲ بیت ۵۹۳ بیت ۵۹۴ بیت ۵۹۵ بیت ۵۹۶ بیت ۵۹۷ بیت ۵۹۸ بیت ۵۹۹ بیت ۶۰۰ بیت ۶۰۱ بیت ۶۰۲ بیت ۶۰۳ بیت ۶۰۴ بیت ۶۰۵ بیت ۶۰۶ بیت ۶۰۷ بیت ۶۰۸ بیت ۶۰۹ بیت ۶۱۰ بیت ۶۱۱ بیت ۶۱۲ بیت ۶۱۳ بیت ۶۱۴ بیت ۶۱۵ بیت ۶۱۶ بیت ۶۱۷ بیت ۶۱۸ بیت ۶۱۹ بیت ۶۲۰ بیت ۶۲۱ بیت ۶۲۲ بیت ۶۲۳ بیت ۶۲۴ بیت ۶۲۵ بیت ۶۲۶ بیت ۶۲۷ بیت ۶۲۸ بیت ۶۲۹ بیت ۶۳۰ بیت ۶۳۱ بیت ۶۳۲ بیت ۶۳۳ بیت ۶۳۴ بیت ۶۳۵ بیت ۶۳۶ بیت ۶۳۷ بیت ۶۳۸ بیت ۶۳۹ بیت ۶۴۰ بیت ۶۴۱ بیت ۶۴۲ بیت ۶۴۳ بیت ۶۴۴ بیت ۶۴۵ بیت ۶۴۶ بیت ۶۴۷ بیت ۶۴۸ بیت ۶۴۹ بیت ۶۵۰ بیت ۶۵۱ بیت ۶۵۲ بیت ۶۵۳ بیت ۶۵۴ بیت ۶۵۵ بیت ۶۵۶ بیت ۶۵۷ بیت ۶۵۸ بیت ۶۵۹ بیت ۶۶۰ بیت ۶۶۱ بیت ۶۶۲ بیت ۶۶۳ بیت ۶۶۴ بیت ۶۶۵ بیت ۶۶۶ بیت ۶۶۷ بیت ۶۶۸ بیت ۶۶۹ بیت ۶۷۰ بیت ۶۷۱ بیت ۶۷۲ بیت ۶۷۳ بیت ۶۷۴ بیت ۶۷۵ بیت ۶۷۶ بیت ۶۷۷ بیت ۶۷۸ بیت ۶۷۹ بیت ۶۸۰ بیت ۶۸۱ بیت ۶۸۲ بیت ۶۸۳ بیت ۶۸۴ بیت ۶۸۵ بیت ۶۸۶ بیت ۶۸۷ بیت ۶۸۸ بیت ۶۸۹ بیت ۶۹۰ بیت ۶۹۱ بیت ۶۹۲ بیت ۶۹۳ بیت ۶۹۴ بیت ۶۹۵ بیت ۶۹۶ بیت ۶۹۷ بیت ۶۹۸ بیت ۶۹۹ بیت ۷۰۰ بیت ۷۰۱ بیت ۷۰۲ بیت ۷۰۳ بیت ۷۰۴ بیت ۷۰۵ بیت ۷۰۶ بیت ۷۰۷ بیت ۷۰۸ بیت ۷۰۹ بیت ۷۱۰ بیت ۷۱۱ بیت ۷۱۲ بیت ۷۱۳ بیت ۷۱۴ بیت ۷۱۵ بیت ۷۱۶ بیت ۷۱۷ بیت ۷۱۸ بیت ۷۱۹ بیت ۷۲۰ بیت ۷۲۱ بیت ۷۲۲ بیت ۷۲۳ بیت ۷۲۴ بیت ۷۲۵ بیت ۷۲۶ بیت ۷۲۷ بیت ۷۲۸ بیت ۷۲۹ بیت ۷۳۰ بیت ۷۳۱ بیت ۷۳۲ بیت ۷۳۳ بیت ۷۳۴ بیت ۷۳۵ بیت ۷۳۶ بیت ۷۳۷ بیت ۷۳۸ بیت ۷۳۹ بیت ۷۴۰ بیت ۷۴۱ بیت ۷۴۲ بیت ۷۴۳ بیت ۷۴۴ بیت ۷۴۵ بیت ۷۴۶ بیت ۷۴۷ بیت ۷۴۸ بیت ۷۴۹ بیت ۷۵۰ بیت ۷۵۱ بیت ۷۵۲ بیت ۷۵۳ بیت ۷۵۴ بیت ۷۵۵ بیت ۷۵۶ بیت ۷۵۷ بیت ۷۵۸ بیت ۷۵۹ بیت ۷۶۰ بیت ۷۶۱ بیت ۷۶۲ بیت ۷۶۳ بیت ۷۶۴ بیت ۷۶۵ بیت ۷۶۶ بیت ۷۶۷ بیت ۷۶۸ بیت ۷۶۹ بیت ۷۷۰ بیت ۷۷۱ بیت ۷۷۲ بیت ۷۷۳ بیت ۷۷۴ بیت ۷۷۵ بیت ۷۷۶ بیت ۷۷۷ بیت ۷۷۸ بیت ۷۷۹ بیت ۷۸۰ بیت ۷۸۱ بیت ۷۸۲ بیت ۷۸۳ بیت ۷۸۴ بیت ۷۸۵ بیت ۷۸۶ بیت ۷۸۷ بیت ۷۸۸ بیت ۷۸۹ بیت ۷۹۰ بیت ۷۹۱ بیت ۷۹۲ بیت ۷۹۳ بیت ۷۹۴ بیت ۷۹۵ بیت ۷۹۶ بیت ۷۹۷ بیت ۷۹۸ بیت ۷۹۹ بیت ۸۰۰ بیت ۸۰۱ بیت ۸۰۲ بیت ۸۰۳ بیت ۸۰۴ بیت ۸۰۵ بیت ۸۰۶ بیت ۸۰۷ بیت ۸۰۸ بیت ۸۰۹ بیت ۸۱۰ بیت ۸۱۱ بیت ۸۱۲ بیت ۸۱۳ بیت ۸۱۴ بیت ۸۱۵ بیت ۸۱۶ بیت ۸۱۷ بیت ۸۱۸ بیت ۸۱۹ بیت ۸۲۰ بیت ۸۲۱ بیت ۸۲۲ بیت ۸۲۳ بیت ۸۲۴ بیت ۸۲۵ بیت ۸۲۶ بیت ۸۲۷ بیت ۸۲۸ بیت ۸۲۹ بیت ۸۳۰ بیت ۸۳۱ بیت ۸۳۲ بیت ۸۳۳ بیت ۸۳۴ بیت ۸۳۵ بیت ۸۳۶ بیت ۸۳۷ بیت ۸۳۸ بیت ۸۳۹ بیت ۸۴۰ بیت ۸۴۱ بیت ۸۴۲ بیت ۸۴۳ بیت ۸۴۴ بیت ۸۴۵ بیت ۸۴۶ بیت ۸۴۷ بیت ۸۴۸ بیت ۸۴۹ بیت ۸۵۰ بیت ۸۵۱ بیت ۸۵۲ بیت ۸۵۳ بیت ۸۵۴ بیت ۸۵۵ بیت ۸۵۶ بیت ۸۵۷ بیت ۸۵۸ بیت ۸۵۹ بیت ۸۶۰ بیت ۸۶۱ بیت ۸۶۲ بیت ۸۶۳ بیت ۸۶۴ بیت ۸۶۵ بیت ۸۶۶ بیت ۸۶۷ بیت ۸۶۸ بیت ۸۶۹ بیت ۸۷۰ بیت ۸۷۱ بیت ۸۷۲ بیت ۸۷۳ بیت ۸۷۴ بیت ۸۷۵ بیت ۸۷۶ بیت ۸۷۷ بیت ۸۷۸ بیت ۸۷۹ بیت ۸۸۰ بیت ۸۸۱ بیت ۸۸۲ بیت ۸۸۳ بیت ۸۸۴ بیت ۸۸۵ بیت ۸۸۶ بیت ۸۸۷ بیت ۸۸۸ بیت ۸۸۹ بیت ۸۹۰ بیت ۸۹۱ بیت ۸۹۲ بیت ۸۹۳ بیت ۸۹۴ بیت ۸۹۵ بیت ۸۹۶ بیت ۸۹۷ بیت ۸۹۸ بیت ۸۹۹ بیت ۹۰۰ بیت ۹۰۱ بیت ۹۰۲ بیت ۹۰۳ بیت ۹۰۴ بیت ۹۰۵ بیت ۹۰۶ بیت ۹۰۷ بیت ۹۰۸ بیت ۹۰۹ بیت ۹۱۰ بیت ۹۱۱ بیت ۹۱۲ بیت ۹۱۳ بیت ۹۱۴ بیت ۹۱۵ بیت ۹۱۶ بیت ۹۱۷ بیت ۹۱۸ بیت ۹۱۹ بیت ۹۲۰ بیت ۹۲۱ بیت ۹۲۲ بیت ۹۲۳ بیت ۹۲۴ بیت ۹۲۵ بیت ۹۲۶ بیت ۹۲۷ بیت ۹۲۸ بیت ۹۲۹ بیت ۹۳۰ بیت ۹۳۱ بیت ۹۳۲ بیت ۹۳۳ بیت ۹۳۴ بیت ۹۳۵ بیت ۹۳۶ بیت ۹۳۷ بیت ۹۳۸ بیت ۹۳۹ بیت ۹۴۰ بیت ۹۴۱ بیت ۹۴۲ بیت ۹۴۳ بیت ۹۴۴ بیت ۹۴۵ بیت ۹۴۶ بیت ۹۴۷ بیت ۹۴۸ بیت ۹۴۹ بیت ۹۵۰ بیت ۹۵۱ بیت ۹۵۲ بیت ۹۵۳ بیت ۹۵۴ بیت ۹۵۵ بیت ۹۵۶ بیت ۹۵۷ بیت ۹۵۸ بیت ۹۵۹ بیت ۹۶۰ بیت ۹۶۱ بیت ۹۶۲ بیت ۹۶۳ بیت ۹۶۴ بیت ۹۶۵ بیت ۹۶۶ بیت ۹۶۷ بیت ۹۶۸ بیت ۹۶۹ بیت ۹۷۰ بیت ۹۷۱ بیت ۹۷۲ بیت ۹۷۳ بیت ۹۷۴ بیت ۹۷۵ بیت ۹۷۶ بیت ۹۷۷ بیت ۹۷۸ بیت ۹۷۹ بیت ۹۸۰ بیت ۹۸۱ بیت ۹۸۲ بیت ۹۸۳ بیت ۹۸۴ بیت ۹۸۵ بیت ۹۸۶ بیت ۹۸۷ بیت ۹۸۸ بیت ۹۸۹ بیت ۹۹۰ بیت ۹۹۱ بیت ۹۹۲ بیت ۹۹۳ بیت ۹۹۴ بیت ۹۹۵ بیت ۹۹۶ بیت ۹۹۷ بیت ۹۹۸ بیت ۹۹۹ بیت ۱۰۰۰

کو بکاف عربی اشارت بآب دیدہ راز عشق۔ قولہ

یارب آن صبا بوزد کز نسیم او | گردد شمامہ کرمش کارساز من

صبا توجہ شمامہ خوشبو کارساز سازندۂ کار قولہ

برخود چو شمع خندہ زنان گریہ می کنم | تا با تو سنگدل چہ کند سوز و ساز من

سوز سوزش ساز سازش قولہ

زاہد چو از نماز تو کارے نمیرود | ہم مستی شبانہ وراز و نیاز من

کارے نمیرود حصول مراد نے گردد شبانہ ہر چہ شب بران گزد نیاز حاجت غزل

برفگن در صف رندان نظری بہتر ازین | بر در میکدہ میکن گذرے بہتر ازین

رندان عاشقان میکدہ عشق قولہ

آنکہ فکرش گرہ از کار جہان بکشاید | گو درین نکتہ بقرآنظری بہتر ازین

گرہ از کار جہان بکشاید امور بستہ عالمی را کشایشے دہد۔ قولہ

ناصحم گفت کہ جز غم چہ ہنر دارد عشق | گفتم اے خواجۂ عاقل ہنرے بہتر ازین

ہنرے بہتر ازین بہتر ازین ہنرے دیگرے خواہی قولہ

کلک حافظ شکرین شاخ نباتست بچین | کہ درین باغ نہ بینی ثمرے بہتر ازین

کلک قلم ثمر میوہ غزل

بہار گل طرب انگیز گشت و توبہ شکن | بشادی رخ گل بیخ غم زدل برکن

رخ گل مشاہدات تجلیات قولہ

زدستبرد صبا گر دگل کلالہ ببین | شکنج گیسوی سنبل نگر برود حسن

دستبرد غلبہ و جابکدستی گل رخسارہ کلالہ قسمے از زلف شکنج بضم چین گیسوی موے بافتہ قولہ

رسید باد صبا غنچہ از ہوا داری | ز خود برون شد و بر تن درید پیراہن

باد صبا باد شرقی بشیراز اکثر اوقات نزد لطیف و موافق طبع خلائق است۔ ہوا داری دستداری قولہ

عروس غنچہ بدین نور و تبسم خوش | معائنہ دل و دین می برد بوجہ حسن

وجہ حسن نیکو ترین وجہ قولہ

حافظ از غصہ بمیرد کہ تو با شاہ و دست بدہ و دشمن گذار من

صفیر بلبل شوریده و نفیر هزار | برای وصل گل آمد برون ز قلب حزین

صفیر آواز شوریده عاشق نفیر فریاد هزار عاشق غزل

چندانکه گفتم غم با طبیبان | درمان نکردند مسکین غریبان

طبیبان معشوقان و مرشدان مسکین غریبان عاشقان قوله

درج محبت بر مهر خود هست | یارب مبادا کام رقیبان

درج بضم پیرایه ان درج محبت اضافه بیانیه بر مهر خود هست نقصی در وراه نیافته مبادا کام رقیبان یعنی آن مهر شکسته نشود و نقصی در محبت راه نیابد و رقیبان بکام دل نرسند قوله

آن گل که هر دم در دست خارست | گو شرم بادت از عندلیبان

گل معشوق خار رقیب عندلیبان عاشقان قوله

یارب امان ده تا باز بینند | چشم محبان روی حبیبان

محبان عاشقان حبیبان معشوقان قوله

ما در دل نهان با یار گفتیم | نتوان نهفتن در راز طبیبان

در دل نهان سوز عشق قوله

حافظ نه گشتی شیدای گیتی | گر مر نشنیدی پند ادیبان

شیدا دیوانه گیتی روزگار ادیبان ادب دهندگان غزل

چو گل هر دم ببویت جامه بر تن | زنم چاک از گریبان تا بدامن
من از دست غمت مشکل برم جان | ولی دل را تو آسان بردی از من

از دست غمت بسبب عشق تو مشکل برم جان محال است که جان را بسلامت برم قوله

بقول دشمنان برگشتی از دوست | نگردد هیچکس با دوست دشمن

دشمنان رقیبان دوست کنایه از خود قوله

دلم را مشکن و در پا میانداز | که دارد دربر زلف تو مسکن

در پا میانداز یعنی پایمال مکن و نیز کار در پا افکندن عبارت از تعطیل و اهمال که ت میانداز در پای کار کسی مسکن جای سکونت غزل

حدیث و مخصوصا در ان مجلس که حافظ بقول او مطرب و مغنی بود صاحب فتوا نیست

رسوا نی

کنم

ز دل را بست در زلف تو حافظ

بدین سامان کار دو جهان مشکل

چون شوم خاک رهش دامن مفشاند زمن | ور بگویم دل مگردان رو بگرداند زمن

خاک رهش ضمیر شین بمحبوب دامن افشاندن اعراض کردن و متنفر شدن دل مگردان رحمے نما قوله

عارض رنگین بهر کس مے نماید همچو گل | ور بگویم باز پوشان باز پوشاند زمن

همچو گل صفت روے رنگین قوله

چشم خود را گفتم آخر یک نظر سیرت ببین | گفت میخواهی مگر تا جوی خون راند زمن

مگر بمعنے تحقیق قوله

او بخونم تشنه من بر لبش تا چون شود | کام بستانم ازو یا او بستاند زمن

کام مقصد قوله

دوستان جان دادم از بهر هوایش بنگرید | کو بچیزے مختصر چون باز میماند زمن

چیزے مختصر اشاره بدهن قوله

گر چو فرهادم بتلخی جان برآید حیف نیست | بس حکایتهای شیرین باز میماند زمن

فرهاد نام عاشق قوله

ختم کن حافظ که گر زین دست خوانی درس عشق | خلق در هر گوشه افسانه میخواند زمن

زین دست ازین نوع غزل

خدارا کم نشین با خرقه پوشان | رخ از رندان بے سامان مپوشان

محبوب را که آمیزشے داشت با اهل شید و تر هات میگوید ازاه بهر خدارا بواسطه خدا خرقه پوشان درویشان مقلد رندان بے سامان عاشقان سرگشته قوله

درین خرقه بسے آلودگی هست | خوشا وقت قبای باده نوشان

درین خرقه اشارت بزهد درویشی آلودگی روے ریا باده نوشان عاشقان قوله

تو نازک طبعی و طاقت نیاری | گرانیهاے مشت دلق پوشان

دلق پوشان مرائیان قوله

درین صوفی وشان دردے ندیدم | که صافی باد عیش درد نوشان

درین صوفی وشان دردے ندیدم یعنے درین اهل صومعه که گرفتاران روے ریاست دردے

از عشق نیدم در دنوشان عاشقان قوله

بیا وغبن این سالوسیان بین	قدح خونین دل بربط فروشان

یعنے از خرقه پوشان محترز باش و در طلب اینان دل مخراش و اگر درین معنے شکے داری بیا به بین در مکر این مکاران که چون قدح دل جوشان و چون بربط خروشان اے در خلا بذوق وعیش و سائر حظوظ نفسانی مشغول اند و در ملاجوش و خروش و لوله حق مینمایند که آن نمود از فضل وافر نیست - قوله

چو مستم کرده مستور منشین	چو نوشم داده زهرم منوشان

مستور پوشیده نوش شیرین و آب حیات غزل

خوشتر از فکر مے وجام چه خواهد بودن	تا به بینیم که سرانجام چه خواهد بودن

مے وجام کنایه از مے خواری و شاهد بازے سرانجام عواقب امور قوله

پیر میخانه چه خوش گفت معمای دوش	از خط جام که فرجام چه خواهد بودن

پیر میخانه مرشد معما سخنے مخفی و در اصطلاح شعراء عبارت از کلام موزون که دلالت کند بر طریق رمز و ایما بر اسمے و زیاده ازان بطریق قلب یا تشبیه یا بحساب جمل یا بوجهے باسم صنم ۵ خوانده باشی بارها نام صنم چشم و ابرو دهانے بیش نیست باسم شجاع ۵ درخت و دستی بنشان که کام دل ببار آرد ۵ نهال دشمنی برکن که رنج بیشمار آرد ۵ و این را اقسام بسیار است خود علمی است علاحده بنابران مختصر کرده شد قوله

باده خور غم مخور و پند مقلد منیوش	اعتبار سخن عام چه خواهد بودن

منیوش مشنو - قوله

مرغ کم حوصله اگو غم خود خور که برو	فکر آنکس که نهد دام چه خواهد بودن

مرغ کم حوصله اهل ظاهر دام معروف کنایه از هوای نفس و لذات دنیا - معنے آنست که طالب حق را بگوے که بر خود رحم کند و در طلب حق ساعی بود و اسباب راحت خود نماید و بر رحم حق و کرم حق مغرور نباید بود از انکه حق سبحانه ما را از کمال معنے سر بلند ساخت پس برائے آزمایش ما را در بغایت پستی انداخت تا هر که در طلب خود در پیش و سودائے وجود مطلق بود بلذات نپردازد و کار امروز بفردا نیندازد و هر که در طلب حق را اثر نبود مرکوز لذات و شهوات گردد کما قال الله ولقد خلقنا الانسان

نرد لگری حافظ بر خود باش
کز اوست همه خلق و کز خلق خموش

فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین قولہ

دست رنج تو ہمان به که شود صرف بکام	تا به بینیم که بنا کام چه خواهد بودن

دست رنج حرفہ و پیشہ صرف خرج بنا کام لاچار۔ غزل

دانی که چیست دولت دیدار یار دیدن	در کوی او گدائی بر خسروی گزیدن

دیدار روی و پیدا و ظاہر خاقانی ؎ اگر ہست خود جلے گفتار نیست ؎ ولیکن شنیدن چو دیدار نیست

و نیز بمعنے دیدن ؎ این سبہا بر نظرہا پردہاست ؎ کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزاست قولہ

بوسیدن لب یار اوّل ز دست مگذار	کاخر ملول گردی از دست لب گزیدن

بوسیدن لب یار کنایہ از حصول نمودن جذبہ عشق و محبت کہ در اصطلاح نحویوں بوسہ کنایہ از جذبہ عشق و محبت بود۔ اول کنایہ از دنیا کہ نشأۃ الاولے و آخر عقبے کہ نشأۃ الاخری مراد از بدایت و نہایت یعنے آنست کہ حاصل کردن جذبہ عشق و محبت دنیا از دست مدہ کہ اگر از حصول آن بے بہرہ مانی در عقبے ملول شوی از دست لب گزیدن حسرت و افسوس خوردن یعنی ہمچون نادان ظاہر پرست خود را متراش کہ بمقتضاے واعبد ربک حتے یاتیک الیقین بظاہر بندگی خیرہ شدند و خوض در باطن نمیکنند و از عرفان بہرہ نمیسازند تا در عقبے بدیدن مراتب عارفان افسوس خوری و حسرت بری من کان فی ھذہ اعمے فھو فی الاخرۃ اعمے قولہ

فرصت شمار صحبت کز این دو رہ منزل	چون بگذریم نتوان دیگر بہم رسیدن

دو روزہ منزل دنیا بوجب مزرعۃ الاولے والآخرۃ۔ دیگر اگرچہ دنیا طریق بسیار دارد اما اینجا اہل حق را بد گفتگو است یا شریعت یا طریقت و راہ دیگر کہ منجر بہ شقاوت است ازان اغماض نمایند و سخن درنے آرند کہ تعلق بشیطان دارد و ما را راہ بسوے رحمن باید ان عبادی لیس لک علیھم سلطان یعنی چون زین دو راہ اہل صحبت عارفان ترا دست دہد و ہادی از غیب بے سد فرصت را غنیمت شمار و کارے کہ حاصل کردنیست از دست مگذار و کار امروز بفردا مفگن کہ چون فرصت از دست رود جز ندامت حاصل نشود و نیز دو راہ از انست کہ چون اہل ظاہر و مجاز را کہ بالحقیقۃ منجی اند یک طرف نشاید دیگر را کجا گنجایش ماند فافہم العبارۃ العاقل تکفیہ الاشارۃ غزل

دلبر جانان من بر دل و جان من	بر دل و جان من دلبر جانان من

بروم آنجا و دل حافظ بردم و جنگ غزل
تا ز خواجہ چہ عنایت رسد و فرمان چیست
گوی برفعت حافظ ازیارا و فاست منصور

این دل حیران من والہ و شیدای تست	والہ و شیدای تست این دل حیران من

والہ شیفتہ شیدا دیوانہ قولہ

روضۂ رضوان من خاک سر کوی دوست	خاک سر کوی دوست روضۂ رضوان من

روضۂ رضوان بہشت نالہ گریہ بآواز فغان فریاد و شور۔

اغزل

در بدخشان لعل گر از سنگ می آید برون ❊ بدخشان نام شہریست میان خراسان و ہندوستان معدن لعل در انجاست رکنے بضم زر خالص منسوب و رکنا باد کہ چشمہ ایست در شیراز شیراز نام شہرے از فارس و اورا معمورۂ عمر لیث گویند چہ او بانی آنست و قیل آباد کردہ سلیمان است شنگ دزد و راہزن و مکابرہ و شوخ و خوب غش بفتح آب تیرہ و بکسر خیانت کردن زاق بفتح ریا و نفاق و اے آہ و شور لوا آوازکہ بر اصول سرود باشد چنگ نام ساز۔ غزل

ز در درای و شبستان ما منور کن	ہوای مجلس روحانیان معطر کن

شبستان محل و نیز کنایہ از چشم روحانیان عاشقان کہ بصفات ملکی متصف شدہ اند قولہ

جانا بچشم و ابروے ساقی سیرۂ ام دل و جان	بیا بیا و تماشای طاق منظر کن

چشم و ابروے ساقی کنایہ از محبوبان سرد معنے آنست کہ ای محبوب حقیقی ای مطلوب تحقیقی بحکم المجاز قنطرۃ الحقیقۃ بمحبت مجازی آراستہ ام و جلاے تماشش دادہ پیراستہ ام بیایی تماشاے طاق این منظر نما و این مشتاق را لقاے کرامت فرما۔ قولہ

ازان شمائل و الطاف و حسن خوش کہ تراست	میان بزم حریفان چو شمع سر برکن

شمائل خوہا و عادتہا حریفان عاشقان قولہ

بگو بخازن جنت کہ خاک این مجلس	بتحفہ برسوے فردوس رہ مجمر کن

خازن جنت رضوان فردوس نام بہشت مجمر عود سوز قولہ

حجاب دیدۂ ادراک شد شعاع جمال	بیا و خرگہ خورشید را منور کن

حجاب بکسر پردہ ادراک در لغت بمعنی رسیدن بکنہ لا یدرکہ احد من العالمین شعاع روشنی

خرگه نوعی از خیمه خورشید محبوب حقیقی خرگه خورشید کنایه از دل خود بموجب لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن معنی آنست که عشق مجاز بموجب العشق حجاب دیده دریافت را جمالی گشته که ترا دریافت نے توانم کرد بیا و این دل مرا که خانهٔ مخصوص تست که لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن منور ساز قوله

چو شاهدان چمن زیر دست حسن تواند	کرشمه بر سمن و ناز بر بنفشه بر کن

شاهدان چمن محبوبان دنیا و نیز مشاهدات قلبی زیر دست حسن تواند پرتو حسن تواند قوله

طمع بنقد وصال تو حد ما نبود	حوالتیم بدان لعل هیچ شکر کن

نقد وصال اضافه تبانیه حد ما نبود بموجب سبحات ما للتراب و رب الارباب لب مراد لطف و تجلی اسم متکلم که موجب فنا، عاشق است قوله

فضول نفس حکایت بسے کند ساقی	تو کار خود مدار از دست و می بساغر کن

فضول نفس نفس فضول ساقی کنایه از مرشد ساغر پیاله و در اصطلاح چیزے را گویند که در مشاهدهٔ انوار غیبی کنند اینجا کنایه از دل عارف سزد که مشحون معارف بود معنی آنست که ای ساقی نفس هرزه گو حکایت بسیار میکند و حجت بیشمارے آرد تو بدان ملتفت مباش و مقصود از دوام مباش و به بیان حقائق و معارف بسالکان مکین و مسترشدان راه حظے مے بخش - قوله

لطیفه

لب پیاله بیوس انگهی بمستان ده (عاشقان)	بدین دقیقه دماغ مرا معطر کن

در مجلس مے پرستان رسمے است که ساقی چون پیاله بر کند از روی تعظیم بوسی داده بمستان میدهند و لب پیاله بوسیدن کنایه از حصول نکات عرفان سمات است و دقیقه چیزهای باریک مراد نکات عرفان که از دل میخیزد معنی آنست که هر سخنے و نکته که از دولت خیز و ازان متحظ گشته بمسترشدان خود گو باز گوید و بدین دقیقه دماغ طالبان را میجوے و معطر ساز قوله

ستاره شب هجران سنے فشاند نور	ببام قصر برآ و چراغ مه برکن

ستاره کنایه از محبوب مجاز معنی آنست که بمحبوب حقیقی مسائلتے میجوید که محبوب مجاز ستاره وار در شب هجران سید فشید و نور بعالمیان میدهد بخشید اکنون که بوے حقیقت بمشام من رسید کاهم صلاوت حقیقت چشید آنمحبوب مجاز نورے نے فشاند ببام قصر وجود ما برآید و چراغ ماه جمال خود را برافروزد

ولقاے خود نبسا قولہ

ازین مرقع پشمینہ نیک در تنگم	بیک کرشمۂ صوفی وشم قلندر کن

مرقع خرقۂ زہد و پارسائی بنیک بسیار ولفظ بازائدہ کرشمہ ظہور و تجلی وش مانند قولہ

پس از ملازمت عیش و عشق مہرویان	زکار ہا کہ کنی شعر حافظ از بر کن

از بر یاد۔

غزل

ز جور چرخ بفریادم اے مسلمانان	فلک بکین من مستمند بستہ میان

جور چرخ گردش فلکی کہ نزول بلا ہا و حوادث سے نماید زمان زمان ساعۃ فساعۃ ملول و تنگ ودلگیر نہال درخت نو نشاندہ نظیر مانند وجہ روے وطریق منعم صاحب نعمت کہان و مہان خوردان و بزرگان رہین گرو المنت بار نعمت برگردن کسے نہادن کہ از عہد شکر آن بر نیتوان آمد واین جز حق غیرے را نے سزد پیر و جوان ہمگی خلق چہ قاعدہ ایست کہ ہر جاکہ مذکور دو چیز مے شود کل مراد دارند چون عجم و عرب روم و زنگ و روز و شب و سیاہ و سفید معدن کان۔

غزل

شاہ شمشاد قدان خسرو شیرین دہنان	کہ بمژگان شکند قلب ہمہ صف شکنان

شمشاد قدان و شیرین دہنان محبوبان قلب فوج صف شکنان مبارزان شیرین سخنان معشوقان و شاعران گزیدہ قولہ

تا کے از سیم و زرت کیسہ تہی خواہد بود	پند ما بشنو و برخور ز ہمہ سیم تنان

سیم و زر معرفت و محبت کیسہ تہی مفلس برخور فیضے حاصل نما سیمبران معشوقان قولہ

کمتر از ذرہ نئی پست مشو مہر بورز	تا بخلوتگہ خورشید رسی چرخ زنان

پست مشو کم ہمتی منما مہر ورز عشق حاصل کن چرخ زنان رقص کنان قولہ

بر جہان تکیہ مکن گر قدحے میداری	شادی زہرہ جبینان خور و نازک بدنان

بر جہان تکیہ مکن اعتماد برین جہان فانی منما گر قدح میداری اگر قدح وجود پر از زندگی میداری و یا آنکہ در عیش و عشرت ہستی شادی زہرہ جبینان خور و نازک بدنان بلکہ در صحبت

محبوبان و مجالست معشوقان که کنایه از عرفا که بمرتبهٔ محبوبیت رسیده اند بسر برد فرحتی از دیدار ایشان

حاصل نما قوله

پیر پیمانه کش ما که روانش خوش باد	گفت پرهیز کن از صحبت پیمان شکنان

پیر پیمانه کش مرشد روانش خوش باد دل او را شاد دارد پیمان شکنان ظاهر پرستان که روز الست با خدا عهد بسته اند که قالوا بلی و الحال آن عهد را فراموش کرده گرفتار اسباب و تعلقات دنیوی گردیده اند قوله

دامن دوست بدست آر ز دشمن بگسل	مرد یزدان شو و ایمن گذر از اهرمنان

دامن دوست بدست آر بدوست صحبت دار و اهل شو تحصیل صحبت با دوستان که عاشقانند دار ز دشمن بگسل و اعرض عن الجاهلین و نیز دشمن کنایه از نفس و شیطان مرد یزدان شو خود را در کار و بار خدا کن ایمن گذر از اهرمنان از وساوس نفس و شیطان ایمن باش چه محال ست چون دوست دارد ترا که در دست دشمن گذارد ترا قوله

با صبا در چمن لاله سحر میگفتم	که شهیدان که اند این همه خونین کفنان

صبا کنایه از مرشد چمن لاله مجلس عاشقان خونین کفنان عاشقان قوله

گفت حافظ مشو ایمن ز ملامت یک دم	از پی لعل حکایت کن و شکر دهنان

سخن از محبت و محبوبان باید گفت غزل

شراب لعل کش و روی مه حبینان بین	خلاف مذهب آنان جمال ایشان بین

شراب لعل محبت حقیقی مه حبینان عارفان تحقیقی که از شعاع آفتاب حدیث نوری هم چو ماه اقتباس کرده اند که نور القمر مستفاد من نور الشمس آنان اشاره بزاهدان ظاهر پرست ایشان اشاره بمه حبینان قاعده ایست چون اشاره بمشار الیه او لحد قریب کنند این گویند و اگر بمشار الیه بعید کنند آن گویند آدمی زاده طرفه معجونیست کز فرشته سرشته و ز حیوان و گر کند میل این شود و بدان و ور کند میل آن شود و بدان و باید دانست که چنانچه اشاره بمشار الیه محسوس کنند بمشار الیه معقول متصور در ذهن نیز کنند این که میگویند آن بهتر ز حسن یار ما این دارد و آن نیز هم یعنی اینکه گویند یعنی ادا و ملاحت از حسن بهتر است یار ما هر دو دارد و چون امر معقول نسبت با مر محسوس یک گونه بعدی دارد لهذا بلفظ آن که موضوع برای بعید است

اشارہ کرد در پیغام مراد از آنان زاہدان و منکران معنے آنست کہ اے دل در محبت حقیقی برای ورزے عارفانِ حق را قبلہ مراد خود نما و برخلاف زاہدان خود تراش شیفتہ جمال عارفان باش قولہ

بزیر دلق ملمع کمند ہا دارند		دراز دستی این کوتہ آستینان بین	مرفع

دراز دستی بلند ہمتی باقتضای فطرت کوتہ آستینان فقر و ناداری معنے آنست این مہ جبینان کہ کنایہ از عرفا است بزیر دلق ملمع کمند ہا دارند و بلند ہمتی این مسیر و پایان بین کہ ہیچ نمی پردازند و بکونین سر فرو نمی آرند چنانچہ کہ قال ع ان اللہ یحب المعالی الہمم پس پیروی قوم بگزین تا بمراد رسی قولہ

بخرمن دو جہان سر فرو نے آرند		دماغ و کبر گدایان خوشہ چینان بین	

بکونین سر فرو نمی آرند چنانچہ بزرگے فرمودہ الٰہی دنیا را بدشمنان دہ و عقبےٰ را بدوستان خود دہ یعنی دماغ ایشان نگاہ کن کہ چہ بے پروا اند و ہیچ بغم عقبےٰ و دنیا نے پردازند قولہ

گرہ ز ابرو ی مشکین نمی کشاید یار		نیاز اہل دل و ناز نازنینان بین	

ہیچ نوع چین از ابرو نمی کشاید و رحم دلی را کار نمیفرماید اہل دل عاشقان ناز نینان معشوقان قولہ

حدیث مہر و محبت زکس نے شنوم		وفای صحبت یاران و ہمنشینان بین	

عجب وقت رو دادہ کہ اسم محبت از میان برخاستہ قولہ

اسیر عشق شدن چارۂ خلاص منست		ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین	

علاج خلاصی ازین قیود دنیوی غیر از گرفتاری تو ممکن نیست پس اندیشہ پیش بینان عاقبت اندیش را ببین کہ چہ چارہ نیکو دریافتہ اند قولہ

غبار خاطر حافظ ببر دصیقل عشق		صفای آئینۂ پاک پاک بینان بین	

آئینہ پاک دل مصفا۔ غزل

صبحست ساقیا قدحے پر شراب کن		دور فلک درنگ ندارد شتاب کن	

صبح کنایہ از ابتدائے حال دور گردش درنگ ندارد گذرانست قولہ

زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب		ما را ز جام بادۂ گلگون خراب کن	

گلگون سرخ خراب مست و فانی قولہ

خورشید می ز مشرق ساغر طلوع کرد | گر برگ عیش میطلبی ترک خواب کن

مے محبت خورشید مے اضافۂ بیانیہ ساغر کنایہ از دل مشرق ساغر اضافۂ بیانیہ برگ اسباب ترک خواب کن ۵ عجبا للمحب کیف ینام بکل نوم علی المحب حرام قولہ

روزیکہ چرخ از گل ما کوزہا کند | زنہار کاسۂ سر ما پر گلاب کن

زنہار البتہ گلاب کنایہ از شراب کہ گل گلاب گوید و نیز مغرر قولہ

ما مرد زہد و توبہ و طامات نیستم | با ما بجام بادۂ صافی خطاب کن

مرد لائق طامات مثل قیل و قال خطاب ندا قولہ

کار صواب بادہ پرستی ست حافظا | برخیز و روی عزم بکار صواب کن

صواب نیک بادہ پرستی عشقبازی کار صواب عشقبازی عزم قصد غزل

فاتحہ چو آمدی بر سر خستہ بخوان | لب بکشا کہ میدہد لعل لبت بمردہ جان

فاتحہ سورۂ اخلاص مراد خستہ کنایہ از عاشق لب بکشا بسخن در آمید ہد بمردہ جان عاشقان را جان نوازی میکند قولہ

آنکہ بپرسش آمد و فاتحہ خواند و میرود | گو نفسے کہ روح را میکنم از پیش روان

گو نفسے بگوید کہ توقف فرما قولہ

ایکہ طبیب خستۂ روی و زبان من ببین | کین دم و دود سینہ ام بار دست بر زبان

طبیب خستۂ طبیب عاشقان ہستی قولہ

گرچہ تپ استخوان من کرد مہر گرم ورنت | ہمچو تپم نمیرد و آتش مہر ز استخوان

آتش حسن عشق قولہ

باز نشان حرارتم ز آب دو دیدہ ام ببین | نبض مرا کہ میدہد ہیچ ز زندگی نشان

لفظ ببین ملحق است بنبض مرا قولہ

آنکہ مدام شیشہ ام از مے لعل داده است | شیشہ ام از چہ می برد پیش طبیب ہر زمان

مدام شیشہ ام شیشۂ مے مراد غزل

فغان کہ ہمچو نم از روزگار بے سامان | کہ تنگدل کند دائما ز بہر دونان

فغان همیز نم فریاد میکنم زمان زمان ساعت بساعت هر نفس دمبدم بینوا ببے توشه۔

غزل

کرشمه کن و بازار ساحری بشکن	بغمزه رونق ناموس سامری بشکن

کرشمه ناز و ظهور بازار ساحری رونق زبد و پارسائی بشکن ترک نما غمزه برهمزدن چشم و نیز نگاه وقیل ظهور و خفا ناموس بانگ آوازه سامری بالا یکیند جامر قوم شد قوله

بآهوان نظر شیر آفتاب بگیر	بابروان دوتا قوس مشتری بشکن

شیر آفتاب اضافة بیانیه دوتا خمدار قوس کمان و برج مشتری قوله

بباده سرو دستار عالمے یعنے	کلاه گوشه بآئین دلبری بشکن

کله شکستن کلاه آراستن و کج نهادن قو

برون خرام و ببر گوے نیکی از همه کس	سزاے حوره و رونق پری بشکن

برون خرام بیرون آئی رونق بشکن خوار و بے قدر ساز قوله

چو عطر سای شود زلف سنبل ازدم باد	تو قیمتش ز سر زلف عنبری بشکن

عطر بکسر خوشبوی عنبر قیل صمغ درختے است و بعضے گویند چشمه ایست در دریا از قعر بدمیجوشد بر سر آب مے آید وقیل سرگین دابه ایست قوله

چو عندلیب فصاحت فروش شد حافظ	تو رو نقش بسخن گفتن دری بشکن

دری فارسی منسوب بدره کوه چنانچه کبک دری و دری زبانیست که در دره های کوه روستا بدان ناطق بودند و نیز گفته اند بهر لغتے که در و نقصان نباشد دریست مثلا شکم و برو کو و چون این زمان مخلوط بزبان دیگر نبود لهذا افصح خوانند و بعضے گویند دری لغة مردم بدخشان است و نیز گفته اند که ملائک آسمان چارم بلغت دری تکلم مے نمایند غزل

گلبرگ را ز سنبل مشکین نقاب کن	یعنے که رخ بپوش و جهانے خراب کن

گلبرگ کنایه از رخ مراد ذات سنبل مشکین زلف مراد صفات قوله

بگشا بعشوه نرگس مست خراب را	وز رشک چشم نرگس رعنا پر آب کن

رعنا گلے است زرد قوله

بوے بنفشہ بشنو و زلفِ نگار گیر | بنگر بر نگ لالہ و عزمِ شراب کن

لالہ معشوق عزم قصد قولہ

با بختِ خویش و خوی ترا آزمودہ ایم | با دشمنان قدح کش و با ما عتاب کن

قدح کش قدح کشندہ عتاب کن سرزنش کنندہ قولہ

ہمچون حباب دیدہ بروے قدح کشای | وین خانہ را قیاس اساس انحباب کن

حباب بلبلہ قدح کنایہ از مرشد وین خانہ کنایہ از دنیا و وجود اساس بنیاد معنے این بیت آنست کہ دیدۂ خود را بر روے مرشد بکشاد ہیچ تعلل و توقف منما کہ دیدہ با حباب مناسبتے دارد و این دار دنیا را قیاس بدار حباب کن کہ بقا بیش ندارد پس انچہ ضرور یست زود ترک بدست آرد کار این دم را ہم دیگر سپار قولہ

زانجا کہ رسم و عادتِ عاشق کشی تست | شمشیر کین بخون دلِ ما خضاب کن

رسم روش عادت خوے خصم مدعی بادہ شراب۔

غزل

ما سرِ خوشیم بادۂ ما در پیالہ کن | بدست ابغمزۂ ساقی حوالہ کن

سر خوش مست قولہ

در جام ماہ بادۂ چون آفتاب ریز | بر روی روز سنبل مشکین کلالہ کن

کلالہ قسمے از زلف قولہ

اے پیر خانقہ بخرابات شود مے | غسلے بر آر توبۂ ہفتاد سالہ کن

خرابات مقام عشق قولہ غزل

میسوزم از فراقت و از جفا بگردان | ہجران بلاے جان ست یارب بلا بگردان

بلا بگردان رفع بلا نما قولہ

مہ جلوہ می نماید بر سبز خنگ گردون | تا او بسر در آید بر رخش پا بگردان

سبز خنگ گردون فلک رخش بفتح نام اسپ رستم کہ آنرا از میان پنجاہ ہزار اسپ شخص بیرون آوردہ و غیر رخش اسپے دیگر بار رستم کشیدن نتوانست و ہم بار رخش رستم در چاہ افتاد و یکجا جان داد

گر نہ خورد وین دہ بہ درد آید بعقد او بنہ
مہر دو کون حافظ شکستہ از بدر فلک

وسبز بمعنے مطلق اسپ قولہ

یعنی عقل و دین را بیرون خرام مست | بر سر کلاہ شکن در بر قبا بگردان

یعنی غارت و نام شہر و اینجا بہمین معنے است خرام اشارہ بر قد محبوب شکن آراستہ کن در بریدن

قولہ مرغولہ را بگردان یعنے برغم سنبل | گرد چمن بخورے ہمچون صبا بگردان

مرغولہ مثلے است از زلف برغم بر مند بخور خشبوے قولہ

اے نور چشم مستان در عین انتظارم | چنگ حزین و جامی بنواز یا بگردان

اے نور چشم مستان اے محبوب من کہ نور چشم عاشقانی قولہ

دوران چو مینویسد بر عارض بتان خط | یارب نوشتہ بد از یار ما بگردان

عارض رخسارہ نوشتہ حادثہ و آفت و نیز اشارہ بدان خط قولہ

حافظ ز خوبرویان قسمت جز اینقدر نیست | حکم رضا نداری حکم قضا بگردان

حکم رضا نداری راضی نمیشوی حکم قضا بگردان قضا را تغیر دہ غزل

منم کہ شہرہ شہرم بعشق ورزیدن | منم کہ دیدہ نیالودہ ام ببد دیدن

شہرہ مشہور عشق ورزیدن عاشقی و شاہدبازی قولہ

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات | بخواست جام مے و گفت عیب پوشیدن

پیر میکدہ مرشد بخواست جام مے و گفت عیب پوشیدن یعنے مے نوشیدن و عیب پوشیدن

قولہ وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم | کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

در طریقت ما یعنے در عاشقی قولہ

مراد ما ز تماشای باغ عالم چیست | بدست مردم چشم از رخ تو گل چیدن

مردم چشم مردمک یعنی من کہ تماشای عالم را بہیچم مراد ما ازین تماشای جہان آنست تا ظہور ذات ترا معاینہ می نمایم قولہ

بمے پرستی ازان نقش خود بر آب زدم | کہ تا خراب کنم نقش خود پرستیدن

مے پرستی عشقبازی زان ازان واسطہ نقش خود بر آب زدم خود را غرق گردانیدم قولہ

بر حمت سر زلف تو واقفم ورنہ | کشش چو نبود ازان سوی چہ دکوشیدن

سر زلف جذبهٔ محبت و عشق و ذوق استوار کشش چو نبود از انسو چه سود کوشیدن موافق آن که تا کرا از جانب معشوق نباشد کششے ؛ کوشش عاشق بیچاره بجاے نرسد قوله

ز خطِ یار بیا موز مهر با رُخ خوب	که گرد عارضِ خوبان خوشست گردیدن

معنے این بیت آنست گرد معشوق گردیدن و خود را فداے آن نمودن از خط یار بیا موز که مدام بر رخ محبوب گردانست

قوله عنان بمیکده خواهیم تافت زین مجلس	که وعظ بی عملان واجبست نشنیدن

میکده عشق زین مجلس اشاره بزهد واجب لازم ترک

مرغ دلم طائریست قدسی عرش آشیان	در قفص تن ملول سیر شده از جهان

مرغ دل اضافه تبیانیه طائر پرنده قدسی پاک قوله

در فرش این خاکدان چون ببرد مرغ ما	باز نشیمن کند بر سر آن گلستان

در فرش این خاکدان اشاره بدنیا مرغ کنایه از روح نشیمن آشیان مرغان و جاے نشستن و آن مقام که همیشه آنجا باشند آن گلستان اشاره بمقام قرب و عالم اطلاق قوله

چون ببرزین جهان سدره بود جاے او	تکیه گه بازما کنگره عرش دان

سدره درخت کنار و نام مقام جبرئیل که سدة المنتهی گویند تکیه گه مکان باز کنایه از روح قوله

سایهٔ دولت فتد بر سر عالم بسے	گر بزند مرغ ما بال و پرے در جهان

بال باز و قوله

عالم علوی بود جلوه گه مرغ ما	آب خور او بود گلبن باغ جنان

آب خور جاے آب خوردن و قسمت و نصیب گلبن درخت گل جنان بهشت غزل

نکتهٔ دلکش بگویم خال آن مهرو ببین	عقل و جان را بسته زنجیر آن گیسو ببین

دلکش کشندهٔ دل اے مطبوع و مرغوب قوله

حلقهٔ زلفش تماشا خانهٔ باد صباست	جان صد صاحبدل آنجا بسته یکمو ببین

حلقهٔ زلف مقام عشق تماشا خانه گذرگاه و مکان تماشا باد صبا کنایه از عاشق یکمو جذبه از جذبات عشق

قوله عیب دل کردم که وحشی وضع و هرجائی مباش	گفت چشم نیم مست و غنج آن آهو ببین

وضع روش غنج بضم و فتح کرشمه قوله

سبوس جو لب معشوق و دام مرغ ما زلف کوست زهد فروشان خطاست این زین

چون مرغ روح عزیز ما در دنیا افتاد غنیمت دان حال خانه قرب خویش را و دل از دنیا بردار

عاشقان آفتاب از دلبر ما غافلند | اے نصیحت گو خدارا میروبین و میبین

خدارا بواسطهٔ خدا رو مبین و رو مبین خوشا مدما مکن و روی معشوق ما مبین که آفتاب است یا نه قوله

آنکه من در جستجویش از خرد بیرون شدم | کس ندیدست و نه بیند مثلش از هر سو مبین

جستجو طلب غزل

نافهٔ شد خون جگر از حسرت آهو مبین | میرزند چون آفتاب از بری آنمهرو مبین

بزم رندان مجلس عاشقان مهر آفتاب آن مهرو اشاره بمحبوب زان عنبر خوشبو کنایت از زلف محبوب دون کمینه تلبیس مکر و فریب غزل

یارب آن آهوی مشکین بختن باز رسان | وان سهی سرو روان را بچمن باز رسان

آهوی مشکین کنایه از مرشد و محبوب ختن کنایه از وطن سهی سرو روان مرشد و محبوب چمن کنایه از وطن قوله

دل آزردهٔ ما را به نسیمے بنواز | یعنی آن جان زتن رفته تبن باز رسان

نسیم باد خنک و خوشبو مراد توجه قوله

سنگ و گل گشت عقیق از اثر گریهٔ من | یارب آن گوهر رخشان ببین باز رسان

عقیق کوهے است ببین که ازان عقیق سنگے است چون در سنگشتری کنند اندوه از دل ببرقال تختموا بالعقیق فانه مبارکة قوله

بر وائے طائر میمون همایون طلعت | پیش عنقا سخن از زاغ و زغن باز رسان

طائر میمون محبوب عنقا سیمرغ کنایه از محبوب زاغ و زغن رقیبان قوله

آنکه بودی وطنش دیدهٔ حافظ یارب | بمرادش ز غریبی بوطن باز رسان

غریبی مسافرت۔

ردیف الواو

اے قبای بادشاهی راست بر بالای تو | زینت تاج و نگین از گوهر والای تو

بالا قد گوهر والا ذات عالی صفات قوله

آفتاب فتح را هر دم طلوعے میدهد | از کلاه خسروی رخسار مه سیمای تو

حافظ بار دوم توجه شد و دیدار آن خورشید روئین را دریافت اے نصیحت گو خدارا آن خورشید روئین را ببین

مہ سیما ماہ وش قولہ

از رسوم شرع و حکمت با ہزاران اختلاف | نکتۂ ہرگز نہ شد فوت از دل دانای تو

رسوم جمع رسم قولہ

آب حیوانش ز منقار بلاغت میچکد | طوطی خوش لہجہ یعنی کلک شکرخای تو

لہجہ آواز قولہ

آنچہ اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار | جرعۂ بود از زلال جام غم فرسای تو

آنچہ اسکندر طلب کرد یعنی آب حیوان جرعہ قطرہ غم فرسا رافع غم قولہ

عرض حاجت در حریم حرمت محتاج نیست | راز کس مخفی نماند بر فروغ رای تو

چہ راکہ جام جہان نماست ضمیر منیر دوست فروغ روشنی قولہ

اے خوشا سایہ پرور طرف کلاہ تو | خورشید سایہ پرور طرف کلاہ تو

طرف گوشہ قولہ

نرگس کرشمہ میکند از حد برون خرام | اے جان فدای شیوہ چشم سیاہ تو

نرگس مراد سالک طال اللسان کرشمہ میکند اے خود فروشی مینماید و دعوی ہمسری میکند اے یعنی اے کسے شیوہ اینجا بمعنے نگاہ۔ قولہ

خونم بخور کہ ہیچ ملک با چنین جمال | از دل نیایدش کہ نویسد گناہ تو

ملک فرشتہ از دل نیایدش یعنے دلش برین نمایدقولہ

با ہر ستارہ سر و کارست ہر شبم | از حسرت فروغ رخ ہمچو ماہ تو

تمام شب اختر شماری بسرے برم قولہ

حافظ طمع مبر ز عنایت کہ عاقبت | آتش زند بخرمن غم دود آہ تو

بمضمون لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا خرمن بکسر تودہ غلہ مالیدہ وغیرہ باکاہ آمیختہ غیر

ای آفتاب آئینہ دار جمال تو | مشک سیاہ مجمرہ گردان خال تو

آئینہ دار جام مجمرہ گردان عود سوزندہ قولہ

دراوج ناز و نعمتی اے پادشاہ حسن | یارب مباد تا بقیامت زوال تو

اوج بلندی قولہ

مطبوع ترز روی تو صورت نہ بست ہیچ | طغرا نویس ابروے مشکین مثال تو

مطبوع زیبا نقش صورت صورت نہ بست نیافرید طغرا نشان پادشاہ طغرا نویس کنایہ از حضتعالے مثال فرمان قولہ

در چین زلفش ایدل مسکین چگونہ | کا شفتہ گفت باد صبا شرح حال تو

چین زلف جذبہ عشق و محبت و نیز شدائد تعلقات دنیوی آشفتہ پریشان قولہ

برخاست بوے گل ز در آشتی درآے | اے نوبہار مالب فرخندہ فال تو

برخاست بوے گل ایام بہار رسید قولہ

تا پیشواے تخت روم تہنیت کنان | کو مژدہ ز مقدم عید وصال تو

تہنیت مبارکباد مژدہ خوشخبر مقدم پیش آمدن قولہ

حافظ درین کمند سر سرکشان بسے ست | سودا ے کج مبر کہ نباشد مجال تو

درین کمند اشارہ بعشق و محبت سودا ے کج خیال کج کنایہ از طلب عافیت و تندرستی و نیز وصال غزل

اے در چمن خوبی رویت چو گل خود رو | چین شکن زلفت چون نافہ چین خوشبو

خود رو خود بخود روینده و نیز قسمے از اقسام لالہا کہ آنرا لالہ خود رو گویند چین نام شہر و شکن بریدن قولہ

ماہ است رخت یار و زمشکست خطت یا شب | سیمست بت یا عاج سنگست دلت یارو

رو قسمے از کائنات کہ روئین گویند۔ قولہ

آن رائحہ زلفست یا الخلخہ عنبر | یا غالیہ مے سایدر باغچہ حسن او

رائحہ بوے خوش الخلخہ معجونے باشد خشبو و قیل گوے عنبرین با چند خوشبوی آمیزند چون عود قماری و مشک کاری و عنبر اشہب و کافور با می غالیہ عطریست بغایت لطیف قولہ

با ما بہ ازین می باش تا راز نگردد فاش | نبود بد اگر باشی با دلشدگان نیکو

فاش آشکار قولہ

اُستاد غزل سعدیست پیش ہمہ کس اما | دارد سخن حافظ طرز سخن خاجو

طرز روش۔

غزل

اے نوبہارِ مارُخِ فرخندہ فالِ تو | مشروحِ کارنامۂ خوبیِ جمالِ تو

کارنامہ علم خانۂ جنگ قولہ

صحنِ سرائے دیدہ بشستم ولی چہ سود | کاین گوشہ نیست درخورِ خیلِ خیالِ تو

صحن سرائے دیدہ بشستم یعنے صحن دیدہ را از خس و خاشاک تصورات ماسوی اللہ پاک و صفا نمودہ ام اما چہ سود چون لائق خیال و تصور جمال محبوب نیست کین گوشہ اشارہ بدیدہ درخور لائق و زیبا خیل گروہ قولہ

درصدد خواجہ عرض کدامین جفا کنم | شرحِ نیازمندیِ دل یا ملالِ تو

ملال ستوہ آوردن این[1] نقطہ سیاہ اشارہ بمردمک مدار جاے قرار حدیقہ باغ و حدیقہ بینش چشم حلقہ بگوشان فرمانبرداران۔ غزل

اے بیک راستان خبرِ یارِ ما بگو | احوالِ گل بہ بلبلِ دستان سرا بگو

پیک نامہ بر قاصد استان کنایہ از عاشقان گل کنایہ از معشوق بلبل دستان سرا عاشق قولہ

پرچین چو می‌شد آن سرِ زلفین مشکبار | با ما سرِ چہ داشت ز بہرِ خدا بگو

آن سرِ زلفین مشکبار اشارہ بہ تعینات و کثرات قولہ

جان پرور است قصۂ ارباب معرفت | رمزے بر و بپرس و حدیثے بیا بگو

ارباب معرفت عاشقان قولہ

ہر کس کہ گفت خاک در دوست توتیا | گو این سخن معاینہ در چشمِ ما بگو

توتیا سنگ سرمہ وقیل بصری قولہ

گر دیگرت بر آن درِ دولت گذر فتد | بعد از ادائے خدمت و عرضِ دعا بگو

دیگر اے بار دیگر در دولت جناب معشوق ادا ادا کردن۔ قولہ

بر این فقیر نامۂ آن محتشم بخوان | با این گدا حکایتِ آن بادشا بگو

این فقیر و این گدا اشارہ بخود آن محتشم و آن بادشاہ اشارہ بمعشوق قولہ

مرغِ چمن بموئہ من دوش میگریست | آخر تو واقفی کہ چہ رفت اے صبا بگو

[1] این بیان بابت درنسخہ موجودہ یافت نشد ۱۲

مرغ چمن ببلبل بمویۂ من برگریۂ من قولہ

ہر چند ما بدیم تو مارا بدان مگیر	شاہانہ ماجرائے گناہِ گدا بگو

بدان مگیر مواخذہ آن مکن شاہانہ ماجرائے گناہِ گدا بگو۔ ماجرا قصۂ افسانہ مانند سلطان گناہ گدایان را بدیل عفو بپوشان قولہ

آن مے کہ در سبوئے صوفی بعشوہ برد	کے در قدح کرشمہ کند ساقیا بگو

صوفی زاہد ظاہر پرست منع باز داشتن خرابات عالم عشق حضور روبرو مے محبت حق سبوئے مرشد قدح دل مستر شد کرشمہ ظہور ساقی بکم وسقٰھم ربھم شرابا طھورا معشوق حقیقی ۵ ساقی اینجا کیست یعنی محض ذات ۵ مے ہمہ یزدبکام ممکنات ۵ چون در اینجا مے پرستی میکنند ۵ باز اینجا نیز مستی میکنند ۵ میخورند آن مے باستعداد خویش ۵ مست مے آیند بر میعاد خویش قولہ

حافظ گرت بمجلس او راہ میدہند	مے نوش و ترک رزق زبہر خدا بگو

ترک رزق زبہر خدا بگو اے توکل بخدا کن فتوکلوا علی اللہ ان کنتم مومنین غزل

بجان پیر خرابات و حق صحبتِ او	کہ نیست در سر من جز ہوائے خدمتِ او

باقسمیہ پیر خرابات مرشد ہوا محبت و آرزو قولہ

بہشت اگرچہ نہ جائے گناہکارانست	بیار بادہ کہ مستظہرم برحمتِ او

مستظہرم برحمت او قوی پشت ہستم برحمت او یعنی برحمت او امید قوی دارم قولہ

چراغ صاعقہ آن سحاب روشن باد	کہ زد بخرمن من آتشِ محبتِ او

صاعقہ آتش آسمانی یعنی برق تجلی سحاب ابر کنایہ از فضل قولہ

بیار بادہ کہ دوشم سروش عالم غیب	نوید داد کہ عام ست فیضِ رحمتِ او

سروش جبرئیل وقیل ہر فرشتہ نوید مژدہ قولہ

بر آستانۂ میخانہ ہر کہ یافت رہے	مزن بپائے کہ معلوم نیست نیتِ او

میخانہ عشق مزن بپائے اعراض و انکار من۔ روزی شیخ ابو عثمان بطلب شیخ یوسف بن حسین شد در محلہ خرابات خانہ یافت سلام گفت شیخ برخاست و ابو عثمان تعظیم او کرد و نشست دید کہ پسر صاحب جمال پیش نشستہ است و قرابہ نہادہ ابو عثمان گفت باوجود این کمال اینچہ حالست یوسف گفت ظالمے

درین مملکت پیدا شد و این محله را خرابات خانه ساخت و این خانه میراثی من است که نشسته ام و این قرابه آنجوره است عثمان دیدآب بود از ینجاست بر آستانهٔ میخانه - قوله

مکن بچشم حقارت نگاه در من مست	که نیست معصیت و زهد بے مشیت او

اشکال این بیت آنست که زهد که موجب نفع بندگان ست مستحسن میباید اما مشیت معصیت هرگاه که موجب ضرر ایشان است از هرچه باشد جوابش راجع بآن مسئله است که اصلاح عباد بر حق تعالے واجبست یا نه و این مسئله درمیان ما و معتزله مختلف فیه است و همچنین مسئله مشیت معصیت پس اول تحقیق مسئله مشیت معصیت نمایم بعد ازان درمیان مسئله اصلاح در آیم در شرح تعرف آورده که مذهب ما آنست که خیر و شر و کفر و ایمان و طاعت و معصیت هم بعلم خداست و بخواست و بقضاء و تقدیر و بست و مذهب معتزله آنست که آنچه خیر است بعلم و بے است نه بمشیت و قضا و تقدیر و بست و بر این درمیان یک گرد الملها بسیار است اما مسئله اصلاح پس در شرح تعرف آورده اند که معتزله گویند که چون بهتری نکند حق ایشان منع کرده باشد و این ظلم باشد و از حد اظلم روا نباشد که خود گفته وما انا بظلام للعبید و چون آن کند که بنده را بهتری دران است و باز او را عذاب کند ظلم باشد و از خدا تعالی ظلم روا نباشد چنانکه گفت ان الله لا یظلم مثقال ذرة جواب از اول آنست که کسے را بر خدای حقے واجب نیست تا بمنع حق ظالم گردد و از ثانی آنکه ظالم آن باشد که حقے واجب منع کند یا اندر ملک کسان بے اذن مالک تصرف کند و چون کسے را بر وے حقے نبود و تصرف اندر ملک خویش بود و از وے برتر کسے نبود تا از وی او را دستوری بایستی خواست چرا بر وے صفت لازم آید و هم در شرح تعرف آورده که هر که جزاے کرد که آن فعل از وے قبیح آید یا مذموم نه از بهر آن بود که اندر ملک کسان کرد یا پاے از حد امر بیرون نهاد و باز حق تعالے هرچه کند اندر ملک خود کند و بر وے کسے را امر نیست و بدین تصرف براے وے ذمی و نکوهشی باز نگردد و اندرین مسئله دو نوع سخنست یکے اعتقاد درست دیگر ادب نگاهداشتن اما نصیب اعتقاد آنست که فاعل خیر و شر خدای داند عز و جل تا اندر ملک باوے شریک نگفته باشی و نصیب ادب آنست که نکوئیها بوے اضافت کنی و شر با بوے اضافت نکنی و او نیکوئی یا فاعل الخیرات و یا محسن و یا مجمل و یا مفضل و نکوئی یا شریر یا مسیی الفعل بلابرنج و شدائد آن طوفان عشق شراب کهن محبت خالص طمع منبر لطف بے نهایت دوست لاتقنطوا من رحمة الله قوله

نمیکند دل من میل زهد و توبه و ے	بنام خواجه بکوشیم و فر دولت او

میل خواهش فتر غره وزیبائی وشکوه مدام همیشه طینت آفرینش غزل

تاب بنفشه میدهد طرهٔ مشکسای تو | پردهٔ غنچه می درد خندهٔ دلکشای تو

تاب روشنی و پیچ طره موے پیچیدهٔ محبوبان که بر دوش مے گذارند قوله

ای گل خوش نسیم من بلبل حویش را مسوز | کز سر صدق میکند شب همه شب دعای تو

گل خوش نسیم محبوب بلبل عاشق قوله

من که ملول گشتمے از نفس فرشتگان | قال و مقال عالمی میکشم از برای تو

قال و مقال گفتگو یعنی من که بعالم عدم در حساب غربت مکمل بودم و از کمال غیرت تقدیر در دنیا رخت نهادم گفتگوے مجازیان را تحمل میکنم و باقتضاء رقظرة الحقیقة این بار میکشم و ملول گشتن از نفس فرشتگان آنست بموجب اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا جمیع ذریات آدم در صلب او مے دیدند و طعنه مے شنیدند و از موجود شدن مے گریختند دوم مصرع آنکه چون موجود شدم اهل عالم در حق من گفتگوے موحش که موجب هلاکت و رنجش باشد مینمایند من آنهمه برای تو میکشم و تحمل مینمایم زیرا که میدانم که اگر بوجود نمی آمدم لذت مشهود تو از کجاے یافتم - قوله

مهر رخت سرشت من خاک درت بهشت من | عشق تو سر نوشت من راحت من رضاے تو

مهر رخت عشق تو سر نوشت حکم ازلی و چیزے که بر سر او نوشته شود - قوله

دلق گداے عشق را گنج بود در آستین | گوشهٔ تاج سلطنت می شکند گداے تو

سلطنت را در نظر نے آرد گنج معرفت در آستین پوشیده سلطنت معرفت و بے پروائی از ماسوے قوله

ماه نشین چشم من تکیه گهه خیال تست | جاے دعاست چشم من هر تو بباد جاے تو

دعا خواندن خواه براے یافت - معنی آنست چشم من که شاه نشین است اے نشستگاه شاه بود و منزلگاه خیال ما بودی یعنی صورة متخیلهٔ تو در آنجا نشسته و در پرتو دیگران بسته و آن چشم از کمال صفا گنجایش دارد که ترا آنجا بدعوة آرد یا مقام دعاست که در دعا آیم و از تو آن مسأله نمایم که جاے تو نے تو خالی مباد دیگران را در مقام توجه جاے استاد قوله

خوش چمنی ست عارضت خاصه که در بهار حسن | حافظ خوش کلام شد مرغ سخن سراے تو

عارض رخساره خاصه علی الخصوص مرغ سخن سرا بلبل غزل

گر مدام از حرف دعا گفتن مبادا دور دور وست
ور ز خاک خرابات بود نظرت او

خطِ عذار یار که بگرفت ماه رو	خوش حلقه ایست لیک بدر نیست راه رو

خط عذار سبزه رخسار شاهدان در اینجا کنایه از نشو و نمای دنیا بود و ماه معروف کنایه از صفات احدیت و گرفتن ماه درین مقام پوشیدن بود معنی آنست دنیا که بنسبت عوام مذموم است و توجه بدو مسموم که الدنیا جیفة وطالبها کلاب نوا حدیث را پوشیده و غشاوه بر بصیرت همگنان می آورد و چون مقام دریافت حق است بنسبت خواص که الدنیا مزرعة الآخرة خوش حلقه ایست راه بدر شدن ندارد و گرداب وار هیچکس از و سر برنمی آرد و بی عنایت ازلی و هدایت لم یزلی ازان حلقه نمیتوان برآمد و در زمرهٔ عرفای حق نمیتوان در آمد قوله

ابروی دوست گوشهٔ محراب طاعت است	آنجا بمال چهره و حاجت بخواه ازو

دو دنیا ازانجهت که مقام حصول عشق و محبت است گوشهٔ محراب طاعتست دران محراب رو آتو جه که مقبول سلف است بدو نما پس گام همت برار دران راه و هر حاجتی که داری ازو بخواه که مدارج اولی و اخری و معارج مقامات است قوله

ای جرعه نوش مجلس جم سینه پاک دار	کاینه ایست جام جهان بین گواه ازو

یعنی اے سالک سینه را از خطرات رذیه پاک دار هیچ خطره فاسد بخاطر میار که دل مرشد آئینه ایست جهان بین که هر چه بخاطر سالک خطور پذیرد بر و روشن شود افسوس نو که مستر شد را بطور شرته رو اگر بهر خطره اش اعتراض پیش مے آرد قوله

کردار اهل صومعه ام کرد مے پرست	این دود بین که نامهٔ من شد سیاه ازو

کردار افعال و اعمال اهل صومعه زاهدان مرائی قوله

سلطان غم هر انچه تواند بگو بکن	من برده ام بباده فروشان پناه ازو

سلطان غم اضافه بیانیه مراد عشق زو- اشاره بغم قوله

ساقی چراغ مے برده آفتاب دار	گو بر فروز مشعلهٔ صبحگاه نزو

ساقی مرشد چراغ وجود سالک مے مراد عشق مجاز و آفتاب محبوب عشق حقیقی مشعلهٔ صبحگاه محبوب حقیقی و یا دل سالک که منور آن مسالک است چه صبح قیامت کسیکه دلش درین نشأ مشعلهٔ وار مصور شده باشد و بانوار محبت حق منور مشعله گشته پیشش ظهور خواهد نمود و هر که بر دلش

آتش عشق نا فته سر اسیمهٔ بیدای حشر خواهد بود که من کان فی هذه اعمی فهو فی الآخرة اعمی یعنی
ای مرشد سالکی را که محبت مجاز شده باشد مشتعل و بافروزش آن آتش شعلهٔ آتش ازان آتشش برآرد
در آتش حقیقتش در آکه بآن آتش مشتعل گردد واز اسفل باعلی رسد و آن سالک را گوتا دل خود را که مشعله وار
افروخته وغیر را از جوانی خود سوخته ازان آفتاب کنایه از محبوب حقیقی است نوری اندوزد که صبح قیامت مشعله
وار پیشش برافروزد و نیز چراغ مے اضافه بیانیه بود و مراد ازان حقائق و معارف بود آفتاب
عبارت دل عارف سالک و مشعلهٔ صبحگاه نیز کنایه از دل عارف و از و اشارت بچراغ کرد پس معنے
آنست که بیان معارف و حقائق پیش سالک عارف مکن که او قابلست باحتمال این سخن و گو برافروزی
باید که برافروزی دل آن عارف را بآن چراغ که سزاوار است بآن شعاع قوله

آبے ببر و زنامهٔ اعمال ما فشان	بتوان مگر ستر د حروف گناه ازو	ببرو ن	

ستر د تراشید قوله

حافظ که ساز مجلس عشاق ساز کرد	خالی مباد عرصهٔ این بزمگاه ازو		

عرصه میدان و هر میدانے که در و درخت نباشد غزل

گلبن عیش مے دمد ساقی گلعذار کو	بادبهار میوزد بادهٔ خوشگوار کو		

گلبن عیش اضافه بیانیه و نیز مشاهدات تجلیات باده محبت قوله

هر گل نو ز گلرخی یاد همید هد و لے	گوش سخن شنو کجا دیدهٔ اعتبار کو		

یعنے هر گل نو که از زیر زمین برمے آید خبرمے دهد از احوال گلرخانی که کوس محبوبی میزدند عاقبت الامر
با خاک یکسان شدند گوش سخن شنو کو شے که قابل سخن شنیدن باشد دیدهٔ اعتبار دیدهٔ
عبرت گزین - قوله

حسن فروشی گلم نیست تحمل ای صبا	دست زنم بخون دل بهر خدا نگار کو		

یعنے ای صبا تحمل حسن فروشی گل ندارم نگار ما کجاست تا دست بخون دل زنم ای بعشق او مستغرق
گردم یا آنکه این قصه و خونخواری با و عرض نمایم قوله

شمع سحر بنیر نگه لاف ز عارض تو زد	خصم زبان دراز شد خنجر آبدار کو		

شمع سحر عاشق طال اللسان خصم اشاره بعاشق طال اللسان - قوله

حافظ اگرچہ در سخن خازنِ گنج حکمتست | از غمِ روزگار دون طبع سخن گزار کو

حکمت معرفت غزل

گفتا برون شدی بتماشای ماہِ نو | از ماہ ابروان منت شرم باد رو
عمریست تا دلم ز مقیمانِ زلفِ تست | غافل ز حفظِ جانبِ یارانِ خود مشو

عمریست مدتیست زلف مراد عشق حفظ نگاہداشتن قولہ

مفروش عطر عقل بہندوی زلفِ یار | کانجا ہزار نافۂ مشکین بہ نیم جو

مفروش فخر کن زلف یار جذبۂ عشق کانجا اشارہ بجذبۂ عشق نافۂ مشکین عقل۔ قولہ

تخم وفا و مہر بین کشت زار عشق | انگہ عیان شود کہ رسد موسم درو

کشت زار دنیا عیان آشکار موسم درو قیامت قولہ

شکل ہلال بر سر مہ مید ہد نشان | از افسر سیامک و فر کلاہ زو

سیامک نام بادشاہے است پسر کیومرث و نام پہلوانی زو نام پادشاہے طہماسپ معنی آنست کہ شکل ہلال کہ از سر ماہ یعنی اول ماہ نمودار میشود و این نشان مید ہد از افسر سیامک و فر کلاہ زو یعنی از بادشاہان گذشتہ خبر مید ہد کہ درو ورمن اینہمہ شاہان گذشتہ اند غزل

مطرب خوشنوا بگو تازہ بتازہ نو بنو | بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو

نو اسرود بگوے یعنی بسرائے قولہ

بر زحیات کے خوری گر نہ مدام می خوری | بادہ بخور بیادِ او تازہ بتازہ نو بنو

بر زحیات کے خوری حصول فائدہ از زندگی کے نمائی مدام مے خوری مستغرق عشق بنباشی قولہ

با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے | بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو

با صنمے چو لعبتے اشارہ بمرشد خوش بنشین بجمع خاطر بوسہ ستان ز روی او حصول فیض از و نما قولہ

شاہد دلربای من میکند از برائے من | نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

شاہد دلربا محبوب حقیقی و مرشد نقش و نگار و رنگ و بو تجلیات کہ لا یتجلی اللہ مرتین و نیز بیان حقائق و معارف قولہ

باد صبا چو بگذری بر سر کوے آن پری | قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

حافظ جناب بیزدان طمع مدار
درس وفا و مہر بر دیوان و درس شو

باد صبا کنایه از مرشد آن پری اشارت بمحبوب غزل

مرا چشمیست خون افشان ز دست آن کمان ابرو | جهان بس فتنه خواهد از ان چشم و ازان ابرو

خون افشان خون گریان کمان ابرو معشوقی که ابروان او کمان شکل باشند فتنه عاشق قوله

هلالی شد تنم زین غم که با طغرای مشکینش | که باشد مه که بنماید رطاق آسمان ابرو

هلالی شد تنم یعنی از بس لاغری تن من بمنزله ماه نو گردید طغرا نشان پادشاه مشکینش ضمیر شین هم بر تن و هم بکمان ابرو که باشد مه یعنی ماه کیست و چه یارا او را قوله

غلام چشم آن ترکم که در خواب خوش مستی | نگارین گلشنش دیست و مشکین بنا گوش ابرو

ترک معشوق قوله

همیشه چشم مستش را کمان حسن در زه باد | که از پشتی تیر او کشد بر سر کمان ابرو

کمان ابرو معشوق قوله

روان گوشه گیران را ز حسنش طرفه گلزاریست | که بر طرف سمن زارش همیگردد چمان ابرو

طرفه نادر قوله

اگرچه مرغ زیرک بود حافظ در هواداری | به تیر غمزه صیدش کرد چشم آن کمان ابرو

هواداری دوستداری غزل

مزرع سبز فلک دیدم و داس مه نو | یاد م از کشته خویش آمد و هنگام درو

مزرع کشت داس داتی درو قت رسیدن از کشته خویشتن حضوری و سروری میشود کسی که بکشته از دور نظاره میکند همچنین مزرع فلک و داس مه نو از کشت نار آخرت یاد میدهد که الدنیا مزرعة الآخرة یعنی هر کس فردا موافق مزرعه خود خواهد درود اگر نیک است نیک و اگر بد است بد قوله

گفتم ای بخت بخسپیدی و خورشید دمید | گفت با اینهمه از سابقه نومید مشو

سابقه روز ازل قوله

تکیه بر اختر شب گرد مکن کان عیار | تاج کاوس ببرد و کمر کیخسرو

یعنی عاقل را باید که عشوه دنیا نخرد و بفریب او مغرور نشود و بنقش و نگار افلاک و نجوم و سیارات و ثوابت و از کارها نرود گفت تکیه بر اختر الخ شب گرد گردنده شب دزد قوله

گر روی پاک و مجرد چو مسیحا بفلک | کز چراغ تو بخورشید رسد صد پرتو

یعنی طالب را باید که درین دنیای فانی آنچنان زندگانی نماید که کار بر وی آسان شود و در وقت رحلت از دیگرے فارغ گردد چنانچه گوید گر روی پاک و مجرد الخ قوله

آسمان گو مفروش اینهمه نخوت که تراست | خرمن مه بجوی خوشهٔ پروین بدو جو

اهل کشف گفته اند که مرد را باید که خود را بزیور عشق چون محلی و مزین سازد که دنیا و مافیها نزد شوکت او از ذرهٔ حقیر تر نماید گفتن این مثال ازوے پسندیده آید آسمان گو مفروش الخ و در بعضے نسخه این بیت چنین دیده شده قوله

جام جمشید بمن ده که نیرزد بر من | گنج قارون بجو و ملک سلیمان بدو جو

گوشوار در و لعل ار چه گران دارد گوش | دور خوبی گذرانست نصیحت بشنو

ارباب عشق را گفته اند که می باید که در غایت خلق و نهایت تواضع بود یعنی افتادگی و شکستگی را شعار خود سازد و بحسن عاریتے فریفته نشود چنانچه اهل تجربه گفته اند گوشوار در و لعل ار چه الخ - قوله

چشم بد دور ز خال تو که در عرصهٔ حسن | بیندے را نه که بردازمه و خورشید گرو

وقتیکه بحسن و خلق وفا با دردمندان پیش آمد و ترک جفا کرد او را در قلوب اهل الله پیدائے شود که همه او را ستایش میگردانند چشم بد دور قوله

آتش زهد ورع خرمن دین خواهد سوخت | حافظ این خرقهٔ پشمینه بیندازو برو

گفته اند طینت آدم بر سرشتی که واقعست باید که سیرت خود را بهمان صورت نماید و تشبیه و تلبیس را لباس خود نسوزد و زهد و ورع که آفتیست در دین چنانچه میگوید آتش زهد و ورع الخ -

ردیف الهاء — غزل

یار از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامه | انی رأیت دهرا من هجرک القیامه

سعف مصرع ثانی آنکه بدرستے که دیده ام من زمانه را از هجر تو قیامت قوله

دارم من از فراقت در دیده صد علامت | لیست دموع عینی هذا لنا العلامه

نیست اشکهای چشم من اینست مرا نشانے قوله

هر چند کاز مودم ازوے نبود سودم | من جربّ المجرّب حلّت به الندامه

کسے کہ بیازماید آزمودہ شدہ را فرد آید بوے پشیمانی قولہ

پرسیدم از طبیبے احوال دوست گفتا | فی بعدہا عذاب فی قربہا الندامہ

در دوری او عذاب ست و در قرب او ندامت ۔ قولہ

گفتم ملامت آرد گر گرد دوست گردم | واللہ مارأینا حبًّا بلا ملامہ

سوگند خدا ہرگز ندیدہ ام ہیچ دوستی بے ملامت قولہ

بادِ صبا ز حالم ناگہ نقاب برداشت | کالشمس فی ضحاہا تطلع من الغمامہ

مانند آفتاب کہ در وقت چاشت از زیر ابر طلوع نماید قولہ

حافظ چو طالب آمد جام و جان شیرین | حتی یذوق منہ کاسًا من الکرامہ

تا اینکہ بچشد از وے یعنی بسبب وے پیالہ از نوازش بزرگواری غزل

ای از فروغ رویش روشن چراغ دیدہ | چشمے چو چشم مستت چشم جہان ندیدہ

فروغ روشنی قولہ

در قصد خون عاشق برو چشم شوخت | گہ این کمین کشادہ گہ آن کمان کشیدہ

این اشارہ بچشم آن اشارہ ببرو قولہ

وز سوز سینہ ہر دم دودم بسر برآید | چون عود چند باشم در آتش آرمیدہ

عود چو ہمیشہ خوشبو غزل

از من جدا مشو کہ تو ام نور دیدہ | آرام جان و مونس قلب رمیدہ

مونس الفت دہندہ قلب رمیدہ دل بیقرار ۔ قولہ

از چشم زخم دہر مبادت گزند از آنکہ | در دلبری بغایت خوبی رسیدہ

گزند زیان بغایت خوبی رسیدہ بکمال خوبی رسیدہ قولہ

از دامن تو دست ندارند عاشقان | پیراہن صبوری ایشان دریدہ

از دامن تو دست ندارند دامنت نگذارند قولہ

چشم بد از تو دور کہ در طرز دلبری | خط بر جمال یوسف کنعان کشیدہ

خط کشیدن منسوخ کردن قولہ

زین سر زنش کہ کرد ترا دوست حافظا | بیش از گلیم خویش مگر پا کشیدہ

پا از گلیم خویش بیرون کردن کار بیش از اندازۂ خود کردن ۔ غزل

گر دست من گیری تا خانہ بگویم ۔ ور خون منی ریزی بیگانہ بگویم

اے کہ باسلسلۂ زلف دراز آمدۂ	فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ

دیوانہ کنایہ از عاشق قولہ

ساعتے ناز مفرما و بگردان عادت	چون بپرسیدن ارباب نیاز آمدۂ

بگردان عادت یعنی درغمخواری بکوش ارباب نیاز عاشقان قولہ

پیش بالاے تو میرم چہ بصلح وچہ بجنگ	کہ بہر حال براندازۂ ناز آمدۂ

بالاقد چہ بصلح وچہ بجنگ خواہ بصلح پیش آئی خواہ بجنگ بہر حال ہم در صلح ہم در جنگ قولہ

آب و آتش بہم آمیختہ از لب لعل	چشم بد دور کہ خوش شعبدہ باز آمدۂ

شعبدہ باز بازی گر قولہ

زہد من با تو چہ سنجد کہ بیغماے دلم	مست آشفتہ بخلوتگہ راز آمدۂ

چہ سنجد چہ وزن دارد یعنے اے چہ قدر خلوتگہ راز خلوت عاشق قولہ

گفت حافظ دگرت گرچہ شراب آلودست	مگر از مذہب این طائفہ باز آمدۂ

غزل

چراغ روے ترا شمع گشت پروانہ	مراز عشق تو بر جان خویش پروانہ

پروانہ کرے کہ بر شمع و چراغ زند و آنکہ متوسط نفاذ بود و معنے ترکیبی فراغت نہ۔ قولہ

خرد کہ بند مجانین عشق مے فرمود	ببوے حلقۂ زلف تو گشت دیوانہ

بند قید مجانین جمع مجنون۔ قولہ

بمژدہ جان بصبا داد شمع در نفسے	ز شمع روے تو اش چون رسید پروانہ

صبا مرشد شمع سالک پروانہ خبر۔ قولہ

ببوے زلف تو گر جان بباد رفت چہ شد	ہزار جان گرامی فداے جانانہ

ببوے زلف تو بجذبۂ عشق تو بجان اسپند جان را اسپند باید کرد قولہ

چہ نقشہا کہ برانگیختم و سود نداشت	فسون ما براو گشتہ است افسانہ

چہ نقشہا اشارہ بعجز و نیازمندی فسون ما اشارہ بہمان نقشہا براو یعنی نزد او افسانہ لاینفع قولہ

حدیث مدرسہ و خانقہ مگوے کہ باز	فتاد در سر حافظ ہواے میخانہ

مدرسہ و خانقہ زہد و صلاح غزل

خنک نسیم معنبر شمامہ دلخواہ | کہ در ہوائے تو بر خاست با مداد پگاہ

خنک سروخوش نسیم بادزم معنبر خوشبو شمامہ بوے خوش با مداد پگاہ سحر گہ قولہ

دلیل راہ شوائے طائر خجستہ لقا | کہ دیدہ آب شد از شوق خاک آن درگاہ

دلیل راہنما قولہ

ببین بشخص نزارم کہ غرق خون دست | ہلال زار کنار شفق کنند نگاہ

نزار لاغر۔ قولہ

زدوستان تو آموخت در طریقت مہر | سپیدہ دم کہ صبا چاک زد شعار سیاہ

سپیدہ دم سحر گاہ شعار سیاہ لباس سیاہ۔ غزل

در سرائے مغان رفتہ بود و آب زدہ | نشستہ پیر صلائے بشیخ و شاب زدہ

رفتہ خس و خاشاک و کردہ آب زدہ آب پاشی نمودہ صلا افروختن برائے دفع سرما از بھر عامہ و آوازے کہ برائے طعام کنند ۱۲ امن ابراہیم شاہی قولہ

سبوکشان ہمہ در بند گیش بستہ کمر | ولے ز طرف کلہ خیمہ بر سحاب زدہ

سبوکشان عاشقان بستہ کمر مستعد و موجود قولہ

فروغ جام و قدح نور ماہ پوشیدہ | عذار مغبچگان راہ آفتاب زدہ

فروغ روشنی جام و قدح معروف کنایہ از سالکان نور ماہ کنایہ از نور صفات احدیت عذار رخسارہ مغبچگان نیز کنایہ از سالکان راہ آفتاب زدہ آفتاب را شرمندہ ساختہ و نیز آفتاب کنایہ از جلال احدیت معنے آنست کہ درخشش نور سالکان باکمال کہ تخلقوا باخلاق اللہ شدہ نور صفات جمال پوشیدہ و تجلی صفات در ایشان آرمیدہ و رخسار آن سالکان براہ آفتاب احدیت زدہ۔ قولہ

زشوق عربدۂ شاہدان شیرین کار | شکر شکستہ و گل ریختہ گلاب زدہ

عربدہ گفتگو شکر شکستہ و گل ریختہ گلاب زدہ شکر و گل و گلاب ہر سہ شکستہ و ریختہ و زدہ شدہ قولہ

گرفتہ ساغر عشرت فرشتۂ رحمت | ز جرعہ بر رخ حور و پری گلاب زدہ

فرشتۂ رحمت مرشد جرعہ قطرہ قولہ

وصال دولت بیدار ترسمت ندہند | کہ خفتۂ تو در آغوش بخت خواب زدہ

کہ بجائے خاطر تاریک ملالت از من براہ کہ حافظ تو ہمہ شب بخلوت بسر آید

دولت بیدار محبوب خواب زده غافل و بیخبر قوله

سلام کردم و با من بروی خندان گفت | که ای خمار کش مفلس شراب زده

شراب زده مست و مخمور قوله

که کرد اینکه تو کردی بضعف همت ورای | ز کنج خانه شده خیمه بر خراب زده

کنج خانه کنایه از گوشه خانهٔ اطلاق خراب دنیا قوله

فلکش نش | فلک جنیبه کش شاه نصرة الدین باد | بیا به بین ملکش دست در رکاب زده

جنیبه کش کوتل کش یعنی خادم ملک فرشته دست در رکاب زده رکاب داری کرده- قوله

خرد که ملهم غیب است بهر کسب شرف | ز روی صدق صدش بوسه بر جناب زده

ملهم الهام کننده قوله

عروس بخت در آن حجله با هزاران ناز | شکسته گیسو بر برگ گل گلاب زده

شکسته گیسو زلف آراسته بر برگ گل رخساره بر برگ گل گلاب زده چهرهٔ عرقناک- قوله

بیا بمیکده حافظ که بر تو عرضه کنم | هزار صف ز دعاهای مستجاب زده

صف قطار مستجاب زده باجابت رسیده غزل

همی شد | دامن کشان همی رفت در شرب زر کشیده | صد ماهر و شبگش جیب قصب دریده

دامن کشان خرامان شرب جمعی است از جامه کنان که اکابر می پوشند قصب لفتحتین نفی و جامه کتان یعنی مرشد من از همه خواهشهای عالم کشیده از خرقه که مانند شرب زر کشیده زیبائی داشت همی رفت و صدا و لیاکه روح ایشان در عالم دل مانند ماه تابان بود از رشک و جامهٔ خود چاک میزد که ما بآن حالت نرسیده ایم قوله

از تاب آتش می بر گرد عارضش خوے | چون قطره های شبنم بر برگ گل چکیده

تاب گرمی قوله

آن لعل دلکشش بین و آن خنده پر آشوب | وآن رفتن کشش بین و آن گام آرمیده

خوش | رفتن کش رفتار با ناز قوله

زنهار تا توانی اهل نظر میازار | دنیا وفا ندارد ای یار برگزیده

زنهار هرگز اهل نظر عاشقان برگزیده مقبول قوله

پس شکر باز گویم در بندگی خواجه | گر او فتد بدستم آن میوه رسیده

آن میوه رسیده معشوق قوله

دوش رفتم بدر میکده خواب آلوده | خرقه تر دامن و سجاده شراب آلوده

میکده عشق و آستانه پیر خواب آلوده مخمور و بخیر تر دامن ملوث قوله

آمد افسوس کنان مغبچه باده فروش | گفت بیدار شو ای رهرو خواب آلوده

رهرو سالک قوله

شست و شوئی کن و آنگه بخرابات خرام | تا نگردی ز تو این دیر خراب آلوده

شست و شوئی کن اول خود را از جمیع معاصی یا تعلقات دنیوی پاک کن و آنگه بخرابات خرام بعد و در عشق در اے این دیر خراب اشاره بعشق آلوده بدنام قوله

بطهارت گذران منزل پیری و مکن | خلعت شیب بتشریف شباب آلوده

طهارت عشق منزل پیری وقت پیری خلعت سراپا و شیب پیری شباب جوانی قوله

آشنایان رهِ عشق درین بحر عمیق | غرقه گشتند و نگشتند بآب آلوده

بحر عمیق عشق - قوله

بهوای لب شیرین دهنان چند کنی | جوهر روح بیاقوت مذاب آلوده

مذاب گداخته شده یاقوت مذاب شراب سرخ قوله

پاک و صافی شو از چاه طبیعت بدرآ | که صفائی ندهد آب تراب آلوده

چاه طبیعت بشریه آب تراب آلوده آب خاک آلوده کنایت از زهد ریائی قوله

گفتم ای جام جهان بین فتر گل عیبی نیست | که شود فصل بهار از مے ناب آلوده

فصل بهار در فصل بهار غزل

سحرگاهان که مخمور شبانه | گرفتم باده با چنگ و چغانه

شبانه بفتح خماری و هر چه بران شب گذرد چنگ و چغانه نام سازها قوله

نهادم عقل راره توشه از مے | ز شهر هستیش کردم روانه

گفت حافظ بروز نکتهٔ بار ان بفروش تا ازین لطف بانواع عنایت بار آلوده گرداند

ره توشه توشهٔ راه که در وقت سفر همراه گیرند قوله

نگارمے فروشم عشوهٔ داد | که ایمن گشتم از مکر زمانه

نگارمے فروش مرشد عشوه داد تو هی فروش مکر زمانه حوادث زمانه و نیز کنایه از بیخبر ساختن مرانسانرا

قوله سراخالیست از بیگانه مے نوش | که نبود جز تو اے مردیگانه

سراخالیست هیچ مزاحے نیست و نیز دل بغیل و غش قوله

نظیر مطرب شراب و شاهد و ساقی همه اوست | خیال آب و گل در ره بهانه

باید دانست که در وجود جمله موجودات همان یک حقیقت دائر و سائر است و این جمله وجود و همی بیش نیست چون بر سالک آفتاب حقیقت تابد و دیدهٔ باطن او بنور معرفت گشاده گردد و این هستی موهومهٔ کائنات از پیش نظرش محو و منطمس گردد چون بچشم و شعاع شمس و همان حقیقت را دائر و سائر بیند لاجرم گوید ما فی الوجود الا الله شراب و شاهد الخ قوله

زساقی کمان ابرو مشنیدم | که اے تیر ملامت را نشانه

ساقی کمان ابرو عارف کامل - قوله

بهبینی نه بندی زانمیان طرفے کمروار | اگر خود را نه بینی درمیانه

طرف نه بستن حاصل کردن زانمیان اشاره بذات حق اگر خود را نه بینی درمیانه چرا که ۵ اگر یاری از خویشتن دم مزن ۵ که شرک است با یار و با خویشتن قوله

بر و این دام بر مرغے دگر نه | که عنقا را بلند ست آشیانه

این دام اشارت بسعی و کوشش مرغ دگر اشارت بتجلیات صفاتی و افعالی عنقا کنه ذات مقدس بلند ست آشیانه کسے بآنجا نمیرسد قوله

که بند د طرف او از حسن شاهی | که با خود عشق بازد جاودانه

طرف بستن امید داشتن که با خود عشق بازد جاودانه موافق این که ۵ خود از دست خویش خم پدید آمد ۵

قوله بده کشتی مے تا خوش برآئیم | ازین دریاے ناپیدا کرانه

کشتی مے پیاله مے که بصورت کشتی سازند دریاے ناپیدا کرانه العشق بحر عمیق قوله

وجود ما معما ئیست حافظ | که تحقیقش فسونست و فسانه

معمائیست الانسان سری وانا سر الانسان غزل

عیشم مدام است از لعل دلخواه | کارم بکام است الحمد للہ

مدام ہمیشہ و شراب لعل دلخواہ کنایت از لب و مراد از ان لطف کام مقصود قولہ

دیشب ز رویش خوشش بود وقتم | از وصل جانان صد لوحش اللہ

ز رویش بسبب مشاہدہ روے او لوحش اللہ در اصل لا اوحش اللہ یعنی وحشی نگرداند خدا او وحشت ندہاد و این دعاست قولہ

رخ برنتابم از راه خدمت | سر برندارم از خاک درگاه

رخ برنتابم معرض نباشم قولہ

دلق ملمع زنار را هست | صوفی نداند این رسم و این راه

دلق ملمع اعمال ریائی زنار راہ است در طریقہ عشق عین کفر ہست صوفی کنایہ از عاشق کامل این رسم و این راہ اشارت باعمال ریائی قولہ

ما را به میخانه افسانه کردند | پیران جاهل شیخان گمراه

ما را بشراب خواری و عشقبازی مشہور کردند۔ قولہ

از قول زاهد کردیم توبه | وز فعل عابد استغفر الله

زاہد مراد زاہد خشک کہ ہیچ بوے عشق ندارد عابد عابدان مرائی قولہ

جانان چه گویم شرح فراقت | چشمی و صد نم جانی و صد آه

جانان اے جان خطاب بجان ہست و حرف ن زائد قولہ

خیز شوق لبت بردازیاد حافظ | در دِ شبانه درس سحرگاه

شوق مستی لب مراد لطف مراد از و عشق غزل

عید است و موسم گل ساقی بیار باده | هنگام گل که دید است بی می قدح نهاده

عید ایام مکاشفات قولہ

واعظ که دی نصیحت میکرد عاشقان را | امروز دیدمش مست تقوی ز دست داده

واعظ کنایت از خود دی زمانہ گذشتہ امروز دیدمش مست تقوی ز دست دادہ بموجب ۵ پنج زد

عشق ولباس پارسائی پارہ شد ؛ طاعت صدسالہ ام تاراج یک نظارہ شد ؛ قولہ

این یکدو روز دیگر گل را غنیمتے دان		گر عاشقی طرب کن با ساقیان سادہ	

این یکدو روز اشارت بزمان مکاشفات ونیز ہنگام جوانی گل مکاشفہ وجوانی شاہدان سادہ عرفای کامل کہ لوح دل انسانی از نقوش ماسوی اللہ سادہ دارند قولہ

زین زہد و پارسائی بگرفت خاطرم تن		ساقی پیالہ دہ تا دل شود کشادہ	

زین زہد و پارسائی اشارہ بزہد وتقوے خشک بگرفت ملول شد ساقی۔ مرشد وحقتعالی الحکم وسقاہم ربہم شرابا طہورا کشادہ خوش قولہ

گل رفت ای حریفان غافل چرا نشینید		بے بانگ رود و چنگ و بے یار جام بادہ	

گل رفت گل اشارت بمعشوق وجوانی وبیا اے کہ عمرت بہفتاد رفت ؛ بانگ ف ونے اقوال واحادیث سلف یار مرشد کامل جام بادہ کنایہ از عشق قولہ

مطرب چو پردہ ساز د شاید اگر بخواند		از طرز شعر حافظ در بزم شاہزادہ	

شاید سزاوار آنست۔ غزل

گر تیغ بارد در کوے آن ماہ		گردن نہادیم الحکم للہ	

یعنے اگر در کوچہ معشوق آن ماہ باران تیغ بلا بارد بجان قبول کردیم یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید قولہ

آئین تقوے ما نیز دانیم		اما چہ چارہ با بخت گمراہ	

آئین تقوی طریقہ زہد وصلاح قولہ

ما شیخ و واعظ کمتر شناسیم		یا جام بادہ یا قصہ کوتاہ	

ما ملتفت بشیخ وواعظ نیستیم کہ این کار اہل ظواہر ست یا جام بادہ استغراق بعشق یا قصہ کوتاہ ترک قال وقیل قولہ

مہر تو عکسے بر ما نیفگند		آئینہ رو یا آہ از دلت آہ	

مہر آفتاب کنایت از رب الارباب عکس تابش اینجا کنایت از تجلیات مشاہدات یعنی مہر آفتاب رو تو اے مہر حقیقی بر ما نتافت ورشحہ مشاہدات تجلیات کہ سالک را بمنزلہ حیات است در نیافت ای محبوب آئینہ رو از دلت آہ کہ توجہ نمیکنی حسبۃ للہ باید دانست کہ آئینہ از آہ تباہ گردد

وایراد ہردو کلمہ در کلام فصحا قولہ

اَلصَّبْرُ مُرٌّ اَلْعُمْرُ فَانٍ	یَالَیْتَ شِعْرِیْ حَتَّامَ اَلْقَاہُ

مر تلخ فان فانی لیت کاشکی شعر دانستن حتام در اصل حتا ما بود الف را از جہت تخفیف حذف نمودند وحذف الف در کلام فصحا وبلغا کثیر الوقوع است و در المعجم اللہ الالم حذافی زہرۃ الدنیا عنبیک وحتام منکس بعد انباس نار عقبک و کلمہا کہ بعد حتے کہ در کلام است بمعنے استفہام است معنے آنست کہ شکیبائی تلخ وزندگانی فانی بشنو تا بدانی کہ اے کاشکے تا بدانستمی کہ کے ملاقات کنم اورا یعنی مرا شوق لقاے او فراوان وشکیبائی از اختیار بیرون یقین است کہ زندگانی پسری شونده است واز دست رونده اے کاشکے معلوم شود کہ کے مرگ در رسد وملاقات دست دہد قولہ

عاشق مخور غم گر وصل خواہی	خون خورده باید درگاه بیگاه

خون خورده باید احتمال بلا ہا باید نمود دوم نباید زدگاه وبیگاه مدام قولہ

حافظ چه نالی زینگونه بیدل	گر مے نشنیدی پند نکو خواه

چه نالی شکوه چه میکنی بیدل مبتلاے غم واندوه قولہ

گفتم اے دوست شکم عاشق آزوی چو ما	گفت لاحول ولا قوۃ الا باللہ

حول توانائی وگردیدن افواه دہنہا دو تاه خمدار وہردو زوال کاہش ونقصان۔

غزل

نصیب من چو خرابات کرده است الہ	در نیمیانه بگو صوفیا مرا چه گناه

خرابات مقام عشق ونیز مقام توحید است ۵ نشانے داده اند از خرابات ۵ کہ التوحید اسقاط الاضافات در نیمیانه در خرابی اوصاف بشری صوفی مراد زاہد تمسخر قولہ

کسے کہ در ازلش جام مے نصیب افتاد	چرا بحشر کنند این گناه را در خواه

یعنے کسے کہ روز ازل رقم میخوری بنام او مرقوم نمودند در خواه سوال قولہ

مراد من ز خرابات چونکہ حاصل شد	دلم ز مدرسه و خانقاه گشت سیاه

خرابات عشق خرابی اوصاف بشری چونکہ شد حاصل بمراد خود رسیدم مدرسہ وخانقاه فضیلت وصلاح وتقوی گشت سیاه تنگ وبیزار قولہ

لہ کذا فی الاصل ولعلہ بعد ۱۲

سہ این غزل در نسخ مطبوعہ یافت نشد ۱۲

بگو بزاہد سالوس خرقہ پوش دوروے | کہ دست زرق دراز ست و آستین کوتاہ

خرقہ پوش دوروے درویش مرائی سالوس مکار کہ دست زرق دراز ست گرفتار حرص و ہوا و در پے تحصیل جمع مال آستین کوتاہ لباس درویشی قولہ

تو خرقہ را ز برائے ہوا ہمے پوشی | کہ تا بزرق بری بندگان حق از راہ

ترک الدنیا للدنیا تا برائے آنکہ زرق مکر و فریب بری بندگان حق از راہ گمراہ سازی مستعد خود گردانی

قولہ غلام ہمت رندان بے سر و پایم | کہ ہر دو کون نیرزد بہ پیش شان یک کاہ

بے سر و پا مفلس و بیچ شان کہ ہر دو کون نیرزد بنزد شان یک کاہ بماسوا حق نظر نیند از ندا زیبا یحب المعالی الہمم۔ قولہ

برو گدائے در ہر گدائے شو حافظ | تو این مراد نیابی مگر بشے للہ

گدا کنایہ از عارف کہ گدای حق اند بشے للہ گدائے کہ او از فقیران است۔ غزل

ماہرن ناگہان پردہ برانداختہ یعنی چہ | مست از خانہ برون تاختہ یعنی چہ

پردہ برانداختہ خود را آشکارا ساختہ قولہ

زلف در دست صبا گوش بہ پیغام رقیب | اینچنین با ہمہ در ساختہ یعنی چہ

در ساختہ آمیختہ قولہ

شاہ خوبانی و منظور گدایان شدہ | قدر این مرتبہ نشناختہ یعنی چہ

گدایان عاشقان ایمنرتبہ اشارہ بمنظوری گدایان قولہ

چون سر زلف خود اول تو بدستم دادی | باز م از پائے درانداختہ یعنی چہ

مبتلائے غم و اندوہ یعنی اول خود بجذبۂ عشق خود در آوردی سہ نیرنگی عشقست کہ اسرار انا الحق خود گفتہ و خود ز منصور کشیدہ قولہ

سخنت کز مزدبان گفت و کمر سر میان | ز میان تیغ بما آختہ یعنی چہ

آختہ کشیدہ قولہ

ہر کس از مہرہ مہر تو نقشے مشغول | عاقبت با ہمہ کج باختہ یعنی چہ

بنقشے یعنی بنوعے با ہمہ کج باختہ بہیچکس وفا ننمودہ — قولہ

سلہ یعنی چہ برائے چون ابراہیم شاہی ۱۲

حافظا در دل تنگت چو فرود آید یار | خانہ از غیر نپرداختہ یعنے چہ

خانہ دل چہ فرود آید یار محبوب چگونہ نزول نماید از غیر ماسوے حق نپرداختہ خالی نساختہ غزل

وصال او ز عمر جاودان بہ | خداوندا مرا آن دہ کہ آن بہ

او اشارت بمحبوب ارباب محبت گفتہ اند کہ وصال جانان از متاع دنیا و نعیم آخرت بہتر است قولہ

بشمشیرم زدو باکس نگفتم | کہ راز دوست از دشمن نہان بہ

شمشیر تیغ ہجر و بے نیازی دشمن غیر تجربہ معلوم شدہ است محب ہر چند جفا کش تر و اسرار مخفی را نگہدارندہ تر باشد محبوب را با او محبت بیشتر شود بنا بران گفت بشمشیرم زدو باکس نگفتم قولہ

بداغ بندگی مردن برین در | بجان او کہ از ملک جہان بہ

بجان قسم جان ملک جہان سلطنت حاصل آنست کہ غلامان محبوب را شرف است بسوداگران دنیا کہ از محبت نصیبے ندارند کہ خواجہ خود جاے دیگر گفتہ ؎ گداے کوے تو بودن ز سلطنت بہتر قولہ

خدارا از طبیب من بپرسید | کہ آخر کے شود این ناتوان بہ

خدارا بواسطہ خدا از طبیب من از محبوب من قولہ

بخلدم دعوت اے زاہد مفرما | کہ این سیب زنخ زان بوستان بہ

حاصل این بیت آنست کہ نقد را بر نسیہ ترجیح ہست بموجب عصفور فی الید خیر من الکرکی فی الہواء قولہ

گلے کان پایمال سرو ما گشت | بود خاکش ز خون ارغوان بہ

گل کنایہ از سالک و عاشق سرو کنایہ از عاشق ارغوان عاشقان مقدمرانی قولہ

اگرچہ زندہ رود باغ کاران | ولے شیراز ما از اصفہان بہ

زندہ رود نام رود ست بالاے او باغ کاران کہ نام باغ است در اصفہان مراد وعظ و تقوی شیراز عالم عشق است اصفہان صلاح و تقوی قولہ

جوانا سر متاب از پند پیران | کہ رای پیر از بخت جوان بہ

سر متاب اعراض مکن رای فکر و تدبیر عقل غزل

یاقوت مے فروشت ہر زاہدے کہ دیدہ | سجادہ ترک کردہ پیمانہ در کشیدہ

یاقوت میفروش کنایہ از لب مراد عشق سجادہ زہد و پارسائی پیمانہ در کشیدہ در عشق در آمدہ

سخن از ہندوان و دست گرفتن آب حیات

وان یکاد آیہ وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارہم لما سمعوا الذکر ویقولون انہ لمجنون ان ہو الا ذکر للعالمین قولہ

میلے اگر نمدارد با عارض تو ابرو	پیوستہ از چہ باشد چون قد من خمیدہ

عارض رخسارہ پیوستہ ہمیشہ خمیدہ کج۔ قولہ

گر بر لبم نہی لب یابم حیات باقی	آنم کہ جان شیرین باشد بلب رسیدہ

لب بلب نہادن کنایہ از رسانیدن ست بوصل حیات باقی زندگی لافنا فضا رزمین فراخ وکشادہ۔

ردیف الیاء۔ غزل

احمد اللہ علی معدلۃ السلطانی	احمد شیخ اویس حسن الکانی

شکر میگویم خدارا بر عدل بادشاہ کہ نام او احمد شیخ اویس است والکانی منسوب کہ قومے است از ترکان۔ قولہ

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد	آنکہ مے زید اگر جان جہانش خوانی

نژاد اصل میزید سزاوار است قولہ

دیدہ نادیدہ باقبال تو ایمان آورد	مرحبا اے بہمہ لطف خدا ارزانی

مرحبا خوش باد ارزانی سزاوار قولہ

بر شکن کاکل ترکانہ کہ در کاکل تست	بخشش وکوشش خاقانی چنگیز خانی

بر شکن کاکل ترکانہ زلف آراستہ کن خاقان بادشاہ ترکستان وچین چنگز وچنگیز کلاہما نام سرور مغلان علیہ اللعنۃ گفتہ اند کہ خروج او یکے از علامت قیامت بودہ است در یک شہور بست وچہار لکہ آدمی را کشتہ وابن لبعین را چنگیز خان ہم گفتندی و شریعت او را کہ بنام نہادہ تورہ نامند۔ قولہ

گرچہ دوریم بیاد تو قدح می گیریم	بعد منزل نبود در سفر روحانی

گرچہ دوریم اگرچہ باعتبار جسم دوریم بیاد تو قدح مے گیریم مدام در یاد تو ایم بُعد مسافت بعد منزل نبود در سفر روحانی در وصل معنوی ہجران صوری را شمارے نہ قولہ

از گل فارسیم غنچۂ عیشے نشگفت	جندا دجلۂ بغداد و مے ریحانی

گر دست من نگیری بانوا بہ باز گویم
گر عشوہ دہی ازحافظ جاں بر دو دیدہ

جبذا اے چہ دوستست و خوشا و دستا این کلمہ مدح گویند مے ریحانی قسمے از شراب
سر عاشق کہ بخاک رہ معشوق بود ہر عاشقے کہ خاکراہ معشوق بود از و اشارت بخاک دریار

غزل

اے گدایان ترا عار ز شاہنشاہی	ہمہ کس را تو دہی منصب صاحب جاہی

عار عیب و ننگ دارد عار اے عارے ندارد۔ غزل

آن بہ اے دل آنم کہ خراب رخ گلگون باشی	بے زر و گنج بصد حشمت قارون باشی
در مقامیکہ صدارت بفقیران بخشند	چشمدارم کہ بجاہ از ہمہ افزون باشی

در صدارت بالانشینی چشمدارم توقع دارم قولہ

در رہ منزل لیلی کہ خطرہاست دران	شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی

اے جان اول قدم درین راہ آنست کہ معاملات و آمیزش با خلق یکسو نہی بحدے کہ خلق ترا مجنون گویند کہ قال علم لا یکمل ایمان العبد حتی یظن انہ مجنون قولہ

نقطہ عشق نمودم بتو ہان سہو مکن	ورنہ چون پرگری از دائرہ بیرون باشی

نقطہ عشق اضافت بیانیہ سہو مکن بغیر ملتفت میباش ورنہ چون پرگری ملتفت بغیر شوی دائرہ حلقہ عاشقان

قولہ کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش	کے روی رہ زکہ پرسی چکنی چون باشی

کاروان سلف کہ تبعیت ایشان لازم بود در خواب گرفتار غفلت بیابان کنایہ از سلوک قولہ

تاج شاہی طلبی گوہر ذاتی بنما	ور خود از جوہر جمشید و فریدون باشی

تاج شاہی مرتبہ سلطنت گوہر ذاتی حسب و شرافت کسی از جوہر جمشید نسب و اصل جمشید فریدون نام بادشاہ ایران زمین کہ ضحاک اکشت اول روز مہرگان بر تخت ملک جلوس کرد خلائق آن روز را مبارک گرفتند و جشنہا کردند و عید شمردند و نیز او حکیم پیشہ بود شراب انگوری و حکمتہاے دیگر ساختہ و پانصد سال شاہی کرد قولہ

حافظ از فقر مکن نالہ کہ گر شعر این بست	ہیچ خوشدل نہ پسندت کہ تو محزون باشی

محزون غمگین غزل

اے پادشہ خوبان داد از غم تنہائی	دل بیتو بجان آمد وقت ست کہ باز آئی

داد فریاد قوله

داد از | مشتاقی و مهجوری و دوراز تو چنانم کرد | کز دست بخواهد شد پایان شکیبائی

شکیبائی صبر قوله

اے درد تو ام درمان در بستر ناکامی | وے یاد تو ام مونس در گوشهٔ تنهائی

درد کنایه از عشق ناکامی نامرادی قوله

زین دائرهٔ مینا خونین جگرم مے ده | تا حل کنم این مشکل زین ساغر مینائی

دائرهٔ مینا فلک ساغر مینا پیالهٔ شراب قوله

فکر خود و رای خود در عالم رندی نیست | کفر است درین مذهب خود بینی و خود رائی

درین مذهب اشارت بعاشقی قوله

یارب بکه شاید گفت این نکته که در عالم | زخساره بکس ننمود آن تنها هر جائی

شاید گفت توان گفت زخساره بکس ننمود هیچکس آنکه ماهیت خود واقف نساخت آن شاهد هر جائی محبوب حقیقی باعتبار ظهور قوله

دی شب گله زلفت با باد صبا گفتم | گفتا غلطی بگذر زین فکرت سودائی

زلف دنیا وجذبهٔ عشق باد صبا مرشد غلطی در غلط افتادی زین فکرت سودائی خیال لا یعنی قوله

صد باد صبا اینجا با سلسله میرقصند | اینست طریق ایدل تا باد نه پیمائی

باد صبا عاشق وعارف اینجا در عشق با سلسله میرقصند گرفتار این سلسله اند در بلا و رنج فرحان وشادان اند اینست طریق راه عشق اینست تا باد نه پیمائی سرگردان نشوی قوله

شاداب دائم گل این بستان سیراب نمی ماند | در رباب ضعیفانرا در وقت توانائی

گل انسان ومخلوق این بستان دنیا سیراب نمیماند که کل نفس ذائقة الموت در رباب ضعیفانرا تیمارداری ضعیفان نما قوله

حافظ شب هجران شد بوی خوش صبح آمد | شادیت مبارکباد ای عاشق شیدائی

غم هجران شد غم هجران رفت غزل

اے دل بکوی عشق گذاری نمیکنی | اسباب جمع داری و کاری نمیکنی

بدانکه صراط مستقیم آنست که امتثال اوامر و نواهی بر هیچ تقصیری نکنی و در جمیع احوال امیدوار باشی چه معلوم نیست که در وقتی که قبض روح خواهد بود یا ایها الذین امنوا انفقوا مما رزقنا الآیه و در آنوقت خبر نفع از رجا نیست نهار تصفیهٔ باطن بکوش که خلیفهٔ حق باشی و خود را چرا در گاهن طبیعت بندهٔ نفس اماره کردهٔ چرا ایدل بکوی عشق الخ قوله

چوگان کام دکف و گوی نمیزنی	بازی چنین بدست و شکاری نمیکنی

چوگان کام طاقت و توانائی گوی نمیزنی گوی مراد بازی چنین عبارت از جوانی شکار مطلب قوله

گر دیگران بجان غم جانان خریده اند	اے دل تو این معامله بارے نمیکنی

غم جانان عشق اینمعامله خریدن عشق بجان قوله

ساغر لطیف و دلکش و مے افگنی بخاک	واندیشه از بلاے خمارے نمیکنی

ساغر پیمانه مے و دل و بدن مے زندگی مے افگنی بخاک ضائع کنی خمار ملالت طبع که بعد خوردن شراب حادث گردد بلاے خمار اندوه و ترس محشر غزل

اے دل گرازان چاه زنخدان بدر آئی	هر جاکه روی زود پشیمان بدر آئی

چاه زنخدان طور تقدیر اگرچه طور تقدیر که در غور آن غلو کردن جائز نیست التقدیر بحر عمیق فمن غمس فقد فضل و بحث کردن دران طور گمراهی آرد اذا بلغ الکلام الی القدر فامسکوه ولیکن باعتبار اعتقاد سببی است یعنی ثمره از اثمار اسلام و نتیجه از نتائج معتقد انست علم کلام مومن را بیرون رفتن ازین عقیده نیز گمراهی است ایدل الخ قوله

شاید که باب فلکت دست بگیرد	گر تشنه لب از چشمهٔ حیوان بدر آئی

چشمهٔ حیوان آبحیات مراد عشق قوله

هشدار که گر وسوسهٔ نفس کنی گوش	آدم صفت از روضهٔ رضوان بدر آئی

اگر تابع حرص و هوای نفسانی شوی و عامل بران شوی هیچ وانی نفس چیست بدانکه الله تعالی قبضه از خاک برگرفت بعد ازان خاک را چهل سال گلابه کرد و چهلسال حلیش و چهلسال خلیش خشک بعد ازان صورت آدم نگاشت و هر عضوی را از اعضاے آدم از بقعه ابقاع زمین آفریدند سر از خاک کعبه

حافظ بر در که بندگی بارگاه دوست — از کعبه گر برفت نباید بدیر نیست

گردنش از خاک بیت المقدس سینه از خاک زمین دنیا پشت و شکم از زمین هند دستها از زمین مشرق و پایها از زمین مغرب و گوشت و پوست و رگ و پی و خون از مجموع روی زمین و طول قامت وی شصت گز و عرض هفت گز و چون روح در دمید نخستین نظرش بر عرش افتاد دید که لا اله الا الله محمد رسول الله ہی امته مذنبة وانا رب غفور از اینجا دو چیز معلوم کرد یکے رفعت شان محمدی دوم نسیان امت او متفکر شد پرسید که محمد کیست فرمود پیغمبر بیست و فرزندے از فرزندان تو و زلت ترا بشفاعت او درگذرانم در خاطر آدم آمد مناسب آنست که پدر شفیع پسر باشد و اینجا برعکس حکم حق بجبرئیل رسید که دریاب بندهٔ مرا و این اندیشه از دل او بردار والا نه هلاک خواهد شد جبرئیل در رسید و سینهٔ او بشگافت نصفے ازان بیرون آورد و در زمین بهشت مدفون و درخت که سبب زلت او شد از تخم آن اندیشه رسته بود و آن نصف دیگر که در وے مانده بود ازان نفس امارہ رست که تا قیامت سبب کلفت و غرامت اولاد آدم است چون آدم تنها بود و نیسے میبایست که بوے انس گیرد زین فکر بجواب رفت حقتعالی حوا را آفرید نزد بعضے از استخوان پهلوے چپ او و قیل از استخوان فروترین کوتاه ترے پهلوے چپ و شکم و قیل از بقیهٔ طین آدم و حوا بصورت و مانند آدم بود و برنگ و قد قامت و حسن و جمال و در خبر است که از آدم فائق بود یکے آنکه پوست حوا نازکتر و رنگ او صافتر و آوازهٔ او خوشتر و چشم او سیاه تر و بینی او خوبتر و دندانها لطیفتر و بهر دو کف او نرم تر و هفتصد گیسوے او معنبر آنگاه حقتعالے او را بآدم تزویج کرد و حکم کرد که يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ و عمر آدم بقولے نهصد و سی سال و صحیح آنست که هزار سال عمر بود آدم چون از زمین ادیم بود آدم نام نهاد و قیل بسبب رنگ گندم که آدم گندم رنگ گویند من عجائب القصص آدم صفت مانند آدم روضهٔ رضوان بهشت قوله

جان میدهم از حسرت آن لعل روان بخش	باشد که چو خورشید درخشان بدر آئی

روز فراق ما را روشن سازی قوله

بر خاک درت بسته ام از دیده دو صد جوی	باشد که تو چون سرو خرامان بدر آئی
حافظ مکن اندیشه که آن یوسف مصری	باز آید و از کلبهٔ احزان بدر آئی

ترا مان خرامنده غزل

آن غالیه خط گر سوے ما نامه نوشتی	هجرش ورق هستی ما در ننوشتی

یعنے گر آن محبوب بنامه و پیغام ما را یاد کردی ما را بحالت عدم نرسانیدی قوله

هر چند که هجران ثمر وصل برآرد	دهقان ازل کاش که این تخم نکشتی

هجران ثمر وصل برآرد بموجب آن مع الیسر یسرا دهقان جهان الله تعالی این تخم هجر قوله

آمرزش نقدست کسے را کہ دنیا | یارے ست چو حوری و سرائے چو بہشتے

نقد فی الحال - قولہ

شہباز منم کعبۂ دل بتکدہ کردہ | در ہر ورقے صومعۂ و نیست گذشتے

صومعہ عبادت گاہ گذشت بضم یکم و کسر دوم یا بضمتین عبادت گاہ ہمو دان - قولہ

در مصطبۂ عشق تنعم نتوان کرد | چو باش زر نیست بسازیم بخشتے

مصطبہ شرابخانہ تنعم نہ توان کرد آسایش و راحت نباشد بالش سند و تکیہ قولہ

تا کے غم دنیا دنی اے دل نادان | حیف است ز خوبی کہ شود عاشق زشتے

دنی کمینہ خوب کنایہ از دل کہ محل حقتعالی است زشت دنیا قولہ

مفروش بباغ ارم و نخوت شداد | یک شیشۂ مے صاف بہ لب کشتے

ارم نام شہری و نام بہشت شداد دعاوی ہیچ عمارتے بزرگتر و لطیف تر ازین نیست کہ قال اللہ لم یخلق مثلہا فی البلاد

قولہ آلودگی خرقہ خرابی جہان است | کو را ہر دے پاک دلے خوب سرشتے

آلودگی خرقہ خرابی جہانست یعنے چون درویشان انچہ وضع درویشان ست بحال ندارند بینے عمل بریا میکنند و عبادت خالصاً لوجہ اللہ بجائے مے آرند کہ آلودگی خرقہ عبارت ازینہمہ است جہان خرابات گردد و گفتہ خرابی جہان از سہ چیز است از ظلم سلطان و طمع علما و ریای درویشان - قولہ

از دست چرا ہشت سر زلف تو حافظ | تقدیر چنین بود کہ کردے کہ نہ ہشتے

ہشت گذاشت نہشتی نگذاشتی غزل

اے کہ مہجوری عشاق روا میداری | عاشقانرا ز بر خویش جدا میداری

مہجوری جدا ماندن بر نزدیک قولہ

تشنۂ بادیہ را ہم بزلالے دریاب | باشد کہ درین رہ بخدا میداری

تشنۂ بادیہ کنایہ از خود ست کہ تشنۂ بادیہ عشق است زلال آب شیرین مراد توجہ و لطف قولہ

دل ربودی بتجمل کہ دست ای جان لیکن | بہ ازین دار نگاہش کہ مرا میداری

بتجمل عفو نگاہش ضمیر شین بدل قولہ

اے مگس عرصۂ سیمرغ نہ جولانگہ تست | عرض خود میبری و زحمت ما میداری

اے مگس کنایہ از عاشق مراد خود خطاب معشوقست سیمرغ معشوق عرض بکسر آمد و شد قولہ

تو بتقصیر خود افتادی ازین در محروم | از کہ می نالی و فریاد چرا میداری

از جانب مبدا ہیچ بخلے نیست آنکہ مستعد ایمان ست از خدا ایمان مے یابد و آنکہ مستعد کفر است از خدا کفر مے یابد کقولہ تعالی وما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون فلا تلوموا نفسکم قولہ

حافظا عادت خوبان ہمہ جور ست و جفا | تو کہ زین طائفہ امید وفا میداری

غزل

اے کہ در کوے خرابات مقامی داری	جمِ وقتِ خودی ار دست بجامی داری

خرابات مقامِ عشق جم اگر مقابل جام افتد جمشید مراد بود قولہ

اے صبا سوختگان بر سرِ رہ منتظرند	اگر از یار سفر کردہ پیامے داری

صبا قاصدِ مرشد و دار د سوختگان عاشقان یار سفر کردہ تجلی رو در نقاب کردہ و نیز محمد ۴۷ - قولہ

تو بہنگامِ وفا گرچہ ثباتت نبود	میکنم شکر کہ بر جور دوامے داری

ثبات ثابت قدمی میکنم شکر ازین رو کہ جور محبوب فنای عاشق است جور استغنا و بے نیازی کہ بر عاشق بمنزلہ جور است نہ کہ فی الواقع قولہ

مہربان شد فلک و ترک جفا کاری کرد	تو ئی ایجان کہ درین رسم خرامی داری

رسم روش و طریق قوام قائم ست قولہ

خال سرسبز تو خوش دانہ عیش ست ولی	بر کنار چمنش دہ کہ چہ دامے داری

خال معروف و مراد از نور شہود ذات - چمن صحن باغ بارستنیہا گل قولہ

بوی جان از لبِ خندان قدحی مشنوم	بشنوای خواجہ تو گر زانکہ مشامی داری

مشام مغز قولہ

کامے از میطلبد از تو غریبی چہ شود	تو ئی امروز درین شہر کہ نامے داری

غریبی عاشقی -

غزل

ایکہ بر ماہ از خطِ مشکین نقاب انداختی	لطف کردی سایۂ بر آفتاب انداختی

ماہ کنایت از ذات خط مشکین صفات - قولہ

تا چہ خواہد کرد بر ما تاب زلفِ عارضت	حالیا نیرنگ خوش بر آب انداختی

آب و رنگ بمعنے رونق حالیا الحال نیرنگ سحر و افسون قولہ

گوی خوبی بردی از خوبان عالم شاد باش	جام کیخسرو طلب کا فراسیاب انداختی

کیخسرو نام پسر سیاوش بن کیکاؤس کہ ولیعہد جد شدہ و او دختر نبیرۂ افراسیاب بود ہر چہ افراسیاب پدر او را کشتہ بانتقام ولایت افراسیاب را خراب کردہ و گودرز کہ یکے از سران لشکر او بود افراسیاب را دستگیر کردہ بفرداد کردن زدہ کیخسرو آخر الامر لہراسپ را ولیعہد خود کردہ خود در میان آن غار در آمدہ

فوائد: سہ قافیہ در یک بیت جائز است خلاف بعضے

(لطیفہ) بیرحمی عاشق صورت حافظ جان خواہد بود تو کہ چون حافظ گسستی خلاف کردی

وآن غار در شهر سریر سر فراز است قوله

هر کسے با شمع رخسارت بنوعے عشق داشت | زین میان پروانه را در اضطراب انداختی

هر کسے با عتبار صوفیان جمله حریفند و نظر باز دلے ۵ بنوعے بوجے ز انمیان پروانه را در اضطراب انداختی ۔ پروانه کنایه از خود قوله

گرچه از مستی خرابم طاعت من رد مکن | کاندرین شغلم بامید ثواب انداختی

طاعت بندگی اندرین شغل اشارت بطاعت ثواب مزد قوله

خواب بیداران بستی آنکه از نقش خیال | تهمتے بر شبروان خیل خواب انداختی

شبروان شب بیداران از صلحا و عاشقان و عیاران خیل گروه قوله

زینهار از آب شمشیرت که شیران را ازان | تشنه میکردی و گردان را در آب انداختی

از لب شمشیر چون آتش چون آتش صفت شمشیرست و در آب انداختن خبر خصم ملکست آب روشنی و تیزی تشنه لب محروم و امیدوار گردان بضم کاف عجمی پهلوانان خلج نام شهریست منسوب بخوبرویان افراسیاب بادشاه ترکستان زمین که بعد کشتن نوذر بادشاه ایران زمین دوازده سال در ولایت ایران پادشاهی کرد پس طهماسپ شاه ایران زمین بصلح یک تیر ارش از ولایت ایران بیرون کرده باز بترکستان فرستاد و همون سیاوش بن کیکاوس شاه را که بدو پیوسته نوشته کیخسرو بن سیاوش که نبسه دختر بن او بود بدان انتقام او را زنده گرفته علف تیغ گردانید میان کیخسرو و افراسیاب چهل سال جنگ بود پدر او پشنگ بن زادستم بن تور نام داشت و افراسیاب جادو ر. بود. قوله

از برای صید دل در گردنم زنجیر زلف | چون کمند خسرو مالک رقاب انداختی

مالک رقاب مالک گردنها۔ غزل

زین خوش رقم که بر گل رخسار میکشی | خط بر صحیفهٔ گل و گلزار میکشی
اشک حرم نشین تهانخانهٔ مرا | زانسوے هفت پرده ببازار میکشی

هفت پرده مراد هفت پرده چشم قوله

هر دم بیاد آن لب میگون و چشم مست | از خلوتم بخانهٔ خمار میکشی

از فرنیب نرگس مخمور حیف نیست
حافظ خلوت گزین دامن ازین گلها بچین

میگون سرخ خمار بفتح اول و شد ثانی مے فروش قولہ

گفتی سرِ تو بستۂ فتراک ما سزد	سہلست اگر تو زحمت این بار میکشی

فتراک دوالہاے زین کہ راستا و چاپس کوہہ زین آویختہ باشند این بار اشارت بار سر قولہ

با چشم و ابرو تو چہ تدبیر دل کنم	وہ زین کمان کہ بر سرِ ہم بار میکشی

وہ افسوس غزل

اے کہ دائم بخویش مغروری	گر ترا درد نیست معذوری
گرد دیوانگان عشق مگرد	کہ بعقل و عقیلہ مشہوری

دیوانگان عشق عاشقان عقیلہ بند قولہ

مستی عشق نیست در سرِ تو	رو کہ تو مست آب انگوری

آب انگوری شراب انگوری و آن ساختہ جمشید است گویند جمشید خواست کہ نفع از انگور اکثر اوقات توان گرفت پس آب کردہ در آوندے داشت جوش آمد و تیرگی ہمی انداخت بعدہ ساکن شد آنرا ہر روز مے چشید و چون از جوشش بایستاد و تلخ شد گمان برد کہ زہر قاتل گشت پس در آوند کرد جمشید را کنیزکے بود کہ او را دوست میداشت بشقیقہ مبتلا شد و از درد بیطاقت گشت و بمرگ رضا داد و با خود گفت ضرر آنست کہ ازان زہر مقدارے بخورم تا خلاص شوم پس قدحے برداشت و بخورد اثرے بظہور نہ پیوست قدحے دیگر بکار برد فرحتے و اہتزازے در خود بدید سیر بخورد چند روز بخواب نرفتہ بود یکشبانہ روز بہ خواب رفت چون بیدار شد از ان زحمت خلاص یافت و آن حال با جمشید گفت جمشید آنرا شاہدار و نام نہاد و در علل و امراض بکار مے برد۔

غزل

اے در رخِ تو پیدا انوار پادشاہی	در فکرتِ تو پنہان صد حکمتِ الٰہی
کلکِ تو بارک اللہ در ملک و دین کشادہ	صد چشمۂ آب حیوان از قطرۂ سیاہی

کلک قلم قولہ

بر اہرمن بتابد انوارِ اسمِ اعظم	ملک آن تست و خاتم فرماں ہر آنچہ خواہی

اہرمن دیو و طائفہ شوم کہ خالق الشر و الظلمۃ است یعنی اے سید ثقلین قابل فیض الٰہی با انوار نامتناہی ذات شریف تست و اجراے احکام تا روز قیامت خستم بر تو ملک آن دور دور تست قولہ

حافظ در حسب مطلبی نامہ مرقوم بہر ہمیشی و طرفہ دلدارے کشی

روی نہ دوست دارد و در دل او گذارد از نقش و نام خود حافظ ما عاشقان راگواہ بسنجوری } ما غرضے طلب کہ تو مغروری

ورود و مان آدم تا وضع سلطنت هست	مثل تو کس ندیدست این علم را کماهی

دودمان اصل خاندان وضع بنیاد ورش سلطنت کنایه از نبوت کماهی کما حقه قوله

در حشمت سلیمان هر کس که شک نماید	بر عقل و دانش او خندند مرغ و ماهی

بطریق تمثیل است کسے که منکر حشمت سلیمان باشد بر عدم عقل او شبهه نیست همچنین کسیکه بجناب تو انکارے دارد قوله

بازار چه گاه گاهے بر سر نهد کلاهے	مرغان قاف دانند آئین پادشاهی

حاصل این بیت آنست جمیع انبیا را از روی شرف با حضرت حق اختصاصے است که سائر آدمیان را نیست و حضرت نبی کریم را با حضرت حق اختصاصے است که سائر انبیا را نیست قوله

کلک تو خوش نویسد شان پاره انبیا را	تعویذ جان فزائی افسون عمر کاهی

آنحضرت علیه السلام را خاصیتی است هر که او را دوست دارد سر فراز دنیا و آخرت گردد و هر که او را دشمن دارد ملعون ازل و ابد گردد قوله

اے عنصر تو مخلوق از کیمیاے عزت	وے دولت تو ایمن از صدمت تباهی

عنصر یکے از عناصر صدمه آسیب قوله

گر پرتوے ز تیغت بر کان و معدن افتد	یاقوت سرخ و زر را بخشد رنگ کاهی

پرتو روشنائی رنگ کاهی زرد و سبز قوله

عمر ست پادشاها کز تو تهیست جامم	اینک ز بنده دعوی و ز محتسب گواهی

سالک میخواهد که زمانے پیاله شوق او از مے محبت آنحضرت خالی نباشد و قوی روحانی که شاهد جمال جهان افروز حضرت اند درین معنا شاهدان قول انداز بس که اشتیاق بآن بهاء روح افزا دارد و در اثنای کلام جمله معترضه القا میکند و میگوید که عمر ست پادشاها - قوله

جائیکه برق عصیان بر آدم صفی زد	ما را چگونه زیبد دعوائے بیگناهی

یا رسول الله من بنده کمترین از گناهگاران امت توام و بشفاعت تو سر فرازم و بحمایت تو خویش را بری نمیسازم از گناه جائیکه برق عصیان الخ باید دانست که انبیاء معصومتر ند از ملائکه که حقتعالی ما را امر کرد باطاعت نبی و امر نکرد باطاعت ملائکه و نشاید که عصیان نسبت کنند به نبی چرا که

چون نسبت عصیان کردند به نبی معصومیت نماند و معصومیت شرط نبوت است و چون معصومیت نماند بموجب اذا فات الشرط فات المشروط نبی هم نماند و نبوت مرتفع شد و آدم از جمله انبیا مرسل است پس چگونه نسبت عصیان بآدم جائز باشد آنچه خطاب به پیغمبران نسبت میکنند و چیزی چند در کتب آورده اند آنرا اصلی نیست زیرا که تحقیر انبیاست و دران قصهای انبیا نوشته اند و تاویلها از قرآن آورده اند و اکثر قصص انبیاء اصحاب تواریخ در کتب آورده اند و مفسران آنرا نوشته اند سند ایشان از اهل کتاب و نقل ایشان اعتماد را نشاید که حقتعالی تکذیب ایشان کرده و گفته که ایشان تحریف می کنند یحرفون الکلم عن مواضعه دیگر و یقولون هو من عند الله و ما هو من عند الله دیگر و یقولون علی الله الکذب و آیات قرانی را بمعانی دور از صواب موکد آن میگرداند و ما علی التفصیل اینجا قصها را مع جواب در رو روافض نوشته ام اما اینجا قصه آدم نگاشته می شود و آن آنست که معصیت عصاة بعزم دل باشد و منشای زلت آدم از نسیان عهد بود لقد عهدنا الی آدم من قبل فنسی و لم نجد له عزما و عهد آن بود که یا آدم ان هذا عدو لك و لزوجك فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی و ابلیس آدم را بسوگند فریفت و نفس آدم از میل بخلودگی که در جبلت است دیرا تسویل کرد که هیچ بنده نبود که بسوگند آفریدگار خود اقدام نماید و اگر گویند که نهی حق از شجرهٔ گندم بود که ولا تقربا هذه الشجرة جواب آنست که گردگرد تخت آدم درختان گندم بودند و هذا ضعیف و احد است آدم و انست که نهی ازین درخت گندم است که در پیش روی ماست لاغیر و کان المراد عند الله النهی عن کل الارتکاب لاجل الخطاء فی الاجتهاد لا الارتکاب مع العلم و اگر گویند قال الله فعصی آدم ربه فغوی جواب آنست که این از برای آنست که حسنات الابرار سیآت المقربین یعنی این سهو و نسیان بر انبیا جائز است قال انا بشر منسیت کما تنسون و حقتعالی قصهٔ آدم را از بهر فضل و کرم خود و کمال اجتبا و اصطفا که بعد از توبه کرامت کرد نه بهر تحقیر و اثبات زلت و نجا حافظ هم بموجب حسنات الابرار سیآت المقربین مراد داشته نه عصیان فی الواقع قوله

یا ملجأ البرایا یا واهب العطایا	عطفا علی مقل جلت آلدواهی

ملجا جای پناه بر آیا خلق واهب بخشنده عطف مهربانی مقل مفلس غزل

اے قصهٔ بهشت ز کویت حکایتے	شرح جمال حور ز رویت روایتے

شرح بیان قوله

انفاس عیسیٰ از لب لعلت لطیفه‌ئ | وآب خضر ز نوش لبانت کنایتی

عیسیٰ بن مریم پیغمبرست اولوالعزم صاحب انجیل جاودی الاکمه والابرص واحیی الموتی معجزهای اوست زاهدترین پیغمبرانست وبهژده پشت بسلیمانؑ میرسد وعمر او سی وسه سال ونبوة از وقت تولد داشت انفاس عیسیٰ قم باذن الله که بدان مرده را زنده میکرد آب خضرؑ آبحیات نوش شیرین و آبحیات از آیه رحمت وما ارسلناک الا رحمة للعالمین قوله

کی عطرسای مجلس روحانیان شدی | گل را اگر نه بوی تو کردی رعایتی

عطر بکسر کوی خوش روحانیان مرتاضیان گوشه نشینان قوله

ایدل بهرزه دانش ودینت ز دست رفت | صد مایه داشتی ونکردی کفایتی

بهرزه بیهوده غزل

اے باغم تو مارا پیوند لازالی | قد ضاع فی هواکم عمری ولا ابالی

پیوند لازالی دوستی ازلی معنی مصراع آنکه تحقیق ضائع شد در آرزوی شما عمر من باک نمیدارم من یالیت لی مجالا فی ذلک الحوالی اے کاشکے بودی مرا قدرت در جناب ارحم علی دموعی یا من علمت حالی رحم کن بر اشکهای من اے کسیکه واقف هستی بر حال من لن ترقبوا وفاء عن صاحب الجمال هرگز امید وفا مدارید از صاحب جمالان یا ساقیا اغثنی عن شربة الزلالی اے ساقی فریاد رس مرا از شربت زلال قد صار ذا حیات کانت بلا زوال تحقیق گشت صاحب زندگی که باشد آن زندگی بغیر زوال غزل

این خرقه که من دارم در رهن شراب اولی | وین دفتر بیمعنی غرق می ناب اولی

رهن گرو چون مصلحت اندیشی دوست نزد درویشی چه کار ملک است آنکه ندهد دل بادیش قوله

من حال دل زاهد با خلق نخواهم گفت | وین قصه اگر گویم با چنگ و رباب اولی

وین قصه اشارت بحالت زاهد با چنگ و رباب آشکارا قوله

تا نیست سر و پا باشد اوضاع فلک زین دست | در سر هوس ساقی در دست شراب اولی

زین دست زین نوع قوله

از همچو تو دلدارے دل برنکنم آرے | گر تاب کشم بارے نه آن لف بتاب اولے

ع گر برکنم دل از تو و بردارم از تو مهر ؛ آن مهر برکه افگنم آن دل کجا برم ؛ تاب پیچش قوله

چون پیر شدی حافظ از میکده بیرون رو | رندی و هوسناکی در عهد شباب اولیٰ

عهد وقت شباب جوانی غزل

اے که در کشتن ما هیچ محابا نکنی | سود و سرمایه بسوزی و مدارا نکنی

محابا دهشت و وسواس قوله

دردمندان غمت زهر هلاهل نوشند | قصد این قوم خطا باشد و هین تا نکنی

زهر هلاهل زهرے سخت قاتل که در زبان بکشد قوله

زخم ما را که توان برد بیک گوشهٔ چشم | شرط انصاف نباشد که مداوا نکنی

بیک گوشهٔ چشم بنگاهے قوله

دیدهٔ ما که بامید تو دریاست چرا | تبفرج گذرے بر لب دریا نکنی

بتفرج از روے تماشا قوله

نقل هر جور که از خلق کرامت کردند | قول صاحب غرضانست تو آنها نکنی

باید دانست که شیوهٔ معشوقان مدام عاشق کشی و استغنا نمودن و تغافل نمودنست از عاشق از انجهته که لطف و مرحمت معشوق بر عاشق خام بمنزلهٔ سم قاتل است چنانچه مریض صفرائی را حلوا تا که عاشق بکمال نرسد و این عاشقان خام که صاحب غرض خود اند این استغنا و تغافل معشوق بمنزلهٔ جور و جفا می دانند و شکوه و شکایت میکنند اما نزد عاشقان کامل عین لطف و مرحمت چنانچه نزد مریض دانا امتناع شکر و حلوا بموجب فعل المحبوب محبوب پس باید دانست که عاشق بر دو نوع است ناقص و کامل ناقص آنست که اگر معشوق بموجب خواهش پیش او آید سخن در مدح او گوید و الا قدح و ذم او کنند و بجور و جفا متهم سازند و کامل آنست که هر چه از دست معشوق آید از خیر و شر و قبض و بسط و منع و عطا و سلام و دشنام رسد آنرا بموجب فعل المحبوب محبوب شمرد و شکر پنداشته احتمال نماید و جور و جفا بنسبت معشوق روا ندارد دنبا بران گوید فقل هر جور الخ معنے آنست که اے محبوب من جور و جفا و ایذا و الم که نسبت بتو میکنند و ترا بجور و جفا متهم مے سازند این قول صاحب غرضان است

یعنی قول عاشقان خام است والا نزد عاشقان کامل حاشا و کلا نسبت جور و جفا بجناب تو باشد چراکه کار تو همگی لطف و مرحمت است غزل

اے بیخبر بکوش که صاحب نظر شوی	تا راه رو نباشی کے راه بر شوی

راهرو نباشی سالک آنراه نباشی راهبر رهنما۔ معنے آنست که قال الله جاهدوا فی الله حق جهاده پس اے برادر طالب حق باش وچندانکه توانی ساعی باش تا حق نیز بموجب والذین جاهدوا فینا لنهدینهم توفیق رفیق حال تو گرداند تا ترا عارف باد گرداند قوله عه لفظ باد زائد است ۱۲

در مکتب حقایق پیش ادیب عشق	هان اے پسر بکوش که روزے پدر شوی

ادیب عشق اضافه بیانیه و نیز مرشد هان هشیار باش قوله

خواب و خورت ز مرتبه خویش دور کرد	آنمدم رسی بخویش که بیخواب و خور شوی

اول باید که پا بر هواهای نفسانی نهد آنگه رسی بخویش آنگاه عارف خود شوی و این کنایه از عارف بودن بحق چه معرفت خود عین معرفت حق است من عرف نفسه فقد عرف ربه بیخواب و خور شوی ترک هوا کنی قوله

گر نور عشق حق بدل و جانت اوفتد	با لله کز آفتاب فلک خوبتر شوی

یعنے اگر ذره عشق دامنگیر وقت تو شود سوگند بخدا در روشنی و فیض رسانی از آفتاب بهتر شوی قوله

از پاے تا سرت همه نور خدا شود	در راه ذوالجلال چو بے پا و سر شوی

چو بے پا و سر شوی بیخود و فانی شوی کز آب هفت بحر یک موے تر شوی هفت بحر یک موے تر اضرر نتوانند رسانید رخسار یار گر شودت منظر نظر چون نور شهود ذاتیه بر تو جلوه نمود و در چشم تو جاے یافت صاحب نظر شوی عارف کامل شوی قوله

بنیاد هستی تو چو زیر و زبر شود۔ اگر این هستی موهومه تو در معرض فنا آید در دل مدار هیچ که زیر و زبر شوی بدانکه فانی گشتی بلکه باقی آبد گشتی ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء۔ قوله دست از مس وجود چو مردان ره بشوی اول ترک این وجود فانی و هستی موهوم باید نمود تا کیمیاے عشق بیابی و زر شوی انگاه بکیمیای عشق سرافراز و باقی جاوید شوی قوله

(مقطع) حافظ اسجده بکن چون بر آدم نکنی ۔ کم ز ابلیس نباشی بخدا سر برآر

له ترجمه فوق بیخ مرتبه انسان که عارف حق بجمیع اسما و صفات خبر از انسان نیست که عالم آدم کلها و علم الاسماء کلها و علم سر آدمی خبر از انسان نیست سری دارد الانسان سری دارد ۱۲

گر در سرت ہوائے وصالست حافظا | باید کہ خاک درگہ اہل ہنر شوی

اہل ہنر عاشق و عارف غزل

اے زشرم عارضت گل کردہ خوی | پر عرق پیش عقیقت جام مے

خوے عرق پر عرق شرمندہ عقیق کنایہ از لب قولہ

لالہ بر ژالہ است یا بر گل گلاب | یا بر آتش آب یا بر اوست خوے

لالہ بر ژالہ بر لالہ ژالہ و این ہیت بر صنعت تجاہل است قولہ

مے شد از چشم آن کمان ابرو دل | از پیش میرفت و گم میکرد پے

پے قدم اے سراغ۔ قولہ

امشب از زلفش نخواہم داشت دست | رو مؤذن بانگ بر میزن کہ حے

امشب این ایام و این ہنگام زلف مراد عشق و شوق مؤذن اذان گوینده بانگ آواز بانگ نماز حے زنده و قبیلہ ایست از عرب و گیاہ تر و اشارہ بہ حی علی الصلوٰۃ و حی علی الفلاح۔ قولہ

چنگ را بر دست مطرب نہ دمے | گو رگش بخراش بخر و مشش چونے

چنگ عبارت از خود مطرب مرشد دمے مدتے و معنی این مصرع آنست بموجب فابتغوا الیہ الوسیلۃ بدست شد سپار گو رگش بخراش بگو آن مطرب را این را بساز آرو بآراستگی در آرہ بخر و مشش چونے بنوا آر چونے کہ عاشق کامل است یعنی بذکر حقیقی شاغل ساز قولہ

چون بنی عامر بسے مجنون شوند | گر بر ون آید یکے لیلے زحے

بنی عامر نام قبیلہ کہ مجنون از انہا بود مجنون شوند عاشق شوند و دیوانہ گردند لیلے کنایہ از محبوب قولہ

آنکہ بہر جرعۂ جان میدہد | جان از و بستان و جامے دہ بوے

ہر سالکے از برائے قطرہ از چشم عشق جان را نثارے سازد۔ قولہ

نے دمے لب بر لب مطرب نہاد | چنگ را در زیر ناخن کردنے

نے مرشد کامل مطرب سالک چنگ وجود در زیر ناخن کردہ مغلوب ساختہ قولہ

عود بر آتش نہ و منقل بسوز | غم مدار از شدت سرما وے

منقل دل را بآتش عشق بیفروز و این عود هستی خود را بران بسوز۔ غم مدار از شدت سرما و دے و هیچ از حوادث و سختیهاے روزگار غم مدار قولہ

باتو زین پس گر فلک خارے کند	باز گو در حضرت دارا ے رے

زین پس بعد فنای هستی موهوم خارے کند ضرر رساند دارا ے رے حق تعالے و نیز مرشد قولہ

خسرو آفاق بخشش کز سخا	نامۂ حاتم ز نامش گشت طے

طے پیچید ، قولہ

جام مے پیش آر و چون حافظ مخور	غم که جم کے بود یا کاؤس کے

کیکاؤس نام بادشاهے و قیل نمرود و قیل فرعون من ابراهیم شاهی غزل

اکنون که ز گل باز چمن شد چو بهشتی	ساقی مے گلرنگ طلب لب کشتی

گل معرف و مشاهدات چمن معرف و دل چو بهشتی خوشنما و زیبا ساقی مرشد و کنایه از روح و دل گر محتسب بر کدوے باده زند سنگ اگر مانع و منکرے مزاحمت تو نماید و در پے آزار تو باشد شبکن چو کدوے سر او نیز بخشی تو نیز چون کدوے سر او انگشت شبکن معمار عمارت کنندۂ آبادان سازنده معمار وجود حقتعالے قولہ

زاهد نکنم نسیه حکایت که بنقدم	ترکیست چو حوری و سرائی چو بهشتی

نسیه کنایت از بهشت و حور و غلمان بنقدم نقد موجود۔ قولہ

بر خاک در خواجه که ایوان کمال ست	گر بالش زرنیست بسازیم بخشتی

خاک در خواجه دنیا و مقام عشق قولہ

جهل من و علم تو فلک را چه تفاوت	آنجا که بصر نیست چه خوبی و چه زشتی

تفاوت فرق بصر بینائی قولہ

ترسا بچۂ دوش همیگفت که حافظ	حیف است که هرزم کند آهنگ کنشتی

ترسا بچه عارف که پرورۂ عارف دیگرست کنشت بضم یکم و کسر دوم و قیل بضمتین عبادتگاه جهودان مراد عشق مجاز قولہ

غزل

ایت روائح زند الحی و زاد غرامی	من المبلغ عنی الی سعاد سلامی

ایت صیغۂ واحد مؤنث فعل ماضی از اتی یاتی اتیانا بمعنے آمدن روائح جمع ریح بمعنے باد و خوشبو زند نام درخت و بفتح زا مهمله بمعنے سیلاب که از کوه آید و هرچه آید پیشش برباید حمے مرغزار

مبلغ اسم فاعل من التبلیغ بمعنے رسانیدن سعاد نام محبوب معنے آنست کہ آمد باد ہائے خنک کہ نسیم نامند وجاے آن درخت حمی است زیادہ کرد غرام و شغفتگی مرا پس کیست کہ بساند از من بسوے سعاد کہ نام معشوقہ است سلام مرا و میتواند کہ معنے آن باشد کہ آمد باد ہا خوشبو سیلاب کہ از کوہ بصحرا میرسد و بار میکند و روندگان را مانع میشود چو این واقعہ بروقوع پیوست شوق من بوصال دوست بحکم المرء حریص علی ما منع از درون من برجست کیست در ینوقت کہ رساند سلام و تحیت من بسعاد کہ محبوب منست و رسیدن پیغامش مطلوب باید دانست کہ چون آب نخ در رود بار ہا در آید و مردم را از عبور منع نماید صحرانشینان از کمال مہارت برمنازل خویش معلوم مے شوند کہ آب رود بار ہا از ان آب در پری بسر آمد و رفتن باطراف چوانب نمی شاید عاقل برہمان تر و خشک کہ در خانہ اش است قناعت نماید قولہ

بیا بشام غریبان و آہ دیدۂ من بین	بسان بادۂ صافی در آبگینۂ شامی

بادۂ صافی کنایہ از اشک آبگینۂ شامی چشم قولہ

طائر خیر

اذا تقرب عن ذی الاراک طائر بخد	فلا تفر و عن روضہا انین حمامی

تقرب صیغۂ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از تقرب یتقرب تقرب یا بمعنے نزدیک شدن اراک درخت پیلو ذی الاراک خداوند اراک کہ لیلی کہ قوم او صحرانشین بود۔ لاتفر صیغۂ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از تفر و یتفر و تفرو ا بمعنے بیگانہ شدن معنے آنست کہ ای طائر نجد چون نزدیکی جوئی ہنگام برگشتن بنجد از وادی اراک کہ مقام محبوب من است پس بیگانہ مباش از روضہاے نجد آواز کبوتران من یعنی شوق و شیفتگی ما یان با جناب سانی ولازمۂ عشاق است کہ نام مقام عاشقی مشہور بر زبان آرند و کنایہ از مقام خود دارند و نام مکان معشوقے مشہور بیان میکنند و مقام مشوق خود مراد دارند قولہ

البضات

بسے نماند کہ روز فراق ما بسر آید	رایت عن بیضات الحمی قیام حیامی

بیضۃ الحمی شورہ زاری کہ دران گیاہ نروید یعنے نزدیک رسید کہ فراق یار آخر شود کہ دیدم من انعنید یعنے از شورہ زار ہا کہ در نواحی مرعیست اسبان جہار سمے است کہ حکام در صحرا مرغہا نگاہ میدارند و چون ملف بکمال رسد صحرانشینان را اجارہ مے سپارند پس صحرانشینان مواشی خود را در آنجاے آرند و در پرورش می در آیند و چون بآخر میرسد خیمہا را بیرون میزنند پس نفس خود را بدین گفتار تسلی میدہد

وخود را از پریشانی بضبط مے کشد قولہ

وَاِن رَغِبتَ بِنَجدٍ وَصِرتَ نَاقِضَ عَهدٍ	فَمَا تَطِیبُ لَکَ العَیشُ مَا اسْتَطَابَ مُنَامِی

یعنے اے قاصد و یا اے یار اگر میل نمائی از حمی نجد و باشی شکنندۂ عہد پس خوش نگرداند مرا خواب یعنی نہ خواب با من سازد و نہ من با خواب اے چون نجد در آئی و لقا بطالبان نمائی و عہد کہ با من داری بجا نیاری آتش غیرت عشق در نہاد من افتد و آرام از من منقطع شود بنوعے کہ نہ خواب را بمن سازواری بود و نہ مرا بخواب و معنی حقیقی آنست یعنی اے مرشد اگر رغبت نجد نمائی و در قرب بمفادات در آئی و مرا بوعدۂ خویش یاد نیاری و دست گرفتہ بحضرتش نسپاری بیخواب و بی آرام گردم و اگر نجد مراد بہشت باشد خطاب معشوق حقیقی است چون بہشت در آیم و لقای خویش بمومنان نمائی و لقای وعدۂ من بکم بالغہ توقف نمائی و در عمارۂ مومنان مرا نیز داخل نمائی پس فراموش مرا حظوظ آنجائی و اگر نجد بمعنے وجود سالک باشد معنی آن باشد کہ در وجود من تجلوہ در آئی و ابواب شہادت بر رویم کشائی و اگر این عہد ہا کہ در ازل با من بستۂ در ایفای آن توقف فرمائی بے آرام شوم و خستہ خاطر گردم بنوعے کہ نہ خواب را با من سازواری بود و نہ مرا بخواب بقامات قولہ

خوشا دمے کہ در آئی و گویمت بسلامی	قَدِمتَ خَیرَ قُدُومٍ نَزَلتَ خَیرَ مَقَامٍ

خوشا دمے کہ در آئی یعنے خوش آندمے و آن ساعتے کہ از انجا بنجد آئی و لقای خویش مطالبان نمائی گویمت بسلامے سلام کردہ گویم قدمت خیر قدوم باز آمدی تو بہترین باز آمدنی نزلت خیر مقام فرود آمدی بہترین جاے فرود آمدنی قولہ

بَعُدتَ مِنکَ وَقَد صِرتُ رَایِیًا بِهلَالِکِ	اگرچہ روے چو ماہت ندیدہ ام بتمامی

دور گشتم و جدا شدم از تو ای یار و اے معاد و تحقیق گشتم از سبب جدائی تو بینندہ بہلاک اگرچہ روے چون ماہ ترا ندیدہ ام کل مرا ازان نچیدہ ام و در بعضے نسخہ این مصرع چنین است غیبت منک وقد صرت ذا بیًا کہلال ہر آئینہ دور گشتم و جدا شدم از تو اے یار با کمال در آنحال کہ گداختہ ام چون ہلال یعنے از گداز شدن رفتہ رفتہ محو شدہ ام و چون ماہ نو دستۂ عالم صحو شدہ ام از وجود من جز خیالے نمود از نیست و جز وجود وہمی پدیدار نے غزل

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی	تا بیخبر نمیرد در بند خود پرستی

از اہل کشف سخنان مے آیند کہ ظاہر بنیان طاقت دریافت آن ندارند بلکہ تکفیر آن میکوشند چنانچہ علامہ محمد بن علی حکیم الترمذی صاحب نوادر الاصول کہ از اکابر اہل کشف است صد و پنجاہ سوال نوشتہ کہ ہیچ کس جواب آن غیر خاتم اولیا بیرون نیایند و شیخ در فتوحات جواب آن سوالہا فرمودہ و بعضے در تکفیر و بعضے در تقلید شیخ مبالغہ دارند و کافر پندارند چارہ اینہمہ فراموشی است در حضور خاموشی بنابران گفتہ بامدعی مگوئید الخ قولہ

عاشق شو ارنہ روزی کار جہان سر آید | ناخواندہ نقش مقصود از کارگاہ ہستی

عشقے حاصل کن والا نہ روزے این دنیای فانی حصول نقش مراد ننمودہ حلت نمائی و جز حسرت و ندامت نبری قولہ

در مذہب طریقت خامی نشان کفر است | آرے طریق رندان جا پاکی ست و چستی

خامی ناقص ماندن قولہ

تا فضل و علم بینی زے معرفت نشینی | یک نکتہ ات بگویم خود را مبین کہ رستی

یعنے آنست کہ تا وقتیکہ فضل و بلاغت منظور نظر تست ہرگز بمعرفت نخواہی رسید قولہ

با ضعف و ناتوانی ہمچون نسیم خوش باش | بیماری اندرین رہ خوشتر ز تندرستی

اندرین رہ در عشق قولہ

خار از چہ جان بکاہد گل عذر آن بخواہد | سہلست تلخی مے در جنب ذوق مستی

خار نفس و شیطان گل معشوق تلخی مے غم و اندوہ عشق - قولہ

در گوشۂ سلامت مستور چون توان بود | تا نرگس تو گوید با مار موز مستی

مستور پوشیدہ نرگس چشم مراد ذات و نیز عاشق کامل اے مرشد قولہ

سلطان من خدا را از لفت شکست ما را | تا کے کند سیاہی چندین دراز دستی

سلطان من اے محبوب من خدا را بواسطۂ خدا سیاہی اشارت بزلف قولہ

صوفی پیالہ پیما ساقی قرابہ پر کن | اے کوتہ آستینان تا کے دراز دستی

قرابہ آوندے کوتہ آستینان اشارت بزاہدان ریائی دراز دستی اشارہ بخلیع العذاری و مردم آزاری قولہ

بگرفت کار حسنت چون عشق من کمالے | خوش باش زانکہ نبود این حسن را زوالے

زوال نقصان۔ قولہ

در وہم نگنجد کاندر تصور عقل	آید بہیچ معنے زین خوبتر مثالے

تصور خیال۔ قولہ

شد حظ عمر حاصل گر زانکہ با تو مارا	یکدم بعمر روزی روزی شود وصالے

روزی شود میسر گردد۔ قولہ

رحم آر بر دل من کز مہر روے خوبت	شد شخص ناتوانم باریک چون ہلالے

ہلال ماہ نو قولہ

حافظ مکن شکایت گر وصل یار خواہی	زین پیشتر بباید بر ہجر احتمالے

احتمال برداشت غزل

بیا با ما مورز این کینہ داری	کہ حق صحبت دیرینہ داری
نصیحت گوش کن کین دُر بسے بہ	ازان گوہر کہ در گنجینہ داری

دُر اشارت بنصیحت قولہ

بفریاد خمار مفلسان رس	خدارا گر مے دوشینہ داری

یعنے عاشقان مفلس را درین رنج و اندوہ فریاد رسی نما و قطرہ از مے محبت در کام ایشان ریز مے دوشینہ عبارت از محبت کہ سلف میداشتند و نیز مجتے کہ در عالم اطلاق میداشتی قولہ

ولیکن کے نمائی رخ برندان	تو کز خورشید و مہ آئینہ داری

رندان عاشقان تو کز خورشید و مہ آئینہ داری خورشید انبیا و اولیا کہ منظور نظر تو انبیا و اولیا ہستند۔ قولہ

بدرندان مگو اے شیخ ہشدار	کہ با حکم خدا اے کینہ داری

رندان عاشقان لاابالی اے شیخ اے واعظ قولہ

نمے ترسی ز آہ آتشینم	تو دانی خرقہ پشمینہ داری

کہ البتہ خواہد سوخت از آتش آہ من۔ قولہ

ندیدم خوشتر از شعر تو حافظ	بقرآنے کہ اندر سینہ داری

جہانگیر بادشاہ

بقرآن سوگند قرآن۔ غزل

بشنو این نکته که خود را زغم آزاده کنی | خوشخوری گر طلب روی زی نهاده کنی

زغم آزاد کنی ترک غموم وهموم نمائی خوشخوری غیر از رنج ومحنت حصول نکنی قوله

آخر الامر گل کوزه گران خواهی شد | حالیا فکر سبوئی کن و پر از باده کنی

گل کوزه گران خواهی شد خاک خواهی شد حالیا الحال باده شراب قوله

جهد بنما که در ایام گل و عهد شباب | عیش با آدمی چند پریزاده کنی

جهد در ایام گل وفصل بهار عبارت از ایام زندگانی وموسم جوانی آدمی چند پریزاد کنایه از عرفا وعشاق قوله

تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف | مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

گزاف دروغ قوله

خاطرت کی رقم فیض پذیرد ومهیات | مگر از نقش پراگنده ورق ساده کنی

آنگاه که ورق دل را از نقوش پراگنده که غل وغش وخیالات لایعنی پاک ومصفا سازی۔ قوله

اجرها باشد ای خسرو شیرین حرکات | گر نگاهی سوی فرهاد دل افتاده کنی

آئین جور وجفا بگذاری وبترحم ولطف با عاشقان پیش آئی قوله

کار خود گر بکرم باز گذاری حافظ | ای بسا عیش که با بخت خداداده کنی

گر بکرم باز گذاری زمام اختیار خود بلطف ومرحمت سبحانه بگذاری وخویشتن را در میان بلای غزل

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پهلوی | میخواند دوش درس مقامات معنوی

بلبل عاشق شاخ سرو مقام عشق گلبانگ آواز بلبل که در وقت گل باشد درس مقامات معنوی اظهار اسرار عشق ومحبت قوله

یعنی بیا که آتش موسی نمود گل | تا از درخت نکته توحید بشنوی

آتش موسی تجلیات حق درخت شجره انسانیه خود نکته توحید انه لا اله الا انا قوله

مرغان باغ قافیه سنجند و بذله گو | تا خواجه میخورد بغزلهای پهلوی

مرغان باغ حواس مجبوده بذله بکسر وضم لطیفه وسخن خوش قوله

جمشید جز حکایت جام از جهان نبرد | زنهار دل مبند بر اسباب دنیوی

زنهار هرگز قوله

دهقان سالخورده چه خوش گفت با پسر | کای نور چشم من بجز از کشت ندروی

سالخورد پیر و کهنه قوله

این قصهٔ عجب شنو از بخت واژگون | مارا بکشت یار بانفاس عیسوی

واژگون برگشته قوله

چشمت بغمزه خانهٔ مردم خراب کرد | محمور نیت مباد که خوش مست میروی

غمزه حرکت چشم و برهمزدن چشم قوله

خوش فرش بوریا و گدائی و خواب من | کین عیش نیست درخور اورنگ خسروی

اورنگ بفتح تخت شاهان غزل

بگشتم کرده ام ابروی ماه سیمای | خیال سبز خطی نقش بسته ام جای

سیما بکسر نشانه و رنگ سرخ و رخساره و روی ماه سیما معشوق قوله

زمام دل بکسی داده ام من مسکین | که نیستش بجز از تاج و تخت پروای

زمام بکسر مهار پروا فراغت و احتیاج قوله

زهی کمال که منشور عشقبازی من | ازان کمانچهٔ ابرو رسد بطغرای

منشور فرمان طغرا نشان بادشاه قوله

مکدر است دل آتش بحرقه خواهم زد | بیا ببین تو اگر میکنی تماشای

تماشا مشتق از تماشائی با یکدیگر مشی کردن قوله

بروز واقعه تابوت ما ز سرو کنید | که مرده ایم ز داغ بلند بالای

واقعه مرگ بلند بالا معشوق قوله

مرا که از رخ تو ماه در شبستان ست | کجا بود بفروغ ستاره پروای

ستاره معشوق مجاز قوله

فراق و وصل چه باشد رضای دوست طلب | که حیف باشد از و غیر او تمنای

سانی یکی از ظریفه حافظ زاده داد
کاشفه گفت طرفه ستاره بروی

۵ خلافِ طریقت بود اولیا ÷ تمنا کند از خدا جز خدا + غزل

بروز اهد بامیدے که داری | که دارم همچنان امیدواری
بجز ساغر که دارد لاله در دست | بیا ساقی بیار انچه داری

ساغر کنایه از عاشق قوله

مرا در رشتهٔ دیوانگان کش | که مستی خوشتر ست از هوشیاری

رشتهٔ دیوانگان حلقهٔ عشاقان قوله

بیا دل در خمِ گیسوے او بند | اگر خواهی خلاص و رستگاری

خم گیسو کمند جذبه قوله

بوقتِ گل خدارا توبه بشکن | که عهد گل ندارد استواری

خدارا واسطهٔ خدا عهد زمانه و بیان قوله

عزیزا نو بهار عمر بگذشت | چو بر طرفِ چمن بادِ بهاری

چو چنانچه قوله

بیا حافظ نبیذ تلخ کن نوش | چرا عمرے بغفلت میگذاری

نبیذ تلخ شراب تلخ کنایه از عشق ـ غزل

بیار بادهٔ و بازم رهان ز بخوری | که هم بباده توانگر دفع مخموری
بهیچ وجه نباشد فروغ مجلس انس | مگر بروے نگار و شراب انگوری

فروغ روشنی بروے نگار بمشاهدهٔ روے محبوب شراب انگوری مراد از عشق قوله

ادیب چند نصیحت کنی که عشق مباز | اگرچه نیست ادب این سخن بدستوری

ادیب ادب کننده قوله

بعشق زنده بود جان مرد صاحبدل | اگر تو عشق نداری برو که معذوری

صاحبدل عاشق ـ قوله

رسید دولت وصل و گذشت محنت هجر | نهاد کشور دل باز رو به معموری

کشور بکسر هفتم حصر سبع مسکون و تمام ربع مسکون هفت اقلیم است مقسوم بعدد هفت ستاره

بهر که نتوان گفت از دل حافظ + گر بدانکه گفت نیست محنت دوری

یکم منسوب بزحل و آن بلاد ہند دوم بمشتری و آن بلاد چین سیوم بمریخ و آن ترکستان چہارم بآفتاب و آن خراسان پنجم بزہرہ و آن ماوراء النہر ششم بعطارد و آن روم ہفتم بقمر و آن بلخ ۱۲ من ابراہیمشاہی

غزل | بصوت بلبل و قمری اگر ننوشی مے | علاج کے کنمت آخر الدواء الکی

یعنے اگر بکلام ہدایت انجام شریعت نظام بلبل و قمری باغستان لامکان کہ عارفان یزدانند باده تجلی حاصل نشد یعنی سالکے را از افعال و اعمال شریعت و صول الٰہی دست نداد ہمچو سالک را ہیچ دوا نمیتوان کرد مگر آخرین دواکہ ارباب حقیقت سم وکے نامیده اند و ازین ہر دو مراد افعالیست کہ مقتضیات نفس و مخالف شریعت و نیز در انکہ این افعال موجب وصول ہمچو سالک باشند و تسمیتہ این افعال بسم وکے جز عارف کامل نمیداند و شیخ عبد الواحد گوید کہ مراد از بلبل و قمری علماء امت اند کہ انبیا صفت اند کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل و صوت ایشان نفحات الطیبات ایشان یعنے کلمات حکمت آمیز کہ ارشاد للحق از قلوب مخلصہ شان بر السنہ ظاہر میگردد من خلص لله اربعین صباحا ظهرت ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه مشہر برآنست و گاہ بلبل و قمری اشارہ برسول کہ خاقانی گفتہ ؎ مصطفے دم بستہ و خلوت نشستہ بہر آنکہ ؎ بلبل و نخلست گیتی را زمستان آمدہ قولہ

ذخیرہ نبہ از رنگ و بوے فصل بہار | کہ می رسند زدہ ہزنان بہمن و دی

بہمن و دی نام ماہ ہاے خزان۔ قولہ

چو ہست آب حیات بدست تشنہ میر | فَلَا تَمُتْ وَمِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

پس میر و مردہ مشو و حال آنکہ از آب است ہر چیزے کہ زندہ ہست قولہ

چو گل نقاب بر افگند و مرغ زد ہو ہو | منہ ز دست پیالہ چہ میکنی ہی ہی

ہو ہو آواز خوشی، ہی ہی بمعنے زجر قولہ

زمانہ ہیچ نہ بخشد کہ باز نستاند | مجوز سفلہ مروت کہ شیشۂ لا شی

لا شی چیزے نیست قولہ

خزینہ داری میراث خوارگان کفر است | بقول مطرب و ساقی بفتوی دف و نے

میراث خوارگان ملوکان و امرایان قولہ

نوشتہ اند بر ایوان جنت الماوے | کہ ہر کہ عشوۂ دنیا خرید وای بوے

قال ع الدنیا الا لک الشیطان فمن دخلها فهو قرین الشیطان قال الله تعالی وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور من کان یرید العاجلة عجلنا له فیها ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا له جهنم یصلاها مذموما مدحورا قوله

بخیل بوی خدا نشنود بیا حافظ	پیاله گیر و کرم کن که الضمان علی

بخیل بوی خدا نشنود قال ع البخیل بعید من الله و بعید من الجنة و بعید من الناس و قریب من النار الضمان علی ضمان بر من ست۔ غزل

بجان او که اگر دسترس بجان بودے	کمینه پیشکش بندگانش آن بودے

بجان او قسم بجان دسترس قدرت قوله

اگر دلم نشدے پاے بند طرهٔ او	کیم قرار درین تیره خاکدان بودی

پاے بند گرفتار طره شمے از زلف تیره خاکدان وجود و دنیا۔ قوله

بخواب نیز نمے بینمش چه جاے وصال	چو این نبود ندیدیم بارے آن بودے

این اشارة بوصال آن اشارت بخواب۔ قوله

به بندگی قدمش سر دمعترف گشتی	اگرچه سوسن آزادهٔ زبان بودے

دهٔ زبان باعتبار کثرت و الا نه سوسن را نه زبان است۔ قوله

بگفتے که بها حیبت خاکپاے ترا	اگر حیات گران مایه جاودان بودے

گرانمایه عزیز القدر۔ غزل

بفراغ دل نسازے نظرے بماهروے	به ازانکه چتر شاهی همه عمر ها دهوے

یعنے بفراغ دل و جمعیت خاطر بمشاهدهٔ محبوب مشغول بودن و دمے بیاد او مستغرق گشتن بهتر از سلطنت است ؎ که یکدم با خدا بودن به از ملک سلیمانی ؎ نه بدست یعنے بدین است نوبهاران وقت نوبهار بچمن شدن برائے مشاهدهٔ آثار صنائع حق یعنے این بیت آنست گرفتاران عشق معشوق را بدیدن گل و گلزار تسلی نمے شود بلکه آتش عشق شعله میزند چنانچه گرفتاران مشاهدهٔ هلال ابروے محبوب را دیدن بلال قوله

بخدا که رشکم آید بدو چشم و روشن خود	که نظر دریغ باشد بچنین لطیف روے

مقام غیرت است درین مقام نخواهد که کسے نام محبوب او گیرد و یا بدو نگرد و در آخرین مقام محب از خود نیز بر محبوب غیرت کند ازینجاست که شبلی گوید اللهم اخسرنی اے فانک اجل و اعظم من ان

نسخهٔ دوم اگر حافظ بدو سوسن آزادی نمے داد

نسخهٔ سوم

تراك عینی ازینجاست غیرت از چشم برم روے تو دیدن ندهم غزل

بچشم مهر گر با من تو را نگاه بودی | ازان سپس بدن کارم بخوبی همچو رو بودی

مهر محبت ازان سپس بدن اشارت بمحبوب لب کنایه از لطف قوله

نگفتی کس بشیرینی چو حافظ شعر ما | اگر طوطی طبعش از لعل او شکر بودی

شکر کنایه از غذا غزل

بگرد مه ز عنبر خط کشیدی | به هفته ماه را در خط کشیدی

مه رخساره عنبر سبزه در خط کشیدن محو کردن عطارد ستاره ایست دبیر فلک نهادی خار غم هر لحظه گل را هر لحظه گل را گرفتار غم میسازی این غزل از الحاقاست غزل

پدید آمد رسوم بے وفائی | نماند از کس نشان آشنائی

این غزل در نکایت زمانه است گویند جعفر صادق مدتے خلوت گزید و بیرون نیامد توری بر خانه وے آمد گفت مردمان از فوائد انفاس تو محرومند چرا عزلت اختیار کردی جواب داد که اکنون وقت چنان داده که فساد الزمان و تغیر الاخوان و این بیت خواند ذهب الوفا ذهاب امس الذاهب ؛ والناس بین مخائل و مخارب ؛ یغشون بینهم المودة والوفا ؛ وقلوبهم محشوة بالمقارب ؛ من تذکرة الاولیا حال آن وقت چنین بود افسوس بدین وقت قوله

برند از فاقه پیش هر خسیسے ؛ | کنون اهل هنر دست گدائی

بموجب المنافق فیهم شریف قوله

کسے کو فاضلست امروز در دهر | نمے بیند ز غم یکدم رهائی

والمؤمن فیهم ضعیف قوله

کسے کو جاهلست اندر تنعم | متاع او بود هر دم ببائی

ببائی ضائع قوله

نه بخشندش جوے از بخل و امساک | اگر خود فی المثل باشد سنائی

سنائی شاعریست مشهور در دو عناء لا دواء فقر قال ع من تعمم قاعدا و من تسرول قائما ابتلاه الله ببلاء لا دواء له وهو الفقر ایا اے غزل

یا حافظ جان این پند بنیوش ؛ کم گرد ز یار بے نیوش

ترا کہ ہر چہ مراد است در جہان داری | چہ غم ز حال ضعیفان ناتوان داری
میان ندار ی و دارم عجب کہ ہر ساعت | میان مجمع خوبان کنی میان داری

میان داری سرداری۔ قولہ

بخواہ جان و دل از بندہ و روان بستان | کہ حکم بر سر آزادگان روان داری

روان نے الحال بمعنی قولہ

بیاض روی ترا نیست نقش در خور از انکہ | سواد ی از خط مشکین بر ارغوان داری

ارغوان نام گلے قولہ

بنوش مے چو سبکروحی ای حریف مدام | علی الخصوص در ینمدم کہ سرگران داری

سبکروحی آزادگی و ظریف ہستی سرگران مخمور قولہ

چو گل بمد امن ازین باغ میبری حافظ | چہ غم ز نالہ و فریاد باغبان داری

باغ مشاہدات و ذات حق غزل

تو مگر بر لب آبی بہوس بنشینی | ورنہ ہر فتنہ کہ بینی ہمہ از خود بینی
بخدا ئے کہ توئی بندہ بگزیدہ او | کہ بجا ئے من بیدل دگری نگزینی

بخدا سوگند بخدا قولہ

گر امانت بسلامت ببرم باکی نیست | بیدلی سہل بود گر نبود بیدینی

گر امانت بسلامت ببری یعنے اگر خاتمہ بخیر باشد قولہ

عجب از لطف تو ای گل کہ نشینی با خار | ظاہر امصلحت وقت در ان می بینی

گل معشوق خار رقیب یا دگدایان زچہ جاست یا دگدایان از چہ سبب است قولہ

شیشہ بازی سر شکم نگری از چپ و راست | گر بدین منظر بینش نفسے بنشینی

منظر بینش چشم قولہ

سیل این اشک روان صبر دل حافظ برد | بلغ الطاقۃ یا مقلۃ عینی بینی

یعنی با آن اشکے کہ روان است و سیلاب وار دل حافظ برده و بے صبری پیش می آید
توانائی بکمال و بیطاقتی آوردہ ای مردمک چشم من اگر توجہ کنی و بیطاقتی مرا دریابی از من و تابی غزل

جای حضور و گلشن امن ست این سرای | زین در بشادمانی و عزم طرب درای

عزم قصد طرب شادی قوله

مرغول سنبل از دم کوی تو خوش نسیم | زلف صبا ز خاک جناب تو مشکسای

مرغول موی درهم رفته - قوله

خورشید در هوای تو چون ذره پایکوب | جمشید در حریم تو چون بندگان درای

پایکوب رقصان. بپای ایستاده قوله

فرخنده نوگلی تو چمن را حیات ده | جعد بنفشهٔ تو صبا را گره کشای

حیات ده حیات دهنده کشاینده - غزل

جانان خیال روی تو دارند هر کسی | لیکن ز من نباشد مشتاق تر کسی

آفتاب حسن اضافه بیانیه زیر نظر نیارد در نظر نیارد فوج غم اضافه بیانیه غزل

جانفدای تو که هم جانی و هم جانانی | هر که با شد خاک درست سر گردانی

رست خلاص شد قوله

بی تو آرام گرفتن بود از نا کامی | با تو گستاخ نشستن بود از حیرانی

نا کامی بی مقصودی قوله

فاش کردند رقیبان تو سر دل من | چند پوشیده بماند خبر پنهانی

فاش ظاهر - قوله

تا بماند تر و شاداب نهال قد تو | واجب آنست که بر دیدهٔ ما بنشانی

شاداب تازه قوله

در خم زلف تو دیدم دل خود را روزی | گفتمش چونی و چون میبری ای زندانی

چون میبری چون زندگانی مے کنی - غزل

چه بودی ار دل آن ماه مهربان بودی | که حال ما بچنان بودی ار چنان بودی

زپرده کاج برون آمدی چه قطرهٔ اشک | که بر دو دیدهٔ ما حکم او روان بودی

کاج کاشکے - غزل

چه قامتی که ز سر تا قدم همه جانی | چه صورتی که بهیچ آدمی نمانی

که بلکه قوله

بسے حکایتِ حسنت شنیدہ ام جانا | کنون که دیدمت الحق هزار چندانی

الحق راست قوله

تنم چو چشم تو دارد نشان بیماران | دلم چو زلف تو دارد سر پریشانی

سر خیال قوله

بخاک پاے عزیزت سر نگردانم | اگرم ز دست فراقت بسر بگردانی

بخاک پاے بای قسمیه قوله

تو چون سپهر جفا پیشه وا حوالم | چو روزگار نهاده ست و بویرانی

جفا پیشه ظالم غزل

چو سرو اگر بخرامی دمے زگلزاری | شود ز غیرت رویت تهی گلے خاری

نثار خاک رهت نقد جان ما هر چند | که نیست گنج روان را بر تو مقداری

گنج روان اشارت بجان قوله

دلا همیشه مزن لاف زلف دلبندان | چو تیره رای شدی کے کشایدت کاری

تیره رای بد فکر قوله

سرم برفت و زمانے بسر نیامد کار | دلم گرفت و نبودت سر گرفتارے

بسر نیامد کار بمنتها نرسید قوله

چو نقطه گفتمش اندر میان دائره آے | بخنده گفت که حافظ برو چه پرکاری

باید دانست که هرگاه پرکار صحیح و سالم میباشد دائره با حسن وجه کشیده میشود و نقطه نیکو در می نشیند واگر نقصے در و می افتد نه دائره درست کشیده میشود و نه نقطه در وی نشیند مراد از پرکار در اینجا عاشق است که پرکار وار گرد دائرهٔ معشوق دائر است یا پرکار وار در طلب معشوق سرگردانست و چون عشق عاشق بکمال میرسد معشوق در حیطهٔ اختیارش در می آید معنے آنست که حافظ میگوید که مر آن محبوب را گفتم ای محبوب من نقطه وار در میان دائرهٔ اختیار در آی و ما را از صحبت خود بهره مند آن محبوب من از راه استغنا و بے پروائی و از راه غرور و خود بینی که خاصهٔ معشوقانست بخندید و گفت که حافظ را بگو که این لفظ با بر دربان میاور و خود را چیزے مترا ش که تو چه پرکار هستی که پرکار وار محیط نقطهٔ وجود من گردی یعنی

نسخهٔ کاف اینجا بپایان است ۱۲

از دعاے لطف و ترحم چرا نه بخشاے

توجہ عاشق ہستی کہ مادر حبالۂ اختیار تو در آئیم قولہ

چون در جہان خوبی امروز کامگاری | شاید کہ عاشقانرا کامی زلب بر آری

کامگار صاحب مقصود کام مقصد قولہ

تا چند ہمچو چشمت در عین ناتوانی | تا چند ہمچو زلفت در عین بیقراری

در عین ناتوانی در کمال ناتوانی در عین بیقراری در کمال بے قراری قولہ

جورے کہ از تو دیدم در دے کہ از تو بردم | گر شمۂ بدانی شاید کہ رحمت آری

شمہ اندکے قولہ

دکان عاشقی را بسیار مایہ باید | دلہای ہمچو آتش چشمان رو دباری

رو دبار جوے غزل

خوشتر از کوی خرابات نباشد جاے | گر بہ پیرانہ سرم دست دہد ما وا ے

خرابات عشق کہ فنا و صفات بشری لازمۂ اوست قولہ

جاے من دیر مغانست و مرو حی وطنی | رای من رای تو تا نست و مبارک رائے

دیر مغان عالم وحدت راحت بخش رائے عقل و قصد قولہ

با دب باش کہ ہرگز نتوانند گفتن | سخن دیر مگر بر ہمن دانائے

نتوانند گفتن لائق گفتن نیست قولہ

رحم کن بر دل مجروح خراب حافظ | زانکہ ہست از پے امروز یقین فردائے

فردا قیامت غزل

خوش کردیاوری فلکش روز داوری | تا شکر چون کنی و چہ شکرانہ آوری

روز داوری روز حکومت قولہ

در شاہراہ جادہ و بزرگی خطر بسیست | آن بہ کزین کریوہ سبکبار بگذری

کریوہ بفتح و الکسر قولہ

یک حرف صوفیانہ بگویم اجازتست | اے نور دیدہ صلح بہ از جنگ داوری

اشکال این بیت آنست کہ در بعضے کتب نوشتہ اند کہ الصوفیۃ تخیر ما لم یصلحوا فاذا

آخر شد کہ کن بر حال زار حافظ
تا خدا ایسدی تا خصفا کساری

صلحوا هلکو یعنی صوفیه خیریت دارند تا زمانی که خود ها صلح کنند و چون صلح کردند هلاک شدند و اغلب این قرار برای آن باشد که بر تقدیر عدم صلح هریکی در دفع انچه مخالف شریعت یا طریقت یا حقیقت ساعی خواهد بود و ملاحظه خواهد داشت که آن خلاف از وی سر نزند و بر تقدیر صلح آن سعی و ملاحظه از میان خواهد رفت جواب آنست که مضمون این بیت اشارت بانکه بعضی بزرگان فرموده اند که بدیده قضا و قدر باید دید تا جنگ برخیزد و اکثر این بیت در مطالب دنیوی است و احتمال بران بیت دارد جنگ هفتاد و ملت الخ قوله

حافظ غیر از قضا و قدر و قناعت چیزی نمی بیند و کار این خاکدان بهتر از این نمی داند

نیل مراد بر حسب فکر و همت است	از شاه ندر خیر و ز توفیق یاوری

نیل یافتن بر حسب فکر و همت است ان الله یحب المعالی الهمم غزل

دو یار زیرک و از باده کهن دو منی	فراغتی و کتابی و گوشه چمنی

یار زیرک کنایه از عاشق باده کهن شراب خالص دو منی بسیار فراغتی از تعلق بمال و اولاد که انما اموالکم و اولادکم فتنة کتاب حقائق چمنی عزلت معنی آنست که از حکم الرفیق ثم الطریق آگاهم صحبت یاری زیرک میخواهم تا دو یار زیرک با هم باشیم و از یاد محبت قدیمی که امانت است در نهاد سیاهک آتش در نهاد خود باشیم و بذوق و شوق کوشیم و از تعلق مال و منال دنیا خاطر مشوش نداریم و مناقشه متاخرین را در گوشه مشغول نمانیم که ذکر العیش نصف العیش تا ابواب شادات و اگر دو هوای اذا اراد الله بعبد خیرا جعل له وزیرا صالحا اذا نسی ذکره و اذا ذکر اعانه قوله

هر انکه کنج قناعت بگنج دنیا داد	فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنی

کنج قناعت القناعة کنز لا یفنی یوسف مصری کنج قناعت کمترین ثمن گنج دنیا قوله

از این سموم که بر طرف بوستان بگذشت	عجب که رنگ گلی ماند و بوی یاسمنی

سموم باد گرم که درختان را خشک کند قوله

مزاج دهر تبه شد در این بلا آری	که اعتماد بکس نیست در چنین زمنی

مزاج طبیعت زمن زمانه قوله

شنیده ام که سگان را قلاده می بندی	چرا بگردن حافظ نمیکنی رسنی

قلاده گردن بند غزل

در همه دیر مغان نیست چو من شیدائے	خرقه جائے گرو بادهٔ و دفتر جائے
دل که آئینه شاهی ست غبارے دارد	از خدا میطلبم صحبت روشن رائے

دیر مغان کنایه از دنیا ست زیرا که مقام دریافت جو مطلق بود شیدا عاشق خرقه کنایه از وجود سالک منتهی و دفتر کنایه از سالک روشن رائے مرشد که احوال مسترشدان دریافت کند حضرت از روے دعا میگوید همچو من پریشان و شیدا که تنم بکجاست و دلم جائے دگر مرهون یعنے تنم از جهت حصول خدمت مرشدی بود چون غرض حاصل نے شود جائے دگر دلم میکشد و در مصرع ثالث اشعار بحال خود مینماید و در بیان باریکی خود می سراید و در مصراع رابع طلب مرشدی میکند که از خدمتش بمقصود رسد و نیز آنست که از مقام طلب که اولین مقاماتست تعبیر بدیر مغان کنند بانکه سالک بد و حال متوجه بتکمیل نفس خود را و حق را هر دو نصب العین دارد و ازینجهته که نمیخواهد خود را بحق رسانید مناسبت بامحبوب دارد که قائلند بنور و ظلمت خود زیرا که سالک ظلمت وجود خود و نور حق ملاحظه نماید و بهمین اعتبار طالب را گبر و بهمین امثال ترسا خوانند چه بحقیقت خود را و حق را و توجه خود را هر سه اثبات میکنند چنانچه نصاری قائلند بتثلیث و مقام عشق را میکده خوانند بآنکه دران مرتبه حکم تقیید و غیره از نشأ عارف مرتفع گردد و سالک را دراین مرتبه غلبه و استیلا تمام مراتب حاصل شود و حقیقت را بے نسبت کنند نظر بلطف و سریان او و تلون بالواح اقداح گوناگون ۵ همه جا هست و نیست گوئی مے ۵ یا دامست و نیست گوئی جام ۵ و ازین حیثیت عالم را جام خوانند گاه حقیقه باعتبار کل شعوری خاصه مینا مندبدان که نزد ظهور سلطان احکام تقید از وهمی و عقلی از دار الملک وجود عاشق مرتفع میگردد باین اعتبار دل را جام میخوانند چه محل ورود این تجلی دلست همچنانکه قابل اعیان اول عالم است و گاه صورت مثالی بالعین معنوی را که حقیقت در تجلی شعوری بآن ملتبس باشد جام گویند و اشعار عراقی برا عتبار اول دائر است و زبان ناظم این غزل باعتبار دوم دیر مغان معلوم شد و نسبت بشیدای آنست چون طالب را حقیقت مطلوب معلوم نیست هائم و سرگشته در بیابان میباشد و نیز در مبادی احوال کششے مے یابد و نمے داند که از کجاست از نجهته از غایت تجرد دلوله میباشد و خرقه کنایت از رسوم که حجاب لبسیاری از صورت پرستان شد۔ و دفتر اشارت بمرتبهٔ ملامتیه که سد راه بسے زیرکان بیشود و دل که نفس ناطقه است از آلایش جسمانی مبرا است و صقالت جوهر کمال استعداد او مستدعی آنست که

تمامت حقائق آلهی و کیانی چنانچه هست نماید ولیکن از زیر گذر خاک نشینان قولهٔ جسمانی غبار آلوده کدورت اوهام وظنون میگردد و جمال حقیقت نمینماید پس وظیفهٔ سالک آنست که خود را قدم مردی اندازد که بمصقل ریاضات و مجاهدات و آداب شعائر شرعیه نوامیش الهی دل او را که آئینهٔ چهرنمای شاه حقیقت است از الواث کدورت بدنی پاک گرداند تا جمال مقصود رخ نماید قوله

جویها بسته ام از دیده بامان که مگر | در کنارم بنشانند سهی بالا سے

یعنی عهدی مؤکد بسته ام بدست کاملی که از خمخانهٔ مشرب عالی او مفلسان کوی طلب با بذل نقد نیازی که پیش می آرند سرخوش می شوند که اسرار حقیقت را اظهار نکنم الا در صحبت آشنای که چهرهٔ سیرت او بحسن معنوی و سائر خصال موسوم بود قوله

کشتی باده بیاور که مرا بیرخ دوست | گشته هر گوشهٔ چشم از غم او دریاے

کشتی ملابس تعینات معنوی و تقیدات مثالی و باده تجلی شهودی که دران ملابس تعینات می قوله

کرده ام توبه بدست صنم باده فروش | که دگر مے نخورم بیرخ بزم آراے
سر این نکته مگر شمع در آرد بزبان | ورنه پروانه ندارد بسخن پروائے

حقیقت عشق مقتضی بالذات آنست که عاشق خود را در معشوق فانی میگرداند چون عاشق که احد طرفی ظهور احکام شرعست در معشوق فانی میگردد لا محاله احکام عشق نیز در احکام معشوق مستهلک شود پس عاشق را نظر بحضور حق حقیقت عاشق زبان بیان اسرار عشق نیست بلکه اظهار اسرار آثار جلوهای جمال معشوق است و اگرچه از روے صورت از عاشق ظاهر گردد پس در بدو حال که فنای عاشق ببقای معشوق مستدل نشده از عاشق اسرار عشق صورت نه بندد و تا آن زمان که بقای معشوق متحقق نگردد آنگاه مرتبهٔ احکام معشوقی از و بظهور پیوندد من عرف الله کل لسانه را بافحولے من عرف الله طال لسانه یکوجه از وجوه توفیق آنست قوله

سخن غیر مگو با من معشوق پرست | کز وے و جام میم نیست بکس پروائے

دیگر از شرائط راه طلب باز میماند که طالب را مے باید که روے التفات از غیر مطلوب گرداند وجهة قصد او غیر معشوق نباشد از غیر با او نگوید و نشنود بلکه غیر او را نه پندارد و نه بیند و چون در مبادی احوال شهود صرف بے شوب صورت مثالی متصور نیست بنا بران در مصرع دوم

جامے راکہ محل قرب معشوق است ثابت داشت چنانچہ جام بالذات مقصود نیست بلکہ بتبعیت مظروف مقصود است وہمچنین در منصوبت مثال الست ملاحظہ است نہ ملاحظہ بالذات پس اثبات جام در مصرع دوم منافی نفی غیر در اول مطلق نباشد چہ در جام نظر بالوست نہ غیر ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم ؎ لے بیخبر زلذت شرب مدام ما چون در تمہید رفت کہ دل را جام میگویند میتوان گفت کہ مراد از جام درین مقام دل باشد چہ سالک در بدو حال متوجہ تصفیہ قلب است دل و دلدار ہر دو نصب العین دارد چنانچہ در معنے گبر و ترسا نمودہ شد تا آنکہ تمام بدلدار پیوندد و دل در وگم کند قولہ

نرگس ار لاف زد از شیوہ چشم تو مرنج	نروند اہل نظر از تو بے نابینائے

مراد از نرگس آدمی صورتان بیمعنے اند کہ بمنزلہ چشم اند نسبت بکائنات اگر این آدمی صورتان کہ بینائی ندارند دعوی بینائی کنند از ضائع گشتن استعداد طالبان نصیحت ایشان نخندیدہ مشو زیرا کہ اہل نظر کہ طالبان ثابت قدم اند از پے مردمان بیمعنے کہ بینائی ارشاد ندارند نمیروند قولہ

این حدیثم چہ خوش آمد کہ سحر گہ میگفت	بر در میکدہ و باد ف و نے ترسائے
گر مسلمانی ازین ست کہ حافظ دارد	آہ اگر از پے امروز بود فردائے

یعنے میکدہ پیش رفت ما و مقام طلب عشق است وچون مر مقام را مراتب بسیار و مواقف بے شمار بتکثر میکدہ مناسبت باشد و با ملاحظہ معنے ترسا سحر گاہ بر در میکدہ بودن ملایم نماید پس خلاصہ معنے آن باشد کہ مرا این سخن بغایت خوش آمد کہ رہرو ثابت قدم بکمال نزدیک رسیدہ میگفت کہ اسلام و خدا دانی کہ بدین نمط است کہ حافظ دارد یعنی ناتمامان بیدرد کہ مدار اعمال و احوال ایشان بر صورت کونیت بسا حسرت و ندامت ایشان را باشد در روز حساب کہ مدار بر حقیقت محض باشد و صور تابع معانی گردد بلکہ معانی متصور گردد و صور بیمعنے متلاشی شود چنانچہ درین عالم صورت بیمعنے روے نماید دران موطن صورت بیمعنے معدوم باشد و در حبیب السیر آورده بعد بیان آنکہ شاہ شجاع از بعضے وجوہ در مقام ایذای خواجہ شدہ بود ذکر یافتہ کہ چون این غزل در ہمہ دیوانہا تا آنزمان شاہ شجاع رسید گفت از مضمون این نظم چنان معلوم میشود کہ حافظ بقیام قیامت قائل نیست و بعضے از قضای حسود قصد نمودند کہ فتوی نویسند کہ شک در وقوع روز جزا کفر است و ازین بیت بمعنے مستفاد میگردد و خواجہ مضطرب گشتہ نزد شیخ زین الدین ابو بکر تبادے کہ دران آوان عازم حجاز بود

و در شیراز تشریف داشت قصه حسودان باز گفت شیخ گفته که مناسب آنست که بیتی دیگر مقدم برین مقطع درج کنی مشعر که فلانے چنین میگفت تا بمقتضای این مثل که نقل کفر کفر نباشد ازین تهمت خلاص یابی بنابران خواجه این را گفته پیش از مقطع دران غزل مندرج ساخت که این حدیثم چه خوش آید و بآن واسطه ازین دغدغه نجات یافت پوشیده نماند که خوش آمدن کلمه کفر هم کفرست مگر آنکه گفته شود که قول ترسا متضمن دو امر بود یکی زبونی مسلمانی دوم تردد و قیام قیامت و خوش آمدن حدیث نظر بر امر اول است چنانچه جای گفت بر دخترک بسوزان حافظ یارب این قلب شناسی که آموخته و چون این تقریر درست شد فقها اعتراض نکردند اگر در مسئله صد وجوه تکفیر باشد و یک وجه از تکفیر منع نماید مفتی را باید که بآن یکوجه که از تکفیر منع نماید التفات نماید غزل

دیدم بخواب دوش که ماهے بر آمدے | کز عکس روی او شب هجران سر آمدے

عکس شعاع سر آمدی آخر آمدی قوله

تعبیر رفت یار سفر کرده مے رسد | اے کاش هر چه زود تر از در آمدے

تعبیر بیان کردن قوله

جانها نثار کردمے آن دلنواز را | گر همچو روح جلوه کنان در بر آمدے

نثار ریختن و فدا قوله

آن کو ترا بسنگدلی گشت رهنمون | اے کاشکے که پاش بسنگے در آمدے

پا بسنگ در آمدن عاجز شدن و افتادن و لغزیدن قوله

فیض ازل بزور و زر آمدی بدست | آب خضر نصیبهٔ اسکندر آمدے

آب خضر آب حیات قوله

گر پیروے بشیوهٔ حافظ زدی رقم | مقبول طبع شاه سخن پرور آمدے

رقم بباغ تا چنم از بوستان گلے | آمد بگوش ناگهم آواز بلبلے

چنم از بوستان گلے مشاهدهٔ صفتهاے حق نمایم عندلیب بلبل قوله

بس گل شگفته میشود این باغ را ولے | کس نے بلاے خار نچیدست یک گلے

بموجب ان مع العسر یسرا قوله

حافظ مدار امید فرج از مدار چرخ | دارد هزار عیب و ندارد تفضلے

روزگار یست که ما را نگران میداری | چشم بر ما و نظر بر دگران میداری

نگران منتظر و مشتاق قوله

گوشهٔ چشم رضاے بمنت باز نشد | اینچنین عزت صاحب نظران میداری

باز کشاده قوله

نه گل از داغ غمت رست نه بلبل در باغ | همه را نعره زنان جامه دران میداری

گل عاشق ہالک بلبل عاشق مجذوب قولہ

ساعد آن بہ کہ نپوشی چو تواز بہر نگار | دست در خون دل پرہنران میداری

ساعد دستانہ چرمی کہ برائے شکار کردن مے پوشند۔ قولہ

پدر تجربہ آخر توئی ایدل زچہ رو | طمع مہر و وفا زین پسران میداری

تجربہ امتحان۔ یعنے بیار تجربہ بکار ہستی ۱۲ قولہ

دین و دل رفت و بے راست نمی آرم گفت | کہ من سوختہ دل را تو بران میداری

نمے آرم۔ نمے توانم۔ قولہ

ایکہ در دلق ملمع طلبی ذوق حضور | چشم سیری عجب از بے بصران میداری

دلق ملمع عبادات ریائی چشم امید خیر فیض بیخبران بے فیضان گوہر فیض۔ قولہ

نگذران روز سلامت بملامت حافظ | چہ توقع زجہان گذران میداری

زدلبرم کہ رساند نوازش قلمے | کجاست پیک صبا کو ہمیکند گر مے

نوازش قلم نامہ۔ قولہ

بیا کہ خرقۂ من گرچہ وقف میکدہ ہاست | زمال وقف نہ بینی بنام من درمے

معنے این بیت در معنے بیت فقیہ مدرسہ دی مست بود بیان کردہ شد قولہ

طبیب راہ نشین سر عشق نشناسد | بدو بدست کن اے مردہ دل مسیح دمے

طبیب راہ نشین طبیبان کہ در کوچہا می نشینند مراد تیخان مقلد بدست کن جاصل نما۔ مسیح دم عارف کامل قولہ

چرا بپیک نے قندش نمے خرند آن را | کہ کرد صد شکر افشانی از نے قلمے

نے قند نیشکر۔ قولہ

دلم گرفت زسالوس و طبل زیر گلیم | خوشا دمے کہ بمیخانہ پر کنم علمے

گرفت ملول شد۔ قولہ

دوام عیش و نعیم نہ شیوۂ عشق است | اگر معاشر مائے بنوش جام عنے

معاشر ہم صحبت قولہ

نمے کنم گلہ لیک از رحمت دوست | بکشت زار جگر خستگان نداد نمے

نمی طراوت قولہ

سزائے قدر تو شاہا بدست حافظ چیست | بجز نیاز شبے یا دعائے صبحدمے

غزل

زکوے یار می آید نسیم باد نوروزی | ازین باد ار مدد خواہی چراغ دل برافروزی

نوروز آن روز کہ آفتاب در نقطۂ اعتدال آید بتازیش نیروز خوانند قولہ

چو گل گر خورد ہ داری خدا را صرف عشرت کن | کہ قارون را غلطہا داد سودائے زراندوزی

خورده نقد زر ریزه هر چیزے سودائے زراندوزے بخل قوله

طریق کام جستن چیست ترک کام خود گفتن	کلاه سروری آنست گر این ترک بردوزی

ترک بردوزی ترک کنی قوله

ندانم نوحهٔ قمری بطرف جویباران چیست	مگر او نیز همچون من غمی دارد شبانروزی

نوحه گریه بآواز شبانروز الف بجاے واو عطف یعنی شب و روز غزل

صاف ازان مے خام کز و پخته شود هر خامے	گرچه ماه رمضان ست بیاور جامے

مے معروف اینجا کنایه از عشق است و محبت و مے را خام ازان گفته که شیره از انگور کشیده همچنان خام درخم انداز ند روزے چند را قش سازند و چون جوش گرفته کف برآرد خماران را پختگی شمارد و چوب بیدرا سوخته خاکسترش بران پاشند و منتظر آن باشند تا در و در ته نشیند و صاف بالا آید و صاف را بالوره گیرند و نگاهداشت آن و بو دلکش پذیرند و نامش مے خام نهند و اهل دول را در جام نهند و در آب تقطیر دهند و این را باصطلاح خماران راوق نام نهند و در اگرچه میچکانند و صافش گردانند آن قوت و لطافتش نبود که در خام بود ماه رمضان معروف ازینجا کنایه از زهد و تقوی که بدان تصفیه و تجلیه حاصل شود و معنے آنست که ازان مجلسے که در کام هر خامے که فرورود از خامیش برهاند و از پخته کارش گرداند اگرچه ایام زهادتست زهد و تقوے با آخر رسیده و تصفیه و تجلیه کمال بگیرد و شایان آن نشده ام که بار امانت عشق کشم بیاور جامے تا خامے را پخته گرداند و تلخکامی در قدح از ما فرو نشاند و این طلب ازان اشتیاق بهست و خانه تلخکامی و مذاق چنانچه بیمار از طبیب دارو مے طلبد و بیمار ما هنوز خام است دارو پذیر نبود و علاجش جز این نیست و از روے تمنی با طنت حق میگوید و او را باو مقام سیر فی الله و باید دانست که در تکرار کلمه خام صنعت پخته کاریست و این را تکرار ملیح گویند۔

قوله

روزه هر چند که مهمان عزیزست دلا	رفتنش موهبتے دان شدنش انعامی

روزه کنایه از زهد و پارسائی موهبت بخشش قوله

مرغ زیرک بدر صومعه اکنون نه پرد	که نهاد است بهر مجلس وعظے دامے

مرغ زیرک عاشق کامل خانقه کنایه از زهد قوله

کو حریفی که شب و روز مے صاف کشد | بود آیا که کند یاد ز دردآشامے

حریف کنایه از عاشق آیا آرزوست قوله

حافظا گر ندهد داد دلت خسرو عهد | کام دشوار بدست آوری از خود کامے

خود کام خود پسند غزل

سینه مالامال درد است ایدل پیغامے رهے | دل ز تنهائی بجان آمد خدارا همدمے

الف که درمیان مالامال ست بمعنی اتصال است چون لبالب و شادوش و خنداخند و گوناگون و رنگارنگ بجان آمد بمعرض هلاکت رسید قوله

خیز تا خاطر بدان ترک سمرقندی دهیم | کز نسیمش بوے جوے مولیان آید همے

سمرقند نام شهر ترک سمرقندی معشوق جوے مولیان نام محله ایست از بخارا قوله

چشم آسایش که دارد زین سپهر گردرو | ساقیا جامے بیاور تا بیاشامیم دمے

چشم امید که دارد کدام کس گردرو تیز رو غزل

سلام الله ما کر اللیالی | احادیث المثانی والمثالی

سلام تحیت ما مادام لیالی جمع لیل مثانی سورتهای قرآنی دراز و کوتاه کذا فی المهذب مثالی جمع مثل در قرآن معنی آنست که سلام و تحیت خدا ست ما دام که مکرر شوند شبها و ما دام که سورتها قرآن و مثلها آن را قوام است بلیلها یعنی ما دام که تکرار گیرند شبها و ما دام که درگیرم سورهٔ قرآن و مثلها او را یعنی ما دام که تلاوة قرآن میکنیم و چون خواجه حافظ بود تلاوت قرآن لازم او بود لاجرم بدان نسبت نمود قوله

علی دار الاراک و من علیها | و دار فی اللوا فوق الرمالے

باللوا بران وادی که درخت پیلو است و بران نان که دران وادی اند و بران سرائے که در لواست که مقامی است بریگ قوله

و داعگوے غریبان جهانم | و ادعو بالتواتر و التوالے

دعاگوے غریبان و غریب پیشه ام و دعا میکنم بسلامتی غریبان همواره و همیشه و محبوبش چون غریب بود جمله غریبان را در دعا مشمول نمود و غرضش منحصر بود در دعاء اخص الخاص از قبیل ذکر عام و ارادهٔ خاص بطریق فصحاے ذوی الاختصاص قوله

الکلام یجر الکلام

گر بمیرد حافظ چه سازد دشمن با دوست

اموت صامتا یالیت شعری	متی تطق البشیر عن الوصال

اموت همزه استفهامیه صامتا خاموش یالیت حرف تمنا متی هرگاه نطق گویائی بشیر بشارت دهنده میمیرم من از روی صامت که عشق است الحبیب اصعب ان الحب منکتم ای کاشکی دانستی که کی گویائی خواهد شد بشارت دهنده از وصال و در بعضی نسخه بشیر برید قاصد دیده شده باید دانست که ندای ملک الموت مقرر است که هر روز ندا میکند کما قال الشاعر ؎ له ملک ینادی کل یوم لدوا للموت وابنوا للخراب ؛ اما چون اقتضای بشری شنیده نمیشود خلاف ایمان بخاطر خطور میکند پس از جهت دور آوردن استفهام انکاری آورد خاطر بر خلاف آن بگمارد و در بعضی نسخه بجای صامت صائت مسطور است یعنی آواز کننده و این خود مقرر و در کتب مذکور است که فرشته موت همیشه لقای مردم میجوید الرحیل الرحیل میگوید اما از کمال غفلت سرگشته ام و ندای ملک الموت نمی شنوم و چون آواز در گوش نمی افتد از روی تعجب استفهام کند که مرگ آواز کننده است و آگاهی دهنده که کی بشیر بشارت دهد و آگاه کند از وصال محبوب بحکم الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت رساننده طالب است بمطلوب کی مژده این اشارت یابم واز دنیا رهیده بدوست پیوندم قوله

فجنبک راحتی فی کل حین	وذکرک مونسی فی کل حال

یعنی درین دنیا که سراسر پریشانی و آشفته حالی است حب تو راحت منست بی قیل و قال و ذکر تو مونس من است در هر حال قوله

کجا یابم وصال چون تو شاهی	من بدنام رندلا ابالی

لا ابالی بیباک۔ قوله

منال اے دل که در زنجیر زلفش	همه جمعیت است آشفته حالی

زنجیر زلف تعلقات دنیا و جذبه عشق قوله

ز خطت صد جمال دیگر افزود	که عمرت باد صد سال جلالی

صد سال جلالی یعنی از دیاد باعتبار آنکه سال شمسی که جلالی گویند سیصد شصت و پنج روز است یازده از سال قمری زیاده میشود و سال قمری سیصد پنجاه و چهار روز و سال شمسی را جلالی گویند که سلطان جلال الدین رومی این تاریخ را بسته بر دفق سال شمسی قوله

؎ محذوف با شد ۱۲

بران نقاش قدرت آفرین باد	که گرد مه کشید از خط هلالی

مه کنایت از رخ هلالی خط گرد و مدور قوله

بهر منزل که رو آرد خدایا	نگهدارش بحفظ لایزالی

لایزالی همیشه - قوله

تو مے باید که باشی ورنه سهلست	زیان مایه جانی و مالی

اشکال این بیت آنست که معشوق خود همیشه موجود است پس چه معنے دارد اینحرف که تو می باید باشی جوابش آنکه مراد آنست که تو می باید که در دل من باشی و فراموش نشوی و تعشق که دل مرا بتست زائل نگردد قوله

خدا داند که حافظ را غرض چیست	و علم الله حسبی من سوالی

دانستن خدا کفایت کننده است از سوال من وقتے که ابراهیم را در آتش نمرود انداختند جبرئیل گفت هل لک حاجة اما الیک فلا گفت قل الله قال و هو حسبی عن سوالی علمه بحالی غزل

سحر گه رهروے در سرزمینے	همی گفت این معما با قرینے

رهروے مسافرے قوله

که اے صوفی شراب آنگه بود صاف	که در شیشه بماند اربعینے

شراب محبت اربعین باید دانست که اربعین را خاصیتے است در استکمال چیزها که حد دیگر را نیست چنانچه حق تعالے چون خواست که استحقاق استماع کلام بیواسطه دهد فرمود وعدنا موسی ثلثین لیلة و قال ان خلق احدکم یجمع فی بطن امه اربعین یوما نطفة ثم یکون علقة مثل ذلک ثم یکون مضغة و مثل خمرت طینة آدم بیدی اربعین صباحا و من اخلص لله اربعین صباحا ظهرت له ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه قوله

اگر انگشت سلیمانی نباشد	چه خاصیت دهد نقش نگینے

اگر استعداد حصول معرفت نداری اربعین و خلوة و ذکر و ورد نفعے نبخشد چنانچه فقیرے نزد شیخ فرید الدین گنجشکر آمد شکایت فقر کرد شیخ کلوخے برداشت و هفت مرتبه سوره الحمد بر و دمیده زر گشت مراورا بداد آن شخص در خانه رفته بطور شیخ بر کلوخ الحمد بخواند هیچ نشد بخدمت شیخ آمده عرض کرد که یا شیخ این چیست از خوانده شما کلوخ زر گردید از خوانده ما هیچ نه کلام الهی همانست شیخ فرمود

اے درویش الحمد همانست ما زبان فرید می باید که اول حصول استعداد نماید و آن عشق و محبت است قوله

خدا زان خرقه بیزار است صد بار	که صد بت با شدش در آستینے

صد بت مراد دنیا هوا و حرص افرائیت من اتخذ الهه هواه و کل ما یشغلك عن الله فهو صنمك و آن بسیار اند آراستن ظاهر بسیاری نماز کثرة صوم حب سجاده نشستن حب شهوت حب زن و فرزند حب مال حب نفس که النفس هی الصنم الاکبر من رساله یحیی منیری قوله

درونها تیره شد باشد که از غیب	چراغے برکند خلوت نشینے

برکند روشن سازد قوله

تو ابت باشد اے دارائے خرمن	اگر رحمے کنی بر خوشه چینے

دارائے خرمن صاحب معرفت خوشه چینے عاشق مفلس غزل

ساقیا سایهٔ ابر است و بهار و لب جوے	من نگویم چه کن ار اهل دلی خود تو بگوے
بوے یکرنگی ازین نقش نیاید برخیز	دلق آلودهٔ خود را بے ناب شوے

ازین نقش کنایه ازین زهد ریائی دلق آلودهٔ خود را این زهد ریائی خود را قوله

سفلهٔ طبع است جهان گر منش تکیه مکن	اے جهاندیده ثبات قدم از سفله مجوے

سفلهٔ طبع کمینه پرور و نیز آنکه با یک کس نماند و یکجا قرار نپذیرد ۵ منه بر جهان دل که بیگانه است چو مطرب که هر روز در خانه ایست بسفله اشاره بجهان قوله

گوش بکشای که بلبل بفغان میگوید	خواجه تقصیر مفرما گل توفیق ببوے

فغان آواز بلند قوله

یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر	از ره عیش در آ دائرهٔ عشق ببوے

دائرهٔ عشق ببوے در عشق در آے ۔ قوله

روے جانان طلبی آئینه را قابل ساز	ورنه هرگز گل نسرین ندهد آهن روے

روے جانان طلبی خواهان مشاهدهٔ محبوب حقیقی هستی آئینه را قابل ساز دل را از وساوس ماسوے پاک ساز گل نسرین روے محبوب ندهد آهن روے از آئینهٔ تیره رونماید قوله

گفتی از حافظ ما بوے ریا مے آید	آفرین بر نفست باد که خوش بردے بوے

که خوش بردی بوے خوب معلوم کردی غزل

سلامے چو بوی خوش آشنائی | بآن مردم دیدهٔ روشنائی

مردم دیده روشنائی محبوب قوله

درودے چو نور دل پارسایان | بدان شمع خلوتگه پارسائی

خلوتگه پارسائی محبوب قوله

نمے بینم از همدمان هیچ برجا | دلم خون شد از غصهٔ ساقی کجائی

همدمان دوستان جانی قوله

ز کوے مغان رو مگردان که آنجا | فروشند مفتاح مشکلگشائی

کوے مغان آستانهٔ عارفان و نیز مقام عشق قوله

مے صوفی افگن کجا می فروشند | که در تابم از دست زهد ریائی

مے صوفی افگن عشق که فانی ساز عاشق در تابم در تاب هستم اے گرفتار غم واندوه قوله

دل خستهٔ من گرش همتے هست | نخواهد ز سنگین دلان مومیائی

گرش همتے هست دل من گر همتے عالی دارد سنگین دلان درویشان مقلد مومیائی توجه قوله

رفیقان چنان عهد صحبت شکستند | که گوئی نبود ست خود آشنائی

رفیقان سلف یار مخالف نفس و شیطان احسن الطریق مخالفة النفس و الشیطان غزل

سَبَتْ سَلْمٰے بِصُدْغَیْهَا فُؤَادِیْ | وَرُوْحِیْ کُلَّ یَوْمٍ لِیْ یُنَادِیْ

سبت بمعنے بند کردن من باب ضرب یضرب سلمے نام معشوقه صدغ زلف فؤاد دل ینادی آواز دادن معنے آنست که در قید آورد سلمے بدو زلف خود دل مرا و حال آنکه روح من هر روز مرا ندا میکند واز دیدن خوبان منع میکند وگوید که خوبان را منگر و خود را بعشق شان مسپر قوله

اَمَنْ اَنْکَرْتَنِیْ عَنْ حُبِّ لَیْلٰی | تَرَا دل روے او نیکو نوادی

همزهٔ ندائیه قال علے الحسین انی واعظ و مؤنب ترا دل یعنی تو را دل نوادی کلمهٔ نرکی ندیدی یعنی آنکسے که انکار کردی تو مرا در عشق لیلی تو را دل روے او نیکو ندیدی قوله

تو همچون من بموس دلبری ده | غَرِیْقُ الْعِشْقِ فِیْ بَحْرِ الْوِدَادِیْ

بوس بترکی تمام وکمال یعنے ہمچو من دلِ خود را بتمام وکمال دست سپاری فروشندہ عشق در دریاے دوستی آن یار یعنے اے کسیکہ بدریاے دوستی رسیدہ پس خویش را از ان عشق کشیدہ باید کہ ہمچو من تمام دل خود را بدست سپاری تا گوہر مقصود را بکف آری غزامت تا وان غزت یکدل درین راہ از ایادی۔ غزت لفظ شیراز نسبت از صحرائیان غزت نمے غزدہ و یکدلی در اصل یکدلہ بود و او از لفظ اولی ولہ از آخر حذف کردند و سکون در غزت بیاے اشباع آخر یکدی براے تجویز درستی وزن آوردند و در زبان شیراز حروف حذف میکنند چنانچہ در گلستان پیر ہفتاسلہ جنی کمنہ ایادی جمع الید معنے آنست و لے جہت آنکہ جان خویش را خواہی نخواہی بتو سپارم خواجہ بطلاقۃ وجہ وخواہ بعبوستہ آن روز کم غزا کردی تو یکدلہ باعشاق و در قید آوردل ایشان را علے الاطلاق و باز درستی از تمردتمردان و شرابنان یعنی با دیگر احتیاج نیست کہ غالب آئی و استیلا نمائی کہ جان تابع درست و چون دل گرفتی تابع داشت جان و تن بال اوست چہ جاے گفتگو است بواتت کلمہ ترکی تمام وغرتہ بنا ابحث نشادی مغرور ساختہ دل مارا اقبال شعر گوئی کہ موجب فساد و تباہی است و در بعضے نسخہ این بیت چنان دیدہ شدہ کہ غم ماتست بواخوردن بنا چارا غرتہ ہوی ایچنت نشادی یعنے غم ما ترا خوردن لاچار است و اگر غم ما نخوری بہ بینی ایچنہ ترا نشاید دید قولہ

زغمت جاہا مان در دکے بوت	ہیو پوشم قباے وصل شادی

یعنے از سبب غم تو ما جاہا مدیدہ ام دکے باشد بپوشم قباے وصل و شادی را قولہ

خدارا بر من بیدل ببخشاے	وَاَوْصِلْنِیْ عَلٰی رَغْمِ الْاَعَادِیْ

برسان مارا بمطلوب بر غم دشمنان کہ نفس و شیطان اند قولہ

نگارا در غم سودائے زلفت	تَوَکَّلْنَا عَلٰی رَبِّ الْعِبَادِیْ

اے محبوب من در غم خیال زلف تو کہ دام راہست و بواسطۂ او مطلب نمیتوان رسید کہ عروۃ الوثقی است توکلنا علے رب العباد توکل کردیم ما بر پروردگار بندگان قولہ

دل حافظ شد اندر چین زلفت	بِلَیْلٍ مُظْلِمٍ وَاللّٰہُ ہَادِیْ

یعنے دل حافظ در پیچش زلف کہ عبارت از جذبۂ عشق است و بسبب غموم و ہموم شبے ست تاریک

درآمد خدا رهبر او ست که در شب تاریک بے ہدایت رہبری راہ یافتن محال خصوصًا راہے کہ پیچ در پیچ بود و نیز از زلف دنیا کہ فی الحقیقت سبب شے است تاریک و روشنائی او عارضیست معنے آنست کہ باعتماد الطاف حق حافظ بحکم ایزدی در حوادث دنیا کہ راہے است بس تاریک خود را در انداختہ در شب تاریک و حال آنکہ خدا رہبر او ست غزل

سحرم ہاتف میخانہ بدولت خواہی | گفت باز آے کہ دریغ آیدت این درگاہی
بر در میکدہ رندان قلندر باشند | کہ ستانند و دہند افسر شاہنشاہی

میکدہ عشق رندان قلندر کمال الدین عبد الرزاق گوید نجبا چہل اند و نقبا سیصد و ملامتیہ دو تے اند کہ حال خود پوشیدہ دارند و نگذارند کہ مردم ایشانرا بولایت بشناسند ایشان افضل طائفہ اند قولہ

خشت زیر سر و بر تارک ہفت اختر پاے | دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہے

تارک ہفت اختر عرش قولہ

سر ما و در میخانہ کہ طرف بامش | بفلک بر شدہ دیوار بدین کوتاہی

بفلک بر شدہ بر فلک شدہ قولہ

قطع این مرحلہ بے پیروی خضر مکن | ظلمات ست بترس از خطر گمراہی

این مرحلہ کنایہ از سلوک عشق و بے پیروی خضر مکن بموجب من لا شیخ لہ فشیخہ ابلیس - قولہ

تو در فقر ندانی زدن از دست مدہ | مسند خواجگی و مجلس توران شاہی

تو در فقر ندانی زدن طلب راہ فقر نمیدانی کردن چہ راہ فقر بس سخت و دشوار ست قولہ

غزل

حافظ خام طمع شرم از این قصہ بدار | عملت چیست کہ مزدش دو جہان میخواہی
ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پر ز مے | طامات تا بچند خرافات تا بکے

قدح لالہ پر ز مے ایام بہار رسید طامات سخن لا یعنی خرافات اقوال بیہودہ قولہ

خوش نازکانہ مے چمی اے شاخ نو بہار | کا شفتگی مبادت از آشوب باد دے

دے ماہ خزان قولہ

فردا شراب کوثر و حور از براے ماست | وامروز نیز ساقی مہ روی و جام مے

ساقی مہ رو مرشد قولہ

بشنو که مطربان چمن راست کرده اند | آهنگ و چنگ و بربط و طنبور و نای و نے

آهنگ آواز قوله

حافظ حدیث سحر فریب خوش شنید | تا حد چین و شام و باقصای روم و ری

روم و ری نام شهرهاست غزل

سحر با باد میگفتم حدیث آرزومندی | خطاب آمد که واثق شو بالطاف خداوندی

واثق اُمیدوار قوله

دعای صبح و شام تو کلید گنج مقصود است | بدین راه و روش میرو که با دلدار پیوندی

بدین راه و روش مضمون مصراع ماسبق قوله

دل اندر زلف لیلی بند و کار عشق مجنون کن | که عاشق را زیان دارد مقالات خردمندی

مقالات گفتگو. قوله

همای چون تو عالیقدر حرص استخوان تا کے | در این آن سایهٔ دولت که بر نا اهل افگندی

اُستخوان دنیا نا اهل دنیا یعنی اے نفس که قابلیت تحصیل صفت فرشتگان داری خیال کبر و غرور و غفلت همچو ابلیس لعین مباش اے نفس که وجود تو سکندر وقت است و قابلیت آن دارد که خلیفهٔ پروردگار باشد همچو سگ جوال حبیهٔ دنیا شو قوله

جهان پیر است و بی بنیاد از مروت در جبلت نیست | ز مهر او چه میخواهی و مهت چه می بندی

جبلت سرشت غزل

شد بهار و گذشت موسم دے | آگهی گر ز چرخ و گردش وے

هی هی افسوس زیر این قصر درین دنیا کاؤس و قیصر و جم و کے نام بادشاهان لاشے هیچ و من الماء کل شئی حی از آب است هر چیز زنده غزل

شهر پر است پر ظریفان در هر طرف نگاری | یاران صلای عشقست گر میکنید کاری

صلا آوازے که برائے طعام کنند طرفه نادر نگار معشوق قوله

جسمے که دیده باشد گر روح آفریند | بر دامنش مباد ازین خاکدان غباری

اینچنین جسمے که محض خلقت او از روح پاک باشد که دیده باشد قوله

ز شعر حافظ شیراز میگویند و می رقصند ظریفان کشمیر ای صوفی بیا تا گل برافشانیم و می در ساغر اندازیم

می بنیشست بشتاب و قت خوش ست دریاب | سال دگر که دارد امید نوبهاری

نعش بفتح آب تیره و بکسر خیانت کردن قوله

چون این گره کشایم و بن از دو نایم | درد ے و صعب دردے کارے و سخت کارے

صعب سخت غزل

صبا چو نکهت آن زلف مشکبو داری | بیا دگار ریحانی که بوے او داری

نکهت باد خوشبو بمانی باشی ـ قوله

نواے بلبلت اے گل کجا بگوش افتد | که گوش هوش بمرغان هرزه گو داری

نوا آواز بلبل عاشق گل محبوب بگوش افتد کے بشنوی مرغان هرزه گو عاشقان بلوای قوله

زمانه گر همه مشک ختن دهد بر باد | فداے تو که خط و خال مشکبو داری

ختن نام ولایتے ست مشکخیز قوله

بسر کشی خود ای سرو جویبار مناز | که گر بادرسی از شرم سر فرو داری

بادرسی ـ بمحبوب من رسی غزل

صبح است و ژاله میچکد از برگ بهمنے | برگ صبوح ساز و بده جام یکمنی

بهمن نام ماه برگ اسباب صبوح شراب خوردن قوله

خون پیاله خور که حلالست خون او | در کار یار کوش که کاریست کردنی

خون پیاله شراب قوله

گر صبحدم خمار ترا در سر دهد | پیشانی خمار به پیمانه بشکنی

پیشانی خمار به پیمانه بشکنی رفع خمار به پیمانه کنی قوله

مژده که سر بگوش من آورد چنگ و گفت | خوش باش و پند بشنو ازین پیر منحنی

پیر منحنی پیر ضعیف و متقاض قوله

ساقی بهوش باش که غم در کمین ماست | مطرب نگاهدار همین ره که میزنی

ره سرود غزل

طفیل هستی عشق اند آدمی و پری | ارادتے بنما تا سعادتے ببری

یعنے ہر چہ کہ در تحت کن آمدہ است ظہور آن بطفیل عشق است کما قال کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ارادتے بنما تا سعادتے ببری عشقے حاصل نما تا حصول معرفت نمائی چہ ہر کس کہ بدرجۂ عرفان رسید بعشق رسید ؎ عشق موسے را بکوہ طور برد ٭ بہر دیدہ دوست سوے نور برد ٭ عشق عیسے را بگردون سے برد ٭ یافتہ ادریس جنت از صمد ٭ عشق احمد را بود معراج دین ٭ تا مقام او بود حق الیقین ٭ کفر کافر را و دین دیندار را ٭ ذرۂ در دل عطار را ٭ قیل یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاہدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون واز حضرت مصطفے ہم در تفسیر ویہ الہم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون پرسیدند فرمود کہ ہی اعمال حسبوہا حسنات فوجدوا فی کفۃ السیئات پس چارہ نیست کہ از صحبت ولی واصل وصحبت مرشد کامل من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ قولہ

چو مستعد نظر نیستی وصال مجوے	کہ جام جم نکند سود وقت بی بصری

تا وقتیکہ دیدۂ جان بین حاصل نکردۂ طالب وصال مباش کہ ہنگام نابینائی جام جم نفعے نمی بخشد ؎ رو دیدہ بدست آر کہ ہر ذرۂ خاک ٭ جامے است جہان نمائے گرمے نگری ٭ ونیز از جام جم مرشد مراد است یعنے بے حصول عشق مرشد ہم توجہ نمیکند و یا توجہ مرشد ہم نفعے نے بخشد از نیجا گفت ؎ شنیدم شد مریدے پیش پیرے ٭ کہ باشد در سلوکش دستگیرے ٭ بگفت ار پانشد در عشق برجاے ٭ برو عاشق شو آنگہ پیش ما آے ٭ کہ در عشق سریست بس عجیب و غریب قولہ

بکوش خواجہ و از عشق بے نصیب مباش	کہ بندہ را نخرد کس بعیب بے ہنری

کہ مرید بے عشق را ہیچ مرشد خریداری ننماید ؎ مارا نہ مرید ورد خوان مے باید ٭ نہ زاہد حافظ قرآن مے باید ٭ صاحب دردے سوختہ جان مے باید ٭ آتش زدۂ بجان و مان مے باید از نیجا ست کہ در بحر المعانی است در مکتوب ثالث وثلثون کہ باللہ واللہ وتاللہ اگر حقتعالے ذرۂ عشق را بر خلائق فرستادی ہمہ بیگانگان آشنائی یافتندے و در عالم یک بیگانہ نماندی و انبیا کہ آمدند بشریعت آمدند از پختہ ہمہ بیگانگان کہ در ادیان خود بودند متنفر شدند فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ واللہ اگر انبیا بحقیقت و محبت عشق خلائق را دعوۃ کنندہ آمدندی ہمہ بیگانگان آشنا شدندے ولیکن حضرت صمدیت خواست تا جہانے از حقیقت بعید ماند از سبب اینمعنے عشق را بحقیقت نفرستاد

مرا درین ظلمات آنکه رهنمائی کرد | دعای نیمشبی بود و گریهٔ سحری

درین ظلمات راه عشق و سلوک قوله

بیا و سلطنت از ما بخر بمایهٔ حسن | درین معامله غافل مشو که حیف خوری

درین معامله اشاره بمضمون مصرعهٔ ماسبق قوله

مه صبوح و شکر خواب صبحدم تا چند | بعذر نیمشبی کوش و نالهٔ سحری

شکر خواب صبحدم خواب شیرین بامداد کنایت از غفلت قوله

طریق عشق طریق عجب خطرکسمت | نعوذ بالله اگر ره بمنزلی نبری

منزلی حای امن قوله

ز هجر و وصل تو در حیرتم چه چاره کنم | نه در برابر چشمی نه غائب از نظری

نه در برابر چشمی باعتبار معاینهٔ ظاهر نه غائب از نظری باعتبار وطن و نگرستن قوله

هزار جان گرامی بسوخت بر سر غیرت | که هر صباح و مسا شمع مجلس دگری

صباح بامداد مسا شبانگاه قوله

هر خبر که شنیدم درے بحیرت داشت | ازین بپس من و ساقی و وضع بیخبری

درے نوعے ازین بپس الحال وضع روش قوله

بیمن همت حافظ امید هست که باز | ارے اسامی لیلای لیلة القمری

بیمن بخجستگی ارے صیغهٔ واحد متکلم فعل مضارع معلوم اسامی جمع اسم و اسم در بیخاشتق از وسم ست رد که بمعنے علامت بر اشیا بود لیلاے نام محبوب است مشهور و معنے آنست که بخجستگی دعاے حافظ امید است که باز بهبینم آثار و علامت محبوبهٔ خویش را در راه در شب و روشن از ماه یعنی باز بهبینم محبوب خویش تا مرهم باشد این دل ریش را و نیز از اسامی تجلیات صفاتی که بیکیس بدین گلشن جز از تجلیات گلے نچیند غزل

عمر بگذشت به بیحاصلی و بوالهوسی | اے پسر جام میم ده که به پیری برسی

پسر اشارت بمرشد باعتبار اصحاب الجنة جردمر قوله

چه شکرها ست درین شهر که قانع شده اند | شاهبازان طریقت بشکار مگسی

شکر لله تها درین شهر کنایه از دنیا شاهبازان عارفان قوله

تا چو مجمر نفسے دامن جانان گیرم	دل بر آتش بنهادم ز پے خوش نفسی

مجمر عود سوز قوله

لَمَعَ البَرقُ مِنَ الطُّورِ وَآنَستُ بِهِ	فَلَعَلِّي لَكَ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ

درخشید برق طور و آنست گرفتم من بآن برق تا یافتم من آن برق را پس شاید من آرنده باشم از بهر تو شهاب یعنی ستاره آتش را که چیده باشد و این اقتباس است ازین کریمه که در سورهٔ طٰه واقع شده که هل اتیك حدیث موسی اذ رای نارا فقال لاهله امکثوا انی انست نارا لعلی اتیکم بشهاب قبس یعنی آمده است بتو خبر موسے چون دید آتش را و خبر است که چون موسے از شعیبؑ رخصت شده بمصر روان شد شبے که هوا سرد بود و مظلم بود و برق مے درخشید و باران مے بارید ایشان را گم کردند و نزدیک وادی ایمن رسیدند و صفورا دختر شعیب که حلیلهٔ او بود درد وضع حمل پدید آمد بآتش محتاج شد هر چند سعی کرد از سنگ و آهن آتش نیافت ناگاه از دور آتشے دید پس گفت مر اهل را که درنگ کنید بهین موضع بدرستے که من دیدم آتشے شاید که بیایم برائے شما آتش سر در چوب مالی گرفته و نیز این خطاب بوحے است بنفس مراد از موسی روح و از اهل نفس و از آتش تجلی و از طور مقام قرب قوله

کاروان رفت و تو در راه کمینگاه بخواب	وه که بس بیخبر از غلغل بانگ جرسی

کاروان سلف و یاران و عزیزان کمینگاه دنیا قوله

بال بگشا و صفیر از شجر طوبے زن	حیف باشد چو تو مرغیکه اسیر قفسی

بال بگشا جهدے و سعی نما صفیر از شجر طوبے زن طالب مقام علوی باش قوله

چند پوید بهوائے تو ز هر سو حافظ	یَسَّرَ اللهُ طَرِیقًا بِكَ یَا مُلتَمِسِی

خطاب بجناب معشوق حقیقی است که چند درجست وجوے تو حافظ بمحنت مزاج گرفتار آید و سر اسیمه وار درین گرداب بهر خس و خارے تعلق نماید آسان گرداند خدا او را هے که بسوے تو رساند و درین وادیش تواند آن مطلوب من و لے ملتمس جان و تن غزل

کَتَبتُ قِصَّةَ شَوقِی وَمَدمَعِی باکِی	بیا که بے تو بجان آمدم ز غمناکی

مد مع جاے اشک مرا دیدۂ باکی بمعنے گریندہ از شوق و این یاے آخر بلکے اصلی است چون قاضی وزاکی و نیز اشباع بود کہ باکی در اصل باکی بود ضمہ بریاد شوار بود ساکن کردند پس از جہت رفع التقاے ساکنین یاے ایجذف آوردند باکی شد پس یاے از براے درستی وزن و رعایت قافیہ آوردند معنے آنست کہ نبشتم من قصۂ شوق او حال آنکہ چشم من گریان است بیاکہ در جدائی تو بجان آمدہ ام ازاندوہ۔

قولہ

بسا کہ گفتہ ام از شوق با دو دیدۂ شوق	ایا منازل سلمی و این سلما کی

منازل جمع منزل یعنے جاے فرود آمدن سلمی نام محبوبہ ایست این بمعنے کجا و منازل چون جمع است باعتبار کل جمع مؤنث کاف مکسور کہ موضوع برا ے خطاب مؤنث است آوردو یاے اشباع است اصل کلمہ سلماک معنے آنست یعنی بسا گفتہ ام از شوق باگریہ وزاری کہ اے منازل سلمے کجاست سلماے شما تا از روے شفقت بجواب من بر وزے قولہ

عجیب واقعہ و بس غریب حادثہ ایست	انا اضطربت قتیلا و قاتلی شاکی

معنے آنست کہ عجیب واقعہ بمار و نہادہ و غریب حادثہ بما اتفاق افتادہ کہ من طپم در حالے کہ کشتہ شدہ ام و کشندۂ من ہنوز شکایت دارد کہ توجہ بمن نمے آرد از بیخاست ۵ دلم مجروح تیغ غم رقیب از دست من نالان بہ جفا پروانۂ مسکین غریبے از آسیا خیزد قولہ

صبا عبیر فشان گشت ساقیا برخیز	فہات تحفۃ کرم مطیب الزاکی

ہات بگیر و بیار تحفہ خلاصہ کہ ہدیہ ائی تحفہ کرم شراب کرم انگور مطیب خوشبو کردہ شدہ و یاے زاکی اشباع است و نیز در اصل زاکی بود ہ ضمہ بریاد شوار داشتند ساکن کردند پس از بہر اجتماع ساکنین حذف کردند بعد یا برا ے درستی وزن آوردند معنے آنست کہ بہار در رسید گلہارا بشگفانید باد صبا ہر طرف خوشبوئیہا انتشار گردانید اے ساقی برخیز و بیار شیرۂ انگور کہ خوشبو و پاک است قسم بان عشق را تریاک۔ قولہ

دع الکسول فانعم فقد جری مثل	کہ زاد راہ رو ان چستی است و چالاکی

بگذار سستی و کاہلی و انعام کن پس تحقیق جاریست مثل قولہ

اثر نماند ز من بے شمائل خوبت	اری ما تثمر مخیای من محیاکی

معنے آنست کہ اثرے نماند در من بے دیدن خصائل حمیدۂ تو یعنے بسبب فراق وجدائی تو از من

اثرے نماند و فراق مرا بتو نشاندارے می بینم علامات حیات خود را از روئے تو اے سلمے و نیز معنی آنست
کہ اثرے نماند از من بے شمائل حمیدہ و خصائل پسندیدہ تو یعنے صفات ناقصہ بشری از من فنا گرفت
و صفات کاملہ ربوبیت بحکم تخلقوا باخلاق اللہ در من جا گرفت اری می بینم در خود علامات جلوہ از مشاہدات
تجلیات این ہستی خود را فانی دانستم و بمشاہدہ لقائے تو بنشستم عیان می بینم کہ وجود من آثار تجلیات حق
بود و وجود من عکس وجود مطلق سزد قولہ

ز وصف حسن تو حافظ چگونہ لاف زند	کہ چون صفات الٰہی ورائے ادراکی

ورائے ادراکی اے بیرون از ادراک غزل

کہ برد بنزد شاہان ز من گدا پیامے	کہ بکوی میفروشان دہ ہزار جم بجامے

میفروشان عارفان کامل بصناعت قولہ

اگر این شراب خامست اگر آن حریف پختہ	بہزار بار بہتر ز ہزار پختہ خامے

خام اشارہ بے خام و شراب نامقطر قولہ

بکشای تیر مژگان و بریز خون حافظ	کہ چنان کشندہ را نکشد کس انتقامے

کشندہ کشتہ شدہ۔ غزل

گذشتی بر من غمدیدہ از راہ جفا کاری	بلی تو عمری و بر عمر کے باشد وفاداری

سگ اشارہ برقیب تاتار ولایتے ست مشکخیز منسوب بخوبرویان غزل

گفتند خلایق کہ توئی یوسف ثانی	چون نیک بدیدم بحقیقت آزانی

یوسف پسر یعقوب علیہ السلام در حسن بے نظیر گویند حسن بہ سہ حصہ یکے حصہ مر اولین و آخرین را و دو
حصہ تنہا مر یوسف را و قیل حسن نہ حصہ یک حصہ مر تمام عالم را و نہ حصہ مر یوسف را و وحی بر یوسف
در حالت کودکی بود چون یحییٰ و عیسیٰ و عمر او صد بیست سال و بر کنارہ رود نیل دفن کردند بعد از
چہار صد سال موسیٰ ع در زمان خود نقل کردہ در شام نزدیک آبائے او دفن نمود ۱۲ من عجائب القصص۔ قولہ

در عشق تو ام شہرہ چو فرہاد و عجب نیست	ای خسرو خوبان کہ تو شیرین زمانی

شہرہ مشہور قولہ

گر سر و نماند ز قد و رفتار تو بر پائے	بخرام کہ از سر و گذشتی بہ روانی

۵ این غزل در نسخہ مخطوطہ نیست ۱۲

روانی رفتار قولہ

گفتی کہ دہم کامت وجانت بستانم	ترسم ندہی کامم وجانم بستانی

کام مقصود قولہ

چشم تو خدنگ از سپر جان گذرانید	بیمار کہ دید ست بدین سخت گمانی

خدنگ تیر بیمار اشارت بچشم محبوب غزل

کشتہ از آتش مے عارض تو گل وارى	چون ننالم من دلسوختہ بلبل وارى

وار مانند چون غنچہ وار و نیز بمعنے لائق چون شاہوار و گوشوار و نیز بمعنے مقدار چون جامہ اروناندہ وار و نیز بمعنے زدہ چون سوگوار قلقل بضم ہر دو قاف مرد سبک و ظریف و نیز آواز صراحی کہ وقت شراب در پیالہ انداختن آید و نیز بکو بکو ۱۲ من ابراہیم شاہی تسلسل وار سلسلہ بند کابل شہر ست غزل

لِسَلمَیٰ مُنذُ حَلَّت بِالعِرَاقِ	اُلَاتِی مِن نَوَاہَا مَا اُلَاقِی

ہر آئینہ سلمے کہ نام معشوقہ است از وقتے کہ حلول نمودہ و نزول فرمودہ در عراق ملاقات میکنم از فراق او چیزہا کہ ملاقات میکنم یعنے رنج بسیار می بینم قولہ

اَلَا اے سارباں منزل فروکش	لَعَلِّی اَستَبِینُکُم طَالَ اشتِیَاقِی

دانا و آگاہ باش اے ساربان محل دوست بسوی شما دراز شدہ اشتیاق من۔ قولہ

در و بم خون شد از نادیدن دوست	اَلَا تَعسًا لِاَیَّامِ الفِرَاقِی

دانا و آگاہ باش ہلاکی باد مرایام فراق را قولہ

خرد در زندہ رود انداز و مے نوش	بگلبانگ جوانان عراقے

زندہ رود نام رودیست عراق نام شہر و نام سرود قولہ

عروس بس خوشی اے دختر رز	ولی کہ گہ سزاوار طلاقے

اشکال آنست کہ اگر شراب صوری مراد بود پس ہمیشہ سزاوار طلاق است لفظ گاہ گاہ چگونہ را بود و اگر ذکر و فکر مراد باشد آن ہمیشہ سزاوار نیست این لفظ چہ نوع صورت بندد جواب آنست کہ بادہ خواران نیز در ماہ صیام ترک شراب نمایند و در آخر شعبان بسیار میخورند و عیش و عشرت و سیر و گلگشت میکنند چنانچہ خیام گوید ؎ گویند کہ ماہ رمضان گشت پدید من بعد گرد بادہ خوہم گردید

لہ باے غزل در نسخ موجود نیست ۱۲

ہ باے اشباع ۱۲

ہ باے اشباع ۱۲

در آخر شعبان بخورم چندان مے ٭ کاندر رمضان مست بخسپم تا عید ٭ و ذکر و فکر در بعضے اوقات هنگام رفتن مستراح منع کرده اند و آن حالت از شمس تبریز قدس نفحاتست که میگویند در خلا جا نام خدا نباید گفت چکنم که شاه از اسپ فرود نمی آید اسپ بیچاره چه کند یعنی ذکر حق بدل استیلا یافته که هیچ حال ازو وا نمی شود و این سخن در اختیار است قوله

بیا ساقی بده رطلِ گرانم	سَقاکَ اللهُ مِن کأسٍ دِهاقی

بنوشاند ترا حقتعالے از کاسه دادم قوله

رَعَینا العَیشَ فی مَرعیٰ حِماکُم	حَماکَ اللهُ فی عَهدِ التَّلاقی

چریدیم ما عیش را یعنے حاصل کردیم در چراگاه حمای شما و حما چیزیست که اگر حمایت آن نکند نیک باشد حمایت کند ترا خدا از زمان ملاقات قوله

نَهاکَ الشَّیبُ مِن وَصلِ العَذارِی	سِوَی التَّقبیلِ خَدٍّ وَاعتِناقی

منع کرد پیری از وصل دوشیزگان سوے بوسیدن رخساره و در کنار گرفتن قوله

دُموعی بَحرُکُم لا تَحتَقِرُوها	فَکَم بَحرٍ عَمیقٍ مِن سَواقی

اشکهاے من دریاهاے شماست حقیر مپندارید او را پس بسا دریاهاے عمیق از جوئهاے خورد است زیرا که سواقی جمع ساقیه بمعنے جوے خورد است غزل

لبش مے بوسم و در میکشم مے	بآب زندگانی برده ام پے

تے قدم و سراغ قوله

نه رازش میتوانم گفت با کس	نه کس را میتوانم دید با وے

یعنے نه راز او با کسے که لائق استماع راز نیست میتوانم گفت و نه معشوق دیگر را با او میتوانم دید با بینمے که تجلیات او را در معشوق دیگر مشاهده کنم و نیز از مصرع ثانی مراد آن باشد که یار دیگر را منظور ندارم تا در عبادت او را داخل دهم و در بیضوت اشاره بکمال اخلاص است در دیگر آنست که در عبادت او دیگرے را شریک نمیسازم و جز از و استقامت نمینمایم و بر ین تقدیر اشارت باشد بمضمون ایاک نعبد و ایاک نستعین و دیگر آنست که کس را در الوهیت او شریک نمیسازم تا با بینمے بهره مند شوم کما قال وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین دیگر آنست

که نمیتوانم که مشهود من کسے دیگر بود بلکه صرف همت در ان مینمایم که جزوے در مشاهدهٔ من نباشد و دیگر این بیت در نعت حضرت است که پیغمبر دیگرے را باوے نمیتوانم دید و یا آنکه در ابتداء جمال مطلق در صورت مقیدے نمودند و چون آن مشاهده بوجه احسن دست داد نظر از مقیدات برخاست یعنی از غایت التذاذ که در جمال اوے مینیم کسے همچو اوے نمی بینم و محبت همه را نداسمائی و صفاتی و افعالی و آثاری قوله

بزن بر چنگ چنگ ای ماه مطرب	رگش بخراش تا بخروشم از وے

چنگ نام ساز و دست قوله

تو با سلطان گل خوش باش و می نوش	غنیمت دان خلاص بهمن از دے

بهمن و دے نام ماه قوله

نجوید جان ازان قالب جدائی	که باشد خون جامش در رگ و پے

خون جام لب لعل جام عقیق و شراب قوله

زبانت درکش اے حافظ زمانے	حدیث نے زبان را بشنو از نے

نے نام ساز غزل

مخمور جام عشقم ساقی بده شرابے	پر کن قدح که بهمی مجلس ندارد آبے

آب رونق و تازگی قوله

شد قائم چو حلقه تا بعد ازین قیامت	زین در دگر نراند ما را بهیچ بابے

بهیچ بابے بهیچ دری و نیز بهیچ وجهے قوله

حافظ چه می نهی تو دل بر وصال جانان	کے تشنه سیر گردد از لمعهٔ سرابے

لمعه روشنی سراب دهوکا غزل

منم و آن زلف چون زنجیر یارے	پریشان حال و دیوانه دارے

بگزید قبول کرد گرد باد بگوله غزل

مینوش و گل افشان کن از دهر چه میجوئی	این گفت سحر گه گل بلبل تو چه میگوئی
تا غنچهٔ خندان دولت بکه خواهد بود	اے شاخ گل رعنا از بهر که میروئی

غنچهٔ خندان کنایه از دهن دولت مراد بوده کلام رعنا نام گلے زرد قوله

له این غزل در نسخ موجود نیست

چون شمع نکوروئی بر رهگذر باد است	طرف هنرے بر بند از طور نکوروئی

نکوروئی حسن وجمال بر رهگذر باد است محل اعتماد نیست طرفه نادر طرفه هنری یعنی حسن اخلاق وتیمارداری غربا بر بند پیدا کن وحاصل نما قوله

کز شمشاد خرامان کن آهنگ گلستان را	تا سرو بیاموزد از قد تو دلجوئی

آهنگ گلستان را برای قصد گلستان قوله

هر مرغ بدستانی در گلشن شاداب اند	بلبل بنوا سازی حافظ بدعاگوئی

دستانے سرود غزل

ما ایم و غم عشق جوانے وخیالے	وز ماه رخت گشته تنم همچو هلالے

هلال ماه نو قرین همنشین نزدیک دست دهد میسر آید ملال دلگیری عرضه بیان آنجا آنجا ترا مجال قدرت نال نے که از درون خالی باشد وبمعنے قلم هم آید غزل

نوبهار است دران کوش که خوشدل باشی	که نسے گل بمدمت تازه تو در گل باشی

نوبهار معروف دران کوش در کارے سعی نما قوله

چنگ در پرده همی سید هدت پندے	وعظت آنگاه دهد سود که قابل باشی

وعظ نصیحت وپند قوله

در چمن هر ورقے دفتر حالے دگر است	حیف باشد که ز حال همه غافل باشی

چمن باغ وگلزار هر ورق هر متنفسے دفتر بیان قوله

نقد عمرت ببر غصه دنیا بگزاف	گر شب و روز درین قصه باطل باشی

گزاف در دغ قوله

حافظا گر بدوا زبخت بلندت باشد	صید آن شاهد مطبوع شمائل باشی

غزل

نسیم صبح سعادت بآن نشان که تو دانی	خبر بکوی فلان ابن فلان که تو دانی
بگو که جان ضعیفم ز دست رفت خدارا	ز لعل روح فزایت بجنبش زانکه تو دانی

خدارا بواسطه خدا قوله

امید در کمر زر گشت چگونه بندم	دقیقه ایست نگارا درانمیان که تو دانی

له این غزل در نسخ موجوده نیست

دقیقه سخن باریک قوله

یکمیست ترکی و تازی در بیع معامله حافظ	حدیث عشق بیان کن بهر زبان که تو دانی

درین معامله عشق غزل

نوش کن جام شراب یک منی ؛	تا بدان بیخ غم از دل بر کنی

بدان اشارت بجام شراب بیخ غم از دل بر کنی رفع غموم و هموم نمائی قوله

دل کشاده باش چون جام شراب	سر گرفته چند چون خم دنی

دل کشاده باش خندان و خرم باش سر گرفته سر فرود متفکر و متحیر قوله

خاک سان شود رقدم نه همچون ابر	جامه رنگ آمیزی و تر دامنی

سان مانند قوله

چون زجام بیخودی رطلے کشی	کم زنی از خویشتن لاف منی

رطل پیمانهٔ بزرگ غزل

نور خدا نمایدت آئینهٔ مجردی	از دو ما ورا اگر طالب عیش سرمدی

مجردی اول فرزندان بعدهٔ علائق و عوائق بعدهٔ ماسوای محبوب بعده از خود فی التجرید شیخ شرف الدین یحیی منیری در مکتوبات فرموده تجرید آنست انچه امروز یابی ازان آزاد بیرون آئی و تفرید آنکه در بند فردا نباشی و نیز تجرید از علائق و خلائق و تفرید از خود در دل غبارے نه و بر پشت بارے نه و با کس شمارے نه و در سینه بازارے نه و با هیچ مخلوق کارے نه چون مرید این تجرید و تفرید حاصل کند جلوه گریش در عالم چنین بود که یا داؤد اذا رایت لی طالبا فکن له خادما و اینمعنے درجه بدرجه حاصل آید نه یکبارگی و از آلودگی خویش هزیمت نخورد و نظر بر لطف و فضل او باید داشت که هزار عاصی را صبیب کند و خلیل و هزار موحد را مشرک ؎ بسا پیر مناجاتی که بر مرکب فرو ماند ببازار خرابانی که زنار بر شیر نر بندد و در محبوب العاشقین است تجرید مجرد بودن محب محبوب خواهی در حسنات خواهی در سیآت اگرچه روزه و نماز بود چون رضاے دوست دران نیست میدان که بت پرستی و زنار داریست و چون رضاے دوست میخانه بود میدان که عین عبادت است چون سالک از خود مجرد شد مرفوع القلم گشت خواه در تجانه در آید خواه در صومعه خواه زنار بندد خواه دستار پیچد خواه در کعبه رود با او رود و خواه در بتخانه

خیز بشکن جوهر حافظ ما گر خوبیش را در پا معشوق فانی

ما رائیت شیئًا الا ورأیت اللہ فیہ روی او نمایدلون المار لون انائہ بحکایت در آید سالک را نہتاد چند مقام قطع باید کرد تا در مقام تجرید قدم نہد واصلے را پرسیدند ما التجرید قال تجرید العارف من غیر المحبوب تبرا کردن از جملہ اشیا بدو پیوستن و شرط راہ تجرید آنست کہ چنان از خود بیرون شود اگر خود را جوید نیابد عرفت ربی بربی درست آید از ینجاست کہ روزے رسول علیہ السلام در عالم تجرید بود کہ جبریل آمد و حضرت را بر عادت قدیم ندید بایستاد گفت من جبرئیلم فرمود کیست جبرئیل گفت ملک مقرب رسول بین المحدو الرب فرمود کہ محمد کیست جبرئیل را من در کشید و پس ایستاد چون از انخالت باز آمد قال لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل وقتیکہ سالک از عالم ناسوت بملکوت رود و دشمنان انما اموالکم و اولادکم فتنۃ و اجلکم علی لکم در ناسوت گذارد و قدم ہمت بملکوت نہد چون بمنزل جبروت رسید باشد کمال تجرید و نماید تفرید آنست چون از کثرت گذشتہ بوحدت رسد و جمال احدیند ازل و ابد محو بیند چون محو فی محو شدہ باشد نہ آنجا کارے نہ آنجا دوستے نہ یارے نہ آنجا قیلے نہ قالے نہ آنجا میلے نہ مالے یعنے گویند کہ توحید و تفرید یکے است ما در تفرید طلب بر جاست و در توحید طلب مرتفع شد قولہ

شعبدہ باز تے کنی ہر دم و نیست این روا	قال رسول ربنا ما انا قط من ادعی	ودعی	

شعبدہ مکر و فریب و بازی کہ ہند بچھند گویند قط یعنے ہرگز و دعی اشیاء عبث و بیکارے کہ در شمار در نیاید معنے آنست کہ ہر ساعت فریب و بازی میکنی و مرا مغالطہ میدہی و این روا نیست از قول و فعل خود مایست کہ مرا بہ بازی و عبث نیافریدہ بلکہ برائے کارے در جہان آوردہ اند و قول رسول ع بران شاہد می آرد کہ قال رسول ع ما انا قط من و دعی یعنے نیستم ہرگز از اشیاء عبث و بیکار کہ نیاید در شمار یعنے مرا برائے کارے آفریدہ اند نہ برائے بازی و عبث آوردہ کما قال اللہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون قولہ

از چہ بغمزہ می کشی تیغ جفا بکشمکش	فکر نمیکنی مگر فی عمد مُمَدَّدی	بگین من	

عمد بکسر غین معجمہ شمشیر دان ممدودہ صیغہ واحد مؤنث اسم مفعول است من المد یدکشیدن ممدد در اصل ممد دہ بود اگر باتباع قرآن باید پرداخت پس اینجا تا را از جہت درستی وزن و رعایت قافیہ انداخت و یا کہ در آخر مصرع است یای اشباع است معنی آنست کہ از چہ سبب و بکدام جہت در غلاف کشی تیغ جفا را بکشمکش بگذارید کہ بر بنم کشتہ رحم آورد و نعمت افزودن است چنانچہ مذکور است ص

زخمے دگر بزن بعذابم چہ میکشی ؛ ؛ برنیم کشتہ رحم بصد خون برابرست ؛ مگر فکر نمیکنی کہ درشان دنیا داران و مردم آزاران فرمودہ انہا علیہم مئوصدۃ فی عمد ممددۃ غزل

نیست در خیل بتان مثل تو شاہی عجبے | بر فلک نیست چو رخسار تو ماہی عجبے

خیل گروہ مہر گیا نام گیاہے تیرہ تاریک غزل

وقت را غنیمت دان آنقدر کہ بتوانی | حاصل از حیات ایجان یکدست تا دانی
کام بخشی دوران عمر در عوض دارد | جہد کن کہ از عشرت کام خویش بستانی

کام بخشی برادر رسانیدن قولہ

پند عاشقان بشنو و زطرب بتا بازآ | کاینہمہ نمی ارزد شغل عالم فانی

طرب کنایہ از عشق قولہ

پیش زاہد از رندی دم مزن کہ نتوان گفت | با طبیب نامحرم حال درد پنہانی

طبیب اشارہ بزاہد قولہ

یوسف عزیزم رفت ای برادران رحمے | کز غمش عجب دیدم حال پیر کنعانی

یوسف عزیزم کنایہ از محبوب پیر کنعانی یعقوب ع قولہ

دل زناوک چشمت گوش داشتم لیکن | ابرو کماندارت میبرد بہ پیشانی

گوش داشتن منتظر شدن و نگہ کردن و دیدن و محافظت نمودن پیشانی بمعنے شوخی و بیحیائی

پیش او چون سر نہادی باز پیشانی چہ سود قولہ

خم شکن نمیداند اینقدر کہ صوفی را | جنس خانگی باشد ہمچو لعل رمانی
جمع کن باحسانی حافظ پریشان را | ای شکنج گیسویت مجمع پریشانی

شکنج چین غزل

ہوا خواہ تو ام جانان نمیدانم کہ میدانی | کہ ہم نادیدہ می بینی دلم ناگشتہ میخوانی

ہوا خواہ دوستدار قولہ

کشاد کامشتاقان ز ان بر و دلبند است | خدا را یک نفس با ما گرہ بگشا ز پیشانی

کشاد کشایش قولہ

دریغا عیش شبگیری کہ در خواب سحر گفتند | بدان قدر وصال ایدل دران روزیکہ رمانی

چون دون وحدا بسمہ ۲ از زدو ۲ ۲ تعلق بخیل دم مزن از مجردی

دریغا الف نائد چون در دا دران روز یکه درمانی مرادروز محشر قوله

ملول از همرهان بودن طریق کاروانی نیست	بخش و شواری منزل بیاد عهد آسانی

ملول ستوه قوله

خیال چنبر زلفش فریبت میدهد حافظ	نگر تا حلقهٔ اقبال ناممکن بجنبانی

چنبر حلقه غزل

هزار جهد بکردم که یار من باشی	قرار بخش دل بیقرار من باشی

جهد سعی بخش بخشنده قوله

چراغ دیدهٔ شب زنده دار من گردی	انیس خاطر امیدوار من باشی

دار دارنده قوله

دران چمن که نبات از دست عاشقان گیرند	گرت ز دست برآید نگار من باشی

دران چمن دران محل گرت ز دست برآید اگر از دست تو برآید قوله

ازان عقیق که خونی دلم ز عشوهٔ او	اگر کنم گله او را ز دار من باشی

ازان عقیق کنایه از لب معشوق عشوه فریب راز دار من باشی اظهار نکنی و مرا رسوای عالم نسازی قوله

شود غزالهٔ خورشید صید لاغر من	گر آهوی چو تو یکدم شکار من باشی

آهوی چو تو چون تو آهوی قوله

دمی بگلبهٔ احزان عاشقان آئی	شبی انیس دل سوگوار من باشی

سوگوار ماتم زده قوله

سه بوسه کز دو لبت کرده وظیفهٔ من را	اگر ادا نکنی قرضدار من باشی

بوسه مراد حصول استعداد قبول کیفیت کلام صوری و معنوی و خواص لحظه است که از فحوای کلام میرباید لب مراد لطف ۵ لب که شیرین جوی شد لطف خداست ۵ باغ جان را ز آب او نشو و نماست ۵ و کلامی که مدار حیات صوری و معنویت دو قسم است قسمی بواسطهٔ وحی منزل و آن مخصوص بانبیا و قسمی بے واسطه و آن مخصوص باولیا معنی آنست که از جوی لطف خود که کلام صوری و معنوی بود دو بوسه که کنایت از استعداد قبول کیفیت آن کلام سزد

وظیفه کرده و استقامتم بران آورده اگر او نکنی بحکم وفی العهدة دین قرضدار من باشی وبحکم الکریم اذا وعد وفی نذیر بار من باشی یعنی چون مرا از عوام و استعداد قبول کیفیت آن کلام سزد بخشنده که از کلام صوری و لفظی که عبارت است از قرآن مجید و از کلام معنوی و لقائے که عبارت از کلام قدسی است حظ وافرے یابم و بخوشوقتی میگرایم و این هر دو استعداد مرا وظیفه کرده اند و مدار من بر آن آورده که اگر او انکنی قرضدار باشی و بحکم زیر بار من باشی بوسه کنایه از جذبه که موجب تجلیات می باشد و تجلیات چهار قسم است صوری که در همه موجودات بود و ختم آن بر صورت صاحب تجلی میباشد و تجلیات نوری و تجلیات ذوقی و آن در علوم و اذواق معارف میباشد و تجلیات ذاتی اختصاصی برقی میباشد و در شرح لمعات تجلیات نوری را در تجلیات صوری داخل ساخته و سر تجلی قرار داده پس بر تقدیر اول هرگاه تجلیات ذاتی جز گاه گاه نمیشود و نظر بتجلیات ثلثه باقیه که حصول آنها اکثر اوقات مرجو و ممکن است و آن را وظیفه میتوان گفت میفرماید که آن تجلی وظیفهٔ من نموده و مقرر کرده و من امیدوار آن مے باشم و انتظار آن میکشم بمنزلهٔ قرض ادا باید کرد و اگر تجلی ذاتی برقی نیز اکثر اوقات حاصل خواجه بوده باشد پس بوسه بر تقدیر ثانی راست می آید و این بیت خواجه ؎ گفته بودی که شوم مست و بوست بدهم وعده از حد بشد و ما نه دو دیدیم نه یک ✻ و آن اعتبار آنست که هنوز تجلی برقی ذاتی اختصاص نیافته و میتواند که خطاب این بیت بمرشد باشد یعنی گفته بودی که هرگاه مست شوم و از خود روم یعنی بفنا فی الله رسم ترا بوسه دهم یعنی بر اسرار ظاهری و باطنی واقف گردانم وعده از حد بشد یعنی این وعده مجرد حصول تمنی بمعنے مذکوره و آن وعده از آن حد در گذشت و چندے بر آن بگذشت و ما بموجب آن وعده بهره ور نشدیم و نه بکشف اسرار مشرف گشتیم و نه بکشف یکے ازان هر دو شاید که مراد تجلی ذاتی و غیر ذاتی باشد چنانچه تجلی گاه چار قسم گویند و گاه سه قسم و گاه دو قسم چنانچه در شرح گلشن راز است و شیخ عبد الواحد بلگرامی گوید بوسه که بطلب عاشق متعلق است یکبوسه اشارت بطلب عاشق یک مرتبه فنا فی الذات و شهوت حظ دو کونین و همچنین دو بوسه دو بوسه یا بیشتر میباشد و بر مراتب فنای عشاق از حظوظ و لذات دارین و بوسه که بعنایت معشوق است اشارت است از فنای معشوق عاشق را فافا بوسه که بطلب معشوق متعلق است آنرا اشارتیست نازک که بر رے و کاغذ نتوان نبشت ؎ یارے که ندا دبوسه از نازبه او بوسه بحیرت من ندادم ✻ و گاه از طلب بوسه اشارت کنند

برطلب عاشق فنای وجود را با فنای معشوق وجود عاشق را و این دو بیت را که ۵ از بهر بوسه زلبش جان نمیدهم ؛ ایمنم نستاند و آنم نمیدهد ؛ ۵ گفته بودی که شوم مست و ببوست بدهم ؛ وعده از حد بشد و مانده دو دیدیم نه یک ؛ محمول بر همین معنی کنند مخفی نماند که جزئیات فنا غیر محصور اند اما بطرق کلیه منحصر در سه قسمت فنای ذات و فنای صفات و فنای افعال پس سه بوسه عبارتست از فنای ذات سالک در ذات حق و فنای صفات او در صفات حق و فنای افعال او در افعال حق چنانچه ذات و صفات و افعال سالک عین ذات و صفات و افعال حق گردد و دوئی از ایشان برخیزد و یگانگی رو دهد ۵ کے بود ناز ما جدا مانده ؛ من و تو رفته و خدا مانده + غزل

یا مبسما بجمالی در جامن اللآلی	یارب چه در خور آمد گردت خط هلالی

ابسام را اهل لغة داخل کتب نساخته جوابش دو نوعست مبسم در اصل متبسم بود بضرورت شعر خواجه آنرا حذف کرده و نیز از بعضے فضلا بسمع رسیده که ابسام و ابتسام بیک معنی است و رج دهن یارب در مقام تعجب استعمال کرده اند گردت اے گرد رخت - معنی آنست که اے پدید کننده ندان و ای ظاهر سازنده لآلی از درج دهان بر حال تباه و روے سیاه من یعنی اے تبسم کننده بر حال پریشان و صورت پژمان ما وه وه چه در خور لائق افتاده است گرد رخت خط هلالی مزین رخ است و هم مزین ازان روح باید دانست که منادی له اے مالاجله النداء مصراع ثانی است که در خاطرش همچو نقش ما نیست و منادی له آن باشد که اول منادی بر خاطر تراشد بر کسے که در خور آن بود و او را اندا کنند و منادی له گاه مظهر باشد و گاه مضمر جاے آرند که فحواے کلام بران دلالت کند و شعر آن بود چنانچه درین اسم الله المحمود فی کل فعاله تقدیر چنان باشد افعل بما نحن نحمدک به یعنی بکن با ما چیزے که حمد سزاے از ما درون شان باشد باعتماد علم سامع بران داشته و تخم این نهال بخاطر کاشته چنانچه یا الله یا الله بر زبان مے آرند و میدانند که انچه بخاطر ایشان است خدا میداند و مظهر در بعضے مقامات ظاهر الدلالة است بر آنکه مقصود زاینده است همین است چه در آیت خسران مبین است کما قال الله یا ایها الذین آمنوا اصبروا و قوله یوسف اعرض عن هذا و در بعضے محلیات محتاج شود بتوضیح چنانچه همین شعر خواجه که تمثیل این قسم سخن صبر ما کنی مبین بکند که مالاجله النداء مصرع ثانی است ظاهر نگردد و معانی درست نشود حضرت خواجه این معنی را بخاطر آورده خواست که معشوق را از همین آگاه سازد پس او را باین روش نمود یعنی حال پریشان من که موجب تبسم تست همین خط موی تست

که زینت بخش روی تست چنانچه خود فرموده ؎ باغبان همچو نسیم ز در باغ مران ۔ کاب گلزار تو از اشک چو گلنار منست ۔ و نیز خط هلالی همان خط عذار بود معنی چنان شود که ای تبسم کننده بجمال و روی سیاه من از دیدن حال من بگذر و در دیدن جمال خویش نگر که چه زینتی دارد رخ هلال تو و برین تقدیر سزد که او را چنین دو اشود و همه منادی له در مصرع ثانی بود نزد خوبان بالاجمله اقبال ست که شامل حال جمیع مقاصد و مآل است و چون اقبال بدست آید ماهی مراد بدست آمد و معنی حقیقی آنست حال کنایه از عشق و در جامس اللآلی مشاهده تجلیات هلال شریعة و خط هلال تقلید شرائع سزد یعنی مشاهدات تجلیات چه درخور آمد بالکمال اتباع شریعت غرا قوله دل رفت و دیده خون شد الخ معنی این بیت آنست که در عشق و محبت دل رفت و دیده خون شد و تن خست و جان از تن برون شد و در عشق اعجوبها است که پی در پی می آیند و عاشق را در تعجب می ربایند و در نسخه معجزات است اے در عجز آرنده دیگران اظهار این بیت ما تقدم قوله

دل خون شدم ز دستش و زیاد چشم مستش	او دیت بالرزایا یا للهوی و بالی

رزیه مصیبت هوی کام و آرزو مراد عشق و بال گناه و یای ربالی اشباعست معنی آنست که دلم خون شد از دست تو و از ناز چشم مست تو آزرده شده ام بمصیبت ما هست گناه مرعشق و هوا را یعنی عشق در هوا و لاله بود با نواچون طالب بمطلوب رسید لاله خویش بکسو کشید محب خواه آزار بیند خواه گلهای مراد چیند عشق و هوا را گناه نیست اے برادر تصدیق ما نست قلاش مجرد از هر دو عالم دلوند و بے ننگ و نام لا ابالی باک ندارم من و بمعنے بیباک قوله

العین بالتنامت شوقا یا اهل نجد	والقلب فی ذات وجدی دابة الغزالی

تنامت نازائده کما قال الله ولات حین مناص پس تنامت در اصل نامت بوده تا از جهت درستی وزن آورده نجد کوهے است مشهور که قوم لیلے را بود در آنجا مقام و مجنون او از عشق او آنجا بآرام والحال مقام هر محبوبے را بنجد تعبیر کنند غزال آهو بره و نام مرد از عرب که قبیله بنی غزال اند بدو منسوب و اینجا همین معنے است معنی آنست که چشم خواب نکرد از شوق ملاقات دابه بنی غزال عبارتست از معشوق و معنے حقیقی آنست که اے شهسوار و اے مرشد ابرار در وقت معهود برب المعبود ازین غریب مهجور معروض دار که فلان را در شوق مشاهدات چشم ست بیخواب و دل در

وجد و اضطراب لقای خویش کرامت فرماو از کشاکش تجلیات بر بالطف لایزالی لطف حق قوله

لله در رمل کان الحبیب فیها	طار العقول طرا من نظرة الغزالی

در بعضے نیکوئی رمل ریگ بیابان طرا همه نظر نگریستن غزال محبوب معنے آنست که مرخدایرا خوبی و نیکوئی ریگے که دوست من در آن ساکن است و صحرائے که یار من در آن ساکن اند پدید عقل از همه نگریستن محبوب اے در جلوهٔ جمال مبهوت گشتم و در تماشای حمال با کمال او بیهوش شدم چنانچه دا سالکان است که در حال مشاهدهٔ تجلیات بیخود شوند و از خود فانی گردند و از جمال با کمال او بهره گیرند قم فاسقنے رحیقا رشفا من الزلالی برخیز پس بنوشان مرا شراب۔

قصاید ہذہ القصیدۃ الحاقیۃ

پس از حمد خداوندی که همتایست و بی همتا	ثنای نعت پیغمبر کنم از جان و دل انشا

محمد و ما محمد الا رسول احمد مبشر برسول یاتی من بعدی اسمه احمد بشیر بشیر انذیر اسراج سراجا منیرا دو ده خاندان اساس بنیاد بنا عمارت نخستین بنقطهٔ فطرت اول ما خلق الله نوری شب اسرے سبحان الذی اسرے فیروزه گون طارم آسمان کروبیان فرشتگان بعزر روحانیان ملائکه بران برنده تیران پرنده غران غرنده آوازیارا قدرت رفرف تخت مقام قرب وادنے مکان قاب قوسین او ادنی احصا شمردن ما نی نام نقاش وهاب بخشنده غنی منزه طاق یکتا طاقم یکتایم صورت ظاهر معنی باطن سراپوشیده جهر آشکارا قصیده

سپیده دم چو صبا بوے دوستان گیرد	چمن ز لطف هوا نکته بر جنان گیرد
هوا ز نکهت گل در چمن تتق بندد	اُفق ز رنگ شفق رنگ گلستان گیرد

تتق خیمه و پرده قوله

نوائے چنگ بدانسان زند صلائے صبوح	که پیر صومعه راه در مغان گیرد

نوا آواز قوله

شه سپهر چو زرین سپر کشد بر دوش	به تیغ صبح و عمود اُفق جهان گیرد

شه سپهر آفتاب و نیز اضافهٔ بیانیه زرین سپر آفتاب تیغ صبح روشنی صبح درخی صبح عمود ستون

ه این قصیده در نسخ موجوده نیست ۱۲

وچوب خیمه افق کناره قوله

برغم زاغ سیه شاهباز زرین بال	درین مقرنس نیلی آشیان گیرد

زاغ سیه شب شاهباز زرین بال آفتاب مقرنس بنا مدور که بر زبان متقرنس نیلگار کنایه از آسمان قوله

چوشهسوار فلک بنگرد بجام صبوح	که خورشعشعهٔ جود مهر خاوران گیرد

شعشعه روشنائی محیط نام دریا و بحر یا در گیرنده خوشاب روشن و تازه ضمیران سپهر غم قوله

چرا بصد غم و حسرت بسپهر دائره شکل	مرا چو نقطهٔ پرکار در میان گیرد

سپهر دائره گرد آسمان که مانند دائره گردنده است پرکار قلم آهنین که بدان دائره کشند قوله

چه پرتویست که نور چراغ صبح دمد	چه شعله که در شمع آسمان گیرد

پرتو روشنی شمع آسمان ماه و آفتاب قوله

ضمیر دل نکشایم بکس مرا آن به	که روزگار غیبست و ناگهان گیرد

ضمیر اندرون دل غیب مشکین قوله

چو شمع هرکه بافشای راز شد مشغول	لبش زمانه چو مقراض در میان گیرد

افشا ظاهر کردن قوله

کجاست ساقی مه وی من که از سر مهر	چو نیم مست خودش ساغر گران گیرد

نیم مست مخمور قوله

نوای نغمهٔ زیرافکن مطرب	گهی عراق زند گاه اصفهان گیرد

نوا سرود اصفهان نام شهری مبارک از ولایت فارس هوای لطیف دارد اهل او زیرک باشند در صناعتهای دقیق آنرا در قدیم یهودیه خواندندی و گویند هر قحطی که در عالم باشد ابتدای آن از ولایت اصفهان بود و نیز گویند هر که دران چهل روز مقام کند بخیل شود و خروج دجال هم ازانجا بود و آنرا اصفهان و سپاهان نیز گویند و نیز نام نوای قوله

فرشتهٔ بحقیقت سروش عالم غیب	که روضهٔ کرمش فتنه بر جنان گیرد

روضه باغ جنان بهشت قوله

سکندریکه مقیم حریم او چون خضر	ز فیض خاکدرش عمر جاودان گیرد

حریم خانه قوله

گهے که بر فلک سروری عروج کند	نخست پایهٔ خود فرق فرقدان گیرد

عروج بالا برآمدن قوله

باوج ماه رسد موج خون چو تیغ کشد	به تیر چرخ برد حمله چون کمان گیرد

تیر چرخ عطارد و تیر کمان چرخ و نیز تیر که بکمال چرخش اندازند و نیز تیرے مانند تیر هوائی که از آهن سازند و درون آن پر از باروت کرده آتش زنند و سر دهند بر هر که خورد هلاک گردد۔ قوله

عروس خاوری از شرع رائے انور شاه	بجلے خود بود از راه قیروان گیرد

عروس خاوری آفتاب قیروان نام شهرے بمغرب و نیز هم مشرق و هم مغرب را گویند قوله

ایا عظیم وقارے که هر که بندهٔ تست	ز رفع قدر کمر بند تو امان گیرد

وقار عزیز و بزرگ کمر بند خادم امان گیرد پناه طلبد قوله

رسد ز چرخ عطارد هزار تهنیت	چو فکرت صفت امر کن فکان گیرد

کن فکان مخلوقات قوله

مدام در پے طفلست در وجود عدوت	سماک رامح ازان رو شب عنان گیرد

سماک رامح نام ستاره قوله

فلک چو جلوه کنان بنگرد سمند ترا	کمینه پایگهش اوج کهکشان گیرد

سمند اسپ اوج بلندی کهکشان شکلے که بشب در آسمان پدید آید قوله

ملامتے چو کشیدی سعادتے دهدت	که مشتری نسق کار خود ازان گیرد

مشتری خریدار و نام ستاره نسق روش قوله

دران مقام که سیل حوادث از چپ و راست	چنان رسد که امان از میان کران گیرد

کران کناره قوله

شکر کمال حلاوت پس از ریاضت یافت	نخست در شکن تنگ ازان گران گیرد

شکن بکسر خم هر چیز و چین جامه و جز آن و شکننده و کن و سرود و بزمی و پیچ که در زلف شاهدان افتد تنگ ضد فراخ و شکم بند اسپ و شتر سوخته و ستور و نیز دره کوه و سخت قریب و خر وار شکر و بار ستور و خروار مثل آن و ایضاً بمعنے بسیار آمده و بدین معنے تنگ تنگ مکرر مستعمل است و تنگا تنگ بمعنی سخت نزدیک بود

دنیز نام مقامے است از ترکستان زمین کہ ترکان تنگی منسوب اند بدان مقام قولہ

چہ غم بود بہمہ حال کوہ ثابت را	کہ حملہ ہاے چنان قلزم جہان گیرد

قلزم دریا و چاہ بسیار آب پارسیان قزرم گویند ۱۲ من ابراہیم شاہی قصیدہ

سپیدہ دم کہ شدم محرم سرائے سرور	شنیدم آیت تو بوا الی لدار لب حور

خدیو بفتح دالضم خداوند و پادشاہ و زیر خدایگان بادشاہ سخن سنج شاعر زاد فرزند و توشہ واصل رفیع قدر بلند مرتبہ شمائل خصلتہا جمیل نیک نورانا اللہ تجلی الٰہی کناہ دیجور تاریک نہیق حمار آواز خر سماع شنیدن نغمۂ داودی آواز سرود داؤد نام پیغمبر کہ الحان خوش داشت و صاحب زبور بود ادیب ادب دہندہ سفرجل نام میوہ مقصور کوتاہ پگاہ وقت سفینہ بیاض منشور پراگندہ داعی شبان و رسول ۱۲ داعی دعوت کنندہ مراد رسول علیہ السلام فغفور بادشاہ چین ہر کہ بادشاہ و نیز بادشاہے ازان اشکان کہ فرزندان یافث بن نوح ۱۲ بود بعد سکندر بادشاہ شد از دجلہ تاری ولایت داشت ملوک دیگر او را خدمت بکردند شصت و دو سال ملک راند و ملک دیگر کہ در ایام او بودند ایشان را ملوک طوائف خواندندے ۱۲ من ابراہیم شاہی قصیدہ

اے ملک ازل تا بابد ملک تو مطلق	وے ہر دو جہان یافتہ از وصف تو رونق

گرہ بچہ اسپ کسوت لباس عقعق نام جانورے غلغل آواز شور لحن آواز سر و قاقم جنسے از پوستینہاے نفیس کہ قیمتی بود کسوت ملوک ۱۲ من ابراہیم شاہی سنجاب جنسے از پوستین پوشش ملوک خز جامۂ ابریشمی مخندر بالضم نام ولایتے و نیز پوستینے کسوت ملوک و بیشتر از حد و ظلمات آرند ۱۲ من ابراہیم شاہی کمر اچہ بر میان بندند و نیز میانہ کوہ مشل کمر کوہ و بدینمعنے بغیر ذکر کوہ نیز آید ۱۲ من ابراہیم شاہی - قولہ

آب از نظر ہیبت تو شد دل تو گوہر	زان آب بر آمد بہوا دود مطبق

لما اراد اللہ ان یخلق ہذا العالم خلق جوہرا فنظر الیہ بنظر الہیبۃ فذاب نصفین من ہیبۃ الرحمن نصفا ونصفہ مارفا جری المار علی النار فصعد منہ دخان فخلق من ذلک الدخان السموات وخلق من زبدۃ الارض وخلق السمار کان دخانا بیذق پیادہ شطرنج لمن الملک اشارت بکریمہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار قصیدہ

مرا دلیست پریشان ز دستِ غم پامال	چنانکه هیچکسم نیست واقفِ احوال

سویه گریه زاری نال نے کہ از درون خالی باشد و بمعنی قلم هم آید غزال آهو بره و ریسمان فروش مخلب چنگل ریبال شیر منال رخت نطق گویائی بحر دریا نوال بخشش عدیم مثال بیمانند سراچه خیمه قرب مرتبه فروغ روشنائی پگاه وقت رزم جنگ روئین نام مبارز ایرانی که پدر او پشنگ نام داشت و داماد طوس نوذر نام پسر فرامرز سیاب روئین تن اسفندیار را نیز گویند که در شاهنامه آورده که او روئین تن بود فاما مورخان دیگر گفته که بر و تعویذ زرتشت بود بنا علیه زخم تیغ و امثال آن بر و کار نمیکرد آخر الامر هم در حیات پدرش رستم او را به تیر دو شاخه در دو دیده زده کشته و آنرا اسفندیار سفندیار نیز گویند قدید گوشت خشک جامه کهنه و بضم قاف و فتح دال آبیست حجاز و چیننده میوه و جور کننده ندیم همنشین و پشیمانی کشنده مثل کرم و کریم زلال شیرین مقبل و فرح و شادی و بشیر و هلال اسمهای غلامان قصیده

جوزا سحر نهاد حمائل برابرم	یعنی غلام شاهم و سوگند میخورم

جوزا نام زنے و گوسفند سیاه و سفید میان و برجی است از بروج آسمانی و صورتیست از صور جنوبی بصورت مردم قایم بدو کرسی منطقه بسته و شمشیرے پیش انداخته در اینجا بهمین معنے است و حمائل عبارت ازان شمشیرست و جوزا مشهور حمائل ندارد قوله

ساقی بیا که از مدد بخت کارساز	کامے که خواستم ز خدا شد میسرم

کام مقصد قوله

شاها من از بعرش رسانم سریر فضل	مملوک اینجنابم و مسکین آندرم

مملوک بنده اینجناب آستانه قوله

من جرعه نوش بزم تو بودم هزار سال	کے ترک آبخور کند این طبع خوگرم

بزم مجلس شراب آبخوره معروف و رنگ و رزق و نصیب و قسمت و گهاٹ - قوله

گر باورت نمیشود از بنده این حدیث	از گفته کمال حدیثے بیاورم

باور اعتبار کمال نام شاعر قوله

گر بر کنم دل از تو و بردارم از تو مهر	آن مهر بر که افگنم آن دل کجا برم

ص ۱۱ این قصیده در نسخ مطبوعه نیست ۱۲

این بیت کمال است قوله

منصور بن محمد غازیست حرز من | وزین خجسته نام براعدا مظفرم

خجسته مبارک مظفر فتحمند قوله

شاهین صفت چو طعمه چشیدم ز دست شاه | کے باشد التفات بصید کبوترم

شاهین نام طائر شکاری قوله

بال و پرے ندارم و این طرفه ترکه نیست | غیر از هوای منزل سیمرغ در سرم

سیمرغ معروف قوله

شعرم ببین مدح که صد ملک دل کشاد | گوئی که تیغ تست زبان سخنورم

یمن برکت قوله

با سیر اختر و فلکم داوری بسیست | انصاف شاه باد درین قصه داورم

داوری جنگ و جدل داور حاکم قوله

شبل الاسد بصید دلم حمله کرد و من | گر لاغرم ولیک شکار غضنفرم

شبل الاسد بچه شیر غضنفر شیر و مرد غلیظ قوله

بنما بمن که منکر حسن رخ تو کیست | تا دیده اش بکزلک غیرت برآورم

کزلک بکسر یکم و سویم کارد خورد نول باد سته قصیده

خیر مقدم مرحبا ای طائر میمون قدم | شادمان کردی مرا نازم ترا سر تا قدم

مقدم پیش رونده و دلیر و منزل قوله

تا بدانی تو که هجران خون عاشق میخورد | نالهٔ شبگیر درکار ست و آه صبحدم

شبگیر شب قوله

گر چنین در حلقه پیچد زلف افعی بند یار | مهره نتوان برد آسان ای دل افسونی بدم

افعی ماریست که مردم را بنظر مے کشد قوله

آن گذشت ای دل که خواری دیدی از دست رقیب | یار باز آمد بحمد الله عزیز و معتنم

معتنم غنیمت قوله

حافظ زعان محب رسول است و آل او | بر این سخن گواست خدا و ندا کبر م

گر حریم کعبه خواهی و آنجمال بی نقاب | لاله و گل دان همه خار بیابان حرم

حریم خانه قوله

خواجه توران شاه عادل و اجلال ملک و دین | بدر آفاق علی عون الوری غوث الامم

بدر ماه شب چهاردهم عون یاری وری خلق غوث فریادرس امم امتها قوله

صوت جاه و جلال و مقصد فضل و کمال | مظهر انوار رحمت مصدر حسن شیم

مظهر جای ظهور مصدر جای صادر شدن شیم عادتها قوله

رافع اوضاع بدعت ناصب اعلام دین | ماحی آثار طغیان قامع ظلم و ستم

رافع بلند کنندهٔ اعلام نیزها ماحی محو کننده آثار نشانیها طغیان بیفرمانی قامع برکننده

خواجه کافی نام مردی وزیر محاسب نویسنده صیت آوازه جود بخشش صدا آواز صدر سینه و

پیشگاه و دل و ابتدا وصاحب منصب و بازگشتن از جای و بدر آمدن از جای اجم تن آور و

بیشه علم نشان که اندر بیابان بود کوه بلند و علم و جامه و رایت معلی بلند قوله

آستانت موضع دولت نه اکنون بست و بس | دار و این قصر معلی نقش تاریخ قدم

قدم دیرینه شدن و پیش روند قوله

بخت بیدارت چو می آید بصحرای وجود | خفته بدگردون هنوز اندر شبستان عدم

شبستان محل عدم ناچیزگی قوله

قلب بدخواهان شکست احوال ما برجای تو | هر کرا دل نشکند فیروز گردد لاجرم

قلب دل و فوج میانه لاجرم لاچار قوله

هان نه پنداری که تنها میزنی بر قلب خصم | همت ارباب دل با تست و ارباب همم

هان هشیار شو همم جمع همت - نام ابوجهل در جاهلیت ابوالحکم بود بکمال دانش پیشوای خلق

مینمود و چون بآن سرور بعداوت پیش آمد و جهالت اشعار خود ساخته از زبان و فشان آنحضرت

ابوجهل برآمد نام سابقش محو شد معنی آنست که ای دل زنهار انکار اهل الله منما و در عداوت

ایشان سبب خسران فی القدسی من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب قوله

آن قلبم مهجور بود از خاکبوس درگهت | درد نوش در بود م باندیمان ندم

ندیمان همنشینان ندم پشیمانی دوشینه کانا آنکه ازجان وعزیزداردش یعنی لوث کج فروشان یاوه گویان وناسخن فهمان وبیوقوفان مغتنم غنیمت قصیده

شد عرصهٔ زمین چوبساط ارم جوان	از پرتو سعادت شاه جهان ستان

عرصه کشادگی میان سرای دهر کشادگی که در و درخت نباشد قوله

خاقان شرق وغرب که در غرب شرق اوست	صاحبقران وخسرو وشاه خدایگان

خاقان بادشاه ترکان و بادشاه چین صاحبقران مولود که مسقط اللغظ یا مسقط است او بوقت وآن عظیم باشد وبروج قرآن درطالع بود ۱۲ من ابراهیم شاهی قوله

خورشید ملک پرور وسلطان دادگر	دارای عدل گستر وکسرای کے نشان

کسرے نوشیروان وهرکه شاه فارس بود نشان علامت نشانده قوله

عظم جلال دولت ودین آنکه رفعتش	دارد همیشه توسن ایام زیر ران

توسن نارام قوله

دارای دهر شاه شجاع آفتاب ملک	خاقان کامگار وشهنشاه نوجوان

کامگار صاحب مراد قوله

ماهے که شد ز طلعتش افروخته زمین	شاهے که شد ز همتش افراخته زمان

افروخته روشن افراخته بلند قوله

سیمرغ وهم را نبود قوت عروج	آنجا که باز همت او ساز آشیان

عروج بالارفتن قوله

حکمش روان چوباد براطراف بحر وبر	مهرش روان چوروح براعضای انس وجان
تخت تورشک سند جمشید وکیقباد	تاج تو عین افسر دارا و داوران

دارا دارنده ونام شاه داور حاکم قوله

تو آفتاب ملکی وهرجا که میروی	چون سایه از قفای تو دولت بدوران
ارکان نپرورد چو داور بهیچ قرن	گردون نیاورد چو تو اختر بصد قران

قران هشتاد سال وبقولے سی سال قوله

هر دانشی که در دل و فکرت نیامدست | دارد جواب خامهٔ تو بر سر زبان

خامه قلم قوله

دست ترا بر که یارد شبیه کرد | چون بیدبده این همه قطرهٔ آن

شبیه مانند این اشارت بدست آن اشارت بابر قوله

علم از تو با کرامت و عقل از تو با فروغ | شرع از تو در حمایت و دین از تو در امان

کرامت بزرگی و شکوه و دبدبه قوله

ای خسرو رفیع جناب و منیع قدر | وی داور عدیم مثال و عظیم شان

رفیع بلند جناب آستان منیع بلند قدر مرتبه داور آنکه میان نیک و بد فصل کند و خداوند و حاکم عدیم عدم شان صفت و بزرگی قوله

ای آفتاب ملک که در جنب همتت | چون ذرهٔ حقیر بود گنج شایگان

جنب برابر و مقابل گنج شایگان بی پایان کندلان بفتح یکم و ضم سوم جنسی است از خیام قوله

این اطلس مقرنس و نه توی زرنگار | چتر بلند بر سر خرگاه خویش دان

مقرنس بنائی مدور که بر و بر دبان برآیند کیان بادشاهان جبار که پنج بود ند کیومرث کیقباد کیکاؤس - کیلهراسپ - کیخسرو قوله

بودی درون گلشن و از پرد لان تو | در هند بوغلغل و در زنگ بد فغان

زنگ نام ولایت فغان شور - قوله

در دشت روم خیمه زدی تا غریو کوس | در دشت سند رفت و بیابان سیستان

سیستان نام ولایت رستم که آنرا نیمروز هم گویند قوله

تا قصر زرد ساختی و لرزه اوفتاد | در قصرهای قیصر و در خانهای خان

قصر محل قیصر بادشاه روم هر که باشد خان خانه و کاروانسرای و بادشاه ملک سمرقند هر که باشد قوله

آن کیست کو بملک کند با تو همسری | از مصر تا بروم و ز چین تا بقیروان

همسری برابری مصر نام شهر روم نام شهر چین نام شهر قیروان نام شهری بمغرب و نیز

مشرق و هم مغرب قوله

اینک بطرف گلشن و بستان همیروی	با بندگان همند سعادت بزیران

سمند اسپ قوله

اے ملهمے که در صف قدوسیان قدس	فیضے رسد بخاطر پاکت زمان زمان

قدوسیان فرشتگان و روحانیان قدس پاک و نام بیابان بطرف بیت المقدس زمان زمان ساعة فساعة قصیده

ز دلبری نتوان لاف زد بآسانی	هزار نکته در نیکار هست نادانی

خاتم بفتح و کسر تا انگشتری سمند اسپ تند تیز گاه وقت طراز نقش و نگار و علم و جامه و نام شهر بیت و حد چین بسیط فراخ پایه مرتبه مسالک راه کزویان فرشتگان نزدیک صریر بانگ لگام و بانگ در و قلم و تخت و نعلین و انچه بدان ماند ۱۲ من ابراهیم شاهی سوابق اولین تبارک الله بزرگست خدا صواعق جمع صاعقه سخط ناخشنودی شقایق لاله نعمانی نعمان قسم از لاله که آنرا لاله نعمان گویند روح بضم جان و عیسے و بفتح باد خنک و خوش آینده و روز خوش و رحمت و آسانی و بخشایش و بوے خوش ریحانی بفتح بوستان بان و گلفروش ۱۲ من ابراهیم شاهی منجذب کشیده شده از جذبهاے سبحانی الجذبة من جذبات الحق توازی عمل الثقلین شبان جمع شب خلاف الفیاس ذیل دامن خط ریحانی قسمے از خطوط سبعه مدایح مدح تر جمیع بند۔

اے داده باد دوستداری	این بود وفا و عهد و یاری
گفتم مگر از سر ترحم	دست از ستم و جفا بداری

مگر شاید ترحم مهربانی قوله

بیشک دل ماه و خور بگیرد	گر سوے فلک رسد نفیرم

خور آفتاب نفیر آواز قوله

نتوان بقلم نوشت شوقش	گر پیر فلک شود دبیرم

دبیر نویسنده قوله

دارم سر آنکه همچو سعدی	بنشینم و صبر پیش گیرم

سر خیال قوله

اے ساقی از ان مے شبانہ	در دہ دو سہ جام عاشقانہ

مے شبانہ مے دوشین جام عاشقانہ جام پر و مالا مال قوله

اے مطرب ما تو نیز یکدم	مگزار ز کف دف و چغانہ

چغانہ نام سازے کہ سرمندل گویند قوله

بر گوے بیاد وصل جانان	چون عود بسوز دل ترانہ

عود نام چوبیست خوشبو کہ مے سوزند ترانہ نوعے از سرود قوله

دیریست کہ آتش غم دل	در سینہ ہمیکشد زبانہ

دیر است مدتیست زبانہ شعلۂ آتش قوله

چون نیست بہیچگونہ پیدا	دریاے فراق را کرانہ

کرانہ انتہا قوله

اے غیرت لعبتان طناز	بر قع ز رخ چو مہ بر انداز

طناز خندہ و مسخرگی کنندہ براندازد ور کن قوله

تا من ز سر جہان بکلی	بر خیزم و توبہ بشکنم باز

بکلی من کل الوجوہ قوله

اے دوست ز رہگذار دیدہ	شد فاش میان مردمان راز

فاش آشکارا قوله

سرمایۂ عمر داد بر باد	ہر کو بغم تو گشت دمساز

دمساز ہمدم و محب قوله

در آتش عشق و مجمر غم	مے سوز دلا چو عود و مے ساز

مجمر عود سوز قوله

حالے چو نمیدہد مرادست	بوسیدن پاے آن سرافراز

ہمسر لے فی الحال نمیدہد مرادست میسر نمے شود۔

اے سرو سمن بر گل اندام | از عارض تو خجل مہ شام

سمن نام گل قولہ

چون کام نشد بسعی حاصل | قانع شدہ ام بہجر ناکام

کام مقصد ناکام لاچار قولہ

مائیم و غم فراق حالے | تا خود بکجا رسد سرانجام

سرانجام آخر کار قولہ

شادم بہ غمت کہ در ہمہ حال | سوز غم تست سازگارم

سازگارم سازندۂ کارمن قولہ

اے زخم غمت تو مرہم دل | عشق تو انیس و محرم دل

انیس الفت دہندہ ترجیع بند

ساقی اگرت ہوائے ماہی | جز بادہ میار پیش ماہی

ہی بفتح ہست و بمعنے تاکید و زجر ہم آید قولہ

سلطان صفت آن بت پریوش | می آمد و خلق شہر از پے وے

صفت مانند وش مانند قولہ

با درد در آ بہوے درمان | کو نین نگر ز عشق لاشے

ز عشق لاشی پیش عشق ہیچ قولہ

مردم بنگران برو ے خویش | وز شرم روان نعارضش خوے

بنگران مشتاق و فریبندہ خوی عرق با کبار آنکہ تمام بقمار در بازد و مجرد آید قولہ

حیران شدہ ام کہ ہیچ وصفے | در خور درخت بیان ندارد

در خور لائق۔ قولہ

ہر دل کہ ندارد ت ز جان دوست | پیمان بیقین کہ جان ندارد

جان ندارد بیجان ست لاینفع و مردہ منتظم آراستہ قولہ

نو بادۂ خاندان ملک ست | گلدستۂ بوستان دین ست

نو بادہ درخت نو رستہ قولہ

آثار و دلائل سعادت | تابندہ چو نورش از جبین ست

آثار نشان دلائل جمع دلیل تابندہ روشن نورس شین یعنی اوائین بے بہا قولہ

در خاتم قدر او نہفتہ	فیروزہ چرخ چون نگین ست

خاتم بفتح و کسر انگشتری قولہ

بر نام تو مہر کردہ گردون	منشور اوامر و نواہی

منشور فرمان قولہ

اے خلعت ملک بر تو زیبا	وے غرہ دولت از تو غرا

غرہ سپیدی روئے اسپ و پیشانی و بزرگی غرا روشن قولہ

بر قامت حشمت تو کوتاہ	این اطلس نیلگون والا

اطلس نیلگون والا آسمان قولہ

نگذشت صدائے صیت عدلت	از سقف نہم رواق خضرا

رواق خضرا آسمان قولہ

بر شادی مجلس تو ناہید	ہر لحظہ کشیدہ جام صہبا

ناہید زہرہ صہبا شراب قولہ

از بہر قبولیت ازین گوش	لولوئے خوشاب گشتہ لالا

ازین گوش یعنی بندگی و خدمت گاری و فرمانبرداری بطوع و رغبت لالا غلام در شدہ و این در صفت جز لولو مستعمل نہ شدہ قولہ

در قصر تو چرخ آستانی	کیوان بہ در تو پاسبانی

کیوان ستارہ زحل قولہ

توفیق رفیق در یمینت	تائید ندیم در یسارت

یمین دست است تائید اسواری ندیم ہمنشین قولہ

نصرت کہ مباد از تو خالی	در رزم کمینہ دستیارت

دست یار یاری دہندہ پردہ دار دربان محمس

در عشق تو اے صنم چنانم - ہیہات افسوس شاہبازی باز سپید انگاربدان غیر عرب رانرک دتاجیک گویند خیل گروہ سہیل ستارہ کہ از طرف یمن بر آید ساقی نامہ

بیا تا خود را قلم در کشیم	ز مستی بعالم علم در کشیم

زجام و مادم دمے دم زنیم	زمے آب برآتش غم زنیم

دمادم دمبدم قوله

ازین دامگه دیر بادے مغاک	برفتند و بردند حسرت بخاک

دامگه دنیا قوله

دریغا جوانی که بر باد شد	خنک آنکه از عالم آزاد شد

خنک خوش قوله

سبک باش و رطلے گرانم بده	وگر فاش نتوان نهانم بده

رطل پیمانه قوله

بده ساقی آن آب آتش خواص	کزان بلکه یابم زآتش خلاص

آب آتش خواص شراب قوله

بدین سقف نه پایه شش رواق	توان زد بیک جام مرچار طاق

چار طاق نوعے از طعام مخصوص بمطبخ وخیمه راوٹی قوله

بده ساقی آن جوهر روح را	دوائے دل ریش مجروح را

آن جوهر روح کنایه از شراب قوله

خذ الجام لا تخش فیها الجناح	که در باغ جنت بود مے مباح

بگیر جام و مترس درین که گناهست قوله

بده ساقی آن بادهٔ روح بخش	بده تا نشینیم بر پشت رخش

رخش نام اسپ رستم قوله

تهمتن صفت رو بمیدان کنم	بکام دل آهنگ جولان کنم

تهمتن رستم قوله

درین خون فشان عرصهٔ رستخیز	تو خون صراحی بساغر بریز

خون صراحی شراب قوله

بیا ساقی از من مکن سرکشی	که از خاکی آخر نه از آتشی

از خاکی یعنی از آدمی نه از آتشی نه دیوے قولہ

بیا ساقی آن بادۂ لعل وصاف	بدہ تا کے این شید و تزویر و لاف

شید مکر تزویر دروغ قولہ

ز تسبیح و خرقہ ملولم مدام	نمے رہن کن ہر دو را والسلام

رہن گرو قولہ

بمن دہ کہ دریش رندان مست	چہ آتش پرست و چہ دنیا پرست

یعنی بت پرستا نرا عیب مکن و زنار داران را نکوہش مکن کہ ایشان عبد الصنم اند و تو عبد الدنیا رو در ہمی زنگ تیرگی تلافی عوض تدارک کاویانی علم علم فریدون و آن از چرمی بود و آن را مبارک شمردہ و بجامہ پوشیدہ و لعل و جواہر دران زیادہ کردہ در عہد عمر رض چون خراسان فتح شد بغارت آمدہ امیر المؤمنین آنرا قسمت نخواست و بزر وا دیہیم تاج باز کشادہ آب اندیشہ سوز شراب گرگ پیر آسمان آن بکر مستور مست شراب رود پسر و جوی آب و نار ابریشم ۱۲ من ابراہیم شاہی مغنی نامہ

مغنی بجائی بگلبانگ رود	بیاد آور آن خسروانی سرود

پرویز نام پسر ہرمز بن نوشیروان کہ ایوان کسرے کہ نامرتب بود مرتب کرد و تا بے کہ داشت بود شصت من مرصع بجواہر نفیس و تختش از عاج و ساج و مکلل و مرصع بود و شکل اقالیم زمین و فلک البروج در و ثبت کردہ و آنرا بطاقے در آوردہ و بر و طلسمے بود از شیر و گوزن سریر بر و طاسے و فلولہ کم از گوے چون یکساعت گذشتی آن گوے از دہان شیر و طاس افتادی و او را چہار دست فرش بود کہ بہر دستے فصلے از فصول سال نگاشتہ و شطرنجش یکطرف از یاقوت و طرفے از زمرد تراشیدہ بود نہ و نردے داشت کہ یکیا نبش از بسد و دوم از فیروزہ با لیشم ترکیب کردہ او را دو بیت مشغال زرافشان بود چون بار دادی ازان زر پست صورتہائے خواب ساختی و شکستی و خوانش مرصع بجواہر نفیس و کاسہائے زر دسبز و او را گنج باد آورد و گنج عروس و گنج دیبا خسروی و گنج افراسیاب و گنج سوختہ و گنج شاد آورد و نیز پیلی سفید داشت بزرگتر از ہمہ پیلان از غایت سفیدی بد خشیدی و پاربد و نکیسا و مطربان او بودند و شیرین زن و معشوقہ او بود و شکر دف زن نوید آواز مژدہ ورود بمن از ایزد رحمت بود و از ملائک استغفار و از مومنان دعا و از بہائم او

طیور تسبیح ۱۲ من ابراهیم شاهی اصول نام نوائے آهنگ آواز خنیاگر مطرب سرود نام نیز همه چنگی زننده رهبے زن سرودے برگوار غنون نام سازے از وضع افلاطون عود نام چوبے خوشبو نوآئین خوش نوائی سازے پرداز بنواز چاره ساز ساز زننده عراق نام سرود زننده رود نام چوبے بربط مراجی بصوت بط دارائے دارنده دهیم تاج بهبین بهترین تمکین بزرگی و مرتبه اورنگ تخت تن آسانی آرام و آسایش ولی نعمت مربی اسماء حسنے و لله الاسماء الحسنے فادعوه بها مربع جائے چهرمین جدی بزغاله ثور گاؤ دنیز نامهائے بروج اند تهمتن رستم نبرد جنگ منوچهر نام پسر نبیه دختر بن ابرج بن فریدون خلف فرزند فرنگ نام ولایت مهراج نام بادشاه زنگ ترک ترکستان هند و چاکر وثاق خانه نطاق کمربند همایون مبارک صفت مانند آئین رسم و نهاد کشف ظاهر کنار انتها شهائے بادشاه نشین گرانمایه نوش شیرین و آب حیات مثنوی

الا ای آهوے وحشی کجائی	مرا با تست چندین آشنائی	بیار	

الا دانا و آگاه باش قوله

که مے بینم درین دشت مشوش	چرا گاهے ندارم خرم و خوش		

مشوش خطرناک دشت مشوش دنیا قوله

مگر دست عطا پروردن آمد	که فالم لا تذرنی فردا آمد		

لا تذرنی فردا مگذار مرا تنها قوله

که ای سالک چه انبانه داری	بیادامے بنه گر دانه داری		

انبانه رخت و بال عذاب تاک درخت انگور پرداز مراز پرداختن و پرداز نده طرز روش مشام مغز باف بافنده سر فتنه دارد دگر روزگار۔ ژند نام کتابی تصنیف ابراهیم زردشت و شرح آن پازند و قیل صحف ابراهیم و آتش زنه که چقمق گویند و نام وزیر سهراب بن رستم که آنرا زندرزم هم گفتند سی سلم نام پسر بزرگ فریدون بن آبتین که تور و ایرج از و خورد بودند شیده نام پسر افراسیاب که بشنگ نام داشت و نام چکیدے که شاگرد سمنار بود و بهرام گور را هفت گنبد هفت رنگ ساخته سرائے سبز سرائے عاریتی و دنیا نوشیروان نام بادشاه ایران زمین

که تولد حضرت رسالت ﷺ در زمان اوست و او مزدک حکیم را که صاحب مذهب باحتیاط بود با هشتاد مرد که متابع او بودند کشته شده و اما که دنیا حی نام قبیله از عرب دم سرد آه نومیدی و دونوشان جاشقان خمار بفتح والشد میفروش مار نه سر فلک و نفس روان جان و فی الحال حقه سبز فلک مهره باز دغا باز بهرام نام بادشاه طوس نام بادشاهزاده شش شد رد نیا ناکام لاچار حیل کوچ طباشیر نام دوا طباشیر صبح روشنی صبح نشیمن نشست هفت پرکار هفت فلک ۵

هر که آمد در جهان پر نشور	عاقبت میباید ش رفتن بگور

این کاخ سپنج عاریتی خان خانه و کاروانسرای ۵ ایدل مجوی منصب دنیا که هیچ نیست - غزل تغیری عمل خدمت شهنشاه اختران آفتاب حمل نام برج جدی نام برج دلو نام برج زحل نام برج مسیح عیسی و حمل کیچڑ ۵ فساد چرخ نه بینیم و نشنویم هنوز - سور عروسی و ضیافت و مهمانی تطهیر و شادی و شاد و دیوار حصار نهاد روش ۵ دل منه بر دنیا و اسباب او - عسل شهد زین دوکان دنیا رطب خرما گردنان پهلوانان ۵ دوش با عقل در سخن بودم - کشف ظاهر دم فریب بند قید خیال ملال دلگیری ۵ آن کیست که بحضرت سلطان ادا کند - خیر عنی واریم خیال دارام و من یتق الله یجعل له مخرجا و یرزقه من حیث لا یحتسب اقتباس از آیه قرآنی است و لفظ مخرجا بجای افزونی بیت محذوف شده یعنی کسی که بترسد خدا را گرداند آن خدا از برای او جائے برآمدن و روزی دهد او را از جائے که نه پندارد ۵ نبود مهتری چو دست دهد - دست دهد میسر آید ملون رنگارنگ شاه هرموز شاه هرمز نام شهریست در فارس ۵ درین محنت سرا تا کی ببوی دوست بنشینم - محنت سرا دنیا که جائے هست تاریک بیضا انگشت در دندان کنایه از تحیر در کار و بارے که آن را پذیرفته و دریافت آن معدوم سر بسر زانو کنایه از تفکر خود بکمال نقصان است ۵

بیا ای طائر فرخ بیاور مژده دولت	عسی الایام ان یرجعن یوما کالذی کانوا

طائر فرخ ملک الموت مژده دولت پیغام ملک الجبار عسی بمعنے قرب ایام روزان یرجعن صیغه جمع مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از رجع یرجع رجوعا بمعنے باز شدن الندم والندامة پشیمان

شدن و کاف حرف تشبیه است الذی اسم اشارت بمعنی آنوقت که رفتار یشان بغارت کانوا صیغهٔ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف معنی آنست که درین ظلمت سرای دنیا تا بکی گفت و شنفت صفات دوست نشینم گهی از تحیر در کار و بار خود و تحریر نا یافت مطلوب روزگار خود انگشت بدندان نهادن گزینم و گهی از تفکر در خود دور دو دست بر سر زانو نشینم بیا ای ملک الموت مژدهٔ دولت که پیغام حضرت احدیت است بیار تا خوشان و شادان مصافحه نمایم و از روزگار قریب است که ایام فراق از روی ندامت و پریشانی مکدر مد همچون ایامی که بوده اند پیش ازان کمال شادمانی ای بر و این که بالا مذکور شد بیامد و ایام فراق بسر آید و روزهای وصال در آید ۵

بنار الصبر مذ حلت نهانی الاسد سرحان	وطار العقل اذ عنی عین الوزن عریان

حلت صیغهٔ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم من حل یحل بمعنی باز کشادن اسد جمع اسد اینجا کنایه از دواعی شهوات است که ارتکاب آن مورث آفات ست سرحان گرگ طار صیغهٔ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از طار یطیر طیرا بمعنی پریدن اذعن بفتح همزه و سکون ذال و کسر عین واحد مذکر امر مخاطب بود من اذعن یذعن اذعانا بمعنی گردن نهادن و یای متکلم وزن سنجیدن عریان برهنه شدن و اینجا معنی عاریست که اتیان مصدر بمعنی فاعل در کلام فصحا بسیارست معنی آنست که بنای صبر ازان هنگام که از هم کشاده شد و ریخته گشت مرا عشق از دواعی شهوت باز داشت و برید عقل و دانش که حاجب سلوک بود مرا از سلوک آن طریق منع میفرمود مطیع شوای طائر فرخ بمعنی سنجیدن و حقیقه دریافتن یعنی مطیعا بمعنی که بسنج دریافت حقیقت را در احوال که عاری و برهنه از مخالفت و مخاصمت من پدید آرد مرا دریافتی و اطلاع بحقیقت من یافته که خواهش من مرتبهٔ خود بکمال رسانده و خلاف محبت را در من اثر نمانده باید که مطیع من شوی و از مخالفت و مخاصمت من عاری میگردی و نیز اذ بمعنی وقت کما قال الله تعالی اثنین اذ هما فی الغار و علی جار و مجرور بود متعلق بفرمان بر سم سابق مصدر بمعنی فاعل و این عریان خبر مبتدا مقدر و تقدیر کلام چنین سزد سعاد طار العقل لانه هو عریان عین بمعنی الوزن و معنی چنین شود او بچشم بصیرت مرا دریافت که از تصرف او دورم و از سنجیدن تا برید عقل هنگام که آن عاقل عارف است از حین بمعنی سنجیدن او مهجورم از من ببرید و جدا گردید ۵

آنکه ده با هفت و نیم آورد بس سودی نکرد	فرخت باد اکه هفت و نیم باده می کنی

در معانی این بیت وجوه بسیار است اول آنکه یعنی ای ممدوح من آنکه از کمال خویش بنقصان رود و آورد دین را بدنیا بدل کرد و بظلم و تعدی از بهر حصول مال پنهان پس سودی نکرد اگرچه بدانش خود در سود است کما قال الله و یحسبون انهم یحسنون صنعا ترا ایزد تعالی عمر زیاده گرداناد که همیشه از نزول بعروج توجه داری و دنیا را از طلب دنیا می آری و در مرضیات حق میکوشی و لباس مصنوع بصنعة الله می پوشی چنانچه در ابیات آینده خود گوید دوم آنکه بمرتبه کمال رسیده بهدایت ناقصان روی آورد و همت خود بتوجه ایشان گماشت پس سودی نکرد بلکه در غبن آورد اگرچه نزد اهل شرع هدایت ناقصان امریست عظیم اما چون از عروج مرتبه خود باز ماند پس غبن کرد کما قال من استوی یوماه فهو مغبون حق تعالی در عمر تو برکت کناد که همیشه در تکمیل نفس ناطقه خود میکوشی سوم آنکه خلیفه آنوقت استدعای همت نموده در انوقت که غنیم ناهنجار با لشکر بیشمار بتسخیر ممالک روم نهاده و هراسی عظیم بر خلیفه مستولی شده و لشکر خلیفه هفت و نیم هزار و لشکر غنیم ده هزار خواجه بنور بصیرت دریافته این قطعه را بنوشت و کرامت خویش اظهار فرمود و دلداریش فرستاد بحکم کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله چهارم آنکه با هفت و نیم اراده کرده و چون ده را با هفت و نیم ضرب کنیم هفتاد و پنج می شود و از ان کلمه عجب گیریم که در شمار هفتاد و پنج است معنی آنکه در کمال دولت دنیا بی عجبی بر زیر دستان نموده پس سودی نکرد خدا عمر تو دراز گرداناد که تو با وجود قلت مال بر زیر دستان لباس عجب می طرازی و متمردان را زیر دست میسازی و این خصلتی است حمیده کما قال علیه السلام التکبر مع المتکبرین صدقة پنجم آنکه بادشاهان سابق نقود مضروبه وزنی را بهفت و نیم وزن می آوردند و خزاین را بدین وسیله پر میکردند چون نوبت ضرب سکه بممدوح رسید علو همتش باز بر افزونی آمید و هفت و نیم از ماریده وزنی نزد خلق خدا بر فاهیت آورد چنانچه امیر خسرو در مدح بادشاه گوید ۵ گر جد و الاش ز روی کرم ۵ کرد یکی را دو عیار درم ۵ میوه که عیاری درمش تا چه شد ۵ کز سه یکی بود یکی را سه شد ۵ کعب الغزال نام شراب دبتاسه و کعب الغزا بغیر لام همدرین لغت است طبرزد شکر سفید مشتری خریداری رهی بنده منهی منادی دهنده جاسوس دار المحن کنف پناه طاب مثواه خوش باد جایگاه او لا یفوت فوت نمیشد منقلب گردنده زرق و ریو مکر و فریب ۵

رحیم منکر خمار بود روزے چند	بدان دلیل که القاص لایحب القاص
نریخت خون صراحی و لے بگشتن او	زمانه نیز براند که الجروح قصاص

رحیم مرد یک باریک و نرم آواز پس مراد از رحیم زاهد ظاهر پرست خمار میفروش مراد عارف کامل قاص چیننده صراحی مراد عارف کامل جروح خستگی معنے آنست که زاهد ظاهر پرست مدتے منکر عارف بود و در انکارش مے بود بدینجهة که خوشه چین مرخوشه چین را دوست نمیدارد عاقبت الامر عرفان از زهادت غلبه کرد و زاهد را بقید خود آورد و اینچه در باطن عارف بود نوش کرد و از زهادت برآمد و از درجه عشق سر برآورد و باطن عارف را مکشوف کرد که عبارت از ریختن خون صراحی بود و کنایه از بیمعنی سفر دچون خون صراحی ریخت و در افشاے اسرار آویخت صاحب زمانه که حضرت حق باشد بموجب لا تسبوا الدهر فان الدهر انا بکشتن آن رحیم اشارت مے نماید که الجروح قصاص پس زاهد که بعشق آویخته خونش نیز ریخته شود و کشته گردد که العشق اوله حرق و آخره قتل و تلمیح بقصه حسین منصور قاضی است که بخون منصور فتوی نموده او در زهد و تقوی بے نظیر بود لاجرم در تعصب مے نمود معنے آنست که قاضی ظاهر پرست چند گاه انکار شیخ می نمود بعلة انهم پیشه هم پیشه را دوست نمیدارد و بهر تقریبے ستیزه در پیش مے آرد و شیخ بمرتبه حقیقة مستقر بود قاضی هم دعوے حقیقة مے نمود اینقدر مجانست هم موجب انکار باشد تا آنکه رفته رفته حکم کشتنش داد و صاحب یعنی الله تعالے میفرماید که الجروح قصاص یعنے هر که بدیگرے آویزد خونش بریزد عاقبت تیغ برآهیخته گردد ۵ سر خیال رسدت سزاوار تست علمدار نشان برار جنیبت کش خروار دار یخبر نام قلعه خواجه قنبر علے مرتضے معمًا

برار دل از مادر دهراے فرزند	بانصف اخیر شوهرش دریابند
بے قلب ندانی که چنین نقادی	چون حافظ اگر شوی نرویش خورسند

معنے بیتے مادر دهر عبارت از دین که مشتمل بر بحرین بحر شریعة و بحر طریقة و هر دو اجزاے وی آبنداز اجتماع این هر دو دین تمامی میرسد و نصف اخیر شوهرش اشاره بطریقة که والاترین اجزاے اوست معنے آنست بردار دل از دنیا اے دوست و نصف آخر شوهر او دریابند که والاترین اجزاے است یعنے از ابناے دنیا درگذشته داخل اهل طریقه شو اگر بینندهٔ دلی قلب خود را ندانی که اول ترین اجزاے اوراچیننده یعنے اجزاے وجود را قلب نحنی و پریشان نسازی و عناصر و حواس را برهم نیندازی

هرگز بدان پایه نرسی وآن لباس بقامت خود بطرازی و معنے معمائی آنست که اول کلمه ببر تخلیل کنم بدو حرف ب دربس ب که در کار ما بود برداشتم و دیا بجاے خود گذاشتیم کلمه در اشارت میکند بدان وازان معنے آگهی میدهد پس دل از ما در دهر یعنی حرف میانه اورا که حرف را سمی است اے شاد بهر و چون بهر دو جمع شود مجموع او شرابا میباشد و نصف اخیر کلمه شو هرش پیوند گیرد و تا بر اس قلب کنند آخر او را بصدر آرند و حروف صدر بپایان بر شراب شود که عشق است اگر کسے گوید که حافظ تشخیص هیچ نامے نفرمود و هیچ اسم ثبت نگرد تا وقتیکه نام ثبت و تشخیص معلوم نگردد جواب آنست که راح و شراب از عشق است باتفاق محبوب صوفیه خواجه نام از بهجت ثبت نکرده که متفق علیه این طائفه است معمّا

نام بت من که مه ز روشش خجل است	دو حرف ز نظم حافظ مرتجل است
اول ششم هجی و قلبش روشن	وین طرفه تر آنکه جمله اجزاش دل است

یعنے نام محبوب من که ماه از روے او شرمندگی خواست دو حرف از نظم حافظ بذله گو آن دو حرف اول و ششم حرف هجا که الف و ح است و رکه قلبش روشن است باعتبارے که علامت قمر است پس در نجوم پس آخر شد و چون جمله اجزا را قلب کنند یعنے را را بصدر آرند حارا باآخر و الف را بقلب راه گردد و راح بمعنے شراب که محبوب همه است ۵ مفتوح کشاده و سنگه قدرت سودا زده دیوانه آفتاب بگل اندودن نهان ساختن امرے که در غایت شهرت باشد رهبان زاهد ترسایان و ژرم غمگین و محمور این اشاره بشیرین و آن اشارت به تلخ - قسّام قسمت کننده لاله بازی مضاحک ضحک آرنده زرق فریب خطریجان قسم از خطوط سبعه

خاتمة الطبع

الحمد لله والمنة که درین زمان فرخی اقتران کتاب مستطاب راحت روان و روح مسمّے به **بدر الشروح** که هنوز بقالب طبع نیامده بود بتصحیح تام و تنقیح مالا کلام باهتمام احقر انام محمد عبد الاحد عفا الله عنه الصمد - بماه ربیع الاول سنه ۱۳۳۳ هجری مطابق ماه جنوری سنه ۱۹۱۵ ع در مطبع مجتبائی واقع دهلی طبع گردید - کاپی رائٹ محفوظ -

سیرت نظامی یعنی سوانحعمری حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ مع حالات عمارات مزار مبارک۔

سلک السلوک مجتبائی۔ علم سلوک مین بزبان فارسی اول مرتبہ کی کتاب ہے جس کو مولانا مولوی ضیاء الدین بخشی نے بحضرت سلطان نظام الدین اولیاءؒ کے خاص ہمعصرون تصنیف فرمایا ہو مسائل سلوک کے ساتھ پند و نصائح اقوال بزرگان تمثیل حکایات مع اشعار و قطعات و رباعیات دلچسپ بہت خوبی سے لکھی ہین۔

عشرۂ کاملہ مجتبائی۔ تصوف مین یہ بڑی نایاب کتاب ہے حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ کی تصنیف سے ہے چونکہ یہ کتاب عربی زبان مین تھی اور ہمارے ہندوستانی بھائی اُس سے فائدہ نہین اُٹھا سکتے تھے اس لیے مطبع نے اسکا اردو ترجمہ کرکے چھاپا ہے اور اصل متن کو بھی اسطرح قائم رکھا ہے کہ اول نصف صفحہ کے قریب اصل متن اور پھر اسکے نیچے باحاورہ اردو ترجمہ درج کیا ہے یہ بڑی نایاب کتاب ہے صوفیان باصفا اور مردان باخدا ایسی تکسالی کتابون کا دیکھنا بہت ضروری ہے۔

کشکول شریف مختبائی فارسی در اذکار و اشغال از شاہ کلیم اللہ جہان آبادیؒ مجتبائی۔

لطائف قدوسی مشتمل حالات حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی مجتبائی۔ مؤلفہ حضرت مولانا رکن الدین سجادہ نشین و صاحبزادہ حضرت شیخ المشائخ عبدالقدوسؒ گنگوہی اس مین حضرت کے مفصل حالات ابتداسے آخر تک بطور سوانح عمری کے لکھے ہین اور ہر ایک بیان اور واقعات اور حالات کو ایک ایک لطیفہ سے تعبیر کیا ہے اسی سبب اس کا نام لطائف قدوسی ہے اور کتاب کے آخر مین جو آپنے اشعار وغیرہ لکھے ہین وہ بھی مندرج ہین۔

منتخب مکتوبات قدوسی از حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی بظاہر گو انتخاب ہے۔ مگر عمل کالب لباب ہے اس مین جن مکتوبات ہین جو ۹۳ امکاتیب ہے پیدہ کیے گئے ہین جو سراسر اسرار معرفت و حقیقت سے پُر اور نکات صوفیانہ سے مملو ہین جس کے مطالعہ سے صاحب حق کو ایک خاص طرح کی روحانی لذت حاصل ہوتی ہے اور اُسکے ذوق و شوق کو بڑا فیوض بے انتہا ترقی پیدا ہوتی ہے یہ انتخاب بھی آپ ہی کے خاندان عالیہ قدوسیہ کے کسی بزرگ نے ۱۱۵۹ھ ہجری مین نہایت ہوشمندی سے کیا ہے مجتبائی۔

نزہۃ الارواح فارسی مجتبائی بحواشی جدیدہ مجتبائی۔ تصوف مین بڑی نایاب کتاب ہے اس قسم کی کتاب آج تک دیکھنے مین نہین آئی۔ عبارت نہایت موزون اور شستہ اور معنی مضامین نہایت اعلیٰ۔ اشعار عجیب دلکش و دلفریب مصنفہ رکن الحق والدین حسین ابن عالم ابی الحسن الحسینی اسکی شرح کا خلاصہ حاشیہ پر چڑھایا گیا ہے خط نہایت پاکیزہ جلی قلم۔ خوشخط مطبع نے اس کو دو چند اجزا کرکے نہایت پاکیزگی سے طبع کیا ہے۔

فردوس آسیہ معروف بحواس خمسہ از مولوی عبدالربّ اس مین پانچ حاسہ قائم کیے ہین اول حاسہ مین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل و مناقب صحیح حدیثون اور معتبر کتب تواریخ سے نقل کیے ہین دوسرے تیسرے چوتھے مین خلفاء ثلثہ کے بالترتیب مناقب و محاسن بیان کیے ہین اور پانچوین حاسہ مین اہل بیتؓ کے فضائل و محامد اور حسینؓ کی شہادت کے مفصل حالات ہین یہ کتاب واعظون کے واسطے بہت مفید ہے۔ مجتبائی۔

انیس الجلیس جس مین بڑے عمدہ عمدہ وعظ اور نصائح و حکایات متعلقہ عجیب و غریب جس کے مطالعہ سے پورا واعظ بن سکتا ہے علامہ جلال الدین سیوطی کی تالیف سے ہے مطبع نے اس کتاب کا اردو ترجمہ کراکر نصف صفحہ مین اصلی کتاب اور نصف مین اُس کا ترجمہ کیا ہے۔

گنجینہ معرفت مجموعہ اردو و فارسی سعادت مجتبائی

بدر الشروح

یہ دیوان حافظ کی نایاب اور بے نظیر شرح دلچسپ اور دلنشین تصوف آمیز مضامین اپنے میں لیے ہوئے مدت سے زمانہ کی آنکھوں سے محجوب تھی۔ جہان کے علم دوست اشخاص صرف اس کا نام ہی سن لینے کے لیے ہمہ تن گوش بنے تھے۔ زمانہ کے صوفی منش بامذاق لوگ اس کے دل لگتے اور پھڑکتے ہوئے مضمونوں کے اشتیاق میں عالمِ یاس میں حیران و ششدر کھڑے تھے گویا نقش بدیوار بنے تھے۔ مطبع نے جانی مالی کوششوں سے اس کو بہم پہنچایا اور زیورِ طبع سے آراستہ کر کے مشتاقانِ دیدار کو شیدا و فریفتہ بنایا۔ اور غواصانِ دریائے محویت کو صہبا کا جام پلایا۔ مشہور ہے کہ دیوانِ حافظ دیکھنے سے اللہ والوں پر جذب کی حالت طاری ہو جاتی ہے لہذا یہ شرح اس طریق سے لکھی گئی ہے کہ خود بخود دل کو اپنی طرف کھینچ لاتی ہے اور سالک کو مقام مقام پر پس و پیش سمجھاتی ہے۔ طالبانِ خوش مذاق آئیں اور جتنے نسخے مطلوب ہوں۔ مطبع بھتبائی سے خرید فرمائیں +

اعلان

کاپی رائٹ اس کتاب بدر الشروح کا بذریعہ رجسٹری باضابطہ محفوظ کیا گیا ہے۔ کوئی صاحب بلا اجازت احقر اس کے طبع کے مجاز نہیں۔

احقر محمد عبد الاحد عفا اللہ عنہ الصمد

مدیر مطبع بھتبائی دہلی سنہ ۱۳۳۳ھ